# توضیحی لسانیات

ایچ۔ اے۔ گلیسن (جونیر)

# توضیحی لسانیات

## ایک تعارف

مصنفہ

اچ۔ اے۔ گلیسن (جونیر)

ترجمہ

عتیق احمد صدیقی

ترقیِ اُردو بورڈ ، نئی دہلی

پہلا اردو ایڈیشن ——— 1000 ——— 1979ء ——— 1900ء (شک)


INTRODUCTION TO DESCRIPTIVE LINGUISTICS

BY

H.A. GLEESON (JR.)

قیمت 23 روپے
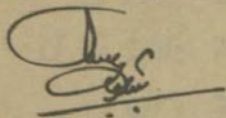


پرنسپل پبلی کیشن آفیسر، بیورو فار پروموشن آف اردو، ویسٹ بلاک 8، آر، کے پورم
نئی دہلی 110022 نے جے۔ کے آفسٹ پرنٹرز 315 جامع مسجد، دہلی سے چھپوا کر ترقی اردو بورڈ
وزارت تعلیم اور سماجی بہبود، نئی دہلی کے لیے شائع کیا۔

# پیش لفظ

کسی بھی زبان کی ترقی کے لیے یہ ضروری ہے کہ اس میں مختلف سائنسی، علمی اور ادبی کتابیں لکھی جائیں اور دوسری زبانوں کی اہم کتابوں کے ترجمے شائع کیے جائیں۔ یہ نہ صرف زبان کی ترقی کے لیے بلکہ قوموں کی معاشی اور سماجی ترقی کے لیے بھی ضروری ہے۔ اُردو میں اسکولوں اور کالجوں کی نصابی کتابوں، بچّوں کے ادب، لغات اور سائنسی کتابوں کی ہمیشہ کمی محسوس کی جاتی رہی ہے۔ حکومتِ ہند نے کتابوں کی اس کمی کو دور کرنے اور اردو کو فروغ دینے کے لیے ترقیِ اردو بورڈ قائم کر کے اعلا پیمانے پر معیاری کتابوں کی اشاعت کا ایک جامع پروگرام مرتب کیا ہے، جس کے تحت مختلف سائنسی و سماجی علوم کی کتابوں کے ترجمے اور اشاعت کے ساتھ لغات، انسائکلوپیڈیا، اصطلاحات سازی اور بنیادی متن کی تحقیق و تیاری کا کام ہو رہا ہے۔

ترقی اردو بورڈ اب تک بچّوں کے ادب کے علاوہ بہت سی نصابی، علمی، ادبی اور سائنسی کتابیں شائع کر چکا ہے جنھیں اردو دنیا میں بے حد مقبولیت حاصل ہوئی ہے، یہاں تک کہ بعض کتابوں کے دوسرے اور تیسرے ایڈیشن بھی شائع ہو رہے ہیں۔ زیرِ نظر کتاب بھی اسی اشاعتی پروگرام کا ایک حصّہ ہے۔ مجھے امید ہے کہ اسے بھی علمی اور ادبی حلقوں میں پسند کیا جائے گا۔

(ڈاکٹر ایس۔ ایم۔ عباس شارب)
پرنسپل پبلی کیشن آفیسر، بیورو فار پروموشن آف اردو،
وزارتِ تعلیم اور سماجی بہبود، حکومت ہند

# مشتملات

# دیباچہ

زبان انسانی معاملات کی اہم ترین اور مخصوص ترین شکلوں میں سے ایک ہے۔ اسی باعث علمی دنیا میں ہمیشہ اس کا ایک خاص مقام رہا ہے۔ تاہم حالیہ برسوں میں اس کی حیثیت میں بڑی تبدیلی ہوگئی ہے؛ ایک زمانے میں زبان کا مطالعہ کلیتاً مخصوص زبانوں تک محدود تھا، خاص طور پر مغربی یورپ کی یا کلاسیکی قدیم زبانوں تک؛ لیکن پچھلی چند نسلوں سے انفرادی زبان کے مطالعے کی جگہ زبان کے وسیع تر تصور نے لے لی ہے۔

سماجی علوم میں سے ہر ایک کو اپنے ارتقا کے ساتھ اپنے دائرہ اثر میں زبان کے مسائل سے بھی دوچار ہونا پڑا۔ نفسیات، سماجیات اور بشریات میں سے ہر ایک نے زبان کی ہر دو اعتبار سے کھوج کی ہے —— کہ یہ انسانی سرگرمی کی ایک شکل ہے اور یہ کہ یہ ایک ایسا نظام ہے جو شخصیت، سماج اور تہذیب میں تفاعلی حیثیت رکھتا ہے۔ زبان تکنیکی مسائل میں بھی در انداز ہوئی ہے اور انجینیروں کو بھی انسانی زبان کی تحقیق پر مجبور ہونا پڑا ہے۔ نتیجتہً آج ہمارے پاس مختلف اور متعدد پہلوؤں سے زبان کے مطالعہ کے مستند طریقے موجود ہیں۔ آج کے نظریاتی علم اور عملی مسائل کے سلسلے میں یہ طریقے ایک دوسرے کو تقویت بہم پہنچاتے ہیں۔

مگر اب سے کچھ پہلے تک ایک طریقۂ کار پر بہت کم توجہ دی جاتی تھی اور وہ ہے توضیحی لسانیات —— یعنی وہ علم جس میں زبانوں کی اندرونی ساخت کے اعتبار سے ان کا مطالعہ کیا جاتا ہے۔ دوسرے طریقہ ہائے کار سے یہ ان معنی میں مختلف ہے کہ یہ انسانی تکلّم کے مختلف پہلوؤں پر توجہ مرکوز کرتا ہے۔ موضوع کے اشتراک اور مختلف قسم کے مسائل

کو حل کرنے کی اس کی صلاحیت کے باعث کئی دوسرے علوم سے اس کا اہم رشتہ قائم ہوجاتا ہے۔

زبان میں بڑھتی ہوئی دلچسپی کے ساتھ ساتھ، مخصوص زبانوں کی تدریس میں بھی انقلاب آگیا ہے۔ بعض ایسی زبانیں جن کو پچھلی نسل کسی خاص توجہ کا مستحق نہیں گردانتی تھی، اب باقاعدہ کلاسوں میں پڑھائی جاتی ہیں۔ لسانی ساختوں کا تنوع جس سے اب ہمیں دوچار ہونا پڑتا ہے، بہت بڑھ گیا ہے، اسی لیے وسیع تر تناظر کی ضرورت پیش آتی ہے۔ اور اسی لیے تدریسِ زبان کے نئے منصوبوں میں توضیحی لسانیات کا عمل دخل لازم ہوگیا ہے۔

بہت سے امریکی کالجوں اور یونیورسٹیوں میں توضیحی لسانیات کے نصابات کا اضافہ بھی اس رجحان کی تائید کرتا ہے۔ پھر یہ نصابات پہلے سے کہیں زیادہ مقبول ہورہے ہیں۔ ماہرینِ بشریات کی تربیت میں تو لسانیاتی عملی طریقے روایتاً شامل ہوتے تھے، زبان کو خاص مضمون کی حیثیت سے پڑھنے والے رومانی علمِ زبان یا اسی طرح کے دوسرے نصابات پڑھتے تھے، یہ نصابات اپنے مشتملات اور نقطۂ نظر کے اعتبار سے بہت مختلف ہوتے تھے، لیکن اب دونوں گروہوں کی ضرورتیں اور دلچسپیاں ہم مرکز ہوتی نظر آتی ہیں، جس سے بہت سے اداروں میں توضیحی لسانیات کے مشترک نصابات میں دونوں گروہوں کے افراد شانہ بہ شانہ بیٹھ سکتے ہیں۔ دوسرے سماجی علوم کے طلبا بھی ایسے ہی پس منظر کی ضرورت محسوس کرنے لگے ہیں۔ لسانیاتی نصابات اب کسی ایک خصوصی درسیات کا حصّہ نہیں رہ گئے اور اب زیادہ مختلف النوع طلبا کو اپنی طرف ملتفت کررہے ہیں۔

اس پیش رفت کو ہی ذہن میں رکھ کر یہ کتاب لکھی گئی تھی۔ اس کے مخاطب صرف وہی حضرات نہیں جو لسانیات کی مہارت حاصل کرنا چاہتے ہیں بلکہ اس میں وسیع تر علمی پس منظر اور دلچسپیوں کو مدِّنظر رکھا گیا ہے۔ اس کتاب کو استعمال کرنے والے بہت سے طالبِ علم متعلقہ علوم میں توضیحی لسانیات کے مقام کو سمجھ سکیں گے۔ لیکن شاید وہ ان علوم کے ساتھ لسانیات کا اختصاصی مطالعہ نہ کر پائیں۔ اسی لیے یہ مناسب سمجھا گیا کہ توجیہات کو وسیع تر انداز میں پیش کیا جائے۔ تاریخی لسانیات، بولیوں کا مطالعہ، نظریۂ ترسیل اور سمعی صوتیات کا بھی مختصر بیان کیا گیا ہے تاکہ یہ دکھایا جاسکے کہ توضیحی لسانیات سے انکا کتنا گہرا تعلق ہے۔ معیّن مقصد یا محدود ضرورتوں کے مطابق ان ابواب کو چھوڑا بھی جاسکتا ہے۔

اس کتاب کی پہلی اشاعت ہارٹ فورڈ سیمناری فاؤنڈیشن میں کئی سال ابتدائی

لسانیات کی تدریس کے نتیجے سے وجود میں آئی تھی۔ اس کے پہلے مسودہ کو متعدد دیگر اداروں کے مختلف نصابات کے سلسلے میں آزمایا گیا تھا۔ ابتدا میں ہی یہ اندازہ ہُوا کہ اس نے لسانیات میں بڑی دلچسپی پیدا کرادی ہے اور پھر یہ اس ذوق و شوق کو برقرار رکھنے کا بھی سبب بنی۔ چھ سال میں میری توقع سے کہیں زیادہ اس کا استعمال ہُوا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مجموعی طور پر یہ آزمائش میں پوری اُتری اور اساتذہ کی روز افزوں تعداد میں مقبول رہی۔ اسی لیے کتاب کے بنیادی ڈھانچہ میں کوئی تبدیلی نہیں کی گئی، البتہ بعض معمولی ترمیمات کی گئی ہیں۔

نئی نظریاتی ترقیات بڑی تیزی سے وجود میں آئی ہیں۔ ایسے سوالات جو قبل ازیں رازِ سربستہ سمجھے جاتے تھے، اب بحث و تمحیص کا موضوع بن چکے ہیں ابتدائی نصابات میں شامل کرنے کے لیے بڑا سرمایہ فراہم ہوگیا ہے۔ ان انتخابات میں اساتذہ میں خاصا اختلاف ہے۔ کسی مناسب حجم کی کتاب میں تمام امکانات کو زیرِ بحث لانا ممکن نہیں رہ گیا ہے۔ تاہم یہ ضروری تھا کہ موضوعات کا انتخاب پہلی اشاعت کے مقابلے میں وسیع تر ہو۔ اب چار ابواب کا اضافہ کردیا گیا ہے۔ ایسے موضوعات کی تعداد بھی خاصی تھی جن کو یا تو بادلِ ناخواستہ حذف کردینا پڑا یا جن کا بہت ہی سرسری ذکر کیا گیا۔ یہ کتاب پھر بھی "مقدمہ" ہی کی حیثیت رکھتی ہے، صرف ایسا مواد اضافہ کیا گیا جو ابتدائی نصابات کے لیے ضروری معلوم ہُوا۔ میں نے کوشش کی ہے کہ معروف نظریات اور آزمائے ہوئے طریقوں کو ہی یہاں پیش کیا جائے، البتہ ایسے مقامات آگئے ہیں جہاں کھانچے چھوڑے بغیر ایسا کرنا ممکن نہیں تھا۔ حقیقت یہ ہے کہ تمام موضوعات کو مبتدیانہ انداز پر ہی زیرِ بحث لایا گیا ہے۔ مزید مطالعے کے لیے اشارے کتابیات میں شامل ہیں۔ یہ شاید لسانیات کے ارتقا کا اشاریہ ہے کہ سخت انتخاب کے باوجود کتابیات کی طوالت اسّی فی صدی بڑھ گئی ہے۔ یہ اضافہ اس بات کا نتیجہ ہے کہ اس میدان کے ادب میں تیزی کے ساتھ توسیع ہوئی ہے۔

اس کتاب کو اعلیٰ درجوں میں یا ایک سمیسٹر والے گریجویٹ کورس میں غیر اہم ابواب کو چھوڑ کر استعمال کیا جاسکتا ہے۔ معاون مطالعاتی تفویضات کے ساتھ یہ عمومی لسانیات کے یک سالہ کورس میں بھی کام آسکتی ہے۔ ایسے Work book

in Descriptive Linguistics کے ساتھ استعمال ہونا چاہیے۔ یہ ورک بک اس کتاب کے ساتھ تیار کی گئی تھی اور اس میں تجزیہ کے لیے ایسی دار مشقیں دی گئی ہیں جن سے اس کتاب میں بیان کردہ طریقوں کی وضاحت ہو جائے۔ صوتیات میں زبانی ہدایات اور مشق مفید ہوگی۔ ہارٹ فورڈ سمیناری فاؤنڈیشن میں یہ مشق چھوٹے گروہوں کو ہفتہ میں تین گھنٹے مشقیہ اجلاس میں کرائی جاتی ہے۔ پھر رفتہ رفتہ ذیلی فونیمی تفصیلات کی طرف توجہ دلائی جاتی ہے اور اس کے بعد عمومی صوتیات کی طرف۔ اس اثنا میں لکچر اور مفوضہ ورک بک کی مشقیں تشکیلیات کے لیے وقف رہتی ہیں۔ اس کورس کے وسط میں باب 15 میں مشق شدہ صوتیات کو تلخیص اور ترتیب کے ساتھ پیش کیا گیا ہے۔ اس سے اگلے ابواب میں فونیمی اصولوں پر گفتگو کے لیے بنیاد فراہم ہو جاتی ہے۔ اگر طلبا نے صوتیات میں پہلے کچھ کام کیا ہو یا صوتی مشقوں کو کلاس کے مباحث سے الگ کرنا ممکن نہ ہو تو کچھ مختلف انتظام درکار ہوگا۔ 15 سے 21 تک ابواب اس طرح لکھے گئے ہیں کہ وہ تشکیلیات کے ابواب سے بالکل آزاد ہیں۔ ان کو باب 6 سے پہلے ہی تفویض کیا جا سکتا ہے۔ اس صورت میں باب 5 مقدمہ کا حصہ سمجھا جائے۔

پہلی اشاعت کا تقریباً تمام مواد اس میں باقی ہے۔ اس کتاب کو وہ کچھ بنانے میں جو یہ تھی، تمام معاونین کے حصے کو اب بھی محسوس کیا جا سکتا ہے اور میری ممنونیت اب بھی اسی طرح ہے جیسے کبھی تھی۔ ان میں خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں، میرے ساتھی پروفیسر جے موریس ہوفیلڈ جنہوں نے میرے ساتھ کئی سال تک ابتدائی لسانیات پڑھائی ہے اور مختلف طریقوں سے میری مدد کی ہے، پروفیسر ڈبلو فری مین ٹوڈل جنہوں نے ہمدردی سے تنقید بھی کی اور ہمت افزائی بھی اور پروفیسر ونفریڈ پی، لیہ مین، پروفیسر ریون آئی میڈیوڈ اور مارک ہناواٹکن جنہوں نے تجرباتی اشاعت کو کلاسوں میں استعمال کیا۔ میں ڈاکٹر فرینکلن ایس۔ کوپر اور ہاسکنز لیبارٹری کا بھی ممنون ہوں جنہوں نے طیف تیار کرنے کے لیے اپنے آلات استعمال کرنے کی اجازت دی۔ پروفیسر کوتن جو اور جناب ترہیو فوکووا نے باب 25 کی تشریحات تیار کرنے میں مدد دی۔ فرانسز گلیسن نے نہ صرف مسودہ کو بار بار ٹائپ کیا

بلکہ دیگر بے شمار طریقوں سے بھی مدد کی جن میں سے مسلسل ہمت افزائی ایک ہے۔

اس کتاب پر نظرِ ثانی کرنے میں میں نے لوگوں کی روز افزوں تعداد سے استفادہ کیا۔ انہوں نے تبصرے کیے، مشورے دیئے یا اپنے طلبا کی دشواریوں کو مجھ تک پہنچایا۔ میں یہاں ان کو نام بنام نہیں گِنا سکتا، لیکن ان سب کے کرم سے گرانبار ہوں۔ ساتھیوں اور دوستوں میں سے کئی نے نئے مواد سے متعلق ابواب کے ابتدائی مسودات کو پڑھ کر اور ان پر تنقید کر کے بڑی استعانت کی۔ وہ جب ان کو پڑھیں گے تو محسوس کرینگے کہ ان کے مشوروں نے اصل کو کتنا سنوار دیا۔ اس طرح کی بیش قیمت مدد کے لیے مجھے جن لوگوں کا ممنونیت کے ساتھ اعتراف کرنا ہے ان میں گلبرٹ اَنسر، ڈونالڈ ہو تھیل، نوام چومسکی، ٹی جیرالڈ دیار، مورس ہال، ایرک پی ہمپ، چارلس ہائن، جے مورس ہول فیلڈ، ڈیل۔ ایچ۔ ہائمز، اشوک کیلکر، لیونارڈ نیو مارک اور ڈبلیو فری مین ٹویڈل ہیں۔ اور بہت لوگوں نے کتابیاتی تبصروں پر رائے زنی کی، ان کی تعداد اتنی ہے کہ جگہ فہرست سازی کی اجازت نہیں دیتی۔ میں ان تمام کا مشکور ہوں۔

آخر میں سب سے زیادہ شکریہ کے مستحق ہارٹ فورڈ سیمیناری فاؤنڈیشن، ٹرینیٹی کالج، لنگوسٹک انسٹی ٹیوٹ اور انڈین لنگوسٹک سوسائٹی کے گرمائی اسکولوں کے میرے طالب علم ہیں۔ انہوں نے میری غلطیوں کو بھگتا اور مجھے سکھایا، بعض صورتوں میں تو اس سے بھی زیادہ کہ جتنا انہوں نے خود سیکھا۔ خاص طور پر وہ چند عزیز زیادہ قابلِ تحسین ہیں۔ جنہوں نے ایسی جرأت سے کام لیکر جو طالب علموں میں کم ہوتی ہے، مجھے بتایا کہ وہ میرے پڑھانے میں، اس کورس میں اور بالعموم اس مضمون میں کیا خامی محسوس کرتے تھے اور وہ لوگ بھی تدریسِ زبان یا تحقیق کے اپنے کام میں لگے تو انہوں نے اپنی تیاری کی اہمیت کو محسوس کیا اور اس کا اعتراف کیا۔

اس کتاب کے باب 18 کے ساتھ ایک 12 انچی طویل ریکارڈ "فونیمک فیلڈ ورک" مع تحریری نقل تیار کیا گیا ہے۔ اسے پبلشر سے حاصل کیا جا سکتا ہے۔

ایچ۔ اے۔ گلیسن

ہارٹ فورڈ، کنیکٹیکٹ

6 مارچ 1961ء

باب

1

# زبان

1.1 آپ کسی اجنبی زبان کو سنتے ہیں تو یوں محسوس ہوتا ہے کہ ایک مسلسل بے ہنگم شور ہے جس کا کوئی مطلب نہیں۔ لیکن خود اس زبان بولنے والے کے لیے معاملہ بالکل مختلف ہوتا ہے۔ آوازوں پر اس کی کوئی توجہ نہیں ہوتی بلکہ وہ اس صورتِ حال کی طرف زیادہ متوجہ ہوتا ہے جو کلام کے اس عمل کی پشت پر ہے اور کم از کم اس کے لیے اس کلام سے ظاہر ہوتی ہے۔ لیکن اس وقوعہ کی اصلیت تک آپ اور وہ دونوں نہیں پہنچ سکے۔ اہلِ زبان اور ایسے لوگ جن کو سننے کا اتفاق کبھی کبھار ہوتا ہے، دونوں ہی زبان کے بارے میں اصل بات نہیں بتا سکتے۔ کچھ لوگ، اور دوسروں کے مقابلے میں امریکی لوگ کہیں زیادہ، زبان کے بارے میں طے شدہ تصوّرات رکھتے ہیں۔ لیکن اس طرح کے خیالات پر بحث کی جائے تو معلوم ہو جاتا ہے کہ یہ زبان کی مکمّل تصویر پیش نہیں کرتے اور بعض اوقات حقائق سے ان کا بہت کم تعلق ہوتا ہے۔ اچھے خاصے تعلیم یافتہ حضرات بھی اپنی زبان کے بارے میں اکثر بہت معمولی سوالوں کے جواب نہیں دے پائے۔ اکثر لوگوں کے خیال میں زبان کسی گہری اور تنقیدی توجہ کا موضوع بننے کے بجائے محض استعمال کا ایک آلہ ہے۔ بات یوں بھی ٹھیک ہو سکتی ہے لیکن بعض انسانی مسائل میں یہ اتنی زیادہ دخیل ہوتی اور ان پر ایسا گہرا اثر ڈالتی ہے کہ ان مسائل کے حل سے زبان کی بناوٹ کی تفہیم میں بہت مدد مل سکتی ہے۔ یوں انسانی سرگرمی کا ہر پہلو قابلِ مطالعہ ہوتا ہے۔ اس طرح بعض عملی وجوہ اور انسان

کے فطری تجسس کے باعث زبان فہم و فراست کے ساتھ مطالعہ کی مستحق قرار پاتی ہے۔

1.2 انسانی زندگی کے مختلف پہلوؤں سے زبان کا ایسا باہمی تعلق ہے کہ اس کا مختلف انداز سے مطالعہ کیا جا سکتا ہے۔ یہ سب انداز مناسب، مفید اور بذاتِ خود دلچسپ ہیں۔ لسانیات وہ علم ہے جس میں زبان کی اندرونی ساخت کے اعتبار سے اسے سمجھنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ یہ کوئی بالکل انوکھا اور الگ تھلگ علم نہیں ہے، ہاں اس کے تحقیقی حدود واضح اور متعین ہیں اور اس کا مخصوص اور موثر طریق کار خاصا ترقی پا چکا ہے۔ بعض بنیادی تصورات اور ضروری معلومات کے لیے اسے دوسرے علوم مثلاً طبیعی سمعیات، نظریہ ترسیل، انسانی تشریحی عضویات، نفسیات اور بشریات سے مدد لینی پڑتی ہے۔ بدلے میں لسانیات ان تمام علوم کے سرمایہ میں اضافہ کرتی ہے اس کا دوسرے علوم سے کتنا ہی گہرا تعلق کیوں نہ ہو یہ پھر بھی ان سے جدا ہے، کیوں کہ اس کی اصل توجہ زبان کی ساخت پر ہوتی ہے۔

1.3 یہ ساخت کیا ہے؟ زبان دو طرح کے مواد سے کام لیتی ہے۔ ان میں سے ایک آواز ہے۔ ہر قسم کا شور و شغب جو انسان کے صوتی آلات سے پیدا ہو سکتا ہے وہ کسی نہ کسی زبان میں کسی نہ کسی طرح استعمال ہو جاتا ہے۔ اور دوسرے وہ تصورات، سماجی صورتِ حال، انسانی وجود کے بارے میں حقائق یا قیاسات اور چیزیں ہیں جن سے انسانی ذہن متاثر ہوتا ہے اور جنہیں دوسرے اشخاص تک پہنچانے کی کوشش کرتا ہے ــــ انگریزی میں ایسی کوئی مناسب اصطلاح نہیں ہے جو ان سب کا احاطہ کر سکے۔ جہاں تک لسانیات کا تعلق ہے، ان دونوں کو بآسانی "بیان" اور "مضمون" سے موسوم کیا جا سکتا ہے۔

غیر ملکی جو صرف گڈمڈ آوازیں سنتا ہے، اس نے زبان کو سنا ہی نہیں۔ یہاں تک کہ اس حصے کو بھی نہیں جسے ہم بیان کہتے ہیں۔ جو کچھ اس نے سنا وہ صرف آوازیں ہیں جنہیں زبان پیام رسانی کے لیے استعمال کرتی ہے۔ یہ ماہر لسانیات کا میدان نہیں ہے، بلکہ ماہر طبیعیات کا ہے۔ موخر الذکر سلسلۂ کلام کا آوازوں میں تجزیہ کر کے ان کے بارے میں بہت کچھ معلوم کر سکتا ہے۔ اس کی تحقیقات عملی اور نظریاتی اہمیت کی حامل ہیں۔ ٹیلیفون، ریڈیو اور بہت سے برقی آلات کی ساخت بڑی حد تک ایسی ہی تحقیقات

کی مرہونِ منت ہے ۔ وہ لسانیات کو بھی بنیادی معلومات فراہم کرتے ہیں اور ایسے ہی اور بہت سے دوسرے علوم کو بھی جن میں نفسیات تشریحی عضویات اور خود طبیعیات شامل ہیں
ماہر لسانیات کا تعلق آواز کی اس حیثیت سے ہے کہ وہ ترسیل اطلاع کا ایک ذریعہ ہے ۔ یہ کام انجام دینے کے لیے کلام گڈمڈ آوازوں سے، جیسا کہ انہیں کوئی غیر ملکی محسوس کرتا ہے، بالکل مختلف ہوگا۔ درحقیقت یہ ایک مربوط نظام یا ساخت ہے اور یہ ساخت ہی لسانیات کے موضوع کا میدان ہے ۔ ماہر لسانیات کلام کا تجزیہ خاص قسم کی آوازوں کے مرتب تسلسل یا آوازوں کے تسلسل کی حیثیت سے کرتا ہے۔ مرتب ہونے سے مراد سانچوں کی ایسی پیچیدہ ترکیبیں ہیں جو استعمال میں بار بار دہرائی جاتی ہیں اور جن کی کم از کم جزدی طور پر پیش قیاسی کی جاسکتی ہے یہ سانچے ہی بیان کا ڈھانچہ تیار کرتے ہیں اور یہ بیان ماہر لسانیات کے نقطہ نظر سے زبان کا جزو اعظم ہے ۔

اہلِ زبان کی توجہ کا مرکز گفتگو کا موضوع ہوتا ہے ۔ ہوسکتا ہے یہ کوئی صورت حال ہو جسے بیان کیا جارہا ہے، کچھ تصورات ہوں جو پیش کیے جارہے ہیں، یا کوئی سماجی ضابطہ ہو جس کا اعادہ کیا جارہا ہے ۔ ان میں سے ماسوا ان آوازوں کے جو کلام کا ابلاغ کرتی ہیں کوئی بھی زبان نہیں ہے ۔ جہاں تک کلام یا آوازوں کا تعلق ہے گفتگو کا موضوع ان کے سمت مقابل میں رہتا ہے۔ قائل ایک ترتیب کار ساخت کے پیش نظر یہ سمجھتا ہے کہ وہ کس بارے میں گفتگو کررہا ہے ۔ اسی سے وہ توضیح کے لیے بعض شکلوں کا انتخاب کرتا ہے اور یہ طے کرتا ہے کہ وہ ان کو کس طرح باہمی طور پر مربوط کرے گا ۔ اسی سے صورت حال خاص انداز سے اجزا میں تقسیم ہوجاتی ہے ۔ یہ مخصوص شکلیں آوازوں کے مذکورہ بالا انداز میں سانچوں کی تشکیل کرتی ہیں جو مکرر واقع ہوتے ہیں اور جن کی کم از کم جزوی طور پر پیش قیاسی کی جاسکتی ہے ۔ یہ مکرر واقع ہونے والے سانچے "مضمون" کی بناوٹ کے ذمہ دار ہیں جو ماہر لسانیات کے نقطۂ نظر سے زبان کا دوسرا بڑا جز ہے ۔

پھر یہ دونوں بناوٹیں باہمدگر متعلق اور متاثر ہوتی ہیں ۔ بیان کی بناوٹ کے اجزا مخصوص طریقوں سے مضمون کی بناوٹ کے ساتھ گتھے رہتے ہیں ۔ ان دو پیچیدہ بناوٹوں کے درمیان تعلق بھی خاصا پیچیدہ ہوتا ہے ۔ ہر زبان میں یہ دوسری زبانوں سے مختلف ہوتا ہے ۔ یہ اختلاف گہرے اور وسیع بھی ہوسکتے ہیں یا نسبتاً بہت خفیف بھی لیکن ہر صورت

میں دونوں بناوٹیں کافی پیچیدہ اور ان کا باہمی تعلق کافی تخصیصی ہوتا ہے۔

1.4 اہل زبان اس پیچیدہ ذریعہ کو بسہولت تمام اور اس کی ترکیب و ترتیب کا کوئی خیال کیے بغیر استعمال کرتے ہیں انہیں یہ سادہ اور فطری معلوم ہوتا ہے۔لیکن دنیا کی تین ہزار زبانوں میں سے کوئی دوسری زبان بولنے والے کے لیے حالت بالکل مختلف ہو سکتی ہے۔ ہو سکتا ہے کہ یہ اسے کڈھب، غیر منطقی بلکہ مضحکہ خیز معلوم ہو۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ اجنبی زبان اپنی زبان سے صرف مختلف ہوتی ہے۔کسی زبان کی صحیح شکل صرف اسی وقت سامنے آسکتی ہے جب ہم زبانوں پر زیادہ معروضی نظر ڈالیں۔ اس نظر سے دیکھئے تو احساس ہوتا ہے کہ زبانیں کتنی پیچیدہ، ایک دوسرے سے آزاد اور پھر بھی اپنے مقاصد کے لیے انتہائی موزوں و مناسب ہوتی ہیں۔ یہ وہ خصوصیات ہیں جو تمام اختلافات کے باوجود سب زبانوں میں مشترک ہیں۔

1.5 زبان کی بناوٹ کے دہرے پن کو ایک مثال سے واضح کیا جا سکتا ہے۔ اس کتاب کے اگلے حصّے میں زیادہ فنی بیانات میں مزید مثالیں آئیں گی، لیکن ذیل کی مثال سے فنی تصوّرات اور پیچیدہ اصطلاحات استعمال کیے بغیر بعض امکانات کی نشان دہی ہوتی ہے۔

توس قزح یا منشور مثلثی ( prism ) کی شعاعوں کو لیجیے۔ رنگوں کا ایک سرے سے دوسرے سرے تک ایک تدریجی تسلسل ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ کسی ایک نقطہ پر دو پاس پاس کے رنگوں کے درمیان بہت معمولی سا فرق ہوگا۔لیکن اس کا ذکر کرتے وقت ایک امریکی شخص رنگوں کی فہرست کچھ اس طرح بنائے گا۔ سرخ، نارنگی، زرد، سبز، نیلا، اودا ۔ رنگوں کا یہ تدریجی تسلسل جو فطرت کے ایسے مظاہر میں موجود ہیں زبان میں مختلف انواع کے سلسلوں کی شکل میں ظاہر ہوتا ہے۔مضمون کی تشکیل کی یہ ایک مثال ہے۔ شعاعوں یا انسان کے احساس میں کوئی ایسی خلقی کیفیت نہیں جو کسی ایسی ہی تقسیم پر مجبور کر سکے۔تقسیم کا یہ مخصوص انداز خود انگریزی زبان کی ساخت کا ایک جز ہے۔

اس کے برخلاف دوسری زبانوں کے بولنے والے رنگوں کی تقسیم دوسرے طریقے پر کرتے ہیں ذیل کی شکل سے ظاہر ہوتا ہے کہ انگریزی، شونا (Shona) (روڈیشیا

کی ایک زبان) اور باسا ( Bassa ) ( لائبیریا کی ایک زبان) کے بولنے والے کسی طرح شعاعوں کے ان رنگوں کو تقسیم کرتے ہیں۔

انگریزی

| سرخ | نارنجی | زرد | سبز | نیلا | اودا |
|---|---|---|---|---|---|

شونا

| cipsʷuka | cicena | citema | cipsʷuka |
|---|---|---|---|

باسا

| ziza | hui |
|---|---|

شونا بولنے والا شعاعوں کو تین بڑے حصّوں میں تقسیم کرتا ہے Cipsʷuka دوبار آتا ہے لیکن اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ اودے اور سرخ سرے جن کو وہ ایک ہی قسم میں رکھتا ہے، شکل میں الگ الگ دکھائے گئے ہیں۔ یہ بات بھی خاصی دلچسپ ہے کہ citema میں سیاہ اور cicena میں سفید رنگ بھی شامل کیے جاتے ہیں۔ ان تین ناموں کے علاوہ دوسرے رنگوں کے لیے ناموں کی بڑی تعداد ہے۔ ان کو انگریزی کے crimson, scarlet, vermilion کے مقابل رکھا جا سکتا ہے، جو سب کی سب سرخ کی مختلف قسمیں ہیں۔ شعاعوں کو تین یا چھ رنگوں میں تقسیم کرنے کا دستور اس بات کی علامت نہیں ہے کہ رنگوں کے محسوس کرنے میں بینائی کا کوئی فرق ہے، بلکہ صرف اس بات کا اظہار ہے کہ زبان کیسے مختلف طریقوں سے انہیں تقسیم کرتی ہے۔

باسا بولنے والا رنگوں کو دوسری طرح تقسیم کرتا ہے یعنی صرف دو حصّوں میں۔ باسا میں خاص رنگوں کے لیے اور بہت سے نام ہیں، لیکن عام رنگوں کے لیے صرف یہی دو ہیں۔ کوئی بھی امریکی انگریزی میں رنگوں کی چھ حصّوں میں تقسیم کو بآسانی بہتر قرار دے سکتا ہے۔ بعض مقاصد کے لیے شاید یہ بات ٹھیک بھی ہو، لیکن بعض دوسروں کے لیے اس میں واقعی دشواریاں بھی ہو سکتی ہیں۔ ماہرینِ نباتیات کی تحقیق یہ ہے کہ اگر پھولوں کے رنگوں پر بحث کی جائے تو ان میں تعمیم کرنا مشکل ہو گی۔ زرد، نارنگی اور بہت سے سرخ ایک ہی سلسلے کے اجزا ہیں؛ نیلا اودا اور سرخی مائل اودا دوسرے کے۔

ان دو سے ان ضروری امتیازات کا اظہار ہوتا ہے جو نباتاتی توضیح کے لیے بنیادی حیثیت رکھتے ہیں۔ حقائق کو جامع طور پر بیان کرنے کی خاطر ان دو گروہوں کے لیے دو نئے اور عمومی نام وضع کرنے پڑے cyanic اور xonthic باسا بولنے والے ماہر نباتیات کو ایسی ضرورت درپیش نہیں آئے گی۔ اس کے مقصد کے لیے ziza اور hui کافی ہوں گے کیوں کہ یہ شعاعوں کو تقریباً اسی انداز میں تقسیم کرتے ہیں جو اس مقصد کے لیے ضروری ہے۔

1.6 زبان کے بیان والے حصّے کی بناوٹ کے سلسلے میں اب ایک آسان سی توضیح کو لیجیے۔ انگریزی میں استعمال ہونے والی آوازوں کی گروہ بندی مصمتوں اور مصوتوں (اور بعض دوسری انواع) میں کی جاتی ہے۔ یہ بعض مقررہ اصولی طریقوں پر ارکان میں ترتیب پاتے ہیں۔ ہر رکن میں ایک اور صرف ایک مصوتہ کی آواز ہونی چاہیے۔ اس میں مصوّتے سے پہلے ایک یا دو اور بعد میں ایک یا دو مصمتے ہو سکتے ہیں۔ استعمال ہونے والے زنجیروں میں خاصی پیچیدہ پابندیاں ہوتی ہیں۔ ریاضیاتی طور پر انگریزی کی آوازوں کے جو ممکن زنجیرے بن سکتے ہیں ان میں سے بہت تھوڑے سے انگریزی کی بناوٹ کے سانچوں میں کھپتے ہیں۔ ان میں سے بھی سب استعمال نہیں ہوتے اگرچہ نہ استعمال ہونے والے بھی ضرورت کے وقت دستیاب ہو سکتے ہیں۔ شاید کسی نئی ضرورت کے باعث ving جیسا کوئی لفظ نمو پذیر ہو جائے۔ کچھ ہی سال ہوئے غیر استعمالی امکانات کے ذخیرے میں سے Shmoo لیا گیا لیکن ngvi بعید از قیاس ہوگا۔

آوازوں کے قابل جواز زنجیروں میں سے چھ کو ان چھ اجزا سے قدرے مناسبت ہے، جن میں انگریزی کا لسانی مزاج شعاعوں کو متشکل کرتا ہے۔ یہ جانے پہچانے سرخ، نارنگی، زرد، سبز، نیلا اور اودا ہیں۔ بیان اور مضمون کی یہ مناسبت صرف روایتی ہے اس کا کوئی سبب نہیں ہے کہ مزید چھ کیوں استعمال نہیں ہو سکتے۔ یا یہی چھ شعاعوں کے دوسرے حصوں کے ساتھ کیوں منسوب نہیں کیے گئے۔ اس کا سبب علاوہ ازیں کچھ نہیں کہ انگریزی کا طریقہ یہی ہے، اور یہ ایسے رواج ہیں کہ ایک دوسرے کو بات سمجھانے کے لیے ان کی بڑی حد تک پابندی ضروری ہے۔ تاریخ زبان کے کسی دور میں یہ رواج مستقل ہو گئے اور تب سے تدریجی تبدیلی کے ساتھ برقرار ہیں اپنی اصلیت کے اعتبار سے

اس طرح کے تمام رواج کم و بیش اتفاقی انتخاب کا نتیجہ ہوتے ہیں۔ یہ بھی اتفاقی بات ہے کہ شعاعوں کو اس طرح تقسیم کیا گیا یا یہ کہ ممتاز رنگوں کو مخصوص نام دیئے گئے یا یہ کہ جن آوازوں سے یہ بنے وہ اس طرح مرتب تھیں کہ یہ الفاظ ممکن ہو سکے۔ یہ غیر منطقی حقائق اور ایسے ہی بہت سے اور انگریزی کے وجود کا سبب ہیں۔ ہر زبان ایسا ہی خود مختارانہ نظام ہے۔

1.7 جہاں تک زبان کا لسانیات سے تعلق ہے، اس کے تین اجزا ہیں۔ بیان کی ساخت، مضمون کی ساخت اور ذخیرۂ الفاظ۔ ثانی الذکر میں مضمون و بیان کے تمام تخصیصی رشتے شامل ہیں، یعنی عام اصطلاحات اور ان کے معنی۔

ذخیرۂ الفاظ میں اخذ و ترک کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔ یہ حصہ سب سے زیادہ غیر مستقل ہوتا ہے اور زبان کے تین مشتملات میں سب سے کم اس کے مزاج کا حامل۔ ذخیرۂ الفاظ کا وہ حصہ جو اکثر بدلتا رہتا ہے بعض اوقات عامیانہ زبان "slang." کہلاتا ہے لیکن سنجیدہ اور باوقار الفاظ بھی برابر وجود میں آتے رہتے ہیں اور استعمال سے خارج ہوتے رہتے ہیں اور صرف ادب میں باقی رہ جاتے ہیں، ان کے وجود سے ادب کے زمانے کا تعین ہوتا ہے۔ کچھ الفاظ دوسروں کے مقابلے میں زیادہ پائدار ہوتے ہیں، لیکن ان میں سے کوئی بھی غیر فانی نہیں ہوتا۔ حتیٰ کہ سب سے زیادہ مانوس اور عام استعمال کے الفاظ بھی جن کے بارے میں یہ توقع ہوتی ہے کہ سب سے زیادہ پائدار ہیں۔ بیس فی صدی فی ہزار سال کی شرح سے مرتے رہتے ہیں۔

علاوہ ازیں فرد کی زندگی میں الفاظ کی حیات و ممات مجموعی طور پر کسی طبقے کی زبان سے کہیں زیادہ تیز رفتار ہوتی ہے۔ اوسط درجہ صلاحیت کا ہر آدمی تین لفظ روز سیکھتا ہے۔ ایک سال میں ایک ہزار سے زیادہ۔ اور پرانے الفاظ کچھ کم تر لیکن خاصی شرح سے بھولتا رہتا ہے۔ یہ تعداد قلیل ترین ہونی چاہیے۔ کیونکہ بعض لوگوں کا مجموعی ذخیرہ الفاظ اتنا ہوتا ہے کہ جس کا اکتساب زیادہ تیز حصولی کے بغیر ممکن نہیں۔ خواہ یہ تیزی زندگی میں تھوڑے ہی عرصے کے لیے ہو۔

ایسا کوئی طریقہ مضمون کی ساخت میں تبدیلی کی شرح کا پتہ لگانے کے لیے ہمارے پاس نہیں ہے۔ ذخیرۂ الفاظ کی تحصیل، خاص طور پر فنی اصطلاحات جو نئے نظریات کی تحصیل

سے متعلق ہوں، بعض معمولی تبدیلیاں پیدا کرتی ہیں، لیکن یہ بالکل بدیہی امر ہے کہ یہ تبدیلی زبان کی بنیادی خصوصیات کو کم تر ہی متاثر کرتی ہے۔ بیان کے سلسلے میں حقائق زیادہ واضح ہیں۔ اگر کوئی دوسری زبان نہ سیکھی جائے تو سن بلوغ کو پہنچنے کے بعد کم ہی لوگ زبان میں کچھ اضافہ، تخفیف یا اس کی آوازوں کے بنیادی سانچوں میں کوئی تبدیلی کر سکتے ہیں۔ قواعدی ساختوں میں اضافہ ہو سکتا ہے، لیکن اس کی شرح رفتار ذخیرۂ الفاظ کے اضافے سے کہیں کم ہوتی ہے۔ ذخیرۂ الفاظ زبان کی سب سے ناپائدار خصوصیت ہے۔

1.8 آپ دیکھیں گے کہ کسی دوسری زبان کے سیکھنے میں الفاظ نسبتاً آسان ہوتے ہیں۔ حالانکہ یہ بھی حقیقت ہے کہ طلبا الفاظ ہی سے سب سے زیادہ گھبراتے ہیں۔ مضمون اور بیان کی ساختوں پر عبور حاصل کرنا کہیں دشوار ہوتا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ نئی زبان کو سیکھنے میں) آپ کو اپنے ذہن کو اس خیال کی غلطی سے آزاد کرنا پڑے کہ ہر چیز واحد ہے یا جمع۔ ہو سکتا ہے کہ نئی زبان واحد، تثنیہ اور جمع (یہاں مراد تین یا زیادہ) کا استعمال کرتی ہو۔ یا شاید نئی زبان اس بارے میں کوئی توجہ ہی نہ دیتی ہو۔ انگریزی بولنے والے کسی مذکورہ شے کی تعداد کے ذکر کے بغیر کوئی بات کہہ ہی نہیں سکتے۔ یہ لازمی ہے، خواہ اس کا کوئی تعلق ہو یا نہ ہو۔ چینی زبان میں اشیا کا واحد یا جمع ہونا اسی وقت ذکر کیا جاتا ہے جب بولنے والا اس اطلاع کو ضروری خیال کرتا ہے۔ چینی کے تجربے سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ایسی ضرورت شاذ و نادر ہی ہوتی ہے، کیوں کہ اس زبان میں کبھی اتفاق سے ہی تعداد کی طرف اشارہ کیا جاتا ہے۔

اور بھی بہت سی مثالوں میں آپ کو خیال اور صورت حال کے بیان کی عادتوں میں ایسی ہی تبدیلیاں کرنی پڑیں گی۔ مثلاً آپ کو یہ سیکھنے کی ضرورت ہو سکتی ہے کہ آپ ہر عمل کو مکمّل یا نامکمّل خیال کریں اور کوئی خاص ضرورت نہ ہو تو عمل کے وقت کو بالکل نظر انداز کر دیں۔ خیال اور احساس کی یہ نئی تنظیم ایسی تبدیلیوں سے کہیں زیادہ گہرا اثر ڈال سکتی ہے۔ انگریزی کی طرح بعض زبانوں میں صورت حال کا تجزیہ عامل اور عمل کی حیثیت سے نہیں کیا جاتا۔ اس کے بجائے بنیادی انفصال کی جہت اور ہی ہوتی ہے، جس کا انگریزی میں ادا کرنا ممکن نہیں۔ زبانوں کے بعض اس طرح کے اختلافات کا ذکر بنجمن ایل۔ ہارف نے کیا ہے۔ ان کے پیش کردہ ضابطوں پر کافی لے دے ہوئی ہے

اور شاید ابھی یہ کڑی آزمائش کے متحمل بھی نہیں ہو سکتے، لیکن یہ مقالات بہت خیال انگیز ہیں اور ان کے مطالعہ سے لسانیات و زبان کا ہر طالب علم مستفید ہو سکتا ہے۔

آپ کو آوازیں نکالنے اور سننے کی عادتوں کو بھی نئے سرے سے منظم کرنا پڑے گا۔ آپ کو بعض ان آوازوں میں امتیاز کرنا سیکھنا ہوگا جن کو آپ نے یکساں سمجھنا سیکھا ہے۔ آپ دیکھیں گے کہ بعض آوازیں جو انگریزی میں ایک دوسرے سے مختلف ہیں، ان کا عمل ایک جیسا ہے اور آپ کو یہ سیکھنا ہوگا کہ آپ پر بھی ان کا ردِ عمل ایک ہی آواز جیسا ہو۔ ایسے سانچے جو ناممکن معلوم ہوتے ہوں بالکل آسان بنانے ہوں گے اور آپ کو بعض انگریزی سانچوں سے گریز کرنا ہوگا جو آپ کو فطرتِ ثانیہ معلوم ہوتے ہیں۔

مگر سب سے زیادہ دشوار بات یہ ہے کہ یہ گہری تبدیلیاں معمول بن جائیں۔ آپ کو یہ سیکھنا ہوگا کہ آپ انہیں کوشش اور شعوری توجہ کے بغیر استعمال کر سکیں۔ سیکھنے کے اس عمل میں مسلسل اور باقاعدہ مشق ضروری ہے۔ اعلیٰ صلاحیت معاون ہو سکتی ہے لیکن غالباً اس سے کہیں کم جتنا عام طور پر قیاس کیا جاتا ہے۔ زبان کی ساخت کے بنیادی اصولوں یعنی جدید لسانی تحقیقات کے نتائج کی تفہیم خواہ ناگزیر نہ ہو لیکن کئی حیثیتوں سے مددگار ہو سکتی ہے۔

1.9 جب ہم کسی کو اپنی زبان بولتے ہوئے سنتے ہیں تو صرف وہی نہیں سنتے جو کہا جا رہا ہے، بلکہ بولنے والے کے بارے میں بھی کچھ سنتے ہیں۔ اگر وہ کوئی شناسا ہے تو ہم اسے پہچانتے ہیں۔ اگر نہیں تو ہم اسے مذکر یا مونث کی حیثیت سے شناخت کر سکتے ہیں اور شاید اس کی عمر، اس کی تعلیم، اور اس کے سماجی پس منظر کے بارے میں کوئی خیال قائم کر سکتے ہیں۔ کسی شخص کی آواز ترسیل میں کم از کم دو کام انجام دیتی ہے۔ ایک لسانی ہے وہ یہ کہ یہ زبان کے بیانیہ نظام کے ذریعہ کا کام دیتی ہے۔ اور دوسرا غیر لسانی، وہ یہ کہ یہ بولنے والے کے بارے میں مختلف قسم کی معلومات بہم پہنچاتی ہے۔

مجملاً یہ امتیاز سادہ لوح اشخاص تک کر سکتے ہیں۔ اگر دوسرے کی کہی بات کو ہو بہو "دہرانے" کے لیے ہم سے کہا جائے تو (اگر ہمارا حافظہ ٹھیک کام کر رہا ہو) ہم زبان کے بیانیہ نظام پر مشتمل ہر خصوصیت کو دہرا دیں گے۔ یعنی زبان ہو تو ہم مضمون کی تفہیم کے بغیر بھی یہ کر سکتے ہیں۔ اس عمل میں ہم لسانی لازمی خصوصیات کے علاوہ کسی اور چیز کو دہرانے کی کوشش نہیں کرتے۔ لیکن اگر ہم سے نقل اتارنے کے لیے کہا جائے تو ہم صرف لسانی

خصوصیات ہی کا نہیں بلکہ ہر محسوس خصوصیت کا چربہ اتارنے کی کوشش کرتے ہیں، کچھ ہی لوگ کامیابی سے نقل اتار سکتے ہیں جب کہ ہر اہل زبان شاید ذراسی مشق سے، اپنے حافظہ کے مطابق دہرانے کا عمل ہو بہو کر سکتا ہے۔

1.10 بیانیہ نظام میں سب سے اساسی عنصر فونیم ہے۔ یہ آواز کی وہ خصوصیات ہیں جو کسی زبان کے سب بولنے والوں میں مشترک ہوتی ہیں اور جو بار بار دہرائے جانے میں یکساں ادا ہوتی ہیں کسی بھی زبان میں فونیم کی تعداد متعین اور بالعموم قلیل ہوتی ہے انگریزی میں چھیالیس فونیم ہیں[1]۔ آئندہ تین ابواب میں ان کی شناخت اور توضیح کی جائے گی اکائیوں کی اسی محدود فہرست سے پورے بیانیہ نظام کی تعمیر ہوتی ہے۔ کئی اعتبار سے فونیم کیمیا کے عناصر کے مماثل ہیں جو تعداد میں نوے بچانوے ہیں اور جن سے تمام مادے بنتے ہیں۔

فونیم ایک ایسا اساسی تصوّر ہے (ایسے ہی تصوّر اور بھی بہت سے علوم میں مل جائیں گے) کہ اس کی متعین تعریف مشکل ہے۔ لیکن آگے بڑھنے سے قبل کوئی نہ کوئی کام چلاؤ تحدیدِ تخصیص ضروری ہوگی۔ ذیل کے مندرجات کی حیثیت موضوع کے ابتدائی تعارف سے زیادہ نہیں ہے لیکن اس سے یہ ممکن ہوجائے گا کہ ہم تجزیہ شروع کرسکیں اور انگریزی کے فونیم کا شمار کرسکیں۔ ان میں بار بار توسیع و ترمیم کی جائے گی۔ دراصل آئندہ تین ابواب میں اطلاقی عمل سے ہی تصحیح و ترمیم ہوتی رہے گی۔

یہ بات ذہن میں رکھتے ہوئے ہم فونیم کی یوں تعریف کرسکتے ہیں کہ یہ تقریری زبان کے بیانیہ نظام کی قلیل ترین صورت ہے جس کے ذریعے کہی گئی اور کہی جاسکنے والی بات میں امتیاز کیا جاتا ہے۔ اگر دو ملفوظے ( utterances ) اس طرح ایک دوسرے سے مختلف ہیں کہ سامع کو مختلف مضمون (معنی) کا خیال دلا سکیں تو یہ صرف اس وجہ سے ہوگا کہ بیان میں کچھ فرق ہے۔ یہ فرق معمولی بھی ہوسکتا ہے اور غیر معمولی بھی۔ سب سے کم فرق جو مختلف معنی کے ملفوظوں میں فرق پیدا کرسکتا ہے۔ ایک فونیم کا اختلاف ہوتا ہے۔ کسی زبان کے فونیمی نظام کو پیش کرتے ہوئے مکمل عملی اطلاق کی صورت میں ہی اس کی توضیح آئینہ ہوسکتی ہے، کیوں کہ مختصر طور پر یہ ممکن نہیں اس لیے دوسرے، تیسرے اور چوتھے باب میں انگریزی

---

[1] اردو میں بھی فونیم کی تعداد چھیالیس ہی ہے۔

کے فونیم کو پیش کرنے سے پہلے کوئی توضیحی مثال نہیں دی جائے گی۔

1.11 اس تعارف سے پہلے فونیم کے بارے میں دو باتوں کی طرف صراحتاً اشارہ کر دینا ضروری ہے۔

فونیم کسی ایک زبان کے نظام کا حصہ ہوتے ہیں۔ مختلف زبانوں کے فونیم مختلف اور اکثر و بیشتر متباین ہوتے ہیں۔ اسی باعث غیر ملکی ایسی گڈمڈ آوازیں سنتا ہے جنہیں وہ دہرا نہیں سکتا۔ ناآشنا زبان کی آوازیں اس کے اپنے فونیمی نظام میں نہیں کھپتیں۔ اس لیے ایک سادہ سے بول میں بھی وہ کسی ترتیب کا ادراک نہیں کر سکتا۔ اگر ایک زبان کے فونیم کے بارے میں کہی ہوئی بات کسی دوسری زبان کے فونیموں پر بھی صادق آجائے تو اسے اتفاق ہی سمجھنا چاہیے۔

فونیم بول چال کی زبان کے ساتھ مخصوص ہیں۔ تحریری زبان کی اپنی بنیادی اکائی ہوتی ہے: "ترسیمیہ" اس کے بارے میں کچھ اور آگے لکھا جائے گا۔ ضرورتاً مثالوں کے لیے تحریری الفاظ دیے جاتے ہیں، لیکن یہ خاطر نشان رہے کہ تحریری شکلیں فونیم کی مثال نہیں ہوتیں اور نہ ہو سکتی ہیں۔ تحریری شکل سے جس ملفوظی آواز کے اظہار کی توقع ہوتی ہے وہی زیر بحث فونیم کی مثال پیش کرتی ہے۔ اس سے لازماً ادائے مطلب میں ایک بڑی دقت پیدا ہوتی ہے۔ مثالوں کے الفاظ اس خیال کو سامنے رکھ کر منتخب کیے گئے ہیں کہ کم و بیش تمام امریکی ان کا یکساں تلفظ کرتے ہیں۔ ان میں شک نہیں کہ مختلف بولیوں اور مصنف وقاری کی انفرادی خصوصیات کے باعث انتخاب کا یہ اصول بعض مثالوں میں ناکام ہو جاتا ہے۔ لیکن ایسی مثالوں سے استدلال باطل نہیں ہوتا۔ بعض امریکیوں کے لیے دوسری مثالوں کی ضرورت ہو سکتی ہے، لیکن ایسی مثالیں مل سکتی ہیں جن سے پھر یہی نتائج نکلیں۔

1.12 امریکی لوگ جس طرح زبان کے بارے میں سوچتے ہیں وہ یکسر انگریزی کی تحریری شکل سے متعلق ہے۔ بے شک تحریری زبان بھی لسانیاتی چھان بین کے لئے مناسب اور اہم موضوع ہو سکتی ہے لیکن یہ ناواقف شخص کو گمراہ کر سکتی ہے۔ زبان کے بارے میں امریکیوں کی بہت سی غلط فہمیاں اسی باعث ہیں کہ وہ تحریری زبان کی ماہیت اور بندشوں کو ذہن میں نہیں رکھتے۔

تحریری زبان محدود معنی میں آزاد ہوتے ہوئے بھی تقریر کی زبان کا مثالی عکس ہوتی ہے۔ اصل کلام کی تصویر کی حیثیت سے یہ لازماً نامکمل اور ناقص ہوتی ہے۔ تحریری زبان کی بناوٹ کو سمجھنے کے لیے یا تو تقریری زبان سے بار بار مقابلہ کرنا پڑے گا یا اٹکل پچوؤں سے کام لینا ہوگا۔ افسوس ناک بات یہ ہے کہ زیادہ تر آخر الذکر ہی کا سہارا لیا جاتا ہے۔ مزید برآں یہ قیاسات زبان کے عمومی مزاج (توضیحی لسانیات کے نتائج) کی واقفیت کے بجائے مفروضہ منطقی تصور، مابعد الطبیعیات اور تعصبات پر مبنی ہوتے ہیں۔ منطق اور مابعد الطبیعیات اہم علوم ہیں اور زبان کی تفہیم میں وقیع حصہ لے سکتے ہیں لیکن رواجی طور پر جس طرح ان کا اطلاق ہوتا ہے اس سے نہ ان کے ماں دان میں کوئی اضافہ ہوا ہے اور نہ زبان کی ساخت کی تشریح و توضیح میں۔ لسانیات تحریری زبان کے مطالعہ سے پہلے تقریری زبان سے چھان بین کا آغاز کرتی ہے۔ یہ بات تحریری ادب کی طویل تاریخ رکھنے والی زبانوں، مثلاً انگریزی کے بارے میں بھی اتنی ہی درست ہے جتنی دور افتادہ قبائل کی ان زبانوں کے بارے میں جنہیں تحریر کے امکان تک کی خبر نہیں۔

1.13 بیانیہ نظام کی دوسری بنیادی اکائی مارفیم ہے۔ اس کی بھی ٹھیک تعریف نہیں کی جاسکتی اور اس کی بحث کے لیے کئی ابواب رکھے گئے ہیں۔ مگر فی الوقت ہم مارفیم کی تخصیص اس طرح کر سکتے ہیں کہ یہ زبان کے بیانیہ حصہ کا وہ جز ہے جو مضمون کے ساتھ رشتے میں منسلک ہو جاتا ہے۔ مارفیم ایک یا کئی فونیم سے مل کر بنتا ہے۔ مارفیم اور فونیم میں بنیادی فرق یہ ہے کہ فونیم کا مضمون سے کوئی تعلق نہیں ہوتا، یعنی فونیم کوئی معنی نہیں رکھتا، مارفیم بامعنی ہوتا ہے۔

انگریزی کے اکثر مفرد الفاظ مارفیم ہوتے ہیں۔ دوسرے دو یا زیادہ مارفیم پر مشتمل ہوتے ہیں۔ فونیم کی طرح مارفیم بھی متعین اور پیچیدہ سانچوں کے مطابق ترکیب پاتے ہیں۔ بیانیہ ڈھانچہ انہیں دو بنیادی اکائیوں کے سانچوں کی ترکیب و ترتیب کا مجموعہ ہوتا ہے۔

1.14 فونیم اور مارفیم کو بنیادی اکائی کے طور پر استعمال کرکے ماہرین لسانیات زبان کے بیانیہ حصہ سے متعلق جامع نظریات مرتب کرنے اور الگ الگ زبانوں کے بیانیہ نظاموں کے بارے میں تفصیلی اور جامع تصریحات پیش کرنے میں کامیاب ہو سکے ہیں۔ اسی کو توضیحی لسانیات کہا جاتا ہے۔ علم لسان کی یہ بنیادی شاخ ہے۔ دوسری شاخیں یہ ہیں: تاریخی

لسانیات جس کا تعلق امتداد زمانہ کے ساتھ زبان کی تبدیلیوں سے ہے اور تقابلی لسانیات جس کا تعلق مشترک مآخذ کی زبانوں کے باہمی رشتوں سے ہے۔ توضیحی لسانیات کو روایتاً دو حصوں میں تقسیم کیا جاتا ہے، فونیمیات جس کا تعلق فونیم اور فونیمی زنجیروں سے ہے۔ قواعد کا تعلق مارفیم اور ان کی ترکیب و ترتیب سے ہے۔

بعض حیثیتوں سے انسانی خصائل سے متعلق دیگر علوم کے مقابلے میں لسانیات نے زیادہ معین اور شدید اصول و قواعد بنائے ہیں اور زیادہ متعین نتائج حاصل کیے ہیں۔ ماہر لسانیات کو یہ سہولت رہی کہ انہیں اپنے کام کے لیے تیار مواد مل گیا۔ اس لیے ان کے اکتساب کو دوسرے سماجی علوم کے ماہرین پر کسی علمی برتری سے تعبیر نہیں کیا جاسکتا۔ یہ فونیم کی دریافت کا بھی براہ راست نتیجہ ہے۔ اس انکشاف کی بدولت معلوم مواد کو ممیز اکائیوں کے چھوٹے چھوٹے مجموعوں کی شکل میں بیان کیا جاسکتا ہے۔ کسی ایک زبان میں کوئی آواز یا تو ایک متعین فونیم ہوگی یا نہیں ہوگی۔ کوئی درمیانی صورت ممکن نہیں۔ ابہام اور عدم قطعیت جو انسانی خصائل سے متعلق بعض دوسرے علوم کا خاصہ ہیں، اس حقیقت کے باعث لسانیات سے بڑی حد تک دور ہو جاتی ہیں۔ یہ دعویٰ تو مبالغہ آمیز ہوگا کہ ماہرینِ لسانیات نے اس سہولت کا پورا پورا فائدہ اٹھایا ہے لیکن یہ کہنے میں کوئی باک نہیں کہ بعض حیثیتوں سے لسانیات نے بڑی حد تک علمی پابندیوں کو اپنا لیا ہے اور اس جہت میں مزید ترقی کی بنیادیں استوار ہوگئی ہیں۔

باعتبار علم لسانیات کے اعلیٰ اکتسابات کی ایک وجہ اس کے نتائج کی بازآفرینی میں پوشیدہ ہے۔ اگر دو ماہرین ایک ہی زبان پر الگ الگ کام کریں تو بھی انکی تصریحات ملتی جلتی ہوں گی۔ اختلافات ہوسکتے ہیں۔ بعض اختلافات کا پہلے ہی اندازہ ہوگا۔ اتفاق سے ہی کوئی شدید اختلاف ہوگا۔ بالعموم یہ ممکن ہوگا کہ دونوں تصریحات میں تطبیق کی جاسکے اور یہ بھی کہ ایک سادہ سی نئی تصریح سے ایک نتیجہ کو دوسرے میں تبدیل کر دیا جائے یعنی بڑی حد تک دونوں نتائج کا اختلاف سطحی اور خارجی ہوگا۔

1.15 لسانیات کے معنوی پہلو میں بہت کم ترقی ہوئی ہے اور بیان کے مقابلے میں بڑی حد تک غیر موثر۔ حقیقتاً ابھی ہم صحیح طور پر اسے علم نہیں کہہ سکتے۔ واقعہ یہ ہے کہ مجموعی حیثیت سے یہ پہلو لسانیات کے لیے مایوس کن رہا ہے۔ زبان کے بیانیہ پہلو پر توضیحی کام کی

سب سے بڑی کوتاہی یہ رہی ہے کہ بیان اور مضمون کے باہمی تعلق کو نہیں سمجھا گیا اور بیان میں متعلقہ مسائل کو حل کرنے کے لیے مضمون کے تجزیہ کو کام میں نہیں لایا گیا۔ لسانیاتی معلومات، کے سامنے یہ بڑا میدان موجود ہے جس میں آئندہ دس بیس سال کے اندر بڑی ترقی کی امید ہے۔

مضمون (معنی) کے نظرانداز ہونے کی تین وجوہ رہی ہیں! اوّل یہ کہ علمائے لسانیات نے زبان کی دو گونہ ماہیت کی اصل اہمیت کو بہت دیر میں محسوس کیا۔ بیان کے تجزیہ میں جو عظیم ترقیاں ہوئیں انھوں نے اس بنیادی مسلہ سے ان کی توجہ کو ہٹا دیا۔

دوسرے یہ کہ بیان کی ساخت تک رسائی کے بغیر مضمون کی ساخت تک رسائی کا کوئی طریقہ نہیں تھا۔ اس کے لیے استنباطی طریقہ کی ضرورت تھی جو ان ماہرین کو نہیں جچا جو مشاہداتی معلومات پر دسترس حاصل کرنے کے لیے جچے تلے ضابطے بنانے میں مصروف تھے، اس لیے ماہرین لسانیات کی نظر میں مضمون (معنی) کم تر مرتبہ رکھتا تھا۔

تیسرے یہ کہ مضمون، اپنی ساخت کے علاوہ، کسی متحدہ مطالعہ کی آزمائش کی تاب بھی نہیں لا سکتا تھا، بلاشبہ مضمون کا ہیولی انسان کے مجموعی تجربات ہی سے بنتا ہے اس کثیر مواد کی توضیح میں متعدد شعبوں کے علمانے مشقت اٹھائی ہے لیکن ایسا کوئی طریقہ نہیں نکل سکا جو اس (انسانی تجربہ) کا مکمل احاطہ کرے اور جسے اس سے منسوب مختلف شعبہ ہائے علوم کا موازنہ کرنے کے لیے نقطۂ آغاز قرار دیا جاسکے بضمون کے نظام کا الگ اور تجربہ کی قابل پیمائش تسلسل سے بنی ساختوں کے چھوٹے حصّوں میں ہی مطالعہ کیا جاسکتا ہے۔ وہ مثالیں جو رنگوں کے تصور کی ساخت کے سلسلے میں زیر بحث آچکی ہیں، امکانات کی طرف توجہ دلاتی ہیں اور موازنہ کے مواقع کی کمی کو اور زیادہ صبر آزما بنا دیتی ہیں۔

1.16 اس کے برخلاف بیانیہ حصّہ زیادہ سادہ مواد سے شروع ہوتا ہے۔ انسانی نطق سے جو آوازیں نکل سکتی ہیں، ان کا کئی طریقوں سے تفصیلی مطالعہ ہو سکتا ہے۔ ان میں سے دو صحت کا درجہ حاصل کر چکے ہیں اور لسانیات کے لیے بہت مفید ہیں۔ تلفظی صوتیات جو انسانی عضویات کا حصہ ہے اور سمعی صوتیات جو طبیعیات کا حصہ ہے، ان پر باب 15 اور 22 میں بحث کی گئی ہے۔ یہ تصور کرنا بھی مشکل ہے کہ فونیمات کی مدد کے بغیر

کلام کے بیانیہ حصہ کا عملی مطالعہ ترقی کے موجودہ مدارج تک پہنچ سکتا ہے۔ بناوٹوں کی منظم توضیح اسی لیے ممکن ہے کہ تحت الوقوع آوازوں کی صحت کے ساتھ توضیح و پیمائش کی جاتی ہے۔

فی الحال اس بات کی ضرورت ہے کہ بنیادی معلومات کے مساوی ذرائع کے بغیر بھی مضمون کی ساخت کا مطالعہ جاری رہے۔ اسی (معلومات کی کمی) کی وجہ سے اس کا کم تر ارتقا ہوا ہے۔ یہ بھی بیانیہ پہلو کے برابر ہی اہم ہے۔ تاہم مجبوراً اس کتاب میں بھی اس پر کم توجہ دی گئی ہے۔ جو کچھ کہا جا سکتا ہے وہ نیم علمی انداز کا ہے ہمیں اس کی بنیادی اکائی یا اکائیوں کا بھی واضح تصوّر نہیں ہے اور اسی باعث اس کے بارے میں صحت و قطعیت کے لیے جو زبان کے بیانیہ حصے کے مطالعہ کی خصوصیت ہے، کوئی بنیاد قائم نہیں ہو پائی۔

باب

2

# انگریزی مصمتے

2.1 کسی بول چال کی زبان کے مطالعہ میں پہلا قدم اس کے فونیم phonemes کا تعین ہے۔ ایک ماہرِ لسانیات کے لیے اپنی مادری زبان کا مطالعہ نسبتاً آسان ہوتا ہے۔ وہ اس فونیمی نظام کو استعمال کرنے کا عادی رہا ہے۔ اس لیے آوازوں کے سلسلے میں اس کا احساس بہت مددگار ہوتا ہے لیکن جس شخص کا فونیمی پس منظر کوئی اور ہو اس کے لیے معاملہ بہت مختلف ہوگا۔ بعض امور جو اہلِ زبان کو بدیہی معلوم ہوتے ہیں، غیر زبان والوں کے لیے ان کا ثبوت درکار ہوگا۔ اس سلسلے میں زیادہ سے زیادہ مثالوں کی تلاش سودمند ہوگی کیوں کہ بعض خصوصیات عام اور معروف تصوّرات سے مختلف ہوتی ہیں۔ اکثر دقّتیں تلفّظ اور ہجّے کی گڑبڑ کی وجہ سے پیدا ہوتی ہیں۔

فی الحال ذرا سی کم سخت کوشش سے بھی کام چل جائے گا۔ ذیل کی مثالیں پڑھے لکھے امریکیوں کے پیش نظر مرتب کی گئی ہیں۔ ایسا شخص جس کی مادری زبان کچھ اور ہے، بعض امور کو شاید اطمینان بخش نہ پائے۔ اگر ایسی تراکیب استعمال کی جاتیں جن سے محقق کے لسانی پس منظر کے اثرات میں تخفیف ہوجاتی تو یہاں اخذ کیے ہوئے نتائج کو زیادہ بہتر طور پر ثابت کیا جاسکتا۔ ان طریقوں کے بنیادی اصول باب 16 اور 18 میں پیش کیے جائیں گے۔ اگر طالب علم ایک زبان کے فونیمی نظام سے واقفیت حاصل کرکے اسے مطالعہ زبان میں ایک ذریعہ کے طور پر استعمال کرنا سیکھ لے تو یہ (اصول) اور زیادہ معنی خیز ہوجائیں گے۔

2.2 اس باب میں صرف مصمتوں پر توجہ دی جائے گی۔ فی الحال اس اصطلاح کے معروف معنی ہی کافی ہوں گے یعنی ہم ان آوازوں پر غور کریں گے جنھیں مصوتے ( vowels ) نہیں سمجھا جاتا۔ اظہار کی آسانی کے لیے اس باب اور اگلے باب میں ایک رکنی الفاظ تک ہی توجہ محدود رکھیں گے۔ یہ بھی ضروری ہے کہ بحث کی بنیاد انگریزی بول چال کی کسی ایک شکل پر ہی رہے۔ یہاں مصنف کے مستعمل ذخیرۂ الفاظ کے تلفظ پر ہی انحصار کیا گیا ہے، چاہے بعض مخصوص مثالوں کا تلفظ بالکل مختلف ہو جائے تاہم کسی اور شخص کے کلام سے بھی ایسے ہی یا اس سے ملتے جلتے نتائج برآمد ہوں گے۔

2.3 فونیم معلوم کرنے کے لیے ہمیں تقریری انگریزی کے ایسے نمونوں کا موازنہ کرنا ہوگا جو بیان و معنی ( expression and content ) میں یکسر مختلف ہوں یہ بات احتیاط سے دیکھنی ہوگی کہ دونوں اختلافات موجود ہیں۔ *bill* (شخصی نام) اور *bill* (ادائیگی کا مطالبہ) بدیہی طور پر معنی ( content ) میں مختلف ہیں لیکن بیان میں ان کو الگ الگ شناخت نہیں کیا جاتا۔ اگر دونوں میں سے ایک کو سیاق و سباق سے الگ کر کے بولا جائے تو کوئی دوسرا شخص نہیں بتا سکتا کہ دونوں میں سے کون سا مقصود ہے۔ اس میں معنی کا فرق بیان کے فرق کے ساتھ مناسبت نہیں رکھتا۔ اس طرح کے جوڑے انگریزی فونیم کے تعین میں بے کار ہیں۔

اگر دو مختلف آدمی *Bill* کہیں تو دونوں ملفوظے مختلف طرح سمجھے جا سکتے ہیں لیکن یہ فرق لسانیاتی بیان میں نہیں ہے۔ اہل زبان ایک تلفظ کو دوسرے کی تکرار سمجھیں گے۔ دونوں ملفوظوں کا فرق پیغام کے بجائے بولنے والوں کے بارے میں خبر دیتا ہے۔ لسانیاتی طور پر دونوں یکساں ہیں اس لیے ان سے ایسا امتیاز سامنے نہیں آتا جو ہمارے مقصد کے لیے مفید ہو۔

کبھی کبھی یہ بھی ضروری ہوگا کہ تجربہ سے یہ یقین کر لیا جائے کہ دو الفاظ واقعی ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔ ملتے جلتے تلفظ کے دو لفظ مختلف سیاق عبارت میں اس طرح واقع ہو سکتے ہیں کہ اہل زبان نے کبھی ان کے تلفظ کا قریبی موازنہ کیا ہی نہیں ہوگا۔ صحت و یقین کے لیے ایسے زیر بحث لفظوں کے مختلف استعمالات کی ایک فہرست بنالی جائے۔ اگر وہ بیان کے اعتبار سے مختلف ہیں تو اسی بولی کا کوئی دوسرا

بولنے والا ان کے پڑھے جانے پر ان میں شناخت کر سکے گا۔ اگر دونوں الفاظ قابل امتیاز نہیں ہیں تو اتفاق کے نتیجے میں شاید نیم درست شناخت ہو سکے۔

2.4 اگر دو مثالیں bill اور pill ہوں تو بیان اور مضمون دونوں کے اعتبار سے فرق ہے آخر الذکر کے ذریعہ سامع لفظ کو پہچان کر مناسب معنی کے ساتھ اس کو منسوب کر سکتا ہے۔ سیاق عبارت ہونے یا نہ ہونے سے قطع نظر جب کوئی اہل زبان ان کو بولے گا تو ہر امریکی ان کو شناخت کر سکتا ہے اس لیے ان دو میں بیانیہ نظام کے اعتبار سے کم از کم ایک اہم خصوصیت میں فرق ہونا چاہیے یعنی کم از کم ایک فونیم میں۔ گذشتہ باب کی تعریف سے بھی یہی نتیجہ نکلتا ہے۔ فونیم ( phoneme ) تقریری زبان کے بیانیہ نظام کی وہ قلیل ترین خصوصیت ہے جس کے ذریعہ ایک کہی جا سکنے والی بات کو دوسری کہی جا سکنے والی بات سے ممتاز کیا جا سکتا ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ bill اور pill میں صرف ایک فونیم کا فرق ہے، اس لیے یہ ایک اقلی جوڑا minimal pair ہے۔

2.5 bill اور pill کو ایک اقلی جوڑا کہہ کر ہم یہ تسلیم کر لیتے ہیں کہ ان میں صرف ایک فونیم کا فرق ہے لیکن کیا یہ ثابت کیا جا سکتا ہے؟ اگر ان دونوں لفظوں میں دو فونیم کا فرق ہو، تو یہ ممکن ہے کہ کوئی اور لفظ مل جائے جو bill اور pill دونوں سے مختلف ہو لیکن اس کا دونوں سے فرق ان دونوں کے آپس کے فرق سے کم تر درجہ کا ہو۔ یہ ایسا لفظ ہوگا جو bill کے ساتھ اس ایک فونیم میں شریک ہوگا جس میں یہ pill سے مختلف ہے اور pill کے ساتھ اس ایک فونیم میں جس میں یہ bill سے مختلف ہے انگریزی ذخیرۂ الفاظ میں تلاش بسیار کے بعد کوئی ایسا لفظ نہیں مل سکے گا۔ اس سے بھی کوئی بات ثابت نہیں ہوتی کیونکہ ہمیں معلوم ہے کہ ممکنہ الفاظ کا تھوڑا سا حصہ ہی استعمال ہوتا ہے۔ جس لفظ کی ہمیں تلاش ہے ہو سکتا ہے غیر مستعمل ممکنہ شکلوں میں آسانی سے مل جائے اس لیے bill اور pill سے موازنہ کرنے کے لیے ہمیں کوئی لفظ نہ مل سکے تو ہم یہ توقع کر سکتے ہیں کہ ایسا ہی اختلاف رکھنے والے کسی دوسرے جوڑے سے موازنہ کرنے کے لیے ہمیں لفظ مل جائے گا۔

ہم کسی ایسے لفظ کی جستجو کر سکتے ہیں جو bat اور pat سے ان کے درمیان

فرق کی نسبت قلیل تر خصوصیت میں مختلف ہو۔ اور اسی طرح اور متعدد جوڑوں کے لیے tab اور tap ، but اور pull وغیرہ۔ ہم کتنے بھی ایسے جوڑوں کو دیکھیں، کوئی بھی ایسی مثال نہیں مل سکے گی کہ bill اور pill کے فرق سے کم تر کوئی فرق انگریزی الفاظ میں موجود ہے اس سے یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچ جاتی ہے کہ bill اور pill اقلی جوڑا ہے۔

2.6 انگریزی کے مصمتی فونیموں کی مکمّل فہرست بنانے کے لیے ہمیں ایسے اقلی جوڑوں کی بڑی تعداد کی ضرورت ہوگی چونکہ یہ بھی خیال ہے کہ فونیموں کی تعداد خاصی ہوگی، یہ کام خاصا مشقّت طلب ہو جاتا ہے۔ اگر ہم صرف عام جوڑوں کے بجائے ایسے جوڑے تلاش کرلیں جن میں قلیل ترین فرق معلوم ہوتا ہو تو وقت اور محنت دونوں کی کفایت ہوگی ایسا ایک مجموعہ درج ذیل ہے۔

| | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|
| *pill* | *bill* | *till* | *dill* | *chill* | *Jill* |
| *kill* | *gill* | *fill* | *ville* | *sill* | *hill* |
| *mill* | *nil* | *rill* | *Lil* | *will* | |

ہمیں اس سے تعلق نہیں کہ ان میں سے بعض الفاظ کے ہجّے یکساں ہیں یا بعض کے یکساں نہیں۔ ہمارا مطلب تقریری انگریزی سے ہے اس لیے ہم صرف الفاظ کے ایسے مجموعوں کو دیکھ رہے ہیں جو تلفظ میں مشابہت رکھتے ہیں بعض صورتوں میں ایسے مجموعہ کے الفاظ میں قافیہ کی جھنکار سنائی دے گی۔

2.7 مندرجہ بالا سترہ الفاظ کے مجموعہ سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ ہر ایک کا ابتدائی مصمتہ باقی سولہ میں سے ہر ایک کے مصمتے سے فونیمی ( phonemically ) طور پر مختلف ہے۔ یہ اس بات کا ثبوت نہیں کہ انگریزی مصمتوں کی یہ مکمل فہرست ہے۔ ہم اس طرح مزید مجموعے پیش کرکے اس بحث کو آگے بڑھا سکتے ہیں۔ ان کو سابقہ مجموعوں کے ساتھ ملا کر درج ذیل انداز میں رکھا جاسکتا ہے۔

| | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|
| *pill* | *pet* | *kill* | | *mill* | *met* |
| *bill* | *bet* | *gill* | *get* | *nil* | *net* |
| *till* | | *fill* | | *rill* | |
| *dill* | *debt* | *ville* | *vet* | *Lil* | *let* |
| *chill* | *Chet* | *sill* | *set* | *will* | *wet* |
| *Jill* | *jet* | *hill* | *het* | | *yet* |

دونوں مجموعوں میں الفاظ کے چودہ جوڑے بالمقابل رکھے جاسکتے ہیں ہر مجموعہ میں کچھ لفظ یا الفاظ ایسے ہیں جن کا بدل دوسرے میں نہیں ہے اس کے لیے شہادت تلاش کرنی ہوگی کہ yet کا ابتدائی مصمتہ rill اور fill kill till کے مصمتوں سے فونیمی طور پر مختلف ہے شاید الفاظ کے دوسرے مجموعہ سے یہ دستیاب ہوجائے لیکن اگر نہ ہو تو ہر تضاد کے لیے اور جوڑے مل سکتے ہیں : Ten : yen, tot : yacht , two : you وغیرہ سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ ان جوڑوں میں سے کوئی ایک فونیمی طور پر ممتاز ہے۔

وغیرہ Kelp : yelp, coo : you, call : yawl,

وغیرہ fell : yell, fail : Yale, fen : yen,

وغیرہ rung : young, rue : you, roar : your,

سے دوسرے جوڑوں کے بارے میں شہادت مل سکتی ہے۔

اس طریق کار کو جاری رکھتے ہوئے ہم تدریجی طور پر فونیموں کی ایک فہرست مرتب کرسکتے ہیں جلد ہی نئے اضافوں کی دریافت کم سے کم تر ہوتی جائے گی اور بالآخر ختم ہوجائے گی انگریزی کی اکثر بولیوں ( dialects ) میں 24 (مصمتی فونیم) ہیں۔ان سے زیادہ کی تلاش بے سود ہوگی۔

2.8 بہتر ہوگا اگر ہم bill کے ابتدائیہ کے بجائے ان فونیموں کا ذکر کرنے کے لیے کوئی اور مناسب ذریعہ نکال سکیں۔اگر چوبیس علامتوں کا انتخاب کرلیا جائے جن میں سے ہر ایک معینہ طور پر ایک اور صرف ایک مصمتی فونیم ( consonant phoneme ) کو ظاہر کرے تو ہم بآسانی ایسے علامتی نشان فراہم کرسکتے ہیں۔ہجا کے معمولی حروف بعض ملتی جلتی علامات کے اضافہ سے اطمینان بخش طور پر استعمال ہوسکتے ہیں لیکن اس طریقہ کو استعمال کیا جائے تو فونیموں کی علامات مختلف استعمال میں آنے والے حروف کے ساتھ خلط ملط ہوجائیں گی۔اس لیے یہ ضروری ہوگا کہ فونیموں کی نیابت کی حیثیت سے ان کو نشان زد کردیا جائے۔مسلمہ رواج کی پیروی کرتے ہوئے ہم فونیمی علامات کو / / میں دکھائیں گے۔یوں / p / سے مراد وہ فونیم ہوگا جو دوسرے تمام مقامات اور عام تلفظ کے ساتھ لفظ pill کے ابتدا میں ملتا ہے۔فونیموں کا تعلق ہمیشہ آوازوں سے ہوتا ہے، ہجا سے نہیں۔صرف حرف کے اظہار کے لیے P لکھا جائے گا۔

2.9 چوبیس منتخب علامات درج ذیل ہیں۔ تمام ماہرین لسانیات ان سب سے بڑی حد تک اتفاق کرتے ہیں اور اکثر پر بلا اختلاف متفق ہیں۔ انگریزی کی ساخت کے باقی تمام مباحث کے دوران یہ علامات اور ان کی مقررہ اقدار ہی استعمال کی جائیں گی۔

| | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|
| /b/ | *bill* | *tab* | /t/ | *till* | *tat* |
| /d/ | *dill* | *Tadd* | /v/ | *ville* | *have* |
| /f/ | *fill* | *taff* | /w/ | *will* | |
| /g/ | *gill* | *tag* | /y/ | *yet* | |
| /h/ | *hill* | | /z/ | *zeal* | *has* |
| /k/ | *kill* | *tack* | /θ/ | *thigh* | *cloth* |
| /l/ | *Lil* | *till* | /ð/ | *thy* | *clothe* |
| /m/ | *mill* | *tam* | /š/ | *shall* | *hash* |
| /n/ | *nil* | *tan* | /ž/ | | *rouge* |
| /p/ | *pill* | *tap* | /č/ | *chill* | *hatch* |
| /r/ | *rill* | *rear* | /ǰ/ | *Jill* | *edge* |
| /s/ | *sill* | *Tass* | /ŋ/ | | *tang* |

ان میں سے /ŋ/ اور /ž/ کبھی شروع میں استعمال نہیں ہوتے، جیسا کہ دکھایا گیا ہے ——— /h/ کبھی اختتام پر استعمال نہیں ہوتا۔ اور زیر بحث مواد میں /w/ اور /y/ اختتام پر استعمال نہیں ہوتے اسی باعث جدول میں خالی جگہیں رہ گئی ہیں۔

2.10 یہ حساب لگایا جا سکتا ہے کہ یہ چوبیس فونیم 276 جوڑے بنا سکتے ہیں۔ سابقہ بحث کے طریقہ سے یہ ثابت کرنے کے لیے کہ چوبیس فونیم ایک دوسرے سے ممتاز ہیں یہ ضروری ہوگا کہ فونیموں کے 276 جوڑوں میں سے ہر ایک کے لیے ایک اقلی جوڑا ملے۔ اکثر صورتوں میں یہ آسان ہے بعض کے لیے سینکڑوں جوڑے بے تامل مل جائیں گے، لیکن مصمتوں کے دوسرے جوڑوں کے لیے الفاظ کے موزوں جوڑے بہت کم ہیں اور بہت سوں کے لیے نسبتاً نادر الفاظ کو شامل کرنا ہوگا اس لیے ان کو مستنبط کرنے کے لیے کافی تلاش کرنی ہوگی۔ مثلاً /θ/ اور /ð/ کے تضاد کے لیے مجھے صرف پانچ اقلی جوڑے معلوم ہیں:

*thigh* : *thy*, *ether* : *either*, *mouth* (noun) : *mouth* (verb), *wreath* : *wreathe*

اور *thistle* : *this'll* (آخری تضاد، ایک لفظ اور ترکیب کے درمیان ہے)

/š/ اور /ž/ کے لیے اقلی جوڑے اور بھی نایاب ہیں اور میری بولی میں صرف مندرجہ ذیل ملتے ہیں۔

*dilution : delùsion,*

*glacier : glazier*

*Aleutian : allusion*

بعض azure کا تلفظ اس طرح کرتے ہیں کہ وہ Asher کا اقلی جوڑا بن جاتا ہے۔ بعض اور جوڑے بھی ہو سکتے ہیں جو ابھی مجھے نہیں ملے، لیکن یقیناً یہ بہت زیادہ نہیں ہیں۔ ان مصمتوں کے جوڑوں کے لیے باقاعدہ اور سخت کوشش کر لی گئی ہے۔

اس تحریر کے وقت تک مصمتوں کے بارہ جوڑے ایسے ہیں جن کا کوئی اقلی جوڑا میرے علم میں نہیں ہے، یہ ہیں :

/ž/ : /v š č ǰ ŋ y w h/
/ŋ/ : /ž ð y w h/

یہ بات سمجھنے کے لیے تو کافی ہے کہ یہ نہیں مل سکتے، تاہم متعلقہ جوڑوں کا امتیاز ثابت کرنے میں اس سے مدد نہیں ملتی۔ انگریزی میں /ž/ کمیاب فونیم ہے اور ایک رکنی الفاظ میں تو خاص طور پر۔ مصنف کو ایسے صرف تین الفاظ معلوم ہیں loge, beige اور rouge کام کرنے کے لیے ان تین الفاظ کے مقابل الفاظ ملنا مشکل ہیں۔ /ð/ بھی نسبتاً کم ہی الفاظ میں استعمال ہوتا ہے /ž/ اور /ŋ/ دونوں ہی ایک رکنی الفاظ میں مصوتے کے بعد استعمال ہوتے ہیں۔ زیر بحث مواد میں /y w h/ صرف ابتدائی طور پر استعمال ہوتے ہیں۔ اس سے واقعتاً اقلی جوڑوں کا امکان ختم ہو جاتا ہے۔ بہرکیف آگے چل کر معلوم ہوگا کہ /y/ اور /w/ کا استعمال کہیں زیادہ ہے اور اقلی جوڑے مل سکتے ہیں۔ /y/ : /ŋ/ کے لیے بہت زیادہ اور /w/ : /ŋ/ کے لیے بہت کم۔

جیسا اوپر ذکر ہوا /ž/ : /š/ کے لیے بعض جوڑے معلوم ہیں۔ ان میں تین رکنی الفاظ آتے ہیں۔ انگریزی کے تمام ذخیرہ الفاظ کی سخت چھان بین کے بعد

شاید تمام مصمتی فونیموں کے لیے اقلی جوڑے مل سکیں، لیکن یقینی امر نہیں کہ سب مل ہی جائیں اور پھر یہ کوئی آسان کام بھی نہیں ہوگا۔ کسی غیر ملکی کے لیے جس کا انگریزی کا ذخیرۂ الفاظ کم ہی ہے اقلی جوڑوں پر بھروسہ کرنا اور بھی زیادہ مشکل ہوگا۔ بعض دوسرے اصول بھی ہیں جو زیادہ کارآمد اور یقینی ہیں۔

2.11 کسی زبان کا بیانیہ نظام وہ ساخت ہے جسے کلام کی آوازوں پر زبان نے ہی عائد کر دیا ہے۔ اس نظام میں فونیم اکائیاں ہیں۔ ان پر متعلقہ آوازوں کی عضویاتی ( physiological ) اور سمعی حقیقتوں سے الگ مجرد شکل میں غور نہیں کیا جا سکتا۔ اس لیے انگریزی مصمتوں کا مزید مطالعہ خود آوازوں کی فونیمی خصوصیت کی بنیاد پر ہی کیا جائے گا۔

دو نقطۂ نظر ہیں جن کی روشنی میں آوازوں کا مطالعہ اور توضیح کی جا سکتی ہے۔ ان میں سب سے زیادہ قدیم اور مسلمہ تلفظی صوتیات (articulatory phonetics) ہے۔ اس کی بنیاد اس تصوّر پر ہے کہ تکلمی آوازوں کی خصوصیات ان کی تشکیل کے طریقوں کا نتیجہ ہیں۔ چناں چہ ان کی توضیح اور درجہ بندی مختلف تکلمی اعضا ( speech organs ) کے انداز اور عمل کے بیان کے ذریعہ ہو سکتی ہے۔ یہ عضویاتی طریقہ برسہا برس سے ماہرینِ لسانیات کے پاس بنیادی ذرائع میں سے ایک ہے، اور بہت کارآمد ثابت ہوا ہے۔

یہ حال ہی کی بات ہے کہ تکلمی آوازوں کی ممتاز لسانیاتی خصوصیات کو سمعی acoustic نقطۂ نظر سے دیکھنا ممکن ہوا ہے۔ یہ طریقہ اتنا نیا ہے کہ ابھی تک لسانیات پر اس کا اثر پوری طرح محسوس نہیں کیا جا سکا ہے۔ جیسے جیسے ماہرینِ لسانیات ضروری بیش قیمت آلات تک رسائی حاصل کر کے اور ان طریقوں سے واقفیت بہم پہنچا کر ان کے نتائج کی توجیہات کریں گے، سمعی صوتیات ( Acoustic phonetics ) کی بہت زیادہ اہمیت کا بھی اظہار ہوگا۔ ابھی تک اس کا خاص اثر صرف اس حد تک ہے کہ تلفظی صوتیات ( articulatory phonetics ) سے اخذ کردہ قدیم تصورات کی توثیق اور کچھ نئی توجیہات کی جا سکی ہیں۔ ذیل کے مباحث زیادہ تر قدیم طریقوں پر ہی مبنی ہیں۔

2.12 انگریزی میں مستعمل آوازیں بعض بنیادی اعضائے جسم کو مختلف طرح حرکت دے کر پیدا کی جاتی ہیں۔ ان میں سے اہم تر مسموعیت ( voice ) ہے، جو صوت تانتوں کے عمل کے میعادی پیہم ارتعاش ( vibration ) سے پیدا ہوتی ہے۔

صوت تانت حنجرہ میں دو لچکدار نسیجوں کے بندھنوں کا نام ہے۔ سانس کے بلا روک ٹوک گزرنے کے لیے ان کو کھولا جاسکتا ہے یا آپس میں قریب بھی لایا جاسکتا ہے جس سے مختلف قسم کی آوازیں پیدا ہوتی ہیں جن میں سب سے زیادہ اہم مسموع آواز ہے۔ اس صورت میں یہ ثابت بند ہو جاتے ہیں، لیکن ذرا ہلکے سے۔ صدری جوف کے سکڑنے سے ہوا ہلکے سے دبتی ہے۔ ہوا کا یہ دباؤ تانتوں کو الگ کر دیتا ہے۔ ہوا کا کچھ حصّہ باہر نکل جاتا ہے اور یہ لچکدار ہونے کے باعث پھر تیزی سے بند ہو جاتے ہیں۔ اس طرح ان تانتوں کا بار بار کھلنا اور بند ہونا جاری رہتا ہے۔ اس سے صوتی لہریں پیدا ہوتی ہیں جنہیں ہم مسموع آواز کہتے ہیں۔ مسموعیت کا ایک متعین زور یا تعدادِ ارتعاش ہوتی ہے جو تانتوں کے فی سکنڈ کھلنے کی تعداد پر منحصر ہوتی ہے۔ دوسرے اسباب کے علاوہ تانتوں کا تناؤ اس تعداد کو منضبط کرتا ہے۔ گاتے وقت یہ انضباط محتاط اور بدیہی ہوتا ہے اور اچھے گانے والے کے یہاں اور بھی زیادہ قطعی۔

2.13 صوت تانتوں اور باہری ہوا کے درمیان گزرگاہ کی شکل اس مسموعیت voice کو متعدد طریقوں سے بدلتی ہے۔ آوازیں جن میں ان دو کے علاوہ کسی اور کو دخل نہیں ہوتا گمک دار ( resonants ) کہلاتی ہیں تمام انگریزی مصوتے اور /m n ŋ l r y w/ گمک دار آوازیں ہیں۔ ان کو تین گروہوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔ /m n ŋ/ ادا کرنے میں منہ میں کسی مقام پر ہوا کا بہاو بند رہتا ہے لیکن ناک کا راستہ کھلا رہتا ہے ان کو انفی گمک دار ( nasal resonants ) یا صرف انفی کہا جاتا ہے۔ تینوں میں صرف اس مقام کا فرق ہے جہاں منہ کا راستہ بند کیا جاتا ہے /l/ میں زبان کی نوک ( tip of the tongue ) سے مسوڑے کے ساتھ منہ کو درمیان میں بند کیا جاتا ہے۔ ایک یا دونوں جانب راستہ کھلا رہتا ہے۔ اسے پہلوئی گمک دار یا صرف پہلوئی ( lateral ) کہا جاتا ہے۔

/r y w/ میں منہ کی گزرگاہ درمیان میں کھلی رہتی ہے اس لیے انہیں وسطی گمک دار ( median resonants ) کہا جاتا ہے۔ اس اصطلاح میں انگریزی کے مصوتے بھی شامل ہیں /r y w/ کی مصوتوں کے ساتھ قریبی مماثلت کے باعث انہیں نیم مصوتے بھی کہا جاتا ہے۔ زیادہ تفصیلی وضاحت مصوتوں کے سلسلے میں آئندہ باب میں آئے گی۔

2.14 اگر صوت تانتوں کو ایک دوسرے کے اتنا قریب لایا جائے کہ ہوا کا راستہ بند ہو جائے لیکن سموعیت پیدا نہ ہو تو ایک مختلف قسم کی آواز پیدا ہو گی۔ یہ حلقی رگڑ ( glottal friction ) ہے۔ رگڑ اور مسموعیت میں یہ فرق ہے کہ رگڑ میں کوئی محسوس بنیادی زور نہیں ہوتا۔ اس لیے اس کا اثر غنائی نہیں ہوتا۔ درج بالا گزرگاہوں کی مختلف شکلوں سے اس میں بھی مسموعیت کی طرح ترمیم کی جا سکتی ہے۔ جس سے مختلف قسم کی پھسپھسی ( whispered ) آوازیں بول چال کی طرح صاف نہ ہوتے ہوئے بھی الگ الگ پہچانی جا سکتی ہیں۔

معمولی بول چال میں فونیم /h/ زیادہ تر حلقی رگڑ پر ہی مبنی ہوتا ہے۔ چونکہ منہ خود بخود آنے والے مصمتہ کے مقام کی طرف مائل ہوتا ہے اس لیے /h/ اکثر اس مصمتہ کی پھسپھساہٹ کے مثل ہو جاتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اپنے ماحول کے مطابق /h/ اپنی کیفیت میں بڑی حد تک مختلف ہو جاتا ہے۔ یہاں تک کہ یہ ایک انفی پھسپھساہٹ بھی ہو سکتا ہے جیسے /mhm/ 'ہاں' میں۔

2.15 ہوا کی گزرگاہ کے بہت سے اور نقطوں پر کسی تنگ شگاف ( opening ) کے ذریعہ رگڑ پیدا کی جا سکتی ہے ( /f θ s š/ ) آوازیں اسی ہی رگڑ کا نتیجہ ہیں جو منہ میں تنگ انقباض سے پیدا ہوتی ہیں، اسی لیے ان آوازوں کو صفیریے ( fricatives ) کہا جاتا ہے /v ð z ž/ کی آوازیں انہیں کے مماثل ہیں، سوائے اس کے کہ ان میں ساتھ ہی مسموعیت بھی ہوتی ہے اسی لیے ان کو مسموع صفیریے کہا جاتا ہے اور ان کے امتیاز کرنے کے لیے /f θ s š/ کو غیر مسموع صفیریے۔

صفیری آوازوں میں مخرج کے تنگ شگاف کی شکل سے بھی فرق پیدا ہوتا ہے۔ /f θ s š/ میں اوپر سے نیچے کے مقابلے میں اطراف میں زیادہ کشادگی ہوتی ہے۔ شگاف کی درز کے مانند شکل کے باعث ان آوازوں کو درز دار صفیریے ( slit fricatives ) کہا جاتا ہے۔ اس کے مقابلہ میں /s z š ž/ میں یہ شگاف اطراف میں زیادہ تنگ اور اوپر سے نیچے زیادہ گہرا ہوتا ہے۔ ان آوازوں کو نالی دار صفیریے ( grooved fricatives ) کہا جاتا ہے۔

2.16 /p t k b d g/ آوازیں ہوا کے بہاؤ کو مکمل بند کرنے سے بنتی ہیں۔ ہو سکتا

ہے کہ اس عمل میں یا تو بند ہونا اور کھلنا ہو یا صرف بند ہوتا، یا صرف کھلنا۔انگریزی میں یہ اختلافات زیادہ اہم نہیں ہیں /b d g/ آوازیں بند ہوتے یا کھلتے وقت مسموعیت سے ہم کنار ہوتی ہیں، اس لیے انہیں مسموع بندشیے (voiced stops) کہا جاتا ہے۔ /p t k/ میں بند ہونے یا کھلنے کے وقت مسموعیت نہیں ہوتی اس لیے انہیں غیر مسموع بندشیے کہا جاتا ہے۔ کھلنے اور آنے والے مصوتہ کی مسموعیت شروع ہونے کے دوران انگریزی کی غیر مسموع بندشی آوازوں میں بالعموم سانس کا اخراج زور سے ہوتا ہے۔ یہ ہکاریت ہے اور بندشی آوازوں کو ہکاری کہا جاتا ہے /p t k/ کی ہکاریت انگریزی کی اکثر بولیوں میں مختلف ہے لیکن یہ اختلاف معنی خیز نہیں ہوتا۔ کسی ماحول میں یہ ہکاریت تقریباً یا بالکل مفقود ہو سکتی ہے۔ ان میں سب سے عام /s/ کے بعد کی بندشی آواز spill جیسے لفظوں میں ہے۔ جس کا bill ، pill سے موازنہ کیا جاسکتا ہے۔ ایک باریک کاغذ کے ٹکڑے کو ہونٹوں کے سامنے کر کے ہکاریت کا بڑی آسانی سے پتہ لگایا جاسکتا ہے۔ اسے اس طرح منہ کے سامنے رکھا جائے تو pill کہنے پر یہ اچھلے گا لیکن bill پر نہیں۔ spill کے تلفظ میں بھی کاغذ کا نہ اچھلنا اس بات کی علامت ہوگا کہ یہاں بھی /p/ غیر ہکاری ہے۔

2.17 کبھی آواز کی ایسی خصوصیت کو ظاہر کرنے کے لیے جو فونیمی (phonemic) نہیں ہے، تحریر کو قوسین [ ] کے درمیان لکھا جاتا ہے۔ یوں ہم pill کو /pil/ یا [pʰil] اور spill کو /spil/ یا [sp⁼il] لکھ سکتے ہیں۔ [pʰ] کی علامت ہکار بندشی آواز کو ظاہر کرتی ہے اور [p⁼] غیر ہکار بندشی آواز کو؛ تلفظ کے اس طرح اظہار کو صوتی تحریر (phonetic transcription) کہا جاتا ہے۔ جس تحریر میں فونیموں کو ظاہر کیا جائے phonemic transcription کہا جاتا ہے۔ باب 16 میں جہاں فونیم کی زیادہ جامع تعریف پیش کی گئی اس امتیاز کی اہمیت واضح ہو جائے گی۔

2.18 بند صفیریے (Affricates) وہ بندشی آوازیں ہیں جن میں کشادگی نسبتاً کم ہوتی ہے اس لیے وہ بندشی آواز کے ساتھ صفیری آواز کی حرکت کے ملنے سے بنتی ہیں /č/ کا آغاز /t/ کی مانند ہوتا ہے اور ایسی آواز کی طرف راجع ہو جاتا ہے جو /š/ کے مماثل ہے /ǰ/ شروع ہوتا ہے /d/ کی طرح لیکن رجوع ہو جاتا

ہے /ž/ جیسی آواز کی طرف بعض زبانوں میں آواز کے یہ زنجیرے واحد فونیم کا عمل انجام دیتے ہیں اور بعض میں فونیموں کے زنجیروں کا۔ انگریزی میں ان کا واحد فونیم مان لینا شواہد کے عین مطابق ہوگا۔ اگرچہ بعض ماہرین ان کے /tš/ اور /dž/ ہونے پر اصرار کرتے ہیں۔ بہرکیف حرکت نسبتاً تیز ہوتی ہے اور رگڑ کا عنصر دیرپا نہیں ہوتا۔

2.19 منہ کے کسی نہ کسی حصّے میں رکاوٹ یا تنگی تمام مصمتوں کی خصوصیت ہے۔ اس مخرج (point of articulation) کے اعتبار سے بھی ان کی تقسیم ہوسکتی ہے۔ ہر صورت میں دو حصّے ہوں گے جنھیں ایک دوسرے کے قریب لایا جاتا ہے۔ ان کو اعضائے مخارج (articulators) کہا جاتا ہے یہ دونوں مختلف تلفظات کو متعین کرنے میں مددگار ہوتے ہیں۔ انگریزی میں استعمال ہونے والے درج ذیل ہیں۔

| | تحتانی اعضائے مخارج | فوقانی اعضائے مخارج |
|---|---|---|
| دولبی | (نچلا) ہونٹ | اوپر کا ہونٹ |
| لب دندانی | (نچلا) ہونٹ | (اوپر کا) دانت |
| دندانی | زبان کا سرا | (اوپر کا) دانت |
| لثوی | 〃 | اوپر کا مسوڑھا |
| لث حنکی | زبان کا اگلا حصّہ | تالو کا اگلا حصّہ |
| غشائی | زبان کا پچھلا حصّہ | غشٔ (تالو کا پچھلا نرم حصّہ) |

دونوں صوت تنتریاں

دندانی صفیری /ð/ یا /θ/ — لب دندانی صفیری /v/ یا /f/ — دولبی بندشی آواز /b/ یا /p/

غشائی بندشی /k/ یا /g/ — لث حنکی صفیری /ž/ یا /š/ — لثوی انفی /n/

اعضائے مخارج میں نچلا ہونٹ، اوپر کے ہونٹ سے زیادہ اہم ہے۔ اس لیے اصطلاحی طور پر "ہونٹ" سے صرف نچلا ہونٹ مراد لیا جاتا ہے۔ اسی طرح "دانت" کہہ کر صرف اوپر کے دانت سے مراد لیے جا سکتے ہیں جب تک کہ کوئی اور تخصیص پیدا نہ کی جائے۔

2.20 انگریزی کے مصمتے مخارج اور آوازوں کی انواع کی بنیاد پر ذیل کے نقشے کے مطابق تقسیم کیے جا سکتے ہیں۔

| | | دولبی | لب دندانی | دندانی | لثوی | لث حنکی | غشائی | حلقی |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| بندشی | غیر مسموع<br>مسموع | p<br>b | | | t<br>d | | k<br>g | |
| بند صفیری | غم<br>م | | | | | č<br>j | | |
| درز دار صفیری | غم<br>م | | f<br>v | θ<br>ð | | | | h |
| نالی دار صفیری | غم<br>م | | | | s<br>z | š<br>ž | | |
| پہلوئی | م | | | | l | | | |
| انفی | م | m | | | n | | ŋ | |
| نیم مصوتے | م | w | | | r | y | | |

2/21 لسانیاتی نظام کی اکائیوں کے بجائے آوازوں کی حیثیت سے انگریزی فونیموں کا غائر مطالعہ یہ ظاہر کرتا ہے کہ ان میں بعض اپنے تلفظ میں بہت اختلافات کے حامل

ہیں۔ کسی زبان میں فونیم ایسی مستعمل آوازوں کا مجموعہ ہوتا ہے جو کبھی ایک دوسرے کے ساتھ متضاد نہیں ہو سکتیں۔ فونیم کی ابتدائی تعریف جو 1.10 میں پیش کی گئی تھی، اس میں یہ پہلی ترمیم ہے۔ اس کی تفصیلی تعبیر و مراگلے باب سے پیشتر بحث نہیں کی جائے گی، لیکن ایک بات یہاں بیان کر دینا ضروری ہے۔ ایسے مجموعہ کی تمام آوازیں بڑی حد تک صوتی اعتبار سے یکساں ہونی چاہئیں۔ مثلاً [p⁼] اور [pʰ] میں یہی بات ہے۔ دونوں غیر مسموع دو لبی بندشی آوازیں ہیں۔ یہی کیفیت /h/ کی مذکورہ متعدد شکلوں میں بھی ہے۔ یہ سب کے سب غیر مسموع اور حلقی رگڑ سے منسوب ہیں۔ آواز کے تمام مجموعوں میں جو انگریزی کے فونیموں کی تشکیل کرتے ہیں ایسی ہی صوتی مماثلت ہے۔

2.22 اگر دو آوازوں کے ایک فونیم ہونے کے لیے کسی قدر صوتی مشابہت ضروری قرار دے دی جائے تو بعض ایسے جوڑوں کو جن کے اقلی جوڑے نہیں ملتے، بحث سے خارج کیا جا سکتا، مثلاً [ŋ] اور [ð] میں اس کے علاوہ کوئی بھی بات مشترک نہیں کہ دونوں مسموع ہیں۔ یہ امکان کہ یہ ایک فونیم کی تشکیل کریں گے بعید از قیاس ہے لیکن [θ] اور [ð] بہت زیادہ مشابہ ہیں۔ اس لیے ایسے ثبوت کی تلاش جو ان کو ممتاز قرار دے سکے مفید ہوگی، یہی وجہ ہے کہ [θ] اور [ð] کا تضاد دکھانے والے اقلی جوڑوں کی سخت تلاش کی گئی ہے جب کہ 2.10 میں مذکور دوسرے جوڑوں کے لیے ایسی تلاش نہیں کی گئی۔ توقع یہ ہے کہ اگر اتنی ہی کوشش کی جائے تو وہ بھی اتنی ہی مفید ہوگی۔

2.23 پھر بھی یہ قرین قیاس ہے کہ بعض زبانوں میں انگریزی کی بہ نسبت اقلی جوڑے تلاش کرنا کہیں زیادہ مشکل اور اس قدر مشکل ہے کہ تجزیہ کرنے والا ان پر انحصار نہیں کر سکتا۔ یوں وہ ناگزیر بھی نہیں ہیں لیکن اگر دستیاب ہوں تو سب سے زیادہ معتبر شہادت پیش کرتے ہیں۔ بعض دوسرے طریقوں سے بھی قابل اعتماد تجزیہ کیا جا سکتا ہے۔

ان میں سے ایک طریقہ کا نمونہ اس طرح پیش کیا جا سکتا ہے۔ فرض کیجیے [ð] اور [θ] کے لیے کوئی اقلی جوڑا معلوم نہ ہو۔ ہو سکتا ہے کہ ایک محقق جس کی مادری زبان انگریزی نہیں ہے اپنے اطلاع دہندہ کے کلام میں واقع ہونے کے

باوجود dilution : delusion, glacier : glazier, Aleutian : allusion جیسے جوڑوں
کو نہ محسوس کر سکے۔ یا شاید کوئی متکلم ان الفاظ میں سے بعض کو بالکل ہی استعمال نہ کرے
اور اس طرح اقلی جوڑے سرے سے ہوں ہی نہیں۔ یہ سب مفروضہ بات نہیں ہے۔ دو سال
لسانیات پڑھانے کے بعد مجھے معلوم ہوا کہ میری اپنی بولی میں یہ جوڑے موجود ہیں۔ چونکہ
[ž] کا استعمال انگریزی کے ایک رکنی الفاظ میں کم ہوتا ہے اس لیے اس اظہار کے
لیے ضروری ہوگا کہ ہم اس قید کو ذرا کم کر کے دو رکنی الفاظ استعمال کریں۔

اس طرح کے متعدد جوڑے مل جائیں گے جو زیر بحث آواز کے علاوہ صرف ایک
فونیم کا اختلاف رکھتے ہیں۔ ایسا ایک جوڑ treasure [trežər] : pressure [prešər]
ہے۔ یہاں دو تضادات ہیں۔ /p/ : /t/ اور [š] : [ž] پہلے کا بہت
سے اقلی جوڑوں کے وجود کے باعث فونیمی ( phonemic ) ہونا معلوم ہے اور
اسی لیے اسے /p/ : /t/ لکھا گیا ہے۔ دوسرا زیر بحث ہے۔ صوتی تحریر کا استعمال
یہ ظاہر کرنے کے لیے کیا گیا ہے کہ اس کی فونیمی حیثیت معلوم ہے۔

[š] اور [ž] کا استعمال ان الفاظ میں اٹکل پچو نہیں ہے۔ اگر ایک اطلاع
دہندہ سے ان الفاظ کو کئی بار دہرانے کے لیے کہا جائے تو treasure میں ہمیشہ [ž]
اور pressure میں ہمیشہ [š] ہوگا۔ ان الفاظ میں کوئی بات ایسی ہونی چاہیے جو
اس بات کا تعین کرتی ہو کہ ان دونوں میں سے کون سا استعمال ہو رہا ہے۔ یہاں صرف
دو امکانات ہیں؛ ان کا یکساں استعمال یا تو اس وجہ سے ہے کہ یہ دو مختلف فونیم ہیں یا
/t/ یا /p/ کے واقع ہونے کی وجہ سے آزمائش کے لیے۔ ہم یہ مفروضہ قیاس کر لیتے
ہیں کہ کسی لفظ میں /t/ ہو تو اس میں [š] کے بجائے [ž] اور اگر /p/ ہو
تو [ž] کے بجائے [š] استعمال ہوگا۔ اس سے ان دو الفاظ pressure
اور treasure کی توجیہہ تو ہو جائے گی لیکن دوسری جگہ یہ مفروضہ کام نہیں دے گا۔
pleasure میں /p/ اور /ž/ ہے اور trashy میں /t/ اور /š/ یا
تو ہمیں اس مفروضہ کو ترک کرنا پڑے گا یا مزید پیچیدگیاں وضع کرنا ہوں گی۔ جب ہم مزید
مواد کی جانچ کریں گے تو یہ ماننے پر مجبور ہوں گے کہ [š] : [ž] کے بارے میں
دوسری آوازوں کی بنیاد پر کچھ کہنا یا تو ناقابلِ عمل ہے یا ناقابلِ قیاس حد تک پیچیدہ۔ انہیں

الگ فونیم ہی سمجھنا پڑے گا۔

اب تک جو کچھ ہم نے کیا ہے وہ یہ نتیجہ اخذ کرنے کے لیے کیا ہے کہ /š/ اور /ž/ دو مختلف فونیم ہیں کیوں کہ وہ مشابہ ماحول میں واقع ہوتے ہیں۔ اقلی جوڑوں سے زیادہ واضح ثبوت مل جاتا ہے کیوں کہ ان دو آوازوں کا قطعاً یکساں ماحول میں واقع ہونا ظاہر ہوتا ہے۔

جن الفاظ پر ہمارے استدلال کا دار و مدار ہے وہ جس قدر ملتے جلتے ہوں گے اسی قدر ہمارا استدلال راست اور فیصلہ کن ہوگا۔

کسی امریکی کے لیے یہ بات حیران کن نہیں ہے کہ /š/ اور /ž/ دو الگ الگ فونیم ہیں۔ وہ کسی استدلال کے بغیر بھی یہ بات جانتا ہے۔ لیکن کسی غیر زبان والے کے لیے صورت مختلف ہو سکتی ہے۔ لوگوں کا آوازوں کے سننے کا انداز ان کی اپنی زبان کے پس منظر سے متعین ہوتا ہے۔ امریکی لوگ /š/ اور /ž/ کو یکساں ماحول میں سننے کے عادی ہیں اور اسی لیے ان میں فرق کرنا جانتے ہیں وہ $[p^h]$ اور $[p^=]$ کو یکساں ماحول میں سننے کے عادی نہیں ہیں اور اسی لیے کبھی ان میں امتیاز کرنے کی ضرورت بھی محسوس نہیں کی۔ اہلِ زبان اپنی زبان کے فونیموں کی بنیاد پر ملفوظوں کی شناخت کرنا اور دوسری کسی بھی چیز کو غیر متعلق خیال کرنا سیکھتے ہیں۔۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ زبان کے فونیمی نظام کو سیکھتے ہیں۔ لسانیات کے کسی امریکی طالب علم کے لیے فونیموں کے مجموعوں کا سیکھنا دقت طلب نہیں۔ وہ پہلے ہی ان سے خوب واقف ہے۔ دقت ہے تو فونیمی نظام کی شعوری ضابطہ بندی کو سیکھنے کی، منفرد فونیموں کے لیے علامات وضع کرنے کی اور دوسری زبانوں اور انگریزی کے فونیمی نظام کے درمیان تعلق کو سمجھنے کے لیے کسی بنیاد قائم کرنے کی۔

باب

3

# انگریزی کا مصوتی نظام

3.1 انگریزی مصوتوں کے تجزیہ میں بعض ایسی دقتیں پیش آتی ہیں، جو مصمتوں کے سلسلے میں نہیں آتیں اس وجہ سے ضروری ہے کہ بحث کو گزشتہ باب سے ذرا مختلف انداز میں اٹھایا جائے۔ ان خصوصیات میں سے دو کا شروع میں ہی ذکر کر دینا ضروری ہے، اگر ان کو شروع سے ہی آخر تک واضح طور پر ذہن میں نہ رکھا گیا تو کوئی بھی بحث سود مند نہیں ہوگی۔

3.2 بہت سی امریکی بولیوں اور کچھ برطانوی بولیوں میں مصوتی فونیموں کی مجموعی فہرست یکساں ہے، کچھ الفاظ کے مصوتے تمام بولیوں میں یکساں ہیں مثلاً ایلینی (Allegheny) پہاڑ کے مشرق میں Mary اور marry, merry سب کا تلفظ مختلف ہوتا ہے۔ انہیں پہاڑوں کے مغرب میں Mary اور merru کا تلفظ بالعموم مماثل ہے اور بعض علاقوں میں تینوں مماثل ہو سکتے ہیں۔ نہ صرف مشرق مغرب کی بولیوں میں بلکہ اس سے بھی زیادہ مختصر علاقوں میں ایسے ہی اور بہت سے اختلافات کی مثالیں دی جا سکتی ہیں۔ مصوتوں کی مجموعی تعداد ایک ہی ہوتی ہے لیکن ان کی وقوعی تقسیم (distribution) میں بولیوں کے درمیان فرق ہوتا ہے۔

اسی لیے ایسے الفاظ کا انتخاب ممکن نہیں ہے، جو تمام بولیوں کے بولنے والوں کے لیے مصوتی فونیموں کی مثال بن سکیں۔ کوئی مثال جو ملک کے ایک علاقے کے لیے

بہت عمدہ ہو، دوسرے کے لیے گمراہ کن بن سکتی ہے۔ مصوتوں کی پہچان صرف ان الفاظ سے ہی نہیں کی جانی چاہیے جن میں ان کا مستعمل ہونا بتایا جاتا ہے۔ بہتر یہ ہوگا کہ کوئی ایسا معلم زبانی طور پر انہیں پیش کرے جو انگریزی کے مصوتی نظام اور ان کے اس تجزیہ سے بخوبی واقف ہو، یہ نہ ہو تو کلیدی الفاظ کے بجائے صوتی توضیح پر انحصار کرنا چاہیے۔

اس پورے باب میں جہاں خاص طور پر کسی اور تلفظ کا حوالہ نہ دیا گیا ہو، تجزیہ کا دارومدار میرے اپنے تلفظ پر ہے۔ اٹلانٹک کے ساحل اور جنوب مشرق کے اکثر بولنے والوں سے یہ تلفظ بڑی حد تک مختلف ہوگا۔

3.3 امریکی بالعموم یہ تصوّر کرتے ہیں کہ مصوتے منفرد فونیم نہیں بلکہ فونیموں کے زنجیرے ہیں۔ ان مثالوں میں دونوں فونیم 'مصوتے کے ساتھ استعمال ہونے والے مصمتے کے مقابلے میں کہیں زیادہ ایک دوسرے سے گتھے رہتے ہیں۔ فونیموں کے اس گتھے ہوئے زنجیرے کا کبھی کبھی ایک اکائی کی حیثیت سے مطالعہ کرنا ہوتا ہے۔ ہم اسے رکنی مرکزہ (syllable nucleus) کہیں گے، کیونکہ یہ رکن کے مرکز کا کام انجام دیتا ہے۔ رکنی مرکزہ کی تعریف یہ ہوگی کہ یہ ایک مصوتہ ہے یا ایک مصوتہ جس کے بعد ایک نیم مصوتہ آتا ہو۔

3.4 رکنی مرکزے کے حصوں میں باہمی گہرے رشتے کے باعث اس میں سہولت ہوگی کہ پہلے پورے مرکزوں کو واحد اکائیوں کے طور پر دیکھ لیا جائے اور تب انہیں ان کے اجزا میں تقسیم کیا جائے۔

رکنی مرکزوں کی ایک جزوی فہرست ہم اُسی طریقہ سے تیار کر سکتے ہیں جو ہم نے مصمتوں کے لیے استعمال کیا تھا۔ اس سلسلے میں ہم ایسے یک رکنی (one-syllable) الفاظ جمع کریں گے جن میں مصمتے یکساں ہوں اور جنہیں تمام اہل زبان الگ الگ شناخت کر سکتے ہیں۔ اس سے یہ مستنبط ہوتا ہے کہ ہر لفظ میں ایک ممتاز رکنی مرکزہ ہوگا۔ میرے علم میں میری اپنی بولی کی طویل ترین فہرست حسب ذیل ہے۔

| | | | |
|---|---|---|---|
| *bait* | *bet* | *boat* | *bought* |
| *bat* | *bit* | *boot* | *bout* |
| *beat* | *bite* | *bot* | *but* |

بعض دوسرے امکانات کو خارج کیا جاسکتا ہے Beet کو beat

سے ممتاز نہیں کیا جا سکتا نہ ہی bight کو bite سے۔ ہوسکتا ہے کہ کوئی دوسرا شخص ان الفاظ میں سے بعض میں فرق محسوس کرے یا بعض میں، جن کو میں نے ممتاز دکھایا ہے، کوئی فرق محسوس نہ کرے۔ یا اس کا ذخیرۂ الفاظ مختلف ہو، مثلاً بہت کم امریکی bot (گھوڑوں کا طفیلی کیڑا) کو اپنے ذخیرہ الفاظ کا حصہ سمجھتے ہیں۔

جیسا کہ مصمتوں کے سلسلے میں کیا گیا دوسری فہرستیں پیش کرکے آپس میں موازنہ کیا جا سکتا ہے۔ اس طرح ہمارے مرکزوں کی فہرست میں اضافہ ہوتا چلا جائے گا۔ عین ممکن ہے کہ زیادہ سے زیادہ فراہم ہونے والی تعداد زیر تفتیش بولی سے پندرہ سے لے کر تیس یا اس سے زیادہ مرکزوں میں مختلف ہو۔ کسی شخص کی بولی میں بعض ان میں سے بہت نادر ہوں گے۔ میرے الفاظ میں سے بھی کم از کم دو ایسے ہیں جو ایک فی ہزار کی شرح سے بھی کم استعمال ہوتے ہیں۔ کوئی ضرورت نہیں ہے کہ مکمل فہرست تیار کرنے میں سر کھپایا جائے۔ ہمارے موجودہ مقصد کے لیے مشابہ الفاظ کا پہلا مجموعہ جو بارہ مثالوں پر مشتمل ہے تجزیے کے دوسرے اقدام کے لیے کافی ہوگا۔

**3.5** اگر ہم bout اور boat کے مرکزوں کا مقابلہ کریں تو بعض مشترک خصوصیات سامنے آئیں گی دونوں صورتوں میں مرکزہ کے تلفظ میں ہونٹوں کا مدور ہونا واضح طور پر دیکھا یا محسوس کیا جا سکتا ہے۔ متکلم خود بھی محسوس کرے گا کہ گولائی کے ساتھ ہی اس کی جیبھ اوپر یا نیچے کی طرف حرکت کرتی ہے۔ صوتالوں (vocal apparatus) کی یہ مشابہ حرکات ہی ان مرکزوں کے آخری حصہ میں قابل سماعت مشابہت پیدا کرتی ہیں۔ bait اور bite کے ایسے موازنہ سے بھی قریب قریب ایسے ہی نتائج نکلیں گے۔ دونوں میں زبان کو ابھرتے اور ذرا آگے بڑھتے ہوئے محسوس کیا جا سکتا ہے۔ ہونٹوں میں گولائی نہیں آتی۔ ان مرکزوں کے آخری حصے میں قابل سماعت مشابہت پیدا کرتی ہیں۔ bout اور bite کے موازنہ سے ظاہر ہوگا کہ ان مرکزوں کے آخری حصے دو فونیموں کی تشکیل کرتے ہیں۔ دراصل یہ الفاظ اقلی جوڑے ہیں۔ دونوں مصمتے اور مرکزوں کے پہلے عنصر میں یکسانیت ہے، دونوں میں فرق صرف ان تدریجیوں کا ہے جن پر مرکزے ختم ہوتے ہیں۔ bout اور boat میں اس انتقالِ تدریجی کو ہم /w/ سے اور bait اور bite میں /y/ سے تحریر کریں گے۔ ان استعمالات کے جواز پر بحث

بعد میں کی جائے گی۔

3.6 اقلی جوڑوں کی مدد سے ابھی یہ دکھایا گیا ہے کہ ہمارے ان مرکزوں میں سے چار تقسیم کیے جا سکتے ہیں، کیونکہ ہر نصف دوسرے متضاد مجموعہ میں شامل ہو جاتا ہے۔ یہ بات ذہن میں رکھ کر اور ان چار سے ہر ایک کا مقابلہ کر کے ہم اپنی مثالوں کے دوسرے مرکزوں کو جانچ سکتے ہیں۔ /y/ کے ساتھ ایک اور لفظ ملے گا یعنی beat، دوسروں کے مقابلے میں اس لفظ سے زبان کی حرکت کچھ کم نمایاں ہے، لیکن قابل ادراک ہے۔ /w/ کے ساتھ بھی ایک اور لفظ ہے یعنی beat یہاں بھی زبان کی حرکت خفیف لیکن قابل محسوس ہے لیکن ہونٹوں کی گولائی میں انتقال تدریجی کو واضح طور پر دیکھا جا سکتا ہے۔ اس کے بعد چھ مرکزے رہ جاتے ہیں جن میں /w/ اور /y/ میں سے کوئی بھی تدریجیہ نہیں ہے۔ ان میں ایک یعنی bought میں کچھ خاص مسائل پیدا ہوتے ہیں۔ ہم اس بحث کو بعد کے لیے اٹھا رکھتے ہیں باقی پانچ میں مفرد مصوتے ہیں جن میں انتقال تدریجی نہیں ہے۔ ان فونیموں کے لیے ہم درج ذیل علامات مقرر کرتے ہیں۔

*bit* /bit/, *bet* /bet/

*bat* /bæt/, *but* /bət/

*bot* /bat/

بہت سی بولیوں میں پہلے چار کا ایک ہی طرح تلفظ کیا جاتا ہے۔

3.7 اگلا مرحلہ یہ ہے کہ ان مفرد مصوتوں کو مرکب مرکزوں کے پہلے عنصر کے طور پر شناخت کیا جائے۔ ہمیں پہلے معلوم ہے کہ bite اور bout میں پہلا عنصر ایک ہی ہے۔ اوّل شناخت کے لیے ہم اسی مصوتے سے آغاز کر سکتے ہیں۔ بیش رفت دو طرح ہو سکتی ہے۔ bite کا اگر کھینچ کر تلفظ کیا جائے تو مصوتہ اتنا طویل ہو جائے گا کہ ہم اس کی کیفیت کو آسانی سے سن سکیں گے، ہو سکتا ہے کہ اس طرح اس کی صورت ذرا مسخ ہو جائے لیکن شاید اتنی بھی نہیں کہ فونیم ہی بدل جائے۔ ہم معلوم خفیف مصوتوں میں سے ہر ایک کے بعد /y/ کا جان بوجھ کر تلفظ کرنے کی کوشش کر سکتے ہیں۔ دونوں طریقوں سے یہ مستنبط ہو گا کہ bite کو /bayt/ لکھا جائے یعنی یہ کہ

یہاں مصوتہ وہی ہے جو *bot* میں ہے (اگر آپ کے ذخیرہ الفاظ میں bot نہیں ہے تو آپ cot اور *kite* کا موازنہ کر سکتے ہیں۔

واقعتاً بہت سے امریکی لوگ /a/ کا تلفظ /bawt/ اور /bayt/ میں /bat/ کے تلفظ سے مختلف انداز میں کرتے ہیں۔ ہم مختلف سیاق عبارت میں یا ایک ہی لفظ کی تکرار میں فونیم کی یکسانیت کی توقع نہیں کر سکتے۔ لیکن یہاں یہ فرق اتفاقیہ فرق سے کہیں زیادہ معین ہے۔ ہم آگے یہ بات دیکھیں گے کہ /y/ اور /w/ دونوں ہی اپنے ماقبل مصوتے پر قابل لحاظ اور باضابطہ طور پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ مفرد مصوتوں کی شناخت معین ہو جانے کے بعد یہ معلوم ہوگا کہ *bite* کا مصوتہ کسی دوسرے کے مقابلہ میں bot کے مصوتہ سے قریب تر ہے اور اس مصوتہ سے اس کا وہی تعلق ہے جو ہمیں دوسرے مصوتی فونیموں میں سے ہر ایک میں ملتا ہے۔

3.8 دوسری صورتوں کے ایسے ہی اختلافات کی رعایت رکھتے ہوئے ہم اپنی مثالوں کے مرکزوں کو بہ ترتیب ذیل رکھ سکتے ہیں۔

| | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|
| /i/ | *bit* | /bit/ | *beat* | /biyt/ | | |
| /e/ | *bet* | /bet/ | *bait* | /beyt/ | | |
| /a/ | *bot* | /bat/ | *bite* | /bayt/ | *bout* | /bawt/ |
| /o/ | | | | | *boat* | /bowt/ |
| /u/ | | | | | *boot* | /buwt/ |
| /æ/ | *bat* | /bæt/ | | | | |
| /ə/ | *but* | /bət/ | | | | |

*boot* اور *boat* کے مصوتے کے لیے ہمیں کوئی مفرد مرکزہ نہیں ملتا نہ ہی *but* اور *bat* کے مصوتوں کے لیے مرکب مرکزے ملتے ہیں۔ یہ بھی سچ ہے کہ ہماری مثالیں خاصی محدود ہیں اور مرکزے مل جائیں تو توقع ہے کہ ان میں سے کچھ اوپر کی جدول کی خالی جگہوں کو پُر کر سکتے ہیں۔ مرکزوں کی تلاش اس نقشہ کو ذہن میں رکھ کر ہی ہونی چاہیے ہمیں مزید مفرد مصوتوں اور دہرے مصوتوں کی تلاش بھی جاری رکھنی چاہیے۔

3.9 بعض گم شدہ مرکزے یک رکنی الفاظ کے مزید جوڑوں کی جانچ سے بآسانی دستیاب ہو جائیں گے۔ مندرجہ ذیل پر غور کیجیے۔

*lack* /læk/ *lick* /lik/ *look*

*lake* /leyk/ *like* /layk/ *luck* /lək/
*leak* /liyk/ *lock* /lak/ *Luke* /luwk/

اہلِ زبان ان میں سے اکثر کو معاً ان جوڑوں کے مقابلے میں رکھ سکتے ہیں جن پر ہم نے اب تک غور کیا ہے۔ یہ مقابلہ تحریر سے ظاہر ہو جاتا ہے۔ صرف look ہی نیا دکھائی دیتا ہے اس میں نہ /y/ ہے اور نہ /w/ بلکہ صرف ایک مفرد مصوتہ معلوم ہوتا ہے۔ look اور Luke کے مصوتہ میں وہی تعلق ہے جو ہم bout اور but میں دیکھ چکے ہیں۔ ہم look کو /luk/ لکھ سکتے ہیں اور اس طرح جدول 3.8 کی ایک خالی جگہ کو پُر کر سکتے ہیں۔

3.10 /o/ کی تلاش نسبتاً زیادہ مشکل ہوگی۔ مجھ سمیت اکثر امریکی لوگ اسے بہت کم لفظوں میں استعمال کرتے ہیں۔ *going to* کا روزمرہ کا تلفظ /gonə/ بہت عام اور کثیر الاستعمال ہے۔ نیو انگلینڈ کے رہنے والے یہ مفرد مرکز /hom/ *home* یا /hol/ *whole* جیسے الفاظ میں استعمال کرتے ہیں۔ دوسرے مقامات پر ان الفاظ کا تلفظ عموماً /howm/ اور /howl/، ہوگا۔

3.11 زیادہ غور سے تلاش کیا جائے تو کچھ گم شدہ مرکب مرکزے بھی سامنے آجائیں گے، جو باقی رہ گئے ہیں ان میں سے اکثر بعض بولیوں میں نہیں ہیں یا صرف خال خال واقع ہوتے ہیں۔ مثلاً میں کبھی کبھی /əw/ کا استعمال ایسے الفاظ میں کرتا ہوں جہاں اسی بولی کے اکثر بولنے والے /ow/ کا استعمال کریں گے۔ اسی طرح *road* کا تلفظ /ow/ یا /rowd/ ہوتا ہے۔ یہ بولیوں کے خلط ملط ہونے کا نتیجہ ہے۔ بعض بولیوں میں ان الفاظ کا تلفظ /əw/ ہوتا ہے اور /ow/ معدوم ہے یا شاذ۔ ایسے تلفظ کثیر الاستعمال ہیں بلکہ اس سے کہیں زیادہ جتنا اکثر سمجھا جاتا ہے۔ اس سے ذرا کم /əw/ کا استعمال ان تمام یا ان میں سے کچھ الفاظ میں ہوتا ہے۔

/æw/ کا دہرا مصوتہ بھی ایسا ہی ہے۔ *house* بہت سے علاقوں میں /haws/ بولا جاتا ہے لیکن بعض علاقوں میں پابندی سے اس کا تلفظ /hæws/ ہوتا ہے۔ ایسی بولیوں میں /aw/ بہت کمیاب ہوگا۔ انگریزی کی بعض دیگر صورتوں میں *house* یا تو /hews/ یا /həws/ ہو سکتا ہے۔

کہا جاتا ہے نیویارک شہر میں bird کا تلفظ "boyd." ہوتا ہے۔ یہ کہنا مغالطہ پر مبنی ہے۔ اصل میں جو تلفظ سننے میں آتا ہے وہ /bəyd/ ہے یہ اس سے سراسر مختلف ہے جو اکثر قاری ہجے سے سمجھ سکتے ہیں۔ یہ لغویت نتیجہ ہے اس بات کا کہ ہمارا روایتی رسم خط تلفظ ظاہر کرنے سے قاصر ہے۔ اور ساتھ ہی اس بات کا کہ دوسری بولی کے علاقے کا رہنے والا شخص تلفظ سے ناواقف ہے اور بے توجہی سے سنتا ہے۔

مصوتہ اور نیم مصوتہ کا ہر ممکن زنجیرہ کسی نہ کسی امریکی بولی میں مل جائے گا۔ کچھ بہت کثیر الاستعمال ہیں جو انگریزی کی تقریباً تمام بولیوں میں استعمال ہوتے ہیں بعض دوسرے نسبتاً کم مستعمل ہیں۔

3.12 3.8 کا نقشہ صرف سات مصوتے دکھاتا ہے۔ حقیقتاً انگریزی میں نو ہیں دو جو شامل نہیں ہیں ان کو ضبط تحریر میں لانا مشکل ہے۔ وہ بولیوں بلکہ بڑی بولیوں میں انفرادی اختلافات تک کا بہت جلد اثر قبول کرتے ہیں۔ یہ دونوں اکثر بولیوں میں مفرد مصوتے یا مرکب مرکزہ کی حیثیت سے واقع ہوتے ہیں اور عموماً ان میں سے ایک یا دونوں کثرت سے استعمال ہوتے ہیں۔

بعض بولیوں میں just کے تلفظ میں جیسا کہ a just judge اور He just came میں فرق کیا جاتا ہے اس صورت میں پہلا بالعموم /Jəst/ اور دوسرا /Jɨst/ ہوتا ہے۔ یہ دونوں تلفظ gist /Jist/ اور gist /Jəst/ سے مختلف ہیں۔ دوسرے امریکی دونوں لفظوں کا تلفظ بالعموم /Jəst/ ہی کرتے ہیں۔ ان کا ایسا کرنے کا مطلب یہ نہیں کہ ان کے ہاں /ɨ/ فونیم ہے ہی نہیں، عین ممکن ہے کہ دوسرے لفظوں میں یہ عام استعمال ہوتا ہو۔ ایک عرصہ سے /Jɨst/ کو خراب انگریزی کی نشانی سمجھا جاتا ہے۔ اسی باعث بہت سے امریکیوں نے کوشش کر کے /Jɨst/ کو اپنی بول چال سے خارج کر کے زیادہ قابل قبول /Jəst/ سے تبدیل کر لیا۔ کچھ لوگ جو /Jɨst/ کو غیر فصیح خیال کرتے ہیں وہ بھی بے تکلف لمحات میں اس کا استعمال کرتے ہیں۔ اس تلفظ کا استعمال لوگوں کے قیاس سے یقیناً کہیں زیادہ ہے۔

لفظ pretty لیجیے pretty good میں یہ /ɨ/ کے ساتھ بولا جاتا ہے۔ اس کا تلفظ بھی بہت مختلف ہے pretty اور /pirtiy/ دونوں ہی بکثرت استعمال ہوتے

ہیں /partiy/ بھی نایاب نہیں ہے۔ اس طرح کے استعمال میں یہ /pritiy/ کبھی نہیں ہوتا اگرچہ pretty girl جیسی ترکیبوں میں /pritiy/ بہت عام ہے۔ pretty اور just دونوں ہی تنہا تو کسی دوسرے مصوتے کے ساتھ ہی بولے جائیں گے ایسے تلفظ کے لیے جو /ɨ/ کی مثال پیش کرے انہیں سیاق عبارت میں ہی بولنا پڑے گا۔

Children کے دو تلفظ ہوتے ہیں۔ پہلا رکن /čild/ یا /čɨld/ ہوتا ہے۔ جنوب میں sister کو بالعموم /sɨster/ بولا جاتا ہے۔ بعض لوگوں کی زبان میں Willie /wiliy/ نام کا تلفظ will he /wɨliy/ اور wooly /wuliy/ دونوں سے مختلف ہوتا ہے۔ تاہم مثال کے ان الفاظ کو احتیاط سے استعمال کرنے کی ضرورت ہے کیوں کہ بہت سے لوگ جو /ɨ/ کا استعمال کرتے ہیں جب ذرا خیال کر کے بولیں گے تو اس کی جگہ /i/ کا استعمال کریں گے۔

مذکورہ مثالیں /ɨ/ کے ان خصوصی استعمالات کی وضاحت نہیں کرتیں جو طویل الفاظ کے غیر بل دار ارکان ( unstressed syllables ) میں اور بعض ان الفاظ میں جو جملوں میں بل stress نہیں رکھتے پائی جاتی ہیں اس طرح children کا دوسرا رکن /rɨn/ یا /rən/ ہو سکتا ہے۔ تنہا بولا جائے تو Can کا تلفظ /kæn/ اور جملوں میں اکثر /kɨn/ ہوتا ہے۔ ان مقامات میں /ɨ/ یا تو نظر انداز ہو سکتا ہے یا /i/ یا /ə/ سے خلط ملط ہو سکتا ہے۔ غیر بل دار ارکان میں ان مصوتوں کے درمیان فرق کو شناخت کرنے کے لیے قدرے مشق کی ضرورت ہوگی۔ یہ معلوم ہوگا کہ بہت سی بولیوں میں /ɨ/ سب سے زیادہ عام ہے۔ خاص طور سے مقامی روزمرہ تلفظ میں یا ایسی گفتگو میں جس میں طویل الفاظ ہوں یہ بہت عام ہے۔

3.13 مشرقی نیو انگلینڈ کی بولی میں cot /kɔt/ جیسے الفاظ میں مفرد /ɔ/ نسبتاً زیادہ عام ہے۔ امریکہ کے دوسرے علاقوں میں ان الفاظ کا تلفظ بالعموم /kat/ کیا جاتا ہے۔ جنوبی برطانیہ میں "خفیف o" کا بہت عام تلفظ ہے لیکن بعض دوسری برطانوی بولیوں میں نہیں۔ ان بولیوں میں جہاں /kat/ بولا

جاتا ہے۔ /ɔ/ نادرالوقوع رکنی مرکزوں میں سے ایک ہے یہ بہت ہی شاذ الفاظ میں استعمال ہوتا ہے اور وہ بھی بعض غیر معمولی حالات کے تحت۔ اسی طرح ان بولیوں میں جو /kɔt/ استعمال کرتی ہیں /a/ کم یاب مرکزہ ہے۔

مصوتہ /ɔ/ مرکب مرکزوں میں زیادہ عام ہے۔ بہت سے امریکی اس مصوتہ کا استعمال boy /bɔy/ جیسے الفاظ میں کرتے ہیں۔ دوسرے لوگ ایسے الفاظ کا تلفظ /boy/ کی طرح کرتے ہیں۔ bought جیسے مرکزوں میں /ɔ/ مصوتہ کی حیثیت سے استعمال ہوتا ہے۔ اگرچہ یہاں بھی بعض بولیوں میں /o/ آتا ہے۔

3.14 بعض لوگوں کے ہاں caught اور cot سے ایک اور قسم کے تدریجیہ glide کا اقلی جوڑا بنتا ہے۔ اسے ہم /H/ سے ظاہر کرتے ہیں۔ Caught کا تلفظ /koHt/ ہوتا ہے یا /kɔHt/۔ بعض بولیوں میں دوسرا /kɔt/ کے متضاد ہے۔ سوء اتفاق براعظم کے بڑے حصے میں دہرے مصوتوں کے مقابلے میں مفرد مرکزوں کے اقلی جوڑے نہیں ملتے ذیل کے الفاظ میں ممکن مثالیں ملتی ہیں۔

ایک اچھا جوڑا balm اور bomb ہے۔ دونوں الفاظ کے تلفظ میں جا بہ جا خاصا فرق ہے۔ مغرب میں اکثر ان کا تلفظ یکساں ہوتا ہے کچھ مشرقی بولیوں میں /bam/ اور /baHm/ بولا جاتا ہے۔ دوسری بولیوں میں /bəm/ اور /baHm/ جنوب میں کچھ لوگ /bɔm/ اور /baHm/ بولتے ہیں اور کچھ لوگ balm کو /l/ کے ساتھ بولتے ہیں۔

بہت سی مشرقی بولیوں میں /æ/ اور /æH/ دونوں موجود ہیں۔ ان کا تضاد ان الفاظ میں اکثر سنا جا سکتا ہے۔ can بمعنی 'سکنا' /kæn/ اور can بمعنی بالٹی /kæHn/۔ کچھ لوگ اور بھی فرق کر دیتے ہیں اور /kæn/ اور /keHn/ بولتے ہیں۔ ان الفاظ کے یہ تلفظ تنہا صورت میں ہوتے ہیں۔ سیاق عبارت میں "سکنا" عموماً /kin/ ہو جاتا ہے۔ ایک اور اقلی جوڑا have /hæv/ halve /hæHv/ ہے۔

کچھ امریکی لوگ reel /riyl/ اور real /riHl/ کو کے تلفظ میں فرق کرتے ہیں۔ جو ایسا کرتے ہیں ان کے لیے rill /ril/ کو بھی موازنہ میں

رکھا جاسکتا ہے۔

نو مصوتی فونیموں میں سے ہر ایک کے ساتھ نیم مصوتہ /H/ آتا ہے لیکن بہت سے مجموعوں کے معتبر کلیدی الفاظ کا ملنا سابقہ بحث سے بھی کہیں زیادہ مشکل ہے۔ ان دہرے مصوتوں کے استعمال میں ہر ہر بولی میں فرق ہے۔ اکثر ہیں /H/ والے مرکزے /r/ اور /l/ کے ماقبل دوسرے مقامات سے زیادہ عام ہیں۔

بعض بولیاں "بے را" "r-less." مشہور ہیں۔ یہ یا تو مصوتوں کے بعد /r/ کا تلفظ نہیں کرتیں یا /r/ کی ایسی قسم استعمال کرتی ہیں جو دوسرے بولنے والوں کے لیے اتنی مختلف ہوتی ہے کہ اسے /r/ سمجھنا دشوار ہے۔ ان بولیوں میں /H/ ایسے الفاظ میں استعمال ہوتا ہے جو دوسری بولیوں میں /r/ کا استعمال کرتے ہیں۔ اس طرح here کا تلفظ مختلف علاقوں میں /hir/ ، /hiHr/ یا /hiH/ ہوسکتا ہے۔

3.15 الغرض کل ملاکر نو مفرد مصوتے ہیں ان میں سے ہر ایک /y/ ، /w/ یا /H/ کے ساتھ آسکتا ہے۔ اس سے چھتیس ممکن مرکزے بن سکتے ہیں۔ شاید کسی بھی بولی میں یہ سب نہیں ہیں، اگرچہ بعض اس تعداد کے قریب پہنچ جاتی ہیں۔ بہر طور ان چھتیس میں سے ہر ایک کسی نہ کسی امریکی بولی میں استعمال ہوتا ہے۔

ان چھتیس مرکزوں کو بآسانی ایک نقشہ میں دکھایا جاسکتا ہے۔ بولیوں کے آپس کے فرق کی وجہ سے کلیدی لفظ نہیں دیئے گئے۔ اپنی بولی میں استعمال ہونے والے مصوتوں پر مشتمل کلیدی الفاظ سے طالب علم انہیں بھر سکتا ہے۔ کسی تیار شدہ جدول کے مقابلہ میں اس کا نتیجہ زیادہ مفید ہوگا۔

مصوتی حروف کے نام خاصے پریشان کن ہیں۔ چار علامات کا اضافہ اور بھی پیچیدگی پیدا کر دے گا۔ بعض اوقات انہیں ذیل کے نام دیئے جاتے ہیں:

| | | | |
|---|---|---|---|
| دہرا ترسیمہ | digraph | /æ/ | کے لیے |
| مقطوعہ I | barred I | /ɨ/ | " |
| کشادہ O | open O | /ɔ/ | " |
| اور شوا | /šəwaH/ | /ə/ | " |

بعض وجوہ سے مرکزوں کی زبانی شناخت کے لیے عددی نظام زیادہ سہولت بخش معلوم ہوتا ہے۔ اس نظام میں دہائی کے ہندسے مصوتے اور اکائی کے ہندسے نیم مصوتے ظاہر کرتے ہیں اس نظام کے تحت تحریر کے ساتھ عدد درج ذیل ہیں :

| | | | |
|---|---|---|---|
| 10 /i/ ___ | 11 /iy/ ___ | 12 /iw/ ___ | 13 /iH/ ___ |
| 20 /e/ ___ | 21 /ey/ ___ | 22 /ew/ ___ | 23 /eH/ ___ |
| 30 /æ/ ___ | 31 /æy/ ___ | 32 /æw/ ___ | 33 /æH/ ___ |
| 40 /ɨ/ ___ | 41 /ɨy/ ___ | 42 /ɨw/ ___ | 43 /ɨH/ ___ |
| 50 /ə/ ___ | 51 /əy/ ___ | 52 /əw/ ___ | 53 /əH/ ___ |
| 60 /a/ ___ | 61 /ay/ ___ | 62 /aw/ ___ | 63 /aH/ ___ |
| 70 /u/ ___ | 71 /uy/ ___ | 72 /uw/ ___ | 73 /uH/ ___ |
| 80 /o/ ___ | 81 /oy/ ___ | 82 /ow/ ___ | 83 /oH/ ___ |
| 90 /ɔ/ ___ | 91 /ɔy/ ___ | 92 /ɔw/ ___ | 93 /ɔH/ ___ |

**3.16** بولیوں میں تلفظ کے اختلاف کے پیش نظر یہ خاص طور پر ضروری ہے کہ مختلف مصوتی آوازوں کی تشکیل کا عمل بھی سمجھ لیا جائے۔ مثالوں میں جس طرح ان کو شناخت کیا گیا ہے اس سے ان کی صحت کی بھی جانچ ہو جائے گی۔ تلفظی صوتی ( articulatory phonetic ) توضیح بجائے خود کافی نہیں ہوگی۔ تو مصوتی فونیموں میں سے ہر ایک کے تلفظ میں کچھ فرق ہے۔ بولیوں کے اختلاف میں بعض الفاظ کے صرف مصوتوں یا مرکزوں کا فرق ہی شامل نہیں ہوتا، بلکہ خود مصوتوں کی کیفیت کے معمولی اختلاف بھی شامل ہوتے ہیں۔ تاہم یہ اختلاف بعض خاص حدود سے تجاوز نہیں کرتا۔ اسی باعث صوتی کیفیت ( phonetic quality ) اور تقسیم ( distribution ) کی طرف ذرا سی توجہ سے مصوتی فونیموں اور مرکب مرکزوں کی صحیح شناخت کی جا سکتی ہے۔

**3.17** اعضائے صوت کی حالتوں میں تین تبدیلیاں انگریزی مصوتوں کی صوتی توضیح میں خاص اہمیت رکھتی ہیں۔ زبان کے ارفع حصہ کی حالت سب سے اہم ہوتی ہے۔ اس میں دو طرفہ تبدیلی ہوتی ہے۔ یہ نسبتاً اونچا، متوسط یا نیچا ہو سکتا ہے۔ یہ نسبتاً آگے، درمیان میں اور پیچھے بھی ہو سکتا ہے۔ درمیان ( پیچھے اور آگے کے بیچ میں ) اور متوسط ( اونچے اور نیچے کے بیچ میں ) کے فرق کو ملحوظ رکھنا چاہیے۔ ان دو تغیرات کے سہارے انگریزی مصوتوں کو ایک مربوط نقشہ میں پیش کیا جا سکتا ہے

| | | آگے Front | درمیان Central | پیچھے Back |
|---|---|---|---|---|
| اونچا | High | i | ɨ | u |
| متوسط | Mid | e | ə | o |
| نیچا | Low | æ | a | ɔ |

انگریزی مصوتوں میں تیسری اہم تبدیلی ہونٹوں کی گولائی ہے۔ /u/ میں ہمیشہ معتدل گولائی ہوتی ہے۔ /o/ میں گولائی نسبتاً کم، لیکن کافی نمایاں ہوتی ہے۔ /ɔ/ میں گولائی اور بھی کم ہوتی ہے۔ کسی تلفظ میں یہ اس قدر کم ہو سکتی ہے کہ احساس ہی نہ ہو پائے یا بالکل ہی غائب ہو سکتی ہے۔ آگے اور درمیان کے مصوتے کبھی گول نہیں ہوتے۔

3.18 /i/ نہ بہت اونچا ہوتا ہے، نہ بہت آگے۔ دوسری بہت سی زبانوں کے اگلو نچے high front مصوتے زیادہ اونچے اور آگے سے زیادہ قریب ہوتے ہیں۔ اسی وجہ سے /i/ غیر ملکیوں کے لیے قدرے مشکل ہوتا ہے۔ ان کے ہاں زیادہ اونچے مصوتہ کا رجحان ہوتا ہے۔ جو اکثر امریکیوں کو /iy/ محسوس ہوتا ہے۔ بہر کیف یہ غیر ملکی مصوتہ /iy/ کی مانند دہرا ہونے کے بجائے اکثر مفرد مصوتہ ہوتا ہے۔

اسی طرح بعض دوسری زبانوں کے مماثل مصوتوں کے مقابلہ میں /u/ نہ اتنا اونچا ہوتا ہے اور نہ اتنے پیچھے۔ اسی وجہ سے یہ بھی بہت سے غیر ملکیوں کے لیے اشکال پیدا کرتا ہے۔ ہونٹوں کی گولائی کسی نہ کسی درجہ میں ضرور رہتی ہے۔

/ɨ/ کی اونچائی /i/ اور /u/ کے برابر ہوتی ہے۔ یا ان دونوں سے ذرا سی زیادہ۔ اس کی ادائیگی کے لیے /i/ سے شروع کر کے زبان کو /u/ کی حالت میں پیچھے کی طرف لے جانا پڑتا ہے، ہونٹوں میں گولائی نہیں ہوتی؛ زبان واضح طور پر /ə/ کی حالت سے ذرا اونچے رہتی ہے /ɨ/ اور /i/ کے فرق کو سیکھنے میں اکثر طالب علم سب سے زیادہ دشواری محسوس کرتے ہیں؛ اس کے لیے کافی مشق درکار ہو سکتی ہے۔ ذیل کے ایسے جوڑوں سے یہ مشق ہو سکتی ہے:

*gist* /ǰist/ : *just* /ǰɨst/

*pretty* /pritiy/ : /prɨtiy/

یا ذیل کے الفاظ کے مختلف تلفظات کا مقابلہ کر کے بھی مشق کی جا سکتی ہے۔

*children* /čildrin/ : /čɨldrən/

sister /sistər/ : /sistər/

/a/ کا تلفظ خاصا متنوع ہوتا ہے۔ یہ تنوع صرف مختلف بولنے والوں کے درمیان ہی نہیں ہوتا بلکہ ایک ہی فرد کے کلام میں مختلف سیاق عبارت میں بھی فرق ہوسکتا ہے۔ زیادہ اگلی قسمیں عموماً /æ/ سے کافی نیچی اور کم تر اتنی اگلی ہوتی ہیں زیادہ پچھلی قسمیں /ɔ/ کے قریب پہنچ جاتی ہیں۔ عام طور پر جن لوگوں کے ہاں /a/ زیادہ پیچھے ہوتا ہے /ɔ/ میں خاصی گولائی ہو جاتی ہے۔ جن کے ہاں /ɔ/ میں گولائی کا فقدان ہوتا ہے، ان کے ہاں /a/ کی زیادہ پچھلی قسم نہیں ہوتی کہ اشتباہ پیدا ہو۔ اکثر مثالوں میں انگریزی کی کسی دوسری بولی کو ضبط تحریر میں لانے میں نچلے مصوتوں کی شناخت سب سے زیادہ دشوار ہوتی ہے۔ بہ ظاہر اکثر بولیوں میں اس مشق میں تین مصوتے ہوتے ہیں لیکن ان تینوں کے درمیان امتیاز ہر ہر بولی میں مختلف ہے۔ اطمینان کے لیے صرف صوتی تفصیلات کا مشاہدہ ہی نہیں بلکہ بہت سے فونیموں کے تضاد کو دیکھنا بھی ضروری ہوگا۔

/ɔ/ کا کبھی /a/ سے اور کبھی /o/ سے تشابہ ہو جاتا ہے۔ بہت سی بولیوں میں /ɔ/ کے ساتھ ان دونوں کے اقلی جوڑے نہیں ملتے یعض بولیوں میں /ɔH ɔy ow o/ تو ہیں مگر /oH oy ɔw ɔ/ نہیں ہیں اور بھی زیادہ ابتری اس سے پیدا ہوتی ہے کہ بعض بولیاں بعض دوسری بولیوں کے /oy oH/ کی جگہ /ɔy ɔH/ استعمال کرتی ہیں۔ نتیجہ یہ ہے کہ بہت سے امریکی /ɔy/ کو /oy/ نیز /ɔH/ اور /oH/ کو یکساں سمجھنے کے کم و بیش عادی ہوتے ہیں۔ اگر boy کا مرکزہ beau کی بہ نسبت زبان کی زیادہ نمایاں نچلی حالت سے شروع ہو تو شاید تحریری طور پر /bɔy/ اور /bow/ درست ہوں گے۔ اگر یہ دونوں تقریباً ایک ہی مقام سے شروع ہوں تو /boy/ اور /bow/ ممکن ہوں گے۔ اکثر لوگ boy اس طرح ادا کرتے ہیں کہ ہونٹوں کی گولائی کا شائبہ تک نہیں ہوتا، جیساکہ beau میں یا going to /gonə/ تک میں ہوتا ہے۔ اس صورت میں boy کا تلفظ شاید /bɔy/ ہوتا ہے۔ اور /o/ اور /ɔ/ کے درمیان صرف زبان کی حالت ہی کا فرق نہیں ہوتا بلکہ ہونٹوں کی گولائی کا بھی فرق ہوتا ہے۔

3.19 تدریجیہ یا نیم مصوتہ /w/ کی تعریف 3.5 میں پیش کی گئی تھی کہ اس میں زبان اوپر یا پیچھے کی طرف حرکت کرتی ہے اور ساتھ ہی ہونٹوں کی گولائی میں اضافہ ہوتا ہے

/uw/ میں آغاز ہونٹوں کی معتدل گولائی سے ہوتا ہے اور اس میں نمایاں اضافہ ہوجاتا ہے۔ /aw/ میں ابتداءً ہونٹ گول نہیں ہوتے لیکن پھر قدرے گول ہوجاتے ہیں /uw/ کا اختتام /aw/ کے مقابلہ میں ہونٹوں کی زیادہ گولائی پر ہوتا ہے /uw/ کے آغاز میں، ہی /aw/ کے اختتام کے مقابلہ میں زیادہ گولائی ہوتی ہے۔ ممتاز خصوصیت کا کوئی متعین درجہ نہیں ہے، بلکہ /w/ کے تلفظ کے دوران، ہونٹوں کی گولائی میں قابلِ توجہ اضافہ ہوتا ہے

/y/ اور /w/ دونوں میں ہی زبان کا اوپر اٹھنا بھی شامل ہوتا ہے /y/ میں حرکت اوپر اور آگے کی طرف ہوتی ہے۔ /w/ میں اوپر اور پیچھے کی طرف۔ کوئی بھی نیم مصوتہ کسی مخصوص مقام تک حرکت کو ظاہر نہیں کرتا بلکہ حرکت کی خاص سمت سے ہر ایک کی خصوصیت متعین ہوتی ہے۔ /ay/ میں زبان عموماً /iy/ کے نقطۂ آغاز تک اونچی نہیں اٹھتی۔ اسی طرح /aw/ میں زبان /uw/ کے نقطۂ آغاز تک اونچی نہیں اٹھتی۔ مزید برآں /ey/ کی بہ نسبت /ay/ میں /y/ زیادہ اٹھان کو ظاہر کرتا ہے۔ اور /iy/ میں اس سے بھی کم اٹھان کو۔ /ow/ کے مقابلہ میں /aw/ میں زیادہ اٹھان ہوتی ہے اور /uw/ میں اس سے بھی زیادہ۔

3.20 2.9 میں /y/ اور /w/ کی علامات yes اور would کے ابتدائی مصمتوں کے لیے تجویز کی گئی تھیں۔ /y/ اور /w/ کے تلفظ کی جو توضیح ابھی کی گئی ہے وہ بدیہی طور پر ان صورتوں میں نہیں کھپے گی۔ ہماری فونیمی تحریر کی تعریف کا تقاضا یہ ہے کہ ہر فونیم کے لیے ایک واضح علامت ہوگی اور یہ کہ ایک علامت صرف ایک فونیم کو ظاہر کرے گی۔ yes /yes/ اور say /sey/ میں /y/ اور would /wud/ اور do /duw/ میں /w/ لکھنے سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ ہم نے ان آوازوں کو ایک مفردِ فونیم کے شریک کی حیثیت سے شناخت کیا ہے۔

مصوتوں سے پہلے /y/ اور /w/ تدریجیہ بھی ظاہر کرتے ہیں۔ درحقیقت یہ ابھی بیان کردہ حرکات کے عین متضاد ہوتے ہیں /yes/ میں زبان /e/ کی بہ نسبت اگلے حصّہ کے قریب تر اور ذرا زیادہ اونچائی کے ساتھ حرکت شروع کرتی ہے اور پھر تیزی سے موخرالذکر کی طرف منتقل ہوجاتی ہے۔ /yes/ میں زبان کی حرکت /e/

کے مقام سے شروع ہوتی ہے اور تیزی سے زیادہ اونچے اور زیادہ اگلے مقام کی طرف منتقل ہوجاتی ہے۔ اگر /yes/ کے ریکارڈ کے فیتہ کو الٹا چلایا جائے تو نتیجہ /sey/ سے بہت مماثل ہوگا۔ مزید برآں ye /yiy/ میں /i/ سے پیشتر /y/ کا آغاز yacht /yat/ میں /a/ سے پہلے کی بہ نسبت زیادہ اٹھان کے ساتھ ہوتا ہے /i/ سے پیشتر انتقال تدریجی نسبتاً مختصر ہوتا ہے۔ /a/ سے پیشتر یہ طویل تر ہوتا ہے۔ ان امور میں مصوتوں سے پہلے /y/ کا فعل مصوتوں کے بعد کے فعل جیسا ہی ہوتا ہے۔ /w/ کے بارے میں یہی بات درست ہے۔

ابتدائی اور اختتامی /y/ اور ابتدائی اور اختتامی /w/ کے درمیان فرق کو زبان میں ان کے فعل کے کسی خاص فرق کے بجائے صرف ان کے محل استعمال کا نتیجہ سمجھنا چاہیے۔ اس لیے ہر جوڑے کو ایک مفرد فونیم سمجھنا بالکل درست ہوگا۔ فونیموں میں جس قسم کے فرق ہوتے ہیں ان کی یہ ایک اور مثال ہے جس کا سب ہی زبانوں اور اکثر فونیموں میں مشاہدہ کیا جاسکتا ہے۔

3.21 بعض اوقات تدریجیہ glides /H/ زبان کی مائل بہ ملائمت حرکت کو ظاہر کرتا ہے زبان کا سب سے اونچا حصہ وسطی درمیانی سمت میں یا سکون کی طرف حرکت کرسکتا ہے یا زبان میں عمومی ملائمت پیدا ہوسکتی ہے۔ کسی بھی حرکت کی حدود مختلف بولنے والوں اور مختلف مرکزوں میں مختلف ہوسکتی ہیں۔ بہت سے لوگوں کے یہاں خاص طور پر /aH/ ہمیشہ /a/ سے ممتاز ہوتا ہے۔ جب زبان کی حرکت قابلِ ادراک نہ ہو تو فرق بڑی حد تک وقفہ ( duration ) سے پیدا ہوتا ہے۔ یعنی /H/ سے انتقال تدریجی کا اظہار ہوتا ہے یا تطویل کا یا دونوں کا۔ درمیانی تدریجیوں پر ختم ہونے والے مرکزوں اور ان مرکزوں میں جن کو صرف طول دے دیا جاتا ہے کوئی تضاد نہیں ملتا۔

3.22 اس حقیقت سے کہ مصوتوں کے بعد کے تدریجیے /y/ اور /w/ مصوتوں سے پہلے بھی ایسی ہی حیثیت رکھتے ہیں یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ /H/ میں بھی ایسا ہی ہونا چاہیے۔ صرف /h/ ہی تنہا ایسا رکن ہوسکتا ہے۔ کیوں کہ صرف یہی ایک مصمتہ ہے جو مصوتوں کے بعد نہیں آتا۔ اس میں بعض نازک مشابہتیں ہیں لیکن یہ کسی بھی طرح اتنی قوی نہیں

حلقی /y/ اور /w/ میں۔ چونکہ اس بات کی واضح شہادت نہیں ہے کہ /H/ کی /h/ کے ساتھ کوئی مساوات ہے یا نہیں۔ ماہرینِ لسانیات میں اس پر اختلاف ہے کہ اس شہادت سے کیا سمجھا جائے؟ میرا خیال یہ ہے کہ دونوں کو الگ الگ رکھنا ہی بہتر حل ہوگا اور اسی لیے /H/ اور /h/ دو علامتیں استعمال کرنا بھی۔ بعض دوسرے ماہرین کا خیال ہے کہ دوسری طرف شہادت زیادہ مضبوط ہے اس لیے دونوں کے لیے ایک علامت /h/ استعمال ہو۔

اس بنیاد پر 3.15 کے آخری کالم کو یوں پڑھا جائے گا 23 /eh/, 33 /æh/ 13 /ih/ وغیرہ بہتر طور دونوں نظام مساوی سے ہی ہیں اور کسی ایک کو بھی دوسرے میں بآسانی تبدیل کیا جا سکتا ہے۔

3.23 بہت سے امریکی تلفظات میں /r/ ایک ایسا تدریجیہ ہے جس کو کسی طرح /y/ اور /w/ کے مقابل رکھا جا سکتا ہے۔ اکثر زبان کا انتہائی سرا اوپر کو مڑتا ہے۔ اگرچہ بعض دوسرے ایسی ہی آوازیں دوسری حرکات سے پیدا کرتے ہیں۔ شاید کوئی بھی فونیم مختلف بولیوں میں اتنا نہیں بدلتا جیسا کہ /r/ بعض تلفظات میں یہ ارتعاشی ہوتا ہے اور بعض میں تکریری یا دوسری قسم کی آوازوں کی کوئی شکل بعض امریکی بولیوں میں مصوتوں کے بعد /r/ کا تلفظ اتنا خفیف ہوتا ہے کہ دوسری بولیاں سننے کے عادی لوگ اس کو بالکل ہی نہیں سن پاتے۔ عام طور پر بعض لوگ اس صورت میں /r/ کا تلفظ ہی نہیں کرتے۔

/y/ اور /w/ سے /r/ یوں بھی مختلف ہے کہ ماقبل مصوتہ سے بالکل گتھ نہیں جاتا یعنی اکثر و بیشتر /r/ رکنی مرکزہ کا جز نہیں بنتا تاہم /r/ اور ماقبل مصوتہ کا تعلق دوسرے کسی بھی مصمتے کی بہ نسبت زیادہ ہوتا ہے۔

بہت سے امریکیوں کے تلفظ میں /ər/ صوتی اعتبار سے مفرد /r/ جیسا مصوتہ بن جاتا ہے۔ کہنے کا مطلب یہ ہے کہ زبان کی نوک کا الٹنا (معکوسیت) جو /r/ کی مخصوص کیفیت پیدا کرتا ہے /ə/ کے دوران بھی برقرار رہتا ہے۔ مغربی بولیوں میں یہ صورت بہت عام ہے۔ مشرقی بولیوں میں /ər/ کو صاف طور سے دو حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے پہلا غیر معکوسی مصوتہ /ə/ ہوتا ہے اور دوسرا معکوسی تدریجیہ /r/ یہ دو تلفظ مختلف تاثر پیدا کرتے ہیں لیکن فونیمی اعتبار سے برابر ہیں۔

باب

4

# انگریزی کا بل اور سُر لہر

4.1 گزشتہ دو ابواب کی بحث میں ہماری توجہ یک رکنی الفاظ کے صرف تلفظ تک ہی محدود رہی ہے۔ اس مواد سے ہم انگریزی کے مصمتی اور مصوتی فونیموں کے لیے تصدیق فراہم کر سکے تھے۔ اس مواد کے محدود ہونے کے باعث بعض انگریزی فونیم کا انکشاف ممکن نہیں تھا۔ اس باب میں مزید مختلف شہادتوں کی جانچ سے ہم اس فہرست کو مکمل کرینگے۔

4.2 اگر دو رکنی الفاظ پر نظر ڈالی جائے تو معلوم ہوگا کہ وہ دو قسم کے ہیں۔ ایک گروہ میں پہلا رکن بل دار ( stressed ) (لہجہ دار "accented") متبادل معروف اصطلاح ہے)، ہوتا ہے اس میں ( going, spoken, phoneme ) وغیرہ الفاظ شامل ہیں۔ دوسرے گروہ میں بل دوسرے رکن پر ہوتا ہے۔ اس میں ( oblain, because above ) وغیرہ شامل ہیں۔ یہ فرق محسوس کرنے کے بعد یہ دیکھنا ہوگا کہ آیا یہ فرق فونیمی ہے۔ تحقیق کا ایک طریقہ تو یہ ہے کہ اقلی جوڑے تلاش کر لیے جائیں۔ ایسے جوڑوں کی بڑی تعداد مل سکتی ہے جن میں بل کے تضاد کے علاوہ معمولی سا فرق ہو۔ ان میں سے بعض اسم اور فعل کے جوڑے ہیں اور ان میں سے اکثر روایتی املا میں یکساں لکھے جاتے ہیں۔ مثلاً ( present ) اسم کی حیثیت سے [prézint] ایسی مثالوں میں اکثر انگریزی بولنے والے یہ محسوس کریں گے کہ بل کا اختلاف مصوتوں کے اختلاف سے زیادہ اہم ہے۔ یہ تاثر کسی بات کا ثبوت پیش نہیں کرتا، لیکن اس سے اقلی

جوڑوں کی مزید تلاش کو تقویت ملتی ہے۔ کچھ جوڑے ایسے مل سکتے ہیں جن میں مصوتوں کا کوئی فرق نہ ہو۔ (خواہ کچھ ہی اہلِ زبان کے لیے) ان میں سے ایک (permit;) ہے فعل کی حیثیت سے اس کا تلفظ /pərmít/ کیا جاتا ہے اور اسم کی حیثیت سے /pə́rmit/ چونکہ اس کے بعض اور تلفظ بھی مستعمل ہیں۔ (مثلاً /pə́rmit/) اس لیے سب بولنے والوں کے لیے ان سے اقلی جوڑا نہیں بنتا۔ ایک اور لفظ pervert ہے جو /pə́rvərt/ اور /pərvə́rt/ ہوتا ہے۔

ان سے ثابت ہوتا ہے کہ بل انگریزی میں فونیمی ہے۔ اس طرح مزید دو فونیم قائم ہو جاتے ہیں۔ ہم /ˊ/ کو ابتدائی بل اور /ˇ/ کو ضعیف بل کہیں گے۔ ہم یہ طریقہ اختیار کریں گے کہ اگر خصوصی توجہ کی ضرورت نہ ہو تو الفاظ یا تراکیب الفاظ کی تحریر میں /ˇ/ نہیں لکھا جائے گا۔ کسی مثال میں جہاں بل دکھائے گئے ہیں، جس مصوتے پر بل کا نشان نہ ہو اسے ضعیف بل کا حامل سمجھا جائے گا۔

یہ طے ہو جانے کے بعد کہ بل فونیمی خصوصیت ہے، ذرا ان یک رکنی الفاظ پر غور کریں جن پر باب ۲ اور ۳ میں گفتگو ہوئی تھی تاکہ یہ تعین ہو سکے کہ آیا وہ بل دار ہیں۔ اس کے لیے ایک طریقہ تو یہ ہے کہ یک رکنی اور دو رکنی الفاظ کو متبادل طور پر پڑھا جائے مثلاً (bill, permit, pill, present, beat) وغیرہ۔ انہیں ذرا وقفہ سے پڑھا جائے تاکہ وہ الگ الگ رہیں۔ ایسا کرنے سے یہ بات سامنے آئے گی کہ یک رکنی الفاظ کا بل طویل تر الفاظ کے زیادہ بل دار حصے سے مشابہ ہے۔ اس سے ہم یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ تمام یک رکنی الفاظ تنہا صورت میں ابتدائی بل کے حامل ہوتے ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ bill کی تحریری شکل /bil/ نامکمل ہے اسے /bíl/ ہونا چاہیے۔

اولین موازنہ میں بل کا انکشاف اس لیے نہیں ہوا کہ تمام الفاظ جب انہیں تنہا بولا جائے ایک /ˊ/ کے حامل ہوتے ہیں اس لیے یک رکنی الفاظ میں بل کا تقابل خواہ اقلی ہو یا کچھ اور ممکن نہیں ہے۔ انگریزی کا فونیمی نظام اس وقت تک مکمل نہیں ہو سکتا جب تک کہ ہم ایسے تمام تر ملفوظوں کو نہ جانچ لیں جو لسانیاتی مطالعہ کے لیے قابلِ آزمائش ہو سکتے ہیں۔

4.4 آزمائش کے لیے دوسری قسم کا مواد دو ارکان سے زیادہ والے

الفاظ ہوں گے۔ ان سے ہم بآسانی بل کا ایک تیسرا درجہ معلوم کر سکیں گے۔ اس کے لیے مناسب اقلی جوڑے ملنا مشکل ہوگا لیکن بہت سی اہم مثالیں مل جائیں گی۔ /š/ اور /ž/ کا فونیمی درجہ متعین کرنے کے لیے جو تکنیک 2.23 میں استعمال کی گئی تھی اسی سے ملتی جلتی تکنیک سے ثابت ہوگا کہ بل کا یہ تیسرا درجہ بھی فونیمی ہے۔ ہم اسے /`/ سے ظاہر کریں گے اور اسے ثلاثی بل کہیں گے۔ اسے ہم /díkšənèriy/dictionary/ یا /æ̀niméyšin/ animation/ جیسے الفاظ میں سن سکتے ہیں۔

ثلاثی اور ضعیف بل کا تضاد معلوم ہو جانے کے بعد ضروری ہے کہ دو رکنی الفاظ کو ایک بار پھر جانچیں۔ اس سے معلوم ہوگا کہ زیادہ ضعیف بل والے ارکان پر زیادہ تر /˘/ ہوتا ہے لیکن کبھی کبھی /`/ بھی ہوتا ہے۔ مثلاً contents کا تلفظ عموماً /kántènts/ ہوتا ہے اور /kán ˘nts/ بہت کم۔

4.5 ان دو مثالوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ ہر نئے انکشاف کی روشنی میں تمام مواد کی از سر نو جانچ کس قدر ضروری ہے۔ ان میں سے ہر ایک صورت میں، فونیمی امتیازات جو محدود مواد کے ساتھ کام کرنے میں آسانی سے نہیں معلوم ہو سکے تھے۔ جب مزید مواد نے ان کے وجود اور کیفیت کی طرف اشارہ کیا تو آسانی سے شناخت میں آ گئے۔ لسانیات میں ایسا تجربہ اکثر ہوتا ہے۔ مثلاً یہ کہنا کہ بل صرف کثیر رکنی الفاظ میں ہی فونیمی حیثیت رکھتا ہے، بہت سی غیر ضروری پیچیدگیاں پیدا کر دے گا تجربہ سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ زیادہ اطمینان بخش بات یہ ہوگی کہ اگر بل فونیمی ہے تو انگریزی میں ہر جگہ فونیمی ہوگا۔ اس کے برعکس کوئی بھی خصوصیت جس کا فونیمی ہونا ثابت نہیں کیا گیا ہے، مخصوص ترین سیاق و سباق میں بھی لسانیاتی طور پر معنی خیز نہیں ہو سکتی۔ کسی نئے فونیمی تضاد کے انکشاف سے یہ لازم آتا ہے کہ اس کے تمام تر استعمالات کا تعین کرنے کے لیے مواد کو پھر جانچا جائے۔

4.6 اگر ( night rate ) اور ( nitrate ) جیسے زنجیروں کا مقابلہ کیا جائے تو ایک اور قسم کے تضاد کا انکشاف ہوگا اوسط درجہ کا امریکی بھی اس فرق کو محسوس کرے گا کہ ( night rate ) کے درمیان ایک وقفہ ہے جبکہ تضاد nitrate میں وقفہ کے معدوم ہونے سے ہوتا ہے۔ چوں کہ اس وقفہ سے ملفوظوں کے درمیان

امتیاز ہوتا ہے، اس لیے یہ بھی ایک فونیم ہے۔ اسے کھلا open transition
کہا جاسکتا اور /+/ لکھا جاسکتا ہے۔

/+/ معلوم کر لینے کے بعد مذکورہ اصول اس بات کا متقاضی ہے کہ زبان کو ذرا غور سے دیکھا جائے اور یہ معلوم کیا جائے کہ یہ کتنا کثیر الوقوع ہے۔ یہ توقع کرنا بے جا نہ ہوگا کہ اس کا وقوع اس سے کہیں زیادہ ہو جتنا کہ چند اقلی جوڑے نشاندہی کرتے ہیں۔ یہ بات سہل اور مفید ہوگی کہ ایسے جوڑے تلاش کیے جائیں جو اگرچہ اقلی نہ ہوں لیکن یکساں ماحول میں تضاد ظاہر کریں۔ بہت سے اہلِ زبان کے لیے ایک مثال ( /sláy+nis/ *slyness* : /máynis/ *minus* ) ہے۔ ایسے جوڑوں سے ہمیں ان خصوصیات کی دریافت میں بھی مدد ملے گی جن سے مختلف سیاق وسباق میں ہم /+/ کو پہچانتے ہیں۔ جیسے جیسے کثیر مواد کی جانچ کی جائے گی اس کی شناخت بھی آسان ہو جائے گی۔ اس عمل سے ہمیں معلوم ہوگا کہ /+/ انگریزی تلفظ میں بکثرت واقع ہونے والی خصوصیت ہے۔

/+/ کی صوتی کیفیت پیچیدہ ہے اور اس وقت بہت سی تفصیلات کا ذکر نہیں کیا جاسکتا۔ جب /+/ رکنی مرکزہ کے فوراً بعد واقع ہو تو رکنی مرکزہ کو طول دے کر اسے ظاہر کیا جاتا ہے۔ ( *minus* : *slyness* ) جیسے جوڑوں میں یہ یقیناً سب سے زیادہ قابلِ توجہ فرق ہے۔ بعض مصمتوں خصوصاً /m n ŋ/ کے بعد ما قبل مصمتہ کی تطویل سے اسے ظاہر کیا جاتا ہے۔ بعض دوسرے مصمتوں کے بعد یہ آواز کے دھیمے پن کی شکل اختیار کر لیتا ہے۔ غیر مسموع بندشی آوازوں کے بعد یہ ہکاریت کے درجے کے تضاد سے ظاہر ہوتا ہے۔ بعد میں آنے والے اور مصمتوں پر بھی /+/ کا قابلِ لحاظ اثر ہوتا ہے۔ الغرض *nitrate* اور *night rate* جیسے جوڑوں میں اگرچہ اہلِ زبان *night* اور *rate* کے درمیان انفصال یا ایک مختصر وقفہ کی تعبیر پیش کرتے ہیں۔ لیکن حقیقتاً /t/ اور /r/ دونوں کے تلفظ کی تفصیلات میں بھی اختلافات ہیں۔

4.7 کسی کلام کے وہ عناصر جنہیں روایتی طور پر الفاظ کہا جاتا ہے اپنے برابر والوں سے /+/ کے ذریعہ ہی الگ ہوتے ہیں۔ اسی حقیقت سے بہت سے لوگوں

کو یہ بدگمانی ہوئی کہ یہ کم وبیش روایتی الفاظ کی تقسیم کے مماثل ہے۔ اس سے زیادہ خلط مبحث کچھ نہیں ہو سکتا۔ لفظی تقسیم ہمارے نظام ہجا کی روایت کا حصہ ہیں۔ ورنہ (cannot) ایک لفظ کیوں ہے جبکہ (must not) دو ہیں؟ ہجا کی روایت کے طور پر لفظی تقسیم اپنے ہی بیشتر من مانے اصولوں کی پیروی کرتی ہے۔ بعض جگہ معمولی تجاوز کے علاوہ، تمام تعلیم یافتہ امریکیوں کے لیے یہ یکساں ہیں، من مانا پن یکسانیت کی قیمت ہے۔

/+/ کی کیفیت بالکل مختلف ہے۔ یہ تلفظ کی خصوصیت ہے۔ اسی لیے یہ مختلف بولنے والوں میں مختلف ہوتا ہے اور درحقیقت ایک ہی بولنے والے کے یہاں بھی بعض مقامات پر استعمال میں تناقض ہو سکتا ہے۔ /+/ ایک فونیمی خصوصیت ہے۔ اس لیے تحریر میں اسے صرف اس لیے لکھا جاتا ہے کہ یہ زیرِ مشاہدہ متکلم کے تلفظ میں سنا جاتا ہے۔

واقعتاً /+/ بہت سے ان مقامات پر ملے گا جہاں رواجاً لفظ تقسیم ہوتا ہے۔ تاہم یہ باہمی تعلق قطعی نہیں ہے۔ تحریر کی بعض عام لفظی تقسیموں کو فطری بول چال میں /+/ کے محاذی رکھا جا سکتا ہے۔ بعض لفظ عام طور پر اس طرح بولے جاتے ہیں کہ /+/ ان کے درمیان آجاتا ہے۔ ایک مثال unknown ہے جو بالعموم /ən+nówn/ ہوتا ہے۔ کچھ مختلف طور پر استعمال ہوتے ہیں کچھ لوگ Plato کا تلفظ /pléytòw/ کرتے ہیں اور کچھ /pléy+tòw/ جیسا ہم آگے چل کر دیکھیں گے /+/ کا وقوع متعینہ طور پر بل سے وابستہ ہے۔

4.8 جب بحث لفظوں سے جملوں کی طرف بڑھتی ہے تو ایک مشکل سامنے آتی ہے۔ ضروری مواد تحریر میں پیش نہیں کیا جا سکتا۔ دیا ہوا ایک جملہ مختلف طرح پڑھا جا سکتا ہے۔ بول چال میں کوئی بھی اہلِ زبان کسی جملہ کے لیے مخصوص سُر لہر کے انتخاب میں ذرا بھی پس و پیش نہیں کرے گا۔ ایسے جملوں کو جو مشتمل الفاظ میں یکساں، لیکن سُر لہر میں مختلف ہوں کوئی بھی اوسط درجہ کا امریکی مختلف محسوس کرنے سے قاصر نہیں رہ سکتا۔ سُر لہر کے اختلافات معنی کے اختلافات سے متعلق ہوتے ہیں، اس لیے لسانیات کے دائرہ میں آجاتے ہیں۔ اظہار

میں صرف ایک دقّت یہ ہے کہ قاری کو بتانے کا کوئی سہل طریقہ نہیں کہ کون سا تلفظ مطلوب ہے۔ تحریری انگریزی میں جسے جملہ کہا جاتا ہے اسے متعدد مختلف ملفوظوں کی تحریری علامت سازی قرار دیا جا سکتا ہے۔ ان کے درمیان امتیاز کو اس طرح ظاہر نہیں کیا جا سکتا کہ قاری کو یہ معلوم ہو جائے کہ کون سا جملہ پیش کیا گیا ہے۔

نتیجہ بآسانی یہ ہو سکتا ہے کہ غلط قرات کا انتخاب ہو جائے۔ مثال زیر بحث مسئلہ کو ثابت کرنے سے قاصر رہ جاتی ہے یا کھلم کھلا توضیح کے متضاد معلوم ہوتی ہے جس سے قاری مطمئن نہیں ہو پاتا۔ یہاں تک کہ تجربہ کار پیشہ ور ماہرین اس سلسلے میں بری طرح بھٹکتے ہیں۔ اور انگریزی سُر لہر کے بعض ایسے حقائق پیش کرنے میں ناکام ہو گئے ہیں جو مواد کے زبانی پیش کرنے میں بالکل واضح معلوم ہوتے ہیں۔

لہٰذا اس باب کے باقی حصے میں ایک اور طریقہ کار اختیار کرنا ضروری ہوگا۔ ایسے دلائل پیش کرنے کے بجائے جن سے فونیموں کو ثابت کیا جا سکے۔ یہ بہتر ہوگا کہ پہلے نتائج بیان کر دیے جائیں اور تب اس کے ثبوت یا مثال میں مواد پیش کیا جائے۔ معلّم ان خصوصیات کو تفصیل سے اور شاید مطبوعہ متن کے مقابلے میں یہاں تک پیش کردہ بیانات کی زیادہ مطابقت کے ساتھ بیان کر سکے گا۔

**4.9** اس دقّت کی نوعیت ایک خاص فن کے وجود سے بھی ظاہر ہوتی ہے۔ یہ ہے ادب کی زبانی پیش کش جس سے خواندگی کا وہ طریقہ منتخب کرنے کی صلاحیت میں اضافہ ہوتا ہے جسے سیاق وسباق کے مطابق اہلِ زبان سب سے زیادہ موزوں سمجھیں۔ اسکا علم کے بجائے فن ہونا یہ ظاہر کرتا ہے کہ فی الحال ایسا کوئی معتبر اور مستعمل طریقہ نہیں ہے جس کے ذریعہ کوئی مصنف اپنے قاری کو یہ بتا سکے کہ وہ اپنی تصنیف کی کیسی قرات پسند کرتا ہے۔ اگر یہ ہوتا تو موثر خواندگی زیادہ تر مکانکی ہو جاتی لیکن جیسا کہ معلوم ہے مکانکی خواندگی تاثر سے بہت دور ہوتی ہے۔ مزید براں اگر عوام مختلف تلفظات کا اثر قبول نہ کریں تو انتخاب کی کوشش کی ضرورت باقی نہ رہ جائے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر اس میں ایسے تلفظ (فونیموں) کی خصوصیات کے مباحث نہ آئیں جو زبان کے ڈھانچے میں معنی خیز ہیں تو یہ فن غیر ضروری ہوگا۔

**4.10** ہم نے بل کے تین فونیمی درجے ثابت کیے ہیں۔ ایک اور بھی ہے جسے

ہم /^/ لکھیں گے اور ثانوی کہیں گے۔ یہ .I'm going home جیسے جملے کے عام تلفظ میں سنا جا سکتا ہے۔ بالعموم ایسے جملے میں صرف ایک /'/ ہوگا۔ اکثر و بیشتر یہ home پر ہوگا لیکن یہ going پر بھی ہو سکتا ہے۔ دو ممکن تلفظ (صرف ان دو الفاظ پر بل کا نشان لگاتے ہوئے) یہ ہیں I'm góing hôme اور I'm gôing hóme ان میں معنی میں فرق ہے۔ لہٰذا یہ /^/ کو /'/ سے الگ ثابت کرنے کے لیے ایک اقلی جوڑا ہے۔

/^/ اور /'/ کا تضاد black bîrd : bláckbird جیسے جوڑوں میں دیکھا جا سکتا ہے پہلے bláckbird سے مراد وہ چڑیا ہے جس کا سیاہ ہونا بتایا گیا ہے اور دوسرے سے ایک خاص قسم کی چڑیا جو اتفاق سے کالی بھی ہو سکتی ہے اور نہیں بھی۔ The white bird is an albino Black bird اسی وقت بامعنی ہو سکتا ہے جب بل مذکورہ انداز میں ہوں لیکن اگر اس کی جگہ black bîrd رکھ دیا جائے تو جملہ مہمل ہو جائے گا۔

**4.11** چار بل /ˊ ˆ ˋ ˘/ اور /+/ ایک دوسرے سے گہرا تعلق رکھتے ہیں اور زبان کی فونیمی ساخت میں ایک خاص نظام کی تشکیل کرتے ہیں۔ /^/ اور /'/ کے ہر جوڑے کے درمیان کم از کم ایک /+/ یا اس سے زیادہ انفصال ہوتا ہے Bláck bîrd میں /'/ اور /^/ کے درمیان ایک /+/ ضرور ہونا چاہیے۔ صوتی واقفیت رکھنے کے علاوہ ہر امریکی یا تو لازماً /+/ کا تلفظ کرے گا یا ایک بل میں تبدیلی کر دے گا /blǽk+ bə̂rd/ اور /blǽkbə̂rd/ دونوں ممکن ہیں لیکن /*blǽkbə̂rd/ ممکن نہیں۔ (وہ شکلیں جو ناممکن یا لا معلوم ہوں * سے نشان زد کر دی جاتی ہیں) تاہم اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ ہر دو /+/ کے درمیان /'/ یا /^/ ہونا چاہیے۔ /blǽk+bə̀rd/ اور /blǽk+bə̂rd/ دونوں ہی ممکن ہیں۔ کچھ لفظ تنہا بولے جائیں تو ان میں /'/ اور /^/ دونوں ہوں گے۔ اس کا سبب یہ ہے کہ کچھ الفاظ میں /+/ ہوتا ہے اور صرف ایسے ہی لفظوں میں یہ دونوں آ سکتے ہیں۔ مزید برآں بعض الفاظ جن میں /+/ درمیان میں ہوتا ہے لازماً /'/ اور /^/ کے حامل نہیں ہوتے، ان میں /ˆ/ اور /'/ ہو سکتے ہیں یا اور بہت سے اجتماعات ہو سکتے ہیں۔

**4.12** طویل تکلم میں /+/ سے مختلف بعض دیگر انفصال ہو سکتے ہیں /'/ کے ہر جوڑے کے درمیان ایک انفصال ضرور ہوگا اور یہ ہمیشہ ایسے مقام پر

ملے گا جہاں بصورتِ دیگر /+/ واقع ہوتا۔ یہ فصل تکلم کو ایسے حصوں میں تقسیم کر دیتے ہیں جو دو ممتاز خصوصیات کے حامل ہوتے ہیں: اختتام پر وقفہ اور /'/ کی موجودگی۔ ایسی اکائی کو فقرہ کہہ سکتے ہیں۔ یہاں یہ اصطلاح بول چال کی زبان کی ایسی اکائی کی طرف اشارہ کرتی ہے جو صرف تلفظ سے ظاہر ہوتی ہے۔ اکثر و بیشتر یہ رواجی قواعد کے فقرہ کے مساوی بھی ہو سکتا ہے لیکن کبھی مختلف ہوگا۔ فقرہ کے خاتمے کو ظاہر کرنے والے فصل اختتام فقرہ ( clause terminals ) ہیں۔ ان کا فونیمی ہونا بآسانی دکھایا جا سکتا ہے کیوں کہ تین مختلف اختتام ہیں اور یہ ایک دوسرے سے متضاد ہوتے ہیں۔

اختتام فقرہ معروف طور پر وقفے "pauses." کہلاتے ہیں۔ یہ حقیقی وقفہ بھی ہو سکتا ہے لیکن ضروری نہیں۔ اگر وقفہ ہو تو اس کے ماقبل ہمیشہ انگریزی کا مخصوص ایک نہ ایک اختتام فقرہ ( clause terminals ) ہوگا۔ محتاط طور پر کہا جائے تو اختتام فقرہ دو فقروں کو جدا کرنے کا نہیں بلکہ فقرہ کو ختم کرنے کا ایک ذریعہ ہے اور اسی باعث ایسا اختتام تکلم کے آخری فقرے کے ختم پر ہی ملے گا۔

اختتام فقرہ کی تین قسمیں ہیں:۔

/↘/ ماند ( fading )[1] : آواز کا تیزی کے ساتھ سکوت کی طرف رینگ جانا، آواز کا زور pitch اور حجم دونوں ہی کم ہو جاتے ہیں۔

/↗/ (ابھرتا یا ارتقائی ( rising ) : آواز کے زور میں اچانک، تیز لیکن مختصر سا ابھار۔ حجم محسوس طور پر دھیما نہیں پڑتا بلکہ نسبتاً تیزی سے منقطع ہو جاتا ہے۔

/→/ قائم (sustained ) : فقرے کے آخری رکن کی طوالت کے ساتھ (آواز کا) زور برقرار رہتا ہے اور حجم کچھ کم ہو جاتا ہے۔

4.13 اختتام فقرہ کو ہم فقرہ کے آخری رکن کے عین خاتمہ پر سنتے ہیں۔ باقی فقرے میں زور میں اس انداز سے فرق ہوتا ہے کہ چار متضاد فونیمی سطحوں کو پہچانا جا سکتا ہے۔ عام طور پر بولنے والے کی آواز کا سُر /2/ ہوتا ہے جسے متوسط ( mid )

---

[1] اردو کے اعتبار سے تینوں اختتامیوں کی صورتیں یہ ہوں گی:
ماند /↙/ ؛ ارتقائی /↖/ ؛ قائم /←/

کہا جاتا ہے۔ یہ واقعتاً مختلف بولنے والوں میں مختلف ہوتا ہے۔ پھر یہ کہ اکثر لوگ بلند آواز سے بولتے ہوئے اور بہت سے دوسرے موقعوں پر بھی سُر کو کچھ بڑھا دیتے ہیں۔ سُر /2/ نسبتاً عام ہے اور دوسروں کا مقابلہ کرنے کے لیے معیار کا کام دیتا ہے۔ سُر /1/ جسے نیچا low کہا جاتا ہے۔ قدرے نیچا ہوتا ہے، شاید /2/ سے دو یا تین سر / note/ نیچے، لیکن درمیانی وقفہ مختلف بولنے والوں کے ہاں اور مختلف اوقات میں مختلف ہوگا۔ سُر /3/ جسے اونچا high کہا جاتا ہے /2/ سے اتنا ہی اونچا ہوتا ہے جتنا /2/ /1/ سے۔ سُر /4/ جسے زیادہ اونچا extra high کہا جاتا ہے /3/ سے اسی مقدار میں یا ذرا اس سے کچھ زیادہ اونچا ہوتا ہے۔ /4/ باقی تین سے کم مستعمل ہے۔ کسی بھی لمبائی کے کلام میں /3 2 1/ سنے جائیں گے۔ کلام میں استعمال ہونے والے تین سروں کا مقابلہ کرکے اہلِ زبان ان کو بغیر کسی دقت کے شناخت کرلیں گے۔

بعض مشاہدین سُر کی ان چار سطحوں کے درمیان کچھ فرق محسوس کریں گے۔ دوسرے (یعنی اہلِ زبان) بڑی مشکل سے یہ باور کرپائیں گے کہ ایسا کوئی فرق موجود ہے۔ یہ کوئی معنی خیز فرق نہیں ہے۔ اسے باب 17 میں پیش کردہ تکنیک کے ذریعہ دکھایا جاسکتا ہے۔ بہرطور کسی مزید سُر کے لیے کوئی اقلی تضاد نہیں مل سکتا، خواہ وہ ان تمام سُروں کے بین بین ملتے ہیں جن کا فونیمی ہونا یہاں طے کیا گیا ہے۔

**4.14** سُر کی (pitch) شمار کرنے کے لیے دو نظام وجود میں آگئے ہیں۔ امریکی ماہرینِ لسانیات کی ایک قلیل تعداد /1/ کو زیادہ اونچے کے لیے /2/ اونچے کے لیے /3/ متوسط کے لیے اور /4/ نیچے کے لیے استعمال کرتے ہیں۔

ایک متبادل خطی نظام ان حریف نشانات کی الجھن کو دور کردیتا ہے اور اس کے کچھ فنی فوائد بھی ہیں۔ دوسری طرف اس کی کچھ معذوریاں بھی ہیں۔ ایک یہی کچھ کم نہیں کہ اس میں جگہ بہت ضائع ہوتی ہے۔ مثال درج ذیل ہے:[1]

high
low mid
نیچا متوسط اونچا بہت اونچا

---

[1] اردو میں یہ صورت ہوگی:

(بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر)

اختتامِ فقرہ کو پیکانی علامت سے ظاہر کیا جا سکتا ہے۔ ذیل کی بعض مثالوں میں دونوں طریقے استعمال کیے جائیں گے۔ فونیمی تحریر کے ساتھ /1234 ↘ ↗ →/ (اردو: /۱۲۳۴ ↙ ↖ ←/) اور خطی نشان عام رسم تحریر کے ساتھ۔

4.15 رکنوں کے طویل زنجیروں میں سُر بیشتر یکساں رہتا ہے۔ (فونیمی طور پر یکساں یعنی ارکان میں بالعموم تغیر تحت فونیمی (فونیمی سے کم درجہ) ہوتا ہے۔) بہتر یہ معلوم ہوتا ہے کہ ایسی اکثر مثالوں کو متعلقہ سُر فونیم (pitch phoneme) کے ایک بار وقوع پر مشتمل تصور کیا جائے۔ بول چال کی انگریزی کو ضبط تحریر میں لاتے وقت ہمیں بعض نازک موقعوں پر ہی سُر کی نشان دہی کرنے کی ضرورت ہے۔ ان میں ایک اس رکن کے شروع پر ہوگی جس میں /'/ ہے۔ اس رکن میں بالعموم ماقبل رکن سے مختلف سُر ہوگا، جو عموماً اس سے اونچا ہوگا۔ ایسی مثالوں میں جہاں یہ یکساں ہو، اسے بہر طور لکھا جائے گا۔ اسے فونیمی تحریر میں رکن سے پیشتر متصل بلند ہندسے کے ذریعہ ظاہر کیا جائے گا۔

اگر فقرہ میں /'/ سے پہلے کچھ ارکان ہوں تو عموماً ان میں ایک مسلسل سُر ہوگا۔ اکثر یہ /2/ ہوگا لیکن ہمیشہ نہیں۔ اس سُر کی علامت فقرہ کے عین شروع میں لکھی جانی چاہیے۔

ایک نازک مقام فقرہ کے ختم پر اختتام فقرہ سے عین پیشتر ہوتا ہے۔ یہاں سُر ایک بلند ہندسے کے ذریعہ اختتام کی علامت سے پہلے لکھا جائے گا۔

عموماً یہ تینوں ایسے مقام ہیں جہاں تضاد ملتا ہے۔ اس لیے ضروری ہے کہ سُر کی علامات انہیں اور صرف انہیں مقامات پر لکھی جائیں۔ اگر /'/ پہلے رکن پر ہو تو ہمیشہ دو سُر ظاہر کیے جانے چاہئیں۔ (خواہ وہ دونوں یکساں ہوں) اگر /'/ پہلے رکن

---

(بقیہ گزشتہ حاشیہ)

بہت اونچا
اونچا
متوسط
نیچا

پر نہ ہو تو تین کا ظاہر کرنا ضروری ہے۔ بعض بولنے والوں کے یہاں ایسے سانچے مل جاتے ہیں جن میں سُر ا ^ /والے رکن پر بڑھتا ہے؟ ایسی صورتوں میں ضروری ہے کہ چار سُر دکھائے جائیں۔

4.16 اکثر /'/ فقرہ کے آخری رکن پر ہوتا ہے۔ اس صورت میں سُر اسی ایک رکن پر ایک سطح سے دوسری سطح پر اتر آتا ہے۔ اکثر مثالوں میں سُر کم ہو جائے گا۔ اگر /'/ خاتمہ سے دور ہو تو کمی یا تو تمام درمیانی ارکان پر پھیل جائے گی یا /'/ اور خاتمہ کے درمیان کسی جگہ واقع ہوگی۔ اس کمی کے وقت، شرح اور انداز میں کوئی تضاد ممکن نہیں۔ اس لیے فونیمی تحریر میں بھی کسی تفصیل کے اندراج کی ضرورت نہیں۔

4.17 چار سُر اور تین اختتام فقرہ انگریزی کے مجموعی فونیمی نظام میں ایک ذیلی نظام کی تشکیل کرتے ہیں۔ ہر فقرہ سُر لہری لہریے سے نشان زد اور مربوط ہوتا ہے جس میں دو، تین یا چار سُر کے فونیم اور ایک اختتام فقرہ ہوتا ہے۔ سُر لہری لہریے فونیم نہیں ہوتے بلکہ مارفیم ہوتے ہیں۔ اس لیے انگریزی فونیموں کے باب میں ان کا ذکر منطقی اعتبار سے بے محل ہے لیکن اگر اسے یہیں متعارف کر دیا جائے، تو قابلِ فہم مثالیں پیش کرنا قدرے سہل ہوگا۔ حقیقتاً تشکیلیوں کی مثالیں فونیموں کی ہی مثالیں ہیں جن سے وہ بنتے ہیں لیکن دونوں کا الگ الگ رکھنا ضروری ہے۔

4.18 انگریزی کا سب سے عام سُر لہری لہریہ /(2)31↘/ ہے۔ قوسین یہ ظاہر کرتے ہیں کہ اگر رکن سے پہلے /'/ ہو تو /2/ آئے گا، ورنہ نہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ /231↘/ اور /31↘/ ایک ہی مارفیم کی مختلف شکلیں ہیں جو سیاق و سباق کے زیر اثر ہیں۔ بل اور سُر لہر کے علاوہ اگر کلام یکساں ہے تو یہ لہریہ اس میں مختلف طریقوں سے استعمال ہو سکتا ہے۔ یہ بات اہلِ زبان کے لیے بدیہی ہوگی کہ مندرجہ ذیل مثالوں میں سے ہر ایک کے معنی قدرے مختلف ہیں:۔

| | |
|---|---|
| /$^{2}$àym$^{+}$gôwiŋ$^{+3}$hówm$^{1}$↘/ | I'm going home. |
| /$^{2}$àym$^{+3}$gówiŋ$^{+}$hôwm$^{1}$↘/ | I'm going home. |
| /$^{3}$áym$^{+}$gôwiŋ$^{+}$hôwm$^{1}$↘/ | I'm going home. |

/31(2)↘/ سُر لہری لہر یہ لازماً حکائیہ انداز ہی ظاہر نہیں کرتا، سوالات میں اس کا استعمال خاصا عام ہے:

/2hwèn+ərya+3gówiŋ+hôwm1↘/ *When are you going home?*

ایک اور عام لہر یہ /→32(2)/ ہے۔ اس سے معمولاً ایسے نشان زدہ اور بعد کے متصل فقرے کے درمیان قریبی تعلق ظاہر ہوتا ہے:

/2ày+wəz+3gówiŋ+hôwm2→2bət+it+3réynd1↘/

*I was going home, but it rained.*

/↘/ اور /↗/ کا تضاد درج ذیل جیسے سوال میں دیکھا جا سکتا ہے۔ ان تلفظات میں سے پہلا دوسرے کی بہ نسبت کم شائستہ یا کم تعظیمی ہے اور تیسرے کا مفہوم کچھ ایسا ہوتا ہے: 'Did you say, "What are we having for dinner?"?'

/2hwət+ər+wìy+hæ̂viŋ+fər+3dínər1↘/
/2hwət+ər+wìy+hæ̂viŋ+fər+3dínər1↗/
/2hwət+ər+wìy+hæ̂viŋ+fər+3dínər3↗/

/22↗/ اور /11↘/ دونوں ہی مخاطب شخص کی نشاندہی کرنے کیلیے استعمال ہوتے ہیں، ان میں بنیادی طور پر شائستگی کا فرق ہے، جیسا کہ نیچے تیسری مثالی میں ہے۔ /23↗/ ہاں نہیں کا سوال پوچھتا ہے جس میں ماقبل فقرے کے سوال کو دہرایا جاتا ہے۔

/2hwət+ər+wìy+hæ̂viŋ+fər+3dínər2↗2mə́ðər2↗/
/2hwət+ər+wìy+hæ̂viŋ+fər+3dínər2→1mə́ðər1↘/
/2hwət+ər+wìy+hæ̂viŋ+fər+3dínər2↗3mə́tin3↗/

ان لہروں میں کتنا صاف تضاد ہو سکتا ہے اس کا اندازہ انہیں مندرجہ ذیل طور پر تبدیل کر کے ہوتا ہے:

/2hwət+ər+wìy+hæ̂viŋ+fər+3dínər2↗2mə́ðər2↗/
/2hwət+ər+wìy+hæ̂viŋ+fər+3dínər2↗2mə́tin2↘/

سُر /4/ دوسروں کی بہ نسبت کم یاب ہے۔ یہ ایسے کلام میں بہت آتا ہے جس کا وصف کم از کم ہلکا سا اصرار یا تعجب کا اظہار ہوتا ہے *I'm going home*

کا موازنہ کیجیے جب یہ امر واقعہ کے طور پر کہا گیا ہو اور جب یہی الفاظ بے چینی سے وہ شخص کہتا ہو جو گھر کے لیے چل پڑا ہے لیکن پھر بھی اسے تیز چلنے کے لیے کہا سُنا جا رہا ہے۔ شاید وہ یوں کہے:

/²àym⁺⁴gówiŋ⁺hôwm¹↘/ I'm going home.

4.19 اب ہم انگریزی کے فونیم کی مکمل فہرست دے سکتے ہیں۔ یہ درج ذیل ہے:

24 مصمتے /p b t d k g č ǰ f v θ ð s z š ž m n ŋ l r w y h/

9 مصوتے /i e æ ɨ ə a u o ɔ/

3 نیم مصوتے /y w h/ (/y w/ کو مصمتوں کی فہرست میں بھی شامل کیا گیا ہے۔)

1 کھلا عبوری تبدل /+/

4 بل /´ ˆ ˋ ˘/

4 سُر /1 2 3 4/

3 اختتام فقرہ /→ ↗ ↘/

کل 46 (اس تعداد میں فہرست کی تکرار کو خارج کر دیا گیا ہے۔)

باب

5

# مارفیم

گزشتہ تین ابواب میں انگریزی تلفظ کے بنیادی عناصر چھیالیس فونیم بتائے گئے ہیں۔ ان کو تفصیل سے بیان کر کے (جو یہاں نہیں کیا گیا) اور ہر ایک کی تخصیصی تقسیم کا بیان کر کے (جس کا صرف اشارہ کیا گیا تھا) انگریزی زبان کے بارے میں کافی کچھ کہا جا سکتا ہے۔ مستعمل فونیموں کو ضبط تحریر میں لاکر انگریزی کے کسی بھی امکانی کلام کے بارے میں یہ کہنا درست ہوگا کہ صرف تحریر کی مدد سے اسے قطعی طور پر دہرایا جا سکتا ہے۔

یہ قابلِ قدر نتائج ہیں اور زبان کی مکمل توضیح کا ضروری جز، لیکن یہ مکمل تجزیہ نہیں ہیں۔ اس انداز پر کہیں تک بھی تفتیش کی جائے، زبان کے کلمات کے مفہوم کے بارے میں کوئی بات منکشف نہیں ہوتی۔ حالانکہ زبان کا سماجی عمل ایک بولنے والے سے دوسرے بولنے والے تک ترسیل معلومات ہے اس کے بغیر زبان سماجی طور پر بے مصرف ہوگی اور شاید اس کا وجود برقرار نہیں رہے گا۔ زبان کا صوتی مطالعہ خواہ وہ کتنا ہی تفصیلی کیوں نہ ہو، مفہوم کے بارے میں کچھ نہیں بتا سکتا، کیونکہ خود فونیم کا معنی سے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ یہ صرف ایسی اکائیاں ہیں جن سے قائل اور سامع مارفیم کی شناخت کرتے ہیں۔ زبان کے مزید مطالعہ کے لیے مارفیم اور مارفیموں کے مجموعوں کا مطالعہ ضروری ہوگا۔ اس مطالعہ میں زبان کی ساخت کے تجزیہ کی بنیادیں مختلف ہو جاتی ہیں۔

5.2 مارفیم فونیموں کے مختصر زنجیرے ہوتے ہیں۔ یہ زنجیرے بہ تکرار استعمال

ہوتے ہیں لیکن بہ تکرار استعمال ہونے والے تمام زنجیرے مارفیم نہیں ہوتے۔ مثلاً گزشتہ پیراگراف میں /in/ کا زنجیرہ تیرہ بار آیا ہے؛ /əv/ دس بار آیا ہے۔ /in/ اور /əv/ جیسے زنجیروں کا مطالعہ اس حیثیت سے کیا جاسکتا ہے کہ ان کا انگریزی علم اصوات میں غیر معمولی عمل ہوتا ہے۔ نیز ان اور ان جیسے دوسرے زنجیروں کے بارے میں اہم تعمیمات پیش کی جاسکتی ہیں۔ /in/ کا اس طرح مطالعہ کیجیے تو اس زنجیرے سے متعلق تمام قابلِ توجہ باتیں ختم ہوجائیں گی۔ لیکن /əv/ کی صورت میں ایسا نہیں ہے، کیوں کہ /əv/ فونیموں کا ایک زنجیرہ ہونے کے علاوہ دس کی دس صورتوں میں ایک مارفیم بھی ہے اور اس لیے اعلیٰ تر سطح کی تنظیم میں حصہ دار ہوتا ہے۔ اس سطح پر /in/ غیر متعلق ہے۔ اس حقیقت سے کہ /in/ کے مقابلہ میں /əv/ زیادہ عام ہے، صورتِ حال متاثر نہیں ہوتی۔

5.3 /əv/ اور /in/ کا فرق اس حقیقت پر مبنی ہے کہ دس میں سے ہر ایک صورت میں /əv/ کا ایک مفہوم ہے یعنی اس کا زبان کی ساخت کے معنوی پہلو کے کسی عنصر سے کوئی تعلق ہے جبکہ /in/ کا سوائے اس کے کوئی مفہوم نہیں کہ یہ can /kin/ جیسے بعض زنجیروں کا ایک جز ہے۔

مارفیم کی حیثیت سے /əv/ کا بدیہی تعلق زبان کے دوسرے مارفیموں سے بھی ہے۔ یہ دو طرح کے ہیں: study of language جیسے فقرے میں /əv/ اور اس سے ماقبل اور مابعد مارفیموں کے درمیان اس مخصوص جزو کلام میں اہم رشتے ہیں۔ یہ انگریزی کے اس نمونہ کی خصوصیات ہیں۔ مارفیم of کے بعض اس سے زیادہ عام رشتے ہیں جو اس انداز میں محدود نہیں ہیں اور اس لیے زبان کے مجموعی نظام کا حصہ ہیں۔ study of language اور بعض ایسے ہی زنجیروں کا موازنہ کرکے ان تعمیمات تک رسائی ہوتی ہے۔ مثلاً of کے بعد اسم آسکتا ہے لیکن بالعموم فعل نہیں آسکتا۔ بعض ساختوں میں of کی جگہ on دکھا جاسکتا ہے مثلاً the hat of the man کا موازنہ the hat on the man سے کیجیے۔ پھر یہ کہ of کا قائم مقام 's ہوسکتا ہے۔ the hat of the man کا موازنہ the man's hat سے کیجیے۔ لسانیات کے جس حصے میں ان وسیع تر رشتوں کا مطالعہ کیا جاتا ہے اسے قواعد grammar کہتے ہیں۔

5.4. 1.13 میں مارفیم کو لسانیات کی دو بنیادی اکائیوں میں دوسری قرار دیا گیا تھا۔ وہاں اس کی کوئی تعریف نہیں دی گئی تھی اور یہ بتایا گیا تھا کہ کوئی متعین تعریف آسان نہیں ہے۔ شاید مارفیم کی سب سے بہتر تعریف یہ ہو سکتی ہے کہ یہ ایسی سب سے چھوٹی اکائی ہے جو قواعد کے اعتبار سے قابلِ اعتنا ہو۔ لیکن پھر یہ بھی ضروری ہوگا کہ قواعد کی تعریف یہ کی جائے کہ یہ مارفیم اور ان کے مرکبات کا مطالعہ ہے۔ ظاہر ہے کہ گھوم پھر کر ایک ہی بات ہو جاتی ہے۔ اور اس لیے اُسے کوئی تعریف کہنا مشکل ہے۔ تاہم اس سے ایک اہم بات کی طرف اشارہ ضرور ہوتا ہے۔ بنیادی تصور کی حیثیت سے ایسے بیان کے علاوہ مارفیم کی اور کوئی تعریف ہو بھی نہیں سکتی۔ اس لیے ضروری ہے کہ ہم تعریف کے بجائے مارفیم کی بعض خصوصیات بیان کر دیں اور ان کی شناخت کے بعض عام اصول پیش کر دیں۔ یہاں اور بعد کے ابواب میں اسی کی کوشش کی جائیگی۔

5.5 بعض مارفیموں کو زبان کی ساخت میں سب سے چھوٹی بامعنی اکائیاں کہا جا سکتا ہے۔ دراصل زیادہ صحیح تعریف بیان و معنی کے رشتہ کی صورت میں ہی کی جا سکتی ہے۔ لیکن موجودہ مقاصد کے لیے قدرے کم متعین تعریف کافی ہوگی، "سب سے چھوٹی بامعنی اکائی" سے مراد ایک ایسی اکائی ہے جسے معنی کا خون کیے بغیر یا معنی میں زبردست تبدیلی کیے بغیر تقسیم نہ کیا جا سکے۔ مثلاً *strange* /streynǰ/ ایک مارفیم ہے۔ بحیثیت مجموعی اس کا ایک مفہوم ہے اگر اسے تقسیم کیا جائے تو /str/ یا /eynǰ/ جیسے اجزا حاصل ہوتے ہیں جن کا کوئی مفہوم نہیں یا /strey/ جیسے *stray* میں یا /streyn/ جیسے *strain* میں جن کا مفہوم /streynǰ/ کے مفہوم سے کوئی علاقہ نہیں رکھتا /streynǰ/ کی کوئی بھی تقسیم مفہوم کو یا تو بالکل ضائع کر دیتی ہے یا بنیادی طور پر تبدیل کر دیتی ہے اس لیے /streynǰ/ ہماری مارفیم کی اس تعریف پر پورا اترتا ہے کہ یہ زبان کی ساخت میں سب سے چھوٹی بامعنی اکائی ہے۔

تاہم *strangeness*/streynǰnis/ میں ایک مفرد مارفیم نہیں ہے، اگرچہ یہ بھی مفہوم کا حامل ہے۔ اسے /streynǰ/ اور /nis/ میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ ان میں سے ہر حصہ کے معنی ہیں اور مرکب کے معنی دونوں ٹکڑوں کے معنی سے علاقہ رکھتے ہیں۔ اس لیے /streynǰnis/ میں دو مارفیم ہیں۔

5.6 مارفیم رکن کے مماثل نہیں ہوتا۔ مارفیم /streynǰ/ اتفاق سے ایک رکن بھی ہے۔ بہت سے اور انگریزی مارفیم بھی ایسے ہی ہیں لیکن /kənetikit/Connecticut/ میں ایک مفرد مارفیم ہے اور اس میں چار ارکان ہیں goes میں /gow/ اور /z/ دونوں مارفیم ہیں حالانکہ دونوں سے مل کر ایک ہی رکن بنتا ہے۔ مارفیموں میں ایک یا کئی مکمل رکن یا ارکان کے حصے یا حقیقتاً رکن کی حیثیت سے قطع نظر فونیموں کا کوئی مجموعہ ہو سکتا ہے۔

5.7 مارفیم صرف ایک فونیم پر بھی مشتمل ہو سکتا ہے۔ ایک مثال goes میں /z/ ہے۔ لیکن فونیم /z/ اور یہ مارفیم کسی طرح بھی مماثل نہیں ہیں۔ فونیم اور بھی بہت جگہوں پر استعمال ہوتا ہے جہاں اس مارفیم سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ مثالیں یہ ہیں zoo /zúw/ اور rose/rówz/ دونوں میں /z/ شامل ہے لیکن goes کے /z/ کے ساتھ اس کا معنی میں کوئی اشتراک نہیں ہے۔ انگریزی کے بہت سے مارفیم لمبائی کے اعتبار سے /z/ اور /streynǰ/ کے بین بین ہیں اور دو سے چھ فونیم تک پر مشتمل ہوتے ہیں۔

5.8 اکثر دو مارفیمی عناصر بیان میں یکساں اور معنی میں مختلف ہوتے ہیں۔ ایسے جوڑے "ہم صوت" کہلاتے ہیں یعنی آواز میں مشابہ /z/ goes /gówz/ اور goers /gówərz/ دونوں میں ہی مارفیم ہے لیکن ایک ہی مارفیم نہیں ہے۔ /z/ بہ معنی "واحد غائب فاعل" اور /z/ بہ معنی "جمع" ہم صوت ہیں۔ مارفیموں کے زنجیرے بھی دوسرے زنجیروں یا مفرد مارفیموں کے ساتھ ہم صوت ہو سکتے ہیں :

*He rows the boat.*

*They stood in rows*

*That flower is a rose* اور

میں /rowz/ کا موازنہ کیجیے (تو یہ بات واضح ہو جائے گی۔)

5.9 اگر مارفیم کو زبان کی ساخت میں سب سے چھوٹی بامعنی اکائی کہا جائے تو "معنی" یا "بامعنی" الفاظ کی تعبیر میں محتاط رہنے کی ضرورت ہے۔ "معنی" سے مراد وہ تعلق ہے جو مارفیم میں زبان کے بیانیہ نظام کے جز کی حیثیت سے اسی زبان کے معنوی نظام

کی اکائیوں کے ساتھ ہوتا ہے۔ مارفیم بیانیہ نظام کی وہ سب سے چھوٹی اکائی ہے جسے معنوی نظام کے کسی بھی حصے کے ساتھ بلاواسطہ مربوط کیا جا سکے۔

"معنی" کی اصطلاح کا عام معنی میں بے احتیاطی سے استعمال بعض حالات میں گمراہ کن ہو سکتا ہے۔ لیکن اگر احتیاط سے استعمال کیا جائے تو بہت سی مثالوں میں یہ قابلِ عمل حد تک ٹھیک ہوگا۔ مثلاً یہ کہا جا سکتا ہے کہ cat کے ایک معنی ہیں کیونکہ اور دوسری چیزوں کے علاوہ اس سے ایک خاص قسم کے جانور کی طرف اشارہ ہوتا ہے۔ لیکن بعض مخصوص شخصی خصوصیات کے انسانوں کے لیے بھی اسے استعمال کیا جاتا ہے۔ اسی طرح کہا جا سکتا ہے کہ go کے بھی ایسے ہی معنی ہیں کیونکہ (دیگر چیزوں کے علاوہ) اس سے کسی شے کی حرکت کی طرف اشارہ ہوتا ہے۔ لیکن اس بات کا تعین مشکل ہے اور بے سود بھی کہ اس سے ٹھیک ٹھیک کس طرح کی حرکت مقصود ہے۔ *John goes with Mary He goes home. The watch goes* کا موازنہ کیجیے۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ لفظ کسی غیر متحرک فاعل کے ساتھ بھی استعمال ہو سکتا ہے جیسے کہ *This road goes to Weston* میں۔ خارجی دنیا کی طرف ان اشاراتی اختلافات کی ایک توجیہ اس قیاس سے بھی ہو سکتی ہے کہ انگریزی اہلِ زبان نے معنوی تشکیل کا یہ نیا انداز سیکھا ہے کہ مشاہدہ کے متفرق عناصر کو ایک ہی زمرہ میں رکھ دیا جائے۔ go کے معنی کا انحصار مارفیم /gow/ اور معنوی نظام کے اس نقطہ کے باہمی تعلق پر ہے۔ جہاں یہ دونوں مجتمع کر دیے جاتے ہیں۔

5.10 کسی زبان کا معنوی نظام براہِ راست مشاہدہ کی چیز نہیں ہوتا۔ اس لیے ایسی کسی تعریف کا جانچنا خاصا مشکل ہے۔ لیکن اس سے ایک مفید کام ہو جاتا ہے۔ اسے معنی تک رسائی کے لیے ترجمے پر انحصار کے خلاف ایک واضح تنبیہ سمجھا جانا چاہیے۔ اگر معنوی ساخت بیانیہ نظام اور انسانی تجربہ کے درمیان ایک پردہ حائل کرتی ہے تو ترجمے سے دو پردے حائل ہو جاتے ہیں۔ بعینہٖ ترجمہ اسی صورت میں ممکن ہے جب دو زبانوں کی معنوی ساخت یکساں ہو۔ ایسی صورتیں اتنی شاذ ہوتی ہیں کہ ان پر انحصار نہیں کیا جا سکتا۔ جہاں ترجمہ کا استعمال ضروری ہوا اور زبان کے عملی استعمال میں ایسے بہت سے مواقع ہوں گے، اس کے استعمال کرنے والے کو مستقل چوکنا

رہنے کی ضرورت ہے کہ وہ کہیں دھوکے میں نہ پڑ جائے۔

5.11 بعض مارفیم میں کلیتاً یا بڑی حد تک اس حیثیت سے معنی کا فقدان ہوتا ہے کہ یہ زبان سے باہر کسی انسانی تجربہ سے متعلق ہے: I want to go میں to کو دیکھیے۔ I want اور جیسے عناصر انگریزی کی معنوی ساخت کے وسیلے سے انسانی تجربہ سے متعلق ہیں۔ لیکن کسی محل وقوع میں ایسا مخصوص عنصر ملنا ممکن نہیں جسے to کے "معنی" کہا جا سکے۔ تاہم to کا ایک خاص عمل ہے کیونکہ اس کے بغیر I want go* کا کوئی مطلب نہیں (* کی علامت سے یہ ظاہر کیا جاتا ہے کہ مذکورہ شکل یا تو غیر مستند ہے یا ناممکن تصوّر کی جاتی ہے۔) to صرف انگریزی کی ساخت کی ایک ضرورت کو پورا کرتا ہے۔ یہ کہ want کے بعد go بغیر to کے نہیں آسکتا۔ اس طرح کا عمل "معنی" کے روایتی معنی میں شامل نہیں کیا جا سکتا۔ لیکن جس مفہوم میں ہم اسے استعمال کر رہے ہیں۔ (بیان اور معنی کا باہمی رشتہ) شاید ذرا سی کھینچ تان سے۔ یہ "معنی" کے دائرہ میں شامل ہو جائے گا۔

5.12 کسی ایسے شخص کو جس کی مادری زبان انگریزی نہیں ہے، cat کے معنی (یقیناً جزوی طور پر ہی) اس جانور کی طرف اشارہ کر کے بتائے جا سکتے ہیں جسے یہ ظاہر کرتا ہے۔ to کو اس طرح سمجھانا ممکن نہ ہوگا۔ اس کے بجائے یہ ضروری ہوگا کہ اس کے استعمال کی متعدد مثالیں دی جائیں اور اس طرح ان سیاق عبارت کو بتایا جائے جن میں یہ مسلسل استعمال ہوتا ہے، جن میں یہ واقع ہو سکتا ہے اور جن میں اس کا وقوع ممکن نہیں۔ (مثلاً I can to go* )۔ مدعا یہ ہے کہ to کی ایک مخصوص تقسیم ہے غیر ملکی کے لیے ایسے کسی بھی مارفیم کی ایسی تقسیم بدیہی خصوصیت اور اسی لیے اس کے معنی کا سراغ ہوتی ہے۔

ایسی مخصوص تقسیم to جیسے مارفیم سے ہی متعلق نہیں۔ یہ ہر مارفیم میں ہوتی ہے Cat کا استعمال I saw the —— میں ہو سکتا ہے، لیکن I will —— home میں نہیں۔ Go دوسرے میں استعمال ہو سکتا ہے پہلے میں نہیں۔ مارفیم کی تقسیم ان مقامات کے مقابلہ میں جہاں یہ استعمال نہیں ہو سکتا ایسے تمام سیاق و سباق کا مجموعہ ہے۔ جن میں یہ استعمال ہو سکتا ہے۔ کسی مارفیم کی تفہیم اس کی تقسیم کی اور

معروف معنی کی تفہیم پر مبنی ہوتی ہے۔ جزوی طور پر اسی سبب سے اچھی لغت ہمیشہ استعمال کی توضیح مثالیں بھی دیتی ہے۔ جس میں ایسا نہیں ہوتا، اس کی افادیت بہت محدود ہوتی ہے، بلکہ وہ گمراہ کن ہوتی ہے۔

5.13 زبان کے مختلف نمونوں کا موازنہ کرکے مارفیموں کی شناخت کی جا سکتی ہے۔ اگر ایک یا دو نمونے ایسے مل جائیں جو سب بیان کی کسی خصوصیت میں شریک ہوں اور معنی کی کوئی خصوصیت سب میں مشترک ہو تو ایک شرط پوری ہو جاتی ہے اور ان نمونوں کو آزمائشی طور پر مارفیم اور اس کے معنی کی حیثیت دی جا سکتی ہے /gérlz/ girls /bóyz/boys /rówdz/roads وغیرہ سب کے سب اس باب میں یکساں ہیں کہ ان میں s /z/ اور " دو یا زیادہ " کے معنی شامل ہیں۔ اس لیے ہم s/z/ کو ایک مارفیم بہ معنی 'جمع' مان لیتے ہیں۔ حقیقتاً یہ کافی نہیں۔ اس کے ساتھ ایسے ہی معنی و مفہوم کے نمونوں کے درمیان تضاد بھی ہونا چاہیے جن میں سے کچھ میں آزمائشی مارفیم ہو۔ اور کچھ میں نہ ہو۔ زیر بحث مثال کی توثیق کے لیے /bóy/ boy کے موازنہ سے مقصد برآری ہو جائے گی۔ اس شرط کی ضرورت مندرجہ ذیل الفاظ سے ظاہر ہوگی:

*bug* /bág/, *bee* /biy/, *beetle* /bíytil/ *butterfly* /bátərflày/

یہ کہنا حماقت آمیز معلوم ہوتا ہے کہ چونکہ سب میں /b/ شامل ہے اور سب کے معنی کسی نہ کسی قسم کا کیڑا ہے اس لیے /b/ ضرور ایک مارفیم ہوگا۔ یہ صرف اس وجہ سے ہے کہ اہل زبان کی حیثیت سے ہم جانتے ہیں کہ /əg/, /iy/, /iytil/ /ətərflay/ کا مارفیم کی حیثیت سے کوئی وجود نہیں ہے جسے ان الفاظ کے ساتھ منسوب کیا جا سکے۔ آخر میں یہ یقین کر لینا بھی ضروری ہے کہ جن کو ہم نے جدا کیا ہے وہ مفرد مارفیم ہیں مرکب نہیں (دیکھیے 5.5) اس قسم کے تجزیہ کے طریقوں کا خاکہ اگلے دو ابواب میں پیش کیا جائے گا۔

5.14 کوئی شخص اپنی ہی زبان پر کام کر رہا ہو تو اس عمل میں سے بہت کچھ فضول معلوم ہوتا ہے۔ اس کی سادی سی وجہ یہ ہے کہ اس طرح کے موازنے ماضی میں خواہ شعوری طور پر نہ سہی، تحت شعوری طور پر بار بار کیے جا چکے ہیں۔ ہم انگریزی مارفیموں کو تفصیلی موازنے کے بغیر شناخت کر سکتے ہیں۔ کیونکہ ان میں سے اکثر کو ہم پہلے

ہی شناخت کر چکے ہوتے ہیں۔ اس بات کی صحت کو چھوٹے بچّوں تک میں بھی ایک عام قسم کی غلطی سے دیکھا جا سکتا ہے۔ بچہ سُن کر show /šów/ کو /šówd/ showed کے ساتھ اور tow /tów/ کو towed /tówd/ کے ساتھ منسوب کر لینا سیکھ لیتا ہے۔ تب وہ قیاس کرتا ہے کہ اسی انداز سے go /gów/ کو /gówd/ کے ساتھ منسوب کیا جا سکتا ہے۔ اگرچہ واقعتاً وہ غلطی پر ہے، لیکن اصولاً اس کی بات ٹھیک ہے۔ اور بدیہی طور پر اس نے مارفیمی تجزیہ کر ڈالا ہے۔ لیکن ساتھ ہی اسے وہ حدود بھی معلوم ہونی چاہییں جن میں اس کا دریافت شدہ سانچہ درست یا جائز ہو سکتا ہے۔

5.15 مارفیم سے مرتب بعض ساختوں میں ترتیب بہت جامد ہوتی ہے۔ مثلاً re-con-vene (وقفے مارفیم کو الگ کرنے کے لیے ہیں) انگریزی کا ایک عام لفظ ہے۔ لیکن *con- re-vene یا *re-vene-con کوئی لفظ نہیں ہے۔ یہ صرف اپنی ظاہری شکل اور آواز میں ہی نامانوس نہیں ہیں بلکہ اہلِ زبان کے لیے قطعاً مہمل بھی ہیں۔ کسی لفظ کے معنی کا انحصار صرف موجود مارفیم پر ہی نہیں بلکہ ان کے وقوع کی ترتیب پر بھی ہے۔

دوسری ساختوں میں ترتیب کی کچھ لیکن صرف جزوی آزادی ہوتی ہے۔ Then I went اور I went then ۔ دونوں ممکن ہیں اور معنی میں زیادہ سے زیادہ بہت معمولی سا فرق ہے۔ لیکن *Went then I ناقابلِ فہم ہے کیونکہ یہ انگریزی کی مسلمہ ساخت سے دور جا پڑتا ہے۔ اسے یوں کہا جا سکتا ہے کہ زیادہ گتھی ہوئی ساختوں (جیسے الفاظ) میں بہت زیادہ جامد مقررہ ترتیب ہوتی ہے اور کم گتھی ہوئی ساختوں (جیسے جملوں) میں زیادہ آزادی ہوتی ہے۔ تاہم طویل تر زنجیروں میں بھی ترتیب کی کچھ پابندیاں ہوتی ہیں بعض اوقات بہت نازک قسم کی۔ مثلاً John came. He went away کا یقیناً یہ مطلب نہیں ہو سکتا۔ اگر کوئی خاص ترکیب نہ استعمال کی گئی ہو تو کسی شخص کی طرف مخصوص اشارہ اس شخص کی طرف راجع ضمیری اشارے سے پہلے آنا چاہیے۔ یہ انگریزی ساخت کی خصوصیت ہے، منطق کی نہیں، نہ زبان کی عام نوعیت کی، کیونکہ بعض دوسری زبانوں میں بالکل مختلف قاعدے ہیں۔

5.16 بعض ساختوں میں مارفیم کی مقررہ ترتیب اور بعض میں کسی حد تک آزادی بنیادی طور پر زبان سے متعلق ہے۔ یہ اس منضبط ڈھانچے کا اظہار ہوتے ہیں جو زبان کا حقیقی جوہر ہے۔ علم زبان کا یہ کام ہے کہ ترتیب کے ان اصولوں کو مختصر اور واضح طور پر بیان کر دے۔ ایسی توضیح زبان کی قواعد کہلاتی ہے۔ بعض لوگ اس اصطلاح کو اچھی نظر سے نہیں دیکھتے۔ ایک تو اس وجہ سے کہ اس کے استعمال میں صحت کا فقدان ہوتا ہے اور دوسرے اس وجہ سے کہ بجائے اس کے کہ یہ اس بات کی وضاحت کرے کہ زبان واقعتاً کس طرح استعمال ہوتی ہے اسے اکثر ایسے ضابطہ کے طور پر پیش کیا گیا ہے جو یہ بتائے کہ زبان کو کس طرح استعمال کیا جانا چاہیے۔ اس اصطلاح میں یہ منشا مضمر نہیں لیکن اس سے اجتناب ضروری ہے۔ اس کتاب میں قواعد دو مناسب ذیلی تقسیموں پر مشتمل ہے اگرچہ ان کی ٹھیک ٹھیک حد بندی نہیں کی جا سکتی: مارفیمیات۔ مارفیم کے زیادہ گتھے ہوئے مرکبات کا بیان، جنہیں مجملاً معروف طور پر لفظ کہا جاتا ہے؛ نحو —— ایسے طویل تر مرکبات کا بیان جن میں مرکبات کی وہ بنیادی اکائیاں شامل ہوں جن کا زبان کی مارفیمیات کے تحت مطالعہ کیا جاتا ہے۔ بعض ماہرینِ لسانیات مارفیمیات کی اصطلاح دونوں ذیلی تقسیموں کے لیے استعمال کرتے ہیں۔ اس صورت میں یہ قواعد کے مترادف ہوتی ہے۔

5.17 کسی زبان کی قواعد کا نام بنام مارفیموں کی ترتیب کے پیرائے میں بیان نہیں کیا جا سکتا کیونکہ زبان میں مارفیم کی مجموعی تعداد اتنی زیادہ ہوتی ہے کہ ایسا ممکن نہیں ہو سکتا۔ بہرکیف مارفیم کی گروہ بندی ایسی اقسام میں کی جا سکتی ہے کہ جن میں سے ہر ایک مخصوص تقسیم کی حامل ہو۔ زبان کے ملفوظوں کے ڈھانچہ کا مارفیم کی ان اقسام کے پیرائے میں بیان کیا جا سکتا ہے۔ اس طرح محتاج توضیح مواد کو قابل انصرام مقدار تک گھٹایا جا سکتا ہے۔

شلاً *call, follow, talk, walk,* وغیرہ سے مارفیم کی ایک وسیع قسم بنتی ہے۔ اسی طرح *s* (صیغۂ واحد غائب کی علامت) *ed* اور *ing* سے نسبتاً ایک چھوٹی قسم، ثانی الذکر اول الذکر کے فوراً بعد (یا کسی ایسی ہی ساخت میں) استعمال ہو سکتے ہیں۔ پہلے گروہ کے افراد دوسرے گروہ کے کسی ایک سے متصل پیشتر یا تنہا

پائے جائیں گے یعنی walking, walked, walks, اور walk سب استعمال ہوتے ہیں۔ لیکن swalk* یا ingwalk* میں ترتیب غلط ہے اور یہ شکلیں ناممکن ہیں۔ Walkeding* ناقابلِ فہم ہے کیوں کہ ing کبھی .ed کے بعد نہیں آسکتا۔ Shelfed* بھی نہیں ملے گا کیونکہ shelf کا تعلق دوسری قسم سے ہے جو کبھی .ed سے پہلے نہیں آتا۔ ایسے تمام حقائق نیزان جیسے اور بہت سے مارفیم کی قسموں کے بارے میں چند سادے بیانات میں سما سکتے ہیں۔ دوسری طرف ممکن اور غیر ممکن تمام زنجیروں کی مکمل فہرست سازی، خواہ وہ محدود نمونوں پر ہی مبنی ہو، الجھاوے میں ڈال دے گی اور جیسے ہی مارفیم کی تعداد میں اضافہ ہوگا۔ یہ بالکل ناممکن ہو جائے گی۔

5.18 انگریزی اور تقریباً کلی طور پر دنیا بھر کی زبانوں میں مارفیموں کی سب سے وسیع اور جامع تقسیم مادوں roots اور تعلیقوں affixes میں کی جاتی ہے۔ Walk, talk, follow وغیرہ مادوں کی ایک قسم ہے Shelf, rug, road وغیرہ دوسری، انگریزی کے مارفیم کی کثیر تعداد مادوں پر مشتمل ہے اور ان کی تعداد ہزاروں تک پہنچتی ہے ‎-s, -ed, -ing‎ وغیرہ جیسے مارفیمی تعلیقیے ہیں۔ یہ دکھانے کے لیے کہ وہ کس طرح جوڑے جاتے ہیں، آئندہ تعلیقیوں کو وقفہ کے ساتھ لکھا جائیگا۔

ان دو اقسام کی تعریف جس کا عالمی طور پر اطلاق ہو سکے بہت پیچیدہ ہوگی اور شاید یہاں غیر ضروری ہے۔ ایک ایسی تعریف جو کسی ایک زبان کے تقاضوں کو پورا کر سکے۔ بالعموم آسان ہوتی ہے۔ عام طور پر تعلیقیے مادوں کے تابع ہوتے ہیں اور مادے الفاظ جیسی ساختوں کے مرکز ہوتے ہیں۔ مادے اکثر تعلیقیوں سے طویل تر ہوتے ہیں اور فرہنگ میں ان کی تعداد بھی کہیں زیادہ ہوتی ہے۔

5.19 تعلیقیوں کی دو مختلف اقسام یہاں متعین کی جا سکتی ہیں۔ دونوں انگریزی اور بہت سی دیگر زبانوں میں ملتے ہیں۔ سابقے Prefixes ایسے تعلیقیے ہیں جو ان مادوں سے پہلے جوڑے جاتے ہیں جن سے ان کا گہرا ربط ہوتا ہے مثلاً ‎/priy-/ prefix, /riy-/‎ میں refill میں اور ‎incomplete/iŋ-/‎ میں۔ سابقے اور بھی بہت زبانوں میں عام ہیں۔ عبرانی کی مثالیں ‎/ba-/‎ میں

/bəbáyit/ گھر میں اور /-hab/ 'the' جیسے /habbáyit/ ان کا مقابلہ /báyit/ "گھر" سے کیجیے۔ لاحقے Suffixes ایسے تعلیقیے ہیں جو اس مادے کے بعد استعمال ہوتے ہیں جس سے ان کا گہرا ربط ہوتا ہے۔ انگریزی کی مثالیں /-iŋ/ ,suffixes میں going, میں /-iš/ .boyish میں۔ لاحقے اور بھی زبانوں میں عام ہیں سویڈش کی بعض مثالیں یہ ہیں: the-en جیسے the day dagen میں اور ar- 'جمع' جیسے days' dagar 'میں۔ ان کا موازنہ dag day سے کیجیے۔

یہ امر خاطر نشان رہے کہ انگریزی میں بہت سے اہلِ زبان سابقہ /-iŋ/ اور لاحقہ /-iŋ/ دونوں ہی کا استعمال کرتے ہیں۔ دونوں ایک ہی مارفیم کے ساتھ استعمال ہو سکتے ہیں Incomplete/iŋkəmplíyt/ اور completing/kəmplíytiŋ/ میں فرق ہے۔ ان تعلیقیوں کے مقام کی تبدیلی سے یقیناً لفظ کے معنی میں فرق پیدا ہوگیا ہے۔

5.20 تعلیقیے براہ راست مادوں سے بھی جوڑے جا سکتے ہیں۔ یا ایسی ساختوں سے بھی جن میں مادے کے ساتھ ایک یا زیادہ مارفیم شامل ہوں۔ ان سب کو ساق stem کہا جا سکتا ہے۔ ساق ایسا مارفیم یا مارفیموں کا مجموعہ ہے جس میں کوئی تعلیقیہ affix جوڑا جا سکے۔ انگریزی لفظ friends /fréndz/ میں ایک ساق /frend/ جو مادہ بھی ہے اور ایک تعلیقیہ /-z/ شامل ہے Friendships /fréndšips/ میں ایک تعلیقیہ /-s/ اور ایک ساق /fréndšip/ ہے جو مادہ نہیں ہے کیونکہ اس میں دو مارفیم ہیں۔ بعض ساقیں stems یا الفاظ دو یا دو سے زیادہ مادوں پر مشتمل ہوتے ہیں انہیں مرکب compound کہا جاتا ہے۔ /blækbərd/ Blackbird ایک مرکب لفظ ہے اس میں دو مادے ہیں /blæk/ اور /bərd/ Blackbirds میں ایک مرکب ساق اور ایک تعلیقیہ شامل ہے۔

5.21 بعض زبانوں میں تعلیقیے ساق سازی کے کام آتے ہیں، اس لیے اس لسانی عمل کے علاوہ ان کے کوئی معنی نہیں ہوتے ایسے مارفیم کو ساق ساز -stem forma-tives کہا جا سکتا ہے۔ یونانی لفظ /thermos/ گرم، میں مادہ -therm/ ساق ساز /-o-/ اور آخر میں تعلیقیہ /-s/ شامل ہے۔ آخرالذکر جو دیگر امور کے علاوہ یہ

بھی ظاہر کرتا ہے کہ لفظ کسی جملہ کا فاعل بن سکتا ہے۔ بلاواسطہ مادہ کے ساتھ نہیں جوڑا جا سکتا یعنی /therms*/ ناممکن ہے۔ یونانی میں ایسے ساق ساز بہت عام ہیں۔

یونانی کے مرکب الفاظ مادوں کے بجائے بالعموم ساق سازوں کی ترکیب سے بنائے جاتے ہیں۔ انگریزی کے الفاظ جو یونانی سے ماخوذ ہیں یا یونانی طرز پر بنائے جاتے ہیں، لفظ کے آخر میں لاحقہ کو یا تو ساقط کر دیتے ہیں یا اس کی شکل تبدیل کر دیتے ہیں۔ لیکن ساق اول کا ساق ساز عام طور پر صاف نظر آتا ہے۔ *Thermometer* کی تشکیل میں ساق ساز *thermo* اور *meter* شامل ہیں پہلا مادہ *therm-* میں ساق ساز -o- کا اضافہ کر کے بنایا گیا ہے۔ اس قسم کے الفاظ میں -o- کے عام استعمال کی وجہ بھی یہی ہے۔ *phil-o-sophy morph-o-logy ge-o-graphy,* وغیرہ کا موازنہ کیجیے۔

یہاں ایک بات کی طرف توجہ دلانا ضروری ہے -o- کے انگریزی میں مارفیم ہونے کا باعث یہ نہیں ہے کہ یہ یونانی میں مارفیم ہے بلکہ اس لیے کہ انگریزی ساخت کے بعض حقائق اس تعبیر کے متقاضی ہیں۔ ہم *therm-ometer* کو *thermo-meter* یا *thermo-meter* میں تقسیم کر کے مطمئن نہیں ہو سکتے۔ *isotherm* کے ساتھ موازنہ سے معلوم ہوتا ہے کہ *therm* ایک مارفیم ہے۔ *Meter* تن تنہا ایک لفظ کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس لیے *thermo-* یا *-ometer* کوئی بھی مفرد مارفیم نہیں ہے۔ مارفیم -o- کے یونانی الاصل ہونے سے انگریزی کی اس خصوصیت کی تاریخی تفہیم میں مدد ملتی ہے ورنہ اور کسی بھی طرح اس کا انگریزی کی ساخت سے تعلق نہیں ہے۔

5.22 بعض مارفیم کی ہر مقام پر ایک ہی شکل رہتی ہے۔ انگریزی میں *coming, walking* /-iŋ/ وغیرہ میں ایک مثال ہے۔ اس امر سے کہ بعض اہلِ زبان اس کا تلفظ /-in/ کرتے ہیں یا /-iyn/ معاملہ کی نوعیت نہیں بدلتی۔ حیرت انگیز طور پر ایک شخص اس سے قطع نظر کہ وہ کون سا تلفظ استعمال کرتا ہے *-ing* کو تمام لسانی سیاق و سباق میں ایک ہی تلفظ کے ساتھ استعمال کرتا ہے۔ دوسری مثالوں میں کافی اختلاف ہو سکتا ہے۔ جمع کے -s کا تین مختلف طرح تلفظ کیا جاتا ہے۔ *boys* /báyz/ میں یہ /-z/ ہے *cats* /kǽts/ میں یہ /-s/ ہے

اور roses /rówziz/ میں /-iz/ ہیئت کے اس فرق کے باوجود ہر اہلِ زبان یہ بات یقین سے جانتا ہے کہ معنوی اعتبار سے یہ ایک ہی چیز ہیں۔ ان تینوں کے استعمال پر ایک نظر ڈالنے سے اہلِ زبان کے اس تاثر کی تصدیق ہو جاتی ہے۔ خاصی مقدار میں مواد کی جانچ سے یہ انکشاف ہوگا کہ /-iz/ کا استعمال /s z š ž č ǰ/ کے بعد ہوتا ہے اور دوسروں میں سے کوئی بھی اس جگہ نہیں آتا /-s/ صرف /p t k f θ/ کے بعد آتا ہے اور دوسروں میں سے کوئی اس کی جگہ نہیں آتا۔ دوسرے تمام مصمتوں اور مصوتوں کے بعد /-z/ استعمال ہوتا ہے۔ ان میں سے صحیح کا انتخاب اہلِ زبان کے یہاں خود بخود ہوتا ہے۔ اور وہ کبھی اس میں غلطی نہیں کرتے۔ ان سانچوں کے برخلاف استعمال کے لیے شعوری کوشش کی ضرورت ہوگی۔ اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ اہلِ زبان نے اس لفظ کو کبھی پہلے سنا ہے یا نہیں۔ اگر two taxemes جیسا کوئی فقرہ دے دیا جائے تو اکثر اسے /tûw⁺tǽksiymz/ پڑھیں گے، خواہ اس قیاس میں سب متفق نہ ہوں کہ taxeme کا تلفظ کیا ہے، لیکن اس کے ساتھ s- کو /-z/ تلفظ کرنے میں سب متفق ہوں گے۔

ایسی کیفیات کو بیان کرنے کے لیے (اور یہ بکثرت ہوتی ہیں) ماہرینِ لسانیات مارفیم اور ذیلی مارفیم allomorph میں فرق کرتے ہیں۔ ذیلی مارفیم، مارفیم کی وہ تغیر پذیر صورت ہے جو متعین ماحول میں واقع ہوتی ہے۔ مارفیم ایک یا ایک سے زیادہ ایسے ذیلی مارفیم کا مجموعہ ہوتا ہے جو تقسیم اور معنی کے مخصوص اور مبینہ معیارات کا تتبع کرتا ہے۔ اس طرح /-z/ /-s/ /-iz/ ایک ہی مارفیم کے تین ذیلی مارفیم ہیں۔ یہ اس وجہ سے ہے کہ یہ متعین تقسیم کے حامل ہیں اور ان کے ایک ہی معنی ہیں۔

5.23 مارفیم اور ذیلی مارفیم نیز دیگر "ذیلیوں" 'allos' "اور یوں "emes," " کا تصور توضیحی لسانیات میں بہت بنیادی ہے۔ ان کی آلہ کی حیثیت بھی ہے اور زبان کے عمل میں ژرف بینی کی بھی۔ دونوں ہی حیثیتوں سے ان کی اہمیت کو گھٹایا نہیں جاسکتا۔ یہ لسانیاتی توضیح کی دو بنیادی اکائیوں، مارفیم اور فونیم کے پسِ پشت رہتے ہیں۔ نیز اس سے کم درجہ کے تصورات جیسے ترسیمیہ کے پسِ پشت بھی رہتے ہیں۔ اس میں جو اصول کارفرما ہیں۔ انہیں کے باعث لسانیاتی نظریات اور

تکنیک کا ارتقا بھی ہوا۔ بعض دیگر متعلقہ علوم میں اس نظریہ کا عدم اطلاق ہی (جہاں تک ہمیں معلوم ہے) لسانیات کے علم اور انسانی رویہ کے دوسرے مطالعوں کے درمیان مابہ الامتیاز ہے۔

5.24 کوئی صورت جو اسی وقت وقوع پذیر ہو جب متعینہ شرائط موجود ہوں تو اسے مشروط conditioned کہا جاتا ہے۔ یہ امر اس قول کے مماثل نہیں ہے کہ یہ شرائط اس کا سبب ہیں، بلکہ ملحوظ امر یہ ہے کہ یہ ساتھ ساتھ استعمال ہوتے ہیں جس سے ایک کو دیکھ کر دوسرے کی پیش گوئی کی جاسکتی ہے۔ جہاں دھواں ہو وہاں آگ ہوگی اور جہاں آگ ہو وہاں دھواں ہوگا دونوں مشروطیت کے بیان ہیں۔ ان میں صرف ایک ممکنہ طور پر بیان علت ہوسکتا ہے اور یہ قیاس کرنے کی چنداں ضرورت نہیں کہ دونوں میں سے کوئی ایک ضروری ہو۔ جمع کے مارفیم کے تین ذیلی مارفیم /iz-/, /s-/, /z-/ مشروط ہیں کیونکہ ہر ایک اسی وقت واقع ہوسکتا ہے جب واضح متعینہ شرائط موجود ہوں۔ اس صورت میں مشروطیت کی وجہ ماقبل فونیم کی صوتی نوعیت ہے۔ /z-/ صرف نالی دار صفیری کے بعد استعمال ہوتا ہے؛ /s-/ صرف غیر مسموں آوازوں کے بعد اور /iz-/ صرف نالی دار صفیری اور بند صفیری آوازوں کے بعد۔ اس لیے ہم کہہ سکتے ہیں کہ یہ مشروط صوتی ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر ہم تقسیم کی حقیقت سمجھتے ہیں تو ہم ٹھیک ٹھیک پیش گوئی کرسکتے ہیں کہ کسی ایسی جگہ جہاں ان میں سے کوئی بھی استعمال ہوسکتا ہے، کون سا استعمال ہوگا۔ انگریزی کے اہلِ زبان ہونے کی حیثیت سے ہم اس طرح کا انتخاب خود بخود اور تحت شعوری طور پر کرتے ہیں۔ ماہرینِ لسانیات کی حیثیت سے ہم اپنی ہی عادتوں کو توضیحی بیان میں ڈھال دیتے ہیں اور اس بیان کی بنیاد پر دانستہ مناسب انتخاب کرتے ہیں۔ کوئی باضابطہ بیان اسی وقت صحیح ہوسکتا ہے جب اس سے وہی نتائج نکلتے ہوں جو اہلِ زبان کی تحت شعوری عادت سے نکلتے ہیں۔

یہ خود انتخابی انگریزی کی ساخت کا جز ہے اور اسے سیکھنا ضروری ہے۔ یہ کوئی فطری بات نہیں ہے، خواہ یہ ہمیں ایسی ہی معلوم ہوتی ہو۔ ہوسکتا ہے کہ کسی غیر ملکی کو یہ بہت غیر فطری معلوم ہو۔ درحقیقت یہ انگریزی کی کوئی آفاقی خصوصیت

نہیں ہے۔ ورجینیا کے بلیو رج پہاڑی علاقوں میں /iz-/ صرف /s z š ž č ǰ/ کے بعد ہی استعمال نہیں ہوتا بلکہ /sp sk st/ کے بعد بھی آتا ہے۔ یوں wasps posts, tasks کا تلفظ دوسری بہت سی بولیوں کے برخلاف /wásps/, /pówsts/ /tæsks/ کے بجائے /wáspiz/, /pówstiz/ /tæskiz/ کیا جاتا ہے۔ دونوں ہی بولیوں کی شکلیں مشروط صوتی ہیں۔ دونوں ہی میں انتخاب مکملاً، خودکار اور بالکل یکساں طور پر ہوتا ہے۔ ان میں اختلاف ہوتا ہے لیکن بولنے والوں کو اپنا تلفظ فطری معلوم ہوتا ہے۔

5.25 ذیلی مارفیم کا انتخاب مشروط مارفیمی بھی ہو سکتا ہے۔ اس صورت میں سیاق وسباق کے مخصوص مارفیم یا مارفیموں سے انتخاب کا تعین ہوتا ہے ox کی جمع oxen /áksən/ ہے /in-/ جمع کے مارفیم کا ایک ذیلی مارفیم ہے جو صرف ایک مادہ /aks/ کے ساتھ استعمال ہوتا ہے۔ اہلِ زبان کے لیے جو اس لفظ سے واقف ہوں (ایسے الفاظ کی قلیل تعداد بھی ختم ہوتی جا رہی ہے الا یہ کہ قواعد میں ان کی مثالوں کا استعمال ہوتا ہے) /aks/ کے بعد /in-/ کا انتخاب خود بخود ہوتا ہے اور /áksiz/* کو غلط قرار دیا جاتا ہے۔ اس انتخاب کی کوئی صوتی وجہ نہیں ہے، Boxes, foxes axes صوتی طور پر یکساں ہوتے ہوئے بھی /iz-/ کے ساتھ استعمال ہوتے ہیں۔ مارفیم /aks/ میں یہ خصوصیت مارفیم کی حیثیت سے ہے؛ یہ انتخاب مشروط مارفیمی ہے۔

5.26 طول کلامی سے بچنے کے لیے مارفیم اور ذیلی مارفیم کا تصور کچھ مزید علامات کا متقاضی ہے۔ ذیلی مارفیم کے اختلاف کو علامت ~ کے ذریعہ ظاہر کیا جائے گا اور اسے "متبادل بہ" یا صرف "یا" پڑھا جائے گا۔ لہٰذا یہ ظاہر کرنے کے لیے کہ یہ تینوں ایک ہی مارفیم کی ذیلی شکلیں ہیں۔ ہم یوں لکھ سکتے ہیں —— /z- ~ s- ~ iz-/ یہی علامتیت مارفیم کی شناخت کے لیے بھی استعمال کی جا سکتی ہے۔

اگر کسی مارفیم کے متعدد ذیلی مارفیم ہوں، جیسا کہ اکثر ہوتے ہیں، تو ہر بار جب مارفیم کا ذکر کیا جائے، ان سب کا بیان مضحکہ خیز ہوگا۔ اس کے بجائے یہ زیادہ مناسب

ہے کہ ایک واحد علامت کے ذریعہ مارفیم کو ظاہر کیا جائے اور اس میں وہ تمام صورتیں جن میں وہ ظاہر ہو سکتا ہے، شامل ہوں۔ اس کے لیے ہم چہرے دار قوس braces { } استعمال کرتے ہیں۔ ان قوسین میں ہم متعلقہ مارفیم کی کوئی بھی مناسب شکل رکھ سکتے ہیں۔ ہاں، ایک بار یہ علامت متعین ہو جائے تو ہمیں پسندیدگی کی آزادی نہیں رہ جاتی۔ مثلاً انگریزی جمع کے مارفیم کے لیے ہم {-s} یا {-z} یا دوسری مختلف صورتیں چن سکتے ہیں۔ بہرکیف کسی ایک مسلمہ علامت کی پابندی کرنے کی خاطر ہم {-Z₁} کا انتخاب کریں گے۔ ایک بار یہ ظاہر کر دینے کے بعد کہ یہ علامت /-z ~ -s ~ -iz ~ -in ~ . . ./ کے برابر ہے؛ ہم اس میں شامل ذیلی مارفیموں کی تخصیص نہیں کریں گے {-Z₁} کو مارفیم زیڈ ایک پڑھیں گے۔

**5.27** یہ مناسب ہوگا کہ مختلف قسم کی جو علامتیں ہم استعمال کریں گے ان کا یہاں مختصراً اعادہ کر لیا جائے:

[ ] صوتی تحریر کا اظہار کرتے ہیں جس میں تلفظ جیسا سنا جاتا ہے لکھ دیا جائے۔ ضروری نہیں کہ ممتاز خصوصیات ظاہر کی جائیں۔

/ / فونیمی تحریر ظاہر کرتے ہیں جس میں تلفظ کو اس طرح ضبط تحریر میں لایا جاتا ہے کہ ممتاز خصوصیات دکھائی جا سکیں۔

{ } مارفیمی اظہار کی علامت ہے، جس میں مارفیم دکھانے کے لیے ایک خود اختیاری علامت استعمال ہوتی ہے اور اس میں تمام ذیلی مارفیم بھی شامل ہوتے ہیں۔ اس سے براہِ راست تلفظ کے بارے میں کچھ نہیں معلوم ہوتا۔

' ' تشریح، ترجمہ یا معنی سے متعلق کسی اور بات کو ظاہر کرتے ہیں۔

• کسی شکل کے ناممکن یا نامعلوم ہونے کو ظاہر کرتا ہے۔

[ ] اور / / کا استعمال خاصا مسلم ہے اور امریکی ماہرین لسانیات کی بڑی تعداد ان کا استعمال کرتی ہے۔ { } کو بھی ایک اچھا خاصا گروہ استعمال کرتا ہے۔ تاہم دوسری علامات بھی مروج ہیں۔ رسم خط یا توضیحات کے اظہار کے لیے کوئی عالمگیر معتبر روایات نہیں ہیں۔ لیکن جن علامتوں کا یہاں استعمال ہوا ہے وہ بالکل نامانوس نہیں ہیں۔

باب

6

# مارفیم کی شناخت

6.1 کسی بھی زبان کی قواعد کے بارے میں چھان بین نظیری مواد کی جانچ سے شروع ہوتی ہے۔ نظیری مواد corpus کلام کا وہ نمونہ ہے جسے تجزیاتی مقصد کے لیے جمع کیا گیا ہو۔ اس مواد میں موجود مارفیموں کی شناخت بہ یک نظر مشکل ہوگی۔ چھان بین کرنے والے کے لیے کچھ مراحل یہ ہیں کہ وہ اس مواد سے ملفوظوں کے ایسے مجموعے یا جوڑے چنے جن کے موازنہ سے فائدہ ہو سکے، ان سے معقول نتائج اخذ کرے اور ان کو ایسے مربوط اور ٹھوس نظام میں مرتب کرے جس سے اس مواد کی توجیہ کی جا سکے۔ اس تجزیہ کو مزید کلام سے پرکھا جاتا ہے۔ اس مزید مواد کی بنیاد پر اس کی تصحیح یا توسیع کی جا سکتی ہے یہاں تک کہ یہ اغلب معلوم ہونے لگے کہ یہ نتائج زبان کے کسی بھی نمونے پر منطبق کیے جا سکتے ہیں۔

اولین مقاصد یہ ہیں: مواد کی تقطیع یعنی اس کی ایسے حصوں میں تقسیم جن میں سے ہر ایک ایک مفرد مارفیم کو ظاہر کرے اور ان اجزا کی مارفیموں میں درجہ بندی کرنا۔ ایسا کوئی طریقہ نہیں ہے جس میں خود بخود صحیح تقطیع یا درجہ بندی کی جا سکے جب تک کہ یہ مواد انتخاب یا تنظیم میں بہت زیادہ مصنوعی نہ ہو۔ اس کتاب کے ساتھ کی عملی کتاب ( workbook ) کی ابتدائی مشقوں میں ایسا ہی ہے۔ فرضی آغاز ناگزیر ہوتا ہے بعض ظاہری طور پر نتیجہ خیز موازنوں سے کوئی بھی مفید بات برآمد نہیں ہوتی۔ آغاز کار

میں اہم تضادات کو دیکھنا مشکل ہوگا۔ مسئلہ کے بعض پہلو اکثر اس طرح باہم مربوط ہوتے ہیں کہ حقیقی آزمائش سے پیشتر کچھ عارضی فیصلے کرنے ہوں گے۔ اس لیے یہ ضروری ہے کہ تجزیہ کار کے ذہن میں نتائج کی عارضی نوعیت پہلے سے موجود ہو یہاں تک کہ ہر ایک کی توثیق کے لیے شہادتیں فراہم ہوتی چلی جائیں۔ اور یہاں تک کہ ان کو ایک نظام میں مربوط کر دیا جائے۔

6.2 زبان میں ساخت کی بہت سی سطحیں ہوتی ہیں۔ مفید ترین توضیح کے لیے ہر ایک کو دوسری سے صاف صاف الگ کیا جانا چاہیے۔ تاہم یہ ایک دوسرے سے بے نیاز بالکل نہیں ہوتیں۔ ساخت کی ہر اعلیٰ تر سطح کو سابقہ سطح کی اکائیوں کے توسط سے بہتر طور پر بیان کیا جا سکتا ہے۔ چناں چہ مارفیم کا ذکر فونیم کے پیرائے میں بہترین طور پر کیا جا سکتا ہے لیکن دوسری طرف علم اصوات کا ذکر قواعد کے کسی حوالہ کے بغیر کیا جانا چاہیے۔ اسی طرح نحو کا بیان مارفیمیات میں پیش کردہ مارفیمی زنجیروں کی مدد سے ہونا چاہیے لیکن مارفیمیات کی پیش کش میں نحو پر انحصار نہیں کیا جانا چاہیے۔

بالعموم ہر سطح کا الگ الگ تجزیہ کرنا آسان نہیں ہے۔ اس کے بجائے ہر سطح پر کام کم و بیش ساتھ ساتھ ہونا چاہیے مگر ضرورت اس بات کی ہے کہ یہ اس طرح کیا جائے کہ ان سطحوں کے ترتیب وار مدارج کے ذریعہ نتائج کو بیان کیا جا سکے یعنی ہر ایک کا انحصار نچلی سطح کے نتائج پر ہو اور اوپری سطح سے آزاد رہ کر اس کی وضاحت کی جا سکے۔

لسانیاتی تجزیہ کے عمل خواہ کم و بیش ساتھ ساتھ ہوں، لیکن انہیں الگ الگ بیان کیا جانا چاہیے۔ اس نصابی کتاب میں یہ بہتر سمجھا گیا ہے کہ قواعد کو علم اصوات سے پہلے پیش کیا جائے۔ اس لیے ہمیں یہ قیاس کرنا پڑے گا کہ علم اصوات کا کم از کم ابتدائی تجزیہ کر لیا گیا ہے۔ متن کی مثالیں اور عملی کتاب کی مشقیں فونیمی تحریر میں دی گئی ہیں۔ یا ایسی علامتوں میں ہیں جو تقریباً فونیمی ہیں۔

6.3 ایک بنیادی تکنیک میں تبدیلی کر کے اور اسے بہتر بنا کر مارفیموں کی شناخت کی جاتی ہے۔ یہ ایسے جوڑوں یا ملفوظوں کے مجموعوں کا موازنہ ہے۔ جن میں بیان و معنی دونوں ہی اعتبار سے جزوی اختلاف ہو۔ جب تک اختلاف جزوی نہ ہو (یعنی جب تک ملفوظوں میں کچھ بدیہی یکسانیت نہ ہو) اور یہ بیان و معنی دونوں میں ہی نہ ہو،

موازنہ بے سود ہوگا۔ کئی لحاظ سے یہ بالکل ویسا طریقہ ہے جیسا باب 2، 3 اور 4 میں انگریزی فونیموں کی شناخت کے لیے اختیار کیا گیا تھا۔ فونیم کی شناخت اس بات کی متقاضی تھی کہ بیان میں ممکنہ قلیل ترین فرق ہو خواہ معنی میں کتنا ہی فرق ہو۔ مارفیم کی شناخت کا اقتضایہ ہے کہ بیان کے اقل اختلاف کے ساتھ معنی کا جزوی اختلاف ہونا چاہیے۔ طریقہ کار کے اس فرق کی بنیاد فونیموں اور مارفیموں کا بنیادی فرق ہے۔ فونیم بیان کی ایسی سب سے چھوٹی اکائی ہے جسے معنوی ساخت کے کسی فرق کے ساتھ بھی منسوب کیا جا سکتا ہے۔ مارفیم ایسی سب سے چھوٹی اکائی ہے جسے معنوی ساخت کے ایک خاص فرق کے ساتھ منسوب کیا جا سکتا ہے۔ چوں کہ جب تک تجزیہ کا مرحلہ طے نہ ہو جائے یہ نہیں کہا جا سکتا کہ مارفیم کیا ہیں اس لیے مارفیم کی اصطلاح کو ذرا سی آزادی کے ساتھ استعمال کیا جائے گا۔ جیسے جیسے ہمیں ساخت کا ٹھیک ٹھیک علم ہوگا، تدریجاً ہم بھی اس کا ٹھیک استعمال شروع کر دیں گے۔ علاوہ ازیں ہمیں اپنی ابتدائی معلومات کی عارضی نوعیت سے بھی واقف رہنا چاہیے اور صرف سطحی صحت سے خود کو دھوکے میں نہیں ڈالنا چاہیے۔

6.4 تجزیہ کا عمل ایک مثال پر تفصیلی بحث کے ذریعہ بہتر طور پر دکھایا جا سکتا ہے۔ اس مقصد کے لیے ہم عبرانی فعل کے صیغوں کو لیں گے۔ پہلے چند الفاظ سے شروع کرتے ہیں۔ حالانکہ یہ ایک مصنوعی طریقہ ہے۔ دوسری بات نتیجہ کے طور پر خود بخود نمودار ہوتی ہے یعنی یہ کہ ہم نے نظری مواد سے ایسے جوڑے یا مجموعے چن لیے ہیں جن کا موازنہ کر کے راست فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے۔ ضروری نہیں کہ پیش کش کی ترتیب وہی ہو جو مواد کے تجزیہ کے لیے سب سے زیادہ مناسب ہے، بلکہ ترتیب وہ رکھی گئی ہے جو اس طریقہ کی بہتر طور پر وضاحت کر سکے۔

1. /zəkartíihuu/ ‘میں نے اس کو یاد کیا’

2. /zəkartíihaa/ ‘میں نے اس (عورت) کو یاد کیا’

3. /zəkartíikaa/ ‘میں نے تجھ کو یاد کیا’

1 اور 2 کا موازنہ ظاہر کرتا ہے کہ ایک تضاد /-aa/ : /-uu/ بیان میں اور جیسا کہ ترجمہ سے ظاہر ہے ایک معنی میں ہے۔ اور اسی لیے شاید مضمون میں بھی

اس کو : اس (عورت) کو - اسے (آزمائشی طور پر) مارفیم کا ایک جوڑا سمجھا جا سکتا ہے۔ لیکن 1، 2 اور 3 کے موازنہ سے معلوم ہوتا ہے کہ پہلی شناخت غلط ہے۔ اب معلوم ہوتا ہے کہ تضاد یہ ہے : /-huu/ 'اس کو : /-haa/ 'اس (عورت) کو : /-kaa/ 'تجھ کو' ہم بڑی حد تک یقین کر سکتے ہیں کہ مارفیم جس کے معنی 'اس کو' ہیں /-uu/ یا /-huu/ پر مشتمل ہے۔ لیکن جب تک لفظ کے باقی حصوں کی شناخت نہ ہو جائے یہ یقین سے نہیں کہا جا سکتا کہ اور کتنا حصہ شامل ہے۔

6.5 'ہم نے اس کو یاد کیا' 4. /zəkarnúuhuu/

'ہم نے اس (عورت) کو یاد کیا' 5. /zəkarnúuhaa/

'ہم نے تجھ کو یاد کیا' 6. /zəkarnúukaa/

4، 5۔ اور 6 کا موازنہ 1، 2 اور 3 سے کیا جائے تو بیان اور معنی کا تضاد /-tíi-/ 'میں' اور /-núu-/ 'ہم' میں ملتا ہے۔ یہاں بھی پہلے کی طرح جب تک الفاظ کے باقی حصوں کی شناخت نہ ہو جائے یقین نہیں کیا جا سکتا کہ کتنا حصہ شامل کیا جائے۔ یہ بات قابلِ قیاس ہے کہ /-rtíi-/ 'میں' اور /-rnúu-/ 'ہم' مارفیم ہو سکتے ہیں۔ البتہ 4، 5 اور 6 کے موازنہ سے 6.4 کے نتیجہ کی تصدیق ہو جاتی ہے۔

6.6 'میں نے اس کو قتل کیا' 7. /qəṭaltíihuu/

'ہم نے اس کو قتل کیا' 8. /qəṭalnúuhuu/

ماقبل کے ساتھ 7 اور 8 کے موازنہ سے ہمیں /-zəkar/ 'یاد کیا' اور /-qəṭal/ 'قتل کیا' کی شناخت کی بنیاد مل جاتی ہے۔ ایسا کر کے ہم نے آزمائشی طور پر لفظ کے ہر حصے کو ایک عارضی مارفیم کی حیثیت دے دی ہے۔ تاہم ہمارے پاس اس یقین کی کوئی وجہ نہیں ہے کہ اس طرح علیحدہ کیا ہوا ہر حصہ ایک مفرد مارفیم ہے۔ مناسب حد تک جو بات یقینی ہے صرف یہ کہ ان میں سے کسی بھی لفظ کو /zəkar-tíi-huu/ کی طرح تقسیم کر کے ہم نے انہیں مارفیموں میں تقسیم کر دیا ہے۔ اس طرح کہ ہر حصہ ایک یا زیادہ مکمل مارفیموں پر مشتمل ہے؛ یعنی ہر حصہ یا تو ایک مارفیم ہے یا مارفیمی زنجیرہ۔

6.7 اگر معنی و بیان کے کسی جز کے اضافہ کے علاوہ، ایک نمونہ دوسرے کے مماثل

ہو تو مسئلہ ذرا آسان ہو جاتا ہے۔

'پادری' /koohéen/

'پادری کو' /ləkoohéen/

یہاں اس شبہ کی گنجائش نہیں کہ عین مناسب تقسیم کس جگہ ہوگی اور ہم اعتماد کے ساتھ آزمائشی طور پر دو مارفیم شناخت کر سکتے ہیں /-lə/ 'کو' اور /koohéen/ 'پادری' تاہم غلطی کے عین امکانات ہیں اس لیے اس تقسیم کو بھی عارضی و آزمائشی تصور کیا جانا چاہیے۔ مندرجہ ذیل انگریزی مثالوں پر غور کیجئے۔

'گرجا کا ایک نغمہ' /hím/

'گرجا کے نغموں پر مشتمل کتاب /hímnəl/

بہ بدیہی طور پر تقسیم دو مارفیموں میں ہوگی /hím/ اور /-nəl/ ہجا (جو کبھی بول چال کی زبان کی حتمی شہادت نہیں ہوتے) کی طرف رجوع کیجیے تو *hymn : hymnal* سے پتہ چلتا ہے کہ یہ بات بہت یقینی نہیں ہے۔ حقیقتاً دو مارفیم /him ~ himn-/ اور /-əl/ ہیں جیسا کہ مزید مواد کے موازنہ سے ظاہر ہوتا ہے:

*confession : confessional, hymnology : geology, hymnody : psalmody*

9. /zəkaarúuhuu/ 'انہوں نے اس کو یاد کیا'

10. /zəkaaráthuu/ 'اس (عورت) نے اس کو یاد کیا'

اگر سابقہ مثالوں سے 9 اور 10 کا موازنہ کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ /-huu/ 'اس کو' /-úu-/ 'انہوں نے' اور /-át-/ 'وہ' ہے۔ لیکن 1 تا 6 میں /zəkar-/ ہے جب کہ 9 و 10 میں /zəkaar-/ ہے /zəkar-/ اور /zəkaar-/ کے درمیان بدیہی مماثلت ہے اور معنی بھی مماثل معلوم ہوتے ہیں۔ ہم یہ قیاس کر سکتے ہیں کہ یہ ایک ہی مارفیم کی ذیلی شکلیں ہیں اور اس بات کی جانچ کریں گے کہ آیا یہ مفروضہ درست ہے۔ اس کا طریقہ باب 7 میں زیر بحث آئے گا۔ اس وقت تک اس سوال کو اٹھا رکھا جائے، لیکن نتیجہ کو پہلے سے پیش نظر رکھنا ہوگا۔ ہم /zəkar-/ اور /zəkaar-/ کو عارضی مارفیم کی دو متبادل شکلوں کی حیثیت سے ظاہر کریں گے۔

اگرچہ ہم اس بنیاد پر آگے بڑھیں گے کہ یہ مفروضہ برقرار رہے گا، لیکن ہمیں یہ بھی تسلیم کرنا پڑے گا کہ بعض دوسرے امکانات بھی ہیں (1 /zəkar-/ اور /zəkaar-/ دو مختلف مارفیم بھی ہو سکتے ہیں معنوی مشابہت کی بنا پر یہ بات بعید از قیاس معلوم ہوتی ہے لیکن یہ بات ذہن نشین رہنی چاہیے کہ ترجمہ بھی گمراہ کن ہو سکتا ہے۔ (2) ایک ذرا بعید امکان یہ بھی ہے کہ /zəkar-/ اور /zəkaar-/ مارفیموں کے زنجیرے ہیں اور دو متضاد مارفیموں پر مشتمل ہیں۔ موجودہ مواد سے اس امکان کے بارے میں کچھ بھی نہیں کہا جا سکتا، کیونکہ معنی کے تضاد کی کوئی شہادت نہیں ہے لیکن ممکن ہے یہ ایسا اختلاف ہو جو ترجمہ میں صاف طور پر نہیں دکھایا جا سکتا۔ (3) ہو سکتا ہے ہم نے تقسیم غلط کی ہو۔ شاید /-tii-/ 'میں' کے بجائے /-a-tii-/ ہو اور اسی طرح 'انہوں نے' /-aa-úu-/ ہو۔ اس کا مطلب یہ ہوگا کہ 'یاد کرنا' کے لیے مارفیم /zək-r-/ ہوگا۔ اس امکان کو مسترد کرنے کا سر دست سبب یہ ہے کہ غیر مسلسل مارفیم نسبتاً معدوم ہیں۔ جب تک اس کے برخلاف کوئی معقول دلیل نہ ہو، ہم یہ تصور کر لیتے ہیں کہ مارفیم فونیموں کے مسلسل زنجیرے ہیں۔

6.9 'تم نے مجھ کو یاد کیا' 11. /zəkartúunii/

ابھی تک ہمارے پاس کوئی ٹکڑا ایسا نہیں ہے جو 11 کا مقابل بن سکے۔ ہم آزمائشی طور پر اسے 'تم' /-túu-/ + /zəkar-/ + /-nii/ 'مجھ کو' میں تقسیم کر سکتے ہیں۔ ایسا ہم اس لیے کر لیتے ہیں کہ اس قسم کے لفظوں کو تین حصوں میں تقسیم ہو جانے کی توقع ہونے لگی ہے۔ یعنی ساق + فاعل + مفعول۔ اگر احتیاط برتی جائے تو اس بنیاد پر تقسیم روا ہوگی۔ پھر بھی اس طرح کی شناخت اتنی یقینی نہیں ہو سکتی جتنی کہ ہر مارفیم کا الگ الگ مقابل مل جانے کی صورت میں ہوتی۔

6.10 'تم نے اس کی حفاظت کی' 12. /šəmartúuhaa/

'وہ مجھے لے گئے' 13. /ləqaaxúunii/

اقلی جوڑے نہ ہوں تب بھی 12 اور 13 سے اس نتیجہ کی توثیق ہو جاتی ہے جو 11 سے 6.9 میں اخذ کیا گیا تھا۔ /-túu-/ 'تم' اور /-nii/ 'مجھ کو' دو مارفیموں کی تصدیق کر دیتے ہیں۔ لفظ 11، 12 اور 13 کسی تجزیہ کو شروع کرنے کے لیے ناکافی ہوں گے۔

لیکن جیسے جیسے تجزیہ کا کام آگے بڑھتا ہے 'مناسب نمونوں کی شرائط میں بعض پہلوؤں سے تخفیف ہو جاتی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اب ایک سانچا تیار ہونا شروع ہو گیا ہے اور اس کے اندر ہم موازنہ کا کام کر سکتے ہیں۔ اس سانچے سے عناصر کی بعض انواع پر دلالت ہوتی ہے یعنی ساقیں' فاعلی تعلیقیے اور ایسے تعلیقیے جو مفعولی حالت ظاہر کرتے ہیں۔ ساتھ ہی یہ عناصر کی ترتیب کی بعض یکساں اقسام پر بھی دلالت کرتا ہے۔ الغرض جو سانچا رونما ہوتا جارہا ہے وہ زبان کی ساخت کا ایسا حصہ ہے جو مفرد الفاظ کی تفصیل سے بھی زیادہ اہم ہے۔

**6.11** ' اس نے اس کو یاد کیا ' 14. /zəkaaróo/

اس لفظ کا تجزیہ صرف سابق الفاظ کے ساتھ موازنہ کر کے نہیں کیا جا سکتا۔ ہم ساق /-zəkaar/ کی آسانی سے شناخت کر سکتے ہیں جو 9 اور 10 کی شکل کے مماثل ہے۔ لیکن بقیہ /-óo/ سے نہ تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس میں دو متوقع اجزا (فاعل اور مفعول) شامل ہیں اور نہ یہ کہ آیا اس میں مارفیم /-huu/ 'اس کو' شامل ہے جس سے یہ توقع پیدا ہوتی۔ چوں کہ یہ سانچہ 11 کی طرح مددگار ثابت نہیں ہوا' اس لیے زیادہ صریح شہادت کی تلاش کرنی پڑے گی۔

**6.12** ' میں نے یاد کیا ' 15. /zaakártii/

' ہم نے یاد کیا ' 16. /zaakárnuu/

' اس نے یاد کیا ' 17. /zaakár/

یہ شکلیں اب تک جانچی ہوئی تمام شکلوں سے مختلف ہیں کہ یہ مفعول کو ظاہر نہیں کرتیں۔ یہ اگر ہم ان الفاظ کا ایک دوسرے سے اور 15' 16 کا 1' 4 سے موازنہ کریں تو فاعل کا اظہار کرنے والے تعلیقیہ کی آسانی سے شناخت ہو سکتی ہے۔ یہ /-tii/ 'میں' اور /-nuu/ 'ہم' ہیں اور بل کے فرق کو چھوڑ کر ان سے مماثل ہیں جو پہلے معلوم ہو چکے ہیں۔ تاہم 17 میں ایسا کوئی تعلیقیہ نہیں جو فاعل کو ظاہر کرتا ہو۔ عارضی طور پر ہم 0 (صفر) 'وہ' اس نے' کو دوسرے فاعلی تعلیقیوں کے ساتھ رکھ لیتے ہیں۔ اس کا مقصد صرف یہ ہے کہ ایک مناسب علامت سے ہم اس نتیجہ کو ظاہر کر سکیں کہ فاعل 'وہ' اس نے' کا اظہار فاعل ظاہر کرنے والے کسی اور تعلیقیے کی عدم موجودگی سے ہوتا ہے۔ یہ تین شکلیں ساق کی ایک اور مختلف شکل /-zəkaar/ بھی دکھاتی ہیں۔ ہم یہ فرض کر کے آگے بڑھیں

گے کہ /-zəkar/ اور /-zəkaar/ کی طرح یہ بھی ایک مشروط متبادل ہے۔آگے جو طریقے زیر بحث آئے ہیں ان سے اس خیال کی جانچ کرنی ہوگی۔

**6.13** گزشتہ بیان کے تجزیہ سے یہ اشارہ ملتا ہے کہ 14 کو حسب ذیل انداز میں قابل تقسیم خیال کیا جاسکتا ہے: /zəkaar-∅-6o/ صفر ایک موہوم علامت ہے۔ لیکن اس سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ ہمارے پہلے مشاہدے کے علی الرغم یہ شکل بھی دوسری شکلوں کے متوازی ہے یعنی اس میں ایک ساق اور ایک مفعولی لاحقہ شامل ہے اور ان کی ترتیب بھی وہی ہے جسے ہم پہلے معلوم کر چکے ہیں۔ پہلے یہ لفظ ہمارے معلومہ سانچے میں کھپتا نظر نہیں آتا تھا، لیکن غائر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ذرا سی ترمیم سے یہ اس سانچے میں کھپ سکتا ہے اس لیے سانچہ بالکل صحیح ہے۔

اس طرح 14 سے پیدا شدہ ایک مسئلہ تو حل ہو جاتا ہے لیکن دوسرا باقی رہتا ہے۔ہم نے 'اس کو' کے معنی میں دو شکلوں /-huu/ اور /-6o/ کو شناخت کیا ہے۔ ہئیت کے اعتبار سے ان میں اتنی مشابہت نہیں ہے جتنی /-zəkaar/ اور /-zəkar/ میں ہے اس لیے یہ قیاس کہ یہ ایک ہی مارفیم کی ذیلی شکلیں ہیں، زیادہ جاذب توجہ معلوم نہیں ہوتا۔ تاہم معنی کی مشابہت اور تقسیم کی بعض دوسری خصوصیات جو زیادہ مواد سے ثابت ہوں گی، اس قیاس کو جانچنے کی ترغیب دلاتی ہیں۔فیصلہ یہ ہے کہ /-huu ~ -6o/ ایک ہی مارفیم ہے۔

**6.14** اس بحث کے دوران ہمیں چار ساقیں معلوم ہوتی ہیں:

'قتل کیا' /-qəṭal/ 'یاد کیا' /-zəkar/

'لے گیا' /-šəmar/ اور 'حفاظت کی' /-ləqaax/

ان شکلوں کے موازنہ سے آشکار ہوتا ہے کہ ان سب میں مصوتے یکساں ہیں اور صرف مصمتوں میں اختلاف ہے۔ /-ləqaax/ بھی الگ نہیں ہے اسے /-zəkaar/ کے مقابل رکھا جاسکتا ہے۔زیادہ مواد سے ایسی شکلوں کی اور طویل فہرست بن سکتی ہے۔مصوتوں کی یہ یکسانیت اتفاقی بھی ہوسکتی ہے لیکن یہ امکان خفیف ہے۔ ایک اور قیاس یہ ہے کہ ان شکلوں میں دو مارفیم شامل ہیں۔یہ بات جاذب توجہ ہے، لیکن کسی تضاد کے بغیر اسے جانچنے کا کوئی ذریعہ نہیں ہے۔اس کے لیے مندرجہ

ذیل مثالیں لیجیے :

| | |
|---|---|
| 'چوکیدار' | 18. /šooméer/ |
| 'یاد کرنے والا' | 19. /zookéer/ |
| 'قاتل' | 20. /qooṭéel/ |

بعض سابقہ نمونوں سے ان کا موازنہ کر کے ہم مندرجہ ذیل مارفیموں کی شناخت کر سکتے ہیں :

| | |
|---|---|
| 'یاد کرنا' | /z-k-r/ |
| 'قتل کرنا' | /q-ṭ-l/ |
| 'حفاظت کرنا' | /š-m-r/ |
| 'لے جانا' | /l-q-x/ |
| 'وہ جو' | /-oo-ée-/ |
| 'ماضی' | /-ə-a- ~ -ə-ʔa- ~ -aa-á-/ |

ان میں سے پہلے چار مادے ہیں اور آخری دو تعلیقیے

6.15 اب یہ دیکھا جا سکتا ہے کہ /-zəkaar/ ' /-zəkar/ اور /zaakár/ کو ایک ہی مارفیم کی ذیلی شکلیں سمجھنا غلطی تھی۔ تاہم اس سے کوئی نقصان بھی نہیں ہوا کیوں کہ یہ تینوں شکلیں جو دو دو مارفیموں پر مشتمل ہیں تقسیم میں بالکل اسی طرح آتی ہیں جیسے ذیلی مارفیم۔ ہاں جس چیز کو ہم ان تین میں سے /-zəkar/ وغیرہ) کسی ایک کے انتخاب کی شرط خیال کر رہے تھے اسے ان ساتوں میں شامل ذیلی مارفیموں کے تعلیقیوں کے انتخاب کی شرط قرار دے سکتے ہیں۔ زیادہ طویل ٹکڑوں کو مارفیم قرار دینا غلط ہے لیکن یہ ابتدائی طور پر بہت ضروری نہیں ہے' بشرطیکہ طویل اکائیاں تلازمی مارفیموں پر مشتمل ہوں۔ بہرکیف مکمل تجزیہ سے' جو ابھی زیر بحث آیا' بالآخر ایک آسان صورت نکل آتی ہے۔

پہلی نظر میں یہ بات ذرا پریشان کن معلوم ہوتی ہے کہ 6.14 کے تجزیہ سے /z-k-r/ اور /-oo-ée-/ جیسے مارفیم برآمد ہو سکتے ہیں۔ ہم مارفیموں کو فونیموں کے زنجیرے تصور کرتے ہیں لیکن یہ غیر مسلسل اور الجھے ہوئے ہیں۔ البتہ یہ کوئی وجہ نہیں کہ

کیوں ایسے مارفیم وقوع پذیر نہیں ہو سکتے، جب کہ ہمارے نمونے سے یہ واقعتاً ظاہر بھی ہوتے ہیں۔ ہاں فونیموں کے مرتب زنجیروں کے مقابلہ میں ان کو عمومیت حاصل نہیں، لیکن بہت سی زبانوں میں یہ واقع ہوتے ہیں اور بعض میں بہت عام ہیں۔ ایسے فونیموں کا کوئی مجموعہ جو برابر ساتھ ساتھ واقع ہوتے ہیں اور جو اپنی مجموعی حیثیت میں معنوی ساخت سے بھی کوئی ربط رکھتے ہیں مارفیم کہلاتا ہے۔ ان میں باہمی ترتیب اور دوسرے فونیموں کے ساتھ ترتیب سے متعلق کسی مخصوص کیفیت کی طرف ہمیں توجہ کرنے کی ضرورت نہیں۔ مارفیموں میں کم تر ہی ایسے مقطوعہ حصے ہوتے ہیں جو درمیان میں حائل چیزوں سے جدا ہو گئے ہوں۔ تاہم یہ بات کتنی ہی نادر الوقوع کیوں نہ ہو، لسانیات کے طالب علم کو ایسی صورت کے لیے آمادہ رہنا چاہیے۔

عبرانی اور اس سے متعلقہ زبانوں میں غیر معمولی طور پر غیر مسلسل مارفیموں کی کثیر تعداد ملتی ہے۔ دراصل مادوں کی اکثریت {zkr} سے مشابہ ہے جو تین مصمتوں پر مشتمل ہوتی ہے۔ بہت سے ذیلی مارفیم استعمال ہوتے ہیں: جیسے /zaakár/ میں /z-k-r/ ' /yizkóor/ 'وہ یاد کر رہا تھا' میں /-zk-r/ اور /zikríi/ 'میری یاد' میں /z-kr-/ کسی بھی ملفوظہ میں تینوں مصمتے متصل طور پر نہیں آتے؛ ایسے مادے تمام ملفوظوں میں منفصل ہوتے ہیں۔

بعض دوسری زبانوں میں معمولی مارفیموں کے منفصل ذیلی مارفیم استعمال ہوتے ہیں۔ یہ تعلیقیہ کی ایک خاص قسم، جس کا ابھی تک ذکر نہیں ہوا، یعنی وسطیہ infix کے استعمال کے نتیجہ میں پیدا ہوتے ہیں۔ وسطیہ وہ تعلیقیہ ہے جو متعلقہ ساق کے درمیان آتا ہے۔ لاحقوں اور سابقوں کے مقابلہ میں وسطیہ بہت کم آتے ہیں لیکن جاذبِ توجہ ہونے کے لیے پھر بھی کافی ہیں۔ یونانی کا عام ساق ساز /-m-/ ہے جو مادہ /la-b-/ کے ساتھ مل کر 'میں لیتا ہوں' بناتا ہے۔ کلوت (Oregon) Quileute (جو آریگان کی زبان ہے) کا /-ɬ-/ 'جمع' ایک اور مثال ہے جو /hokʷat'/ 'سفید شخص' کے ساتھ مل کر /hoɬkʷat'/ 'سفید لوگ' بناتا ہے۔ اس طرح کے وسطیہ ان مارفیمی مادوں کے جن کے ساتھ مل کر یہ استعمال ہوتے ہیں منفصل ذیلی مارفیموں /hokʷat'/ اور /la-b-/ وغیرہ کو جنم دیتے ہیں۔

6.18 کسی تعلیقیہ کو اس وقت تک وسطیہ نہ سمجھنا چاہیے جب تک کہ اس کے لیے قوی دلائل نہ ہوں۔ البتہ کوئی تعلیقیہ جو دوسرے مارفیم کے درمیان آجاتا ہو وسطیہ ہوگا۔ ٹیگے لاگ زبان ( Tagalog ) میں ginulay 'سبزی مائل نیلا' مادہ gulay 'سبز ترکاری' سے تشکیل پاتا ہے' -in- صاف طور پر وسطیہ ہے، لیکن انگریزی لفظ reassign میں -as- کو وسطیہ قرار دینا درست نہ ہوگا۔ یہ لفظ دو سابقوں سے بنا ہے۔ پہلے -as- اور sign مل کر ساق assign بناتے ہیں۔ تب -re کا اضافہ کیا جاتا ہے۔ متبادل طور پر یہ بھی غور کیا جاسکتا ہے کہ -re اور sign مل کر ایک ساق resign بناتے ہیں جس میں وسطیہ کا اضافہ کیا جاتا ہے۔ موخرالذکر شکل انگریزی اہل زبان فوراً مسترد کردیں گے کیوں کہ انہیں محسوس ہوگا کہ reassign کا تعلق resign کے بہ مقابلہ assign سے زیادہ گہرا ہے۔ جب تک اس کے برخلاف کوئی دلیل نہ ہو بہتر یہی ہے کہ الفاظ کو مادے سے باہر تعلیقیوں کی سلسلے وار تہوں سے بنا ہوا تصور کیا جائے۔

اکثر انگریزی افعال کی ایک شکل لاحقہ /-d ~ -t ~ -id/ کے اضافہ سے بنتی ہے۔ اسے عام طور پر ماضی کہا جاتا ہے۔ تاہم ایسے افعال کی بھی جن میں یہ ساخت مفقود ہوتی ہے کوئی نہ کوئی شکل ضرور ہوتی ہے جو ایسی تمام نحوی صورتوں میں جہاں ایسی شکل متوقع ہو اور مساوی سماجی اور لسانی سیاق و سباق میں استعمال ہوتی ہے۔ مثلاً اکثر مقامات پر جہاں discover /diskə́vər/ استعمال ہوتا ہو found /fáwnd/ بھی استعمال ہو سکتا ہے۔ اسی طرح جہاں discover /diskə́vərd/ استعمال ہوتا ہو۔ بالعموم found /fáwnd/ بھی استعمال ہو سکتا ہے۔ اس لیے Found کو بھی find کا اسی طرح ماضی سمجھنا چاہیے جیسے discover کا ماضی discovered ہے۔

6.19 اکثر ماضی کے صیغے جن میں لاحقہ -ed مفقود ہوتا ہے رکنی مرکبہ کے فرق کی بدولت بنیادی شکل سے صاف طور پر الگ پہچان لیے جاتے ہیں۔ اس حقیقت کو درج ذیل مساوات سے ظاہر کیا جاسکتا ہے۔

discovered = discover + لاحقہ -ed

رکنی مرکزہ کا فرق + found = find

اس طور پر بیان کیا جائے تو یہ بات عیاں ہو جاتی ہے کہ رکنی مرکزہ کا فرق لاحقہ کا عمل انجام دیتا ہے۔ فونیموں کے اس فرق کو (یہ صرف مرکزوں میں محدود نہیں ہیں، دیکھیے send : sent) ہم مارفیمی عنصر کی ایک خاص قسم قرار دے سکتے ہیں جسے مبدل (replacive) کہا جاتا ہے۔

مبدل کے لیے ہم درج ذیل علامت استعمال کریں گے:

/aw ← (ay)/

اس کو یوں پڑھا جائے گا "/aw/ /ay/ کی جگہ لے لیتا ہے۔ اوپر کی مساوات کو ذیل کی شکل میں دکھایا جا سکتا ہے۔

found = find + ou ← (i)
/fáwnd/ = /fáynd/ + /aw ← (ay)/

اگر یہ کیا جائے تو ہمیں /aw ← (ay)/ کو اس مارفیم کا ایک اور ذیلی مارفیم ماننا پڑے گا۔ جس کی مانوس ترین شکل ed- ہے۔ اور جس کی علامت ہم بآسانی $\{-D_1\}$ مقرر کر سکتے ہیں۔ اس مارفیم کے متعدد مبدل ذیلی مارفیم ہیں کچھ 8.10 میں درج فہرست ہوں گے۔ وہ سب کے سب مشروط مارفیمی ہیں۔ انگریزی کے جمع اسمی تعلیقیہ $\{-Z_1\}$ کے ذیلی مارفیموں میں بھی مبدلات ہیں۔

6.20 انگریزی جیسی زبان کا مبدلات کا سہارا لیے بغیر بھی بیان کیا جا سکتا ہے geese /g i ys/ کی توضیح یوں کی جا سکتی ہے کہ اس میں ایک مادہ /g-s/ /-iy-/ کی شکل لیں جمع کے مارفیم $\{-Z_1\}$ کا ذیلی مارفیمی وسطیہ شامل ہے۔ اس صورت میں واحد کی توضیح یوں کرنی ہوگی کہ اس میں ایک وسطیہ /-uw-/ شامل ہے جو واحد مارفیم {X}* کا ایک ذیلی مارفیم ہے۔ ان صورتوں کے علاوہ جو زیر غور ہیں اس زبان میں نہ کوئی وسطیہ آتا ہے اور نہ منفصل مارفیم geese جیسی جمعوں کا وسطیہ سے بننا مان لیا جائے تو مبدلات کی توضیحی متبادل صورت کے مقابلے میں کہیں زیادہ پیچیدگیاں پیدا ہو جاتی ہیں۔ جیسا کہ اکثر ہوتا ہے، زبان کے بارے میں اہل زبان کا احساس سادہ و سہل تشریح سے زیادہ میل کھاتا ہے۔

6.21 مبدلات کے ساتھ کسی لفظ کو اس کے ترکیبی مارفیموں میں تقسیم کرنا آسان نہیں ہوتا۔ /giys/ میں بدیہی طور پہ دو مارفیم ہیں لیکن چار فونیموں کو ان میں مناسب طور پر تقسیم نہیں کیا جاسکتا۔ ایک مارفیم لازماً فونیموں پر مشتمل نہیں ہوتا، لیکن تمام مارفیموں کو فونیموں کی صورت میں بیان کیا جاسکتا ہے۔ کسی مبدل کی فونیموں کے دو مجموعوں کی صورت میں توضیح کیا جانا ضروری ہے۔ ایک وہ جو اس کی موجودگی کی صورت میں ظاہر ہوتے ہیں (geese میں /iy/) اور وہ جو مبدل کی عدم موجودگی میں ظاہر ہوتے ہیں (goose میں /uw/) مارفیم میں بیان کی مکرر واقع ہونے والی کوئی خصوصیت یا خصوصیات شامل ہوسکتی ہیں۔ اور اس بیان کی کسی کی تحدید کے بغیر فونیموں کی صورت میں وضاحت کی جاسکتی ہے۔

6.22 مارفیمی عنصر کی ایک مزید اور بعض حیثیتوں سے انتہائی شکل، انگریزی کے بعض دوسرے افعال کی ماضی میں دیکھی جاسکتی ہے۔ cut اور hit جیسے الفاظ معنی اور استعمال کے لحاظ سے walked جیسی شکلوں کے ہم سر ہیں مگر ماضی اور غیر ماضی کی شکلوں میں کسی قسم کا فونیمی فرق نہیں ہے۔ تاہم سہولت کی بات یہ ہے کہ انگریزی کی تمام فعل ماضی کی شکلوں کو ایک ساق اور ایک تعلیقیہ پر مشتمل تصور کیا جائے۔ مزید برآں ماضی کے صریحی نشان کنندہ کے فقدان کو توضیح میں ضرور دکھایا جانا چاہیے۔ ایک تدبیر جس سے دونوں باتیں پوری ہوجائیں یہ ہے کہ ماضی cut کو ہم مادہ /kət/ اور صفر تعلیقیہ پر مشتمل مان لیں (صفر کو حرف O سے ممتاز کرنے کے لیے روایتی علامت کے طور پر ∅ لکھا جاتا ہے) اس طرح |-D₁| کے متعدد ذیلی مارفیموں میں صفر بھی شامل ہوجاتا ہے۔

sheep میں جمع کے تعلیقیہ |-Z₁| کا ایک صفر ذیلی مارفیم ہے۔ ان شکلوں کی اس طرح توضیح کے ضروری ہونے کا سبب انگریزی کی معنوی ساخت میں مضمر ہے۔ اہلِ زبان کا احساس یہ ہے کہ واحد و جمع میں تقسیم ہونا اسما کی بنیادی خصوصیت ہے۔ کسی بھی اسم کا استعمال واحد ہوگا یا جمع۔ Sheep مبہم ہے لیکن یہ بھی اس امتیاز سے بے نیاز نہیں ہے یعنی کسی بھی پیش نظر کلام میں متکلم اور سامع لفظ کو واحد یا جمع تصور کرتے ہیں۔ بعض اوقات عدم مطابقت ہوسکتی ہے یہ کہ منشا جمع کا

ہو اور واحد سمجھا جا رہا ہو یا اس کے برعکس۔ انگریزی زبان کے سانچوں کے عادی کسی شخص کے لیے شعوری کوشش کی ضرورت ہوگی کہ وہ اسم بتانے والے الفاظ کو تعداد کے تصور کے بغیر سوچ سکے۔ ایسی کوشش کو اکثر لوگ "بہت زیادہ مجرد" خیال کرتے ہیں۔ تاہم دو سے زیادہ ہونے کی صورت میں بھی صحیح تعداد معلوم ہو جانا ضروری نہیں ہوتا۔

دوسرے الفاظ میں sheep واحد اور sheep جمع میں ایک مخفی فرق ہے' اس کا لسانیاتی طور پر اہم ہونا اس حقیقت سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ اس کا اثر بعض دوسرے الفاظ کی شکلوں پر بھی پڑتا ہے This sheep is . . . . . : These sheep are . . . .

توضیح میں' ان سب صورتوں کا شمار کرنے کے لیے $\{-Z_1\}$ کے صفر ذیلی مارفیم کی شناخت ایک مناسب تدبیر کی حیثیت رکھتی ہے۔

6.23 مارفیمیات میں صفر کے تصور کا ایک اور ممکن استعمال ایک صفر مارفیم کا استقرار ہو سکتا ہے یعنی ایک ایسا مارفیم کہ جہاں کسی بھی قسم کا صریح ذیلی مارفیم نہ ہو۔ ایسا کرنا بالکل غیر ضروری ہے۔ اس سے بالعموم بیان میں مزید پیچیدگیاں ہی پیدا ہوں گی جو ہمارے مقصد کے عین منافی ہے۔ مزید برآں منطقی طور پر بھی اس بات کی تائید نہیں ہوتی۔ اگر صفر کا اتنا آزادانہ استعمال ہونے لگے' تو پھر کسی مقام پر بھی نہیں رکا جا سکے گا۔ ہم اپنی توضیحات میں آزادی کے ساتھ ہر قسم کے صفر لگا دیں گے۔ اور ان میں سے ہر ایک صحیح ثابت کیا جا سکے گا۔ ان صورتوں میں کہ جہاں صفر ایک ایسے مارفیم کا ذیلی مارفیم ہے جس کی صریح شکل عام مستعمل ہے' صورتِ حال یقیناً مختلف ہے۔ ہم صفر کے استعمال میں اس حد سے تجاوز نہیں کر سکتے کہ ساخت کی توضیح کرتے ہوئے صاف دکھائی دینے والے کھانچوں کو پر کر دیں۔

بعض اوقات تجزیہ کی ایک عارضی تدبیر کے طور پر علامت کا استعمال موزوں ہوتا ہے۔ 6.12 میں بھی ایسا ہی کیا گیا تھا۔ یہاں اسے اس اظہار کی مختصر علامت کے طور پر استعمال کیا گیا تھا کہ واحد مذکر صیغۂ غائب کے لیے کوئی مارفیم موجود نہیں ہے چھان بین کے دوران اس حقیقت کو قلمبند کرنا ضروری تھا۔ آگے چل کر اس حقیقت کو بیان کرنے کے لیے کوئی کم مصنوعی طریقہ اختیار کیا جائے گا۔ ایک عارضی تدبیر کے طور پر صفر کے استعمال سے کوئی نقصان نہیں ہوگا لیکن صفر کے مستقل استعمال سے اجتناب

ضروری ہے۔ اگر آگے چل کر یہ کسی قابل مشاہدہ شکل رکھنے والے مارفیم کا ذیلی مارفیم ثابت نہ ہوا تو اسے آخر میں خارج کر دیا جائے گا۔

6.24 6.5 میں یہ اصول وضع کیا گیا تھا کہ مارفیموں کی تقسیم کو مستند سمجھنے سے پیشتر نمونے کے تمام اجزا کی شناخت ہونی چاہیے۔ تاہم کبھی کبھی یہ بات اس لیے ممکن نہیں رہتی کہ بعض مارفیم بہت محدود طور پر استعمال ہوتے ہیں /krǽnbèriy/ *cranberry* میں تقسیم /kræn/ اور /beriy/ کے درمیان معلوم ہوتی ہے۔ آخرالذکر کی توثیق berry پر مشتمل متعدد الفاظ سے ہو جائے گی مثلاً blueberry blackberry لیکن پہلا عنصر کسی بھی سیاق و سباق میں استعمال ہوتا نظر نہیں آتا۔ اسے مارفیم ماننے میں ہم اسی وقت حق بجانب ہوں گے جب انگریزی مارفیمیات کے کثیر اجزا کا تجزیہ کرلیں۔ اس سے لفظی تشکیل کے کثیر نمونے مل جائیں گے جو مزید شہادت کے مفقود ہوتے ہوئے بھی /kræn/ اور /beriy/ کے درمیان تقسیم کی صحت کو ثابت کر دیں گے۔ تاہم /kræn/ کا مارفیم کی حیثیت سے استقرار اتنا یقینی نہیں ہو سکتا جتنا /beriy/ کا جس کی شہادت سے مارفیمی سانچے اور براہ راست تضادات مل جاتے ہیں۔

6.25 اشکال کے مفہوم کی طرف توجہ کیے بغیر مارفیمی تجزیہ مشکل ہوگا۔ عام طور پر ترجمہ کے ذریعہ یہ عمل ہوتا ہے۔ لیکن یہ ترجمہ سے بعض معنوی خصوصیات مبہم اور بعض غلط بھی ہو سکتی ہیں۔ اگر ہیئت میں بھی تضاد نہ ہو تو صرف معنی کا تضاد قابل التفات نہیں ہے۔ اوپر جس مسئلہ پر بحث کی گئی اس کے سلسلے میں مزید مواد پر غور کیجیے۔

21. /zəkartíihuu/ 'میں نے اس کو یاد کیا'

22. /zəkartíihuu/ 'میں اس کو یاد کروں گا'

ان دونوں اور 1 میں معنی کے تضاد سے صرف نظر کرلینا ہوگا کہ ان کی ہیئت میں کوئی فرق نہیں ہے۔ حقیقتاً یہ فرق (معنوی) ترجمہ میں پیدا ہوتا ہے اس سے ایک زمرہ (زمانہ کا) اور پیدا ہوتا ہے جس کا عبرانی فعل میں اظہار نہیں ہوتا۔ تاہم زمانہ کے تعین کے بغیر انگریزی فعل کا کوئی صیغہ بننا ممکن نہیں۔ اگرچہ عبرانی میں اس کا کوئی جواز نہیں ہے، لیکن ترجمہ میں اس کو شامل کرنا ضروری ہوگا۔

6.26 اسی سلسلے میں مندرجہ ذیل کا اور اضافہ ہو سکتا ہے۔

23. /ʔezkəréehuu/ 'میں اس کو یاد کرتا ہوں'

21 اور 23 میں بیان کا بین فرق ہے' لیکن جیسا کہ ترجمہ سے ظاہر ہے معنی میں کوئی فرق نہیں۔ اس شکل کا تجزیہ اس وقت تک نہیں ہو سکتا جب تک معنی کا فرق متعین نہ ہو جائے۔ پھر بھی بیان کا تضاد معنی کی ظاہری مماثلت سے کہیں زیادہ اہم ہے کیوں کہ آخر الذکر کا معاملہ محض ترجمہ سے متعلق بھی ہو سکتا ہے۔ ان یا ان جیسے دوسرے الفاظ کو سیاق و سباق میں دیکھنے سے معنی کا وہ فرق محسوس ہو سکتا ہے جو ترجمہ میں مفقود ہے۔ ترجمہ مفہوم کے اظہار کا بہت ہی ناقص ذریعہ ہے اس لیے اس کے استعمال میں بہت احتیاط کی ضرورت ہے۔

باب

7

# ذیلی مارفیموں کی مارفیموں میں درجہ بندی

7.1 باب 6 میں بیان کردہ تجزیاتی عمل سے عارضی مارفیمی عناصر کی ایک فہرست مرتب ہو جاتی ہے عمل کی تکمیل سے پہلے یہ ضروری ہے کہ برآمد ہونے والے عناصر کو ہم اس طرح ترتیب دینا شروع کر دیں کہ ساخت سے متعلق روابط واضح ہوتے چلے جائیں۔ اس ترتیب میں ایک مرحلہ یہ بھی ہے کہ یہ طے کر لیا جائے کہ کون کون سے عناصر کی ایک ہی مارفیم کے ذیلی مارفیموں کی حیثیت سے یک جا درجہ بندی کی جا سکتی ہے۔

باب 6 میں مذکور مثال میں دو مماثل عناصر /-zəkar/ اور /-zəkaar/ کو الگ کیا گیا تھا۔ یہ بھی دیکھا گیا تھا کہ ان کی فونیمی ہیئت بھی ملتی جلتی ہے، اگرچہ یکساں نہیں ہے اور بہ ظاہر معنی ایک ہی ہیں۔ یہ فرض کیا گیا تھا کہ یہ دونوں ایک مارفیم کے ذیلی مارفیم ہیں اور اسی قیاس پر کام کو بڑھایا گیا تھا۔ قبل اس کے کہ اس پر کسی تجزیہ کی بنیاد رکھی جائے۔ ایسے مفروضہ کی کم از کم ابتدائی آزمائش ہو جانی ضروری تھی۔ عملی صورت میں یہ کر لیا جاتا لیکن پیش کش وضاحت کی خاطر ایسی آزمائش میں استعمال ہونے والے طریقوں کی بحث کو اس باب کے لیے ملتوی کر دیا گیا تھا۔ یہ اس حقیقت کی ایک اور مثال ہے کہ تجزیہ کے مختلف مراحل کو بین طور پر الگ نہیں کیا جا سکتا، اگرچہ منطقی طور پر وہ یکے بعد دیگرے ہی آتے ہیں۔ بہتر کارکردگی کے لیے ضروری ہے کہ تجزیاتی عمل کے مختلف مراحل آگے پیچھے ہوتے رہیں اور بہت سے عمل کم بیش ساتھ ساتھ انجام پائیں۔

بہر کیف یہ ضروری نہیں، بلکہ اکثر خطرناک ہوتا ہے کہ ان کو گڈمڈ کر دیا جائے۔ ایک بار تجزیہ ہو جانے کے بعد، اصل مواد کی طرف پھر رجوع کر لینے اور منطقی ترتیب کے ساتھ باضابطہ طور پر تمام نتائج کو عملاً واضح کر دینے کا امکان باقی رہنا چاہیے۔ اگر یہ امکان نہ رہے یعنی اگر ساخت کی مختلف سطحیں پیچیدہ انداز میں گڈمڈ ہو جائیں تو پورا نتیجہ مشکوک ہے۔

7.2 مارفیم بیانیہ حصہ کا وہ اقل عنصر ہے جس کا معنوی حصہ سے براہ راست تعلق ہوتا ہے۔ کوئی سے دو اجزا، ایک مارفیم کے ذیلی مارفیم صرف اسی صورت میں ہو سکتے ہیں کہ معنوی حصے کی یکساں ساختوں میں ان کا یکساں تعلق ہو، لیکن اس کا براہ راست مشاہدہ نہیں کیا جا سکتا۔ عناصر کی مارفیموں میں گروہ بندی کا عمل اس پر منحصر ہے کہ مختلف ضمنی یا اتفاقی آزمائشی اصولوں سے ایسے اجزا کے انواع کو معلوم کیا جائے جو امکانی طور پر ایسے تعلقات کے حامل متصور ہوتے ہوں۔ دو قابل مشاہدہ خصوصیات سے یہ توقع کی جا سکتی ہے کہ ان سے بیان و معنی کے سلسلے میں ایسا باہمی ربط ظاہر ہوگا جس سے عناصر کی مارفیموں میں درجہ بندی ہو جائے گی : یہ دو خصوصیات معنی (مبہم اور کسی حد تک غیر علمی مفہوم میں ) اور تقسیم ہیں ان میں سے تقسیم زیادہ قابلِ مشاہدہ ہے۔ تاہم ہمیں احتیاط سے تقسیم کے مدلل ترین خصائص کا ہی انتخاب کرنا چاہیے۔ اگر نمونے کم ہوں تو اہم اور اتفاقی وقوعات کے درمیان تمیز کرنے میں خاص طور پر محتاط رہنے کی ضرورت ہے۔ معنی کے سلسلے میں ایک اور طرح کی دقت پیش آتی ہے۔ اس کا فیصلہ عام طور پر ترجمہ یا دوسرے غیر لسانی سیاق و سباق سے کرنا پڑتا ہے۔ آخر الذکر پر ہی معنوی ساخت کو من مانے طور پر تھوپ دیا جاتا ہے۔ اگرچہ اس من مانے پن کی نوعیت کو جانچنے کا ہمارے پاس کوئی طریقہ نہیں ہے، لیکن یہ یقین کیا جا سکتا ہے کہ یہ موجود ضرور ہے۔ دوسری طرف ترجمانی معنی میں بھی ایسی من مانی ساختیں شامل ہوتی ہیں لیکن یہ صرف زیر غور زبان ہی کی نہیں ہوتیں بلکہ ترجمہ کی زبان کی بھی ہوتی ہیں۔ اس لیے معنی میں ایک ایسی متلون کیفیت ہے جس پر پورا قابو نہیں پایا جا سکتا۔ اس کا تنہا استعمال خطرہ سے خالی نہیں ہوگا، یہ صرف تقسیم کے حقائق سے ملا کر ہی ہونا چاہیے۔ لیکن (خاص صورتوں کے علاوہ) تنہا تقسیم کا استعمال بھی ممکن نہیں ہوگا،

کیوں کہ تقسیم کے خصائص کی موزونیت کا جائزہ لینے کے لیے معنی ضرور درکار ہوں گے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ہر حالت میں ہمیں دہرے اصولِ آزمائش سے کام لینا پڑے گا اور دونوں حصوں کی طرف سے اطمینان کر لینا ہوگا۔

تقسیم کے اصولِ آزمائش کی مختلف قسموں کو مختلف طرح استعمال کیا جانا چاہیے۔ اس لیے ہم ذیلی مارفیموں کی مارفیموں میں درجہ بندی کے دو مختلف اصول بیان کر کے ان پر بحث کریں گے۔

7.3 دو عناصر ایک ہی مارفیم تصور کیے جا سکتے ہیں اگر (1) ان میں کسی حد تک معنی مشترک ہوں اور (2) وہ کسی فونیمی خصوصیت سے مشروط تکملی تقسیم میں ہوں (مشروط مارفیمی کی بحث ذیل میں آئے گی۔)

ایسے دو عناصر کو تکملی تقسیم میں کہا جاتا ہے جن میں سے ہر ایک ایسے خاص ماحول میں استعمال ہوتا ہے جس میں دوسرا استعمال نہیں ہوتا یعنی ایسا کوئی ماحول نہ ہو جس میں دونوں استعمال ہوتے ہوں۔ فی الحال اس سے ایسا ماحول مراد ہے جو چند فونیموں، فونیموں کی قسموں یا فونیموں کے مرکبات سے تشکیل پذیر ہوتا ہے۔ تکملی تقسیم لسانیاتی مباحث اور طریقوں کے بنیادی تصورات میں سے ایک ہے اور اس کتاب نیز تمام لسانیاتی ادب میں مختلف مواقع پر بار بار اس کا ذکر ہوگا۔ اکثر اس کا مخفف ت ت کیا جاتا ہے۔

7.4 یہ بات ملحوظ رہے کہ 7.3 کے اصول میں فونیمی یکسانیت کا کوئی حوالہ نہیں ہے۔ یہ ضروری نہیں ہے کہ ذیلی مارفیم ہیئت میں یکساں ہوں۔ کبھی یہ فرق اتنا بڑا بھی ہو سکتا ہے جیسا مادہ go /gów/ اور went /wént/ میں ہے لیکن اکثر و بیشتر ذیلی مارفیم فونیمی طور پر یکساں ہوتے ہیں۔ عام طور پر ان میں زبان کے فونیمی نظام کی رو سے اقل ممکن درجہ کا فرق ہوتا ہے۔ اس باعث فونیمی مشابہت کی تجزیہ میں تو اہمیت ہے، لیکن عناصر کو متحد کرنے کے اصول کے طور پر نہیں۔ بنیادی طور پر اس سے عناصر کے ان جوڑوں کی نشان دہی ہو جاتی ہے جن کو جانچنا چاہیے۔ یہی بات گذشتہ باب میں /-zəkär/ اور /-zəkaar/ کے ساتھ بھی تھی۔

7.5 یہ طے کرنے کے لیے کہ آیا دو اجزا تکملی تقسیم میں ہیں یہ ضروری ہے کہ ہر ایک کے وقوع کی خاصی تعداد کی فہرست بنالی جائے۔ پھر ہر فہرست کو یہ دیکھنے

کے لیے جانچا جائے کہ آیا ایک گروہ کے ماحول میں ایسی کوئی خصوصیت ہے جو دوسرے میں نہیں ملتی۔ 6.8 کی مثال کو لے کر اور بعد کے تمام نتائج سے صرف نظر کرتے ہوئے ہم متعلقہ شکلوں کو مندرجہ ذیل انداز میں ترتیب دے سکتے ہیں (نشان الحاق ( hyphen ) صرف زیر بحث عناصر کو ان کے ماحول سے الگ کرنے کے لیے لگائے گئے ہیں)

طویل مصوتے کے ساتھ — مختصر مصوتے کے ساتھ

1. /zəkar-tíihuu/ 5. /zəkar-núuhaa/ 9. /zəkaar-úuhuu/
2. /zəkar-tíihaa/ 6. /zəkar-núukaa/ 10. /zəkaar-áthuu/
3. /zəkar-tíikaa 11. /zəkar-túunii/ 14. /zəkaar-óo/
4. /zəkar-núuhuu/

اگر ان فہرستوں کو جانچیں تو معلوم ہوتا ہے کہ /-zəkar/ مصمتے سے پہلے آتا ہے جب کہ /-zəkaar/ مصوتے سے پہلے آتا ہے۔ سوء اتفاق شہادت بہت کم ہے اس لیے کوئی بھی نتیجہ عارضی ہوگا۔ تاہم اس سے یہ جواز پیدا ہوتا ہے کہ ہم 6.8 کی طرح اپنا تجزیہ جاری رکھ سکیں

7.6 ایسی صورتیں اکثر آتی ہیں کہ جب دستیاب شہادت اتنی مختصر ہوتی ہے کہ اس سے کوئی یقینی نتیجہ نہیں نکل سکتا۔ اس مثال میں /-zəkar/ اور /-zəkaar/ کے تمام مستعملات اگر کثیر مواد میں بھی جانچ لیے جائیں تو بھی شک کی گنجائش رہے گی۔ تاہم جیسے جیسے ہم آگے بڑھیں گے دوسرے مارفیموں میں ایسے ہی نمونے بنتے چلے آئیں گے۔ ہر ایک سے مزید صورتوں کے لیے تقویت ملے گی۔ بالآخر یہ ممکن ہوگا کہ (عبرانی کے لیے) ایسی تبدیلیوں کا ایک نمونہ بنا سکیں جو اس زبان کے مصوتوں کی لمبائی میں بار بار واقع ہوتی ہیں۔ اس عمومی نمونے سے ہمارے تجزیہ کی ایسی تصدیق ہوجائے گی جو صرف ایک مثال کی جانچ سے کسی طرح بھی حاصل نہیں ہو سکتی۔ اس نتیجہ میں مندرجہ ذیل تعمیمات شامل ہیں جو ہماری اس مثال پر صادق آتی ہیں: (1) مصوتہ جس کے بعد دو مصمتے آتے ہیں اگر بل دار نہ ہو تو مختصر ہوگا، بل دار ہو تو طویل یا مختصر دونوں صورتیں ہو سکتی ہیں /zəkarṭíihuu/ (2) بالعموم مصوتہ جس کے بعد ایک مصمتہ ہو طویل ہوگا بشرطیکہ اگلا مصوتہ بل دار ہو۔ /zəkaarúuhuu/

الگ الگ مارفیموں سے متعلق نتائج کی تصدیق اکثر و بیشتر زبان کے عام سانچوں سے ہو سکتی ہے اور اکثر کسی دوسرے طریقہ سے توثیق ممکن نہیں ہوتی۔ زبان غیر مربوط سانچوں کا مجموعہ نہیں ہوتی، بلکہ یہ ایک ایسا نظام ہے جو بے حد مربوط ہوتا ہے جب تک کہ کم تر درجہ کے متعدد نمونوں کا انکشاف نہ ہو جائے منفرد نمونے ابھر کر سامنے نہیں آئیں گے۔ لہٰذا کم زور شہادتوں پر مبنی عارضی نتائج قائم کرنا ضروری ہونگے تاکہ ایک ایسی اساس مل جائے جس سے ان کی تصدیق ہو سکتی ہو۔ ایسے نتائج کی ظاہری معقولیت سے ہم یہ دھوکہ نہ کھائیں کہ تمام متعلقہ مواد کی جانچ پڑتال سے پہلے ہی ان کو تسلیم شدہ سمجھنے لگیں۔

7.7 جیسا ابھی بتایا گیا، بعض اوقات بہت سے طریقے ہوتے ہیں جو اکثر مارفیموں کے ذیلی مارفیموں کے انتخاب کا تعین کرتے ہیں۔ یہ بھی ممکن ہے کہ ایسے ہر مارفیم کے سلسلے میں حقائق کو الگ الگ بیان کیا جائے تاہم یہ بات بے سود ہوگی کیوں کہ اس طرح ایک ہی بیان کو بے شمار بار دہرانا پڑے گا۔ مزید برآں نظریاتی طور پر یہ بات تسلی بخش بھی نہیں کہ اس سے عمومی نمونے مبہم ہو جائیں گے۔ یہ عمومی نمونے زبان کی ساخت کے اہم اجزا ہوتے ہیں۔ تجزیۂ زبان کرنے والے کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ ساخت کے ایسے نمونوں کو ممکن حد تک واضح کر دے۔ زبان سیکھنے والے شخص کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ ان بنیادی نمونوں کو بہت عمدہ طریقہ پر اور مختصر ترین وقت میں سمجھ لے تاکہ پھر فطری طور پر ان کو برت سکے۔ دونوں مقاصد ایک ہی طرح کے تجزیہ سے حاصل ہو جاتے ہیں۔ بہتر یہ ہے کہ ذیلی مارفیموں کی تقسیم کی توضیح کے سادے اور عمومی طریقے معلوم کر لیے جائیں۔

ہم نوع مارفیموں کے اختلافات کو سہل انداز میں بیان کرنے کا طریقہ ایک تو یہ ہے کہ ہر مارفیم کے کسی ایک ذیلی مارفیم کو اساسی شکل یا بنیادی روپ (base form) کے طور پر منتخب کر لیا جائے۔ تب یہ سمجھا جا سکتا ہے کہ دوسرے ذیلی مارفیم اس اساسی شکل سے قابلِ بیان تغیرات کے تحت وجود میں آتے ہیں، جن حالات میں یہ عمل ہوتا ہے ان کو بھی بیان کیا جا سکتا ہے۔ اس طرح متعدد مارفیموں کی متوازی تبدیلیوں کو ایک ہی دفعہ میں بیان کیا جا سکتا ہے۔ بعض اوقات یہ ضروری ہو جاتا ہے کہ ایسے مارفیموں

کی ایک فہرست شامل کردی جائے جن پر تبدیلیوں کی توضیح صادق آتی ہے۔

اس قسم کی تبدیلیوں کو مارفونیمی تغیرات کہا جاتا ہے۔ بعض زبانوں میں یہ کثیر اور پیچیدہ ہوتے ہیں، بعض دوسری زبانوں میں نسبتاً کم سہل۔ عموماً انہیں "تغیرات" سے موسوم کیا جاتا ہے لیکن یہ صرف سہولت کی خاطر ایک مفروضہ ہے، یہ ایسے تغیرات ہیں کہ اگر آپ مانی ہوئی اساسی شکل سے چلیں تو ان کا واقع ہونا لازم ہوگا۔ ان سے ایسی تبدیلیوں کا اظہار نہیں ہوتا، جو تاریخ زبان کے کسی دور میں واقع ہو گئی ہوں سوائے اس صورت کے کہ منتخب اساسی شکل کی کسی قدیم شکل کے ساتھ اتفاقاً مطابقت نکل آئے۔

7.8 اکثر اس بات کی کوئی اہمیت نہیں ہوتی کہ کون سے ذیلی مارفیم کو اساسی شکل قرار دیا گیا ہے۔ انگریزی جمع اسی مارفیم $\{-Z_1\}$ کے تین عام ذیلی مارفیم ہیں؛ /-z ~ -s ~ -iz/ جو مشروط ہوتی ہیں۔ ان میں سے کسی کو بھی اساسی شکل کے طور پر منتخب کیا جاسکتا ہے۔ اگر ہم /-s/ کو اساسی مانیں تو ہم کہہ سکتے ہیں کہ مسموع آواز کے بعد یہ مسموع /-z/ ہوجاتا ہے؛ /s z š ž č ǰ/ کے بعد ایک مصوتہ /i/ داخل کر دیا جاتا ہے اور چوں کہ مصوتہ مسموع ہے اس لیے مارفیم /-iz/ ہوجاتا ہے۔ یا ہم /-z/ کو اساسی کہہ سکتے ہیں، اس صورت میں یہ کہا جائے گا کہ غیر مسموع فونیم (سوائے /s š č/ ) کے بعد یہ غیر مسموع /-s/ ہوجاتا ہے۔ یا ہم /-iz/ سے شروع کر کے یہ وضاحت کر سکتے ہیں کہ کن حالات میں مصوتہ ساقط ہوجاتا ہے۔ ہر ایک میں اتنی ہی سہولت ہے جتنی کسی دوسرے میں۔

یہ کہا جاسکتا ہے کہ چوں کہ سب میں یکساں سہولت ہے اس لیے ہم وہ شکل اختیار کریں جو تاریخی اعتبار سے ٹھیک ہو۔ اگر ایسا کیا جائے تو مارفونیمی تغیرات کے بارے میں بیانات ارتقا پر بھی روشنی ڈالیں گے لیکن افسوس یہ ہے کہ مفید طور پر ایسا نہیں کیا جاسکتا۔ اس کا سبب یہ ہے کہ انگریزی کا فونیمی نظام تبدیل ہوگیا ہے؛ کسی وقت میں [s] اور [z] ممتاز آوازیں نہیں تھیں۔ موجودہ صورت حال کو قدیم انگریزی کے فونیموں کی اصطلاح میں یا اس کے برخلاف بیان کرنے کی کوشش سے حقیقت مسخ ہوجائے گی۔ مزید براں زبان کا تاریخی ارتقا کتنا ہی دل چسپ کیوں نہ ہو،

فی الحال غیر متعلق ہے۔ ہمارا مقصد زبان کی موجودہ ساخت کا بیان ہے۔ اگر بعد میں تاریخی لسانیات کی طرف رجوع کرنا ہو تو ہمارے کام کی بنیاد مختلف ادوار میں زبان کی ساخت کے توضیحی بیانات پر ہوگی۔ اس کے برخلاف عمل یعنی توضیحی کام کو تاریخی بنیاد پر کرنا بہت غیر اطمینان بخش ہوتا ہے اور اس سے بالعموم ساخت کی مختلف اہم تفصیلات گنجلک ہو جاتی ہیں۔

7.9 مارفونیمی تغیرات میں ایک بہت عام قسم تماثل ( assimilation ) یہ اصطلاح ایسی صورت کے لیے ہے کہ جب کوئی فونیم اپنی اساسی شکل کے فونیم کی آواز کے مقابلہ میں ماحول سے زیادہ مشابہت رکھتا ہو۔ یہ "مشابہت" یا تو آوازوں کی صوتی توضیح کی اصطلاح میں ہوتی ہے جس کا خاکہ 2.12 اور 3.17 میں پیش کیا گیا ہے یا فونیموں کی تقسیم کی اصطلاح میں ہوتی ہے جو متعلقہ زبان سے براہ راست مناسبت رکھتے ہوں۔ ایسی کسی تعریف کے اطلاق کی تفصیلات علم اصوات کے اصولوں پر مبنی ہوں گی جن کی بحث آگے آئے گی۔ اس تعریف کی مثال *imperfect* /impə́rfikt/ جیسے انگریزی لفظ سے پیش کی جا سکتی ہے۔ جو ایک مادہ /pərfikt/ اور ایک ایسے سابقہ پر مشتمل ہے جس کی اساسی شکل {in-} کہی جا سکتی ہے۔ لثوی انفی /n/ کی دولبی انفی /m/ میں تبدیلی اسے دولبی بندشی /p/ سے زیادہ مشابہ کر دیتی ہے۔ /n/ کا ادغام /p/ سے مشروط کہا جاتا ہے۔

متماثل آوازوں اور ان آوازوں میں جن سے تماثل مشروط ہوتا ہے مختلف رشتے ہوتے ہیں۔ جیسا خیال کیا جا سکتا ہے، بالعموم دونوں میں گہری قربت ہوتی ہے۔ بولنے میں عموماً یہ ایک دوسرے سے متصل ہوتے ہیں مثلاً *intemperate* /intémpərit/ *incalcitrant* /iŋkǽlsitrənt/ اور *impos sible* /impásibil/ میں {in-} سے بعد کے متصل فونیم سے مشروط تماثل کا اظہار ہوتا ہے {-D₁} کے دو عام ذیلی مارفیم بعد کے متصل فونیم سے مشروط تماثل کی مثال ہیں کہ مسموع آوازوں کے بعد مسموع ہوتے ہیں جیسے *buzzed* /bə́zd/ میں اور غیر مسموع اوازوں کے بعد غیر مسموع جیسے *wished* /wíšt/ میں۔ دونوں قسموں میں بعض اوقات امتیاز کیا جاتا ہے۔ ایک ارتقائی (progressive) جس میں متماثل آواز مشروط کرنے والی آواز

کے بعد آتی ہے جیسے ترکی میں gitti 'وہ گیا'. جو اساسی شکل git میں -di ملاکر بنی ہے؛ دوسرے رجعی ( regressive ) جس میں مماثل آواز مشروط کرنے والی آواز سے پہلے آتی ہے جیسے عبرانی میں /mibbáyit/ 'گھر سے'. جو اساسی شکل /min/ 'سے' اور /báyit/ 'گھر' سے مل کر بنا ہے۔

متصل آواز سے مشروط تماثل جیسے یونانی میں /pʰleps/ 'نس' جو /pʰleb-/ اور /-s/ سے مل کر بنتا ہے مقرون ( contiguous ) کہلاتا ہے اس کے برخلاف مفروق ( noncontiguous ) کہلائے گا، جس میں ایک یا زیادہ فونیم متعلقہ آوازوں کے درمیان حائل ہو جاتے ہیں۔ آخرالذکر کم تر واقع ہوتا ہے۔ اس کی عمدہ مثال سنسکرت کا لفظ /puspa·ṇi/ 'پھول' ہے جو تماثل کے بغیر /*puṣpa·ni/ ہوتا بعض حالات میں /n/ معکوسی /ṇ/ ہو جاتا ہے۔ یہاں یہ لفظ میں معکوسی /ṣ/ کے واقع ہونے سے مشروط ہے۔ مفروق تماثل کی سب سے زیادہ عام قسم شاید مصوتی ہم آہنگی vowel harmony ہے جس کی رو سے توالی ارکان کے مصوتوں میں کچھ نہ کچھ مشابہت ہونی چاہیے۔ بہت سی زبانوں میں یہ محدود طور پر ہوتا ہے۔ اور بعض زبانوں میں وسیع پیمانے پر اور منظم انداز میں۔ ہنگری زبان میں اکثر لاحقوں کے ذیلی مارفیموں سے مصوتی ہم آہنگی ظاہر ہوتی ہے۔ مثلاً /-hoz ~ -hez ~ -höz/ 'طرف' کی شکل تمام پچھلے مصوتوں کے بعد /-hoz/ ہو جاتی ہے /a parthoz/ 'ساحل کی طرف'؛ غیر مدور اگلے مصوتوں کے بعد /-hez/ ہو جاتی ہے /a kerthez/ 'باغ کی طرف'؛ اور مدور اگلے مصوتوں کے بعد /-höz/ ہو جاتی ہے۔ /a fölthöz/ 'زمین کی طرف'؛

مشروط کرنے والی آوازوں سے مشابہت میں تماثل باعتبار کیفیت و کمیت مختلف ہو سکتا ہے۔ عربی سابقہ /-ʔal/ جس کا ترجمہ انگریزی میں اکثر 'the' کیا جاتا ہے؛ بعض مابعد آوازوں کے بعد مکمل مدغم ہو جاتا ہے مثلاً /ʔassala·m/ 'سلامتی'، ہو جاتا ہے۔ جب دو متعلقہ آوازوں میں ایک سے زیادہ خصوصیات کا فرق ہو تو تماثل عام طور پر جزوی ہوتا ہے۔ انگریزی میں {-Z₁} میں تماثل بہ اعتبار مسموعیت ہے۔ {oin} باعتبار مسموعیت ہے {in-} میں اعتبار مخرج ان امکانات کو ایک مثال سے ظاہر کیا جا سکتا ہے۔ انگریزی /n/ اور /p/ میں تین اعتبار سے

فرق ہے:

لثوی : دولبی

مسموع : غیر مسموع

انفی : بندشی

اسے ایک سہ جہتی شکل سے دکھایا جا سکتا ہے:

بندشی ←——→ انفی

مسموع

غیر مسموع

لثوی

دولبی

n d n̥ t

m b m̥ p
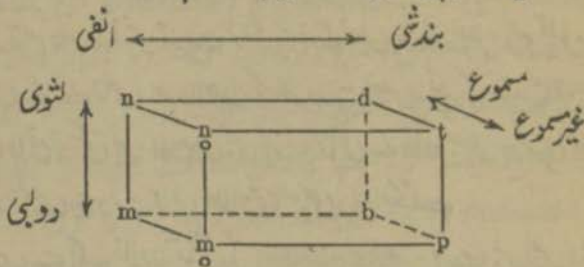
/p/ کے ساتھ تماثل ہونے میں /n/ کی شکلیں درج ذیل ہو سکتی ہیں:

| | | |
|---|---|---|
| m | یعنی | دولبی |
| d | | بندشی |
| n̥ | | غیر مسموع |
| m̥ | | غیر مسموع اور دولبی |
| b | | بندشی اور دولبی |
| t | | بندشی اور غیر مسموع |
| p | | غیر مسموع دولبی اور بندشی |

جیسا کہ ہم دیکھ چکے ہیں ان میں سے پہلی انگریزی میں واقع ہوتی ہے۔ دوسری دو انگریزی میں ناممکن ہیں کیوں کہ اس زبان میں /m̥/* اور /n̥/* جیسے غیر مسموع انفی فونیم نہیں ہیں۔ باقی امکانات واقع نہیں ہوتے۔ اس کی وجہ یہ نہیں کہ وہ بذاتِ خود کچھ کم آسان یا کچھ کم فطری ہیں، بلکہ اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ وہ انگریزی کے مارفونیمی سانچوں میں شامل نہیں ہوئے اور بہر کیف یہ بالکل من مانی بات ہے۔ ہو سکتا ہے دوسری زبانیں تماثل کی بعض دوسری اقسام کا انتخاب کریں۔

تماثل کی ایک قسم جو بہت عام ہے اور کبھی کبھی خاص طور پر پریشان کن بھی

ہوتی ہے، تالویانا ( palatalization ) ہے۔ اس میں غشائی یا دندانی مصمتوں کا اونچے اگلے مصوتوں یا نیم مصوتوں میں تماثل ہوتا ہے کیوں کہ یہ تلفظ میں تالوی مصمتوں کے مشابہ ہوتے ہیں مثلاً اطالوی /mónaki*/ سے /mónači/ 'راہب' اور /légge*/ سے /léjje/ 'وہ پڑھتا ہے' اور /kuélli*/ سے /kuéʎʎi/ 'وہ' ہوجاتا ہے ( /ʎ/ تالوی پہلوئی ہے )

7.10 بہرطور تمام عام مارفونیمی تغیرات تماثل ہی کے نہیں ہوتے۔ بعض ایسی قلیل الوقوع قسمیں ہیں کہ ان کے لیے خاص اصطلاحوں کی ضرورت نہیں۔ تغیر کی تقریباً تمام قابلِ قیاس صورتیں واقع ہوسکتی ہیں اور ہوتی بھی ہیں۔ تماثل کے علاوہ بعض دوسری قسمیں سادہ انداز کی ہیں اور انہیں بہ سہولت قابل اطلاق نام بھی دیا جاسکتا ہے۔

ان میں سے ایک خلاف تماثل ( dissimilation ) ہے، جس میں متاثرہ فونیم کی مشروط کرنے والی آواز سے مشابہت اس سے بھی کم ہوجاتی ہے جتنی بصورت دیگر ہوتی۔ مثلاً یونانی میں 'بال' کے لیے مادہ /-tʰrikʰ/ ہے۔ حالت فاعلی میں لاحقہ /-s/ جوڑا جاتا ہے اور مارفونیمی تغیرات کے باعث /kʰs*/ کے /ks/ میں بدلنے سے یہ /tʰriks/ ہوجاتا ہے۔ حالت اضافی میں لاحقہ /-os/ ہوتا ہے۔ اس سے مشروط /kʰ/ میں کوئی تبدیلی نہیں ہوتی۔ تاہم کسی بھی یونانی لفظ کے متواتر ارکان میں دو ہکاری فونیم نہیں ہوتے۔ اس لیے /tʰ/ بدل کر /t/ ہوجاتا ہے جس سے /trikʰos/ 'بال کا' بنتا ہے۔ /tʰ/ کی /t/ میں تبدیلی خلاف تماثل ہے۔

ایک اور نسبتاً کم مستعمل مارفونیمی تغیر تقلیب ( metathesis ) ہے اس میں فونیموں کی ترتیب میں تغیر ہوجاتا ہے۔ مثلاً عبرانی کے فعلی نظام میں ایک سابقہ /-hit/ ہے۔ نالی دار صفیری آوازوں سے شروع ہونے والے مادوں میں سابقہ کی /t/ اور صفیری آواز کی جگہیں بدل جاتی ہیں۔ اسے /hištamméer/ میں دیکھا جاسکتا ہے جہاں بصورت دیگر /hitšamméer*/ متوقع ہوتا۔

ان دونوں سے زیادہ عام تبدیلیاں وہ ہیں جن میں فونیموں کا اضافہ یا سقوط ہوجاتا ہے۔ یہ بہت سی زبانوں میں بشمول انگریزی عام ہیں {-Z₁} کے ذیلی مارفیم /-iz/ کو جیسا کہ *dishes* /dišiz/ میں ہے فونیم کے اضافہ کی مثال کہا جاسکتا

ہے۔ ایسے ہی اضافے عبرانی میں بھی عام ہیں۔ مثلاً /*šébt/ سے /šébet/ 'بیٹھا ہوا'۔ انگریزی میں عام طور پر ایسے مقامات سے جہاں (انگریزی کے نقطۂ نظر سے) طویل اور بے ہنگم زنجیرے بننے کا احتمال ہو مصمتے ساقط کر دیے جاتے ہیں۔ مثلاً *landgrant* کا عام تلفظ ہجائی اور صرفی قرینہ موجود ہوتے ہوئے بھی /lǽngrànt/ کے بجائے /*lǽndgrænt/ کیا جاتا ہے۔ *grandmother* / grǽnmə̀ðər / بھی ایک ایسی ہی مثال ہے۔ عبرانی میں بعض مصمتوں ( /ʔʕhxr/ ) کا مشدّد تلفظ ایسے مقامات پر بھی نہیں کیا جاتا جہاں مارفیمی طور پر تشدید کی ممتاز حیثیت ہو۔ اس طور پر /haaʔiiš/ 'آدمی' میں صرف ایک /ʔ/ ہے، جبکہ اسی سانچے کے دوسرے الفاظ /hamméIek/ 'بادشاہ' /haššéem/ 'نام' وغیرہ کے انداز پر یہاں بھی دو متوقع ہو سکتے تھے یعنی /*haʔʔiiš/ اس حقیقت کو کہ ایسی صورتوں میں ماقبل مصوتہ طویل ہو جاتا ہے بعض اوقات "مکافاتی طول" compensatory lengthening کا نام دیا جاتا ہے۔ اس اصطلاح کی توجیہ اس طرح نہیں ہونی چاہیے کہ اسے وقتی تسہیل سمجھا جائے بلکہ (جیسا کہ تمام دیگر مارفونیمی تغیرات کے بارے میں بھی درست ہوگا) یہ صرف مشاہدہ شدہ صورتوں کے لیے ایک نام ہے۔ فونیم صرف خوشوں سے ہی ساقط نہیں کیے جاتے۔ مثال کے طور پر یونانی میں الفاظ کے اختتام پر بہت کم مصمتے آتے ہیں۔ بہت سے جو وہاں متوقع ہو سکتے ہیں، ساقط ہو جاتے ہیں۔ لفظ /stoma/ 'منہ' مادہ /-stomat/ سے بنتا ہے، اس ساخت میں آخری /t/ ساقط ہو جاتا ہے۔

مصوتوں کے درمیان مصمتوں کا مسموع ہونا اور آخری مصمتوں کا غیر مسموع ہو جانا بہت عام بات ہے۔ جرمن میں آخر الذکر صفت تمام بندشی آوازوں کے ساتھ لازمی ہے۔ /tak/ 'دن' مادہ /-tag/ سے بنتا ہے۔ مصمتوں کا مسموع ہونا بالعموم نبر کے مقام سے مشروط ہوتا ہے۔ انگریزی کے دو متقابل تلفظوں سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے *exema* /éksimə/ اور /igzíymə/ ہوتا ہے۔

7.11 بہت سی مثالوں میں مارفیموں کی اساسی شکل کے انتخاب میں احتیاط مناسب ہوتی ہے۔ بعض اوقات ایک منتخب شکل سے مارفیمیات یا مارفونیمیات کی سادہ و سہل وضاحت ممکن ہو جاتی ہے جب کہ دوسری سے پیچیدہ اور بے ہنگم توضیح ہوگی۔ لاطینی کے

نظیری مواد سے اس کی مثال دی جاسکتی ہے:

| | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|
| /re·ks/ | 'بادشاہ' | /re·gis/ | 'بادشاہ کا' | ساق | /re·k- ~ re·g-/ |
| /greks/ | 'جھنڈ' | /gregis/ | 'جھنڈ کا' | | /grek- ~ greg-/ |
| /noks/ | 'رات' | /noktis/ | 'رات کا' | | /nok- ~ nokt-/ |
| /duks/ | 'رہ نما' | /dukis/ | 'رہ نما کا' | 〃 | /duk-/ |

پہلے کالم کی شکلوں میں لاحقہ /-s/ ہے اور دوسرے کی شکلوں میں /-is/ /duk-/ کے علاوہ تمام مادوں کے دو ذیلی مارفیم ظاہر ہوتے ہیں۔ ان کی فہرست تیسرے کالم میں دے دی گئی ہے۔ زیرِ غور مسلہ اساسی شکل کا انتخاب ہے تاکہ سہل ترین انداز میں توضیح کی جاسکے۔ ذیلی مارفیموں میں دو قسم کے اختلاف ہیں /g/ : /k/ اور مفرد مصمتہ: خوشہ۔

یہ بھی ممکن ہوگا کہ ہر مادے کے لیے ایک جداگانہ اساسی شکل مان لی جائے۔ لیکن اس سے ایک اور پیچیدگی پیدا ہوجائے گی۔ یہ بہتر ہے کہ ہر مادے کے لیے یا تو پہلے کالم کی شکل منتخب کرلی جائے یا دوسرے کالم کی۔ اس سے ہم ہر ایک کے بارے میں یکساں بیان دے سکیں گے۔ اگر پہلے کالم کی شکل منتخب کریں تو یہ ضروری ہوگا کہ ہر مادے کے لیے یہ بات الگ الگ بیان کی جائے کہ اس پر کون سی تبدیلی کا اطلاق ہوگا۔ دوسری طرف اگر دوسرے کالم کی شکلوں کو منتخب کریں تو ہر مثال میں درج ذیل طریقے پر عام قاعدہ کے تحت دوسرے ذیلی مارفیم کی پیش گوئی کی جاسکتی ہے: اگر پہلے سے غیر مسموع نہ ہوں تو مادے کے تمام اختتامی مصمتے غیر مسموع ہوجاتے ہیں۔ تمام اختتامی خوشے مفرد مصمتے رہ جاتے ہیں (دوسرا مصمتہ) ساقط ہوجاتا ہے۔

اگر شکلوں کے صرف چار جوڑے ہوں، جیساکہ اوپر نظیری مواد میں ہے تو ذیلی مارفیموں کی سادہ سی فہرست سازی کے مقابلے میں یہ قاعدہ زیادہ پیچیدہ معلوم ہوگا۔ لیکن ان میں سے ہر ایک متعدد دوسروں کا نمائندہ ہے۔ زبان کے مشابہ الفاظ کی مکمل فہرست دی ہوئی ہو تو قاعدے بہت زیادہ آسانی پیدا کردیتے ہیں۔

7.12 جیساکہ تجربہ سے ثابت ہے، تجزیہ کی بنیاد شکلوں کے ان جوڑوں پر ہونی چاہیے جن میں زیادہ سے زیادہ عدم مشابہت ہو۔ مذکورہ مثال میں یہ صورت دوسرے کالم میں ہے۔ ان لفظوں سے مادوں کے مندرجہ ذیل اختتام ظاہر ہوتے ہیں: /g k kt/

جب کہ پہلے کالم کی تمام شکلوں میں مادے /k/ پر ختم ہوتے ہیں - یہ بیان کرنے کی بہ نسبت کہ کس طرح یکسانیت کی جگہ عدم مشابہت لے لیتی ہے، عام طور پر یہ بیان کرنا آسان ہوگا کہ یہ عدم مشابہتیں کیسے ختم ہو جاتی ہیں۔

زبان سیکھنے کے سلسلے میں بھی یہی تجربہ مفید ثابت ہوتا ہے۔ مندرجہ بالا مثال کی نوع کے الفاظ سیکھنے میں ایسی شکلوں کے جوڑے سیکھے جائیں جن سے زیادہ سے زیادہ عدم مشابہت ظاہر ہوتی ہو - اسی اساسی شکل کے ساتھ دوسرے الفاظ کی شکلوں کو وابستہ کر دینا کسی دوسری شکل کے ساتھ وابستہ کرنے سے زیادہ آسان ہوگا یعنی /re·gis/ میں ساخت سے متعلق وہ اطلاع موجود ہے جو /re·ks/ میں ہے، علاوہ بریں مارفونیمی تغیرات کی نشان دہی بھی ہے جو /re·ks/ میں صاف ظاہر نہیں ہوتیں ، اگر /re·ks/ کو سیکھا جائے تو ساتھ ہی یہ بھی سیکھنا ہوگا کہ /re·gis/ بنانے کے لیے کون سی تبدیلیاں کرنی پڑیں گی۔

بعض صورتوں میں ذیلی مارفیموں کا کوئی ایک ایسا مجموعہ نہیں ہوتا جس سے تمام شکلوں کی اس طور پر پیش گوئی کی جا سکے - لاطینی کے بعض اسما جو اس نظیری مواد میں شامل نہیں، ان کے بارے میں بھی یہ بات درست ہے۔ اگر یہ صورت ہو تو ضروری ہوتا ہے کہ یا تو ہر مادے کی ایک سے زیادہ شکلیں سیکھی جائیں یا ایک شکل کے ساتھ متوقع تبدیلیوں کی علامات کو جان لیا جائے۔ بہت سی زبانوں میں پہلی بات عام طور پر ہوتی ہے۔ جرمن ، لاطینی یا یونانی میں فعل کے اجزائے خاص، principal parts کے سیکھنے کی یہی وجہ ہے یعنی ہر فعل کی ان شکلوں کا انتخاب جو ہر ایک کے بارے میں اہم مارفیمیاتی اور مارفونیمیاتی حقائق کی نشان دہی کرتی ہیں۔

7.13 گزشتہ کئی مشقوں میں "قاعدہ" کا ذکر آیا ہے۔ یہ اصطلاح اس قدر غلط توجیہات کا نشانہ بن جاتی ہے کہ اکثر ماہرین لسانیات اس کے استعمال سے یکسر گریز کرتے ہیں - یہ مشکل اس واقعہ سے پیدا ہوتی ہے کہ بہت سے لوگ "قواعد" سے یہ بتانے کی توقع کرتے ہیں کہ کوئی زبان کس طرح بولی جانی "چاہیے"۔ درحقیقت توضیحی لسانیات کا یہ کام سرے سے ہے ہی نہیں۔ اگر یہ صاف طور پر سمجھ لیا جائے کہ "قاعدہ" کسی ایسی تعبیر کے بجائے کہ کیا "ہونا چاہیے" صرف یہ بتاتا ہے کہ کیا "ہوتا ہے" تو اس اصطلاح میں کوئی ہرج

نہیں۔ اہل زبان کے لیے آئینی انداز کی قواعد کی قدر و قیمت مشتبہ ہوتی ہے اور طالب علم کے لیے بالکل بے کار۔

**7.14** 7.3 اور بعد کی شقوں میں ذیلی مارفیموں کی مارفیموں میں درجہ بندی کا ایک طریقہ بتایا گیا تھا۔ تاہم اس کا اطلاق صرف ان مثالوں تک محدود تھا، جن میں مشروطی عامل صوتی ہو۔ جب مشروطیت مارفیمی ہو تو مختلف طریق کار سے کام لینا ہوگا۔ دو عناصر ایک مارفیم کے ذیلی مارفیم تصور کیے جاسکتے ہیں اگر (1) ان کے معنی مشترک ہوں (2) وہ تکملی تقسیم میں ہوں اور (3) وہ متوازی ساختوں میں واقع ہوتے ہوں۔ تینوں امور کا پورا ہونا ضروری ہے۔ تیسری شرط خاص طور پر ناکافی طور پر بیان کی گئی ہے لیکن اس سے بہتر بیان سے متعدد پیچیدگیاں پیدا ہوجائیں گی۔ ان میں سے بعض نیز مارفیمی مشروطیت میں بعض دوسرے امکانات ابتدائی مطالعہ سے آگے کی چیزیں ہیں۔

**7.15** اس طریق کار کے معنی ایک مثال سے خوب ظاہر ہوسکتے ہیں۔ مشروط صوتی ہونے کی وجہ سے انگریزی جمع کے تینوں ذیلی مارفیم /-z ~ -s ~ -iz/ 7.3 میں پیش کردہ طریقے سے بآسانی ایک مارفیم کے اجزا ثابت کیے جاسکتے ہیں۔ /-in/ ایک اور ذیلی مارفیم ہے جسے مندرجہ ذیل وجوہ کی بنا پر انہیں کے ساتھ رکھا جاسکتا ہے: (1) معنی یکساں ہیں یعنی جمع (2) یہ تکملی تقسیم میں ہیں /-in/ صرف on کے ساتھ واقع ہوتا ہے جہاں دوسروں میں سے کوئی اور واقع نہیں ہوتا (3) ساختیں جن میں یہ واقع ہوتے ہیں، متوازی ہیں /-in/ صرف /áksin/ *oxen* کی ساخت میں واقع ہوتا ہے جب کہ *cows* /káwz/ ان ساختوں کی نمائندگی کرتا ہے جن میں /-z ~ -s ~ -iz/ واقع ہوتا ہے۔ انہیں متوازی اس لیے کہا جاتا ہے کہ /áks/ اور /káw/ بعض یکساں اور بہت سے مشابہ ماحولوں میں واقع ہوتے ہیں اور اسی طرح /áksin/ اور /káwz/ بھی۔ یہ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ زبان کی قواعدی ساختوں میں /-in/ اور /-z/ یکساں تفاعلی مقام رکھتے ہیں۔

**7.16** دوسری مثال کے لیے ہم 6.13 کے مسلہ کو لے سکتے ہیں۔ وہاں دو تعلیقیے /-huu/ اور /-6o/ دیکھے تھے۔ دونوں کے معنی 'اس کو' تھے وہاں ان کو ایک ہی مارفیم کے ذیلی مارفیم قیاس کرلیا گیا تھا۔ اس قیاس کی تائید مذکورہ بالا طریق پر

مبنی ہوگی (1) ان کے معنی یکساں معلوم ہوتے ہیں ؛ (2) وہ تکملی تقسیم میں ہیں /-óo/ 'وہ' اور /-t-/ 'تو' کے بعد واقع ہوتا ہے (جیسے /zəkartóo/ 'تونے اس کو یاد کیا؟ میں) اور /-huu/ دیگر تمام ایسے لاحقوں کے بعد جو فاعل کو ظاہر کرتے ہیں۔ چوں کہ یہ تقسیم مشروط مارفیمی ہے، اس لیے تیسری شرط پر بھی غور کرنا لازمی ہے (3) یہ متوازی ساختوں میں استعمال ہوتے ہیں۔ اگر مارفیموں کو الگ الگ کر دیا جائے تو یہ واضح ترین طور پر دیکھا جاسکتا ہے۔

/z-k-r/ + /-ə-aa-/ + /-úu/ + /-huu/ /zəkaarúuhuu/
Ø + /-óo/ /zəkaaróo/

'انہوں نے اس کو یاد کیا'
'اس نے اس کو یاد کیا'

/z-k-r/ + /-ə-a-/ + /-tíi/ + /-huu/ /zəkartíihuu/
/-t-/ + /-óo/ /zəkartóo/

'میں نے اس کو یاد کیا'
'تو نے اس کو یاد کیا'

ان چاروں شکلوں سے داخلی ساخت میں مساوات ظاہر ہوتی ہے۔ علاوہ بریں یہ یکساں ماحول میں واقع ہوتے ہیں جس سے ان میں وہ مساوات بھی ہے جو /áksin/ اور /káwz/ کے درمیان معلوم ہوئی تھی۔

7.17 تیسری مثال بھی عبرانی سے لی جائے گی۔

'میں رکھتا ہوں' /lii/ 'میں نے یاد کیا' /zaakártii/
'تو رکھتا ہے' /ləkaa/ 'تو نے یاد کیا' /zaakártaa/

ان سے زیادہ بہتر ہوگا کہ مزید مواد سے موازنہ کرنے کے بعد، ہم دو عناصر الگ کرسکتے ہیں جن کے معنی 'میں' ہے /-tii/ اور /-ii/ اور دو جن کے معنی 'تو' ہے /-taa/ اور /-əkaa/ معنی کی مشابہت کے ساتھ ساتھ یہ تکملی تقسیم میں بھی نظر آتے ہیں، اگرچہ اس قدر کم شہادت پر کسی نتیجہ کی بنیاد رکھنا سخت غلطی ہوگی۔ تاہم یہ متوازی ساخت کے حامل نہیں ہیں /-ii/ + /-l/ کسی طرح + /z-k-r/

/-aa-á-/ کے ساتھ متوازی نہیں ہے۔ ایسی کوئی بھی چیز نہیں ہے جس سے /-tii/ اور /-ii-/ گویا /-taa/ اور /-əkaa/ کو ایک ہی مارفیم کے افراد ثابت کیا جا سکے۔ یہ بھی خاطر نشان رہے کہ نتیجہ کو منطقی طور پر بیان کیا گیا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ مزید تفتیش سے ظاہر ہو کہ یہ مخصوص ساختیں متوازی نہ ہوتے ہوئے بھی متقابل بناوٹوں میں واقع ہوتی ہیں۔ اگرچہ ایسا نہیں ہے، لیکن موجودہ نظیری مواد سے یہ ثابت بھی نہیں ہوتا کہ ایسا نہیں ہے۔

7.18 بعض مارفیم بہت متنوع ہوتے ہیں جب کہ بعض دوسروں کا تمام ماحولوں میں ایک ہی ذیلی مارفیم ہوتا ہے۔ مزید برآں ذیلی مارفیم بہت مشابہ بھی ہو سکتے ہیں اور بالکل مختلف بھی۔ دونوں صورتوں کی مثالیں انگریزی سے لی جا سکتی ہیں :

*intolerant, impossible, incoherent* اور *illegal* وغیرہ میں سابقہ کی شکلیں /in- ~ im- ~ iŋ- ~ i-/ ہیں۔ اس کے برخلاف مارفیم {-Z₁} 'جمع' میں ایسے مختلف النوع ذیلی مارفیم ہیں جیسے *oxen, stomata, mice* اور *deer.* *ows*، میں /-z ~ -in ~ -tə ~ ay ← (aw) ~ Ø/

7.19 تعلیقیوں کی مختلف النوع شکلوں کی ایک خاص صورت مکررات **reduplications** ہے جس میں تعلیقیہ اپنے ماحول کے کسی جز کے ساتھ یکسانیت رکھتا ہے۔ ٹیگالوگ ( Tagalog ) کے مندرجہ ذیل الفاظ میں اس کی مثال دیکھیے :

| | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|
| /isá/ | 'ایک' | /iisá/ | 'صرف ایک' | سابقہ | /i-/ |
| /daləwá/ | 'دو' | /dadalawá/ | 'صرف دو' | " | /da-/ |
| /tatló/ | 'تین' | /tatatló/ | 'صرف تین' | | /ta-/ |
| /píso/ | پیسہ | /pipíso/ | صرف ایک پیسہ | | /pi-/ وغیرہ |

مکررات میں سابقے، وسطیے یا لاحقے ہو سکتے ہیں۔ ثانی الذکر کی مثال مندرجہ ذیل مام الفاظ میں دیکھی جا سکتی ہے۔ تمام مذکورہ الفاظ میں ایک لاحقہ /-ŋ/ ہے جو ہر مکرر کے بعد جوڑا جاتا ہے۔

| | | | | |
|---|---|---|---|---|
| /šp'iliŋ/ | 'یہ پھسلواں ہے' | /šp'ililiŋ/ | 'یہ چکنا ہے' | لاحقہ /-li-/ |
| /toloŋ/ | 'پانی بہہ رہا ہے' | /tololoŋ/ | 'لڑھکا نا (دھکا)' | /-lo-/ |
| /tunuŋ/ | 'لٹکانا' | /tununuŋ/ | 'لٹکتا چلا گیا' | /-nu-/ |

مکررات کی مثالوں میں بہت سے مختلف الفاظ کا ذکر کیا گیا۔ یہ نہ کیا جائے تو تعلیقیے محض اتفاقی طور پر مکررات معلوم ہو سکتے ہیں۔ مثلاً انگریزی لفظ /síŋ/ سے /síŋiŋ/ کے بارے میں اگر اور کچھ معلوم نہ ہو تو مکرر بتایا جا سکتا ہے لیکن اگر دوسرے الفاظ سے موازنہ کیا جائے *riding* /ráydiŋ/ *going* /gówiŋ/ تو یہ توجیہ بڑی بودی معلوم ہوتی ہے۔ تکرار کے بارے میں اہم بات وقوع پذیر ذیلی مارفیمی اختلاف ہے۔ مکررات کی شناخت اسی وقت ہو سکتی ہے جب کافی نظیری مواد موجود ہو جو اختلاف کی کیفیت و کمیت کی نشان دہی کر سکے۔

باب 8

# انگریزی مارفیمیات کا خاکہ

8.1 روایتی طور پر انگریزی قواعد کو آٹھ اقسام کلمہ کی اصطلاح میں بیان کیا جاتا ہے : اسم، ضمیر، صفت، فعل، تمیز ربط عطف اور فجائیہ - ان آٹھوں اقسام کی کیفیت میں بہت تنوع ہوتا ہے۔ ان کی معروف تعریفات یا تو ایک دوسرے سے مل جاتی ہیں یا ٹکراتی یا اس قدر مبہم ہوتی ہیں کہ ان کا اطلاق مشکل ہوتا ہے۔ بعض اقسام کلمہ میں الفاظ کی ایسی قسمیں جمع ہو جاتی ہیں جو بظاہر ایک دوسرے سے کوئی تعلق نہیں رکھتے۔ دوسری صورتوں میں اقسام کلمہ میں حد فاصل غیر استدلالی ہوتی ہے۔ انگریزی مارفیمیات کے تفصیلی مطالعہ سے پیشتر یہ ضروری ہے کہ ان تعریفات کو واضح کر دیا جائے۔ ان اقسام کے درجات کے اختلاف کو محسوس کر لیا جائے اور بعض دوسری ترمیمات کر دی جائیں۔

8.2 انگریزی اقسام کلمہ کے سلسلے میں مشکل کا ایک سبب یہ ہے کہ روایتی طور پر یہ تعریفات معنی پر مبنی ہوتی ہیں۔ اسم کی تعریف یہ کی جاتی ہے کہ ایسے الفاظ جو اشخاص مقامات یا اشیا کے نام ہوتے ہیں" ایسے متعدد اسما ہوتے ہیں جن میں ایسی کوئی بات نہیں ہوتی - goodness, home run, fatherhood - ان کا احاطہ کرنے کے لیے، کچھ اس قسم کی فہرست کو شامل کر، عام طور پر اس تعریف کی توسیع یوں کی جاتی ہے :"صفات، عمل، رابطے وغیرہ" اس "وغیرہ" سے ہی یہ بیان تعریف کے درجہ سے

ساقط ہو جاتا ہے، لیکن یہ تنقید غیر اہم ہے۔ زیادہ ٹیڑھا مسئلہ یہ ہے کہ صفت کی تعریف یہ کی جاتی ہے کہ یہ ایسے الفاظ ہیں جو "کیفیت ظاہر کرتے ہیں"۔ افعال ایسے الفاظ جو "عمل، حالت، احساسات وغیرہ کا تعین کرتے ہیں"۔ چوں کہ "کیفیت، اور" عمل" ان ہر دو تعریفات (اسم، صفت و فعل) میں واقع ہوتے ہیں، لہذا ان میں سے ہر ایک اقسام کلمہ میں امتیاز کرنے سے قاصر ہے۔ شاید "کیفیت" کی طرف اشارہ کرنے والا کوئی لفظ فعل نہیں ہو سکتا۔ جب تک کہ "وغیرہ" سے اس کا احاطہ نہ کیا جائے لیکن کسی لفظ کا اسم یا صفت ہونا "کیفیت" کے حوالہ سے متعین نہیں ہو سکتا۔ اگر ایسے اختلافات کو غیر اہم کہہ کر نظر انداز کر دیا جائے تو پھر name (نام بتانا) indicate (ظاہر کرنا) specify (تعین کرنا) کے درمیان فرق سے کام لینا ہوگا۔ تینوں تعریفات میں صرف یہی ممتاز عناصر ہیں۔ لیکن ان الفاظ کے اس قدر قطعیت کے ساتھ استعمال ہونے کی بھی کوئی شہادت نہیں ہے کہ اگر واقعی کوئی محسوس فرق موجود ہے تو اس فرق کے امتیاز کی بنیاد ان پر رکھی جا سکے۔

غرض اقسام کلمہ کی روایتی تعریفات بیشتر ناقابل عمل ہیں۔ عملی طور پر یہ انضمام یا الجھاؤ کوئی خاص معنی نہیں رکھتا۔ بالآخر بعض دوسرے معیارات کو ہی کام میں لانا پڑے گا۔ tallness 'طوالت' کو کسی قسم کلمہ سے منسوب کرنا اس پر مبنی نہیں کہ یہ کسی "کیفیت" کا "نام بتاتا" یا اسے "ظاہر کرتا" ہے۔ بلکہ اس کے لسانیاتی عمل پر موقوف ہے۔ غرض "طوالت" کو اسم کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے۔ ہر امریکی یہ بات جانتا ہے۔ اور اس لیے یہ تصوّر کرتا ہے کہ "ظاہر کرنے" کے بجائے اسے "نام بتانا" چاہیے۔ اس کے برخلاف tall "طویل" سے "نام بتانے" کے بجائے "ظاہر کرنا" سمجھا جاتا ہے کہ یہ صفت کے طور پر استعمال ہوتا ہے۔ اس لیے اس تعین کا معیار استعمال ہے نہ کہ معنی۔ اس حقیقت کا احساس انگریزی زبان کے ماہرین میں برابر بڑھ رہا ہے۔

8.3 ایسی تعریفات کی دوسری شکل اس سے بھی زیادہ اہم ہے۔ الفاظ کے اقسام کلمہ میں درجہ بندی کی خواہش کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ ہم زبان کی ساخت کے بیان کو سادہ انداز میں پیش کر سکیں۔ اس تسہیل کے لیے ہمیں ایسے الفاظ کو یک جا رکھنا پڑے گا جن کا زبان کے ڈھانچے میں یکساں عمل ہوتا ہے۔ اگر یہ کر لیا جائے تو مجموعی طور پر

کسی قسم کی ساخت سے متعلق روابط کے بارے میں ایسی توضیح کی جا سکے گی جو فرداً فرداً ہر جز پر بھی ٹھیک ٹھیک صادق آئے۔ لیکن اگر ان کے ترکیبی (structural) عمل میں اشتراک نہ ہو تو یہ قسمیں ہمارے مقصد کے لیے بے سود ہو جاتی ہیں۔ درحقیقت درجہ بندی کی افادیت کا انحصار مشتمل الفاظ کے ساختی روابط کی یکسانیت پر ہوتا ہے۔ مشابہ معنی رکھنے والے الفاظ کا عمل لازماً مشترک نہیں ہوتا۔ tall (طویل) اور tallness (طوالت) پر غور کیجیے۔ دونوں مبہم اور غیر متعین طور پر ایک کیفیت بتاتے ہیں۔ فرض کیجیے ہمیں "کیفیتی الفاظ" کا ایک درجہ قائم کرنا ہو جن میں یہ اور بعض دیگر الفاظ شامل ہوں۔ ایسے کسی درجہ سے کوئی بھی فائدہ حاصل نہیں ہوگا، کم از کم مارفیمی تجزیہ میں تو خاص طور پر۔ بعض (مثلاً tall طویل) ایسے ماحول میں واقع ہوں گے جیسے The —— man came (— آدمی آیا)؛ دوسرے (مثلاً tallness 'طوالت') ایسے میں جیسے —— is to be desired (— کی خواہش)۔ ایسے بہت کم ماحول ہو سکتے ہیں جہاں سب واقع ہو سکتے ہیں اور اس سے بھی کم، شاید نہ ہونے کے برابر، ایسے جن میں "کیفیتی الفاظ" تو واقع ہو سکتے ہوں اور دوسرے درجوں کے الفاظ واقع نہ ہو سکیں۔ دوسرے الفاظ میں قواعد کے اعتبار سے tall اور tallness میں ایسی بہت کم مشترک بات ہے جس سے درجہ کا امتیاز ہوتا ہو۔

8.4 قواعد کے اعتبار سے وہی درجے مفید ہو سکتے ہیں جو قواعد کے اعتبار سے متعین ہوں۔ دیگر کم و بیش اتفاقی یکسانیت کی وجہ سے شاید بالکل بے کار نہ ہوں۔ یہ بات افسوس ناک بھی ہے کیوں کہ یہ گمراہ کن ہو سکتی ہے۔ اکثر اسم (قواعد کی تعریف کے مطابق) "اشخاص، مقامات اور اشیا" سے منسوب ہوتے ہیں۔ یہ ایک مفید حقیقت ہے اور محض اتفاقی نہیں ہے۔ تاہم اسم صرف اسی درجہ سے اسم نہیں ہوتے بلکہ اس کی کوئی اور وجہ ہے، جس کا تعلق ذرا بعید کا ہے یعنی انگریزی قواعدی ڈھانچہ معنی بنیاد (meaning-based) درجہ اور قواعد بنیاد grammar-based درجے میں فرق ہوتا ہے اور اگر زبان کے مباحث میں دونوں میں واضح امتیاز نہ برتا جائے تو لامتناہی الجھن پیدا ہو سکتی ہے۔

8.5 اس مقام پر ایک جائز اعتراض ہو سکتا ہے۔ کیا زبان میں ہماری دلچسپی اس وجہ سے نہیں ہے کہ یہ معنی کی ترسیل کا ذریعہ ہے؟ یقیناً مطالعہ زبان کی ایک وجہ

اس کی اس حیثیت سے تقسیم بھی ہے۔ تب ہم معنی کو کیسے یکسر الگ کر سکتے ہیں ؟

ان سوالوں کا جواب یہ کہہ کر دیا جا سکتا ہے کہ ہم اس تجزیہ سے معنی اسی لیے خارج کر رہے ہیں کہ ہماری بالآخر دلچسپی معنی میں ہے۔ ہمیں یہ خیال ہے کہ انگریزی یا کسی بھی دوسری زبان کی ساخت کے مطالعہ سے معنی کی تفہیم کی طرف رہ نمائی ہوگی۔ ہمیں یہ بھی خیال ہے کہ اس طور پر تفہیم کے بعد معنی تک رسائی اس سے کہیں زیادہ ہوگی، جتنی ایسے مطالعہ سے پہلے ممکن تھی۔ لیکن اگر ساخت کی تفہیم معنی پر موقوف ہو اور معنی کی تفہیم ساخت پر تو ہم ایک خطرناک استدلالی چکر میں پھنس جائیں گے۔ معنی کے مطالعہ کو زیادہ موثر بنانے کے لیے ساخت کی معروضی تفہیم ضروری ہے۔ صرف ایسا ہی شخص جو بالآخر معنی کی تفہیم سے بالکل بے نیاز ہو، اپنے ساختی تجزیہ کی بنیاد ناگزیر حد سے زیادہ معنی پر رکھ سکتا ہے۔

8.6 پھر انگریزی اقسام کلمہ کی طرف آئیے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ قواعد پر مبنی تعریفات کی تلاش میں ہمیں دو رخی معیاروں کا سہارا لینا پڑتا ہے۔ بعض الفاظ (فی الحال ہم لفظ کو کسی خاص تعریف کے بغیر معروف معنی میں استعمال کریں گے) چھوٹے سے مجموعہ میں مربوط شکل میں ملتے ہیں۔ یہ مجموعے چار سانچوں میں بیٹھ سکتے ہیں؛ ہر ایک ایک "تصریفی گردان" ہے۔ یہ تقسیم درج ذیل مثالوں سے ظاہر ہوتی ہے :

| | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|
| *man* | /mǽn/ | *I* | /áy/ | *ride* | /ráyd/ | *fine* | /fáyn/ |
| *men* | /mén/ | *me* | /míy/ | *rides* | /ráydz/ | *finer* | /fáynər/ |
| | | *my* | /máy/ | *rode* | /rówd/ | *finest* | /fáynist/ |
| | | *mine* | /máyn/ | *ridden* | /rídin/ | | |
| | | | | *riding* | /ráydiŋ/ | | |

ان میں پہلا گروہ الفاظ کے ایک بڑے درجہ کا نمائندہ ہے جس میں man کی دو شکلوں کے مطابق شکلیں واقع ہوتی ہیں۔ ان کی مطابقت استعمال کی بعض متوازیتوں سے ظاہر ہوتی ہے :

*one man: one ox*

*two men: two oxen*

*man is: ox is*

*men are: oxen are* وغیرہ

یہ بھی اسی کی مثالیں ہیں:

| *ox* | /aks/ | *child* | /čáyld/ | *boy* | /bóy/ | *table* | /téybil/ |
|---|---|---|---|---|---|---|---|
| *oxen* | /áksin/ | *children* | /číldrin/ | *boys* | /bóyz/ | *tables* | /téybilz/ |

ہزاروں الفاظ میں سے کوئی بھی جو اس گردان میں آسکے اسم کہا جا سکتا ہے۔ اسی طرح کچھ اور *I* جیسے ہیں اور انہیں ممتاز شخصی کہا جا سکتا ہے۔ *ride* جیسی گردان میں بھی ایک بڑی تعداد آسکتی ہے انہیں فعل کہا جا سکتا ہے، خاصی تعداد *fine* کی مانند ہے جنہیں صفت کہا جا سکتا ہے۔ یہ بات غور طلب ہے کہ اس تعریف کے مطابق *beautiful* صفت نہیں ہے کیوں کہ یہ اس گردان میں نہیں سماتا *beautiful*, *beautifuler, *beautifulest یہ شکلیں کم از کم اکثر امریکیوں کی زبان میں نہیں پائی جاتیں۔ البتہ ان چند لوگوں کے لیے جو انہیں استعمال کرتے ہیں *beautiful* صفت ہے۔

ان چار گردانوں سے چار تعریفی اقسام متعین ہوتی ہیں، باقی اقسام کلمہ، جہاں تک ان کا جواز ہے، مختلف نوع سے تعلق رکھتی ہیں۔ یہ الفاظ کے ایسے مجموعے ہیں جو انگریزی بول چال میں مشابہ یا ملتے جلتے ماحول میں استعمال ہوتے ہیں۔ یہ نحوی اقسام ہیں۔ نحوی اقسام بعض اوقات تصریفی اقسام کا بھی احاطہ کر لیتی ہیں مثلاً ابھی بتایا گیا ہے کہ *beautiful* بہت سی بولیوں میں صفت نہیں ہے تاہم یہ اس قسم کے ماحولوں میں واقع ہوتا ہے جہاں صفات واقع ہوتے ہیں اس لیے اس کا تعلق وسیع تر نحوی قسم سے ہے جس میں صفت بھی شامل ہوتا ہے۔ اس قسم کو ہم توصیفی کہیں گے۔ نحوی اقسام کے بعض خصائص باب 10 میں بیان ہوں گے۔

**8.7** ہر گردان سے ہم مارفیموں کا ایک جوڑ استخراج کر سکتے ہیں جس سے مل کر یہ (گردان) بنتی ہے۔ ذرا دیر کے لیے ضمائر کو ان کی تمام ترپیچیدگیوں کے ساتھ الگ کر دیجیے تو ان گردانوں کا خلاصہ درج ذیل ہوگا۔

| ساق اسم | ساق فعل | ساق صفت |
|---|---|---|
| noun stem | verb stem | adj. stem |
| noun stem {$-Z_1$} | verb stem {$-Z_3$} | adj. stem {−ər} |
| | verb stem {$-D_1$} | adj. stem {−ist} |
| | verb stem {$-D_2$} | |
| | verb stem {−iŋ} | |

یہ تعلیقیے صرفی لاحقے ہیں۔ ان کا موازنہ اشتقاقی تعلیقیوں سے کیا جاسکتا ہے۔ اس اصطلاح میں انگریزی کے دیگر تمام سابقے اور لاحقے شامل ہیں۔ یہ ایسی ساقیں بنانے کا کام کرتے ہیں جو ان گردانوں میں کام آسکتی ہیں یا دیگر اقسام کے الفاظ بنانے کا کام انجام دیتے ہیں۔ مثلاً /-ayz/ ایک فعلی ساق ساز اشتقاقی لاحقہ ہے۔ ہر لفظ جس میں /-ayz/ ہو فعل ہوگا اور جب تک کہ کوئی مزید اشتقاقی لاحقہ اس میں نہ جوڑ دیا جائے فعل کی گردان کی پانچوں شکلوں میں ملے گا۔ مثلاً phonemicize ایک فعل ہے۔ ایک اضافی لاحقہ — اسم ساق ساز /-eyšin/ سے مل کر phonemicization اسم ہو جاتا ہے۔

لطف کی بات یہ ہے کہ صرفی لاحقے ساقیں نہیں بناتے یعنی ایک بار ایسا لاحقہ جوڑے جانے کے بعد لفظ میں کوئی اور لاحقہ یا سابقہ بالعموم نہیں جوڑا جاتا۔ rereads اس گردان کا ایک جز ہے: reread, rereads, reread, reread, rereading جس کی بنیاد فعلی ساق /riyriyd/ پر ہے، یہ reads پر /-riy/ سابقہ کا اضافہ کرنے سے نہیں بنا۔ صرفی لاحقے لفظ سازی میں خارجی سطح کی حیثیت رکھتے ہیں۔

8.8 اس سے انگریزی قواعد کی سہ گانہ تقسیم عمل میں آتی ہے۔ پہلا حصہ چاروں اقسام کلمہ ۔ اسم، ضمیر، فعل اور صفت کی تصریفی گردان کے تجزیہ سے متعلق ہوگا، اس میں زیادہ تر صرفی لاحقوں اور ان کے ذیلی مارفیموں کی بحث ہوگی۔ دوسرے میں ایسی ساقوں اور الفاظ کی تعمیر کا تجزیہ ہوگا جن میں یہ تصریفی عمل نہیں ہوتا۔ اس مختصر خاکہ میں اس تقسیم کے سلسلے میں زیادہ نہیں کہا جاسکتا۔ یہ دونوں مارفیمیات میں شامل ہیں۔ تیسرے میں ان طویل تر زنجیروں کا بیان ہوگا جن میں الفاظ کا عمل دخل ہوتا ہے۔ اسے نحو کہا جاتا ہے اور یہ باب 10 اور باب 11 کا موضوع ہوگا۔

یہ بھی حقیقت ہے کہ یہ تینوں بالکل ممتاز نہیں ہیں اور ہمیشہ واضح طور پر الگ الگ نہیں دیکھے جاسکتے۔ لیکن عمومی انداز میں ان سے انگریزی قواعد کے موضوع کی موزوں ترین تقسیم ہو جاتی ہے۔ دوسری زبانوں میں بھی اس طرح کی تقسیم ہوسکتی ہے یا ہوسکتا ہے ان میں سے کوئی سی ایک تقسیم نہ ہو یا کسی اور انداز کی تقسیم ہو۔ موضوع کے اس انداز سے تنظیم کی افادیت زبان کے ڈھانچے پر منحصر ہوتی ہے۔ یہ تقسیم عملاً انگریزی ساخت کے تابع ہے، لیکن کسی دوسری زبان میں یہ بالکل بے کار ثابت ہوسکتی ہے۔

8.9 جیسا ابھی ذکر ہوا، انگریزی اسما کے ساتھ صرف ایک ہی صرفی لاحقہ $\{-Z_1\}$ استعمال ہوتا ہے۔ ایک مارفیم اور بھی ہے جو اسم کی صرفی گردان میں حصہ لیتا ہے۔ اس کو $\{-Z_2\}$ سے ظاہر کیا جا سکتا ہے۔ اس بنیاد پر اسما کی گردان میں چار ارکان ہوں گے۔

| | | | | |
|---|---|---|---|---|
| *man* | /mǽn/ | *boy* | /bóy/ | noun stem اسم ساق |
| *men* | /mén/ | *boys* | /bóyz/ | noun stem $\{-Z_1\}$ |
| *man's* | /mǽnz/ | *boy's* | /bóyz/ | noun stem $\{-Z_2\}$ |
| *men's* | /ménz/ | *boys'* | /bóyz/ | noun stem $\{-Z_1\}$ $\{-Z_2\}$ |

ان دونوں کو ایک ہی زمرہ میں شمار کرنے سے بعض شدید مشکلات پیش آتی ہیں۔ بہت سے اسما کے ساتھ $\{-Z_2\}$ نہایت شاذ ہے۔ کبھی کبھی یہ ایسے لفظ کے ساتھ مل جاتا ہے جو صاف طور پر اسم نہیں ہے یا جو غلط طور پر اسم معلوم ہوتا ہے *that man* *the mayor of Hartford's* , *a friend of mine's* , *over there's* اس طرح کے استعمالات سے محتاط گفتگو اور تحریر میں اجتناب کیا جاتا ہے اور اسے بآسانی انگریزی میں ساقط المعیار قرار دیا جا سکتا ہے۔ لیکن ان کے کثیر استعمال سے معلوم ہوتا ہے کہ $\{-Z_2\}$ کا کوئی جواز ضرور ہوگا۔ 10.18 میں دکھایا گیا ہے کہ صرف کی بہ نسبت نحو میں $\{-Z_2\}$ کا استعمال زیادہ آسان ہے۔ اس پر اس انداز سے نظر ڈالیے تو مذکورہ مثالوں کے لیے وجہ جواز پیدا ہو جاتی ہے۔ لہٰذا یہاں اسما کی صرف دو رکنی گردان ہی دی جاتی ہے۔

8.10 جمع اسمی کے تعلیقیہ $\{-Z_1\}$ کے بہت سے ذیلی مارفیم ہیں۔ الگ الگ فہرست بنانے کے بجائے ان کا مجموعی ذکر کیا جائے گا۔

1 /-z ~ -s ~ -iz/ یہ تین سب سے زیادہ عام ہیں۔ اسمی ساقوں کی کثیر تعداد کے ساتھ ان کا استعمال ہوتا ہے۔ انہیں میں ہر سال پیدا ہونے والے نئے الفاظ بھی شامل ہو جاتے ہیں۔ اگرچہ بہت سی ساقیں جو دوسرے ذیلی مارفیموں کا استعمال کرتی ہیں زبان کے عام اسما میں شمار ہوتی ہیں لیکن انگریزی کی کسی بھی عبارت کے کثیر اسما کی جمع ذیلی مارفیموں کے اسی گروہ کے ارکان سے بنائی جاتی ہے۔ داخلی طور پر یہ مشروط صوتی ہیں:

/-z/ کا استعمال /b d g v ð m n ŋ r l ə v w H/ پر ختم ہونے والی ساقوں کے بعد ہوتا ہے:

*cub cubs* : /kə́b kə́bz/ ؛ *bee bees* /bíy bíyz/

/-s/ کا استعمال /p t k f θ/ پر ختم ہونے والی ساقوں کے بعد ہوتا ہے :

*cup cups* : /kə́p kə́ps/ ؛ *clef clefs* /kléf kléfs/

/-iz/ کا استعمال /s z š ž č ǰ/ پر ختم ہونے والی ساقوں کے بعد ہوتا ہے :

*glass glasses* : /glǽs glǽsiz/ ؛ *witch witches* : /wíč wíčiz/

2 /-z ~ -iz/ ساق کے آخری مصمتے کی تبدیلی کے ساتھ

صرف ایک لفظ میں /(s) → z/

*house houses* /háws hawziz/

کوئی ایک درجن الفاظ میں /(f) → v/

*knife knives* /náyf náyvz/

کوئی آٹھ الفاظ میں /(θ) → ð/

*path paths* /pǽθ pǽðz/

3 /-in/ تبدیلی کے ساتھ یا تبدیلی کے بغیر تین الفاظ میں :

*ox oxen* /áks áksin/ *child children*

/čáyld číldrin/ *brother brethren* /brə́ðər bréðrin/

(صرف مخصوص مفہوم میں ؛ رشتہ کی اصطلاح میں جمع *brothers* /brə́ðərz/ آتا ہے)

4 بہت سے عام اسما میں متعدد مبدلات آتے ہیں۔

| | | |
|---|---|---|
| *man men* | /mǽn mén/ | /e ← (æ)/ |
| *woman women* | /wúmin wímin/ | /i ← (u)/ |
| *foot feet* | /fút fíyt/ | /iy ← (u)/ |
| *goose geese* | /gúws gíys/ | /iy ← (uw)/ |
| *mouse mice* | /máws máys/ | /ay ← (aw)/ |

5 بعض اسما میں صفر استعمال ہوتا ہے۔ یہ اکثر جانوروں سے متعلق ہوتے ہیں بعض لوگ ان کی جمع اس طرح بناتے ہیں اور کچھ /-iz ~ -s ~ -z/ سے اور بعض لوگ مختلف مواقع پر دونوں کا استعمال کرتے ہیں :

6 دوسری زبانوں کے بعض دخیل (اکثر لاطینی کے) الفاظ میں اہلِ زبان کی جمع کا قاعدہ کم از کم ہجا میں باقی رہ گیا ہے $\{-Z_1\}$ کی شکل کو /-z ~ -s ~ -iz/ سے بدل کر ان شکلوں کو انگریزی کے سانچے کے مطابق بنانے کا رجحان بڑھ رہا ہے:

| | | |
|---|---|---|
| *alumna alumnae* | /əlámnə əlámniy/ | لاطینی سے |
| *cactus cacti* | /kǽktəs kǽktày/ | |
| *crisis crises* | /kráysis kráysìyz/ | |
| *index indices* | /índèks índisìyz/ | |
| *dictum dicta* | /díktəm díktə/ | |
| *stoma stomata* | /stówmə stówmətə/ | یونانی سے |
| *criterion criteria* | /kritíriyən kritíriyə/ | |
| *cherub cherubim* | /čérəb čérəbim/ | عبرانی سے |

8.11 اسم کی جمع سازی کی جو فہرست دی گئی ہے اس میں مارفیم $\{-Z_1\}$ کے تمام ذیلی مارفیم شامل نہیں ہیں۔ تاہم ان سے بعض اجزا کی نشان دہی ہوتی ہے، جنہیں اس فہرست میں شامل ہونا چاہیے۔ اہم بات اختلاف کی نوعیت ہے، جس کو یہاں دکھایا گیا ہے۔ پہلا گروہ ہر حیثیت سے سب سے زیادہ عام ہے۔ یہ اسما کی ایک ذیلی قسم کا تعین کر دیتی ہے، جس میں اکثر نئے الفاظ بھی شامل ہو جاتے ہیں۔ علاوہ بریں جمع سازی کی یہ قسم اس وقت دوسروں کی متبادل بن جاتی ہے جب استعمال کی کوئی مختلف صورت پیدا ہو۔ ایسی ذیلی قسم کو جو کسی ذیلی مارفیم کے مشروط صوتی مجموعہ سے متعین ہو پیداکار ذیلی قسم productive subclass کہا جاتا ہے۔

درج بالا نقشوں میں 2 سے 5 تک کے گروہ قدیم (انگریزی نمونوں کے آثار کی نشان دہی کرتے ہیں، جو کسی وقت آج سے کہیں زیادہ مستعمل رہے ہوں گے۔ کئی صدیوں کے دوران اسما کی بڑی تعداد نے جن میں 2 سے 5 تک کے جمع کے قاعدوں کا استعمال ہوتا تھا، اپنی گردان بدل کر /-z ~ -s ~ -iz/ کی جمع کا استعمال شروع کر دیا ہے: مثلاً انگریزی قدیم کا ایک لفظ اب *cow* ہو گیا ہے، اس کی ایک جمع ہوتی تھی، جو اگر موجودہ دور تک جاری رہتی تو اس کا تلفظ /*káy/ ہوتا۔ یعنی *cow* بھی *mouse* کے نقشۂ گردان میں رکھا جاتا۔ اس کے بجائے تاریخ زبان میں کسی مرحلہ پر، اس جمع کی جگہ اس شکل نے لے لی جس کی ارتقائی صورت *cows* /káwz/ ہے۔ تبدیلی کا یہ عمل کم رائج الفاظ کو پہلے متاثر کرتا ہے۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ بعض بکثرت

استعمال ہونے والے الفاظ میں ایسے ذیلی مارفیم باقی رہ جاتے ہیں جو زیادہ عام نہیں ہوتے۔ یہ عجیب صورت حال بہت سی زبانوں میں مل جاتی ہے: "بے قاعدہ" شکلیں (جو چھوٹی تصریفی ذیلی قسموں سے متعلق ہوتی ہیں) بالعموم زبان کے عام الفاظ میں ملتی ہیں۔

گروہ 6 کی صورت ذرا مختلف ہے۔ یہ دخیل الفاظ کلاسیکی زبانوں سے حال ہی میں در آئے ہیں۔ یہ زیادہ تر اصطلاحی یا علمی الفاظ ہیں۔ صرف کلاسیکی تعلیم یافتہ اشخاص ہی ان کو استعمال کرتے ہیں یا ایسے اشخاص جو کلاسیکی روایت سے رابطہ رکھتے ہیں۔ اس باعث اپنی غربت کے باوجود یہ جزوی طور پر اپنی غیر مدغم گردان کو باقی رکھ سکے ہیں۔ ان میں سے کچھ امریکی عوام کی زبان کا حصہ بن گئے ہیں، ان سب میں نئی جمعیں استعمال ہونے لگی ہیں بعض اوقات لاطینی واحد لفظ ساق بن گیا ہے اور بعض اوقات لاطینی جمع لفظ۔ بعض لوگ criteria کو واحد کے طور پر استعمال کرتے ہیں جس سے /kràytíriyəz/ جمع بنتی ہے (اس کے تلفظ میں خاصا اختلاف ہے) Data بالعموم واحد استعمال ہوتا ہے جس سے /dǽtəz/ جمع بنائی جا سکتی ہے۔ یہ بھی حقیقت ہے کہ بعض لوگ data اور datum کو ان کا باہمی رشتہ جانے بغیر مختلف معنی میں ساتھ ساتھ استعمال کرتے ہیں۔ صرف کلاسیکی ذہن کے استادوں، مدیروں اور عالموں کی مسلسل نگہداشت کے باعث بے قاعدہ (انگریزی کے لحاظ سے) جمعیں باقی رہ گئی ہیں اور کثیر نیز روز افزوں صورتوں میں ان کا بس بھی نہیں چل سکا ہے۔

یہاں جو عمل کارفرما ہے اسے لفظ .shmoo کی مثال سے بتایا جا سکتا ہے۔ الکیپ نے اس لفظ کو بنا کر اپنی مسخرانہ عریانی کے ذریعہ مشتہر کیا اور صاف صاف بار بار بتایا کہ اس کی جمع shmoon /šmúwn/ ہے۔ یہ کوشش بالکل ناکام رہی Shmoo مقبول ہو گیا لیکن shmoon بالکل نامقبول رہا۔ امریکی قارئین نے اس کی جمع فوراً ہی /šmúwz/ بنا ڈالی، جیسا کہ ان کے خیال میں نئے الفاظ کے ساتھ ہونا چاہیے تھا، اسے بھی پیداکار ذیلی قسم کے ساتھ وابستہ کر دیا۔ نئے الفاظ کی تعمیر انگریزی میں ایک متواتر عمل ہے۔ ہر شخص اس میں شمولیت کا حقدار ہے اور کامیابی کا بڑی حد تک امکان بھی رہتا ہے۔ زبان کے مارفیمی سانچوں میں تصرف کرنا بھی شاید ہر امریکی کا قانونی حق ہے لیکن کامیاب نفاذ کے امکانات خفیف ہی ہوتے ہیں۔ فرہنگ کے

مقابلہ میں مارفیمیات زبان کے لیے زیادہ بنیادی اہمیت رکھتی ہے۔

8.12 مارفیم {-Z₂} صرفی نظام میں دخیل نہ ہوتے ہوئے بھی {-Z₁} کے ساتھ ہیئتی طور پر دل چسپ ربط رکھتا ہے۔ اس کے چار ذیلی مارفیم ہیں /-z ~ -s ~ -iz ~ ∅/ پہلے تین مشروط صوتی ہیں اور ان کی تقسیم {-Z₁} اور {-Z₂} کے ذیلی مارفیموں کے مانند ہوتی ہے۔

*Rosa's* /rówzəz/. *Jack's* /jǽks/. *Rose's* /rówziz/

∅ {-Z₁} کے بعد اس وقت استعمال ہوتا ہے جب یہ /z/ یا /s/ پر ختم ہوتا ہو، دوسرے ذیلی مارفیموں کے بعد نہیں :

*boy's* /bóyz/, *cat's* /kǽts/, *men's* /ménz/

علاوہ بریں ∅ ذیلی مارفیم ان اسمائے معرفہ کے ساتھ بھی استعمال ہوتا ہے جو /z/ یا /s/ پر ختم ہوتے ہیں : *James'* /jéymz/ یا /jéymziz/ اکثر ایسی ساقیں جن میں {-Z₁} یا {-Z₂} یا دونوں شامل ہوں تلفظ میں بالکل یکساں ہوتی ہیں، اگرچہ ہجے مختلف ہوتے ہیں۔ {-Z₂} کی غیر امتیازی شکل ہی شاید اس کے غلط استعمال کا باعث بن جاتی ہے۔

8.13 فعل کی گردان میں بھی کچھ ایسے ہی اور کچھ اس سے مختلف مسائل درپیش آتے ہیں۔ چار حرفی تعلیقوں میں سے {-iŋ} اس نوعیت سے عجیب ہے کہ انگریزی کی اکثر شکلوں میں اس کا صرف ایک ہی ذیلی مارفیم ہے، اگرچہ مختلف بولیوں میں اس میں فرق پیدا ہو جاتا ہے۔ {-Z₃} میں تین مارفیم ہیں /-z ~ -s ~ -iz/ یہ شروع سے آخر تک مشروط صوتی رہتے ہیں۔ اور اسی لیے ان پر بحث کی زیادہ ضرورت نہیں۔ تاہم تین افعال میں قدرے بے قاعدگی ہے۔

*do does* /dúw dəz/

*have has* /hǽv hǽz/

*say says* /séy séz/

آخرالذکر توجیہ زیادہ قابل قبول معلوم ہوتی ہے کیونکہ ساق کی یہی شکلیں {-D₁} سے ماقبل بھی استعمال ہوتی ہیں *done* /dən/ ، *had* /hǽd/ اور

said /séd/ کوئی سا بھی تجزیہ مانا جا سکتا ہے۔ تاہم اگلی شق میں تمام تبدیلیوں کے بارے میں یہ تصور کیا جائے گا کہ وہ تعلیقیوں کے ساتھ منسوب کی جا سکتی ہیں۔

{-D₁} اور {-D₂} دونوں ہی کے متعدد اور مختلف النوع ذیلی مارفیم ہیں۔ اکثر مثالوں میں دونوں شکلیں ایک سی ہوتی ہیں، لیکن بعض افعال میں یہ مختلف ہو جاتی ہیں اور اسی لیے انہیں دو مارفیم ماننا چاہیے۔ دونوں اس حیثیت سے {-Z₁} کے مانند ہیں کہ ان کے بھی مشروط صوتی ذیلی مارفیم ہیں /-d ~ -t ~ -id/ . جو مجموعی طور پر فعل کی پیداکار ذیلی قسم کا تعین کرتے ہیں۔ باقی ذیلی مارفیم مشروط مارفیمی ہیں اور سب کی تقسیم بہت محدود ہے۔ ذیلی کے نقشے میں ان کے وقوع سے متعلق اعداد و شمار دیئے جائیں گے، ان کی بنیاد مصنف کے ذاتی استعمال پر ہے۔ ضروری نہیں یہ اعداد دوسروں کی زبان میں بھی برقرار رہیں۔ امکانی فرق کی تین وجوہ ہو سکتی ہیں (1) بعض افعال جنہیں "بے قاعدہ" کے تحت رکھا جا سکتا ہے، چھوڑ دیے گئے ہیں کیونکہ میں ان کا بالکل استعمال نہیں کرتا، دوسرے شخص کا علمی خزانۂ الفاظ مختلف ہو سکتا ہے (2) بعض افعال کی دو گردانیں ہیں، دونوں قابل قبول ہیں، بعض اور بھی ہوتی ہیں جو کم معیار سمجھی جا سکتی ہیں اور کوئی شخص ان متبادلات میں سے کسی ایک کا انتخاب کر سکتا ہے۔ (3) کیوں کہ تجزیہ کی بنیاد فونیمی رسم تحریر پر ہے اس لیے تلفظ میں بولی کا اختلاف اگرچہ معمولی طور پر ہی لیکن بہت سی صورتوں کو متاثر کر سکتا ہے

تصریفی گردان کے فرق کا خیال رکھ کر انگریزی افعال کی مندرجہ ذیلی اقسام میں درجہ بندی کی جا سکتی ہے۔ یہ تصریفی ذیلی قسمیں ہیں:

1 {-D₁} اور {-D₂} = /-d ~ -t ~ -id/ ذیل کی تقسیم کے ساتھ

/-d/ /b g ǰ v ð z ž m n ŋ l r ə y w h/ کے بعد جیسے

*rub rubbed rubbed* /rə́b rə́bd rə́bd/

/-t/ /p k č f θ s š/ کے بعد جیسے

*step stepped stepped* /stép stépt stépt/

/-id/ /t d/ کے بعد جیسے

*seat seated seated* /síyt síytid síytid/

2 $\{-D_1\}$ اور $\{-D_2\}$ = ø انیس افعال میں

*bet burst cast cost cut hit hurt let put quit rid set shed shut spit split spread thrust wet*

/kə́t kə́t kə́t/ *cut cut cut*

3 $\{-D_1\}$ اور $\{-D_2\}$ = /ə ← (i)/ چودہ افعال میں

*cling dig fling shrink sink* (transitive) *sling slink spin sting stink string swing win wring*

/spín spə́n spə́n/ *spin spun spun*

4 $\{-D_1\}$ اور $\{-D_2\}$ = /-t/ /e ← (iy)/ نو افعال میں

*creep deal feel keep leap mean sleep sweep weep*

/míyn mént mént/ *mean meant meant*

5 $\{-D_1\}$ اور $\{-D_2\}$ = /e ← (iy)/ آٹھ افعال میں

*bleed breed feed lead meet plead read speed*

/líyd léd léd/ *lead led led*

6 سات افعال میں $\{-D_1\}$ = /æ ← (i)/ اور $\{-D_2\}$ = /ə ← (i)/

*begin drink ring sing sink* لازم *spring swim*

*drink drank drunk* /dríŋk drǽŋk drə́ŋk/

7 سات افعال میں $\{-D_1\}$ = /ow ← (ay)/ اور $\{-D_2\}$ /-in/
/i ← (ay)/

*drive ride rise smite strive thrive write*

*ride rode ridden* /ráyd rówd rídin/

8 چھ افعال میں $\{-D_1\}$ اور $\{-D_2\}$ = /t ← (d)/

*bend build lend rend send spend*

*send sent sent* /sénd sént sént/

9 چار افعال میں $\{-D_1\}$ = /ow ← (iy)/ اور $\{-D_2\}$ = /-in/ /ow ← (iy)/

*freeze speak steal weave*

*speak spoke spoken* /spíyk spówk spówkin/

10 چار افعال میں {$-D_1$} اور {$-D_2$} = /(ay) ← aw/

*bind find grind wind*

*bind bound bound* /báynd báwnd báwnd/

11 چار افعال میں {$-D_1$} = /(ow) ← uw/ اور {$-D_2$} = /-n/

*blow grow know throw*

*know knew known* /nów núw nówn/

12 چار افعال میں {$-D_1$} = /(e) ← əʜ/ اور {$D_2$} = /-n/+/(e) ← əʜ/

*bear swear tear wear*

*tear tore torn* /tér tóʜr tóʜrn/

13 تین افعال میں {$-D_1$} = /(ey) ← u/ اور {$-D_2$} = /-in/

*forsake shake take*

*take took taken* /téyk túk téykin/

14-19 چھ ذیلی قسمیں جن میں سے ہر ایک میں دو افعال ہیں

20-53 چونتیس ذیلی قسمیں جن میں سے ہر ایک میں صرف ایک ایک فعل ہے۔

8.15 آخرالذکر ایک رکنی ذیلی قسم میں فعل be بھی شامل ہے۔ یہ نہایت بے قاعدہ ہے۔ اس میں کچھ مزید ایسی شکلیں بھی ہیں جو دوسرے افعال میں نظر نہیں آتیں۔ ride کو موازنہ کے طور پر استعمال کرتے ہوئے یہ شکلیں درج فہرست کی جا سکتی ہیں:

| | | | |
|---|---|---|---|
| —— | *ride* | /bíy ár ǽm/ | *be are am* |
| —— {$-Z_3$} | *rides* | /íz/ | *is* |
| —— {$-D_1$} | *rode* | /wə́z wə́r/ | *was were* |
| —— {$-D_2$} | *ridden* | /bín/ | *been* |
| —— {-iŋ} | *riding* | /bíyiŋ/ | *being* |

فعل be بہت عام ہے اور ساتھ ہی استعمال میں بڑی مخصوص نوعیت کا حامل بھی۔ ان دونوں حقیقتوں کے اجتماع سے be کے مروج سانچوں میں ڈھل جانے کی

برابر مدافعت ہوتی رہتی ہے۔ تمام زبانوں میں چند پیچیدگیاں ایسے مخصوص نوع کے اور کثیر الاستعمال الفاظ کا طرۂ امتیاز ہوتی ہیں۔

8.16 لفظوں کا ایک چھوٹا سا گروہ can could will would shall should کا ہے جنہیں روایتی طور پر افعال کے ساتھ شامل کیا جاتا ہے۔ یہاں جو تعریف پیش کی گئی ہے اس کی رو سے ان کی افعال کے ساتھ درجہ بندی کرنا ممکن نہیں کیوں کہ ان میں سوائے ایک امکانی {-D₁} کے فعل کی کوئی تصریفی شکل نہیں آتی یعنی کچھ لوگ could کو {-D₁} can خیال کرتے ہیں اور اسی طرح would should might کو will may اور shall کا ماضی۔ اس تجزیہ کی قدر و قیمت مشکوک ہے لیکن بہرصورت یہ نوع کئی اعتبار سے دوسرے افعال سے بالکل ممتاز ہے اور خود اس کے استعمال میں یکسانیت ہے اور اس لیے انگریزی کی ساخت میں اسے ایک علیحدہ قسم قرار دیا جانا چاہیے۔ یہ بات زیادہ اہم نہیں ہے کہ اسے فعل کی ایک مخصوص ذیلی قسم (امدادی فعل) قرار دیا جائے یا اسے فعل سے قریبی نسبت رکھنے والی ایک علیحدہ قسم (فعلی معاون) مانا جائے۔ یہاں ہم دوسرے متبادل کو منتخب کرتے ہیں۔ فعلی معاون کی تعریف کی بنیاد صرفی گردان کی بجائے نحو پر رکھی جانی چاہیے اور اس لیے یہ تصریفی قسم کی بجائے نحوی قسم ہے۔

8.17 صفات کی تعریف نسبتاً سادہ اور زیادہ باقاعدہ ہے۔ صفات کی کثیر تعداد میں {-ər} اور {-ist} مستقل شکل میں آتے ہیں۔ صرف بعض صورتوں میں بے قاعدگی ہوتی ہے۔ ان صورتوں میں صرف لاحقہ کی شکل میں ہی فرق نہیں ہوتا بلکہ ساق کی شکل بھی بدل جاتی ہے۔ یہاں صرف ایک پر غور کی ضرورت ہے۔

/gúd bétər bést/ good better best

اس کے تجزیہ کی بہترین شکل یہ ہوگی کہ ساق کے تین ذیلی مارفیم مان لیے جائیں /gud ~ bet- ~ be-/ لاحقے {-ər} معمول کے مطابق ہے اور {-ist} ذیلی مارفیم /-st/ کی صورت میں آتا ہے۔ ساق میں ہیئت کی مکمل تبدیلی کو تعصیب supple tion کہا جاتا ہے۔ اصطلاح اتنی اہم نہیں ہے، لیکن یہ صورت ضرور توجہ طلب ہے۔ طالب علموں کے لیے یہ غیر ضروری الجھن کا سبب بن سکتی ہے، مگر ایسی بھی

کوئی وجہ نہیں کہ کیوں ساق کے مختلف ذیلی تشکیلیے نہیں ہو سکتے۔ عالمی زبانوں پر نظر ڈالیں تو ہمیں یہ صورت کثرت سے ملے گی۔ اگر کسی خاص زبان میں اس کی عمومیت کم تر ہی نظر آئے گی اس کی ایک اور روزمرہ کی مثال انگریزی فعل *go went gone* /gów wént góHn/ ہے۔ لاطینی کے طالب علموں کے لیے فعل *fero tuli latus* 'لے جانا' ایک قیامت ہے، اسی طرح یونانی کے طالب علموں کے لیے /pʰero· oisa hæ·neka/ 'لے جانا' ہے۔

8.18 ضمائر شخصی تعداد میں آٹھ ہیں۔ ان میں سے ہر ایک چار گردانوں میں واقع ہوتا ہے۔ اگرچہ ان کا ساقوں اور تعلیقیوں میں تجزیہ کرنا ممکن ہے لیکن تعداد کی کمی، ذ انتہا درجہ کی پیچیدگی کے باعث ایسے طریقۂ کار کی عملی تدبیر کی حیثیت سے افادیت مشتبہ رہتی ہے۔ ان کی گردان درج ذیل ہے۔

| | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|
| *I* | *me* | *my* | *mine* | /áy | míy | máy | máyn |
| *we* | *us* | *our* | *ours* | wíy | ə́s | ár | árz |
| *you* | *you* | *your* | *yours* | yúw | yúw | yóHr | yóHrz |
| *he* | *him* | *his* | *his* | híy | hím | híz | híz |
| *she* | *her* | *her* | *hers* | šíy | hár | hár | hárz |
| *it* | *it* | *its* | *its* | ít | ít | íts | íts |
| *they* | *them* | *their* | *theirs* | ðéy | ðém | ðér | ðérz |
| *who* | *whom* | *whose*. | *whose* | húw | húw | húwz | húwz/ |

زبان استعمال کرنے والے مختلف لوگوں کے یہاں ان میں خاصا فرق ہو سکتا ہے۔ بعض اوقات /yɔHrn hízin hárn/ جیسی شکلیں چوتھی گردان /yóHrz híz hárz/ کی جگہ لے لیتی ہیں لیکن چوں کہ یہ فصیح نہیں سمجھی جاتیں اس لیے عموماً ان سے اجتناب کیا جاتا ہے۔ اگرچہ تحریر میں *who* اور *whom* کے قدیم امتیاز کو اکثر برقرار رکھا جاتا ہے لیکن بول چال میں /húwm/ : /húw/ کا فرق کم تر ہی باقی رہ جاتا ہے بعض لوگ /húwm/ کا استعمال حرف ربط کے بعد تو کرتے ہیں لیکن دوسرے مقامات پر جہاں /míy/ یا /hím/ استعمال ہو سکتے ہیں اسے استعمال نہیں کرتے۔ مزید برآں /húwm/ میں فخر و مباہات کا شائبہ بھی ہوتا ہے اس لیے کچھ لوگ اس سے دانستہ اجتناب کرتے ہیں۔

8.19 علاوہ ازیں ہر شخص کی زبان پر شخصی ضمائر کے مختلف تلفظ رہتے ہیں۔ مختلف

سیاق و سباق میں تلفظ مختلف ہو جاتا ہے۔ اوپر کے نقشے کے تلفظ وہ ہیں جو میں اس وقت استعمال کرتا ہوں جب ضمائر تنہا بولے جاتے ہیں۔ مسلسل گفتگو میں بل بالعموم /ˊ/ یا /ˇ/ ہوتا ہے اور اکثر مصمتے یا مصوتے درج فہرست شکلوں سے مختلف ہوجاتے ہیں۔ بہت کم امریکی تبدیلی کی مقدار کا احساس رکھتے ہیں۔ یہ کچھ اس لیے بھی ہے کہ ہجے ان اختلافات کو مشکل سے ہی ظاہر کرتے ہیں کبھی them کی بجائے 'Em لکھا جاتا ہے لیکن پھر بھی اتنی کثرت سے نہیں جتنا کہ اس ضمیر کا تلفظ /əm/ ہوتا ہے۔ یہ ہجے کم معیار گفتگو کا اظہار کرتے ہیں اور بعض دیگر مثلاً him کی بجائے 'im میں یہ بات اور بھی زیادہ پائی جاتی ہے۔ واقعتاً him کا تلفظ اکثر لوگوں کی زبان پر /im/ ہوتا ہے۔ اس میں تعلیم یافتہ اور غیر تعلیم یافتہ کا کوئی فرق نہیں؛ سب ہی یکساں طور پر بہت کم /h/ کے ساتھ تلفظ کرتے ہیں۔ اوپر کے نقشے میں ہر لفظ کو تلفظ کے ایک چھوٹے سے گروہ کا نمائندہ سمجھا جانا چاہیے جو مارفونیمی سانچوں کے مطابق تبدیل ہوتا رہتا ہے۔

8.20 بعض دوسری صرفی گردانوں یا تصریف شدہ الفاظ کے کچھ باقیات مل جاتے ہیں۔ اس کی ایک مثال ضمائر شخصی کی قدیم شکلیں /ðáw ðíy ðáy ðáyn/ thou thee thy thine ہیں جو اب صرف قدیم ادب کی قرات یا عبادت تک محدود ہو گئی ہیں۔ اسی سے متعلق فعلی ساقوں کے ساتھ ایک مزید صرفی لاحقہ بھی ہوتا ہے۔ اس کی شکل /ist-/ یا /est-/ ہوتی ہے۔ تلفظ میں کچھ فرق ہوجاتا ہے، خاص طور پر اس وجہ سے کہ اکثر بولنے والے ان شکلوں سے مانوس نہیں ہوتے۔

"مجلس احباب" (Society of Friends) کے بعض قدامت پرست ارکان نے اس ضمیر کو محفوظ رکھا ہے لیکن عموماً خاص قسم کی "سادہ گوئی" کی تصریفی گردان /ðíy ðíy ðáy ðáyn/ کی شکل میں۔ اس کے ساتھ فعل {Z₁-} کی شکل میں استعمال ہوتا ہے۔ اس استعمال کی بہتر توجیہ غالباً یہ ہو گی کہ یہ موجودہ سانچوں کے ساتھ جزوی طور پر مدغم ہو گئے، شاید ان پر /yíy yúw yóHr yóHrz/ کی گردان کی قدیم شکل ثانی کے انتشار کا اثر ہو جس نے قدیم شکل اول کی جگہ لے لی۔ Quaker کی "سادہ گوئی" کی تحریک زبان کے ارتقائی سانچوں کی مدافعت کی شعوری

کوشش ہی تھی۔ لطف کی بات یہ ہے کہ یہ گردان اسی نمونے پر مرتب ہوئی جس کی وہ مدافعت کر رہے تھے۔

8.21 باقی اقسام کلمہ کی تعریف نحو کی بنیاد پر کیا جانا ضروری ہے، اگرچہ کئی حیثیتوں سے یہ مضبوط بنیاد نہیں ہے۔ الفاظ کے نحوی استعمال اتنے متعدد اور اکثر متنوع ہوتے ہیں کہ یہ تعین کرنا مشکل ہو جاتا ہے کہ ان میں سے کون سے زیادہ اہم ہیں جن پر درجہ بندی کی بنیاد رکھی جائے۔ اسی باعث اس بات کا امکان کم ہی ہوتا ہے کہ اجمالی خاکہ واضح ہونے کے باوصف ایسی درجہ بندی کر دی جائے جس پر سب متفق ہوں۔ مثلاً الفاظ کا وہ گروہ جسے روایتاً "حرف ربط" کہا جاتا ہے مخصوص نحوی استعمال کے ساتھ ایک متعین درجہ رکھتا ہے۔ یہ اسما سے پہلے استعمال ہوتے ہیں اور مخصوص بل دار سانچے رکھنے والے فقروں کے اختتام پر۔ لیکن یہ کوئی صریح تعریف نہیں ہے۔ اس سے بہتر تعریف کی بنیاد بعض خاص تصورات پر ہوگی جن پر باب 10 اور باب 11 میں تفصیل سے گفتگو ہوگی۔

**تصریفی اقسام** — اسم، فعل، صفت اور ضمیر کے بھی مخصوص استعمالات ہیں۔ مثال کے طور پر کوئی بھی اسم، صفت یا ضمیر جملے کی خبر میں اس جگہ نہیں آسکتا جہاں فعل واقع ہوتا ہے۔ اس کے برعکس کوئی فعل یا ضمیر the کے بعد نہیں آتا، جب کہ اسم یا صفت آسکتے ہیں۔ اس طرح کے حقائق سے یہ ممکن ہوتا ہے کہ ہم اسم، صفت یا فعل کو اساسی شکل میں یا دوسرے مقامات پر جہاں پوری گردان معلوم نہ ہو شناخت کر سکیں۔

یہ اس وجہ سے بھی اہم ہے کہ انگریزی کی متعدد ساقیں دو یا دو سے زیادہ اقسام کلمہ کے طور پر استعمال ہو سکتی ہیں۔ مثلاً *run, walk, nap, breakfast* جیسے بہت سے الفاظ اسم یا فعل کے طور پر استعمال کیے جا سکتے ہیں یعنی فعلی گردان run *runs ran run running* اور اسمی گردان *run runs* دونوں ہی استعمال ہوتی ہیں۔ run کو تنہا صورت میں کسی بھی قسم کے ساتھ منسوب کرنا ممکن نہیں ہے لیکن سیاق عبارت مثلاً *There's a run on the bank* *I run a store* میں کوئی دقت نہیں ہوتی۔ سب کی سب اسمی ساقیں فعل کے طور پر اور ایسے ہی سب کے سب

فعلی ساقیں اِسم کے طور پر استعمال نہیں ہو سکتیں۔ اگر ایسا ہوتا تو دونوں اقسام کلمہ میں امتیاز ممکن نہ ہوتا۔ تاہم الفاظ کا استعمال ان اقسام کی بجائے جن سے وہ اصلاً متعلق تھے، دیگر اقسام کے لیے برابر بڑھ رہا ہے۔ یہ رُو اگر جاری رہی تو انگریزی کے ڈھانچے میں شدید تغیرات متوقع ہو سکتے ہیں۔

8.22 انگریزی میں ساق سازی کے دو بنیادی طریقے ہیں، (1) مادہ یا دو یا زیادہ تشکیلیوں والی ساقوں پر اشتقاقی تعلیقیوں کا اضافہ (2) مرکب بنانے کے لیے دو یا زیادہ ساقوں کی ترکیب۔ ان طریقوں کا تمام تر فروعات کے ساتھ تفصیلی بیان بہت طویل ہوگا۔ یہاں ہم متعلقہ مسائل کی وضاحت کے لیے چند مثالیں پیش کرتے ہیں:

پہلی قسم کی ساق سازی کی وضاحت مستعمل تعلیقیوں کی مدد سے کی جاتی ہے۔ یہاں ہر تعلیقیہ کے لیے یہ باتیں بتائی جاتی ہیں: (1) ساقوں کی قسم یا اقسام (بشمول مادہ) جن کے ساتھ یہ استعمال ہوتا ہے اور اگر اس قسم یا ان اقسام کے حدود کے اندر کوئی خاص پابندی ہو؛ (2) اس طرح بنی ہوئی ساق کی قسم اور (3) تعلیقیہ یا خود ساق میں اگر کوئی تشکیل صوتی تغیر ہو۔ مثلاً /-θ/ ایک لاحقہ ہے جو فعل اور صفت کے ساتھ اسم بنانے کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ growth /grówθ/ فعلی مادہ grow سے بنتا ہے۔ اور depth /dépθ/ مادۂ صفت deep سے /-iy/ اسمی ساقوں کے ساتھ مل کر صفت بناتا ہے۔ gloom /gluwm/ سے gloomy /glúwmiy/ /-θ/ کے ساتھ مل کر بنی ہوئی بعض ساقوں کے ساتھ بھی یہ استعمال ہوتا ہے filthy /fílθiy/ جو /filθ/ سے بنا ہے اور یہ خود /fawl/ سے؛ healthy /hélθiy/ جو /helθ/ سے بنا ہے اور یہ خود /hiyl/ سے بنتا ہے۔

یہ نہیں کہ کوئی بھی اشتقاقی تعلیقیہ کسی بھی ساق کے ساتھ آزادانہ استعمال ہو جائے، یہاں تک کہ معروف قسم کی ساقوں کے ساتھ بھی یہ آزادی نہیں ہے۔ اگرچہ بعض میں کافی گنجائش ہوتی ہے۔ /-ər/ 'کرنے والا' متعدد فعلی ساقوں کے ساتھ مل کر اسم بناتا ہے /dúwər/ doer, /ráytər/ writer وغیرہ۔ یہ ایک پیداکار بناوٹ ہے یعنی ضرورت کے مطابق یہ نئی فعلی ساقوں کے ساتھ بے تکلف استعمال ہوتی ہے۔ تاہم یہ تمام فعلی مادوں کے ساتھ استعمال نہیں ہوتی۔ *meaner 'مطلب ظاہر کرنے

والا' یا *seemer 'معلوم ہونے والا' کبھی واقع نہیں ہوتے۔ اور بہت سے امریکی انہیں نامانوس یا ناممکن کہہ کر رد کر دیں گے۔ دوسری طرف /θ-/ کا استعمال مشکل سے بیس ساقوں تک محدود ہے۔ اب اس لاحقہ کے استعمال سے نئی ساختیں بھی وجود میں نہیں آ رہی ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ /θ-/ پر مشتمل الفاظ اور جن مادوں کو اب death /déθ/ اور die /dáy/ کے درمیان مارفیمی تعلق کو ہر آدمی نہیں پہچان سکتا اور filth /filθ/ اور /fáwl/ کے تعلق کو تو اور بھی کم پہچانا جائے گا۔

8.23 ابتدائی تجزیہ میں عارضی مارفیموں کی بڑی تعداد نکل آئے گی جن کے معنی اور عمل کم و بیش یکساں ہوں گے مثلاً ness– /nis–/, ity– /itiy–/ اور th– /θ–/ کے ایک سے ہی معنی ہوتے ہیں اور یہ توصیفی ساقوں سے اسم بنانے کے لیے ایک ہی طور پر استعمال ہوتے ہیں۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آیا انہیں ایک ہی مارفیم کے ذیلی مارفیم تصور کیا جا سکتا ہے۔ جہاں تک /nis–/ اور /θ–/ کا تعلق ہے ایک متقابل اقلی جوڑے سے یہ سوال ختم ہو جاتا ہے:

warmth /wɔ́Hrmθ/ : warmness /wɔ́Hrmnis/

یہ بات بالکل عیاں ہے کہ یہ الگ الگ ہیں لیکن /nis–/ اور /itiy–/ اور /itiy–/ اور /θ–/ کے بارے میں سوال موجود ہے۔

دراصل اس سوال کی عملی اہمیت سے زیادہ نظریاتی اہمیت ہے۔ خواہ یہ ایک مارفیم کے ذیلی مارفیم ہوں یا الگ الگ مارفیم مگر انگریزی کے طالب علم کو یہ سیکھنا ہوگا کہ کن ساقوں کے ساتھ /itiy–/ آتا ہے اور کن کے ساتھ /nis–/ یہ مسئلہ تصریفی تعلیقیوں سے بہت مختلف ہے۔ یہ جاننا کہ oxen میں /in–/ {$-Z_1$} کا ایک ذیلی مارفیم ہے' عملی اہمیت رکھتا ہے کیوں کہ اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ زبان میں oxen اسی طرح عمل کرتا ہے جیسے boys, tables وغیرہ یعنی ہمیں *The oxen is کی بجائے The oxen are ہی کہنا پڑے گا۔

8.24 اگر انگریزی الفاظ کو ان کے ترکیبی مارفیموں میں الگ الگ کریں تو معلوم ہوگا کہ ایک مسئلہ بل کا بھی درپیش آتا ہے۔ تنہا لفظ میں ایک اور صرف ایک ابتدائی بل ہوتا ہے۔ لفظ میں یہ کس جگہ آئے اس کا کوئی خاص تعلق مادہ یا تعلیقیوں سے

نہیں ہوتا، بلکہ مجموعی لفظ کی خصوصیت معلوم ہوتی ہے۔ تقسیم کا یہ کوئی مناسب طریقہ نہ ہوگا کہ بل جن مصوتوں پر دیکھے جائیں ان کو انہیں پر رہنے دیا جائے۔

ایک متبادل طریقہ یہ ہے کہ لفظ کو مندرجہ ذیل طریقہ پر تقسیم کیا جائے۔

*reading* /ríydiŋ/ = /ˊ ˉ/ + /riyd/ + /–iŋ/

اس میں شبہ نہیں کہ /riyd/ مادہ ہے اور /–iŋ/ ایک تصریفی لاحقہ۔ صرف /ˊ ˉ/ کا شمار باقی رہ جاتا ہے۔ بلوں کی یہ ترکیب ساخت کے اعتبار سے تین وجوہ سے اہم ہے:

(1) *Reading* (کم از کم معمولاً گفتگو میں) اور بلوں کے ساتھ نہیں بولا جاتا /*rîydiŋ/ /*ríydîŋ/ (2) دیگر متعدد الفاظ میں یہی نمونہ واقع ہوتا ہے جیسے *reader* /ríydər/, *going* /gówiŋ/ ( ) دوسرے نمونے دوسرے الفاظ کے ساتھ اتنی ہی پابندی کے ساتھ استعمال ہوتے ہیں: مثلاً /ˉ ˊ/ *above* /əbə́v/ *before* /bifóʜr/ وغیرہ۔ اقلی جوڑے بھی مل جاتے ہیں /pə́rmit/ (اسم)؛ /pərmít/ (فعل) اس کا منطقی نتیجہ یہ ہے کہ /ˊ ˉ/ ، /ˉ ˊ/ اور ایسے ہی بعض دوسرے بھی مارفیم سمجھے جانے چاہئیں۔

کیا ان مارفیموں کے معنی ہوتے ہیں؟ *permit, index, present* وغیرہ اسمی اور فعلی جوڑوں میں معلوم ہوتا ہے کہ معنی ہیں لیکن اکثر دوسری مثالوں میں یہ بات اتنی واضح نہیں ہوتی۔ تاہم انہیں *I want to go* میں *to*) کے مقابل رکھا جا سکتا ہے: دونوں صورتوں (/ˊ ˉ/ اور *to*) میں ایسے عناصر کی جن کے معنی ظاہر نہیں ہوتے، بناوٹ کے لیے ضرورت ہوتی ہے۔ ان کا کام یہ ہے کہ یہ جس کلام میں آتے ہیں، اس کی داخلی ساخت کی نشان دہی کرتے ہیں۔ *To* سے *want* اور *go* کے درمیان تعلق کا اظہار ہوتا ہے۔ /ˊ ˉ/ سے /riyd/ اور /–iŋ/ کے درمیان تعلق کا۔ دونوں کے مارفیم ہونے کی وجہ یہ ہے کہ یہ زبان کے مارفیمی نظام کا جز ہیں۔ ان کے بغیر زبان کا نظام (موجودہ ترکیب کے ساتھ) نہیں چل سکے گا۔

8.25 بل مارفیموں کی اہمیت مرکبات سے زیادہ کہیں ظاہر نہیں ہوتی۔ پہلی نظر میں ساق سازی کے اس انداز میں دو ساقوں کے جوڑ کے علاوہ کچھ شامل نہیں معلوم

ہوتا۔ مثلاً green اور house کو ساتھ ساتھ رکھ کر green house 'پودے اگانے کے لیے شیشہ کا مکان' بنایا جاسکتا ہے۔ لیکن یہ پوری صداقت نہیں ہے کیوں کہ انہیں عناصر کے ساتھ ساتھ رکھے جانے سے green house 'سبز مکان' بھی بن سکتا ہے یہاں فرق صرف بل کا ہے: /gríyn+hàws/ میں ایک مارفیم /ˊ+ˋ/ ہے جو مرکبات کی خصوصیات ہے /gríyn+hâws ~ gríyn+hâws/ میں دو /ˆ+ˊ/ یا /ˊ+ˆ/ میں سے ایک مارفیم ہے۔ یہ مارفیم توصیفی + اسم یا فعل + مفعول جیسی ساختوں کے ساتھ مخصوص ہیں۔ اس تقابل کی بہت سی مثالیں دی جاسکتی ہیں۔

blác̆k-bìrd : blâck bírd

spít-fìre : spît fíre

gréy hòund : grêy hóund

اس /ˊ+ˋ/ مارفیم سے مل کر اور بھی بہت سے مرکبات بنتے ہیں جن کے لیے ایسے اقلی جوڑے نہیں ملتے:

báth tùb bírd-càge

انگریزی لفظ میں طبعاً ایک مادہ اور ایک بل مارفیم شامل ہوتا ہے کبھی صرفی اور اشتقاقی تعلیقیوں کے ساتھ، کبھی ان کے بغیر۔ بہت کم دو یا دو سے زیادہ مادے ہوتے ہیں لیکن اشتقاقی تعلیقیے کئی ہو سکتے ہیں۔ بعض استثنائی صورتوں کے علاوہ کسی لفظ میں ایک سے زیادہ صرفی لاحقہ نہیں ہوتا۔ تنہا بولے جانے کی صورت میں ہر لفظ میں ایک اور صرف ایک بل مارفیم ہوتا ہے اگرچہ سیاق و سباق کے ساتھ بل مارفیم متعین طریقوں سے بدل سکتے ہیں۔

ان بیانات سے لفظ کی تعریف متعین نہیں ہو سکتی کیوں کہ گاہ بگاہ مزید پیچیدگیاں پیدا ہوتی رہتی ہیں۔ انگریزی مارفیمیات میں لفظ کی تعریف سب سے زیادہ مشکل تصور ہے، اگرچہ اکثر صورتوں میں اس میں کوئی شبہ نہیں ہوتا کہ آیا مارفیموں کا کوئی زنجیرہ لفظ ہے یا نہیں۔

باب

9

# تَصرِیف کی بعض اَقسام

9.1 یک لسانی طالبِ علم کو یہ توقّع تو ہوتی ہے کہ دوسری زبان اس کی مادری زبان سے بہت سی تفصیلات میں مختلف ہوگی، لیکن وہ بنیادی ساخت کے ایسے اختلافات کے لیے کم تر ہی تیار ہوتا ہے جو بالعموم زبانوں میں ہوتے ہیں۔ اکثر امریکی جنہوں نے ثانوی مدرسہ یا کالج میں کسی زبان کا مطالعہ کیا ہے ان امکانات سے ذرا سا زیادہ باخبر ہوتے ہیں۔ فرانسیسی، اسپینی، جرمن اور لاطینی سب ہی انگریزی سے قریبی تعلّق رکھتی ہیں اور بہت سی خصوصیات میں مشابہ ہیں۔ مزید برآں ان کی تعلیم اس طرح دی جاتی ہے کہ مشابہتوں پر زور دیا جائے اور اختلافات کو پسِ پشت ڈال دیا جائے۔ اگر ہمارے اسکولوں میں چینی، سواحلی، ازتک یا فواہو زبانیں سکھائی جاتیں تو طالب علموں کی لسانی بصیرت اور زیادہ گہری ہوتی ان کا یا کسی دوسری غیر ہند آریائی زبان کا مختصر سا تعارف ہی یہ دکھانے کے لیے کافی ہوگا کہ عالمی زبانیں بنیادی خصائص میں بہت مختلف ہوتی ہیں۔

زبانوں میں یہ تنوع اس قدر ہوتا ہے کہ زبانوں کی ساخت کے بارے میں کوئی عمومی بات کہنا مشکل سے ہی ممکن ہوگا۔ کچھ خصائص ایسے مل جائیں گے جو سب زبانوں میں مشترک ہوں۔ لیکن اختلافات کی تعداد بہت زیادہ ہوگی۔ اس باب میں یہ بات ذہن نشین رہنی چاہیے کہ جن خصائص کا ذکر کیا جا رہا ہے ضروری نہیں کہ وہ عالمی حیثیت رکھتے ہوں۔ انہیں اختلافات کی نوعیت ظاہر کرنے اور ساختوں کی عمومی نوعیت کی

مثال کے طور پر پیش کیا جارہا ہے۔

9.2 الفاظ کی ساخت کو بیان کرنے کا عام مفید طریقہ یہ ہے کہ ان کا ترکیبی مارفیموں میں تجزیہ کیا جائے اور یہ بتایا جائے کہ یہ مارفیم کس طرح ترکیب پاتے ہیں۔ مستعملہ ترکیبی طریقوں پر ہمیشہ طرح طرح کی پابندیاں ہوتی ہیں۔ ان پابندیوں سے وہ ترتیب متاثر ہوتی ہے جس میں مارفیم مرتب کیے جاسکتے ہیں؛ یا مارفیموں کے بعض جوڑے ہوسکتے ہیں جو ایک ہی لفظ میں کبھی ساتھ ساتھ استعمال نہیں ہوسکتے؛ یا بعض مخصوص حالات اس بات کے متقاضی ہوسکتے ہیں کہ مارفیموں کی بعض مخصوص قسمیں ہی استعمال کی جائیں۔ علاوہ بریں ذیلی مارفیموں کے انتخاب میں اکثر پیچ در پیچ نمونے ہوتے ہیں۔

بعض صورتوں میں کسی ایک گردان میں استعمال ہونے والے تعلیقیوں کی تعداد کثیر ہوتی ہے؛ یا ایک لفظ مارفیموں کے ایک طویل تسلسل پر مشتمل ہوسکتا ہے ممکن الوقوع پیچیدہ ترکیبوں کا بیان کرنے کے لیے کوئی سادہ طریقہ معلوم کرنا ضروری ہے۔ اکثر مارفیموں کی گروہوں میں درجہ بندی کرنے سے یہ مقصد حاصل ہوسکتا ہے۔ ان گروہوں کو "ترتیب" سے موسوم کیا جائے جن کو پھر بآسانی اعداد سے ظاہر کیا جاسکتا ہے۔ اس طرح ترتیب 1 میں وہ تمام لاحقے شامل ہیں جو مادہ کے بعد متصل واقع ہوسکتے ہیں۔ ترتیب 2 میں وہ تمام لاحقے شامل ہیں جو ترتیب 1 کے مارفیموں کے بعد متصل واقع ہوسکتے ہیں یا اگر ترتیب 1 کا مارفیم موجود نہ ہو تو مادہ کے بعد متصل لیکن مادہ سے اس کی دُوری اس سے زیادہ نہیں ہوسکتی۔ ترتیب 3 میں وہ لاحقے شامل ہیں جو مادہ کے بعد یا ترتیب 1، 2 کے ارکان کے بعد آسکتے ہیں۔ اسی طرح سابقے بھی ترتیبوں میں تقسیم کیے جاسکتے ہیں۔ اگر سابقے اور لاحقے دونوں استعمال ہوتے ہوں تو سابقوں کو منفی اعداد استعمال کرکے شناخت کیا جاسکتا ہے۔ اس طرح ترتیب 1 میں وہ سابقے شامل ہوں گے جو مادہ سے ماقبل متصلاً استعمال ہوسکتے ہیں۔ ترتیب 2 میں وہ سابقے شامل ہوں گے جو مادہ یا ترتیب 1 کے رکن سے ماقبل متصلاً استعمال ہوسکتے ہیں۔

مقررہ ترتیب کا صرف ایک ہی تعلیقیہ کسی مقررہ لفظ میں استعمال ہوسکتا ہے۔ مثلاً اگر ترتیب 1 کے دو ارکان کے استعمال کی ضرورت ہو تو ایک دوسرے کے بعد ہی آئے گا۔ ہماری تعریف کی رُو سے ترتیب 1 کا رکن صرف مادہ کے بعد آسکتا ہے۔ یوں

ہماری تعلیقیوں کی ترتیب میں درجہ بندی غلط ہو جائے گی اور زبان کے حقائق کی روشنی میں ہمیں اس پر نظرِ ثانی کرنی ہوگی۔ ہلذا ترتیبیں مارفیموں کی ایسی باہم اخراجی اقسام ہیں جو لفظ بنانے والے مارفیموں کے زنجیروں میں متعینہ مقام پر واقع ہوتی ہیں۔

9.3 اس طریقہ کی افادیت ترکی فعل کی مندرجہ ذیل مختصر توضیح سے دکھائی جا سکتی ہے۔ ترکی میں سابقے بہت کم ہیں، لیکن لاحقوں کا ایک وسیع سلسلہ ہے۔ درجِ ذیل فہرست میں صرف وہ اہم ترین لاحقے شامل ہیں جو فعل کے ساتھ استعمال ہوتے ہیں۔ موجودہ صورت میں اس سے ترکی فعل کی ساخت کے نمایاں پہلو ظاہر ہوتے ہیں؛ اسے مکمل کیا جائے تو مزید پیچیدگیاں پیدا ہو جائیں گی اور وضاحت زیادہ نہ ہوگی:

| | | |
|---|---|---|
| 'مجہول' | /-il-/ | ترتیب 1 |
| 'تفاعلی' | /-iš-/ | |
| 'معکوسی' | /-in-/ | |
| 'سببی' | /-tir-/ | ترتیب 2 |
| 'منفی' | /-ma-/ | ترتیب 3 |
| 'عمل مطابقت عادت' | /-ir-/ | ترتیب 4 |
| 'مسلسل عمل' | /-iyor-/ | |
| 'مستقبل کا عمل' | /-ajak-/ | |
| 'جبری عمل | /-mali-/ | |
| 'ماضی' | /-di-/ | ترتیب 5 |
| 'صیغہ جمع غائب فاعل' | /-lar-/ | ترتیب 6 |
| 'شرطی' | /-sa-/ | ترتیب 7 |
| 'واحد متکلم فاعل' | /-m-/ | ترتیب 8 |
| 'جمع متکلم فاعل' | /-k-/ | |
| 'واحد حاضر فاعل | /-n-/ | |
| 'جمع حاضر فاعل' | /-niz-/ | |
| 'سوالیہ | /-mi-/ | ترتیب 9 |

| | | | |
|---|---|---|---|
| 'واحد متکلم فاعل' | /-im/ | ترتیب 10 | |
| 'جمع متکلم فاعل' | /-iz/ | | |
| 'واحد مخاطب فاعل' | /-sin/ | | |
| 'جمع مخاطب فاعل' | /-siniz/ | | |

9.4 ترتیبوں میں درجہ بندی سے جو کچھ معلوم ہوتا ہے' اس کے علاوہ بھی بعض تعلیقیوں کے وقوع پر مختلف قسم کی پابندیاں ہوتی ہیں۔ یہ الحاقی پابندیاں الگ سے وضاحت چاہتی ہیں: ترتیب 8' 9 اور 10 میں سے صرف ایک کا استعمال جائز ہے یعنی یہ تینوں ترتیبیں باہم اخراجی ہیں جب ترتیب 7 اور 9 کا عمل ہو تو مختلف تنظیم کے باعث انہیں ایک ہی ترتیب قرار نہیں دیا جاسکتا۔ ترتیب 10 ترتیب 5 یا 7 کے ساتھ استعمال نہیں ہوسکتی۔ اس کے برعکس ترتیب 8 صرف ترتیب 5 یا ترتیب 7 یا دونوں کے ساتھ استعمال ہوسکتی ہے۔

9.5 دوسری زبانوں میں مارفیموں کی ترتیب میں متعدد دیگر اقسام کے رابطے استعمال ہوتے ہیں۔ یہ بات نادرالوقوع نہیں کہ اگر کوئی خاص مارفیم یا مارفیموں کی کوئی قسم استعمال ہو تو ان کے ساتھ کسی ترتیب کے کسی رکن کا واقع ہونا لازم ہو جاتا ہے۔ یہ پابندی ترکی فعل کی ترتیب 6' 8 اور 10 کے درمیان باہمی اخراجی رشتہ کے متضاد ہے کبھی ترکی فعل کی ان ترتیبوں میں سے کسی کے بھی استعمال کی ضرورت نہیں ہوتی۔ ایک لفظ کے ساتھ ان میں سے کسی ایک تعلیقیے بھی استعمال ہوسکتے ہیں یا کوئی بھی نہیں۔

9.5 مقررہ ترتیب کے کسی مارفیم کی عدم موجودگی میں مخصوص قسم کے معنی کا اطلاق ہوسکتا ہے۔ مثلاً ترکی میں، اکثر حالات میں' ترتیب 8 یا 10 کے کسی رکن کی عدم موجودگی کا مطلب ہوگا 'صیغہ غائب فاعل'۔ یہ واحد بھی ہوسکتا ہے اور جمع بھی جب تک /-lar-/ (ترتیب $Y^2$) نہ آئے اس وقت تک یہ لازماً جمع ہوگا۔

9.6 مذکورہ نظام کی عملی شکل مندرجہ ذیل شکلوں سے ظاہر ہوگی۔ تعلیقیوں کو کالموں میں رکھا گیا ہے کہ یہ معلوم ہوجائے کہ وہ کس ترتیب سے منسلک ہیں۔ حوالہ کے لیے بالائی سرے پر ہر ترتیب کے مارفیموں کی فہرست دے دی گئی ہے:

| | 0 | 1 | 2 | 3 | 4 | 5 | 6 | 7 | 8 | 9 | 10 |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| | kir | il | tir | ma | ir | di | lar | sa | m | mi | im |
| | čališ | iš | | | iyor | | | | k | | iz |
| | *etc.* | in | | | aǰak | | | | n | | sin |
| | | | | | mali | | | | niz | | siniz |
| *a* kirdi 'یہ ٹوٹ گیا' | kir | | | | | di | | | | | |
| *b* kirilmadilarmi 'کیا وہ توڑے گئے؟' | kir | il | | ma | | di | lar | | | mi | |
| *c* kiraǰaksan 'کیا آپ توڑنے والے ہیں؟' | kir | | | | aǰak | | | sa | n | | |
| *d* čališaǰakdim 'میں کام کرنے والا تھا' | čališ | | | | aǰak | di | | | m | | |
| *e* čalištirmalisin 'تمہیں (کسی سے کام) کرانا چاہیے' | čališ | | tir | | mali | | | | | | sin |
| *f* *kirilišdi | kir | {il / iš} | | | | di | | | | | |
| *g* *kiraǰaklarim | kir | | | | aǰak | | lar | | | | im |
| *h* *kirdisin | kir | | | | | di | | | | | sin |
| *i* *kirsamali | kir | | | | mali | | | sa | | | |

آخری چار شکلیں (ستارہ زدہ) ناممکن ہیں۔ یہ صرف اس لیے دی گئی ہیں کہ مذکورہ بالا پابندیوں کا عمل واضح ہو جائے۔ چونکہ یہ ممکن نہیں اس لیے مہمل ہیں' اسی لیے ان کے معنی نہیں دیے گئے۔ مثال f میں ایک ہی ترتیب کے دو مارفیم ہیں۔ تعریف کی رُو سے یہ باہم اخراجی ہیں۔ اگر لفظ کی دی ہوئی شکل واضح ہو سکتی تو /-il-/ اور /-iš-/ کو الگ الگ ترتیبوں سے منسلک کرنا ہوتا۔ لیکن ایسے الفاظ نہیں آتے (یاد رکھیے /*kirilišdi/ کو اس لیے ناممکن نہیں کہا جاتا کہ /-il-/ اور /-iš-/ ایک ہی ترتیب سے متعلق ہیں' بلکہ یہ دونوں مارفیم ایک ہی ترتیب سے متعلق اس لیے کہے جاتے ہیں کہ دیگر امور کے علاوہ /*kirilišdi/ جیسی شکلیں زبان میں آتی ہی نہیں۔ یہ ترتیب پابندیوں کو بیان کرنے کی ایک ترکیب ہے' ضابطہ نہیں جو یہ متعین کرے کہ کون سی شکلیں جائز ہیں اور کون سی ممنوع) مثال g

ہیں دو مارفیم ہیں جو اگرچہ مختلف ترتیبوں سے متعلق ہیں لیکن باہم اخراجی ہیں (یاد رکھیے ؛ یہ دقت اس لیے واقع نہیں ہوتی کہ معنی بے جوڑ معلوم ہوتے ہیں، بلکہ اس کی وجہ ترکی زبان کی ساخت ہے۔ مثال d میں تعلیقیے شامل ہیں جن کے معنی 'ماضی' اور 'مستقبل' ہیں۔ پہلی نظر میں یہ متبائن معلوم ہوسکتے ہیں لیکن /čališaJakdim/ جیسی شکلیں واقع ہوتی ہیں اور بامعنی ہیں۔ یہ ہر صورت صرف معنی پر تجزیہ کی بنیاد رکھنا خطرناک بھی ہوسکتا ہے۔ ان سے یقیناً تعلیقیوں کے مفہوم کا مکمل تصوّر نہیں ابھرتا) مثال h اس لیے ناممکن ہے کہ /-di-/ (ترتیب 5) کے ساتھ فاعل ترتیب 10 کے بجائے (جیسا /-sin/ ترتیب 8 کے مارفیم (شاید /-n-/) سے ظاہر کیا گیا ہے۔ مثال i میں مارفیم بالکل بے جوڑ ہیں لیکن ترتیب 4 کا ایک رکن ترتیب 7 کے رکن سے پہلے آتا ہے یہی مارفیم /kirmalisa/ جیسی تنظیم میں جائز ہوں گے اور اس کے معنی ہوں گے، 'اگر اسے توڑنا ہی پڑے'۔

**9.7** اس بیان میں جس اختصار کو ملحوظ رکھا گیا ہے اس کے باوجود کسی مادّے سے تین ہزار سے زیادہ فعلی شکلیں بن سکتی ہیں۔ یوں گردان پیش کرنے کی کوشش بے سود ہے۔ مزید برآں یہ غیر ضروری بھی ہے، اگر ایسا کیا جائے تو یہ گمراہ کن ہوگا۔ کچھ ممکنہ صورتیں بہت عام ہیں، دوسری، اگر ہوں بھی، تو، کم استعمال ہوتی ہیں۔ لیکن یہ صورتیں نادر ہونے کے باوجود اگر استعمال ہوں تو قابلِ فہم ہوں گی۔ ان میں سے کسی کی ضرورت در پیش آئے تو ترک درست شکل بنالیتا ہے۔ اس کو یہ احساس بھی نہیں ہوتا کہ اس نے یہ لفظ پہلے کبھی بھی نہیں سنا تھا۔ دوسرا ترک بھی اسے ایسی ہی سہولت سے سمجھ لیتا ہے۔ توضیح کی مذکورہ قسم اس طریقہ کا مرتّب بیان ہے جس کے ذریعہ ترک اہل زبان ترکی زبان کے فعلوں کی ضروری شکلیں بنالیتا ہے۔ ایسی زبان میں بنے بنائے فعلوں کے مقرر ذخیرہ کی گردان پیش کرنا مناسب ہوگا۔

**9.8** ترکی فعلوں کی شکل کا یہ بیان ایک حیثیت سے بہت ناقص ہے۔ اس میں ہر تعلیقیہ کے متعدد ذیلی مارفیموں میں سے صرف ایک کا ذکر کیا گیا ہے مکمل بیان میں تمام ذیلی مارفیم دیے جانے چاہئیں۔ اور ممکن شرائط کے تحت صحیح انتخاب کے قاعدوں کا ذکر ہونا چاہیے۔ بہت سے مارفیموں کے ذیلی مارفیموں کے متوازی مجموعے یکساں

شرائط کے ساتھ موجود ہیں - اس لیے یہ ممکن ہے کہ بعض عام مارفونیمی بیانات تیار کیے جائیں جن کا اس نظام میں بالعموم اطلاق ہو سکتا ہو- مثلاً ترتیب 10 کے تعلیقیوں کے مندرجہ ذیل ذیلی مارفیم ہیں جو ماقبل رکن کے مصوتے سے مشروط ہوتے ہیں :

| | واحد متکلم | جمع متکلم | واحد حاضر | جمع حاضر |
|---|---|---|---|---|
| /i e/ کے بعد | /-im | -iz | -sin | -siniz |
| /ü ö/ کے بعد | -üm | -üz | -sün | -sünüz |
| /ı a/ کے بعد | -ım | -ız | -sın | -sınız |
| /u o/ کے بعد | -um | -uz | -sun | -sunuz/ |

اسی طرح کے ذیلی مارفیم ان تمام تعلیقیوں کے ساتھ آتے ہیں جو 9.3 میں درج کیے گئے اور جن میں مصوتہ /i/ ہے (ان میں سے بعض میں اختلاف کی دوسری صورتیں بھی ہوتی ہیں) یہ مصوتی ہم آہنگی کی ایک مثال ہے۔ پورے نظام کا دو عام قاعدوں میں خلاصہ کیا جاسکتا ہے :

اونچے مصوتوں پر مشتمل لاحقوں میں :

/i/ ہوگا اگر ماقبل رکن میں /i e/ (اگلا غیر مدور) ہو
/ü/ " " " /ü ö/ (اگلا مدور) ہو
/ı/ " " " /ı a/ (پچھلا غیر مدور) ہو
/u/ " " " /u o/ (پچھلا مدور) ہو

نچلے مصوتوں پر مشتمل لاحقوں میں

/e/ ہوگا اگر ماقبل رکن میں /i e ü ö/ (اگلا) ہو
/a/ " " " /ı a u o/ (پچھلا) ہو

استثنائی صورتیں بہت زیادہ نہیں ہیں - ایک تو فہرست میں ہی دکھائی گئی ہے۔ ترتیب 4 کے تعلیقیہ کے ذیلی مارفیم /-iyor- ~ -üyor- ~ -ıyor- ~ -uyor-/ ہیں جن میں صرف پہلے مصوتے میں مصوتی ہم آہنگی نظر آتی ہے۔

کہیں صورتِ حال ترکی کی اس باضابطہ ساخت سے بہت مختلف ہو سکتی ہے۔ کری (کناڈا کی ایک امریکی انڈین زبان) کے فعلی نظام کے تھوڑے سے حصہ کی توضیح سے زیادہ پیچیدہ گردان کی مثال پیش کی جاسکتی ہے۔ اس زبان میں فعل کی چار قسمیں ہیں - ذیل کی توضیح متعدی ذی روح فعل کی تصریفی گردان کا کچھ حصہ ہے - یہ وہ فعل

ہیں جن کا فاعل اور مفعول دونوں ذی روح ہوتے ہیں۔ (ذی روح اسما کی جنس کی ایک قسم ہے۔ کری میں ہر اسم یا ذی روح ہوتا ہے یا غیر ذی روح)۔ کری کا فعل پندرہ صورتوں میں وجود پذیر ہوتا ہے۔ آزاد بیانیہ اور عطفی بیانیہ دو کثیر الاستعمال شکلیں ہیں۔ ان دونوں صورتوں کے اختتامیوں کی مکمل گردانیں اگلے صفحہ پر ہیں۔

ہر متعدی فعل میں فاعل اور مفعول دونوں ہی اختتام پر ظاہر کیے جاتے ہیں۔ گردان میں ان کے معنی اشاراتی عددوں سے دکھائے گئے ہیں۔ نشان الحاق فاعل کی علامت کے بعد اور مفعول کی علامت سے پہلے آتا ہے مثلاً 3-1 کا مطلب ہے 'میں اس کو' جب کہ 1-3 کا مطلب ہے 'وہ مجھ کو'

1 واحد متکلم 'میں'

2 واحد حاضر 'تُو'

3 صیغہ واحد غائب قریب خاص شخص جس کے بارے میں کچھ کہا گیا ہو یا مذکور میں سے پہلا 'وہ'

3' صیغہ واحد بعید، شخص یا اشخاص جن کے بارے میں کہا گیا ہو، بیان کے خاص کردار کے علاوہ، یا مذکور میں سے پہلے کے علاوہ 'وہ' 'he,' 'she,' 'it,' 'they,' he دیگر 'the other'

3p جمع غائب قریب وہ 'they'

2p صیغہ جمع حاضر 'تم سب'

12 واحد متکلم جمع شمولی، جس میں متکلم اور مخاطب شامل ہوں 'ہم، تم اور میں'

1p واحد متکلم جمع اخراجی جس میں متکلم اور کوئی اور شخص یا اشخاص علاوہ مخاطب کے شامل ہوں 'ہم، وہ اور میں' 'وہ اور میں'، نقشے میں خالی جگہیں فاعل اور مفعول کے ان اجتماعات کو ظاہر کرتی ہیں جو وقوع پذیر نہیں ہوتے۔ مثلاً 'وہ — اس کو' یا تو 3'-3 ہوگا یا 3'-3 3-3 ناممکن ہے کیوں کہ اگر غائب کے دو صیغے ہوں تو ان میں فرق ہوگا، ایک قریب ہوگا دوسرا بعید۔

# CREE VERB FORMS

| | -1 | -1p | -12 | -2 | -2p | -3 | -3p | -3′ |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| **Conjunct indicative** | | | | | | | | |
| 1- | – | – | – | -itān | -itakok | -ak | -akik | -imak |
| 1p- | – | – | – | -itāhk | -itakok | -akiht | -akihcik | -imakiht |
| 12- | – | – | – | – | – | -ahk | -ahkik | -imahk |
| 2- | -iyan | -iyāhk | – | – | – | -at | -acik | -imat |
| 2p- | -iyēk | -iyēk | – | – | – | -ēk | -ēkok | -imēk |
| 3- | -it | -iyamiht | -itahk | -isk | -itēk | – | – | -āt |
| 3p- | -icik | -iyamihcik | -itahkok | -iskik | -itēkok | – | – | -ācik |
| 3′- | -iyit | -iyiyamiht | -iyitahk | -iyisk | -iyitēk | -ikot | -ikocik | – |
| **Independent indicative** | | | | | | | | |
| 1- | – | – | – | -itin | -itināwāw | -āw | -āwak | -imāwa |
| 1p- | – | – | – | -itinān | -itināwāw | -ānān | -ānānak | -imānānāwa |
| 12- | – | – | – | – | – | -ānaw | -ānawak | -imānawa |
| 2- | -in | -inān | – | – | – | -āw | -āwak | -imāwa |
| 2p- | -ināwāw | -ināwāw | – | – | – | -āwāw | -āwāwak | -imāwāwa |
| 3- | -ik | -ikonān | -ikonaw | -ik | -ikowāw | – | – | -ēw |
| 3p- | -ikwak | -ikonānak | -ikonawak | -ikwak | -ikowāwak | – | – | -ēwak |
| 3′- | -ikoyiwa | -ikonānāwa | -ikonānāwa | -ikoyiwa | -ikowāwāwa | -ik | -ikwak | – |
| **Reconstruction of the independent indicative** | | | | | | | | |
| 1- | – | – | – | -it-in-w<br>→ 1 2 | -it-in-āwāw<br>→ 1 2p | -ā-w<br>→ 1 | -ā-w-ak<br>→ 1 3p | -imā-w-wa<br>→ 1 3′ |
| 1p- | – | – | – | -it-in-ān<br>→ 2 1p | (1-2p used) | -ā-ānān<br>→ 1p | -ā-ānān-ak<br>→ 1p 3p | -imā-ānān-āwa<br>→ 1p 3′ |
| 12- | – | – | – | – | – | -ā-anaw<br>→ 12 | -ā-anaw-ak<br>→ 12 3p | -imā-anaw-wa<br>→ 12 3′ |
| 2- | -∅-in-w<br>← 1 2 | -∅-in-ān<br>← 2 1p | – | – | – | -ā-w<br>→ 2 | -ā-w-ak<br>→ 2 3p | -imā-w-wa<br>→ 2 3′ |
| 2p- | -∅-in-āwāw<br>← 1 2p | (2p-1 used) | – | – | – | -ā-āwāw<br>→ 2p | -ā-āwāw-ak<br>→ 2p 3p | -imā-āwāw-wa<br>→ 2p 3′ |
| 3- | -ikw-w<br>← 1 | -ikw-ānān<br>← 1p | -ikw-anaw<br>← 12 | -ikw-w<br>← 2 | -ikw-āwāw<br>← 2p | – | – | -ā-iw<br>→ 3′ |
| 3p- | -ikw-w-ak<br>← 1 3p | -ikw-ānān-ak<br>← 1p 3p | -ikw-anaw-ak<br>← 12 3p | -ikw-w-ak<br>← 2 3p | -ikw-āwāw-ak<br>← 2p 3p | – | – | -ā-iw-ak<br>→ 3′ 3p |
| 3′- | -ikw-ayi-wa<br>← 1 3′ | -ikw-ānān-āwa<br>← 1p 3′ | (3′-1p used) | -ikw-ayi-wa<br>← 2 3′ | -ikw-āwāw-āwa<br>← 2p 3′ | -ikw-∅<br>← 3′ | -ikw-∅-ak<br>← 3′ 3p | – |

9.10 یہ گردانیں بڑی ہولناک ہیں، پورا مجموعہ کہیں زیادہ ہولناک ہوگا۔ طالب علم کے لیے صرف رٹائی کا اچھا خاصا کام ہو جاتا ہے۔ ماہر لسانیات کو ان میں مستقل استعمال ہونے والی ساخت کی یکساں صورتیں نظر نہیں آتیں۔ دونوں نقطہ ہائے نظر سے تسہیل اور تنظیم ضروری ہوگی۔ کری فعل کی گردان کا مکمل مجموعہ پہلی نظر میں باعتبار پیچیدگی ترکی گردان کے مجموعہ سے زیادہ مختلف معلوم نہیں ہوگا۔ تاہم ترکی فعل کی ساخت کو اس انداز میں پیش کیا جا سکتا ہے کہ وہ سیکھنے میں آسان تر ہو جائے اور ساخت کی بھی ایک شکل نظر آتی ہے۔ اسی قسم کے تجزیہ اور باز تنظیم کی کری فعل میں ضرورت محسوس ہوتی ہے۔

یہ دکھانے کے لیے کہ یہاں مسئلہ بہت مختلف ہے ایک ذرا سا تجربہ کافی ہوگا۔ ترکی فعل کی شکلوں کا تجزیہ تعلیقیوں کے سلسلوں کی اصطلاح میں بآسانی کیا جا سکتا ہے۔ کری کے اختتامیوں کو مارفیموں میں صاف طور پر قطع نہیں کیا جا سکتا۔ مثلاً ہمیں ایسے مارفیم کے ملنے کی توقع ہوگی جو بیانیہ یا عطفی بیانیہ یا دونوں کو ظاہر کرتا ہو یعنی دونوں کے درمیان کوئی مارفیمی فرق ہونا چاہیے۔ یہ بھی ممکن ہونا چاہیے کہ ایک گردان کی بیالیس شکلوں اور اتنی ہی دوسرے کی شکلوں کے مستقل واقع ہونے والے باہمی تضاد کے ذریعہ اس فرق کو شناخت کیا جا سکے لیکن جب ان شکلوں کا موازنہ کیا جاتا ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ اختلافات بہت متنوع ہیں۔ ایک نمونہ ذیل میں درج ہے:

| | | |
|---|---|---|
| 3–1 | –ik : –it | ایک فونیم کا فرق |
| 1–2 | –itin : –itān | |
| 3–2 | –ik : –isk | |
| 1–3 | –āw : –ak | دو فونیموں کا فرق |
| 3′–3 | –ik : –ikot | |
| 1p–3 | –ānān : –akiht | زیادہ فرق |

اس طرح کے اختلافات کا خلاصہ ایک مارفیم یا مارفیموں کے متضاد جوڑوں کی اصطلاح میں نہیں کیا جا سکتا۔ اس طرح کا خلاصہ کرنے کی کوشش اس بات کی مقتضی ہوگی کہ ذیلی مارفیموں کے بہت طویل اور پیچیدہ مجموعوں کی توضیح کی جائے۔ تسہیل کی کوئی صورت پیدا نہیں ہو سکتی۔

9.11 کچھ مکرّرالوقوع سانچوں کا ادراک کیا جاسکتا ہے۔ مثلاً 3p کی تمام شکلوں کا ہمسر کی شکلوں سے موازنہ اس پر دلالت کرتا ہے کہ ایک مارفیم کی شناخت کی جاسکتی ہے جس کے عارضی مارفیم /-ak ~ -wak ~ -ik ~ -ok/ ہوں گے۔ اسے "عارضی"، ہی کہنا چاہیے جب تک کہ ان شکلوں کے باقیوں کا اطمینان بخش تجزیہ نہ ہو جائے، بدقسمتی سے ایسا تجزیہ نہیں کیا جاسکتا۔ کیوں کہ اکثر مکرّرالوقوع مشابہتیں ایک صورت کے کسی حصّے سے مختص ہوتی ہیں یا ایسی پیچیدہ ہوتی ہیں کہ تجزیہ ممکن نہیں ہوتا۔ موجود گردانیں ناقابل تجزیہ ہیں۔

اگر ابتدائی باز تعمیر کرلی جائے تو تجزیہ کو کچھ اور آگے بڑھایا جاسکتا ہے متعدد مارفونیمی تغیرات کری میں واقع ہوتے ہیں۔ مثلاً مصمتے کے بعد اختتامی /w/ ساقط ہوجاتا ہے۔ اختتامی /w/ بعض شکلوں میں جوڑا جاسکتا ہے /wa*/ اور /wā*/ بعض اوقات /o/ میں تبدیل ہوجاتے ہیں۔ /o/ والی کچھ شکلوں کی باز تعمیر /wa*/ یا /wā*/ کو قائم مقام بناکر کی جاسکتی ہے۔ /āā*/ کو /ā/ کی جگہ رکھا جاسکتا ہے۔ جو شاید /āā*/ سے ہی بنا ہو 1p–3p /-ānānak/ کی باز تعمیر /-āānānak-*/ کی صورت میں اور 3p–1p /-ikonānak/ کی باز تعمیر /-ikwānānak-*/ کی صورت میں کی جاسکتی ہے ؛ یہ کرلیا جائے تو انہیں /-ā-ānānak-*/ اور /-ikw ānānak-*/ میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔ نقشے کے داہنے بالائی نصف میں آزاد بیانیہ کے اختتام کی بہت سی شکلوں میں /-ā-/ استعمال ہوتا ہے، اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ دو مذکور اشخاص میں سے قریب فاعل ہوتا ہے اور بعید مفعول۔ اس مقصد کے لیے "قریب" سے مراد 3 یا 2 کے بجائے 1، 3 کے بجائے 2 اور 3' کے بجائے 3 ہوتی ہے۔ اسی طرح نقشہ کے نچلے بائیں نصف میں /-ikw-/ بہت سی شکلوں میں استعمال ہوتا ہے۔ اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ دو مذکور اشخاص میں سے بعید فاعل اور قریب مفعول ہوتا ہے۔ /-ā-/ اور /-ikw-/ نکال لینے کے بعد 1p–3p اور 3p–1p ایک سے رہ جاتے ہیں /-ānānak/ سے یہ ظاہر ہونا چاہیے کہ 1p اور 3p دونوں کسی نہ کسی حیثیت سے شامل ہیں، اگرچہ ان کی حیثیت کا تعیّن نہیں ہو پاتا۔ اسے مزید /-ānān/ دبشمول 1p، اور /a k/

'بشمول/ak-/میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔

9.12 ایسے طریقِ کار کی بنیاد پر آزاد بیانیہ صورتوں کے اکثر اختتامیوں کا تجزیہ کیا جا سکتا ہے۔ نتیجہ میں مارفیمی عناصر کی درج ذیل فہرست حاصل ہوتی ہے:

| | |
|---|---|
| /-in ~ -w ~ -ayi/ | '1 یا 2 شامل' |
| /-ānān ~ -ān/ | '1p شامل' |
| /-anaw/ | '12 شامل' |
| /-āwāw/ | '2p شامل' |
| /-wa ~ -āwa ~ -iw ~ Ø/ | '3' شامل' |
| /-ak/ | '3p شامل' |
| /-ā ~ -it ~ -imā/ | 'قریب تر فاعل، بعید مفعول' |
| /-ikw ~ Ø/ | 'بعید تر فاعل، قریب مفعول' |

3 کی شمولیت کی کبھی کوئی ظاہری علامت نہیں ہوتی، اس لیے اس معنی کے لیے کوئی مارفیم مقرر نہیں کیا جا سکتا۔ جب دوسرے شرکا کی کوئی علامت نہ ہو تو ہم اسے مضمر تصوّر کر سکتے ہیں۔

مندرجہ ذیل مارفیمی تغیرات مان لیے گئے ہیں:

| | |
|---|---|
| /*ww/ | /w/ ہو جاتا ہے |
| مصمتے کے بعد اختتامی /*w/ | ساقط ہو جاتا ہے |
| /*wa ~ *wā/ | /o/ ہو جاتا ہے |
| /*āa ~ *āā/ | /ā/ " |
| /*āi/ | /ē/ " |

مکمّل بیان میں ذیلی مارفیموں کی تقسیم کو بھی بتانا ہوگا۔ یہ سب کے سب مشروط مارفیمی ہیں اور تقسیم کو بیان کرنا اتنا آسان نہیں ہے۔ یہ بات کہ یہ تجزیہ کس طرح کام آتا ہے، باز تعمیر شکلوں کا غیر تجزیہ شدہ گردانوں سے مقابلہ کر کے دیکھی جا سکتی ہے۔ باز تعمیر کو مارفیموں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ ہر ایک کے نیچے اس کی شناختی علامت لکھی ہوئی ہے۔

9.13 تین شکلیں ایسی ہیں جن کا تجزیہ نہیں ہوا۔ 12-'3 اور 1p-'3 بالکل یکساں ہیں۔ ہم یہ فرض کر سکتے ہیں کہ اس ضمن میں ان کا فرق ختم ہو گیا ہے اور یہ بھی کہ 1p-'3 کے معنی میں توسیع ہو گئی۔ اسی طرح 2p-1p اور 1p-2p بالترتیب 1-2p اور 2p-1 کی توسیع سے ماخوذ معلوم ہوتے ہیں۔ ان کو کسی اور طرح سمجھنے کی کوشش سے بیان کی پیچیدگی بڑھ جائے گی۔

9.14 مارفیموں میں تجزیہ کے طریقہ کے ایک بڑے نقص کی طرف ہم پہلے ہی اشارہ کر چکے ہیں۔ بہت سے اور بھی نظر آتے ہیں۔ مثلاً /-imā/ کو درج فہرست کر کے بتایا کہ "قریب تر فاعل ہے" یہ ٹھیک ہے کہ اس کو سمجھنے کا آسان ترین طریقہ یہی ہے، لیکن جب عطف بیانیہ کا تجزیہ کیا جاتا ہے تو /-im-/ کو '3' کا مظہر سمجھنا چاہیے۔ یہاں وہ تجزیہ جو ابھی پیش ہوا ناکام ہو جاتا ہے کیوں کہ یہ نظیری مواد کو مجموعی طور پر احاطہ نہیں کرتا۔ یہ تجزیہ خاصا پیچیدہ ہے لیکن اگر اسے دونوں صورتوں کا احاطہ کرنے کے لیے استعمال کیا جائے تو مزید دشوار مسائل اُٹھ کھڑے ہوں گے۔ ہم دیکھ سکتے ہیں کہ اگر مزید پندرہ صورتیں شامل تجزیہ کی جائیں تو تجزیہ اور بھی زیادہ مشکل ہو جائے گا۔

تجزیہ کی دقتوں سے بھی زیادہ خطرناک بات نتیجہ کی غیر یقینی نوعیت ہے۔ کل نظام کے مختصر سے حصّے کا تجزیہ کرنے سے ہی بہت سی تاویلات سے کام لینا پڑا ہے۔ مثلاً /-ik/ '3-1' کی باز تعمیر /*-ikw-w/ میں کی گئی۔ دونوں /w/ میں سے کسی ایک کی بھی خاص وجہ جواز نہیں تھی۔ غرض ان شکلوں کے تجزیہ کرنے کی کوشش میں ماہر لسانیات لازماً بالکل بے بنیاد سطح پر پہنچ جائے گا اور نتیجہ کسی کو بھی مطمئن نہیں کر سکے گا۔

ترکی فعل کے تجزیہ کے مقابلہ میں کری فعل کا مارفیموں کے زنجیروں میں تجزیہ مختلف افادیت کا حامل ہے۔ طالب علم کے لیے اس کا براہِ راست کوئی فائدہ نہیں۔ مکمل مارفیمی تجزیہ کو یاد کرنا گردان کے یاد کرنے سے کہیں زیادہ مشکل ہوگا۔ تاہم مبتدی کے لیے بھی جزوی تجزیہ یوں مفید ہو سکتا ہے کہ گردان کی کچھ تفہیم اس سے ہو سکتی ہے۔ /-ak ~ -ik ~ -ok/ '3p,' جیسے واضح مارفیموں کو سیکھنے یا "قریب بعید" اور "بعید۔ قریب" کی شکلوں کے اختلاف کو سمجھنے سے اس کو مدد ملے گی۔

تفصیلی تجزیہ ماہرینِ لسّانیات کے لیے دلچسپ بھی ہوتا ہے اور مفید بھی۔ اس سے الفاظ کی محض فہرست کے مقابلہ میں کہیں زیادہ ساخت کی بصیرت حاصل ہوتی ہے؛ اس سے بعض نئے مسائل کا بھی اشارہ ملتا ہے، جس پر مزید توجہ کی ضرورت ہے؛ اس سے تاریخ زبان کی بعض خصوصیتوں کی تفہیم کے لیے بھی بنیاد مل جاتی ہے۔ غرض عملی سے زیادہ اس کی نظریاتی اہمیت ہوتی ہے، یوں تھوڑا بہت تعلّق دونوں سے ہی ہوتا ہے۔

9.15 لوما (لائبیریا کی) زبان کے افعال بالکل جداگانہ انداز کے ہیں، مکمل گردان صرف چار شکلوں پر مشتمل ہے لیکن دو بالکل من مانی ذیلی قسمیں بھی ہیں:

| | کہنا | شمار کرنا | توڑنا | جُھکنا |
|---|---|---|---|---|
| بنیادی شکل | bó | dódò | gálé | kává |
| استمراری | bósù | dódòsù | gálézù | kávázù |
| ماضی قریب | bógà | dódògà | gáléá | káváá |
| ماضی بعید | bónì | dódònì | gálénì | kávánì |

لاحقہ /-sù ~ -zù/ سے استمراری اور /-gà ~ -á/ سے ماضی قریب بنتا ہے چوں کہ جن ساقوں کے ساتھ /-sù/ آتا ہے ان کے ساتھ /-gà/ بھی آتا ہے اور جن کے ساتھ /-zù/ آتا ہے ان کے ساتھ /-á/ بھی آتا ہے اس لیے تصریفی ذیلی قسمیں قائم کرنا ممکن بھی ہے اور مفید بھی۔

9.16 اس نسبتاً مختصر گردان سے یہ لازم نہیں آتا کہ لوما میں ان متعدد امتیازات کو ظاہر نہیں کیا جاسکتا جو ترکی یا کری اپنی فعلی شکلوں کی وسیع درجہ بندی کے باعث کرسکتی ہیں۔ یہ چار فعلی شکلیں متعدد معاونین اور ضمیرِ فاعلی کے چھ مجموعوں کے ساتھ استعمال ہوتی ہیں۔ بعض امتیازات جو ہمارے خیال میں فعل کی شکل سے ظاہر ہونے چاہئیں، ضمائر سے ظاہر کیے جاتے ہیں۔

| | میں | تم (واحد) | وہ (واحد) | ہم (اخراجی) | ہم (شمولی) | تم (جمع) | وہ (جمع) |
|---|---|---|---|---|---|---|---|
| حال | gè | è | é | gé | dé | wò | tó |
| مستقبل | gà | yà | tówàà | gá | dá | wà | tá |
| ارتقائی | gà | yà | tó | gá | dá | wà | tá |
| تابعی | gìɛ | yè | yé | gíɛ | díɛ | wìɛ | tíɛ |
| منفی | gɛ̀ | ɛ̀ | ɛ́ | gɛ́ | dɛ́ | wɛ̀ | tɛ́ |
| عادتی | gɔ̀ | ɔ̀ | ɔ́ | gɔ́ | dɔ́ | wɔ̀ | tɔ́ |

اجمالی انداز میں لوما انگریزی سے مشابہت رکھتی ہے کہ نحوی ساختوں کا ایک طویل سلسلہ وسیع صرفی شکلوں کی جگہ لے لیتا ہے۔ ضمائر، معاونین اور فعلی شکلوں کے متعدد اتصالات مختلف اور بے شمار فعلی تصورات کو ظاہر کرتے ہیں۔ انگریزی میں اس کے مقابلہ کی شکلیں مختلف فعلی معاونین اور فعلوں سے بنائی جاتی ہیں۔

9.17 فرانسیسی میں فعلی شکلوں کی خاصی بڑی گردان ہوتی ہے۔ بہت سی شکلوں کی ساخت اس انداز کی ہے کہ اگرچہ ان کا مارفیموں میں تجزیہ ممکن ہوتا ہے لیکن ہمیشہ آسان اور مفید نہیں ہوتا۔ چار "باضابطہ" ذیلی قسمیں روایتی طور پر تسلیم کی جاتی ہیں۔ ان کے علاوہ "بے ضابطہ" فعلوں کی ایک بڑی تعداد ہے۔ ان میں سے بعض "باضابطہ" فعلوں سے برائے نام ہی مختلف ہوتے ہیں، بعض دوسروں میں بہت زیادہ اختلاف ہوتا ہے: "بے ضابطہ" فعلوں کے چھوٹے چھوٹے گروہ بن جاتے ہیں جن کی تصریف یکساں طور پر ہوتی ہے۔ اگر چار "باضابطہ" ذیلی قسموں سے ابتدا کر کے یکساں تصریف والے گروہوں کو ہم ان کی طوالت کی اعتبار سے ترتیب دے لیں تو تقسیم کی خصوصیت واضح ہو جائے گی۔ یہ بات اس تصویر سے ظاہر کی جا سکتی ہے:
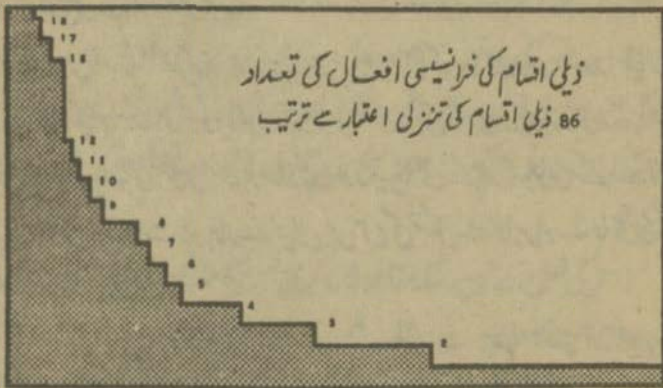
باب 8 میں انگریزی فعلوں کی جو تقسیم دکھائی گئی تھی، یہ تقسیم اس سے ملتی جلتی ہے۔ فرانسیسی کی ذیلی قسموں میں سے سب سے بڑی قسم میں زبان کے تمام فعلوں کا آدھے سے زیادہ حصّہ شامل ہے۔ ذیلی قسموں میں سے ایک تہائی میں صرف ایک ایک دو دو فعل شامل ہیں۔ مجموعی "ذخیرۂ الفاظ" کے پیشِ نظر "بے ضابطہ" ذیلی قسمیں بالکل غیر اہم ہیں۔

لیکن یہ کوئی مکمّل تصویر نہیں ہے۔ بہت سے بے ضابطہ فعل بہت عام ہیں، اسی کو الٹ کر یوں کہہ سکتے ہیں کہ بہت سے عام فعل بے ضابطہ ہیں۔ زبان کے عام ترین فعلوں میں سے ایک تہائی کے قریب بے ضابطہ ہیں، اور ان میں بھی سب سے

زیادہ بے ضابطہ شکلوں کا تناسب سے زیادہ حصہ شامل ہے۔ معتدل استعمال کے افعال کا صرف دسواں حصّہ بے ضابطہ ہے۔ ان افعال میں جو کم استعمال ہوتے ہیں یا بہت غریب ہیں بے ضابطگی کے ساتھ استعمال ہونے والے نسبتاً بہت ہی کم ہیں۔ پہلی ذیلی قسم فرانسیسی فعل کی پیداکار ذیلی قسم ہے۔ یعنی اکثر نئے افعال اس گردان میں آجاتے ہیں اور دیگر افعال میں بھی ان کے ساتھ مطابقت کا ایک رجحان موجود ہے۔ اس قسم میں عام ترین افعال میں سے تقریباً نصف معتدل استعمال والے تقریباً $\frac{4}{5}$ اور نادر الوقوع افعال کی اس سے بھی بڑی تعداد شامل ہے۔

اس کا عملی اثر فرانسیسی کا پہلے سال کا طالب علم بھی خوب جانتا ہے۔ بے ضابطہ فعل بڑے خوفناک نظر آتے ہیں۔ لیکن ایک اطمینان کی بات ہوتی ہے۔ جیسے جیسے وہ عام الفاظ پر قادر ہو کر آگے بڑھتا ہے، یہ شکل کم ہوتی جاتی ہے۔ یہی صورت بہت سی اور زبانوں میں بھی پائی جاتی ہے۔ بے ضابطہ شکلیں تعداد میں نسبتاً کم ہوتی ہیں، لیکن ان میں اکثر زبان کے عام ترین الفاظ شامل ہوتے ہیں۔ اس کی ایک وجہ یہ بھی ہوتی ہے کہ عام ترین الفاظ مروجہ سانچوں سے مطابقت پیدا کرنے کے دباؤ کی بڑی کامیابی سے مدافعت کر لیتے ہیں۔

9.18 بعض فعلی نظاموں کا جو مختصر خاکہ پیش کیا گیا، اس سے یہ ظاہر ہو جاتا ہے کہ صرفی طریقوں کی کتنی مختلف قسمیں ہو سکتی ہیں۔ تین گردانوں پر مزید کچھ کہنے کی ضرورت ہے۔

سب سے پہلے گردان کے صیغوں کی تعداد ہے۔ ترکی ایک سرے پر ہے جس میں تقریباً تین ہزار سے زائد صیغے ہیں۔ کری بھی اس سے پیچھے نہیں۔ انگریزی اور لوما جن میں بالترتیب پانچ اور چار صیغے ہیں دوسرے سرے کے قریب ہیں۔ تصویر مکمل اس وقت ہوگی جب ہم یہ جان لیں کہ بعض زبانوں کے بارے میں بتایا گیا ہے کہ ان میں سرے سے تصریف ہے ہی نہیں، لیکن اکثر زبانوں میں الفاظ کی کم از کم ایک یا دو قسمیں ضرور ہیں جو زیرِ تصریف آتی ہیں۔

دوسرے صیغہ سازی کی پیچیدگی ہے۔ اس معاملے میں ترکی تقریباً ایک سرے پر ہے۔ صرف چند خاص پابندیوں کے ساتھ تعلیقیوں کے جوڑ سے آزادانہ طور پر صیغے بنائے جاسکتے ہیں اسی طرح لوما میں بھی تصریف کا بہت آسان قاعدہ ہے اگرچہ

یہاں اس کی کچھ وجہ مختصر گردان ہو سکتی ہے۔ دوسرے سرے کے قریب کری کا فعلی نظام ہے۔ یہاں تعلیقیوں کے جوڑ اتنے اُلجھے ہوئے ہیں کہ عملی مقاصد کے لیے صیغہ سازی کی توضیح کی کوشش مشکل سے ہی سُود مند ہوتی ہے۔ غنیمت یہ ہے کہ ساقوں اور صرفی تعلیقی جوڑوں میں الفاظ کی تقسیم بہت آسان ہے جس سے ایک فعل کی گردان دوسرے فعل کی تصریف کے لیے ایک نمونہ بن جاتی ہے۔ انگریزی میں اگرچہ گردان مختصر ہے لیکن پیچیدگی نسبتاً بہت زیادہ ہے۔

تیسرے صرفی ذیلی قسموں کی تعداد ہے۔ ترکی میں صرف ایک ہے۔ یعنی تمام ترکی فعلوں کی تصریف کو تعلیقیوں اور مارفونیمی قاعدوں کی ایک اسکیم کے تحت سمجھا جاسکتا ہے۔ نوما میں صرف دو ہیں؛ ہر صیغہ میں داخلی طور پر تصریف بالکل آسان ہے لیکن یہ جاننا ضروری ہے کہ کوئی ساق کون سی ذیلی قسم سے متعلق ہے۔ انگریزی اور فرانسیسی میں کثیر ذیلی قسمیں ہیں؛ یہ من مانی تقسیمیں ہیں یعنی ایک سی مارفیمیات رکھنے والے فعلوں کی قسمیں بنادی گئی ہیں۔ کری کی ذیلی قسمیں بالکل مختلف ہیں۔ مذکورہ افعال متعدی ذی روح فعل تھے۔ یعنی جن کا ممکن بلکہ ضروری طور پر ایک مفعول ہوگا اور اس مفعول کو ذی رُوح ہونا چاہیے۔ متعدی غیر ذی روح افعال بھی ہیں، جن کا غیر ذی روح مفعول ہونا چاہیے، پھر ذی روح لازم افعال ہیں جن کا کوئی مفعول نہیں ہوتا اور فاعل ذی روح ہوتا ہے؛ پھر غیر ذی روح لازم افعال ہیں جن کا کوئی مفعول نہیں اور فاعل غیر ذی روح ہوتا ہے۔ اختلافات کا تعلق "معنی سے نہیں، بلکہ صرف استعمال سے ہے۔ انگریزی ترجمہ ان امتیازات سے میل نہیں کھلائے گا اور اسے فعلی قسموں کی شناخت کے لیے استعمال نہیں کیا جاسکتا۔ ذیلی قسموں کا انحصار زبان کے نحوی سانچوں پر ہے، جو بڑی حد تک ضابطہ سے بے نیاز ہوتے ہیں اور اسما کی دو ذیلی قسموں پر جو خود بھی بڑی حد تک ضابطہ سے بے نیاز ہوتی ہیں۔

9.19 مختلف زبانوں میں تصریف کی حدود و ماہیت کے اس قدر اختلاف کے پیشِ نظر یہ ضروری ہو جاتا ہے کہ تجزیہ و توضیح کی جو بھی شکل اختیار کی جائے وہ زیرِ مطالعہ زبان کے مناسب ہو۔ اکثر یہ رجحان کارفرما رہتا ہے کہ ماضی کے تجزیہ سے حاصل شدہ مانوس

سانچوں میں زبان کو ٹھونس دیا جائے۔ پشت ہا پشت سے لاطینی ایسا نمونہ بنتی رہی۔ خواہ وہ زبان میں ہوں یا نہ ہوں لیکن ہر زبان میں اکثر لاطینی اقسام کلمہ کی شناخت کی جاتی تھی۔ اکثر صیغوں کی بھی لاطینی کی تصریفی گردانوں میں چول بٹھائی جاتی تھی۔ ابھی حال تک امریکہ اور انگلستان کے اسکولی بچوں کو درج ذیل جیسی گردانیں یاد کرنا پڑتی تھیں۔ لاطینی کے نمونے بھی ساتھ ہی درج ہیں:

| | | | | |
|---|---|---|---|---|
| واحد فاعلی ) | Singular | nominative | *the boy* | *puer* |
| واحد اضافی ) | " | genitive | *of the boy* | *pueri* |
| واحد نصبی ) | " | dative | *to the boy* | *puero* |
| واحد مفعولی ) | " | accusative | *the boy* | *puerum* |
| واحد اخراجی ) | " | ablative | *from the boy* | *puero* |
| واحد ندائی ) | " | vocative | *O boy!* | *puer* |

اور اسی طرح جمع کی صورتیں

اس قسم کی قواعد کے دو نتائج نکلتے ہیں۔ اس سے طلبا کو یہ تصور ہوتا ہے کہ قواعد لازمی طور پر مہمل ضابطوں کی ایک خاص شکل ہے جو اگرچہ روایتی طور پر تعلیمی نظام کا جز ہے، لیکن اس کی کوئی عملی اہمیت نہیں۔ اس کا ایک براہ راست اثر یہ ہے کہ غیر ملکی زبانوں کے وہ نصابات مقبول ہو جاتے ہیں جن میں "قواعد نہ ہونے" کا وعدہ کیا جاتا ہے۔ یہ بات بھی مضحکہ خیز ہے۔ زبان ایک منظم ساخت ہوتی ہے۔ زبان کو سیکھنا اس ساخت کو سیکھنا ہے۔ اس ساخت کی توضیح ہی قواعد ہے۔

دوسرا نتیجہ یہ ہے کہ زبان کے بہت سے خصائص جو صحیح طور پر قواعد سے متعلق ہیں، مگر روایتی لاطینی قواعد میں زیرِ بحث نہیں آتے، مشاہد کی نگاہ سے اوجھل ہو جاتے ہیں۔ انگریزی قواعد کو ممکن حد تک لاطینی سے قریب تر کرنے کی کوشش میں بعض چیزوں کو گڈمڈ کرنا پڑتا ہے جیسا کہ اوپر کی گردان میں دیکھا جا سکتا ہے، بعض کو مسخ کرنا پڑتا ہے اور ایسے خصائص کو بالکل نظر انداز کر دینا ہوتا ہے جن کی تطبیق نہیں کی جا سکتی۔ بنیادی طور پر لاطینی تصورات کی حکمرانی کے باعث انگریزی کی قواعد زمانۂ حال تک بعض دوسری کم مستعمل زبانوں کی قواعد کے مقابلہ میں کم معروف رہی ہے۔ موخر الذکر کی بہتر توضیحات اس حقیقت کی مرہونِ منت ہیں کہ اب تک پہلی بار ماہرینِ لسانیات کی رسائی قواعد کے پہلے سے مقررہ فیصلوں کے بغیر ہوئی۔

انگریزی قواعد میں لاطینی نمونوں کی زنجیریں اب ٹوٹ رہی ہیں اس کے ساتھ ہی ہماری تفہیم کی تیز تر ترقی کا دور آگیا ہے۔ جزوی طور پر اس کا سہرا جدید توضیحی لسانیات کے سر ہے جس کے باعث مختلف زبانوں کی ساختوں کی پرکھ سے انگریزی کو وسیع میدان حاصل ہو گئے ہیں۔ لیکن اس میں اتنا ہی حصہ انگریزی زبان کے ان طالب علموں کا بھی ہے جو زیرِ مطالعہ مواد پر غور و خوض کے بعد کم و بیش خود بھی ایسے ہی انکشافات تک پہنچے ہیں۔

ایک ذرا مختلف لیکن نتیجہ کے طور پر یکساں غلطی ادر ہوئی ہے۔ بعض ماہرینِ لسانیات لاطینی نمونوں کے خلاف پیدا شدہ تجزیہ کے مقررہ نمونوں کے ایسے فریفتہ ہو گئے کہ انہوں نے ان کا وہاں بھی اطلاق کر ڈالا جہاں یہ کچھ موزوں بھی نہیں تھا۔ روایت پسندوں نے تصریفی گردانوں کا ضرورت سے زیادہ استعمال کیا تھا، ایسا ہی اس کا ردِ عمل بھی ہوا۔ لیکن بعض زبانوں میں صیغوں کو گردانوں میں مرتب کر دینا توضیح کا آسان ترین اور مفید ترین طریقہ ہے۔

9.20 گردانوں کے صیغوں کی تعداد کے اختلاف نے کچھ لوگوں کو مختلف زبانوں کی علی وزدنیت کے بارے میں غلط نتیجوں تک پہنچا دیا۔ اس بات سے کہ ترکی میں فعل کے کئی ہزار صیغے ہیں، جب کہ ایک دوسری زبان میں صرف ایک ہے، یہ بات لازم نہیں آتی کہ ترکی زبان مفہوم کے مختلف پہلوؤں کو زیادہ ظاہر کر سکتی ہے۔ دوسری ترکیبیں بھی ہیں جن کے ذریعہ زبان مفہوم کے باریک اختلافات کو ظاہر کر سکتی ہے۔ ایسا کوئی فیصلہ صادر کرنے سے پیشتر دونوں زبانوں کے مجموعی نظام کو پرکھنا ہوگا۔ لیکن مناسب جانچ پرکھ سے فی الفور یہ ظاہر ہو جاتا ہے کہ ایسا موازنہ کرنا بے معنی ہے۔ دونوں زبانیں کوئی سی بھی دو زبانوں کی طرح مضمون کو ایسے مختلف طریقوں سے ڈھال سکتی ہیں کہ دونوں میں براہ راست موازنہ بالکل مہمل ہوگا۔

تاہم یہ تعمیم ٹھیک ہوگی کہ یہ کہا جائے کہ تمام زبانیں، وہ جس تہذیب کا بھی جز ہوں، اس کی ضرورتوں کے لیے یکساں طور پر کافی ہیں۔ خاص طور پر یہ بات اس وقت اور بھی زیادہ ٹھیک ہوتی ہے جب تہذیبیں جامد ہوں۔ اگر جامد نہ ہوں تو تمام زبانیں یہ صلاحیت رکھتی ہیں کہ وہ بھی تقریباً اسی رفتار سے خود کو ڈھال

لیں، کیوں کہ تہذیبی تغیرات ترسیلی نظام سے برابر نئے مطالبے کرتے رہتے ہیں۔

زبانوں کی باہمی قدر و قیمت کا موازنہ نسلی مرکزیت کی انتہائی شکل ہو سکتی ہے اور یہ کوشش بالعموم بے نتیجہ ہوتی ہے۔ یہ بات بالکل قرینِ قیاس ہے کہ کوئی افریقی زبان عالمی سلسلے کے کھیلوں کو بیان کرنے کے لیے ناکافی ذریعہ ثابت ہو اور اتفاق سے، شکسپیر کی انگریزی شاید کچھ بہتر ثابت ہو۔ لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ انگریزی بھی افریقی تہذیب کے بعض دقیق عقائد کو بیان کرنے کے لیے کافی ذریعہ نہیں بنتی۔ ماہر بشریات کو بے پناہ ترقی یافتہ اصطلاحات کے باوجود مشکل درپیش آتی ہے۔ زیرِ تحقیق فرقہ کی زبان کی متعدد فنی اصطلاحوں سے انگریزی کی کمی کو پورا کرنا پڑتا ہے، لیکن اس سے کوئی خاص بات ثابت نہیں ہوتی، کیوں کہ بظاہر خامیاں ذخیرۂ الفاظ میں ہیں اور ضرورت کے مطابق کسی بھی زبان میں نئے الفاظ فی الفور بنائے جاسکتے ہیں۔

باب

10

# اَجزائے مُتّصِل

10.1 قواعد کو بآسانی دو حصّوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ مارفیمات اور نحو۔ نحو کی اجمالی تعریف یہ کی جا سکتی ہے کہ یہ اشتقاق اور تصریف کے قاعدوں سے بنی ہوئی ساختوں (لفظوں) کو مختلف قسم کی بڑی ساختوں میں مرتّب کرنے کے اصول ہیں۔ مارفیمیات اور نحو کے درمیان تفریق ہمیشہ واضح نہیں ہوتی۔ بعض زبانوں کے لیے نحو کی اس قسم کی تعریف خاصی مفید ہوتی ہے۔ بعض دوسری زبانوں میں اس سے سخت مشکلات پیدا ہوتی ہیں۔ لیکن اور زیادہ اطمینان بخش ایسی صریح تعریف مل بھی نہیں سکتی جو زبانوں کا بالعموم احاطہ کرے۔ تاہم نحو کے حدود مبہم ہونے کے باوجود ان اصولوں کا جو یہاں زیرِ بحث آئیں گے، بڑی حد تک زبانوں پر اطلاق کیا جا سکتا ہے اور یہ اکثر ان صورتوں میں بھی مفید ہوتے ہیں جہاں نحو کو بقیہ قواعد کو بہ مشکل الگ کیا جا سکتا ہے۔

10.2 مسئلہ کی نوعیت اور اس کے حل کی تدبیر دونوں ہی ایک مثال کے ذریعہ بہتر طور پر پیش کی جا سکتی ہیں۔ اس کے لیے ہم انگریزی کے ایک تحریری نمونے سے ابتدا کریں گے۔ ہم پہلے شدید جانچ پرکھ کے بغیر روزمرّہ کے مروّجہ قاعدوں سے کام لینگے۔ یہ طریقِ عمل ابتدائی طور پر مسئلہ کی نوعیت ظاہر کر دے گا۔ اس ابتدائی بحث میں ہم بے اصولی برتتے ہوئے زبان کے ان خصائص سے صرف نظر کر لیں گے جو بجا ہیں

ظاہر نہیں کیے جاتے (یعنی بل، زور اور تغیر) لیکن ظاہر لفظی تقسیم کو کام میں لائینگے
یعنی اس معاملہ کو پسِ پشت ڈالتے ہوئے کہ خود لفظ کیا ہے؟ ابتدائی بحث کے لیے یہ
موزوں رہے گا، لیکن حتمی تجزیہ سے پہلے اس میں ترمیم کرنا ضروری ہوگی۔

10.3 *The old man who lives there has gone to his son's house*

اس کلام میں بارہ الفاظ ہیں۔ پہلے مفروضہ میں ہم یہ تصوّر کر سکتے ہیں کہ ان
میں سے ہر ایک دوسرے لفظ کے ساتھ مستحکم ربط رکھتا ہے۔ اگر ہم اس ربطِ باہم
کو پورے طور پر بیان کر سکیں تو گویا ہم اس کلام کے نحو کو مکمل بیان کر دیں گے۔

جب ہم یہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں تو جلد ہی ہمیں معلوم ہو جاتا ہے کہ ہر جوڑے
میں تعلق کی نوعیت بہت مختلف ہے۔ مثلاً old اور man میں واضح اور براہِ راست
تعلق ہے جسے آسانی سے بیان کیا جا سکتا ہے۔ Old اور house میں ایسا براہِ راست
تعلق نظر نہیں آتا اور قابلِ ادراک تعلق خاصا پیچیدہ اور بہ ظاہر غیر متعلق سا ہے۔
اس سے کسی کو یہ خیال ہو سکتا ہے کہ یہ صرف اس باعث ہے کہ کلام میں old
اور man ایک دوسرے سے قریب تر ہیں اور house اور old بہت
الگ الگ۔ اس میں کچھ صداقت ہو سکتی ہے لیکن سارا قصہ اتنا ہی نہیں ہے کیونکہ ہم
دیکھتے ہیں کہ there اور has کے درمیان کوئی خاص قریبی تعلق نہیں ہے، اگرچہ
وہ ایک دوسرے سے متصل ہیں جب کہ man اور has کے درمیان زیادہ
قریبی تعلق محسوس ہوتا ہے۔ جیسا اہلِ زبان محسوس کر سکتے ہیں، الفاظ کے جوڑوں
کا باہمی تعلق بہت مختلف النوع ہوتا ہے۔ اس لیے ایک دوسرے کے ساتھ باہمی
تعلق کا بیان کرنا بہت ہی ناقص طریقہ ہوگا۔ مزید برآں اس میں بہت اُلجھاؤ بھی
ہوگا۔ بارہ الفاظ کے اس کلام کے لیے 66 تعلقات کے تجزیہ کی ضرورت ہوگی اور
سو الفاظ کے کلام میں 4,950 کی۔

10.4 ایک دوسرے امکان کی حیثیت سے ہم یوں شروع کر سکتے ہیں کہ
الفاظ کے ان جوڑوں کی نشاندہی کر دیں جن میں قریب ترین تعلق محسوس ہوتا ہے
ہم یہ اصول بھی مدِّ نظر رکھیں گے کہ ہر ایک لفظ ایسے صرف ایک جوڑے کا رکن
بنایا جا سکتا ہے۔ نتیجہ کچھ مندرجہ ذیل جیسا ہو سکتا ہے:

*The old man who lives there has gone to his son's house.*

عمل میں دوسرے اقدام کے طور پر ہم یہ قیاس کرلیں کہ الفاظ کے یہ جوڑے کلام میں ایک اکائی کے طور پر کام کرتے ہیں۔ اس قرینہ کی دلیل موجود ہے، کیوں کہ ان میں سے کسی کی بھی جگہ ہم ایک لفظ رکھ کر جملہ بنا سکتے ہیں۔ جو خواہ معنی میں مختلف ہو لیکن ساخت میں کسی حد تک ملتا جلتا نظر آتا ہے۔ مثلاً:

| The | old man | who | lives there | has gone | to | his son's | house. |
|---|---|---|---|---|---|---|---|
| The | woman | who | sews | went | to | Mary's | house. |

10.5 اگر یہ عمل جائز ہو تو کوئی وجہ نہیں کہ اسے اتنے مرتبہ نہ دُہرایا جا سکے جتنا کہ مفید ہو۔ اس سے کچھ مندرجہ ذیل جیسا نتیجہ برآمد ہوگا۔

*The old man who lives there has gone to his son's house.*

ان اقدامات کو کلام کے مندرجہ ذیل سلسلوں کے مساوی رکھا جا سکتا ہے۔

<table>
<tr><td>The</td><td>old</td><td>man</td><td>who</td><td>lives</td><td>there</td><td>has</td><td>gone</td><td>to</td><td>his</td><td>son's</td><td>house.</td></tr>
<tr><td>The</td><td colspan="2">graybeard</td><td>who</td><td colspan="2">survives</td><td colspan="2">went</td><td>to</td><td colspan="2">that</td><td>house.</td></tr>
<tr><td>The</td><td colspan="2">graybeard</td><td colspan="3">surviving</td><td colspan="2">went</td><td>to</td><td colspan="3">Boston.</td></tr>
<tr><td>The</td><td colspan="5">survivor</td><td colspan="2">went</td><td colspan="4">there.</td></tr>
<tr><td colspan="6">He</td><td colspan="6">went.</td></tr>
</table>

اس عمل سے ہم نے اپنی مثال کو تدریجاً بارہ سے آٹھ، پھر چھ، پھر چار، اور بالآخر صرف دو الفاظ میں گھٹالیا۔

10.6 ایسا ہی نتیجہ معکوسِ عمل سے ہو سکتا ہے۔ اگر ایک اہلِ زبان سے کہا جائے کہ وہ کلام میں ایسے نقطۂ افتراق کی نشاندہی کرے جو بنیادی حیثیت رکھتا ہو تو شاید یہ *The old man who lives there* اور *has gone to his son's house* کے درمیان ہوگا۔ (اس امر کی دلالت ہمارے ابتدائی مشاہدہ میں بھی موجود ہے کہ *there* اور *has* متصل ہوتے ہوئے بھی کسی واضح اور براہِ راست ربط کے حامل

نظر نہیں آتے۔) یہ عمل ہر حصّہ کے ساتھ دُہرایا جا سکتا ہے، یہاں تک کہ آخری تقسیم مفرد الفاظ پر مشتمل رہ جائے۔ (یہ تحدید صرف ہمارے موجودہ جائزہ کے لیے ہے ورنہ اس طریقہ کی توسیع یوں بھی ہو سکتی ہے کہ اور گہری سطح تک تقسیم کی جائے۔ مثلاً live اور s- کے درمیان۔ اس سے ہم نحو کی حدود سے نکلکر تشکیلیات میں پہنچ جائیں گے۔ نتیجہ شاید کچھ اس طرح ہوگا۔

*The | old ⁞ man || who | lives ⁞ there ‖ has ⁞ gone | to || his ⁞ son's | house.*

یہ نتیجہ اور قبل ازیں حاصل شدہ نتیجہ یکساں ہیں۔ تاہم ممکن ہے کہ دوسرے کلام میں ان دو طریقوں سے یکساں نتیجہ کے بجائے صرف مشابہ نتیجہ تک پہنچ سکیں۔

10.7 جس طریقِ کار کا خاکہ ابھی پیش کیا گیا، یہ اسی وقت مفید ہو سکتا ہے کہ اس کے ذریعہ کلام کے تمام تعلّقات کو موثر اور کفایت شعاری کے ساتھ بیان کیا جا سکے۔ ذرا old اور house کے درمیان تعلّق کو دیکھیے۔ ہمیں محسوس ہوتا ہے کہ یہاں تعلّق براہِ راست نہیں ہے۔ تجزیہ ظاہر کرتا ہے کہ وہ اس ساخت میں ایک دوسرے سے ممکن حد تک دُور بھی ہیں۔ ان کے درمیان تعلّق صرف اتنا ہے کہ ہر ایک ایسے عنصر کی تعمیر میں حصّہ دار ہے جو بالآخر ایک مقررہ انداز میں اس سے مربوط ہو جاتا ہے جس میں دوسرا شامل ہے۔ علامتی طور پر اسے اس طرح دکھا سکتے ہیں:

*old ⟷ man*
*old man ⟷ who lives there*
*The ⟷ old man who lives there*
*The old man who lives there ⟷ has gone to his son's house.*
*has gone ⟷ to his son's house.*
*to ⟷ his son's house.*
*his son's ⟷ house.*
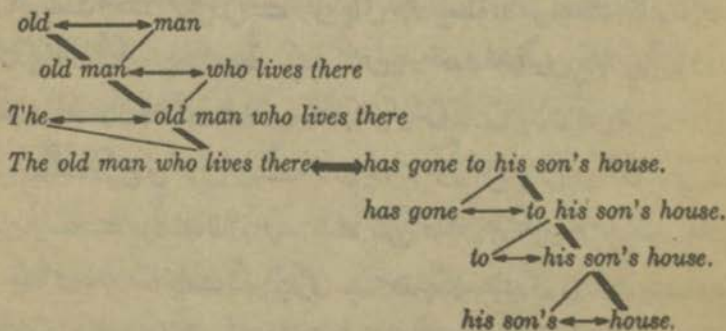
موٹے خط سے اس تعلّق کا دکھانا مقصود ہے جو old اور house کے درمیان زیادہ سے زیادہ براہِ راست کہا جا سکتا ہے۔ یہ یقیناً پیچیدہ ہے اور بہت نازک بھی۔ اس سے ہمارے پہلے احساس کی تصدیق ہو جاتی ہے کہ ان دو الفاظ کا باہمی

ربط مشکل سے ہی قابلِ ذکر ہے۔ الایہ کہ ہم کسی کلام کے نحو کو مکمل طور پر بیان کرنا چاہیں۔ تاہم اس شکل سے یہ بات بھی پایۂ ثبوت کو پہنچ جاتی ہے کہ old اور house کے درمیان باہمی ربط جو بجائے خود غیر اہم ہے، ان روابط کے سلسل کی اصطلاح میں قابلِ ذکر ہو جاتا ہے جن میں سے ہر ایک انفرادی طور پر اہم ہے۔ لہٰذا ہمارا مکمل توضیح کا مقصد یوں بھی حاصل ہو سکتا ہے کہ قابلِ ذکر روابط کا مناسب انتخاب کر لیا جائے۔

10.8 کلام کی ساخت کو بتدریج بڑی ساختوں کی اصطلاح میں بیان کرنے کا طریقہ اور ان کے رشتوں کا بیان بالعموم آسان اور مفید ہو سکتا ہے۔ بہت سی صورتوں میں اس سے ایک خاکہ دستیاب ہو جاتا ہے جس کے اندر ہر اہم چیز کو موثر اور مکمل طور پر بیان کیا جا سکتا ہے۔ بعض صورتوں میں جہاں یہ بات پیدا نہیں ہوتی، اتنا ضرور ہوتا ہے کہ بالعموم اس طریقہ سے اکثر اہم خصائص گرفت میں آ جاتے ہیں۔ صرف کچھ ذرا سا حصّہ باقی رہ جاتا ہے جسے دوسرے طریقوں سے حل کیا جا سکتا ہے۔

مذکورہ بالا مثال میں عناصر کو بڑے عناصر میں متحد کرنے کا طریقہ کچھ اٹکل پچو سا تھا۔ سارے عمل کی بنیاد اہلِ زبان کے ناقابلِ گرفت وجدان پر رکھی گئی تھی اگر یہی بات متعدد امریکیوں سے کرائی جاتی، جو ایک دوسرے سے متاثر نہ ہوتے تو نتائج لازماً یکساں نہ ہوتے۔ ایک شخص جو متعدد ملفوظوں پر کام کر رہا ہو۔ ایک سے ملفوظوں کا مختلف طریقوں سے تجزیہ کر سکتا ہے۔ ایسا ناقص طریقہ شاید کسی حد تک توضیح کی تسہیل کر دے، لیکن یہ ایسا موثر عمل نہیں بن سکتا۔ جس کے ذریعہ ایک سے مواد سے لازماً ایک سے نتائج حاصل ہو سکیں۔ مزید برآں مذکورہ طریقہ اس ماہرِ لسانیات کے لیے بھی بے سود ہوگا۔ جسے ایسی زبان سے دوچار ہونا پڑے جس کے بارے میں اسے اہلِ زبان جیسا "وجدان" حاصل نہیں ہے۔

دراصل ایک ایسے طریقہ کے امکان پر غور ہونا چاہیے جس کے ذریعہ کسی دیئے ہوئے کلام کی بہترین تنظیم معلوم کی جا سکے اور یہ یقین کیا جا سکے کہ ایک سے مواد سے ایک سے نتائج حاصل ہوں گے۔ یہ نحو کا بنیادی مسئلہ ہے

آئندہ شقوں میں بعض متعلّقہ عوامل زیرِ بحث آئیں گے۔ طریقِ کار ابھی تک اس قدر آئینہ نہیں ہو سکا کہ اس کا عمومی طور پر اطلاق کیا جا سکے۔ مزید برآں عمومی نظریہ سے قریب تر لانے والے مباحث ابتدائی مطالعہ کی حدود سے بالاتر ہیں۔

10.9 مزید مباحث کے لیے بعض تعیّنات کی ضرورت ہے۔ الفاظ (مارفیموں) کا کوئی بھی اہم مجموعہ "ساخت" کہلاتا ہے۔ اس طرح زیرِ بحث مثال میں پورا کلام ایک ساخت ہے۔ اسی طرح the old man who lives there یا old man بھی۔ لیکن there has ساخت نہیں، کیوں کہ دونوں لفظوں میں کوئی راست تعلّق نہیں ہے۔ نہ ہی man ساخت ہے کہ اس میں صرف ایک ہی لفظ ہے۔ نحوی سطح پر lives بھی ساخت نہیں، لیکن ایک دوسری سطح پر یہ ساخت ہے کہ اس میں دو مارفیم live اور s- شامل ہیں۔

کوئی لفظ یا ساخت (یا مارفیم) جو کسی عظیم تر ساخت میں حصّہ لیتا ہے جزو (constituent) کہلاتا ہے۔ اب تک جو مثال زیرِ بحث رہی ہے اس میں سے ہر لفظ ایک جزو ہے۔ اسی طرح old man اور the old man who lives there بھی اجزا ہیں تاہم there has یا man who اجزا نہیں ہیں۔ نہ ہی مجموعی کلام ایک جزو ہے کہ یہ کسی عظیم تر ساخت کا حصّہ نہیں بنتا۔

یہ بات ذہن نشین رہے کہ اقلِ اجزا کے علاوہ سب ہی ساختیں ہونگی اور اعظم ساختوں کے علاوہ سب اجزا ہوں گے۔ دونوں اصطلاحوں کا بیشمار عناصر پر مساوی اطلاق ہوتا ہے۔ کسی عنصر کے لیے کون سی اصطلاح استعمال کی جائے اس کا انحصار ہمارے مقصد پر ہے۔ اگر ہم کسی عنصر پر ایک عظیم تر کل کے ایک حصّہ کی حیثیت سے غور کر رہے ہیں تو یہ ایک جزو ہے، اگر چھوٹے حصّوں سے مرکب ایک کل کی حیثیت سے اسے دیکھ رہے ہیں تو یہ ایک ساخت ہے۔

دو یا چند اجزا میں سے ایک جس سے کسی ساخت کی راست تعمیر ہوتی ہے جزوِ متّصل (immediate constituent) (مختصر ج۔م = IC) کہلاتا ہے۔ مثلاً *the old man who lives there* اور *has gone to his son's house* کلام کے اجزائے متصل (مختصر = اجم) ہیں۔ *old man who lives there*

کا ج م ہے لیکن کل کلام کا نہیں۔ کسی ساخت کے اجزائے متّصل (اجم) اس کی اگلی نچلی سطح کے اجزا ہوتے ہیں۔ یہ اس سے نچلی سطح والے اجزا تو ہوتے ہیں لیکن اجزائے متصل نہیں ہوتے۔

ان تصوّرات میں جزوِ متّصل سب سے زیادہ اہم ہے۔ نحوی تجزیہ کا عمل بڑی حد تک اجزائے متّصل اور متّصل ساختوں کی سلسلے وار سطحوں کا معلوم کرنا، اجم کے درمیان تعلق کی توضیح کرنا اور ان روابط کی توضیح کرنا ہے جو اجم کی اصطلاح میں موزوں طور پر بیان نہیں کیے جا سکتے۔ آخر الذکر کی حیثیت ضمنی ہے۔ اہمیت کے حامل اکثر روابط صرف اجم کے درمیان ہی ہوتے ہیں۔

10.10 کسی ساخت کے اجم معلوم کرنے کا بنیادی طریقہ یہ ہے کہ نمونوں کا موازنہ کیا جائے۔ مثلاً غور کیجیے کہ his son's house کے اجم کیا ہیں۔ ہم یہ تصوّر کر کے کہ الفاظ مسلمہ اجزا ہیں، تحریری شکلوں کے ذریعہ ہی کام کرتے رہیں گے اس مثال کی تقسیم کے چار طریقے ممکن ہیں his | son's house, his son's | house (جس میں ایک معزوق جز his ... house ہے۔) اور his | son's | house (تین اجم کے ساتھ) مسئلہ یہ ہے کہ ان میں یہ انتخاب کیا جائے کہ کون سا زیادہ بہتر ہے اور ایک اصول بنایا جائے جس کے ذریعہ ہم ایک سے نمونوں سے مساوی نتیجہ پر پہنچ سکیں۔

اگر زیرِ نظر ساخت میں صرف دو اجزا ہوتے تو تقسیم کا صرف ایک ہی طریقہ ممکن ہوتا اور کوئی الجھن پیدا نہ ہوتی۔ یہ صورت مثلاً old man میں ہے۔ ہم کوئی دو لفظی ساخت معلوم کر لیں جو his son's house کے راست مقابل قرار دی جا سکے۔ یہ ایسی ساخت ہونی چاہیے جو ایک سے ماحول میں واقع ہو سکتی ہو اور جو ان تمام خصائص میں مشابہ ہو جو نحوی روابط کی نشاندہی میں استعمال ہوتے ہیں۔ John's house ایک ایسی ساخت ہو سکتی ہے۔ اس صورت میں صریح ترین تجزیہ یہ ہے کہ پہلی مثال کا his son's دوسری مثال کے John's کے مساوی ہے۔ اس بنیاد پر ہماری تقسیم یہ ہوگی:

| his son's | house |
|---|---|
| John's | house |

صرف ایک موازنہ پر نتیجہ کی بنیاد رکھنا خطرناک ہو سکتا ہے۔ اگر یہ حقیقت نہ ہو کہ اور بہت سی مثالیں مل جائیں گی اور ثبوت سے بھی کسی اور امکان کے بجائے اسی تقسیم کی حمایت ہوگی۔

10.11 اس طرح کا عمل کسی بھی طرح خودکار یا قطعی نہیں کہا جا سکتا۔ ہر قدم پر احتیاط کے ساتھ یہ یقین کرنے کی ضرورت ہے کہ جن ساختوں کا موازنہ کیا جا رہا ہے وہ حقیقتاً قابلِ موازنہ ہیں۔ ایسا ہونے کے لیے شرط یہ ہے کہ ایک سے ساختی نمونوں میں ایک سے اجزا ہونے چاہیئں۔ تاہم اسے کوئی آزمائش بھی نہیں کہا جا سکتا کیوں کہ اجزا اور ساختی نمونے معلوم کرنا ہی تو مقصود ہے ایسا کوئی طریقہ، آزمائش نہیں جس کا تمام صورتوں میں اطلاق ہو سکے۔ کبھی کبھی بالکل ہی کوئی طریقہ، آزمائش نہیں ہوتا جو واضح حل پیش کر سکے۔ موازنہ کے لیے مناسب ساختوں کا انتخاب محتاط مشاہدہ اور تدبر و خوش سلیقگی کا مطالبہ کرتا ہے۔ نحوی تجزیہ میں صرف باقاعدہ عمل ہی کی ضرورت نہیں ہوتی بلکہ ذہانت کی بھی ضرورت ہوتی ہے۔

گزشتہ مشق میں his son's house اور John's house کا موازنہ کیا گیا تھا۔ اسکے حق میں کئی چیزیں معلوم ہوتی ہیں۔ ایک ہی لفظ house اور ایک ہی لاحقہ 's' دونوں میں ایک ہی مقام پر واقع ہوتے ہیں۔ انگریزی اہلِ زبان کو یہ دونوں الکنایہ متقابل ہوتے ہیں۔ لیکن ان دونوں میں سے کوئی دلیل بھی کافی نہیں ہے۔ بعض اوقات اہلِ زبان کا اپنی زبان کے بارے میں تصوّر غلط یا گمراہ کُن ہوتا ہے؛ اکثر وہ اپنے صحیح محسوسات کو مفید طور پر بیان نہیں کر سکتا جیسا ہم دیکھیں گے ایک سے الفاظ کا وقوع تقابل کی ضمانت نہیں ہوتا۔ چوں کہ یہ ساختوں کو بنانے والا ہے اس لیے لاحقہٗ s- ایک ایسا مارفیم ہے جو بنیادی طور پر اجم کے درمیان روابط کی نشاندہی کرتا ہے۔ لیکن اسے پہلے ہی ثابت شدہ تصوّر نہیں کیا جا سکتا، اسے بھی بہت سی مثالوں کے مشاہدہ سے دریافت کیا جانا چاہیے۔

زبان کی یہ خصوصیت ہے کہ مختلف الفاظ اور دوسرے عناصرِ مختلف

قسم کی ساختوں میں واقع ہوتے ہیں۔ یہ دکھانے کے لیے صرف چند مثالیں کافی ہوں گی کہ بہ ظاہر بالکل ایک سے زنجیروں کی کتنی مختلف نحوی شکلیں ہوسکتی ہیں۔ دیکھیے:

*Green Bay Packers : green bay tree.*

یہاں پہلے دو الفاظ ایک سے ہیں لیکن ج۔م تقطیع مختلف ہے۔

*Green Bay | Packers : green | bay tree*

ایک اور مثال

*Old Light | Church : old | light house.*

بہ آسانی کہا جاسکتا ہے کہ یہ بات معنی کے اختلاف کی وجہ سے ہے حالاں کہ ان چاروں بیانوں کے معنی کسی نے کبھی مجھے نہیں بتائے، لیکن ان کے معنی میں جانتا ہوں۔ اس اختلاف کا احساس مجھے کسی اور طرح ہوا ہوگا۔ شاید ان اور ایسے ہی دوسرے زنجیروں کے بارے میں کوئی ایسی حقیقت یا بعض حقائق ہوں گے جن کا میں راست مشاہدہ کرسکا اور جس سے معنی کی تفہیم پیدا ہوئی —— تجزیہ کو معنی پر منحصر کرنے کے بجائے یہ بہتر ہوگا کہ ان خصائص پر غور کیا جائے جن سے اہلِ زبان کے تجربہ میں معنی بالآخر خود بخود متعیّن ہو جاتے ہیں۔

10.12 ایک نظام جو اہلِ زبان کی ج۔م تقطیع کے تعین میں مدد کرتا ہے، فوق تقطیعی ہے۔ اکثر اس قسم کے جوڑے جن کی ابھی مثالیں دی گئیں مختلف بل یا لہجوں کے نمونوں سے شناخت کیے جاتے ہیں۔ نحوی روابط کی اس قسم کی نشاندہی اگلے باب میں زیرِ بحث آئے گی۔ لیکن ان تفصیلات کو زیرِ غور لائے بغیر بھی، عمل میں ایک احتیاط کی ضرورت محسوس ہوتی ہے۔ یعنی مقابل ساختیں معلوم کرنے کے لیے فوق تقطیعی عناصر پر بھی توجہ کی جانی چاہیے، صرف ایسی ہی ساختوں کا مقابلہ کیا جانا چاہیے جن میں ایک سا بل اور سر لہر ہو۔ مزید برآں اکثر یکساں ساختوں کے کلام مختلف بل اور سر لہر کے ساتھ بولے جا سکتے ہیں۔ دوسرے آزمائشی طریقے بھی استعمال کیے جانے چاہییں۔ لیکن یہ توقع نہیں کی جاسکتی کہ کوئی ایک یا مل کر کئی ایک آزمائشیں ہمیشہ ہی کارگر ثابت

ہوں گی۔

10.13 آزمائش کا ایک اور طریقہ وقوع کی آزادی بھی ہے۔ اگر کسی کلام کے ایک حصّے کو الگ کر لیا جائے تو معلوم ہوگا کہ یہ دوسرے کلام میں بھی واقع ہو سکتا ہے۔ چھوٹے حصّے بڑے حصّوں کی بہ نسبت زیادہ آزادی سے واقع ہوتے ہیں۔ دوسری باتیں اگر مساوی ہوں تو وہ زنجیرہ جو جُز بھی ہے اس کی بہ نسبت جو جُز نہیں ہے بکثرت واقع ہوگا۔ اگر ہم Old | Light Church کو old | lighthouse کی طرح کاٹیں تو معلوم ہوگا کہ light church بہت کم عبارتوں میں واقع ہوتا ہے جیسے New Light Church جبکہ light house خاصے تنوّع کے ساتھ واقع ہوتا ہے pretty light house, lonely light house , new light house, بھی شامل ہیں۔ اس سے بھی زیادہ اہم موازنہ Old Light اور Light Church کے درمیان ہوگا۔ پہلے کا وقوع زیادہ آزادانہ ہے: Old Light preacher Old Light theology Old Light move- ment, اور ایسے ہی دیگر بہت سے وقوع کی یہ زیادہ آزادی اس بات کا اظہار کرتی ہے کہ صحیح تقطیع OldLight | Church ہی ہے۔ عام اصول کے طور پر (جس کی جگہ کبھی دوسرے بھی قابض ہو جاتے ہیں) سب سے بہتر تقطیع وہ ہے جو اجزا کو وقوع کی زیادہ سے زیادہ آزادی دیتی ہے۔

اہلِ زبان اجزا کو متعدد سیاق و سباق میں سُن کر (یا پڑھ کر) صحیح تقطیع سیکھ لیتے ہیں۔ اسی لیے معنی بھی۔ بہتر سیاق و سباق وہ ہے جو ایک وقوع کا دوسرے سے تعلق ظاہر کر سکے۔ Old Light Church اس کی نامانوسیت کی وجہ سے ہی مثال کے طور پر منتخب کیا گیا تھا۔ امریکی گرجاؤں کی تاریخ کے بارے میں بعض تحریریں پڑھنے والے کے لیے یہ فقرہ بالکل نیا ہو سکتا ہے۔ ایسے باب میں جس میں Old Light Church پہلی بار واقع ہُوا سے old light zeal یا old light answer, جیسے فقرے بھی ملیں گے نیز Old Lights اور New Lights کے اسمی استعمال بھی ملیں گے۔ بحث کی وحدت کو برقرار رکھنے کا صرف ایک طریقہ یہ ہے کہ old light کو ایک جُز مان لیا جائے۔ ہو سکتا ہے کہ دوسری مثالوں میں وہ سیاقِ عبارت جس سے اہلِ زبان اکتساب کرتے ہیں۔ زیادہ بکھرا ہُوا ہو لیکن بنیادی

طور پر عمل یہی ہوگا۔

10.14 ایسے بھی مقامات آسکتے ہیں جہاں آزادیِ وقوع کا معیار کام نہ دے light house keeping کے فقرے پر غور کیجیے۔ اسے یا تو light | house keeping میں کاٹا جا سکتا ہے یا .light house | keeping میں دونوں ہی طریقوں میں ان حصّوں کے وقوع کی خاصی آزادی ہے۔ کسی خاص وقوع میں، اتحادِ مباحث سے اس بات پر دلالت ہو سکتی ہے کہ اس مثال میں کون سا زیادہ بہتر ہے۔ لیکن عمومی اعتبار سے، سیاق و سباق سے الگ ہٹ کر، ہر ایک قابلِ قبول معلوم ہوتا ہے۔ یوں یہاں دو بہ ظاہر یکساں فقرے ہیں جن کے دو مختلف ڈھانچے ہیں اور دو ہی مختلف معنی بھی۔ اجم۔ میں کاٹنے کا فیصلہ کرنے سے پیشتر یہ جاننا ضروری ہے کہ دونوں میں سے کون سا قریب الوقوع ہے۔

یہ وہ صورت ہے جسے تجنیسِ ترکیبی کہا جاتا ہے۔ اس کی تعریف یوں کی جا سکتی ہے کہ یہ ایسی دو یا زیادہ ساختوں کے درمیان رشتہ ہے جن کے مختتم عناصر یکساں ہوں لیکن وہ مختلف ترکیبی سانچوں میں استعمال ہوتے ہوں اور ان کا ج م ڈھانچہ بھی مختلف ہو۔ تجنیسِ ترکیبی تجزیہ کرنے والے کے لیے پریشانی کا باعث بن جاتی ہے اور اکثر خود اہلِ زبان کے لیے بھی۔ یہ اکثر مزاج کی بنیاد بھی ہوتی ہے اور دانستہ ابہام پیدا کرنے کا آسان ذریعہ بھی۔ ایک مکمّل قواعد کا یہ بھی فریضہ قرار دیا جا سکتا ہے کہ وہ تجنیسِ ترکیبی کی تمام ممکن قسموں کو بتائے اور ان کی توجیہ پیش کرے۔

10.15 اجم کے تجزیہ میں ایک اور طریقہ قائم مقامیت کا بھی ہے جب ہم his son's house کو John's house کے مقابل رکھتے ہیں تو گویا یہ مان لیتے ہیں کہ دونوں کا ترکیبی سانچہ ایک سا ہے اور اجزا بھی ایک سے ہی ہیں۔ "ایک سے" کا مطلب ہیئت اور معنی میں یکساں ہونا نہیں ہو سکتا، نہ ہیئت اور معنی میں مشابہ۔ بلکہ صرف اتنا کہ ساختوں میں حصّہ لینے کی ان کی صلاحیت ایک سی ہے۔ اگر دو عناصر اس مفہوم میں مشابہ ہوں تو بہت سی یکساں ترکیبوں میں شامل ہو سکتے ہیں یعنی ایک دوسرے کا قائم مقام ہو سکتا ہے۔

اس کا پرکھنا نسبتاً آسان ہے۔ ہم ایسے متعدد کلام اکٹھا کر لیں جن میں

his son's شامل ہو اور پھر ان میں John's کی قائمِ مقامی کو آزمائیں۔ یا اس کے برعکس متعدد جملے لیں جن میں John's, شامل ہو اور ان میں his son's کو قائم مقام بنائیں۔ اگر مذکورہ بالا مساوات برقرار رہ سکنے کے قابل ہے تو اس طرح کے بنے ہوئے اکثر جملے اہلِ زبان کے لیے قابلِ قبول ہوں گے۔ کچھ استثنائی صورتیں ہو سکتی ہیں یعنی مکمل قائم مقامیت کا مطالبہ نہیں کیا جا سکتا۔ اس فیصلہ کے لیے قوتِ تمیز سے کام لینا ہوگا کہ کتنے فرق کا جواز ہو سکتا ہے۔ اگر تجزیہ کرنے والا حد سے زیادہ سخت گیر ہو جائے تو کچھ بھی حاصل نہیں ہوگا۔ اگر وہ بہت زیادہ نرمی سے کام لے تو اغلب یہ ہے کہ وہ طرح طرح کے بے مصرف نتائج میں بھٹک جائے بالآخر بعض ظاہری استثنائی صورتیں بھی قابلِ توضیح ہو جائیں گی۔ اگر ایسی صورت ہو تو اس سے تجزیہ کی تصدیق ہو جائے گی۔ کسی بھی نظریہ کی بہترین تائید یہ ہوتی ہے کہ اس سے ان صورتوں کی بھی تشریح ہو جائے جو پہلی نظر میں استثنائی معلوم ہوتی تھیں۔ لیکن شاید بعض بے قاعدگیوں پر آخر تک قابو نہ پایا جا سکے۔ ایسی استثنائی صورتیں کم کی جا سکتی ہیں۔ ان کو بالکل ختم نہیں کیا جا سکتا ہے۔

مثلاً I saw Henry John's house. جیسے جملے میں his son's کو John's کا قائم مقام نہیں بنایا جا سکتا۔ کہنے کا مطلب یہ ہے کہ اگر اس طرح قائم مقام بنایا جائے تو ماحصل انگریزی کی حسبِ معمول صورت نہیں ہوگی اور اطلاع دہندہ Iuf or mau t کے لیے قابلِ قبول نہیں ہوگی۔ لیکن اس جملے میں his son's کو Henry John's کا قائم مقام بنایا جا سکتا ہے۔ سبب واضح ہے، تجزیہ کر لیا جائے تو معلوم ہو جاتا ہے کہ Henry John's ایک جز ہے۔ اس کے Henry اور John's نہیں ہیں بلکہ Henry John اور s'- ہیں۔ اس لیے اس جملے میں John's ایک جز نہیں ہے۔ اس لیے کسی بھی چیز کو اس کے قائم مقام بنانے میں عجیب و غریب صورت حاصل ہونے کا عین امکان ہے۔ اس صورت میں Henry ایک ایسا نامکمل ٹکڑا رہ جاتا ہے جس کی جملے کی ساخت میں کوئی موزوں جگہ نہیں رہ جاتی۔ بالعموم قائم مقامی کا عمل صرف اجزا کے ساتھ ہی مفید ہوتا ہے۔

تجنیسِ ترکیبی کی طرح مذکورہ بالا مثال بہت عام ہے۔ یہاں ترکیب ایک

ایسے زنجیرے کے ساتھ ہم جنس ہے جو ترکیب نہیں ہے۔ اہلِ زبان کو اس سے زیادہ پریشانی نہیں ہوتی کیوں کہ وہ یہ شناخت کر سکتا ہے کہ ایک امکانی توجیہ میں باطل اجزا بھی شامل ہوتے ہیں۔ لیکن غیر ملکی تجزیہ کرنے والے یا طالبِ علم کو اس سے سخت پریشانی ہو سکتی ہے۔ اس پریشانی سے بچنے کے لیے ہر ٹکڑے کو دھیان میں رکھنا چاہیے باطل ترکیبوں میں ایسے حصے بچ جائیں گے جو کہیں کھپ سکتے جیسے اوپر کی مثال میں Henry ہے۔

10.16 اجم کے تصوّر کو دوسری دو اصطلاحوں کے ان تصوّرات سے ملا کر بامعنی بنایا جا سکتا ہے۔ کئی حیثیتوں سے ایک دوسرے کے مشتق ہیں۔ یہ ترکیبی سانچہ اور اجزائی قسم ہیں۔ انہیں پر مستقل غور و خوض سے اجم معلوم کیے جا سکتے ہیں اور انہیں کے استعمال سے اجم کے بارے میں کوئی مفید بات کہی جا سکتی ہے۔

اجزائی قسم اجزا کی وہ قسم ہے جو ترکیبی سانچوں میں واقع ہوتی ہے۔ جیسا کہ اس حقیقت سے ظاہر کیا گیا ہے کہ ان میں باہم قائم مقامیت بڑی حد تک ہوتی ہے۔ یہ کوئی اطمینان بخش تعریف نہیں ہے۔ اجزائی قسم اور ترکیبی سانچہ دونوں ہی ناقابلِ تعین بنیادی تصوّرات ہیں اور عملی طور پر ناقابلِ دریافت۔ لیکن ان میں خاصی وجدانی حقیقت نظر آتی ہے۔ اتنی کہ ان کی مثال پیش کی جائے تو دوسرا شخص ان کی شناخت بآسانی سیکھ سکتا ہے۔

اجزائی قسم کے تصوّر کی اصطلاح میں 10.5 کی دوسری شکل کی اہمیت زیادہ واضح طور پر بیان کی جا سکتی ہے۔ اس شکل کو عمودی خطوط ٹکڑوں میں کاٹتے ہیں۔ دو عمودی خطوط کے درمیان الفاظ کا ایک زنجیرہ ایک ہی اجزائی قسم کا ہے۔ اس طرح *old man who lives there*, *greybeard who*, *grey beard surviving*, اور *survives*, ایک ہی اجزائی قسم کے ہیں لیکن ضروری نہیں کہ *he* بھی ہو *To his son's house* کی نہیں *went* کی ایک ہی اجزائی قسم ہے *there* اور عمودی خطوط کے سارے جوڑے ہی مختلف اجزائی قسموں کی نشان دہی نہیں کرتے؛ شکل میں ایک ہی قسم دو یا زیادہ بار واقع ہو سکتی ہے۔ اس خصوصیت کو حاصل کرنے کے لیے ہی یہ جدول تیار کی گئی ہے اور اسی وقت تک درست ہے جب تک ایک ہی قسم کے ارکان

کو مناسب جگہ پر رکھا گیا ہو۔

اس بات کو ایک اور طرح دیکھیے۔ کہا جا سکتا ہے کہ جدول میں کوئی سے دو جملوں کا ج م ایک خاص سطح تک ہی یکساں ہوتا ہے۔ مثلاً *He went* اور *The survivor went there* اس طور پر یکساں ہیں کہ دونوں میں خاص قسم کے اجزا ہیں *he* اور *the survivor* جو ٹھیک ایک سے ترکیبی سانچہ میں آتے ہیں اور ان کے ساتھ دوسری قسم کے اجزا بھی آتے ہیں۔ *went* اور *went there* یہ دو جملے صرف اسی طور پر مشابہ ہیں۔ (جیسا کہ اس امر سے بھی ظاہر ہے کہ صرف ایک عمودی خط دونوں کو کاٹتا ہے۔) اس جدول میں جملوں کا ہر ایک جوڑا اس لحاظ سے مشابہ ہوگا۔ جوڑے کے کسی بھی جملے کی کوئی بھی توضیح مساوی طور پر اور کسی تبدیلی کے بغیر اپنے اوپر والے جملے پر بھی صادق آئے گی۔ یہ بات اسی وقت تک درست ہے کہ جملوں کی توضیح مخصوص اجزا کی بجائے اجزائی اقسام کی اصطلاح میں کی جائے۔ نحوی تمام صورتیں اسی طرح بیان کی جانی چاہئیں۔ اجزائی اقسام اور ترکیبی سانچے نحو کی بنیادی اکائیاں ہیں۔

اجزائی اقسام کے ارکان کا طول اور اندرونی ساختیں مختلف ہوتی ہیں۔ دراصل ٹھیک اسی باعث یہ تصوّر مفید ہے۔ اس سے ہمیں موقع مل جاتا ہے کہ نسبتاً طویل جملوں کو ایسے ترکیبی سانچوں کی اصطلاح میں بیان کریں جو مختصر جملوں کی توضیح میں بھی مفید ہوتے ہیں۔ ایسے تصوّر کے بغیر، یہ ضروری ہوگا کہ دو لفظی جملوں کی ایک توضیح متعین کی جائے اور ایک تین لفظی جملوں کی اور اسی طرح اس سے آگے، مزید برآں ان میں بہت سے بے حد الجھ جائیں گے۔ حقیقت یہ ہے کہ اعلیٰ سطح پر تمام جملے یکساں پیچیدگی کے حامل ہوتے ہیں —— سبھی جملے دو حصّوں پر مشتمل ہوتے ہیں اور ان حصّوں کی طوالت کا اختلاف کوئی خاص معنی نہیں رکھتا۔ ایک وقت میں ساخت کی ایک سطح پر توجہ مرکوز کر کے ان حصّوں کی توضیح نسبتاً سادے ترکیبی سانچوں کی اصطلاح میں کی جا سکتی ہے، خواہ یہ خود بہت طویل ہوں۔

10.17 اگر یہ مان لیا جائے کہ *the old man who lives there* اسی اجزائی قسم سے تعلّق رکھتا ہے جس سے *he* (جیسا کہ 10.5 میں دکھایا گیا ہے) تو ہم یہ توقع کر سکتے ہیں کہ کسی بھی جملے میں *he* کو اوّل الذکر کا قائم مقام بنایا جا سکتا ہے۔

مثلاً اس جملے میں بھی I saw the old man who lives there لیکن اگر ایسا کیا جائے تو ماحصل I saw he* ہوگا، یہ ایسی صورت ہے جو فوراً رد کردی جائے گی۔ یہی کچھ نتیجہ اس وقت بھی ہوگا جب 10.5 کے دوسرے اجزا کو اٹکل پچو ایک دوسرے کا قائم مقام بنادیا جائے۔ ایک قائم مقامیت سے ایسا زنجیرہ بنے گا۔ I saw went* یہ کوئی تعجب کی بات نہیں کہ یہ بھی مسترد کردیا جائے گا؛ ایسا کوئی قرینہ نہیں کہ یہ ترکیب کامیاب ہوجائے۔ لیکن اہلِ زبان ان دونوں "جملوں" کو ایک ہی طور پر مسترد کرنے میں تامل کریں گے۔ I saw he* کا زنجیرہ غلط ہے؛ لیکن اس کی آسانی سے تصحیح کی جاسکتی ہے۔ اکثر اطلاع دہندگان اس بات پر متفق ہوں گے کہ اسے I saw him سے بدل لیا جائے۔ I saw went* صرف غلط ہی نہیں بلکہ اتنا غلط ہے کہ اس کی تصحیح کی کوئی صورت نہیں۔ یہ زیادہ ناقابلِ قبول ہے۔

اس ردِّ عمل کا مطلب یہ ہے کہ بعض جگہ he اور the old man who lives there ایک ہی اجزائی قسم سے متعلق ہوتے ہیں لیکن دوسری جگہوں پر نہیں لیکن ایسا کوئی مقام معلوم نہیں ہوتا جہاں went ان دونوں میں سے کسی ایک کا ہم نوع ہوتا ہو۔ اس نتیجہ کو قابلِ قبول بنانے کے لیے اقسام اور ذیلی اقسام کا ایک نظام قائم کرنا ہوگا۔ یہ ہوجائے تو ایک ہی قسم کی رکنیت سے he اور the old man who lives there کی مشابہتیں قائم کی جاسکیں گی۔ اور ایک مختلف ذیلی قسم کی رکنیت سے مشابہت کے اندر اختلاف کی اور بعض قائم مقامیتوں کے جزوی طور پر ٹھیک ہونے کی توجیہ ہوجائے گی۔ went ایک مختلف بڑی قسم سے تعلّق رکھتا ہے اور یہی اس کے اور دوسری دونوں صورتوں کے درمیان مکمّل اختلاف کی وجہ ہے۔

ایک اور مثال سے ذیلی اقسام کی تصریح میں مدد ملے گی۔ He saw. He heard He went., He came. وغیرہ جیسے جملوں میں سانچہ بنیادی طور پر ایک ہی معلوم ہوتا ہے اور ہم ایک اجزائی قسم متعیّن کرسکتے ہیں جس میں saw, heard, went, came کھپ جائیں۔ انہیں ہم افعال کا نام دے سکتے ہیں۔ ہمیں ایسے بھی جملے ملتے ہیں: He saw the man., He heard the man., لیکن ایسے جملے نہیں ملتے: He came the man. *He went the man.,*

*He went the man., *He came the man* فعلی اقسام میں دو ذیلی قسموں ـــــ متعدی اور لازم افعال کی شناخت سے اس کی توجیہ کی جا سکتی ہے۔ ایسی ساختیں جن میں افعال واقع ہوں کم ازکم دو گروہوں کے ذیل میں آ جاتی ہیں۔ ایک گروہ میں کوئی بھی فعل آ سکتا ہے، دوسرے میں متعدی فعل آ سکتے ہیں لازم نہیں ـــــ متعدی اور لازم افعال کی تقسیم میں ایک دوسرے کے ساتھ خلط ملط ہونے سے اور ان مشابہتوں سے جو بعض دیگر حیثیتوں سے ان میں ملتی ہیں۔ ان کو آزاد قسم ماننے کے بجائے ذیلی اقسام ماننے کا زیادہ جواز پیدا ہوتا ہے۔ انگریزی افعال کی ذیلی تقسیم اس مثال سے کہیں زیادہ پیچیدہ ہے، لیکن اصول یہی کارفرما ہوتا ہے۔

اجزائی تقسیم کے سادہ نظام کے بجائے زبان میں قسموں، ذیلی قسموں اور مزید ذیلی قسموں کے نظام کی کارفرمائی رہتی ہے۔ ہر ذیلی تقسیم پچھلی ذیلی تقسیم کے چوکھٹے میں ہی عمل پیرا ہوتی ہے۔ اس طرح اقسام اور متعدد ذیلی اقسام کی ایک درجہ وار ترتیب بن جاتی ہے۔

10.18 نحو کے بارے میں یہ سوچنا کہ یہ الفاظ کو جوڑ کر جملے بنا دینے کا کام ہے، کافی مغالطہ آمیز ہے۔ ج۔ م کی اصطلاح میں اس کا مطلب یہ ہوگا کہ تمام الفاظ اجزا ہوں گے۔ تاہم ہمیشہ ایسا ہی نہیں ہوتا۔ 10.15 کی مثال میں ہم نے دیکھا تھا کہ اس سے ہٹ کر تقسیم بہتر تھی Henry John | -'s ایسی تقسیمیں بہت سی زبانوں میں واقع ہوتی ہیں۔ شاید سب ہی میں، خواہ بہت سی زبانوں میں یہ عام نہ ہوں، تاہم ماہرِ لسانیات کو ان سے عہدہ برآ ہونے کے لیے تیار رہنا چاہیے۔ اگرچہ اکثر صورتوں میں نحو کے اعتبار سے لفظی تقسیم اہم ہوگی۔

انگریزی میں اس کی ایک عام مثال لاحقہ s'- ہے۔ بالعموم ترکیب میں اس کا ایک رکن فقرہ ہوتا ہے۔ 10.5 میں ساخت کی آزمائشی طور پر اس طرح درجہ بندی کی گئی تھی:

| | | | |
|---|---|---|---|
| *to* | *his* | *son's* | *house* |
| *to* | *that* | | *house* |

*his* اور *son's* کے درمیانی خط کے علاوہ باقی سارا حصہ ہر آزمائش پر پورا اُترے گا۔

وہاں یہ خط اس فیصلہ کی بنیاد پر رکھا گیا تھا کہ الفاظ کے درمیان رشتوں کو نشان زد کر دیا جائے۔ یہ بہت عمدہ ابتدائی طریقِ کار ہے، لیکن لازماً بالکل درست نہیں۔

بعد میں یہ معلوم ہُوا تھا کہ Henry John's کو Henry John اور s'- | میں کاٹنا بہتر صورت ہو سکتی ہے۔ اس فقرہ اور his son's میں اتنی کافی متوازیت ہے کہ اسی تقطیع کو یہاں بھی آزمانا چاہیے۔ الفاظ کے درمیان کاٹ کر ترجیح دینے کے علاوہ کوئی امر مانع بھی ہے۔ His son ایک ممکن جز معلوم ہوتا ہے اور شاید son's کے مقابلے میں اس کے وقوع کی زیادہ آزادی ہے۔ علاوہ ازیں ایسی ساختیں بھی قلیل الوقوع نہیں ہیں۔

*The King of England's*
*The one who spoke to me's*
*The man I was telling you about's*

ان کا تجزیہ بھی s'- اور باقی فقرہ کے درمیان کاٹ سے ہی ہونا چاہیے۔ بہتر یہ ہے کہ ترکیبی اقسام کی کم سے کم تعداد متعیّن ہو۔ وہ تجزیہ زیادہ پسندیدہ ہوگا جو ایسی تمام ساختوں کے لیے ممکن ہو سکے جن میں s شامل ہے اور بعض دیگر میں بھی کام آئے۔ ورنہ دو مختلف تجزیوں کے تعیّن کی ضرورت ہوگی:

*Henry John | –'s. : his | son's*

10.19 اب تک جو مثالیں دی گئیں ان میں اجزائے متّصل مسلسل تھے۔ یہ صورت بہت عام ہے، لیکن ہمہ گیر نہیں، انگریزی میں بھی غیر مسلسل اجزا واقع ہوتے ہیں۔ اس کی ایک عام مثال بہت سے سوالوں میں آتی ہے: *Did the man come?* یہ بالکل عیاں ہے کہ اسے *the man. | did . . . come* میں کاٹا جانا چاہیے۔ اس سے ذرا کم واضح صورت اس طرح کے جملوں میں ملتی ہے: *It is good to be home* یہاں اجم *it .. to be home | is good* معلوم ہوتے ہیں۔

تجزیہ کا ایک اور مفید اصول یہ ہے کہ جب تک کوئی قوی دلیل اس کے خلاف فیصلہ پر مجبور نہ کرے مسلسل اجم میں ہی کاٹنے کو ترجیح دی جائے۔ لیکن اگر کسی دلیل سے اس کی نشاندہی ہوتی ہو تو ماہرِ لسانیات کو غیر مسلسل اجم کے لیے بھی تیار رہنا چاہیے۔

**10.20** کسی ساخت کو اجم میں تجزیہ کرنے پر بالعموم یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ فطری طور پر دو حصّوں میں تقسیم ہو جاتی ہے۔ اب تک جو مثالیں زیرِ بحث آئیں، ان میں ہر سطح پر یہی صورت پیدا ہوئی، لیکن کسی بھی طرح یہ بات ناگزیر نہیں ہے۔ اکثر ایسی ساخت مل جاتی ہے جہاں دو حصّوں میں کاٹنے کے کئی طریقے ہو سکتے ہیں اور کوئی بھی دوسرے پر قابلِ ترجیح نہیں ہوتا۔ ایسی صورت میں یہ بہتر ہوگا کہ اسے فوراً ہی تین یا زیادہ اجم میں کاٹ دیا جائے۔ اس کی ایک واضح مثال foot-pound-second ہے۔ ایسی کوئی خاص بات نہیں جو کسی ایک ترتیب کو اجم قرار دے۔ یہاں foot-pound- | second میں کاٹنا بالکل فطری ہے۔

بہت سے ماہرینِ لسانیات کا طریقِ عمل یہی ہوتا ہے کہ جہاں تک ممکن ہو کاٹ دو حصّوں میں ہو، لیکن تین یا زیادہ اجم میں کاٹ کو بھی پہلے ہی خارج از بحث نہیں قرار دیا جائے گا، اسی طرح جہاں تک ممکن ہوگا وہ مسلسل اجم میں کاٹیں گے لیکن اصولی طور پر غیر مسلسل اجم بھی خارج از بحث قرار نہیں پائیں گے۔

**10.21** بعض حالات میں ایک اور ترکیب استعمال کرنے میں فائدہ ہے۔ اس سے بالکل وہی نتیجہ تو حاصل نہیں ہوتا جو ج۔م تجزیہ کے اصولوں کی پابندی سے حاصل ہوتا ہے لیکن اس سے ملتا جلتا نتیجہ ضرور نکل آتا ہے۔ فرض کیجیے موادِ زیرِ تحقیق میں مندرجہ ذیل جیسی ترکیبیں آئی ہوں:

| | | |
|---|---|---|
| *the boys* | *old books* | *his books* |
| *young men* | *three new books* | *my two boys* |
| *two girls* | *the three men* | *two young girls* |

پہلا مرحلہ یہ معلوم کرنا ہے کہ اس مواد میں کون سے الفاظ ایک دوسرے کا قائم مقام بن سکتے ہیں۔ مثلاً boys اور men ایسے معلوم ہوتے ہیں۔ مثال کے طور پر the men my two young boys, the three boys, men سب ازروئے قواعد ٹھیک معلوم ہوتے ہیں۔ تاہم جیسا کہ the boys اور young men سے ظاہر ہوتا ہے *young کا قائم مقام the نہیں ہو سکتا young boys اور the men قابلِ قبول ہیں۔ لیکن the three (men اور two young girls سے *young three men اور *two the girls

قابلِ قبول نہیں۔ اس طرح کا عمل کرتے ہوئے ساختوں کی ایک جدول تیار کی جا سکتی ہے جس میں قائم مقام عناصر ایک دوسرے کے ذیل میں آتے چلے جائیں گے۔

| | | | |
|---|---|---|---|
| *the* | | | *boys* |
| | | *young* | *men* |
| | *two* | | *girls* |
| | | *old* | *books* |
| | *three* | *new* | *books* |
| *the* | *three* | | *men* |
| *his* | | | *books* |
| *my* | *two* | | *boys* |
| | *two* | *young* | *girls* |

یہ کرنے کے بعد ہم ان کالموں کو یک جا کر کے مختصر کر سکتے ہیں کہ مکررات خارج ہو جائیں:

| | | | |
|---|---|---|---|
| *the* | *two* | *young* | *boys* |
| *his* | *three* | *old* | *men* |
| *my* | | *new* | *girls* |
| | | | *books* |
| (A) | (B) | (C) | N |

یہ کالم ترتیبی اقسام ہیں اور اجزائی قسم کی ایک خاص شکل پیش کرتے ہیں جو اس طرح کے ترکیبی بیانات سے متعلّق ہیں۔ ان کو اعداد کی شکل میں لکھا جا سکتا ہے جو اسم سے پہلے ان کی حیثیت کو ظاہر کریں، جیسا کہ 9.2 میں سابقوں کا عمل ہوا تھا۔ اس مثال میں نظام کا صرف ایک حصّہ دکھایا گیا ہے اور ان کے لیے عارضی نشانات A, B, C استعمال کرنا بہتر ہوگا۔ زیرِ غور قسم کی ترکیبوں کو اس فارمولے سے ظاہر کیا جا سکتا ہے (A)(B)(C)N خطوط وحدانی یہ ظاہر کرتے ہیں کہ ترتیبی اقسام کے کلمے اس ساخت میں آ سکتے ہیں لیکن ضروری نہیں۔ اس ساخت اسم N ہمیشہ ہوگا اسی لیے فارمولے میں اسے خطوط وحدانی سے باہر لکھا گیا ہے۔

مذکورہ بالا انداز کا بیان ج م تجزیہ سے دو حیثیتوں سے الگ ہوتا ہے۔ ان ساختوں میں چار صورتیں ہو سکتی ہیں (دراصل اور بھی بہت سی صورتیں ہو سکتی ہیں، انہیں طالب علم پر چھوڑا جاتا ہے۔) جبکہ ج م تجزیہ میں اکثر ساختوں میں صرف دو اجم ہوتے ہیں۔ (۲) ایک ترکیب کی بناوٹ صرف انہیں اجزا سے بیان نہیں کی

جا سکتی جو وہاں موجود ہیں بلکہ ان سے بھی جو موجود نہیں ہیں لیکن ان کی موجودگی کا امکان ہے۔ کہنے کا مدعا یہ نہیں کہ انہیں ہم "محذوف" تصور کر سکتے ہیں، یا جملے میں ہم صفر قیاس کر لیتے ہیں بلکہ صرف اتنا کہ ان کی بناوٹ کے بیان میں صفر ہوتے ہیں۔ اس بنیاد پر جملے کی ساخت نقشہ کی درج ذیل صورت ہوگی :

| | | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| *The* | *three* | | *men* | *read* | *the* | | *new* | *books.* |
| *The* | *three* | *old* | *men* | *read* | *the* | *two* | *new* | *books.* |
| *They* | | | | *read* | *them.* | | | |
| *They* | | | | *read.* | | | | |

پہلا مرحلہ تمام پُرشدہ مقامات کے لیے مکمّل شکلوں کا مہیا کرنا ہے۔ تب ایک ہی عمل میں پورا فقرہ گھٹ کر ایک وحدت میں تبدیل ہو جاتا ہے۔ ج۔م تجزیہ میں یہ مرحلے بالکل مختلف ہوں گے،

| | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|
| *The* | *three* | *men* | *read* | *the* | *new* | *books.* |
| *The* | *men* | | *read* | *the* | *books.* | |
| *They* | | | *read* | *them.* | | |
| *They* | | | *read.* | | | |

ہر مرحلہ پر عناصر کے جوڑ ساتھ ساتھ رکھے جاتے ہیں۔ اتفاقاً ہی کبھی ایک عمل میں تین مجتمع کیے جائیں گے۔ چار اور بھی کم۔

**10.22** فرض کیجیے کہ گذشتہ مشق کے زیرِ بحث نظری مواد میں درجِ ذیل اضافہ کر دیا جائے :

*his son's books, three hundred and twenty-two men, very young girls*

ان سے یقیناً صورتِ حال پیچیدہ ہو جائے گی۔ ان کو تجزیہ کے اندر ڈھالنے کے دو طریقے ہیں:

(1) ترتیبی اقسام کے نظام کو وسعت دے کر اس ساخت میں ہر عنصر کے لیے ایک جگہ مہیا کی جا سکتی ہے۔ نتیجۃً مندرجہ ذیل جیسی شکل ہوگی :

| | | | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| *his* | *son's* | *three* | *hundred* | *and* | *twenty* | *two* | *very* | *young* | *girls* |
| | *the* | | | | | *two* | | *old* | *boys* |

اس میں اسم سے پہلے تین کے بجائے نو مقامات آجاتے ہیں۔ لیکن اس کی کوئی حد نہیں۔ دوسرے عناصر ایسے بھی مل سکتے ہیں *my wife's* یا *two thousand brother's child three hundred and twenty books.* ان میں سے ہر ایک کے لیے مزید ترتیبی اقسام کی ضرورت ہوگی، اس کی کوئی حد نہیں ہوگی اور ترتیبی اقسام کا نظام رفتہ رفتہ پھیل کر بے قابو اور اس لیے بے کار ہو جائے گا۔ اوپر کی مثال جس میں اسم سے پہلے صرف نو مقامات ہیں۔ خاص طور پر مفید نہیں معلوم ہوتی۔ اس کی طوالت ہی تکلیف دہ نہیں ہے، انتخاب میں بھی بعض گنجلک پابندیاں ہیں۔ اقسام کے کوئی بھی جوڑ اس وقت تک نہیں چنے جاسکتے۔ جب تک ان کو صحیح ترتیب میں نہ رکھا جائے مثلاً *"son's and very girls"** فوراً ہی مسترد ہو جائے گا۔ ترتیبی اقسام کے نظام کی توسیع سے خلفشار کے علاوہ کچھ حاصل نہیں ہوگا۔

(2) ج۔م تجزیہ کے بنیادی اصول کی پیروی کی جاسکتی ہے۔ اس میں ترکیبوں کے اندر ترکیبوں کو شناخت کرنا ہوتا ہے۔ الفاظ کے بعض زنجیرے ساخت کے اعتبار سے سادہ صورتوں میں مفرد عناصر کے مساوی ہوسکتے ہیں۔ ترتیبی شکل میں کوئی تبدیلی نہیں ہوتی۔

| | | | |
|---|---|---|---|
| *the* | *two* | *young* | *boys* |
| *his* | *three* | *old* | *men* |
| *his son's* | *three hundred and twenty-two* | *very young* | *girls* |

ضروری ہوگا کہ ہر مقام میں داخلی طور پر ایک اور نظام کو رُوبہ عمل لایا جائے جس سے مرکب اجزا کی توجیہ ہو سکے۔ یہ ترتیبی اقسام کا ایک الگ مجموعہ ہو سکتا ہے۔ ان پر غور کیجیے:

*his son's child, the two men's children, the oldest son's child*

ان سے مبحثِ بالا کے متوازی ساخت ظاہر ہوتی ہے:

| | | | |
|---|---|---|---|
| *his* | | | *son's* |
| *the* | *two* | | *men's* |
| *the* | | *oldest* | *son's* |

اگر ساخت N(C)(B)(A) کو فقرہ اسمی کہا جائے تو A مقام کے عناصر کی

فہرست میں فقرہ اسمی جمع s'- کو بھی شامل کیا جا سکتا ہے۔ یہ بات اس امر پر دلالت کرے گی کہ یہ ساخت خود داخلی طور پر کئی بار دہرائی جا سکتی ہے: My wife's brother's child اس کی ایک مثال ہے۔ کمتر مستعمل لیکن ایک ممکن شکل بھی ہے: John's partner's wife's brother's child

C مقام پر صرف بعض توصیفی اقسام ہی نہیں آتیں بلکہ بعض توصیفی فقرے بھی آ سکتے ہیں۔ ان فقروں کی بناوٹ کو ترتیبی اقسام کی اصطلاح میں ذرا سے ہیر پھیر کے ساتھ بیان کیا جا سکتا ہے۔ مثلاً مندرجہ ذیل تمام شکلیں ممکن ہیں:

more beautiful, much more beautiful, very much more beautiful,

لیکن very more beautiful* اور much beautiful* ممکن نہیں۔ اگر ترتیبی اقسام کا کوئی نظام قائم کرنا ہے۔ تو 9.4. میں مذکور جیسی بہت سی خاص پابندیوں کا بھی ذکر کرنا ہوگا۔ علاوہ ازیں سب صفات یکساں کام نہیں کرتیں more old* کی جگہ ہمیں older ملتا ہے۔ لیکن دیگر اعتبار سے بناوٹ ایک سی رہتی ہے—— much older یا very much older انہیں مشابہتوں کی بنا پر older اور more beautiful دونوں کو داخلی ساخت میں فرق ہونے کے باوجود "تفضیلی" سے موسوم کیا جاتا ہے۔ ان پیچیدگیوں کے باعث ترتیبی قسم کی توضیح کے بہت سے فوائد محسوس نہیں ہو پاتے اور ج۔ح توضیح ہی بہتر رہتی ہے۔

10.23 ج۔ح اور ترتیبی اقسام کے تجزیہ کے فرق کو ایک اور ذرا سی پیچیدہ مثال سے صاف دیکھا جا سکتا ہے: my wife's brother's child ج۔ح کی اصطلاح میں اس بناوٹ کو درجِ ذیل شکل میں دکھایا جا سکتا ہے:

| my | wife | 's | brother | 's | child |
|---|---|---|---|---|---|
| Jane | | 's | brother | 's | child |
| her | | | brother | 's | child |
| Paul | | | | 's | child |
| his | | | | | child |

ترتیبی اقسام کی اصطلاح میں اسی فقرے کو اس طرح دکھایا جا سکتا ہے:
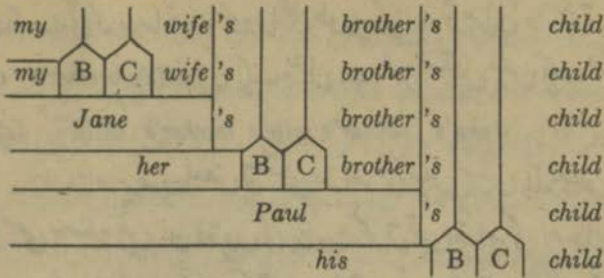
دوسرا تجزیہ بلاشک و شبہ زیادہ پیچیدہ ہے۔ تاہم اس کا ایک فائدہ یہ ہے کہ بغیر کسی خاص تبدیلی کے (سوائے اس کے کہ پُرشدہ BC کے مقامات شکل کے سرے پر ہی وا کر دیے جائیں۔) یہ طویل تر فقروں کا احاطہ کر سکتا ہے۔

*my first wife's oldest brother's two small children.*

خالص ج۔ح تجزیہ میں ہر اضافی لفظ سے شکل میں ساخت کی ایک سطح اور بڑھ جائے گی۔ اور یوں دونوں میں یہ زیادہ پیچیدہ ہو جائے گا۔ ج۔ح تجزیہ اور ترتیبی قسم تجزیہ کے اپنے فوائد ہیں۔ ان میں سے کون سا استعمال ہو، زبان کی نوعیت اور توضیح کے مقصد پر منحصر ہو گا۔

**10.24** تاہم اگر ساخت در ساخت کے اصول کو مسترد کر دیا جائے تو کوئی بھی اطمینان بخش توضیح ممکن نہیں ہو گی۔ یہاں عمل کی دو راہوں کا قرینہ پیدا ہوتا ہے۔ (1) 10.22 میں ان میں سے ایک کا مختصر ذکر ہُوا۔ فقرات اسمی کی تمام ممکن شکلوں کو کھپانے کی کوشش سے ایک لامتناہی طویل فارمولا بر آمد ہو گا۔ مکمّل جملوں کے لیے یہی طریقہ اور بھی زیادہ اُلجھ جائے گا۔ ایسا طریقہ اسی وقت ممکن ہو سکتا ہے جب مواد بہت محدود ہو۔ نتیجہ میں چند فارمولے سامنے آتے ہیں۔ شاید صرف ایک۔ لیکن اُن میں ہر ایک بہت اُلجھا ہوا۔ ہر جُملہ ان کی ایک تمثیل قرار دیا جا سکتا ہے۔ لیکن فارمولے میں مقامات کی بہت بڑی تعداد خالی رہے گی۔

2 دوسری متبادل صورت یہ ہو گی کہ انفرادی جملوں کے سانچوں کی بہت بڑی تعداد مقرر کر لی جائے۔ کوئی بھی جملہ ان میں سے کسی ایک کی متابعت کریگا۔

صرف سہ لفظی جملوں تک ہی خود کو محدود رکھیں تو کم از کم مندرجہ ذیل کو مختلف سانچے ماننا پڑے گا:

| | | |
|---|---|---|
| *John saw him.* | *John, go home.* | *Go home now.* |
| *John came home.* | *John, see him.* | *Take him home.* |
| *John came now.* | *John, look now.* | *Look at him.* |
| *The boy came.* | *Came the dawn.* | *Is he good?* |
| *Two boys came.* | *Who is that?* | *Is it water?* |
| *Good boys work.* | *Where is he?* | *Who saw him?*, etc. |

یہ فہرست کسی طرح بھی مکمّل نہیں۔ حدود متعیّن نہیں ہو سکتیں جب تک کہ یہ یقین نہ ہو کہ اقسام اور ذیلی اقسام کا کتنا تفصیلی نظام زیرِ استعمال آئے گا۔ یہ تعداد پچاسوں تک پہنچ سکتی ہے۔ چہار لفظی جملوں کی تعداد سیکڑوں تک پہنچے گی، صرف کوڑیوں تک محدود نہ رہے گی۔ پنج لفظی جملوں کے سانچے ہزاروں تک پہنچیں گے۔ زیادہ طویل سانچے بیشمار ہوں گے۔ اور مناسب طوالت کے جملوں کا مجموعہ کروڑوں تک پہنچے گا۔ یعنی ایک ایسی تعداد جو کسی بھی قواعد میں نہیں سما سکتی۔

ان میں بعض سانچے بالکل نادر ہو سکتے ہیں، شاید اتنے نادر کہ اکثر انگریزی بولنے والے ان کو زندگی بھر سنیں بھی نہیں۔ اگر ان کو اس طرح یاد کرنا پڑے تو یہ تصوّر کرنا مشکل ہے کہ وہ پھر کیسے نسلاً بعد نسلٍ منتقل رہیں گے۔ تو بھی جب کبھی انگریزی بولنے والا ان نادر نمونوں میں سے کوئی ایک سُن پاتا ہے۔ ان میں سے بعض ایسے بھی ہو سکتے ہیں کہ ان کا وقوع اکثر ہو۔ وہ اسے بالکل فطری اور مانوس معلوم ہوتے ہیں۔ یہ عین ممکن ہے کہ ابراہام لنکَن نے اس نمونے کا جملہ کبھی بھی نہ سنا ہو جس پر انہوں نے یہ جملہ بنایا:

> *Fourscore and seven years ago our fathers brought forth upon this continent a new nation, conceived in liberty, and dedicated to the proposition that all men are created equal.*

یہ تو یقینی معلوم ہوتا ہے کہ سامعین کی ایک بڑی تعداد نے ایسا جملہ نہیں سُنا تھا۔ لیکن یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ یہ جملہ انگریزی کے حسبِ معمول اور مانوس جملوں کی طرح قبول کیا گیا اور سمجھا گیا تھا۔ اگر ایسی بات ہو سکتی ہے تو اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ یہ مانوس اکائیوں سے مل کر بنا تھا۔ شاید ج۔م بجزیہ یا ترتیبی قسم تجزیہ سے مختلف

ترکیبی نمونے اور بعض نمونے در نمونے پائے جائیں۔ ان میں سے اکثر عام ہوں گے اور لازماً مانوس بھی۔ اس لیے قواعد کے بیان کرنے کی چیز جملے کے نمونے نہیں ہیں، بلکہ سانچوں کی چھوٹی اکائیاں ہیں جن سے مل کر یہ بنتے ہیں، کسی زبان کی توضیح اسی طرح ہوسکتی ہے؛ یہ گویا اس تفہیم کی بنیاد ہوگی کہ زبان انسان کے ترسیلی عمل میں کس طرح کام کرتی ہے، یا اس سے زبان کی بامقصد تدریس کی بنیاد پڑیگی۔

باب

11

# تَراکیبِ نحوِی

11.1 کسی جملے کی بامعنی ساخت کو بہترین طور پر اجم کی سلسلہ وار ترتیب کی اصطلاح میں ہی بیان کیا جا سکتا ہے۔ کوئی جملہ جو بولا یا سنا گیا ہو۔ اس کی یہ یک نظر سامنے آنے والی ساخت ایک زنجیرہ ہے جس میں عناصر کو ترتیب وار رکھ دیا گیا ہو۔ لفظ یا مارفیم یکے بعد دیگرے آتے ہیں۔ معلوم ہوتے ہیں لیکن وہ معنوی اعتبار سے لازماً ان سے متعلق نہیں ہوتے جو ان سے ماقبل یا مابعد آتے ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ ان میں اہم رشتے ہوتے ہیں لیکن یہ رشتے دُور کے عناصر کے ساتھ اور مختلف قسم کے ہو سکتے ہیں۔ جملے کو سمجھنے کے لیے ضروری ہے کہ سامع ان رشتوں کو کسی نہ کسی طور پر پہچان لے۔ یعنی وہ ج م بناوٹ یا کوئی بھی ایسی چیز جس میں ایسی بعض خصوصیات ہوں مستنبط کر سکے۔ ورنہ معنی تک اس کی رسائی نہیں ہوگی۔

کوئی بھی شخص جس نے غیر ملکی زبان کا مطالعہ کیا ہو جانتا ہے کہ ایسا ہونا ممکن ہے۔ اسے ایسے جملے سے واسطہ پڑ چکا ہے جس کے تمام لفظ جانتا ہے لیکن یہ پھر بھی معلوم نہیں ہوتا کہ جملے کا کیا مطلب ہے؟ وہ یہ نہیں جانتا کہ لفظ ایک دوسرے کے ساتھ کیسے وابستہ ہوتے ہیں؟ ان رشتوں سے صرف نظر کر لیجیے تو ان سے کوئی بامعنی کل نہیں بن سکتا۔ ایسے تجربہ سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ طالبِ علم نے ابھی ان تراکیب پر قابو نہیں پایا جن سے جملہ کی ج م بناوٹ کی طرف اشارہ ہوتا ہے۔ یہ اس بات

کا بھی اظہار کرتا ہے اور جیسا متوقّع بھی ہو سکتا ہے کہ بناوٹ کے متعلق اشارے الگ الگ زبانوں میں بہت مختلف ہو سکتے ہیں۔ ثانوی زبان سیکھنے میں سب سے بڑی دقت بناوٹ سے متعلق انہیں اشارات کی مہارت حاصل کرنا ہوتی ہے۔

11.2 یہ اشارے کیا ہیں؟ اور کیسے عمل پذیر ہوتے ہیں؟ درج ذیل جیسے جملے پر غور کر کے دیکھا جا سکتا ہے:

*The iggle squiggs trazed wombly in the harlish goop.*

ان نو الفاظ میں سے صرف تین کی شناخت کی جا سکتی ہے۔ تاہم کسی بھی انگریزی اہلِ زبان کے لیے یہ ساخت واضح ہے، خواہ معنی کتنے ہی مبہم کیوں نہ ہوں۔ تین الفاظ، چار مکسر الفاظ ‎-s, -ed, -ly, -ish.‎ سے اس کی ایسی حد بندی ہو جاتی ہے کہ غلطی کا امکان نہیں رہ جاتا۔

یہ ساتوں عناصر کس طرح ساخت کی حد بندی کرتے ہیں؟ یہ بتانا آسان نہیں عمل میں ان کے کام ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔ بیشتر وہ براہِ راست یا فیصلہ کُن انداز میں ساخت کی حد بندی بھی نہیں کرتے۔ لیکن ان سے بعض اجزا کی حقیقت پر دلالت ہوتی ہے یا بعض ترکیبی سانچوں کی نشان دہی ہوتی ہے۔ ثبوت کے پورے جھمیلے کے صرف ایک حصّہ کا ہی ذکر کیا جاتا ہے:

مثلاً ‎-ish‎ بالعموم ایسا اشتقاقی لاحقہ ہے جس سے توصیفی کلمات یا ان جیسی خصوصیات رکھنے والے الفاظ بنتے ہیں (یاد رہے کہ ہمیشہ نہیں مثلاً ‎starfish‎) اس شہادت کو اس حقیقت سے تقویت ملتی ہے کہ ‎harlish‎ ایسے مقام پر واقع ہے جہاں ایک ایسا (توصیفی) لفظ متوقّع ہو سکتا ہے۔ پھر یہ ‎in the‎ کے ساتھ مل کر اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ اغلباً ‎goop‎ اسم ہے۔ اس سے ‎in the harlish goop‎ ایک عام قسم کی ساخت ہو جاتی ہے۔ یہ بہت سے سراغ اہلِ زبان کو یہ بات سمجھاتے ہیں کہ جملے کا یہ حصّہ بعض ایسے ہی دوسرے حصّوں کے ہمسر ہے جو بہت عام ہیں:

| | | |
|---|---|---|
| ..... | *in the harlish goop.* | |
| *He lived* | *in the red* | *house.* |
| *I read it* | *in the big* | *book.* |

موازنے کی دیگر صورتیں بھی ممکن ہیں لیکن وہ اتنی عام معلوم نہیں ہوتیں:

*He wandered in the forest alone.*
*He gave everybody in the family money.*

جملے کے پہلے لفظ *the* کا اشارہ ذرا مختلف ہے۔ یہ ہمیشہ فقرۂ اسمی سے (اگر اس سے پہلے *all, both, or half* نہ ہوں) پہلے کا لفظ ہونا چاہیے۔ *the* کے بعد بالعموم اسم ہونا چاہیے۔ شاید کبھی درمیان میں ایک یا زیادہ صفات یا تمیزی الفاظ آجائیں۔ اس طور پر فقرۂ اسمی *The iggle* یا *The iggle squiggs* یا *The iggle squiggs trazed,* یا اور زیادہ طویل زنجیرہ ہوگا۔ ایسا کوئی پیمانہ نہیں جس سے اسم کی یقینی شناخت ہو جائے، اگرچہ اختتامیہ *s-* قرینہ پیش کرتا ہے۔ اس شکل کا عام لاحقہ اسمی ہوتا ہے اور بالعموم صفات اس انداز پر ختم نہیں ہوتے۔ یوں *the iggle squiggs trazed* کے مقابلہ میں *the iggle squiggs* کا فقرۂ اسمی ہونا زیادہ اغلب ہے۔ فقرہ اسمی کے بعد جو شاید جملہ کا فاعل بھی ہے، جس عنصر کا عین امکان ہے وہ کسی قسم کا فعل ہوگا۔ اس میں بالعموم یا تو صرف ایک فعل شامل ہوگا یا ایک فعل اور اس کے ماقبل ایک یا زیادہ معاون ہوں گے۔ موخرالذکر کی موجودگی فقرۂ فعلی کے آغاز کی طرف اشارہ میں مزید مددگار ہوگی۔ چونکہ کوئی معاون موجود نہیں ہے اس لیے اغلب یہ ہے کہ فقرۂ فعلی واحد لفظ ہوگا، شاید فعل کا کوئی تصریفی لاحقہ اس کے ساتھ ہو۔ *squiggs* یا *trazed* دونوں اس شرط کو پوری کرتے ہیں۔ دونوں کے اختتامیے ایک سے نظر آتے ہیں۔ لیکن *wombly* ایسا معلوم ہوتا ہے کہ فعل نہیں ہوگا، لیکن اس کو خارج از بحث قرار دینا بھی پُرخطر ہوگا —— دو وجوہ ہیں —— دونوں آزمائشی۔ جن کی بنا پر مندرجہ ذیل کی تردید ہوتی ہے:

| *The iggle squiggs trazed* | *wombly* | *in the harlish goop.* |
|---|---|---|
| subject | verb | |

لیکن ان کو ایک ساتھ لیا جائے تو ایک دوسرے کو تقویت دیتے ہیں۔ دو امکانات باقی رہتے ہیں:

| *The iggle* | *squiggs* | *trazed* | *wombly* | *in the harlish goop.* |
|---|---|---|---|---|
| subject | verb | ? | ? | |

| *The iggle squiggs* | *trazed* | *wombly* | *in the harlish goop.* |
|---|---|---|---|
| subject | verb | ? | |

ان میں سے کون سا بہتر ہوگا، یہ ان عناصر کی شناخت کے امکانات پر منحصر ہے جن سوالیہ نشان بنائے گئے ہیں۔ *Wombly* تجزیہ ثانی میں *happily, daily.* جیسے الفاظ کے مانند معلوم ہوتا ہے۔ ان کی طرح اس کا اختتام *-ly* پر ہے اور یہ فعل کے فوراً بعد آیا ہے۔ جو بہت مناسب مقام ہے۔ کہنے کا مطلب یہ ہے کہ پورا جملہ اس کے مقابل ہوگا:

*The little pigs wallowed happily in the muddy puddle.*

صرف ایک یہی امکان نہیں ہے۔ مندرجہ ذیل بھی مناسب ہوگا:

*The little boys threw gravel in the empty pool.*

لیکن یہ اتنا برمحل معلوم نہیں ہوتا۔ اکثر لوگ پہلے حل کو ترجیح دیں گے *squiggs* کو فعل مان لینا بھی ممکن ہے۔ لیکن یہ اور بھی کم اطمینان بخش ہوگا۔

*The boy throws gravel idly in the empty pool.*

*trazed* کو اسم مان لینا مناسب حل نہیں ہوگا اور پورا جملہ ممکن ہونے کے باوصف تتر بتر معلوم ہوتا ہے۔ ایسے حل کا انتخاب ہونا چاہیے جو سب سے زیادہ مناسب معلوم ہو، لیکن بہترین صورت میں بھی غلطی کا امکان رہے گا۔ لطف کی بات یہ ہے کہ ایسے جملوں کی بناوٹ کے بارے میں امریکی لوگ (اتفاقِ رائے کے مقابلے میں) عمومیت کو قبول کریں گے۔ اگرچہ باضابطہ انداز کرنا ذرا مشکل ہے، لیکن اکثر سامعین امکانات کو اسی طرح محسوس کرتے ہیں۔

11.3 مذکورہ بالا جیسے جملے سے شروع کرکے اگر الفاظ کی اجزائی اقسام ایک ایک کرکے بیان کی جائیں تو معلوم ہوتا ہے کہ تجزیہ جلدی ہی یقینی ہو جاتا ہے۔ مثلاً اگر ہمارے علم میں صرف اتنا اضافہ ہو جائے کہ *trazed* فعل ہے تو ساخت بالکل واضح ہو جاتی ہے۔ ایک اور جُز کی نوع کی شناخت سے صورتِ حال اور بھی زیادہ مستحکم ہو جائے گی۔ اگر ہر لفظ کی اجزائی قسم معلوم ہو جائے تو شک کی بہت کم گنجائش رہ جاتی ہے، خواہ جملہ کیسی ہی غیر معمولی قسم کا ہو۔ اگر معلومات میں پہلا اضافہ یہ ہو کہ *iggle* صفت ہے تو اس سے بھی صورتِ حال مضبوط ہوگی، لیکن اس قدر نہیں جتنی اس انکشاف سے کہ *trazed* ایک فعل ہے۔ اجزائی قسم کا علم ہمیشہ

یکساں طور پر سود مند نہیں ہوتا لیکن اس سے ہمیشہ کچھ نہ کچھ مدد ہمیشہ مل جاتی ہے:
فرض کیجیے کہ کسی لفظ کی اجزائی قسم کا انکشاف کرنے کے بجائے ایک مانوس لفظ رکھ دیا جاتا ہے۔ یوں پہلی قائم مقامیت یہ ہو سکتی ہے:

*The little squiggs trazed wombly in the harlish goop.*

اور دوسری *The little squiggs trazed happily in the harlish goop.*

اور اسی طرح مزید۔ اس کا تاثر بھی وہی ہوگا۔ ہر قائم مقامیت کے بعد ساخت واضح ہو جاتی ہے۔ ساتھ ہی معنی بھی بر آمد ہونے لگتے ہیں۔ لیکن جہاں تک ساخت کا تعلق ہے little کو قائم مقام بنا کر اور iggle کا صفت ہونا معلوم ہونے پر تجزیہ فوراً واضح ہو جاتا ہے۔ ترکیبی اہمیت کا کوئی ایسا انکشاف little کی قائم مقامیت سے نہیں ہو سکتا جو iggle نہ کر سکتا ہو۔ little جیسے لفظ کے بارے میں ساخت سے متعلق انکشاف کی بات اس کی اجزائی قسم کا معلوم ہونا ہے، مگر صرف اتنا ہی نہیں۔ اگر یہ تحقیق ہو جائے کہ iggle صفت ہے تو Little کے قائم مقام بنائے جانے کے مقابلے میں زیادہ معلومات حاصل ہو سکتی ہیں۔ ثانی الذکر صورت میں بہترین بات یہ کہی جا سکتی ہے کہ اغلباً little صفت ہے۔ انگریزی الفاظ کی عادت یہ ہے کہ وہ ایسی اجزائی قسم میں ظاہر ہو جاتے ہیں جس کی توقع بھی نہیں کی جا سکتی۔ little ایسا ہی قابلِ اعتماد (صفت) ہے جیسا زبان میں کوئی بھی اور لفظ۔ لیکن کبھی یہ اسم کی حیثیت سے بھی واقع ہو سکتا ہے۔

اب ذرا یہ فرض کیجیے کہ پہلے .squiggs کا قائم مقام رکھا گیا۔ امکانات میں سے چند یہ ہیں:

*The iggle pigs trazed wombly in the harlish goop.*
*The iggle hogs trazed wombly in the harlish goop.*

ان دونوں سے بہت مختلف نتائج نکلتے ہیں۔ پہلے جملے میں pigs اغلباً اسم ہے — دوسرے میں hogs غالباً اسم ہے۔ لیکن اس کے فعل ہونے کا بھی عین امکان ہے۔ انگریزی الفاظ میں اس یقین کے درجے مختلف ہوتے ہیں کہ ان کو بجائے خود کون

سی اقسام سے منسوب کیا جا سکتا ہے؟ حقیقی ابہام کمتر ہی واقع ہوتا ہے کہ اتفاق ہی سے کئی الفاظ میں تکملی غیر یقینی سے اس کا جواز ہوتا ہے۔

اس طرح جملے کے مختلف عناصر کی اجزائی قسم کی رکینت ساخت کا اہم سراغ دیتی ہے۔ لیکن مذکورہ دیگر سراغوں کی طرح یہ بھی کمتر ہی قطعی اور فیصلہ کُن ہوتا ہے۔ ٹھیک اور متعین استخراج کرنا ممکن نہیں، ہاں ساخت کی غالب امکانی صورت معلوم ہو سکتی ہے۔

**11.4** جس مثال پر ابھی بحث کی گئی یہ محض تعفنِ خیال کی بات معلوم ہو سکتی ہے۔ یہ سوال کیا جا سکتا ہے کہ آیا زبان کے حقیقی عمل میں واقعتاً اس کا کوئی مقام ہے؟ اس سوال کا جواب لازماً اثبات میں ہے۔ ایسے جملے کبھی کبھار ہی ملتے ہیں، جن کے اہم الفاظ غیر معلوم ہوں۔ لیکن طالبِ علم کو ایسے جملے عام طور پر مل جاتے ہیں جن میں ایک یا زیادہ الفاظ نامانوس ہوتے ہیں۔ کسی یونیورسٹی کی درسی کتاب میں یہ جملہ ملتا ہے:

*The protonema is fixed to its substratum by rhizoids.*

اس جملہ میں نامانوس الفاظ کی تعداد تین تک ہو سکتی ہے (اس کا انحصار قاری کے تعلیمی پس منظر پر ہوگا) لیکن کسی بھی انگریزی اہلِ زبان کے لیے جملے کی ساخت بالکل صاف ہے۔ نامانوس الفاظ سے جو ترکیبی سراغ برآمد ہوتے ہیں۔ ان کی ضرورت نہیں ہے، دوسرے ہی کافی ہیں۔

اس قسم کا جملہ سامنے آئے تو الفاظ کے معنی کے لیے لغت کا سہارا لیا جا سکتا ہے۔ لیکن ایسا کمتر ہی کیا جاتا ہے۔ اس کے بجائے معنی سیاقِ عبارت سے معلوم کیے جا سکتے ہیں۔ سیاقِ عبارت میں وہ پورا سلسلہ شامل ہے جس میں یہ واقع ہوتے ہیں اور جملے کے دوسرے الفاظ بھی اور خاص طور پر جملہ کی ساخت۔ اگر جملہ کی ساخت کو نہ سمجھا جا سکے تو غیر معلوم الفاظ کے معنی کا استخراج خاصا مشکل ہوگا۔ بعض الفاظ کے معنی جانے بغیر جملہ کی ساخت جان لینے کی صلاحیت لازمی لسّانی شعور ہے۔

مندرجہ ذیل جملے معنوی طور پر سابقہ جملے سے زیادہ پیچیدہ نہیں ہیں:

*Die Gametangien entwickelnden Zweige unterscheiden sich bei den thallösen Jungermanien wenig von den sterilen*

*Assez généralement, il est constitué par des graines mitochondriaux associés à de petits chloroplastes fusiformes ou lenticulaires privés d'amidon.*

اگر آپ ماہرِ نباتیات نہ ہوں تو ان سے آپ کی جرمن یا فرانسیسی کی معلومات کی اچھی آزمائش ہو جائے گی۔ اگر آپ واقعتاً یہ زبانیں جانتے ہیں تو ان جملوں میں بھی اوپر کے انگریزی جملے سے زیادہ دقت نہیں ہوگی۔ آپ Gametangien یا mitochondriaux کے معنی جانتے ہوں یا نہ جانتے ہوں اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ کیوں کہ بہت سے جرمن اور فرانسیسی بھی ان کے معنی سے واقف نہیں ہوتے اگر آپ آسانی سے ان کی ساخت نہیں جان پاتے تو لغت کی مدد سے یا اس کے بغیر معنی معلوم کرنے میں قباحت ہوگی۔ یہ بھی ہے کہ ان میں سے کچھ الفاظ عام ذولسانی لغات میں ملیں گے بھی نہیں۔

امریکہ میں تدریسِ زبان کا ایک بڑا نقص یہی رہا ہے۔ طالبِ علموں کو اکو لوں میں یہ بتایا جاتا ہے کہ انہیں ہر لفظ کے ٹھیک معنی معلوم ہونے چاہیئں۔ وہ لغت کا استعمال خوب سیکھ لیتے ہیں لیکن یہ کم سیکھتے ہیں کہ قیاس سے کیسے کام لیا جائے؟ اس کا مطلب یہ ہے کہ ان کو جرمن زبان اس انداز سے سیکھنے سے روکا جا رہا ہے جیسے جرمن لوگ سیکھتے ہیں۔ بے شک لغات مفید ہوتی ہیں، لیکن ان کا موزوں استعمال ہونا چاہیے، یعنی پہلے قیاس سے کام لیجیے۔ تب لغت دیکھیے، لیکن یہ قیاس جملہ کی ساخت پر مبنی ہونا چاہیے۔

11.5 11.2 اور 11.3 کے تمام مباحث میں ترتیب الفاظ کی بات مستقل آتی رہی ہے۔ ساخت کی علامتوں میں اسے یقیناً بنیادی اہمیت حاصل ہے، لیکن اسے یا تو نظر انداز کر دیا جاتا ہے یا اس کی اہمیت گھٹا دی جاتی ہے۔ اگر الفاظ کو منتشر کر دیا جائے تو اس کی اہمیت واضح ہو جاتی ہے:

*Goop harlish iggle in squiggs the the trazed wombly.*

اہلِ زبان کو اس میں کوئی ساخت نظر نہیں آتی۔ یہ صرف اس وجہ سے نہیں کہ اجم قریب قریب نہیں ہیں۔ یہ شرط ضروری نہیں۔ اس جملے کو دیکھیے:

*What are you looking for?*

What . . . for and are . . . looking اجزائے مُتّصل ہیں۔ یہ صرف مفروق ہی نہیں بلکہ مفروق بھی ایک مقررہ اور باضابطہ طور پر ہیں۔ ان کو متّصل کر دینے سے تفہیم کا اسی طرح خون ہو جائے گا۔
جیسے لفظوں کو کسی دوسری طرح تتر بتر کرنے سے ?What for are looking you*

پہلی نظر میں ترتیبِ لفظی سادہ نظر آتی ہے اگر دو عناصر B اور A ہوں تو دو ممکن ترتیبیں ہو سکتی ہیں AB اور BA ۔ اکثر ان میں سے ایک کی ضرورت ہوتی ہے اور دوسری خارج قرار دی جاتی ہے۔ انگریزی میں حرفِ تعریف اسم سے پہلے آتا ہے: the man استعمال ہوتا ہے man the* نہیں۔ لیکن اس قسم کی سادگی جملے کی ساخت کے جُز کو ہی دکھا سکتی ہے، ترتیبِ لفظی کو بامعنی طور پر بیان کرنا سخت مشکل ہو جاتا ہے۔ بعض اجزا اپنے مقام کے اعتبار سے بالکل آزاد ہوتے ہیں۔ ان دو شکلوں میں سے کوئی ایک ہو سکتی ہے: .Today I'm going to town یا today I'm going to town today کی قسم کے جلوی عناصر انگریزی میں اس قسم کی آزادی کا اظہار کرتے ہیں۔

زیادہ مشکل صورتیں وہ ہیں جہاں ترتیب نہ تو بہت پابند ہو اور نہ بہت آزاد۔ بلکہ عموماً تھوڑی سی آزادی کے ساتھ متعیّن ہو جاتی ہو۔ انگریزی میں عام ترتیب فاعل، فعل، مفعول ہے، یہ بھی ممکن ہے کہ ترتیب مفعول، فاعل، فعل ہو۔ آخرالذکر بہت کم آتی ہے۔ مزید برآں بہت سے جملوں میں یہ فطری بھی معلوم نہیں ہوتی۔ یہ صورت بعض رسمی جملوں میں بہت عام ہے: This I must see اس کے حدود بہت نازک ہیں اور ابھی تک اطمینان بخش طور پر متعیّن نہیں ہو سکے۔ یہ متعیّن کرنا خاص مشکل ہے کہ پابندیوں کے کون سے حصّے قواعدی ہیں؟ اور کون سے اسالیبی، لیکن اطمینان بخش بیان ان دونوں کے صاف طور پر امتیاز کر لینے پر ہی موقوف ہے۔

ترتیبِ لفظی کسی تیسرے عنصر کی موجودگی یا عدم موجودگی سے بھی متاثر ہو سکتی ہے۔ روزمرّہ کی اور سادہ صورتیں آسانی سے بیان کی جا سکتی ہیں۔ جرمن میں ترتیب عجیب و غریب طور پر فاعل، فعل ہے، لیکن اگر بعض عناصر ماقبل

آجائیں تو یہ برعکس ہو جاتی ہے.... Er geht رہ جاتا ہے، لیکن Dann geht er .... تب وہ جاتا ہے، کم وقوع اور زیادہ پیچیدہ صورتیں پریشان کُن ہو سکتی ہیں۔ اس کی بدترین مثالیں وہ ہیں جہاں کسی دوسرے عنصر کی موجودگی صرف درجۂ آزادی کی تبدیلی کو یا ترجیح کی تبدیلی کو مشروط کر دیتی ہے اور ترتیب کسی حد تک آزاد رہتی ہے۔

ترتیبِ لفظی اور اجزائی قسم کی رکنیت جو ساخت کی دو بنیادی علامات ہیں، ایک دوسرے کی محتاج ہوتی ہیں۔ اجزائی اقسام ارکان کی اسی صلاحیت سے متعیّن ہوتی ہیں کہ وہ بعض مخصوص مقامات میں واقع ہو سکتے ہیں۔ یہ مقامات ترتیب سے متعلق رشتوں کی اصطلاح میں شناخت کیے جاتے اور بیان کیے جاتے ہیں۔ ترتیبِ لفظی کی تعریف اقسام کی اصطلاح میں ہی کی جا سکتی ہے۔

11.6 حال کے ایک اخبار میں یہ سرخی تھی: Beethoven Works On Hess works Program کو فعل سمجھ کر شاید میری ہی طرح اور بھی بہت سے قارئین چونکے. works کو اسم سمجھیے تو معنی کی مہملیت ذرا کم ہو جاتی ہے اور سرخی نگار کے ارادہ کی اسی معنی کے ساتھ مضمون سے بھی تصدیق ہو جاتی ہے۔ اس طرح کا ابہام انگریزی تحریر کی اس خاص قسم کی خصوصیت ہے جو سرخیوں اور تار تک محدود ہے۔ یہ بات چند "چھوٹے الفاظ" کے حذف ہونے کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے، یہ ایسے عناصر ہوتے ہیں جو معنی میں تو کم ہی حصّہ دار ہوتے ہیں لیکن ترکیبی اشاروں کا اہم کام انجام دیتے ہیں۔

ان "چھوٹے الفاظ" کو عام طور پر **تفاعلی الفاظ** کا نام دیا جاتا ہے۔ اصطلاح تو مفید ہے لیکن اس کے تصوّر کی تعریف کرنا مشکل ہے۔ ایسے عناصر سے لے کر جو محض ساختی علائم کا کام کرتے ہیں، ان عناصر تک جن کے لغوی معنی بھی ہیں، اور اتفاقاً وہ ساخت کے لیے علامت کا کام بھی کرتے ہیں۔ خاصا تدریجی تسلسل ہے۔ تفاعلی لفظ اس تسلسل کے ایک سرے پر کوئی لفظ ہو سکتا ہے۔ یہ تعیّن کرنا مشکل ہے کہ اس تعریف پر پورا اترنے کے لیے اسے کس حد تک ساختی علامت ہونا چاہیے۔ اس گروہ کی حدود مبہم ہی رہیں گی اور ہر ماہرِ لسانیات کی رائے اور سہولت پر منحصر ہوگی۔

11.7 شاید ان کی واضح ترین مثال انگریزی حرفِ تعریف the, a, some ہیں۔ اسمی ساختوں کی بڑی تعداد کے ساتھ ان میں سے کوئی ایک آتا ہے۔ قریب قریب ہمیشہ پہلے رکن کی حیثیت سے۔ وہ اسم کی موجودگی کا اشارہ کرنے کی خدمت انجام دیتے ہیں اور ساخت کی ایک حد تک نشاندہی کرتے ہیں۔ اس عمل میں تینوں مساوی ہیں ــــ اختلاف سے یا تو فقرۂ اسمی کی ذیلی قسم کی نشاندہی ہوتی ہے (دیکھیے 14.4 ) یا سلسلۂ عبارت میں اسم کے مقام کی۔ کہیں شاذ صورتوں میں ان قواعدی عوامل میں سے کوئی بھی اثر انداز نہیں ہوتا اور ایک کے بجائے دوسرے کا وقوع معنی کے فرق کی نشان دہی کر سکتا ہے۔ یہ اتنا عام نہیں جتنا تصوّر کیا جاتا ہے۔ نہ اتنا جتنا کہ رسمی قواعد بتلاتی ہے۔ متخالف جملوں کے جوڑے جو معنی کا فرق دکھانے کے لیے پیش کیے جاتے ہیں (The man came.: A man came.) یا تو اکثر مصنوعی ہوتے ہیں یا سیاقِ عبارت سے الگ کر کے لکھے جاتے ہیں۔ حرفِ تعریف پر قواعد کا ضبط و قابو مفرد جملوں سے وسیع تر دائرہ میں عمل پیرا ہوتا ہے اور اسی لیے بآسانی قواعد نویسوں کی نظر سے اوجھل ہو جاتا ہے۔

چونکہ حرفِ تعریف بنیادی طور پر ساختی تراکیب کی حیثیت رکھتے ہیں اس لیے یہ تعجب کی بات نہیں کہ اس معاملے میں زبانوں میں بہت اختلاف ہوتا ہے۔ بعض زبانوں میں ایک بھی حرفِ تعریف نہیں، بعض میں صرف ایک ہے اور بعض میں متعدد ــــ اس کے علاوہ استعمالات میں نہ صرف تفصیل میں بلکہ اجمالی طور پر بھی فرق ہو سکتا ہے۔ کسی دوسری زبان کے حروفِ تعریف کے معنی میں انگریزی تعینے لکھنا، جیسا کہ بعض نصابی کرتی ہیں، محتاط طریقہ نہیں ہے۔

ایک زبان کے حروفِ تعریف کو دوسری زبان کے حروفِ تعریف کے مساوی مان لینے سے بعض عجیب غلط فہمیاں پیدا ہوتی ہیں۔ مثلاً یہ کہا جاتا ہے کہ عبرانی خیال انگریزی کے مقابلہ میں کم مجرد ہوتا ہے کیونکہ جہاں ایک امریکی کہتا ہے: *Gold is good.* وہاں عبرانی کہے گا /ṭóob hazzaahάab./ جس کا ترجمہ کیا جاتا ہے 'The gold is good' ثانی الذکر میں انگریزی بیان کے مقابلہ میں کم تعمیم ہے۔ یہاں دھوکا لازماً سابق حرفِ تعریف /-haC/ کو انگریزی the کے مساوی قرار دینے میں ہے۔ جس سے /hazzaahάab/ کے معنی the Gold ہو جائیں گے /zaahάab/

کے معنی gold اور تب نتیجہ کے طور پر حاصل ہونے والے ترجمہ سے انگریزی کا امتیاز دیکھا جاتا ہے۔ Gold is good میں the نہ ہونے کا سبب یہ ہے کہ gold اسم مادہ ہے (دیکھیے 14.4) اور the کی عدم موجودگی سے اس کا اظہار ہوتا ہے۔ انگریزی اسم مادہ کے ساتھ the تخصیص پیدا کرتا ہے، عبرانی میں اس طرح کا کوئی امتیاز نہیں۔ اس لیے عبرانی کی کم تعمیمی اہلیت کے بارے میں یہ دلیل غیر متعلق ہے۔ مزید برآں /tóob hazzaaháab./ جیسے جملہ میں /-haC/ فاعل کی نشاندہی کے لیے ساختی اشارے کے طور پر استعمال ہوتا ہے۔ ایسے سیاق عبارت میں اس کا تجرید یا مادیت سے کوئی سروکار نہیں ہوتا۔ یہ سارا موازنہ بے کار ہو جاتا ہے۔ کیوں کہ عبرانی ساخت میں ایسے عمومی بیان کے لیے /-haC/ درکار ہوتا ہے جبکہ ایسے ہی بیان کے لیے انگریزی ساخت میں the کے حذف کرنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ کوئی بھی عنصر جو ساخت کے لیے ضروری ہو معنی کا حامل نہیں ہو سکتا۔

اور ایک مثال جس میں انگریزی حرفِ تعریف ساختی اشارے کا کام کرتا ہے۔ ذیل کے موازنے میں دیکھی جا سکتی ہے a bowl or vessel : a bowl or a vessel پہلے کا ادعا یہ ہے کہ bowl اور vessel مترادف ہیں اور ان دونوں میں کوئی فرق مقصود نہیں۔ دوسرے میں دونوں کے درمیان فرق کی نیت ہے اور ادعا یہ ہے ______ کہ کوئی شے جو bowl ہے وہ vessel نہیں ہوگی۔ یہ فرق a کی ماہیت میں پوشیدہ نہیں ہے بلکہ ان ترکیبی رشتوں میں مضمر ہے جن کی طرف a کی موجودگی یا عدم موجودگی سے اشارا ہوتا ہے۔ اس طرح کا فرق مختلف زبانوں میں بالکل مختلف طریقوں سے دکھایا جا سکتا ہے۔

11.8 انگریزی تفاعلی الفاظ کی ایک اور قسم حروفِ ربط ہیں۔ مجرد فقروں میں یہ بالعموم پہلے لفظ کے طور پر استعمال ہوتے ہیں اور اس طرح ساخت کی اس قسم کی صاف صاف نشاندہی کرتے ہیں۔ ایک خاص حیثیت سے حروفِ ربط (حروفِ جار) حروفِ تعریف سے واضح طور پر مختلف ہوتے ہیں۔ یہ عام صورت ہے کہ ایک حرفِ ربط کو دوسرے کا قائم مقام بنانے سے معنی میں قابلِ لحاظ تبدیلی ہو جاتی ہے۔ کہنے کا مطلب یہ ہے کہ حروفِ تعریف

کی بہ نسبت حروفِ ربط کا آپس کا فرق زیادہ واضح ہوتا ہے۔ اسی باعث معنی کی نشاندہی میں ان کا زیادہ حصّہ ہوتا ہے۔

لہٰذا یہ بھی حقیقت ہے کہ حرفِ ربط ایک ایسا لفظ ہے جو ساخت کے اعتبار سے بہت معنی خیز ہوتا ہے۔ یعنی ساخت کی نشان دہی کا عمل ایک خصوصیت تو ہے لیکن حروفِ ربط کی اجزائی قسم سے متعلق ہونے کی حیثیت سے کسی خاص حرفِ ربط کی خصوصیت نہیں۔ اس لحاظ سے صرفِ ربط اسم سے زیادہ مختلف نہیں ہوتا۔ کسی مقررہ لفظ کے حرفِ ربط ہونے سے اس کی ترکیبی اہمیت اس سے زیادہ نہیں ہوتی۔ جتنی کسی دوسرے لفظ کی اسم ہونے کی حیثیت سے ہوتی۔ اس مشاہدہ سے تفاعلی الفاظ اور دیگر قسم کے الفاظ کے درمیان فرق کمزور پڑتا نظر آتا ہے۔

تاہم بعض اور حیثیتوں سے بھی حروفِ ربط اسماء سے مختلف ہوتے ہیں اور ان سے جزوی طور پر فرق کا جواز بھی مل جاتا ہے۔ ایک بات تو یہ کہ اسما کی ایک کثیر تعداد کے مقابلے میں حروفِ ربط کہیں کم ہے۔ نیز انگریزی میں اسما کا ذخیرہ برابر بدل رہا ہے۔ انگریزی زبان میں ہر سال الفاظ کا جو نیا ریلا آتا ہے، اس میں بیشتر اسم ہوتے ہیں۔ نئے حروفِ جار بہت نایاب ہیں۔ آئندہ دس سال میں بھی کسی نئے حرفِ تعریف کا کوئی قابلِ اعتنا امکان نہیں ہے۔ اسمار اور حروفِ ربط کی تقسیم بالکل مختلف ہے۔ مثلاً man بہت عام اسم ہے، لیکن ایسی بہت کتابیں ہیں جن میں یہ لفظ بالکل استعمال نہیں ہوا۔ in عام حرفِ ربط ہے۔ شاید In کے بغیر کوئی کتاب لکھنا ممکن تو ہو لیکن یہ بہت مصنوعی کوشش ہوگی۔ کسی خاص اسم کا کسی کتاب میں واقع ہونا بڑی حد تک موضوع پر منحصر ہے۔ حروفِ ربط کے ساتھ یہ بات نہیں۔ ان کے معنی کم ہوتے ہیں، لیکن یہ قواعد میں براہِ راست پیوست ہوتے ہیں اور اسی لیے ہر قسم کی انگریزی عبارتوں میں یکساں طور پر واقع ہوتے ہیں۔

ان اشاروں سے مثالی تفاعلی لفظ کی خصوصیت ظاہر ہوتی ہے۔ یہ ایک مختصر اجزائی قسم کا رکن ہوتا ہے، جس کی رکنیت بھی متعیّن ہوتی ہیں۔ نظری مواد میں اس کا وقوع موضوع، نوعِ ادب، یا اسلوب کے تابع نہیں ہوتا ــــ ان

خصائص سے قریب عنصر ساخت کی نشاندہی میں شریک ہوگا اور آسانی سے شناخت کر لیا جائے گا۔ انہیں بآسانی **تفاعلی الفاظ** کہا جاسکتا ہے۔

11.9 بہت سی زبانوں میں ایک خاص نحوی ترکیب استعمال کی جاتی ہے۔ جسے مشابعت ( government. ) کہا جاتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ بعض تصریفی صورتوں کے استعمال سے ساخت میں لفظ کے مقام کی نشان دہی ہوتی ہے۔ اسم کی بات ہو تو یہ خاص قسمیں **حالت** کہلاتی ہیں۔ ایسی زبان میں ہر اسم کے صیغوں کی چھوٹی سی گردان ہوتی ہے۔ ہر روپ نحوی مقامات کی ایک خاص فہرست تک محدود ہوتا ہے اور اس لیے ساخت کی نشاندہی میں حصّہ لیتا ہے۔ اس گردان کا ہر روپ کسی حالت کی نمائندگی کرتا ہے۔ حالتوں کی تعداد میں خاصا فرق ہوتا ہے اور ان طریقوں میں بھی جن سے متعدد حالتیں نظام کے اندر ایک دوسرے سے مختلف ہوجاتی ہیں۔

حالتوں کی کم سے کم تعداد دو ہے۔ یہ بہت سی زبانوں میں ملتی ہے۔ انہیں میں مشرقی افریقہ کی مسائی زبان بھی ہے۔ فاعل اور مفعول دونوں ہی فعل کے بعد آتے ہیں لیکن اسم کی حالت سے ان میں صاف امتیاز ہو جاتا ہے۔ حالتوں میں صرف تان ( tone ) کا فرق ہوتا ہے اور متعدد تصریفی ذیلی قسموں سے مارفیمیات خاصی پیچیدہ ہوجاتی ہے۔ دو ذیلی قسمیں درج ہیں :

| | |
|---|---|
| /ɛ́dɔ́l ɛmbártá/ | 'وہ گھوڑے کو دیکھتا ہے' |
| /ɛ́dɔ́l ɛmbartá/ | 'گھوڑا اسے دیکھتا ہے' |
| /ɛ́dɔ́l entíto/ | 'وہ لڑکی کو دیکھتا ہے' |
| /ɛ́dɔ́l entitó/ | 'لڑکی اسے دیکھتی ہے' |

سنسکرت میں آٹھ حالتیں ہیں :

| | محبت کرنا | دیوی | |
|---|---|---|---|
| فاعلی | /kaamas | deevii | جملہ کا فاعل |
| مفعولی | kaamam | deeviim | مفعول اول |
| آلی | kaame ena. | deevyaa | جملہ یا خبر کی توسیع |
| نفسی | kaamaaya | deevyaai | مفعول ثانی |
| اخراجی | kaamaat | deevyaas | جملہ یا خبر کی توسیع |
| اضافی | kaamasya | deevyaas | اسم کی توسیع |

| | | | |
|---|---|---|---|
| جملہ یا خبر کی توسیع | deevyaam | kaamee | طرفی |
| جملہ سے کمزور تعلّق | deevi/ | kaama | ندائیہ |

یہاں خاص خاص استعمالات کی فہرست دی گئی ہے۔ اکثر حالتوں کے متعدد قسم کے ذیلی استعمالات ہیں۔ تین یعنی آلی، اخراجی اور طرفی ایک سے نحوی مقامات پر (یکساں نہیں) استعمال ہوتی ہیں لیکن اکثر معیناتی تعلّق کے اظہار میں مختلف ہوتی ہیں۔ عام طور پر انگریزی میں آلی کا ترجمہ 'with,' اخراجی کا 'from,' اور طرفی کا ind کیا جاتا ہے، لیکن پھر اس میں بھی خاصا فرق ہوتا ہے۔

لاطینی اور یونانی میں بھی حالتی نظام سنسکرت سے مشابہ ہے۔ لیکن حالتوں کی تعداد کم ہے۔ لاطینی میں آلی نہیں ہے۔ اور طرفی بھی صرف چند اسما میں ملتا ہے۔ یونانی میں آلی، اخراجی اور طرفی مفقود ہیں۔

فن میں پندرہ حالتیں ہیں:

| | | | |
|---|---|---|---|
| فاعلی | nominative | alo | مکان فاعل |
| اضافی | genitive | talon | 'کا' |
| مفعولی | accusative | talon | مفعول |
| مدخولی | inessive | talossa | 'میں' |
| استباطی | elative | talosta | 'سے، میں سے' |
| درونی | illative | taloon | 'میں، اندر' |
| قربی | adessive | talolla | 'اوپر، پر' |
| فاصلی | ablative | talolta | 'سے' |
| جہتی | allative | talolle | 'تک' |
| استقراری | essive | talona | 'جیسا' |
| حصمی | partitive | taloa | 'کا (جز) جزو' |
| ابدالی | translative | taloksi | سے (مبدل) |
| بغیری | abessive | talotta | 'بغیر' |
| ہدایتی | instructive | taloin | ساتھ 'مع' |
| معیتی | comitative | taloine | 'مع' 'کے ساتھ' |

ایسا نظام دو اہم حیثیتوں سے سنسکرت جیسے نظام سے مختلف ہوتا ہے۔ ان حالتوں میں ترکیبی سے زیادہ معنیاتی فرق ہوتا ہے۔ نتیجۃً ان حالتوں کے استعمال کا مفعول وغیرہ کے مقام کی اصطلاح میں بیان بہت آسان ہے، یہ مقابلہ اس کے ان نحوی ساختوں کا بیان کیا جائے جن کی طرف یہ اشارہ کرتے ہیں۔ اس حیثیت سے وہ انگریزی حروفِ ربط سے مشابہ ہیں: حالتوں کی اقسامِ ساخت کا اشارہ دیتی ہیں

لیکن کوئی ایک مخصوص حالت کسی اور ہی چیز کی طرف اشارہ کرتی ہے۔ مزید براں فنی زبان میں حالتی علامت کو الگ کرنا آسان ہے اور سنسکرت میں بہت مشکل۔ فنی زبان کا حالتی نظام کئی اعتبار سے سنسکرت نظام اور انگریزی حروفِ ربط کے درمیان کی چیز معلوم ہوتا ہے۔ درحقیقت ہم فنی کے حالتی لاحقوں کو "جارِ موخرہ" - postpo-sitions کا نظام کہہ سکتے ہیں۔ ("جارِ مقدم" prepositions عام طور پر ان عناصر کے لیے جو اسم سے پہلے آتے ہیں۔) جو اسم کے بعد اس میں ذرا پیوست ہو جاتے ہیں۔ اس طرح حالت تفاعلی الفاظ کے نظاموں کی بعض اقسام سے مشابہ ہو جاتی ہے۔ اگر بہت سی زبانوں کو پرکھا جائے تو حالتی نظاموں اور تفاعلی الفاظ کے نظاموں کے مابین بہت سے درمیانی درجے بھی نظر آئیں گے

ہندی میں ایک قسم کا درمیانی درجہ صاف نظر آتا ہے۔ تین سانچے قابلِ غور ہیں: (1) اسم دو صورتوں میں آتے ہیں۔ کسی ایک صورت کا انتخاب ساخت سے متعین ہوتا ہے /lərke/ 'لڑکے' موخر اسمیہ سے پہلے آتا ہے اور /lərka/ دوسرے مقامات پر۔ ان کو روایتاً غیر فاعلی اور فاعلی کہا جاتا ہے۔ (2) بعض جارِ موخر اسما کے فوراً بعد استعمال ہوتے ہیں: /mẽ/ 'میں'، /se/ 'سے' /pər/ 'پر' /ko/ 'کو' /ka/ 'کا'، /ke/ 'کے'، /ne/ 'نے'۔ ان کے استعمال میں ساخت کی نشاندہی کی بڑی اہلیت موجود ہے۔ (3) ایک طویل تر فہرست ان جارِ موخر کی ہے جن میں یہ شامل ہیں /nice/ 'نیچے' /sath/ 'ساتھ' جو /ke/ 'کے' کے بعد آتے ہیں۔ (مثالیں دیکھیے) /lərke ke sath/ 'لڑکے کے ساتھ' /lərke ka bap/ لڑکے کا باپ /lərke ne kəha/ لڑکے نے کہا /lərka kəhta hæ/ لڑکا کہتا ہے /lərke/ : /lərka/ کی مختلف شکلیں صاف طور پر حالت کی وجہ سے ہیں۔ اگرچہ ان کا اشاراتی عمل بہت کم ہے۔ کیوں کہ غیر فاعلی اسم کے بعد ہمیشہ جارِ موخر آتا ہے اور فاعلی کے بعد کبھی نہیں آتا۔ اس مجموعہ پر بھی غور کیا جانا چاہیے جس میں /mẽ/ 'میں' /se/ 'سے'، شامل ہیں۔ اگرچہ اس کا جواز ذرا کم ہے لیکن یہ بھی حالت کے نشان کنندہ ہیں۔ ان میں سے /ko ka ke ne/ 'کو کا نے سے' کا عمل خالصتاً ساخت کی نشاندہی کرتا ہے۔ اس

کے علاوہ ضمائر کی پیوست شکلیں ہیں /mere sath/ 'میرے ساتھ' /mujh* ke sath/ 'مجھ کے ساتھ'، نہیں۔ /mera bap/ 'میرا باپ' /mujh ka* bap/ نہیں۔ باقی جارِ موخر واضح طور پر حالت کے نشان گر نہیں ہیں بلکہ تفاعلی الفاظ ہیں۔ یہ بات غیر اہم ہے کہ انہیں کس نام سے موسوم کیا جائے۔ اہم بات یہ ہے کہ ہم یہ جان لیں کہ یہاں ساخت کی تین قسمیں ہیں: ایک صاف طور پر حالت، ایک صاف طور پر تفاعلی الفاظ کا نظام اور ایک ان دونوں کے مابین۔ اگر ہم ثانی الذکر کو حالت کہیں تو یہ بات صاف طور پر خیال میں رکھنی ہوگی کہ حالتی ساخت کی دو سطحیں ہیں۔ اگر ان کو تفاعلی الفاظ کہا جائے تو بھی یہ بات صاف طور پر ذہن میں رکھنی ہوگی کہ تفاعلی الفاظ کے دو مختلف نظام ہیں۔

11.10 انگریزی میں حالت ضمائر تک محدود ہے۔ I اور me یا he 'وہ' اور him 'اُس کو' کے درمیان حالت ہی کا فرق ہے۔ .I saw him 'میں نے اس کو دیکھا'۔ میں me 'مجھ کو' اور him 'اس کو' کے بجائے I 'میں' اور he 'اس کو' کی شکلیں ساخت کی نشاندہی میں مدد کرتی ہیں۔ تاہم انگریزی میں اس مقصد کے لیے اکثر اسما کے ساتھ صرف لفظی ترتیب سے کام لیا جاتا ہے .Paul saw Mary 'پال نے میری کو دیکھا'، جیسا جملہ بالکل صاف ہے اگرچہ ساخت کا نشان گر مفقود ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ اکثر امریکی حالت کے صیغوں کا زیادہ خیال نہیں کرتے، وہ موجود ہوں تب بھی نہیں۔ اگر امریکی لوگوں کی کسی جماعت سے *Me saw Paul اور *Mary saw he جیسے جملوں کو ٹھیک کرنے کے لیے کہا جائے تو اکثریت ان کو Paul saw me اور He saw Mary کے بجائے .I saw Paul اور ,.Mary saw him لکھے گی۔ اس سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ جب لفظی ترتیب اور حالتی شکل کا ٹکراؤ ہو تو انگریزی اہلِ زبان لفظی ترتیب کو زیادہ اہمیت دیں گے۔ انگریزی نحو میں حالت ایک غیر اہم خصوصیت ہے۔

بعض دوسری زبانوں میں صورتِ حال بالکل مختلف ہے۔ لاطینی میں اکثر اسما کی حالتی شکلیں ہیں جو جملے کی ساخت کی انگریزی ضمائر کی حالت کے مقابلے میں کہیں زیادہ واضح طور پر نشان دہی کرتی ہیں۔ مزید برآں انگریزی کی بہ نسبت لاطینی

میں ان کی کہیں زیادہ تفاعلی اہمیت ہے۔ مثلاً "Paul saw Mary" پال نے میری کو دیکھا، کو مندرجہ ذیل شکلوں میں بیان کیا جا سکتا ہے:

*Paulus Mariam vidit.* *Mariam Paulus vidit.*
*Paulus vidit Mariam.* *Mariam vidit Paulus.*
*Vidit Paulus Mariam.* *Vidit Mariam Paulus.*

ان چھ میں سے ہر ایک شکل واضح ہے، کیوں کہ تصریفی لاحقہ *-us* سے *Paulus* کے مبتدا ہونے کی نشان دہی ہوتی ہے اور *-am* اس بات کی کہ *vidit* کے ساتھ مل کر *Mariam* اس کی خبر ہے۔ اگرچہ سب قابل فہم ہیں لیکن سب مساوی طور پر "فصیح" نہیں ہیں۔ ایک کے مقابلہ میں دوسرے کے لیے ترجیحات موجود ہیں لیکن تاریخ زبان کے مختلف ادوار میں یہ ترجیحات مختلف رہی ہیں۔

اکثر کہا جاتا ہے کہ لاطینی کے ترقی یافتہ تصریفی نظام کے باعث لفظی ترتیب غیر اہم رہی ہے۔ یہ کہنا سراسر زیادتی ہے۔ ہر زبان میں لفظی ترتیب کا اہم نحوی عمل رہا ہے۔ ابھی پیش کردہ مثال لاطینی میں ایک استثنائی صورت ہے جس میں لفظی ترتیب کی مکمل آزادی ہے۔ ہر زبان میں لفظی ترتیب کی کسی حد تک متعین شکلیں ہوتی ہیں اور کسی حد تک آزادی ہوتی ہے۔ ازروئے انصاف صرف اتنی بات کہی جا سکتی ہے کہ نحوی ترکیب کی حیثیت سے لاطینی میں لفظی ترتیب انگریزی کی بہ نسبت کم اہمیت کی حامل ہے۔ تاہم پھر بھی اس کی خاصی اہمیت ہے۔ زبانوں میں نحوی تراکیب کی تعداد کی بہ نسبت فرق اس اضافی اہمیت کا ہوتا ہے جو مختلف نحوی ترکیبوں کے ساتھ وابستہ کی جا سکتی ہے۔ صرف بعض مخصوص نحوی ترکیبیں جیسے متابعت زبانوں میں لازماً عام نہیں ہیں۔

**11.11 متابعت Government** صرف اسما تک محدود نہیں۔ بعض زبانوں میں دیگر اقسام کلمہ دو یا زیادہ شکلوں میں آتے ہیں اور یہ بنیادی طور پر جملہ کی ساخت میں اس لفظ کے مقام کی نشاندہی کرتے ہیں۔ زولو زبان میں صفات اسم کے ساتھ توصیفی ہوں تو ایک شکل ہوتی ہے اور خبر ہوں تو دوسری۔

*Umuntu omkhulu uzwa.* 'بڑا آدمی سن رہا ہے'
*Umuntu mkhulu.* 'آدمی بڑا ہے'
*Inkosi endala izwa.* 'بوڑھا سردار سن رہا ہے'

'سردار بوڑھا ہے' Inkosi indala.

Omkhulu اور endala صفات ہیں جو اسما umuntu اور inkosi کے بعد توصیفی مقام پر آئے ہیں Mkhulu اور indala بھی صفات ہیں جو خبر کے مقام پر ہیں۔ اسی طرح کا فرق جملہ میں فعل کے مقام کی بھی نشاندہی کرتا ہے:

'آدمی سفر کرے گا' Umuntu uyohamba

'سفر کرنے والا آدمی سن رہا ہے' Umunto oyohamba uzwa.

Uyohamba فعل کی وہ شکل ہے جو خبر کے طور پر استعمال ہوتی ہے ——
Oyohamba اسم کے ساتھ توصیفی طور پر استعمال ہوتی ہے۔ فعل اور صفت کی شکلوں کی قریبی متوازیت دیکھیے اور یہ بھی کہ انگریزی سے یہ بات کتنی مختلف ہے۔ انگریزی میں صفت کے خبری استعمال کی نشاندہی تفاعلی لفظ is سے ہوتی ہے اور فعلی فقرہ کے توصیفی استعمال کی تفاعلی لفظ who سے۔ (مثلاً ان جملوں میں: 'The man who will travel hears.' 'The chief is old

یہ بات بھی عام ہے کہ کسی فعلی فقرے کی دوسرے فعل سے نسبت ظاہر کرنے کے لیے فعل کی خاص شکلیں ہوتی ہیں؛ مثلاً نیوگنی کی کاتے Kâte زبان میں:

'میں کھا چکا تب وہ آیا' 'I ate, then he came.' /nɔnɔ nɔpe valeveʔ/

'وہ کھا چکا تب میں آیا' 'He ate, then I came.' /nɔnɔ nɔme valepo/

/valeveʔ/ 'وہ آیا' اور /valepo/ 'میں آیا' اصل فعل ہیں؛ /nɔpe/ 'میں کھا چکا' اور /nɔme/ 'وہ کھا چکا' تابع فعل ہیں۔ علامات /-veʔ/ اور /-po/ صرف فاعل کی نشاندہی نہیں کرتیں بلکہ جملہ میں فعل کا مقام بھی بتاتی ہیں اسی طرح /-pe/ اور /-me/ بھی۔

11.12 ساخت کے اظہار کے لیے ایک اور ترکیب تطابق (concord) ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ بعض الفاظ کو ایسی شکل اختیار کرنی پڑتی ہے جو خاص انداز میں بعض دوسرے الفاظ سے مطابقت رکھتی ہے۔ موجودہ انگریزی میں تطابق یوں ہی سا ہے۔ واضح ترین مثال this اور that کی ہے۔ یہ جس اسم

کے ساتھ وابستہ ہوکر استعمال ہوں، اس کی تعداد کے ساتھ ان کا تطابق دکھانا ضروری ہے۔ ہم کہتے ہیں that boy اور پھر those boys اور اسی طرح this boy اور پھر these boys تطابق کی یہ صریح مثالیں ہیں۔ لیکن انگریزی میں ان کی تفاعلی اہمیت کچھ نہیں کہ یہ اِکا دُکا بچے کھچے الفاظ ہیں۔

لاطینی میں صفت اسم کے تطابق کا بہت ترقی یافتہ نظام ہے۔ ہر صفت کو تین درجوں میں اسم کے مطابق ہونا چاہیے، تعداد، جنس اور حالت۔

| | | |
|---|---|---|
| *filius bonus* | 'اچھا بیٹا' | (واحد، مذکر، فاعل) |
| *filii boni* | 'اچھے بیٹے کا' | (واحد، مذکر، اضافی) |
| *puella bona* | 'اچھی لڑکی' | (واحد، مونث، فاعل) |
| *puellarum bonarum* | 'اچھی لڑکیوں کا' | (جمع، مونث، اضافی) |

لاطینی کے تطابق کا نحوی عمل بھی ہے، کیوں کہ کبھی صرف تطابق سے ہی اجزائے متصل ظاہر ہوتے ہیں۔ ذیل کی مثال دیکھیے:

*filius domini bonus* 'مالک کا اچھا بیٹا'

*filius domini boni* 'اچھے مالک کا بیٹا'

مختلف تصریفی زمرے بھی تطابق سے متاثر ہو سکتے ہیں۔ عبرانی میں اسما مبدل منہ کا جنس، تعداد اور قطعیت میں تطابق ہونا ضروری ہے۔ موخر الذکر سے مراد ایک سابقہ کی موجودگی یا عدم موجودگی ہوتی ہے جس کا ترجمہ 'the' کیا جاتا ہے یا اس کے مساوی بعض اور شرائط۔ مثلاً:

| | | |
|---|---|---|
| /mélek gaadóol/ | 'ایک بڑا بادشاہ' | (واحد، مذکر، غیر متعین) |
| /hammélek haggaadóol/ | 'بڑا بادشاہ' | ( " " متعین) |
| /malkáa gədooláa/ | 'ایک بڑی رانی' | (واحد، مونث، غیر متعین) |
| /məlaakíim gədooliim/ | 'بڑے بادشاہ' | (جمع، مذکر، غیر متعین) |
| /hamməlaakíim habbəruukíim/ | 'خوش قسمت بادشاہ' | (جمع، " متعین) |

11.13 مبتدا کے خاص اسم کے خبر کے فعل یا دوسرے الفاظ سے تطابق بھی عام ہے۔ راس (head) سے مراد وہ جزو ہے جو کسی ساخت میں مرکز کی

حیثیت رکھتا ہے۔ انگریزی میں اس کی بھی جھلک نظر آتی ہے۔ فعل کی {-Z₃} صورت تطابق ہی کی ایک شکل ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ فاعل صیغہ واحد غائب میں ہے۔ یہ صرف حالیہ میں آتا ہے۔

لاطینی میں فاعل فعل کا تطابق کہیں زیادہ مرتب صورت میں ہے۔ تمام فعلی صیغوں کی واحد و جمع کی الگ شکلیں ہیں:

*Filius vidit.* بیٹے نے دیکھا (واحد)

*Filii viderunt* بیٹوں نے دیکھا (جمع)

تطابق کی یہ صورت لاطینی کے صفت اسم تطابق سے مختلف ہے کہ اس میں جنس اور حالت کا تعلق نہیں ہوتا۔

عبرانی میں بھی تطابق کی ایسی ہی صورت ہے۔ ذیل کی مثال میں جنس اور تعداد دونوں میں متاثر ہوتے ہیں:

/zaakar hammélek/ 'بادشاہ نے یاد کیا' (مذکر واحد)

/zaakəráa hammalkáa/ 'ملکہ نے یاد کیا' (مونث واحد)

/zaakərúu hamməlaakíim/ 'بادشاہوں نے یاد کیا' (مذکر جمع)

عبرانی خبر فعل بھی ہو سکتا ہے، اسم بھی یا طویل ترکیبیں بھی۔ اگر خبر اسم ہو تو اس میں تطابق کی وہی صورت ہوتی ہے جو فعل کی صورت میں۔ یعنی تعداد اور جنس میں مطابقت ہونی چاہیے۔ چوں کہ مبتدا متعین اور خبر غیر متعین ہوتی ہے اس لیے جملہ خبریہ کو بدل اور مبدل منہ کے دو اسما کی ترکیب سے، تطابق کے فرق کے باعث الگ شناخت کیا جا سکتا ہے۔

/gaadóol hammélek/ 'بادشاہ بڑا ہے' (جملہ)

/mélek haggaadóol/ 'وہ بڑا (آدمی) بادشاہ ہے' (جملہ)

/hammélek haggaadóol/ 'بڑا بادشاہ' (جملہ نہیں)

11.14 تطابق اس تعلق کی ایک مثال ہے جو کسی ساخت کے اجزا کے علاوہ دوسرے اجزا کے درمیان موجود ہوتا ہے۔ مثلاً لاطینی کے اس جملہ میں *Filius bonus est* بیٹا نیک ہے، جنس کا تطابق *filius* اور *bonus* کے درمیان موجود

ہے۔ اگرچہ جملہ کے اجزائے متّصل filius اور bonus est ہیں۔ اس تعلق کو مندرجہ ذیل شکل میں دکھایا جا سکتا ہے:

جملہ
مبتدا — خبر
Filius — bonus est.
تطابق
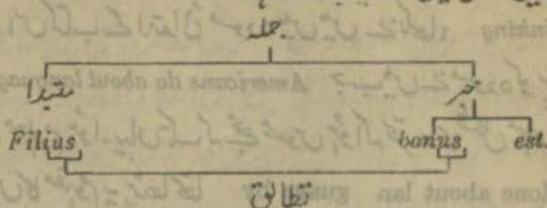
علاقگی بھی اسی طرح ج۔ح۔ ساخت کو قطع کر سکتی ہے۔

انگریزی جملے .The man carries اور لاطینی جملے .Vir portat دونوں میں مبتدا اور خبر میں تطابق موجود ہے۔ لیکن ایک بہت اہم فرق بھی ہے جو اس وقت معلوم ہوتا ہے جب کئی جملوں کو پرکھا جائے:

| | |
|---|---|
| *Vir portat.* | 'The man carries.' |
| *Viri portant.* | 'The men carry.' |
| *Portat.* | 'He carries.' |
| *Portant.* | 'They carry.' |

فرق یہ ہے کہ لاطینی فعل تنہا بھی آ سکتا ہے جبکہ انگریزی فعل کا صریح فاعل ہونا چاہیے اس کی وجہ یہ ہے کہ خود لاطینی فعل میں فاعل کا اظہار موجود ہے، انگریزی میں نہیں .Vir portat جیسے جملے میں فاعلی کی دو علامات موجود ہیں۔ vir 'آدمی' فاعلی حالت میں یہ حالت بالعموم فاعل کے لیے ہوتی ہے اور لاحقہ t- 'وہ'۔ لاطینی مبتدا۔خبر کے تطابق سے لازم آتا ہے کہ فاعل کی دونوں علامات میں ہم آہنگی ہو۔ انگریزی مبتدا، خبر کے تطابق سے صرف اتنا ہی لازم آتا ہے کہ صیغہ واحد غائب کے ساتھ فعل کی ایک خاص شکل آئے۔ لیکن یہ شکل فاعلیت کا اظہار نہیں کرتی۔ بعض لوگ اس فرق کو اس بات کے لیے کافی خیال کرتے ہیں کہ دونوں قسموں کا الگ الگ نام ہو۔ اس صورت میں لاطینی قسم کو حوالۂ داخلی ( cross-reference ) کہا جاتا ہے اور انگریزی قسم کو تطابق۔ لیکن دونوں میں کچھ ایسی مشارکت بھی ہے کہ حوالۂ داخلی کو تطابق ہی کی ایک شکل سمجھنا بہتر ہوگا۔ بعض وقت دونوں میں امتیاز کرنا مشکل ہوتا ہے۔

11.16 یہاں تک جو انگریزی کی مثالیں زیرِ بحث آئیں ان کو جان بوجھ کر

فونیمی تحریر کے بجائے عام رسمِ تحریر میں پیش کیا گیا تھا۔ عام طور پر کافی ساختی علامات موجود ہوتی ہیں۔ جن سے جملہ قابلِ فہم ہوجاتا ہے، لیکن یہ ہمیشہ ہی صحیح نہیں ہوتا۔ اس کتاب کے ابتدائی مسودہ میں میں نے لکھا: ***What thinking Americans do about language is . . . .*** جب میں نے مسودہ کو پڑھا تو یہ جملہ بے جوڑ سا معلوم ہوا۔ یہاں تک کہ مجھے محسوس ہوا کہ تحریری شکل مبہم ہوتی ہے۔ میں نے اس کا مفہوم یہ پڑھا تھا **What is done about lan guage by thinking Americans is . . . .'** جب کہ میرا لکھنے کا مقصد یہ تھا **'What thinking about language Iuy *thinking* Americans is . . . .'** اگر اس جملہ کو بلند آواز سے پڑھا جائے تو کوئی ابہام نہیں ہوگا۔ اس کو اس طرح پڑھا جاسکتا ہے کہ کوئی ایک مطلب نکلے، لیکن دونوں مطلب ساتھ ساتھ نہیں نکل سکتے۔

الفاظ کو اجزا میں مختلف طور پر ترتیب دینے سے ابہام پیدا ہوتا ہے۔ یہاں مقصد یہ تھا کہ ***Americans do about language*** ایک جزُ ہو ***thinking Americans*** نہیں۔ لیکن تحریری شکل میں اس کے اظہار کی کوئی علامت نہیں ہے۔ لیکن بولنے میں بل اور سُر لہر سے اس رشتہ کی صریح نشاندہی ہوجاتی ہے۔ اس جملے کو کسی بھی مفہوم میں پڑھنے کا شاید عام طریقہ دو سر لہر خطوط کے ساتھ ہوگا۔ پہلا /→/ پر ختم ہوگا۔ اس /→/ کا مقام کلام کے بڑے حصّوں میں تقسیم کی نشاندہی کرے گا۔ اگر ***thinking,*** کے بعد آئے تب ہی مقصود معنی ممکن ہوں گے۔ لیکن اگر /→/ یہاں نہ ہو بلکہ ***Americans*** کے بعد ہو تو دوسرے معنی ظاہر ہوں گے۔

گوشتہ باب میں جس جملہ پر اتنی تفصیل سے بحث کی گئی، اسی پر غور کرکے دیکھا جاسکتا ہے کہ یہ نظام کہاں تک کارآمد ہے۔ اسے کئی طرح پڑھا جاسکتا ہے۔ شاید عام ترین یوں ہوگا:

**/²ðly⁺ôwld⁺mǽn⁺huw⁺³lívz⁺ðêr²→²hə̀z⁺gòɪŋtuw⁺iz⁺³sə́nz⁺hâws¹↘/**

اس تلفظ میں دو سر لہری خطوط ہیں۔ پہلے کا اختتام جملہ کے بڑے جزُ کے وقفہ پر ہوتا ہے۔ اگر جملہ کو آہستہ آہستہ بولا جائے تو شاید تلفّظ مختلف ہوگا۔ ایک

امکان یہ ہے:

/³ðiy⁺²ówld⁺mæn²⁻⁺³húw⁺²livz⁺ðèr²↗³hæz⁺²góhn²⁻⁺³túw⁺iz⁺²sónz⁺hâws¹↘

اس تلفظ میں چار سر لہری خطوط ترتیبی تسلسل کی دوسری سطح پر چار اجزا کے ساتھ منطبق ہو جاتے ہیں۔ مزید برآں پہلی تقطیع میں اختتامی آثار /↗/ ہے جبکہ دیگر میں ہے۔ اس طرح لہجہ ج۔م تقطیع کی پہلی دو بالائی سطحوں کی ٹھیک ٹھیک نشاندہی کا کام انجام دیتا ہے۔

انگریزی کے کھلے عبوری تبدلات open transition اور اختتامیوں کو مدارج کے اعتبار سے مرتب کیا جا سکتا ہے: /↘ ↗ → +/ عام طور پر عبارت میں اونچے درجے کی تقطیع اس مجموعہ کے اونچے درجہ کے تخصوتیوں سے ظاہر کی جاتی ہے۔ تاہم صرف اختتامیے ہی نہیں بلکہ سُر کے خطوط بھی ساخت کی نشاندہی کرتے ہیں۔ اگر /232 → 233 ↗ 232 → 232/ کے سر لہری خطوں کا زنجیرہ /232 → 232 ↗ 231 → 232/ /231 → 232 ↘/ ہوتا تو ساخت شاید بالکل مختلف ہو جاتی /↗ 233/ جملہ کے آخر میں عام طور پر آتا ہے جبکہ /↗ 232/ شاذ ہی آتا ہے۔

11.17 تبدلات اور اختتامیوں کے ایسے نظام سے ساخت کی غیر مبہم طور پر نشاندہی ہو جاتی ہے۔ تاہم یہ امکان ہے کہ ایسی کوئی زبان نہ ہو جس میں اس طرح کا نظام ہمیشہ اسی طرح کارفرما ہو۔ بعض دقتیں ہیں جن سے لازماً اس میں خلل پڑتا ہے۔ اول یہ کہ نشان گروں کی کافی قسمیں نہیں ہیں۔ انگریزی میں چار تدریجی عناصر ہیں جو تقطیع کی نشاندہی کرتی ہے۔ اگر سب سے اونچے سے جملہ کا خاتمہ ظاہر ہوتا تو تو تقطیع کی چار سطحیں جملہ میں داخلی طور پر نشان زد کی جا سکتی ہیں۔ سب سے نچلی کو ان میں سے کسی ایک کی عدم موجودگی سے ظاہر کیا جا سکتا ہے۔ لیکن بہت سے جملوں میں خواہ ان کی لمبائی غیر معمولی نہ ہو، ج۔م تقطیع کی ان سے زیادہ سطحیں ہوتی ہیں۔ یہ بات حالیہ بحث شدہ جملے کے بارے میں بھی ٹھیک ہے۔ بہت زیادہ پیچیدہ جملوں میں ایک وسیع تر نظام کی ضرورت ہوگی۔ دوسرے یہ کہ اگر بعض اجزا مفروق ہوں تو تقطیع اور ان کے درجات کی نشان زدگی کے علاوہ کچھ اور بھی درکار ہوتا ہے۔ تیسرے خاص طور پر /↘/ اور /↗/ کے درمیان فرق

اور کسی حد تک ان کا فرق /→/ کے ساتھ دوسرے مقاصد کے لیے بھی استعمال ہوتا ہے۔ ماقبل سُر کے ساتھ مل کر وہ صرف اجزائی نشان دہی نہیں کرتے بلکہ وہ ایسے اجزا کے نوع کی بھی نشان دہی کرتے ہیں، تیز ساخت کی اس قسم کی بھی جس میں وہ استعمال ہو سکتے ہیں۔ اس طرح /↗ 233/ پر ختم ہونے والے جملے بالعموم سوالیہ ہوتے ہیں۔ اختتامیوں کے ج۔م کا درجہ متعین کرنے اور دوسری چیزوں کی نشان دہی کے استعمال کے درمیان لازماً ٹکراؤ ہونا چاہیے۔ چوتھے گا ہے ایسی صورتیں بھی آجاتی ہیں جہاں ج۔م ساخت کی تقطیع کے مقام پر اختتامیہ یا تبدلات استعمال نہیں ہوتے، یا جہاں یہ واقع ہوتے ہیں لیکن تقطیع نہیں ہوتی۔

مثلاً مختصر جملوں میں مبتدا اور خبر کے درمیان کم از کم /+/ ہوتا ہے۔ قدرے طویل جملوں میں اس جگہ /→/ ہوتا ہے، طویل تر جملوں میں اس جگہ /↗/ ہو سکتا ہے۔ اکثر یہ جملہ میں سب سے اونچی تقطیع ہوتی ہے اور جملے میں داخلی طور پر سب اونچے درجوں /↗ → +/ سے دکھائی جاتی ہے۔ تاہم اگر مبتدا ضمیر شخصی ہو اور خبر کا پہلا عنصر is ,are, has have, had, will, یا would ہے تو تیز کلامی میں /+/ بھی نہیں ہوتا:

| | | | |
|---|---|---|---|
| /²ayl⁺²gów¹↘/ | *I will go.* | یا | *I'll go.* |
| /²hiyz⁺²góhn¹↘/ | *He has gone.* | یا | *He's gone.* |

ان دونوں جملوں میں /+/ سے نشان زدہ حصہ ماقبل کے غیر نشان زدہ حصہ کی بہ نسبت نچلے درجہ کا ہے۔ ساخت خاصی واضح ہے۔ کیوں کہ استثنا کی فہرست انگریزی اہل زبان کے لیے اجنبی نہیں ہے۔ اور ماہرِ لسانیات ان کا آسانی سے بیان کر سکتا ہے۔ اس کے برعکس کی مثال بعض ان الفاظ سے دکھائی جا سکتی ہے جو /+/ کے ساتھ بولے جاتے ہیں۔ بعض ایسے بھی ہیں جو ایک مارفیم ہی ہیں۔ مثلاً *Plato.* /pléy⁺tòw/

انگریزی کا بل اور سُر لہر جملہ کی ساخت کا خودکار نشان گر نہیں ہے۔ تمام صورتوں میں صرف بل اور سُر لہر کی مدد سے ج۔م ساخت کا استنباط کرنا ممکن نہیں ہے، اگرچہ جملوں کی کثیر تعداد میں یہ ممکن ہوتا ہے۔ بہت سے جملوں میں یہ خصوصیات ساخت کی فیصلہ کن شہادت ہوتی ہیں۔ بیشتر جملوں میں یہ متعدد دیگر نشان گردوں

کو تقویت بہم پہنچاتے ہیں اور ان سے انہیں تقویت ملتی ہے یعنی بل اور سُر لہر ساخت کے نشان گروں کے پورے نظام کا حصّہ ہوتے ہیں اور انہیں دوسروں سے جدا کرنے کی کوشش گمراہ کُن ہوگی۔ بول چال کی انگریزی میں یہ خصوصیات شاید نحوی اشاراتی نظام کے غالب عناصر بن جاتی ہیں۔

**11.18** اغلب یہ ہے کہ تمام یا تقریباً تمام بول چال کی زبانوں میں کسی نہ کسی قسم کا سرلہری یا مشابہ سُرلہری نظام ہوتا ہے۔ اکثر میں جن میں بعض وہ بھی ہیں جو بہت معروف ہیں، کلام میں اس نظام کو شناخت نہیں کر سکتے۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ اس کا وجود نہیں ہے بلکہ شاید صرف یہ کہ ساخت کی دوسری خصوصیات کے ساتھ یہ اس قدر گتھا ہُوا ہے کہ ہم ابھی تک ان نظاموں کو الگ الگ کرنے پر قادر نہیں ہو سکے ہیں۔ بعض زبانوں میں سرلہری نظام شناخت تو کر لیے گئے ہیں لیکن ان کی فعالیت ابھی سمجھی نہیں گئی۔ اس کے باوجود یہ کہنا ہی مناسب ہوگا کہ سُرلہری یا مشابہ سرلہری نظام ساخت کے نشان گروں کی حیثیت سے بہت اہم ہیں۔ بہت سی زبانوں کے بدیہی نظاموں سے بھی زیادہ اہم۔

ابھی اس بات کا کوئی اندازہ نہیں کہ مزید سُرلہری نظام معلوم ہو جانے پر اس عمل کی کتنی وسعت ہوگی۔ پیش بینی کے طور پر یہ توقع کی جا سکتی ہے کہ انگریزی مثالوں سے بہت مختلف صورتیں سامنے آئیں گی۔ شاید بعض بنیادی مشابہتیں ہوں لیکن ابھی نہیں بتایا جا سکتا کہ یہ کیسی ہو سکتی ہیں؟ غرض کہ ابھی ہم سرلہری نظام کے بارے میں اتنی کافی معلومات نہیں رکھتے کہ کوئی اہم تعمیم کی جا سکے۔ تاہم یہ یقین کیا جا سکتا ہے کہ سرلہری نظام کی تفہیم میں ترقی اور سُرلہری تجزیہ کے بہتر طریقوں کی نشوونما توضیحی لسانیات خاص طور پر نحو کے ارتقا میں بے پناہ اہم کام انجام دے گی۔

باب

12

# تبادُل

12.1 پبلک انگریزی اسکولوں میں جملوں کو ایک شکل سے دوسری شکل میں بدلنے کی مشقیں بہت عام ہیں۔ مثلاً John is writing a letter جیسے جملے سے دوسری صورتوں کے علاوہ مندرجہ ذیل جیسی شکلیں بنائی جا سکتی ہیں :

*John isn't writing a letter.*
*Is John writing a letter?*
*A letter is being written by John.*

بالعموم اس عمل کے لیے صاف طور پر وضع شدہ قاعدے نہیں دیے جاتے ہاں طلبا ان ترکیبوں کو فوراً ہی سیکھ لیتے ہیں۔ اگر اسی جملے کو دے کر آغاز کیا جائے اور سادہ سی یہی ہدایت دی جائے (مثلاً نفی میں تبدیل کیجیے) تو جواب میں بڑی حد تک یکسانیت ہوگی۔ ایسی مشقوں سے انگریزی زبان کے اہم ساختی روابط پر روشنی پڑتی ہے۔ اگر ایسا ہے تو لازم ہے کہ ان پر زیادہ توجہ کر کے ان کے بارے میں واضح ضابطہ بیان کیا جائے۔

جب ایسی تبدیلیاں زیرِ بحث آتی ہیں تو عام طور پر بحث جملے کے معنی کی اصطلاح میں کی جاتی ہے لیکن اس میں قطعیت پیدا نہیں ہو سکتی اور یہ کم تر ہی مفید ہوتی ہے۔ مثلاً یہ بہت آسان ہے کہ Is John writing a letter? جیسے جملے کو سوالیہ کہا جائے لیکن خود سوال کے کیا معنی ہیں ؟ حقیقت یہ ہے کہ خود لفظ "سوال" کی معنی تعریف کرنا مشکل ہے۔ معنی کی وضاحت میں اور معنی کی بنیاد پر زبان سے متعلق بیانات

میں دقتیں پیش آنا کوئی غیر معمولی بات نہیں، لیکن سوالات کے سلسلے میں خاص طور پر دقت پیش آتی ہے۔

دوسری طرف اگر غور کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ اوپر کی مثال کی تمام تبدیلیوں کی ساختی توضیح کی جا سکتی ہے۔ یعنی عناصر کے اضافے، عناصر کی دوبارہ تنظیم یا عناصر کے صیغوں کی تبدیلی کا ذکر کرکے۔ یہ قطعیت کے ساتھ بتایا جا سکتا ہے کہ جملے کے کون سے حصے کس طرح متاثر ہوتے ہیں۔ یہ بات معنی کی اصطلاح میں نہیں بتائی جاتی بلکہ جملہ میں عناصر کے ترکیبی مقامات کی بنیاد پر کی جاتی ہے۔ مزید برآں ان توضیحات کا وسیع تر اطلاق کیا جا سکتا ہے۔ مثلاً انگریزی کا ہر جملہ جو پہلے ہی منفی نہیں ہے، پیش کردہ طریقے پر منفی جملہ بنایا جا سکتا ہے۔ اسے ایک موثر ضابطہ کی شکل دی جا سکتی ہے اور یہ ایسا ہی ضابطہ ہوگا جیسا ہم قواعد میں توقع کرتے ہیں۔

12.2 تمام تبدیلیاں اسی قسم کی نہیں ہوتیں۔ اسی جملے کو یوں بھی بدلا جا سکتا ہے: John is penning an epistle. انگریزی بولنے والے اس جملے اور اس کی ابتدائی شکل میں ایک اہم تعلق محسوس کریں گے لیکن وہ یہ بھی محسوس کرتے ہیں کہ یہ تعلق ایک بالکل دوسرے انداز کا ہے۔ جملہ کی ساخت تبدیل نہیں ہوئی؛ ساخت کے اسی ڈھانچے میں قائم مقام عناصر رکھ دیے گئے۔ ساخت کے نقطۂ نظر سے Mary is baking a cake. کا بھی اصل جملہ سے گہرا تعلق ہے۔ ہاں ایک فرق بھی ضرور ہے۔ یہ اس بات میں مضمر ہے کہ writing کا مترادف penning تو ہے، baking نہیں ہے۔ ترادف خود کوئی قطعی متعین تصور نہیں ہے اور ساخت سے بھی اس کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ اس قسم کی تبدیلیاں ساخت کے اعتبار سے زیادہ پسندیدہ نہیں ہوتیں پھر یہ کہ یہ بہت محدود بھی ہوتی ہیں۔ اس سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ جملوں کو ان کے متعلق جملوں میں تبدیل کرنے کے تمام عمل لسانی طور پر یکساں نہیں ہوتے۔ ایسے جملے جو ساخت کی تبدیلی سے متاثر ہوں، دیگر تمام جملوں سے الگ ہو جاتے ہیں؛ انہیں تبادل (transformations) سے موسوم کیا جائے گا۔

12.3 تبادل (transformation) ان دو ترکیبوں کے ساختی رشتہ کا بیان ہے جو اس رشتہ کو ایک عمل کے طور پر پیش کرتی ہیں۔ لہٰذا اسے بالعموم ان قاعدوں کی شکل

میں بیان کیا جاتا ہے جن کا دونوں میں سے ایک پر اطلاق ہو تو دوسرا۔ ماحصل۔ بن جاتا ہے۔ یہ خاطر نشان رہے کہ تبادل کا متعین رخ ہوتا ہے۔ ان میں سے بعض کو کسی بھی رخ سے بیان کیا جا سکتا ہے، لیکن ایک ہی رخ اختیار کرنا چاہیے۔ باقی دوسروں کو موثر طور پر صرف ایک ہی رخ سے بیان کیا جا سکتا ہے۔

12.4 مثال کے طور پر جملوں کے مندرجہ ذیل جوڑوں کے مجموعہ پر غور کیجیے۔ ظاہر ہے کہ یہ بھی بڑی تعداد میں سے صرف نمونہ کے طور پر ہیں؛ اگر ہم کوئی ایسا قابلِ بیان قاعدہ معلوم کر سکیں جو ان سب پر محیط ہو تو ہم ان نو جملوں کے جوڑوں کو تبادل کی ایک مثال کر سکیں گے۔ یہ جملے دو گروہوں میں بٹے نظر آتے ہیں

| | |
|---|---|
| 1. *John is writing a letter.* | *John isn't writing a letter.* |
| 2. *Jim has been trying to do it.* | *Jim hasn't been trying to do it.* |
| 3. *James will come tomorrow.* | *James won't come tomorrow.* |
| 4. *Ruth was a beautiful girl.* | *Ruth wasn't a beautiful girl.* |
| 5. *Mary could have been there.* | *Mary couldn't have been there.* |
| 6. *His father walked home.* | *His father didn't walk home.* |
| 7. *My friends like chess.* | *My friends don't like chess.* |
| 8. *The car runs well.* | *The car doesn't run well.* |
| 9. *Sam started running immediately.* | *Sam didn't start running immediately.* |

1 سے 5 تک جملوں کے لیے ایک سادہ سا قاعدہ فوراً سامنے آتا ہے۔ فعلی فقرے کے پہلے لفظ میں *-n't* لاحقہ کے طور پر جوڑ دیا جاتا ہے۔ خواہ فعل ایک لفظ پر مشتمل ہو جیسا کہ 4 میں یا زیادہ پر جیسا کہ 2 اور 5 میں — یہ بات درست رہتی ہے، 3 میں ذرا سی پیچیدگی پیدا ہوتی ہے: *will + -n't* مل *won't* بنتا ہے۔ آسانی دکھایا جا سکتا ہے کہ یہ ہر جگہ اسی طرح استعمال ہوتا ہے، زبان کی اس حقیقت کی بہر طور توضیح کرنا ہی ہوگی 6 سے 9 تک کے جوڑوں میں ایک اور قاعدہ نظر آتا ہے۔ *-n't* جوڑنے سے پہلے *walk* بدل کر *did walk* ہو جاتا ہے اور ویسی ہی تبدیلیاں دوسروں میں بھی ہوتی ہیں۔ اگر اس درمیانی مرحلہ کے بغیر ہم پہلے پانچ جملوں کے سانچے کا عام اطلاق کرنے کی کوشش کریں تو درج ذیل عجیب غریب نتائج ہوں گے:

* *His father walkedn't home*

اگر بعض شرائط کی تکمیل ہو جائے تو ان دونوں قاعدوں کو ملا کر ایک کیا جا سکتا ہے۔ ان

میں سے پہلی بات یہ ہے کہ ہم اس مشروطیت کو معلوم کریں جو یہ فیصلہ کرتی ہے کہ کس کا اطلاق ہوتا ہے۔ یہ معلوم کیا جا سکتا ہے : n't- کبھی بھی walked جیسے لفظوں سے نہیں جوڑا جاتا۔ یہ تعین کہ دونوں میں سے کون سے قاعدہ کا اطلاق ہو اس سے ہوتا ہے کہ آیا پہلا لفظ اس مختصر فہرست is, are, was, has, can, might وغیرہ ۔ انگریزی اہلِ زبان طالب علم اس فہرست کو بآسانی مکمل کر سکتا ہے ) میں ہے یا نہیں جس کے ساتھ n't- جوڑا جا سکتا ہے۔ اگر نہیں' تو اسے ایسے فعلی فقرے میں بدل دیا جاتا ہے جو do, did, does سے شروع ہوتا ہے۔ دوسری شرط جس کی تکمیل ضروری ہے یہ معلوم کرنا ہے کہ walked سے did walk وغیرہ کی تبدیلی کی کیسے توضیح کی جائے۔

12.5. جملہ کے مندرجہ ذیل جوڑے اس مسئلہ کے حل میں مددگار ہوں گے :

10. *The boy ran away.* *The boy didn't run away.*
11. *The boy did run away.* *The boy didn't run away.*

منفی تبدیلی کے لیے جو قاعدہ اوپر بیان کیا گیا' اس میں ان سے کوئی دقت پیدا نہیں ہوتی۔ 11 میں فعل did سے شروع ہوتا ہے اور n't- براہِ راست اس میں جوڑ دیا جاتا ہے۔ میں ran ایسا لفظ ہے جس میں n't- بلاواسطہ نہیں جوڑا جا سکتا۔ اس لیے اسے did run سے بدل دیا جاتا ہے۔ دل چسپ بات یہ ہے کہ دونوں جوڑوں میں ماحصل یکساں معلوم ہوتا ہے۔ حقیقتاً یہ ایک دھوکا ہے۔ *The boy didn't run away* کی تحریری شکل کے تلفظ کے بہت سے طریقے ہیں صرف ایک عامل یعنی جملہ کا بل یہاں دکھانے کی ضرورت ہے :

10. a. *The boy ran awáy.* *The boy didn't run awáy.*
 b. *The boy rán away.* *The boy didn't rún away.*
 c. *The bóy ran away.* *The bóy didn't run away.*
11. *The boy díd run away.* *The boy dídn't run away.*

ان کے موازنہ کا سہل ترین یہی طریقہ معلوم ہوتا ہے۔ ہر جوڑے کے جملوں میں بل ایک ہی مقام پر ہے۔ ابتدائی جملہ میں Did run صرف اس وقت آتا ہے جب جملہ کا بل did پر ہے۔ جیسا جملہ *The boy did run away.* انتہائی قدیم و متروک معلوم ہوتا ہے اسے جدید انگریزی کا جملہ نہیں کہا جا سکتا۔) اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ ایسے جملوں میں did

صرف اسی وقت واقع ہوتا ہے جب یا تو اس کے ساتھ n't- جوڑا گیا ہو یا اس پر جملہ کا بل واقع ہو۔ did کے اور بھی استعمالات ہیں لیکن ان میں سے اکثر اسی سانچے میں کھپ جاتے ہیں۔ معاون did انگریزی میں صرف اسی جگہ پر آتا ہے جہاں جملہ کی ساخت اس کی متقاضی ہوتی ہے، معنی کبھی اس کے متقاضی نہیں ہوتے اور اس کا کوئی مطلب بھی نہیں ہوتا۔ *The boy ran away* اور *The boy did run away* میں فرق Did کی موجودگی یا عدم موجودگی کا نہیں، بلکہ صرف بل کی جگہ کا ہے۔ بل کے مناسب مقام پر وقوع کے لیے did یہاں صرف ایک بے معنی کرسی کا کام دیتا ہے۔ اگر کوئی اور چیز یہاں ہو سکتی تو did نہ آتا۔ ان کا مقابلہ کیجیے:

*The boy will run away.*

*The boy will run away.*

Did, do, does, done (یعنی فعل do اپنی تمام شکلوں میں) معاون کے طور پر بالکل بے معنی ہوتے ہیں۔ ان سے صرف مقام کا تعین ہوتا ہے۔ Do اصل فعل کی حیثیت سے بھی استعمال ہو سکتا ہے۔ اس صورت میں یہ بہر حال معنی کا حامل ہوگا:

*I did do my homework.*

مارفیم $\{-Z_3\}$، $\{-D_1\}$ فعلی ترکیب کے پہلے لفظ کے طور پر استعمال ہو سکتے ہیں۔ اگر {do} کے اضافے سے وہ لفظ پہلا نہ رہے تو یہ مارفیم اس نئے پہلے لفظ کے ساتھ جڑ جاتے ہیں۔ مثلاً

*walked* (= {walk} + $\{-D_1\}$) کی شکل *did walk* (= {do} + $\{-D_1\}$ + {walk}) ہو جائے گی
*like* (= {like}) ، *do like* (= {do} + {like}) ،
*runs* (= {run} + $\{-Z_3\}$) ، *does run* (= {do} + $\{-Z_3\}$ + {run}) ۔

یہ دونوں قاعدے (do کا اضافہ اور $\{-Z_3\}$ اور $\{-D_1\}$ کا مقام) ایسے ہیں جن کی بہر طور ضرورت ہوگی۔ یہ صرف اس لیے تجویز نہیں کیے گئے کہ منفی تبادل کی تعریف میں آسانی ہو جائے بلکہ ان کو ابھی تک کے ماحصل کی بہترین توجیہ کہا جا سکتا ہے۔ تمام قاعدے بالکل عمومی ہیں۔ جملوں کے تمام جوڑے جواب تک زیر بحث آئے ایک قاعدے کے تحت

رکھے جا سکتے ہیں۔ یعنی منفی تبادُل ـــ شاید بعض صورتوں میں بعض دوسرے قاعدوں کی ضرورت پیش آئے۔ لیکن یہ بھی عموی قاعدے ہوں گے۔

12.6 انگریزی میں "سوالیہ تبادل" کے بارے میں کچھ نہیں کہا جا سکتا کیوں کہ متعدد مختلف صورتیں ہیں جن میں سے کسی کو بھی ترجیح حاصل نہیں۔ لیکن تبادل کے اس متنوع گروہ کی آسانی سے توضیح کی جا سکتی ہے۔ کچھ صورتیں خاص طور پر دلچسپ ہیں، ان میں سے کچھ یہ ہیں:

| | | |
|---|---|---|
| 12. | *John is writing a letter.* | *Who is writing a letter?* |
| 13. | | *Is John writing a letter?* |
| 14. | | *What is John writing?* |
| 15. | | *John is writing a letter, isn't he?* |

ان میں سے 12 آسان ترین معلوم ہوتا ہے۔ جملہ کے فاعل کی جگہ سوالیہ لفظ ( who یا what ) رکھ دیے جاتے ہیں۔ لہجہ ایک ہی رہتا ہے۔ تبادُل کی یہ ایک سادہ سی صورت ہے۔ جس کی صرف ایک رخ سے توضیح کی جا سکتی ہے۔

*Mary is writing a letter*

*That old man over there is writing a letter.*

اور ایسے ہی جملوں سے یہی نتیجہ نکلتا ہے لیکن اگر عمل کو الٹ دیا جائے یعنی سوال کو ابتدائی جملہ مانا جائے تو ان متعدد جملوں سے جو اس کے ساتھ جوڑا بناتے ہیں موزوں ماحصل کا انتخاب کس طرح ہوگا؟

13 زیادہ پیچیدہ ہے۔ فعلی ترکیب کے پہلے لفظ کی جگہ بدل کر اسے جملے کے پہلے مقام پر رکھ دیا گیا ہے۔ اسے ان شکلوں میں سے ایک ہونا چاہیے جن کے ساتھ لاحقہ n't- جوڑا جا سکتا ہے۔ اگر یہ ایسا نہ ہو تو پہلے فعلی ترکیب کو do کے اضافہ سے بدل دیا جاتا ہے۔

*John wrote a letter.* → * *John did write a letter.* →
*Did John write a letter?*

درمیانی شکل پر * کا نشان ہے کیوں کہ عام استعمال میں اس کا صدور نہیں ہوتا۔ البتہ تلفظ میں لہجہ کی تبدیلی ضرور ہے۔ بالعموم یہ /231↘/ سے /233↗/ ہو جاتا ہے۔

14 کی توضیح میں بھی کئی مسلسل تبدیلیاں آتی ہیں۔ سب سے پہلے فعلی ترکیب کا

پہلا لفظ کھسکایا جاتا ہے، جیسا کہ 13 میں بھی ہوا۔ تب کسی سوالیہ لفظ کو جملہ کے کسی عنصر کا قائم مقام بنایا جاتا ہے اور اسے پہلے مقام پر رکھا جاتا ہے :

*John is writing a letter. → Is John writing a letter? →*
**Is John writing what? → What is John writing?*

اس سے تبادل کی اور عام خصوصیت سامنے آتی ہے ۔ جب دو یا زیادہ تبدیلیاں ایک جملے لیں ہوں تو متعلق ترتیب میں ان کا بیان کرنا نسبتاً آسان تر ہوتا ہے ا کبھی کبھی کوئی دوسری ترتیب انتہائی مشکل بلکہ ناممکن ہوتی ہے۔ اگر قاعدوں کا اسی ترتیب سے اطلاق نہ کیا جائے تو نقشہ پیٹا ہمیشہ ہی ان کے بیان کی شکل بدلنا ہوگی۔

15 میں سر لہر کی تبدیلی (بالعموم / ← 232/ میں) اور ایک دوسرے فقرے کا اضافہ ہوتا ہے ۔ اس میں صرف دو لفظ ہیں ۔ ان میں سے پہلا لفظ اور اصل جملہ کی فعلی ترکیب کا پہلا لفظ یکساں ہیں سوائے اس کے کہ لاحقہ n't- دونوں میں سے صرف ایک کے ساتھ آسکتا ہے ۔ دوسرا لفظ ایک ایسا مناسب ضمیر ہے جو فاعل کی قائم مقامی کر سکتا ہے ۔ اس کے تلفظ میں سر لہر / ← 233/ ہوتا ہے ۔

12.7 اس طور پر سوالات کی مختلف اقسام کے بیان سے صرف ان کی ساخت پر ہی روشنی نہیں پڑتی بلکہ اس سے بعض علاقائی یا اسلوبی اختلافات کی تفہیم کے لیے بھی ایک بنیاد ملتی ہے ۔ ایک ہی جملہ کے مندرجہ ذیل دو ماحصل اس کی مثال ہیں :

| | |
|---|---|
| 16. *John is writing to his mother.* | *To whom is John writing?* |
| 17. | *Who is John writing to?* |

ان کی موجودہ صورت پر نظر ڈالی جائے تو دونوں نتیجوں کی جملوی ساخت مختلف ہے ۔ لیکن تبادل کی اصطلاح میں ان پر نظر ڈالی جائے تو وہ بہت ملتے جلتے دکھائی دیتے ہیں اور درمیانی درجات کچھ یوں ہو سکتے ہیں :

*John is writing to his mother. → Is John writing to his mother?*
*→ *Is John writing to {whom / who} → {To whom is John writing? / Who is John writing to?}*

آخری مرحلہ میں اس بات سے فرق پیدا ہوتا ہے کہ جملہ کا کتنا حصہ ایک جگہ سے دوسری جگہ رکھ دیا جاتا ہے ۔ پوری ترکیب to whom کی جگہ کی تبدیلی محض ادبی یا پُر تکلف

انگریزی میں پائی جاتی ہے ۔ روزمرہ میں اتفاق سے ہی کبھی ایک لفظ کو ادھر اُدھر کیا جاتا ہے (روزمرہ کے استعمال میں، اور اس میں بے تکلف تحریر بھی شامل ہے whom کے بجائے who کے استعمال ہی کا زیادہ امکان ہے، خاص طور پر جب کہ اسے سیاقی مشروطیت سے الگ کر دیا جائے) نتیجہ ! بہت سے ایسے جملے جن کے آخر میں حرف ربط آتے ہیں اور جن میں بہت سی اور بھی "غلطیاں" ہوتی ہیں ۔ اکثر یہ ہوتا ہے کہ یہ "غلطیاں" "کسی" قواعدی بے اصولی "کا نتیجہ نہیں ہوتیں بلکہ ان کے بھی بہت متعین اور غیر مبہم سانچے ہوتے ہیں ۔ روزمرہ انگریزی کا استعمال اکثر صرف ایک سوالیہ لفظ کے مقام کی تبدیلی کا روادار ہوتا ہے، نتیجہ کچھ بھی ہو۔

اس بحث میں کسی بھی سانچے کی قدر و قیمت کا تعین مقصود نہیں ۔ مقصد صرف یہ دکھانا ہے کہ ہماری ہدایتی قواعد prescriptive grammar کا بیشتر حصہ اور اسی طرح اس کے خلاف بغاوت کا بھی بیشتر حصہ ناقص تشخیص کی بدولت حاصل ہو جاتا ہے ۔ ایسے معاملات میں لسانیاتی توضیح غیر جانب دار رہتی ہے ۔ اس کا کام یہ ہے کہ یہ موجود استعمالات کی غیر مبہم اور معنی خیز توضیح کرے اور جب استعمالات میں فرق ہو تو غیر مبہم اور معنی خیز انداز میں یہ بتائے کہ ان میں فرق کیسے ہے ۔ یعنی توضیحی لسانیات ایک ایسی تشخیص کرتی ہے جس کی بنیاد پر قدر و قیمت بھی متعین ہو سکتی ہے ۔ ہر باشعور متکلم متخالف استعمالات کی پرکھ رکھتا ہے ۔ حقائق کی واضح تفہیم کے بعد یہ بات زیادہ موثر طور پر ہو سکتی ہے ۔ اس قسم کے سوالوں کی تبدیلی ماہیتی توضیح کے حق میں ایک بات وہ غیر مبہم انداز بھی ہے جس سے استعمال کا خاص فرق سامنے آتا ہے ۔

12.8 تبادل کے اس عمل میں معلوم ہوتا ہے کہ صرف لفظ ہی جملے میں اِدھر اُدھر نہیں کر دیے جاتے بلکہ تعلیقیے بھی ایک لفظ سے ہٹ کر دوسرے سے جُڑ جاتے ہیں ۔ اکثر ان سے صیغوں میں پیچیدہ تغیرات ہوتے ہیں مثلاً ان دو تبدیلیوں کو دیکھیے جو ابھی زیرِ بحث آئی ہیں:

*John will go.* → *John won't go.* → *John won't go, will he?*

*-n't* کے اضافہ سے *will* کی شکل بدل گئی ۔ دوسرے عمل میں *-n't* کو پھر ہٹایا گیا اور *will* کی اصلی شکل بحال کر دی گئی ۔ شکلوں کی یہ مستقل ردّ و بدل بالکل بے

مصرف ہے۔ جب تک توضیح میں قدم قدم پر اس طرح کے عمل مسلط رہیں گے، جن میں سے بعض کو بعد میں خارج کرنا پڑے، تبادلی توضیح غیر ضروری طور پر پیچیدہ رہے گی۔
ایک دقّت یہ بھی ہے کہ عمل جملوں پر نہیں ہوتا، بلکہ مارفیموں کے سلسلے پر ہوتا ہے، جس کے باعث حتمی ترمیم کو آخر تک ملتوی رکھنا پڑتا ہے:

{John} {will} {go} → /$^2$jâʜn$^+$wìl$^{+3}$gów$^1$↘/ *John will go.*
↓
{John} {will} {–n't} {go} → /$^2$jâʜn$^+$wòwnt$^{+3}$gów$^1$↘/ *John won't go.*
|

{John} {will} {–n't} {go} {will} {he}
→ /$^2$jâʜn$^+$wòwnt$^{+3}$gów$^{2\to 2}$wíliy$^3$↗/ *John won't go, will he?*

اس طرح وضاحت کی جائے تو عمل کے دو الگ الگ زمرے بن جاتے ہیں۔ عمودی تیر تبادل کو ظاہر کرتے ہیں؛ یہ مارفیموں کے ایک سلسلے کو دوسرے تک لے جاتے ہیں۔ اُفقی تیر مارفیمی عمل دکھاتے ہیں۔ یہ مارفیموں کے کسی بھی سلسلے کو فونیمی شکل بخشتے ہیں۔ (یا اگر تحریری زبان کی توضیح کی جارہی ہے تو عمل کے متقابل زمروں سے اسے ترسیمی شکل حاصل ہو جاتی ہے) تبادلی عمل کے بعد ہی مار فونیمی عمل کے اطلاق کا بیان کیا جاتا ہے۔ اس سے یہ لازم آئے گا کہ تبادل کے مذکورہ قاعدوں کو نئے طور پر بیان کیا جائے۔ ساتھ ہی یہ بھی لازم ہوگا کہ تبادل کی تعریف کا پھر تعیّن ہو۔ کیوں کہ تبادل سے ایک جملہ کو دوسرے میں نہیں، بلکہ مارفیموں کا ایک تسلسل دوسرے میں بدلتا ہے۔ کہا جا سکتا ہے کہ اُوپر پیش کیے ہوئے جملوں کی زیریں سطح پر یہ تسلسل موجود ہے۔

12.9 لفظ "تسلسل" بھی بآسانی غلط فہمی میں ڈال سکتا ہے۔ اس سے ہمارا مطلب مارفیموں کی صرف ایسی ترتیب نہیں ہوتی جس میں انہیں یکے بعد دیگرے رکھ دیا گیا ہو۔ اوپر کی بحث سے اس کے بہت سے دلائل ملتے ہیں۔ بہت سی تبدیلیوں کو اس عمل کی اصطلاح میں بیان کرنے کی ضرورت ہے، جو تسلسل کے متعیّن مقام پر واقع ہونے والے کسی خاص عنصر پر کیا گیا ہے۔ مثلاً زیرِ بحث مثالوں میں سے کئی میں فعلی ترکیب کا پہلا لفظ متاثر ہوا ہے۔ لیکن اگر تسلسل محض عناصر کی ترکیب کا زنجیرہ ہوتا تو اس کے مقام کو ہم کچھ اس طرح متعیّن کرتے "دوسرا عنصر" یا "آخر سے تیسرا" بعض سوالیہ تبدیلی ماہیتوں میں سوالیہ لفظ کو

کسی چیز کا قائم مقام بنا دیا جاتا ہے۔ یہ جُز ایک یا کئی مارفیموں پر مشتمل ہو سکتا ہے۔ اگر تبادل کا اطلاق تسلسل پر ہوتا ہے تو یہ تسلسل ایسے مجموعے ہونے چاہئیں جن میں اجزا کی ساخت موجود ہو۔ جب تبدیل ماہیت کے ناتے یہ توضیح میں استعمال ہو تو "تسلسل" کا مطلب عناصر کے خاص قسم کے زنجیروں سے ہوگا۔ اور چوں کہ اجزائی ساخت سے اس کی خصوصیت متعین ہوتی ہے اس لیے اسے "ترکیبی تسلسل" (structured string) کہا جا سکتا ہے۔

چوں کہ تبادل کا عمل ترکیبی تسلسل پر ہوتا ہے اس لیے تبادل کی بیان کرنے والی قواعد کو پہلے ترکیبی تسلسل کی ترکیب کا بیان کرنا چاہیے لیکن یہ بات باب 10 میں مذکور تصوّرات کی اصطلاح میں ہی کہی جا سکتی ہے۔

12.10 اگر اس عمل کو مستقل جاری رکھا جائے تو ایک ایسی قواعد تیار ہو گی جو اپنی تنظیم اور طرزِ بیان میں منفرد ہو گی۔ ایسی توضیح تبادلی قواعد کہلاتی ہے۔ بعض ماہرین لسّانیات کا یہ دعوی ہے کہ اس طرح کے بیان سے اس درجہ قطعیت، تکمیل اور اختصار ہو سکتا ہے جو کسی دوسرے طریقہ سے ممکن نہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ اس ترکیب سے بعض ان مجبوریوں پر بھی قابو پایا جا سکتا ہے جو دیگر توضیحات میں لازماً باقی رہتی ہیں۔ یہ کہنا لاحاصل ہے کہ ان دعووں کو سبھی لوگ نہیں مانتے۔ یہ ترکیب اور دعوے دونوں ہی لسّانیات کے ایک ممتاز عام نظریہ پر دلالت کرتے ہیں۔ یہ نظریہ توضیحی لسّانیات کے دیگر نظریوں سے مختلف ہے، ان اختلافات سے قواعدی بیانات کی خصوصیات متاثر ہوتی ہیں۔ ان میں سے بعض کی طرف اشارہ کیا جاتا ہے:

تبادلی قواعد کو تین مشقوں میں ترتیب دیا جاتا ہے۔ سب سے پہلی مشق میں نسبتاً سادہ ساختوں کے تسلسل کی توضیح کی جاتی ہے۔ یہاں بنیادی تصوّر وہی ہے جو ج۔م کی اصطلاح میں توضیح کی پشت پر کارفرما ہوتا ہے۔ اسی باعث بعض لوگ اس کو اجزائی ساخت ( constituent structure ) کہتے ہیں اور بعض ترکیبی ساخت ( phrase structure )۔ جو قواعد کا جزہے۔ دوسری مشق تبادلی ہے جس میں ان تمام تبادلات کا بیان ہوتا ہے جن سے قواعد کی پہلی مشق کے تمام محصلہ تسلسل اختتامی تسلسل (terminal strings) بن جاتے ہیں۔ یہ (اختتامی تسلسل) اتنی بڑی تعداد میں ہوتے ہیں کہ زبان کے تمام جملوں کی تہہ میں ملتے ہیں۔ تیسری شکل صوتی مشق ہے۔ اس میں

وہ تمام عمل بیان کیے جاتے ہیں جن سے اختتامی تسلسل کی ایسی صورت بن جاتی ہے جسے کلام یا جزوِ کلام کے طور پر شناخت کیا جا سکتا ہے. کسی بھی تبادلی قواعد میں ان تینوں کو ہونا چاہیے، لیکن ہو سکتا ہے کہ کسی جملے میں تبادل سرے سے آئے ہی نہیں - یعنی بعض جملوں میں تبادل تو نظر انداز ہو سکتی ہے، لیکن بقیہ دونوں مشقیں نظر انداز نہیں ہو سکتیں.

2 چوں کہ اس طریقہ میں تیسرے یعنی مارفونیمی حصّہ تک فونیمی (یا رسمِ خط کی) شکلوں کا دخل نہیں ہوتا، اس لیے بیان کے زیادہ تر حصّہ کو مجرد علامتوں کے ذریعہ پیش کرنے میں کوئی قباحت نہیں. اگر استعمال کی علامتیں مانوس ہجائی شکل یا فونیمی تحریر سے مشابہ ہوں تو کوئی خاص بات نہیں. اکثر صورتوں میں علامتیں کم و بیش خود اختیار کردہ حروف ہوتے ہیں جو ساخت کی اقسام ظاہر کرتے ہیں، اکثر ذیلی تحریر ذیلی اقسام کا اظہار کرتی ہے. ان علامتوں میں سے بعض کے کوئی معنی نہیں ہوتے، صرف سہولت کی خاطر ان کو چن لیا جاتا ہے. ان مجرد علامتوں کے استعمال سے تبادلی قواعد اپنی تفصیل میں الجبرا سے مشابہ نظر آتی ہے. اس بات کو مزید تقویت اس حقیقت سے ملتی ہے کہ ایسی قواعدوں کی زبان اور اصطلاحیں ریاضی سے بہت متاثر ہیں. تاہم تبادلی قواعد دوسری کسی بھی قسم کی قواعد سے زیادہ ریاضیاتی نہیں ہوتی.

3 یہاں بیان زیادہ تر بندھے ٹکے قاعدوں کی شکل میں ہوتا ہے. یہ دو قسم کے ہوتے ہیں. پہلے کی شکل کچھ ایسی ہوتی ہے "X → Y + Z." اس کو یوں پڑھا جائے گا "X کی باز تحریر Y + Z ہے". ایسے قاعدوں کو "باز تحریدی قاعدے" کہا جاتا ہے. ان سے علامتوں میں تبدیلی ہو جاتی ہے. عموماً اس تبدیلی کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ قطعیت اور صراحت پیدا ہو. مثلاً انگریزی قواعد کا ایک ضابطہ S سے شروع ہوتا ہے جسے جملہ (sentence) کہا جا سکتا ہے. پہلا قاعدہ یہ ہے S → NP + VP اس میں عمومی اظہار S کے بجائے زیادہ خصوصی اور مفصل اظہار NP + VP سے ہوتا ہے جسے "اسمی ترکیب + فعلی ترکیب" کہا جا سکتا ہے. یہاں مقصد یہ بیان کرنا نہیں ہے کہ جملہ اسمی ترکیب اور ایک فعلی ترکیب پر مشتمل ہوتا ہے. اگرچہ ایسا بہت سے جملوں میں ہوتا ہے لیکن سب میں نہیں ہوتا. مثلاً *Come here!* میں اسمی ترکیب مفقود ہے. بلکہ اس سے صرف یہ بتایا جاتا ہے کہ تمام جملوں کی (یا کسی ایک گروہ کی اگر کوئی دوسرا باز

تحریر قاعدہ بھی S سے شروع ہوتا ہو) اسمی ترکیب اور فعلی ترکیب کی اصطلاح میں توضیح ہونی چاہیے۔ ہو سکتا ہے کہ بعد کے قاعدوں سے ان ساختوں میں تخفیف ہو جائے۔

باز تحریری قاعدے کا اطلاق کسی بھی اس تسلسل پر ہو سکتا ہے جس میں مناسب علامات ہوں۔ قاعدہ کی دوسری قسم تبادلی قاعدہ کئی لحاظ سے اسی سے مشابہ ہے لیکن اس کی کارفرمائی اجزائی ساخت میں چند علامات کے ساتھ چند مقامات پر ہوتی ہے۔ NP (اسمی ترکیب) پر نافذ ہونے والا باز تحریری قاعدہ کسی بھی NP (اسمی ترکیب) پر نافذ ہو سکتا ہے۔ لیکن تبادلی قاعدہ صرف NPs (اسمی تراکیب) پر نافذ ہو سکتا ہے۔ مثلاً تبادل جو اسمی ترکیب کا مفعول ہونا بتاتی ہے جملوں کے مندرجہ ذیل جوڑے پیش کرتی ہے۔

18. *I saw John yesterday.* *John I saw yesterday.*

لیکن اس کا اطلاق کسی دوسرے مقام کی اسمی ترکیب پر نہیں ہو سکتا۔

19. *I gave the money to the man with John.*
*'John I gave the money to the man with.*

4 عام طور پر تبادلی قواعد میں وہ شرائط بالکل واضح ہوتی ہیں جن کے تحت کسی قاعدہ کا اطلاق ہو سکتا ہے۔ قاعدوں کے اطلاق کی ترتیب پر بھی خاص توجہ کی ضرورت ہوتی ہے۔ اختیاری اور لازمی قاعدوں کے درمیان امتیاز کیا جاتا ہے اور باز وقوعی (جن کا اطلاق بہ تکرار ہو سکے) اور غیر باز وقوعی قاعدوں کے درمیان بھی یہ کہنا زیادہ ٹھیک ہوگا کہ یہ صرف تبادلی قواعد ہی کی خصوصیت نہیں بلکہ ان تمام قواعدوں کی خصوصیت ہے جو توضیح کو زیادہ مشرح و قطعی بنانا چاہتی ہیں۔

5 تمام تبادلی قواعدوں میں ایک کلیدی لفظ " بنانا " ہے۔ یہ جس مفہوم میں استعمال ہوتا ہے وہ ریاضی سے ماخوذ ہے۔

$$(x-a)^2+(y-b)^2=c^2$$

کہا جا سکتا ہے کہ یہ مساوات $x$ اور $y$ سے متعین سطح پر دوائر کا ایک سلسلہ بناتی ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ کسی بھی دیے ہوئے $a, b,$ اور $c$ کے لیے یہ مساوات ایک خاص دائرہ متعین کرتی ہے۔ $b, a$ اور $c$ کی کسی بھی ممکنہ قیمت کے لیے سطح متعلقہ میں اس

سے ممکن دائرے متعین ہوجاتے ہیں۔ اسی طرح تبادلی قواعد میں ایسے بیانات کا ایک مجموعہ ہوتا ہے جو کسی زبان میں تمام ممکن جملے بنا سکتے ہیں۔ جہاں انتخاب کا امکان ہو (یعنی یہ کہ آیا کسی خاص اختیاری قاعدے کا اطلاق کیا جائے یا کئی متبادل موجود ہوں تو کس کو استعمال کیا جائے) وہاں انتخابات سے کام لے کر یہ ہر جملہ کا تعین کر دیتے ہیں۔ اس مفہوم میں قواعد سے کام لینے کو جملے بنانے کا کام تصوّر نہیں کیا جا سکتا بلکہ زبان کے موجود ذخیرے میں تمام ممکن جملوں سے جملہ کا انتخاب کرنے کا کام کیا جا سکتا ہے۔
اس طور پر قواعد علامت S سے شروع ہو کر خصوصی اطلاق میں /$^{2}$ǰâнn$^{+}$wil$^{+3}$gów$^{1}$↘/ پر ختم ہوگی۔ لیکن آخری اظہار کسی ایسی چیز کا نمائندہ نہیں جس کی نمائندگی پہلے سے نہ ہوتی ہو، بلکہ S زبان کے تمام جملوں کا قائم مقام ہے اور یوں دوسری چیزوں کے ساتھ /$^{2}$ǰâнn$^{+}$wil$^{+3}$gów$^{1}$↘/ کو بھی ظاہر کرتا ہے۔ قواعد سے کام لینے اور مطلوبہ انتخابات کرنے کا عمل دراصل مخصوص جملہ کو چُن لیتا ہے جو عام علامت S کی جگہ لے سکے۔ کوئی چیز نہ نئی بنتی ہے، نہ بڑھتی ہے نہ بڑھائی جاتی ہے، بلکہ مفہوم اور تنگ ہو جاتا ہے۔ بالکل اسی طرح $(x-2)^2 + (y-5)^2 = 3^2$ کسی ایسی چیز کا اظہار نہیں ہے جو $(x-a)^2 + (y-b)^2 = c^2$ میں موجود نہیں ہے بلکہ دوائر کے کل مجموعہ سے صرف ایک متعیّن مثال کا اظہار ہے $a, b, c$ کے لیے $2, 5, 3$ قیمتیں چُن کر یہ انتخاب کیا گیا ہے۔

12.12 اس باب کے شروع میں چند تبادلات کو عام ہجّا کے ساتھ پیش کیا گیا تھا۔ بعد میں یہ دکھایا گیا تھا کہ جملوں کے بجائے ترکیبی تسلسل سے کام لینا بہتر ہوگا۔ گزشتہ فصل میں اس طرف اشارہ کیا گیا تھا کہ تبادلی قواعد اپنی باضابطہ شکل میں اوپر کی آسان توضیح سے بالکل مختلف ہوگی۔ یہاں انہیں جملوں کے جوڑے کی زیادہ باضابطہ توضیح کی جائے گی، جن سے یہ بحث شروع ہوئی تھی۔ ہر مرحلہ پر تمام متبادلات بیان نہیں کیے گئے، بلکہ چند ایک کا ہی ذکر کیا گیا ہے تاکہ یہ معلوم ہو جائے کہ ہم کہاں انتخاب سے کام لے سکتے ہیں؟ اور یہ بھی کہ کیسے ایک سے زیادہ جملے بن سکتے ہیں۔ ہر مرحلہ پر بائیں طرف وہ قاعدہ لکھا گیا ہے جس کا اطلاق ہوا اور داہنے ہاتھ پر نتیجہ میں حاصل ہونے والی شکل مارفیموں کے گرد خطوط کو حذف کر دیا گیا ہے۔ توضیح جملہ کے عام اظہار سے ہی شروع ہوتی ہے :

مرحلہ 1 S

پہلا باز تحریری قاعدہ لازمی ہے یعنی اس مرحلہ پر کوئی اور صورت نہیں ہے۔

مرحلہ 2 $S \rightarrow NP + VP$ $NP + VP$

VP (فعلی ترکیب) کو متعدد طریقے سے پھیلایا جاسکتا ہے جس سے جملوں کے متعدد سانچے سامنے آتے ہیں:

*...ran*

*...is good*

*...saw him*

اس جگہ باز تحریری قاعدوں کے انتخاب سے وجود پذیر ہونے والے جملے کی مجمل نوع کا اندازہ ہو جاتا ہے۔

مرحلہ 3 $VP \rightarrow Verb + NP$ $NP + Verb + NP$

اگلے مرحلے پر دو متبادلات ہیں، جن میں سے ایک کو چننا ہوگا۔ اس صورت میں متبادلات کے حاصل بعض تحریری قاعدے کو ذیل کی شکل میں لکھا جاسکتا ہے:

مرحلہ 4

$$NP \rightarrow \begin{Bmatrix} NP_{sing} \\ NP_{pl} \end{Bmatrix} \qquad NP_{sing} + Verb + NP$$

اس قاعدہ کا مدّعا یہ ہے کہ ہر NP واحد و جمع میں سے کسی ایک کا متقاضی ہوتا ہے اس کا دو بار اطلاق ہونا چاہیے کہ مرحلہ 3 سے حاصل شدہ مشکل میں NP دو بار آیا ہے۔ ان کو دو الگ الگ مرحلے تصوّر کیا جانا چاہیے کیوں کہ یہ ایک دوسرے کے محتاج نہیں۔ مزید برآں اس قسم کے قواعد کا ایک بنیادی اصول یہ ہے کہ اجزائی ساخت میں ہر باز تحریر صرف ایک علامت کی جگہ لے گی۔

مرحلہ 5 $NP_{sing} + Verb + NP_{sing}$

مرحلہ 6 $Verb \rightarrow Aux + V$ $NP_{sing} + Aux + V + NP_{sing}$

مرحلہ 7 $Aux \rightarrow C(M) + (have + en) + (be + ing)$

$$NP_{sing} + C + be + ing + V + NP_{sing}$$

اس قاعدے میں قوسین کا مطلب یہ ہے کہ انتخاب کی گنجائش ہے۔ C کا استعمال ضروری ہے M (جو *shall, may, can* وغیرہ کے لیے استعمال ہوا) حذف کیا جاسکتا ہے۔

have + en اور be + ing کو حذف کیا جا سکتا ہے۔ اختیاری عناصر میں سے صرف be + ing کو منتخب کیا گیا۔ اگلے قاعدوں میں بھی انتخاب کی گنجائش ہے، لیکن یہاں کسی حد تک سیاق و سباق کنٹرول کرتے ہیں :

مرحلہ 8
$$C \rightarrow \begin{Bmatrix} Z_3 \text{ in the context } NP_{sing} \\ \emptyset \text{ in the context } NP_{pl} \\ \text{past in any context} \end{Bmatrix}$$
$$NP_{sing} + Z_3 + be + ing + V + NP_{sing}$$

اس کے بعد $NP_{sing}$ کی باز تحریر کی بہت سی متبادل صورتیں ہیں، جن میں سے یہاں صرف دو لکھی جاتی ہیں :

مرحلہ 9
$$NP_{sing} \rightarrow \begin{Bmatrix} D + N + \emptyset \\ N_{prop} \\ \text{etc.} \end{Bmatrix}$$
$$N_{prop} + Z_3 + be + ing + V + NP_{sing}$$

مرحلہ 10 $N_{prop} + Z_3 + be + ing + V + D + N + \emptyset$

گزشتہ قاعدے میں برخلاف $NP_{pl} \rightarrow D + N + Z_1$ کے $\emptyset$ کسی تصریفی لاحقہ کے فقدان کا اشارہ کرتا ہے۔ مرحلہ 10 کا نتیجہ ایک ایسا اظہار ہوگا جس میں مخصوص مارفیموں کے لیے کچھ علامات، $Z_3$ جیسے تعلیقیوں اور be جیسے تفاعلی الفاظ کی ساقوں میں سے کوئی ایک اور ساقوں یا الفاظ کی اقسام کی قائم مقام کچھ علامات شامل ہوں گی۔ اگلے چار مرحلوں میں ہر نوعی علامت کے لیے نوع کے اصل رکن کو رکھا جائے گا۔

مرحلہ 11 $N_{prop} \rightarrow$ Mary, John, Henry, . . .
$John + Z_3 + be + ing + V + D + N + \emptyset$

مرحلہ 12 $V \rightarrow$ write, read, take, . . .
$John + Z_3 + be + ing + write + D + N + \emptyset$

مرحلہ 13 $D \rightarrow$ the, this, a, . . .
$John + Z_3 + be + ing + write + a + N + \emptyset$

مرحلہ 14 $N \rightarrow$ ball, man, letter, . . .
$John + Z_3 + be + ing + write + a + letter + \emptyset$

مرحلہ 14 کا نتیجہ ایک ممکنہ اختتامی تسلسل ہے۔ مزید توسیع کے اور دو طریقے ہیں۔

ہم بعض اور تبادلات کو کام میں لائیں یا ہم ایک دم ہی قواعد کے مارفونیمی حصّے کی طرف رجوع کریں۔ دوسری صورت میں مختلف قاعدے ہوں گے جن کا اطلاق ضروری ہوگا۔ یہاں ان کو تفصیل سے پیش کرنے کی کوشش نہیں کی گئی ہے۔ تاہم ایک قسم قابل توجہ ہے۔ ذیل کے فعلی عناصر کے ساتھ کسی نہ کسی قسم کے تعلیقے برابر جوڑے جائیں گے۔

$$\text{John} + \underbrace{Z_3 + \text{be}} + \underbrace{\text{ing} + \text{write}} + \text{a} + \underbrace{\text{letter} + \emptyset}$$

*John is writing a letter.*

یا مرحلہ 14 کے نتیجہ پر ایک تبادل کا اطلاق بھی کر سکتے ہیں:

مرحلہ 15 $NP + C + \begin{bmatrix} M \\ have \\ be \end{bmatrix} \ldots \rightarrow C + \begin{bmatrix} M \\ have \\ be \end{bmatrix} + NP \ldots$

$$\underbrace{Z_3 + \text{be}} + \text{John} + \underbrace{\text{ing} + \text{write}} + \text{a} + \underbrace{\text{letter} + \emptyset}$$

*Is John writing a letter?*

یہاں بھی مارفونیمی مراحل کو تفصیل سے پیش نہیں کیا گیا۔ بلکہ آخری نتیجہ کو عام ہجّا میں دکھا کر ان کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ تاہم اوپر کی طرح ایسے ہی قاعدوں کا اطلاق یہاں بھی ہوتا ہے۔

12.12 پہلی نظر میں یہ معلوم ہوتا ہے کہ بہت سادہ سے جملوں کی بڑی طوالت اور پیچیدگی کے ساتھ توضیح کی گئی ہے۔ لیکن ایسا فیصلہ درست نہیں ہے۔ یقیناً بہت سادہ توضیح بھی ممکن ہے *John is writing a letter* میں پہلا لفظ *John* ہے، دوسرا *is*، تیسرا *writing*، لیکن ایسی توضیح سے جملے کے بارے میں بہت کم معلوم ہوتا ہے۔ یہ بھی ممکن ہو سکتا ہے کہ ایسے ہی واقعاتی انداز کو ذرا زیادہ دقیق توضیح کے ساتھ پیش کیا جائے۔ تاہم تمام تر تفصیل کے باوجود اس سے جملے کے قواعد کے بارے میں کچھ معلوم نہیں ہوگا۔ جملے کی کوئی قواعدی حیثیت اسی وقت ہوتی ہے جب وہ دوسرے جملوں کے ساتھ جزوِ زبان کے طور پر واقع ہوتا ہو۔ *John is writing a letter.* جیسے جملوں میں ہر انگریزی بولنے والا فی الفور قواعد کو بھانپ لیتا ہے۔ یہ صرف اسی صورت میں ممکن ہے کہ وہ زبان جانتا ہے اور اس جملے کو زبان میں اس جگہ پر رکھ سکتا ہے۔ یہ جملہ کہ "آپ کو کیا چاہیے" بھی اسی قدر قواعد کے تحت ہے لیکن اس کتاب کے اکثر پڑھنے والے اس کی

قواعدی حیثیت تک رسائی نہیں رکھتے۔ کیوں کہ وہ ہندی میں اس کو دوسرے جملوں کے ساتھ مربوط نہیں کر سکتے۔ قواعدی توضیح کے لیے ضروری ہے کہ وہ کسی بھی جملے کو ایسے خاکہ میں رکھ سکے جو زبان کے کسی بھی جملے کی توضیح کے لیے استعمال کیا جاسکتا ہے خواہ اس میں بعض ایسے بیانات تیار کرنا پڑیں جو اس خاص جملہ کے اعتبار سے کوئی خاص اہمیت نہیں رکھتے۔ گزشتہ فصل کے بیان کی بہت سی خصوصیات زیرِ بحث جملوں میں درکار نہیں۔ لیکن انگریزی کے دوسرے (شاید بہت سے دوسرے) جملوں میں درکار ہوتی ہیں۔ ہر جگہ جہاں حق انتخاب دیا گیا یہ دونوں جملے دوسرے بے شمار جملوں کے ساتھ جوڑے بھی گئے اور ان سے الگ بھی کیے گئے۔ بیان سے خود جملوں کی توضیح ہی نہیں ہوئی، بلکہ ان جملوں کو انگریزی زبان کی مجموعی ساخت میں ان کے مقام پر بھی رکھا جاسکا۔ انگریزی زبان بے حد پیچیدہ ہے۔ اس کی فروع مختلف سمتوں میں پھیلتی ہیں۔ جملے کو اس کی پیچیدہ ساخت کے ساتھ مربوط کرنے والی کوئی بھی توضیح سادہ و سہل نہیں ہو سکتی۔ زبان کے بارے میں ایک عجیب بات یہ ہے کہ کوئی اتنا مختصر سا بیان بھی ان مذکورہ جملوں کو زبان کے لکھوکھا جملوں کے ساتھ مربوط کرنے کے لیے کافی ہو سکتا ہے۔

اس بیان میں کہ اس میں صرف دو جملے زیرِ بحث لائے گئے ہیں، بعض خصوصیات کے دلائل کو واضح نہیں کیا جا سکا۔ ان کو سمجھنے کے لیے ضروری ہوگا کہ دوسرے متبادلات کے اثرات کا بھی جائزہ لیا جائے۔ قواعد کا ایک اقتباس مکمل قواعد کے برابر بامعنی نہیں ہو سکتا۔ یہاں انگریزی کی پوری قواعد، خواہ کتنی بھی تفصیلات حذف کردی جائیں، پیش کرنا ممکن نہیں۔ جو کچھ پیش کیا گیا اس کی حیثیت ایسی ہے کہ جیسے شطرنج کی صرف شاہ چال بتادی جائے اور شاہ چال کے راستے میں آنے والے دوسرے مہروں کا صرف سرسری سا ذکر کیا جائے۔

ایک اور بھی اہم وجہ ہے جس سے یہ بیان غیر ضروری طور پر ژولیدہ معلوم ہوتا ہے۔ اس میں بعض ان چیزوں کی بھی صراحت کرنے کی کوشش کی گئی ہے جو مسلّمہ خیال کی جاتی ہیں۔ ہر قواعد خاصا بڑا حصہ چھوڑ دیتی ہے جس کے بارے میں کچھ نہیں کہا جاتا۔ استعمال کرنے والا اپنی "عام فہم" یا دوسرے ذرائع سے اس کا کوئی حل تلاش کرتا ہے۔ اس میں سے کچھ چیزیں ایسی بدیہی نظر آتی ہیں کہ ان کی توضیح فضول معلوم ہوتی ہے۔ لیکن تحقیق میں ہر چیز کو ممکن صراحت کے ساتھ پیش کرنا لازم ہوگا۔ نیوٹن کے قانون کے

بارے میں یہ روایت ہے کہ یہ اُسی وقت معلوم ہُوا جب وہ سیب گرنے کے عمل کو سادہ اور بدیہی ماننے پر مطمئن نہ ہو سکا۔ کوشش صرف یہ تھی کہ گرنے کے عمل کی صراحت کی جائے۔ لسانیات کے ارتقا کے لیے بھی ضروری ہے کہ غیر بیان شدہ چیزوں کے بارے میں سوال اٹھائے جائیں، ان کی تفتیش کی جائے اور ایسے مقامات کے لیے واضح بیانات پیش کیے جائیں جن کی ابھی تک تشریح نہیں ہوئی۔ صریح بیان لازماً قابلِ قبول نہیں ہوتا۔ بلکہ اکثر یہ قابلِ آزمائش بیان ہوتا ہے۔ یہ ہمیشہ محقق کو کسی سوال کی طرف متوجہ کرتا ہے اور گاہے بہتر ضابطہ کا نقطۂ آغاز بن جاتا ہے۔ تبادلی قواعد نے زبان کی ساخت کے بعض ایسے حصّوں کے صریح بیانات پر اور بعض عام لسانیاتی نظریات کی تشریح پر مجبور کیا ہے جو اب تک نظر انداز کیے جاتے رہے تھے۔

12.13 اس باب کی ابتدائی شقوں میں چند ایسے جملوں کے جوڑوں پر توجہ مرکوز کی گئی تھی جو چند تبدیلیوں کے واسطے سے باہمی تعلّق رکھتے تھے۔ قواعد صراحت سے بیان نہیں کیے گئے تھے۔ درحقیقت زیریں اجزائی ساخت کے تشریحی بیان کی بنیاد کے بغیر تبادل کے بارے میں کوئی بیان بالکل بے معنی ہوتا۔ یہاں یہ اشارہ ضروری ہے کہ ضابطہ پری کے لیے بیان ممکن تھا۔ جو جملے زیرِ بحث آئے ان میں سے کسی کے لیے بھی بھاری بھرکم قاعدوں کی ضرورت نہیں اور بہت سے قاعدے اپنے اطلاق میں بہت عام ہوں گے۔ قاعدوں کو منضبط کرنے سے تعمیم کی طرف رہ نمائی ہوتی ہے۔ مثلاً 12 اور 14 کے جوڑوں کی توضیح مختلف انداز میں کی گئی تھی۔ لیکن یہ ضروری نہیں تھا۔ بلکہ اس کے بجائے یہ دونوں ایک ہی تبادلی قاعدے سے بن سکتے ہیں۔ بناوٹ کے پہلے پندرہ مرحلے بالکل ایسے ہی ہیں جیسے 12.11 میں پیش کیے گئے۔ مرحلہ 14 سے ایسا تسلسل برآمد ہوتا ہے جسے اگر مارفونیمی قاعدوں کے ساتھ بلاواسطہ استعمال کیا جائے تو اس سے *John is writing a letter.* بن جائے گا، اسی طرح مرحلہ 15 کا نتیجہ *Is John writing a letter?* ہوگا۔ تسلسل کی حیثیت سے اس کی شکل یہ ہے:

مرحلہ 15 $Z_3$ + be + John + ing + write + a + letter + ∅

اگلے مرحلہ میں NP کی جگہ سوالیہ لفظ آجاتا ہے۔ اس تسلسل میں دو NPs ہیں *John* اور *a letter* ان کا مختلف اقسام سے تعلّق ہے۔ ایک کے قائم مقام کے لیے

who کی ضرورت ہے اور دوسرے کے لیے what کی۔

مرحلہ 16
$Z_3$ + be + who + ing + write + a + letter + ∅
یا
$Z_3$ + be + John + ing + write + what

اس کے بعد ایک لازمی تبادل اثر انداز ہوتا ہے جس سے سوالیہ لفظ کو پہلا مقام حاصل ہو جاتا ہے۔

مرحلہ 17
who + $Z_3$ + be + ing + write + a + letter + ∅
what + $Z_3$ + be + John + ing + write

ان پر بھی انہیں مارفونیمی قاعدوں کا اطلاق ہوگا۔ ان سے یہ ایسی فونیمی شکل میں آجائیں گے جو 13 اور 14 کے عام ہجا سے مطابق ہیں۔

*Who is writing a letter?*
*What is John writing?*

دوسری مذکورہ تبادلات کو بھی اسی طرح بیان کیا جا سکتا ہے۔

انگریزی کی مکمل تبادلی قواعد اس نمونہ سے کہیں زیادہ تبادلات کی فہرست پیش کرے گی۔ ان میں سے بعض اپنی شکل اور عمل میں خاصے مختلف بھی ہوں گے اگلی فصلوں میں چند اور صورتیں پیش کی جائیں گی تاکہ امکانات کی وسعت کا اندازہ ہو جائے۔ ان سب کو باضابطہ بیان کی صورت میں بھی پیش کیا جا سکتا ہے۔ لیکن سر دست یہ بہتر ہے کہ بحث کو زیادہ طول نہ دے کر تسلسل کے بجائے جملوں کا ہی موازنہ کیا جائے اور صرف چند ممتاز خصوصیات کو بیان کر دیا جائے۔

12.14 تبادل کی ایک قسم دو یا زیادہ بنیادی جملوں کو ملا کر ایک ماحصل پیش کرتی ہے۔ ایک سادہ سی صورت مندرجہ ذیل ہے،

| | |
|---|---|
| *The car stopped suddenly. I was thrown against the windshield.* | 20 *The car stopped suddenly and I was thrown against the windshield.* |

اس خاص تبدیل ماہیت میں رابطہ کے علاوہ کوئی اور بات نہیں یعنی نشان گر and کا اضافہ اور سرلہر کی مناسب ترتیب (یا تحریر میں وقف کی علامت) لیکن اس سے

زیادہ پیچیدہ صورت بھی ہو سکتی ہے :

| | |
|---|---|
| 21 *If you have any bananas, I would like about a dozen.* | *You have some bananas. I would like about a dozen.* |

پہلی نظر میں یہ معلوم ہوتا ہے کہ جملہ *You have any bananas* اور *I would like about a dozen* سے مل کر بنا ہے لیکن ان دو جملوں میں سے پہلا انگریزی کے لیے بالکل غیر فطری ہے۔ ذرا سی نظر غائر سے معلوم ہوگا کہ any اور some کے درمیان خاص تعلق ہے۔ ایک ایک قسم کے جملوں میں استعمال ہوتا ہے اور دوسرا دوسری قسم کے جملوں میں۔ تبادلی قاعدوں کے مجموعوں میں ایسا قاعدہ بھی شامل کرنا ہوگا، جس کے تحت any کو some کا قائم مقام بنایا جا سکے، جس سے 21 جیسے جملے بن سکیں۔ یہ اس قدر خاص قاعدہ نہیں جیسا بہ یک نظر معلوم ہوتا ہے۔ ایسا ہی تعلق جملوں کے دوسرے جوڑوں میں بھی دیکھا جا سکتا ہے، جس سے اسی قاعدے کا اطلاق تبادل کے اس سلسلے پر بھی ہو سکتا ہے جس سے یہ تعلق پیدا ہوتا ہے :

| | | |
|---|---|---|
| 22 | *I haven't any bananas.* | *I have some bananas.* |
| 23 | *Have you any bananas?* | *You have some bananas.* |

کچھ اسی سے ملتا جلتا عمل درج ذیل میں بھی نظر آتا ہے :

| | | |
|---|---|---|
| 24 | *He said he would come* | *I will come.* |

یہاں دو ابتدائی جملوں میں سے صرف ایک دکھایا گیا ہے دوسرا 12.15 میں زیر بحث آئے گا۔ یہاں will بدل کر would اور I بدل کر he ہو جاتا ہے۔ یہ تبدیلیاں جملے کے پہلے حصے میں said اور he کے وقوع سے مشروط ہوں، اس کو 25 سے موازنہ کر کے بھی دیکھا جا سکتا ہے :

| | | |
|---|---|---|
| 25 | *He says he will come.*<br>*I said I would come.*<br>*I say I will come.* | *I will come.* |

ان تبادلات میں جن کے تحت دو یا زیادہ ابتدائی جملے ایک ماحصل کی صورت میں آجاتے ہیں، کئی قاعدوں کا عمل دخل ہوتا ہے۔ ایک تو متعدد ساخت کے نشان گروں *and, either . . . or, because, therefore, if . . . then* وغیرہ کا اضافہ ہے۔

بعض مخصوص عناصر میں تغیر بھی ہو سکتا ہے sometime → ever, some → any, وغیرہ فعلی صیغوں میں مناسب تعلق پیدا کرنے کی خاطر تغیر ہو سکتا ہے (روایتی قواعد میں بھی اس عمل کو جُزدی طور پر "صیغوں کی مطابقت" کے طور پر پیش کیا جاتا ہے) ضمائر میں بھی کئی تبدیلیاں ہو سکتی ہیں۔ چوں کہ ان سب کا ساخت کے اعتبار سے تعین کیا جاسکتا ہے اس لیے یہ قواعد کے ذیل میں آجاتے ہیں اور ان کو تبادلی قاعدوں کی شکل میں تبدیل کیا جاسکتا ہے۔

12.15 مثال 24 سے بعض تبادلات کی کچھ اور خصوصیات سامنے آتی ہیں۔ دوسرا جملہ اتنی آسانی سے He said نہیں ہو سکتا۔ ایسا جملہ آتا تو ضرور ہے لیکن کمی کے ساتھ اور وہ بھی مخصوص صورتِ حال میں۔ بلکہ یہ He said it جیسے جملے سے بنے گا۔ تبادل میں it کی جگہ he would come آجاتا ہے۔ اس طرح کی تبادل صرف تسلسل کو مربوط ہی نہیں کرتی بلکہ یہ ایک کو دوسرے کے ساتھ اس طرح گتھا دیتی ہے کہ یہ دوسرے کی ساخت کا جُز بن جاتا ہے۔ ایسا کرنے میں یہ کسی جُز کو ہٹا کر اس کی جگہ خود لے لیتا ہے۔ بعض اوقات یہ بدیہی ہوتا ہے کہ ہٹایا ہوا جُز کیا ہوگا؟ بعض دوسری صورتوں میں آخری نتیجہ سے یہ واضح نہیں ہوتا کہ ابتدائی جملہ میں یہ جُز کیا رہا ہوگا؟ اس لحاظ سے یہ تبادل سوالیہ تبادلات کے بالکل مشابہ ہے۔ مثال 12 میں تبادل کے تحت John کا قائم مقام who بن گیا تھا۔ صرف ماحصل کو دیکھ کر واضح نہیں ہوگا کہ کون سا اسم یہاں رہا ہوگا۔ یہ Mary, the man, my neighbor who grows daffodils یا دیگر بے شمار امکانات میں سے کوئی بھی ہو سکتا ہے۔ لیکن یہ that typewriter the pen نیز بہت سے دوسروں میں سے جن کا قائم مقام who کے بجائے what ہوگا نہیں ہو سکتا۔ شاید اس غیر یقینی کے باعث Who is writing a letter? جیسے جملے کو سوالیہ کہا جاتا ہے۔ یہ ممکن نہیں ہے کہ ماحصل جملہ سے پیچھے کی طرف لوٹا جائے اور بناوٹ کے ہر مرحلہ کی باز تعمیر کرلی جائے لیکن یہ جان لینا ممکن ہے کہ who کسی NP کا قائم مقام ہوتا ہے اور اسی طرح یہ کہ he would come بھی لازماً کسی NP کا ہی قائم مقام ہوگا۔

تبادل کی ایک اور قسم ایک ابتدائی جملے کو دوسرے میں در انداز کر دیتی ہے۔

ذیل کے دو جملے اس کی مثال ہیں :

26. *The man who drives the yellow Cadillac hit a lamppost yesterday.*
27. *The man who hit a lamppost yesterday drives the yellow Cadillac.*

یہ دونوں جملے ابتدائی ایک ہی جملے سے بنائے جا سکتے ہیں :

*The man hit a lamppost yesterday.*
*The man drives the yellow Cadillac.*

اس تبادل میں استعمال ہونے کے لیے دونوں ابتدائی جملوں میں کچھ حصہ مشترک ہونا چاہیے یہاں *the man* ہے۔ ایک ابتدائی جملے میں اس کا قائم مقام *who*, یا *which* بن جاتا ہے۔ جب کہ پورا S دوسرے کے متقابل اسم کی توسیع کا کام دیتا ہے اور مقام کے اعتبار سے اسم کے بعد رکھا جاتا ہے۔ اگر NP جس کا جانشین *who* یا *which* ہے، ابتدا میں نہ ہو تو بعض مزید تغیرات کی تخصیص کرنی ہوگی۔

اس قسم کے متعدد تبادلات کے ذریعہ یہ ممکن ہے کہ ان تمام جملوں کی توجیہ کی جا سکے جنہیں روایتاً مرکب "compound" یا لفیف "complex." کہا جاتا ہے اس طرح سوچیے تو قواعد کے ترکیبی ساخت کے حصے سے فقرے بنتے ہیں اور تبادلی حصہ ان کو ملا کر جملے بنا دیتا ہے۔ اس کی روشنی میں محتاط انداز سے یہ کہنا درست نہیں ہوگا کہ 12.11 کے شروع میں S کا مطلب "جملہ" اسی مفہوم میں ہے جس میں روایتی قواعد میں اس کا استعمال ہوتا ہے۔ نہ ہی روایتی قواعد کے مفہوم کے مطابق اس کو "فقرہ" کہنا درست ہوگا۔ کیوں کہ بعض تبدیل ماہیتوں سے S ایسی ساختوں میں شامل ہو جائے گا جو "فقرہ" اور "جملے" کے روایتی تصوّر سے مختلف ہیں۔ لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ S کوئی واقعی یا اہم اکائی نہیں ہے بلکہ مطلب صرف یہ ہے کہ روایتی قواعد کی متعارف اکائیوں میں سے یہ کسی کے مساوی نہیں ہوتا۔ اس لیے S کو ایک ایسی اکائی ماننا بہتر ہوگا جو تبادلی قواعد کی توضیح کے مطابق انگریزی قواعد میں بنیادی اہمیت رکھتی ہے۔ اگر اسے جملہ "sentence" پڑھا جائے تو یہ "جملہ" اسی قواعد کی رُو سے ہوگا۔ اسے انگریزی قواعد کے کسی دوسرے بیان کے مطابق کسی اکائی کا متقابل نہیں سمجھنا چاہیے۔ تبادلی قواعد روایتی قواعد کی

باز تشریح یا معمولی ترمیم یا ج۔م قواعد نہیں ہے بلکہ یہ زبان کی ساخت کو بالکل مختلف انداز سے سمجھنے کی کوشش ہے۔اس کی اکائیاں بھی مختلف ہونی چاہیئں۔

**12.16** یہ معلوم ہونے کے بعد کہ تبادل کا ابتدائی تسلسل کے جوڑے پر اطلاق کر کے ایک کو دوسرے کے جزُ کے درجہ پر رکھا جا سکتا ہے، امکانات کا ایک وسیع افق سامنے آتا ہے۔بعض اقسام جنہیں روایتی طور پر" ترکیب" کہا جاتا ہے۔ کئی انداز سے "ماتحت فقروں" کے بالکل مشابہ معلوم ہوتی ہیں۔ اور اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ دونوں کے ساتھ یکساں عمل ممکن ہوگا۔مندرجہ ذیل جملے اس کی مثال ہیں:

*He comes and goes like that.*

سے

28. *His coming and going like that gives me the willies.*

*He continually drums on the table.*

سے

29. *His continual drumming on the table makes me nervous.*

اگر 28 اور 29 کے جملوں میں اس کا جواز پیدا ہو سکتا ہے تو ایسی ترکیبوں سے کیوں نہیں ہو سکتا جن میں جملوی عناصر ذرا سے کم ہوں۔مندرجہ ذیل کا کسی نہ کسی طور پر 29 سے تعلق معلوم ہوتا ہے اور اس لیے ان کو ایک ہی اصل سے ماخوذ ماننا چاہیے:

30. *His continual drumming makes me nervous.*
*His drumming on the table makes me nervous.*
*Continual drumming on the table makes me nervous.*
*His drumming makes me nervous.*
*Continual drumming makes me nervous.*
*Drumming on the table makes me nervous.*
*Drumming makes me nervous.*

لیکن یہ ممکن نہیں:

**His continual on the table makes me nervous.*, etc.

یہ سب کے سب 29 سے صرف یوں مختلف ہیں کہ ان میں سے بعض حصّوں کو حذف

کر دیا گیا ہے۔ کوئی بھی جزُ یا اجزا کا مجموعہ سوائے drumming کے حذف کیا جا سکتا ہے۔ اس لیے ان کی توضیح تبادل کی ایک خاص قسم کی حیثیت سے کی جا سکتی ہے جس میں سے بعض اجزا چھوڑ دیئے جاتے ہیں۔

تبادل کی اس صورت کی بڑی افادیت ہے۔ لیکن اس میں احتیاط کی ضرورت ہے۔ مندرجہ ذیل جیسے جملے سے بعض چیزوں کو حذف کر کے 29 کی شکل بنانا ممکن ہے:

31. *His continual drumming on the table with his knife and fork while the toastmaster is introducing the speaker of the evening makes me nervous.*

لیکن یہ بالکل غیر ضروری ہے۔ طویل ترجمہ سے آغاز کرنے کی کوئی وجہ معلوم نہیں ہوتی۔ *He continually drums on the table* ابتدا کے لیے کافی ہے۔ لیکن اگر ایسا ہے تو 30 کے پہلے جملے میں صرف *He continually drums* بھی ہو سکتا ہے۔ اس صورت میں ایسا تبادل جس میں حذف کی صورت بھی ہو غیر ضروری ہو گی۔ لیکن یہ بات ان سب جملوں کے بارے میں درست نہیں۔ ابتدائی جملہ *He continually drums* یا *He drums on the table* یا صرف *He drums* ہو سکتا ہے۔ لیکن اس میں مبتدا کی جگہ *he* یا کوئی اسمی ترکیب NP ہونا لازمی ہے۔ اگر *drumming* کو S کے VP سے حاصل کرنا ہے تو 30 میں *his* کے بغیر جملے حذفی تبادل کے استعمال سے بنانے ہوں گے۔ غیر ضروری محذومات کا جواز پیدا نہیں ہوتا۔ لیکن انگریزی کی تبادلی قواعد میں بعض محذومات ضروری ہیں۔

12.17 روایتی قواعد پر ایک عام اعتراض جملہ کے بعض حصّوں کے "محذوف" ہونے پر ہے۔ مثلاً "*Come here!*" جیسے حکمیہ جملے کی توضیح فاعل "*you*" "محذوف" بتا کر کی جاتی ہے۔ ایسے جملوں میں *You* بالکل نادر ہے۔ بعض ماہرینِ لسّانیات قواعدی بیان میں ایسے "محذوف" عناصر کے استعمال کو مسترد قرار دیتے ہیں۔ یہاں نیز بعض اور مثالوں میں بھی بعض اعتبار سے تبادلی قواعد روایتی قواعد سے ملتی جلتی ہے۔ یہ جملہ پہلے باز تحریری قاعدے سے جس کا استعمال 12.11 میں ہُوا بنایا جا سکتا ہے:

S → NP + VP

اگر ایسا ہے تو قواعد میں آگے چل کر حذفی تبادل NP کو ہٹا دے گا۔ تب سوال یہ ہے کہ آیا اشتقاق جملہ میں NP کا ہونا لازمی ہے۔ دلائل اس کے حق میں ہیں۔ عام طور پر Myself ایسے جملوں میں آتا ہے جن میں متبدا I ہو۔ Yourself بالعموم دو طرح کے جملوں میں آتا ہے۔ ایک وہ جن میں متبدا you ہو اور دوسرے حکمیہ جملے۔ اگر حکمیہ جملہ بنانے میں yourself کے ساتھ you بھی فاعل کی جگہ آسکتا ہو تو ان تمام حقائق کو ایک قاعدہ کے تحت لایا جا سکتا ہے۔ یعنی اگر حکمیہ جملہ Go chase yourself! کی شکل کسی مرحلہ پر You go chase yourself!* بھی ہونا ممکن ہو۔

تبادلی قواعد کے خاکہ کے اندر حذفی تبادل کا مقام اس وقت معلوم ہوتا ہے جب موجود نمونوں کی تشریح کی ضرورت آئے۔ غیر ضروری حذفی تبادلات کا ایسا کوئی مقام نہیں، کسی بھی قسم کے غیر ضروری قاعدوں کی کوئی گنجائش نہیں ہوتی۔ قواعد کی دوسری اقسام میں "محذوف" عناصر کے استعمال کا شاید کم جواز ہو اور ان کا استعمال ہوگا یا نہیں اس کا فیصلہ ماہرِ لسانیات کو کرنا ہوگا۔ ٹھیک ایسے ہی جیسے اس کو یہ فیصلہ کرنا ہے کہ بیان کی متعدد مختلف صورتوں میں سے وہ کس کی پیروی کرے گا۔ تاہم "محذوف" عناصر میں ایک زبردست خطرہ ہے، جس سے بہت سے ماہرین لسانیات کی تردید کی تشریح اور کسی حد تک جواز پیدا ہوتا ہے۔ یہ عملی لسانیات میں "محذوف" عناصر کا استعمال ہے۔ یہ متعیّن کرنے کے لیے کہ کس جگہ زبان کی ساخت کے پیشِ نظر ایسی ترکیب کا جواز پیدا ہوتا ہے، زبان کی گہری واقفیت ضروری ہے۔ ابتدائی مراحل میں طبیعت اس طرف بہت جلد مائل ہوتی ہے کہ ساخت کو کسی دوسری زبان کے ساتھ مساوی کرنے کے لیے "محذوف" عناصر فراہم کر دیئے جائیں۔ مثلاً عبرانی کے /ṫóob haaʔíiš/ "وہ آدمی اچھا ہے" میں /ṫóob/ معنی 'اچھا' اور /haaʔíiš/ معنی 'وہ آدمی'۔ یہاں 'ہے' کا مساوی کچھ نہیں ہے۔ اگر مجموعی طور پر جملے کی ساخت انگریزی جملے کی مجموعی ساخت کے مساوی ہے۔ بعض قواعد نویسوں نے 'ہے' کو محذوف بتایا ہے۔ بلکہ بعض نے /haayáa/ کو محذوف کہا ہے۔ (بعض لغات میں دیگر معانی کے

علاوہ اس کے معنی 'ہونا' لکھے ہیں۔ لیکن یہ مشکل معلوم ہوتا ہے کہ جملے کو بالکل بدلے بغیر کس طرح اس میں /haayáa/ کو کھپایا جاسکتا ہے۔ لہٰذا زبان کی ساخت کے تقاضے کے علاوہ کسی بھی صورت میں "محذوف" عناصر یا حذفی تبادل کا کوئی جواز پیدا نہیں ہوتا۔ یہ کہنا غیر متعلق ہے کہ "مفہوم کا تقاضا" ہے یا ترجمہ کی ضرورت یا حقیقی یا قیاسی کوئی اور غیر ساختی اشارہ متقاضی ہے۔

**12.18** اگر تبادل کے ذریعہ دو ترکیبی تسلسلات کو ملانے کے لیے کسی جملے میں کوئی لفظ داخل کیا جاسکتا ہے تو ایسا ہی عمل اکثر ان صورتوں میں بھی ممکن معلوم ہوگا جنہیں ہم ج۔حم ساخت میں دیکھ چکے ہیں یا روایتی قواعد کی مختلف ترکیبوں سے ان کی توجیہ کرچکے ہیں۔ مثلاً یہ بتایا گیا ہے کہ اسمی ترکیبوں میں توصیفی صفات attributive adJective اس طرح شامل کی جاسکتی ہے:

32. *I see the house.* } *I see the red house.*
*The house is red.* }

اس حقیقت سے اس رائے کی تائید ہوتی ہے کہ ایک طور پر *I see the red house* کا *I see the house which is red* سے تعلق ہے۔ موخرالذکر کو 32 کے ابتدائی جملوں سے بتایا جاسکتا ہے۔ یہ دعویٰ کیا جاتا ہے کہ اس طریقہ سے توضیح میں خاصی سہولت ہو جاتی ہے لیکن بعض ماہرینِ لسانیات اس تبادل کی افادیت سے اتنے مطمئن نہیں جتنا کہ اس باب میں مذکور سابق قاعدوں سے ہیں۔

اس تجویز سے کچھ اشارہ ملتا ہے کہ تمام جملوں کی ساخت کو تبادل کے ذیل میں دکھا جائے۔ لیکن صورتِ حال یہ نہیں ہے۔ جب کہ ایک ابتدائی جملہ *The house is red* سے *red house* کا استنباط کرنا آسان ہے۔ لیکن اس طریقہ پر *the house* بنالینا ممکن نہیں معلوم ہوتا۔ یقیناً یہ بالکل متوازی انداز میں نہیں کہا جاسکتا۔ کیوں کہ **House is the* جیسی شکل کا کوئی جملہ نہیں ہوتا۔ بہر طور یہ معلوم ہوگا کہ جملوں کا ایک چھوٹا سا گروہ ضرور ایسا ہے جن کی استنباطی صورتوں کے لیے تبادل کا اطلاق نہیں ہوسکتا۔ تاہم تبادلی قواعد کے سلسلے میں ایک اہم بات یہ تعین کرنا ہے کہ توضیح کے تبادلی حصہ اور ترکیبی ساخت کے درمیان

کیا تناسب ہے۔ بعض لوگ تبادلی توضیح کو دوسروں سے کہیں زیادہ بڑھا چڑھا کر پیش کریں گے۔

دراصل قواعد میں تبادل کے استعمال کا 1950 کے دہے میں رواج ہوا۔ چوں کہ اس میں لسانیاتی نظریہ کی تجدید اور توضیح کے مختلف اہم طریقے شامل ہیں اس لیے اس پر شدید اختلاف ہوئے۔ تادمِ تحریر بہت سے مسائل کا حل نہیں ملا۔ پھر یہ بھی کہ مختلف زبانوں کی تبادلی قواعد کے بارے میں ابھی کچھ زیادہ نہیں لکھا گیا۔ اس لیے ابھی اس کے امکانات کے بارے میں مناسب طور پر کوئی فیصلہ کرنا ممکن نہیں۔ تاہم یہ توقع ہے کہ لسانیات کے ارتقا میں اس نظریہ کا اہم حصّہ ہوگا۔ کیوں کہ اس سے بعض ایسے اہم مسائل سامنے آئے ہیں جو اب تک نظروں سے اوجھل تھے اور شاید یہی ان کا حل بھی پیش کرے۔

باب

13

# زبان اور قواعد

13.1 کسی غیر توضیح شُدہ زبان پر کام کرنے کے لیے ماہر لسانیات کا ایک یا زیادہ اطلاع دہندگان سے نظیری مواد جمع کرتا ہے۔ اس مواد میں صرف چند ہزار ترکیبیں اور جملے ہوسکتے ہیں مسلسل بیان کی صورت میں شاید کم ہی حصہ ہو۔ اسی محدود مواد کی بنیاد پر وہ توضیح کرے گا۔ یہاں یقیناً یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ وہ کس چیز کی توضیح کر رہا ہے اور وہ اپنے کام کا کیا جواز پیش کرسکتا ہے؟

نظیری مواد کی توضیح پیش کرنا نسبتاً آسان معلوم ہوگا۔ لیکن اس سے کوئی اہم مقصد حاصل نہیں ہوتا۔ عام طور پر نظیری مواد کی فی نفسہ کوئی وقعت نہیں ہوتی۔ اس پر اطلاع دہندگان اور تحقیق کنندہ کے ذاتی رجحانات کی گہری چھاپ ہوتی ہے۔ چونکہ یہ مواد فطری حالت میں جمع نہیں کیا جاتا اس لیے اس پر اس صورتِ حال کے تصنّع کا رنگ بھی چڑھا ہوتا ہے جس میں یہ وجود میں آیا اور قلم بند کیا گیا ہو۔ اس میں یا تو کوئی داخلی ربط ہوتا ہی نہیں یا بہت کم ہوتا ہے۔ موضوعاتی مواد بھی بہت پست درجہ ہوتا ہے۔ اگر ایسے مواد کی کوئی وقعت ہے تو بڑی حد تک، بلکہ مکمّل طور پر ہی صرف اس وجہ سے کہ یہ زبان کا نمونہ ہے۔ اس لیے کارآمد توضیح صرف زبان کی ہوسکتی ہے، اس نظیری مواد کی نہیں۔ ماہر لسانیات کا مشکل کام یہ ہے کہ وہ اپنے نمونے سے کل کی خصوصیات اخذ کرلے۔ یہ مسئلہ تمام تجربی علوم میں مشترک ہے اور ہے بھی مشکل۔

اس کے پسِ پشت ایک اور مسئلہ ہے۔ یہ بھی تمام علوم میں مساوی ہے۔ یعنی ایسا نظیری مواد حاصل کرنا جو تجزیہ میں زیادہ سے زیادہ مفید ہو سکے۔ اسے نمائندہ ہونا چاہیے یعنی یہ کل ساختی خصوصیات کی ایسی مثال پیش کرے جس سے وہ سب شناخت ہو جائیں، متعین ہو جائیں اور نظام کے دوسرے حصّوں کے ساتھ ان کا تعلق بتایا جا سکے۔ اگر نمونہ نمائندہ نہیں ہوگا تو نتیجہ باطل ہو سکتا ہے! یہ توضیح زبان کی نہیں بلکہ کم و بیش ایسی ہی غیر حقیقی زبان کی ہوگی۔ خاصی بڑی مقدار میں بغیر کسی خاص سلسلے سے اکٹھا کیا ہوا نظیری مواد یہ ضرورت پوری کر سکتا ہے۔ لیکن یہاں مشکلات بھی ہوتی ہیں۔ بعض قواعدی خصوصیات بہت کم وقوع ہوتی ہیں۔ بغیر کسی منصوبہ کے اکٹھا کیا ہوا نظیری مواد بہت زیادہ ہونا چاہیے کہ ایسی کم وقوع صورتوں کی بھی کافی نمائندگی ہو جائے۔ بعض خصوصیات بہت عام ہوتی ہیں۔ مواد کی تھوڑی سی مقدار میں تجزیہ کی مقدار میں تصدیق و توثیق کی ضرورت سے کہیں زیادہ ان کی مثالیں مل جائیں گی۔ غیر ضروری مواد کی کثرت ہو تو قلم زد کرنے، ترتیب دینے، تلاش کرنے اور تجزیہ کرنے کے تمام مراحل میں الجھنیں پیدا ہوں گی۔ اس لیے ماہرِ لسانیات ایسا نظیری مواد حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے جو قلیل ترین مقدار میں ہوتے ہوئے نمائندہ ہو۔

نمائندہ نظیری مواد حاصل کرنا خود مشکل امر ہے۔ عملی کام کرنے والے ماہر کو ان تمام عوامل پر مسلسل نگاہ رکھنی ہوگی جو نمونے کے نمائندے ہونے پر اثر انداز ہو سکتے ہیں۔ جمع کرنے کا طریقہ بھی اس کو متاثر کر سکتا ہے؛ ذو لسانی صورتحال یا ماہرِ لسانیات کے تمدن کے غیر معمولی فرق سے بھی بگاڑ پیدا ہو سکتا ہے۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ خود اس کے یا اطلاع دہندہ کے زبان کے بارے میں تعصبات کی پرچھائیں اس پر ہو۔ مواد کے موضوع کے قیود کے باعث ساخت کے اہم حصّے چھوٹ سکتے ہیں۔ ماہر کو صرف ان امکانات سے باخبر رہنے ہی کی ضرورت نہیں، بلکہ اسے ایسے اقدامات کرنے چاہئیں جو مواد جمع کرنے اور تجزیہ کے دوران ان اثرات کو کم سے کم کر دیں۔

اس لیے لسانیاتی عملی کام ایک فن ہے جس میں ذہانت اور تجربہ دونوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ اسے کسی بھی پہلے سے طے شدہ پروگرام کے تحت کامیابی سے نہیں چلایا جا سکتا۔ تحقیق کنندہ کے لیے ضروری ہے کہ اپنے جمع شدہ مواد کی جانچ پڑتال میں

ضرورت کے مطابق اپنی قوتِ فیصلہ سے کام لے۔ نظیری مواد جمع کرنے کے ساتھ ساتھ ابتدائی تجزیہ بھی ہوتا رہنا چاہیے۔ یہ تجزیہ نقائص کی طرف توجہ دلاتا رہے گا اور ان کے دُور کرنے کی راہیں بھی سجھائے گا۔

13.2 نظیری مواد اور زبان کی توضیح میں فرق کسی حد تک صرف وسعت کا ہے۔ نظیری مواد میں صرف چند ہزار جملے ہوتے ہیں۔ زبان بڑی تعداد میں جملوں پر مشتمل تصوّر کی جاتی ہے۔ وہ سب کے سب خواہ پہلے ہی بولے جاتے ہوں یا ابھی تک استعمال میں نہ آئے ہوں لیکن اہلِ زبان کے لیے اس زبان کے جملوں کی حیثیت سے قابلِ قبول ہونے چاہئیں۔ بڑے سے بڑا نظیری مواد بھی زبان کا ایک خفیف حصّہ ہی ہوگا۔

نظیری مواد کی توضیح لازماً اس کے تمام جملوں پر محیط ہوگی۔ یہ ان کی درجہ بندی کرکے ان کا ایک دوسرے سے رشتہ متعیّن کرے گی۔ اسی طرح زبان کی توضیح صرف زبان ہی کے تمام جملوں کا احاطہ کرے گی۔ ان کی درجہ بندی کرکے ان کا رشتہ متعیّن کرے گی۔ چونکہ یہ ایسے بھی بہت جملوں کا احاطہ کرے گی، جو ماہرِ لسانیات کے مشاہدہ میں نہیں آسکے۔ اس لیے توضیح ایسے جملوں کی پیش قیاسی بھی کرے گی جن کا وقوع مناسب وقت پر متوقّع ہوسکتا ہے۔

یہ ظاہر ہے کہ ماہرِ لسانیات کو پہلے سے معلوم نہیں ہوتا کہ اسے کیا بیان کرنا ہے۔ نہ ہی وہ پہلے سے یہ متعیّن کرسکتا ہے کہ جملہ کیا ہے۔ صرف قواعد ہی یہ کرسکتی ہے۔ لیکن اس کے ذہن میں یہ تصوّر واضح ہونا چاہیے کہ کسی جملہ کو کسی زبان سے منسوب بتانے سے کیا مراد ہے۔ ورنہ اس کے پاس کوئی بنیاد نہ ہوگی جس پر وہ اپنے کام کو آگے بڑھا سکے۔

13.3 احتیاط کے ساتھ چھانٹے ہوئے نظیری مواد میں کسی جملہ کے ہونے سے اتنا تو پتہ چلتا ہے کہ جملہ اسی زبان سے متعلّق ہے لیکن اس سے زیادہ کچھ معلوم نہیں ہوتا۔ اطلاع دہندگان بھی غلطی کرتے ہیں کبھی بہت خراب جملے آسکتے ہیں۔ دوسرے وقت اور دوسرے موقع پر ان کی جانچ پڑتال کی جائے تو ان میں سے اکثر خود اطلاع دہندہ کے لیے قابلِ قبول نہیں ہوں گے۔ کبھی اطلاع دہندہ خود ہی اپنی بات کی تصحیح کرے گا لیکن یہ بات ناگزیر ہے کہ بعض غیر قواعدی زنجیرے ماہرِ لسانیات کی نظر

سے چوک کر اس کے مواد میں آجائیں۔ تجزیہ کرنے والے کو غلطی کے امکان کو ہمیشہ ذہن میں رکھنا ہوگا۔ لیکن اسے زبان کی بے قاعدگیوں کی تشریح کرنے کے لیے آزادانہ طور پر اس امکان کا سہارا نہیں لینا چاہیے۔ کسی جملہ کو نظیری مواد سے غیر قواعدی کہہ کر نکالنا خاصا گمبھیر معاملہ ہے اور اس پر خاصی توجہ کی ضرورت ہے۔ اگر غلطیاں واقع ہوں تو ان کی ذمہ داری اطلاع دہندہ کے بجائے اکثر ماہرِ لسانیات پر ہوتی ہے۔

صرف اس علم سے کہ بعض جملے — نظیری مواد کے جملے — قواعد کے مطابق ہیں، کام کو آگے بڑھانا شاید ہی ممکن ہو (یا اس علم کے ساتھ بھی کہ نظیری مواد کے جملے زیادہ تر قواعد کے مطابق ہیں) اس قسم کے زنجیروں کا علم ہونا بھی ضروری ہے جو قواعد کے مطابق نہیں ہوتے۔ ماہرِ لسانیات کو انہیں بھی عملی کام کے دوران ہی فراہم کرنا چاہیے۔ جیسے ہی اسے زبان اور کلچر کی کچھ واقفیت حاصل ہوتی ہے، وہ ایسی صورتِ حال کا تعین کر سکتا ہے جہاں کسی جملہ یا قسم جملہ کی توقع کرنا بجا معلوم ہوگا۔ اگر اسے اس کے حصول میں کامیابی نہیں ہوتی تو یہ اس بات کا اشارہ ہے کہ یہاں یہ جملہ ممکن نہیں ہوگا۔ یا یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وہ خود کوئی مشکل پیش کرے اور اطلاع دہندہ اسے مسترد کر دے یا اس نے زبان کے ذریعہ ترسیلِ خیال کی کوشش کی ہو اور اس میں ناکام رہا ہو۔ یا اس کو ایسی مثالیں بھی مل سکتی ہیں جہاں خود اطلاع دہندہ نے بعد میں ترمیم کی ہو۔ بعد کے "ٹھیک جملہ" کے مقابلہ میں "مسترد جملہ" تجزیہ کے لیے زیادہ موزوں ہو سکتا ہے۔ کسی چیز کے غیر قواعدی ہونے کے بارے میں ماہرِ لسانیات کا احساس اگرچہ ادھورا ہوتا ہے، لیکن اس کا ہونا لازمی ہے، اچھے عملی کام سے یہ احساس پیدا ہوتا ہے۔

13.4 تاہم اطلاع دہندہ کے مسترد کرنے پر کسی جملہ کو ایکدم غیر قواعدی قیاس نہیں کیا جا سکتا۔ کئی امکانات اور بھی باقی رہتے ہیں۔ یہ مہمل بھی ہو سکتا ہے، یعنی ایسا جملہ جس کے وقوع کا تصور نہیں کیا جا سکتا *Boiling ice danced across the leaf مہمل جملہ کی ایک مثال ہے۔ اگر یہ پوچھا جائے کہ اس میں کیا غلطی ہے؟ تو اطلاع دہندہ کچھ یوں جواب دے سکتا ہے کہ برف ابلتا نہیں۔ اس تشخیص کا تعلق لسانیاتی نقص کے بجائے معنیاتی ناموزونیت سے زیادہ ہے۔ اس کے برعکس *The of was

could غیر قواعدی جملہ کی مثال ہے۔ اس کے بارے میں کہا جاسکتا ہے کہ اس میں کوئی اسم نہیں ہے جبکہ the عام طور پر اسم سے پہلے آتا ہے۔ ذرا کم مواد ہو تو اطلاع دہندہ صرف یہ کہہ سکتا ہے کہ ہم اس طرح کلام نہیں کرتے یا اور ایسی ہی کوئی بات جس کا لبِ لباب یہی ہوگا، خواہ وہ اس کی تشریح نہ کر سکے لیکن وہ یہ محسوس کرتا ہے کہ جملہ غلط ہے یعنی نقصِ لسانیاتی ہے مہمل جملہ قواعد کے عین مطابق ہو سکتا ہے۔ اس صورت میں مطلب یہ ہوگا کہ اگر کوئی موقع آجائے تو یہ جملہ بولا جا سکتا ہے اور اس صورت میں یہ بالکل فطری بلکہ معمول کے مطابق ہوگا۔ غیر قواعدی جملہ اس وقت تک استعمال نہیں ہو سکتا جب تک کہ زبان ہی نہ بدل جائے۔ اگر قواعدیت grammaticalness اور مفہومیت sensicalness کے درمیان خطِ امتیاز کھینچا جاسکتا ہے تو قواعد کا کام قواعدی جملوں کی توضیح کرنا ہے خواہ یہ جملے یا مفہوم ہوں یا مہمل۔ یہ غیر قواعدی جملوں سے بالکل الگ ہوں گے۔ یہ الگ مسئلہ ہے کہ بعض قواعدی جملے استعمال نہیں ہوتے۔ اس کا سلسلہ کم از کم جزوی طور پر معینات سے جا ملتا ہے۔

مہمل ہونے کے وہی معنی نہیں ہوتے جو غیر حقیقی کے ہوتے ہیں۔ یہ جملہ The moon is made of green cheese غیر حقیقی ہوتے ہوئے بھی بامعنی ہے، کیونکہ اس کو بار بار کہا گیا ہے اور شاید بعض حقیقت پر مبنی جملوں سے کہیں زیادہ بار! مزید برآں دروغ گوئی ہر زبان میں ممکن ہے (یہ بات مختلف ہو سکتی ہے کہ کس صورت میں اور کس قدر اس پر تہذیبی گرفت رہتی ہے مثلاً امریکہ میں رسمی طور پر ماؤں کے سامنے ان کے بچوں کو خوبصورت کہا جاتا ہے) قواعد کو ان استعمالات کا بھی احاطہ کرنا چاہیے۔ تاہم بعض ایسے جملے جن کو اطلاع دہندہ مسترد کر دیتا ہے صرف غیر حقیقی ہوتے ہیں۔ جملہ کی حیثیت سے وہ بہت عام ہو سکتے ہیں۔ خواہ ایسی مختلف صورتوں میں جہاں یہ حقیقی بن جائیں یا ایسے مختلف حالات میں جہاں غیر حقیقی جملہ بھی قاعدہ کے مطابق معلوم ہوتا ہے۔ یا بعض جملے صرف اس لیے مسترد کیے جا سکتے ہیں کہ انہیں جائز نہیں سمجھا جا سکتا۔ ناجائز جملے صرف یہ نہیں کہ بولے جا سکتے ہیں بلکہ بولے جاتے ہیں لیکن بعض یا شاید اکثر حالتوں میں ان سے گریز کیا جاتا ہے۔

لہٰذا اطلاع دہندہ کے جملے کو مسترد کرنے کے اسباب کچھ یوں ہو سکتے ہیں کہ یہ

غیر قواعدی ہے، مہمل ہے، غیر حقیقی ہے یا ناجائز ہے یا ان میں سے کئی وجوہ اکٹھی ہو سکتی ہیں۔ لسانیاتی اہمیت صرف اس بات میں ہے کہ اس کے مسترد کرنے کی وجہ کیا ہے؟ کبھی کبھی ماہر لسانیات کے لیے اس کی شناخت بے حد مشکل ہوتی ہے بعض اوقات اطلاع دہندہ کی کسی بات یا مسترد کرنے کے انداز سے اس کا سراغ مل سکتا ہے۔ وہ کچھ اس طرح کی بات کہہ سکتا ہے "ہم اسے اس طرح نہیں کہتے" یا "میرا خیال ہے آپ کہہ سکتے ہیں، لیکن ہم نہیں کہتے" یا "شریف آدمی یہ بات نہیں کہتے"۔ بہر صورت ایسی باتوں کی توجیہ مشکل ہوتی ہے اور اس کے لیے اس تہذیب کی خاصی واقفیت ضروری ہوتی ہے۔ بعض صورتوں میں ایسی تشریحات سے کوئی خاص مدد نہیں ملتی اور خطِ امتیاز کھینچنے کے لیے خاصے استدلال اور اختراعی فہم کی ضرورت ہوتی ہے۔

13.5 اگر جملہ کی قواعدیت ( grammaticalness ) اور دیگر خصوصیات میں امتیاز اتنا مشکل ہو تو بہتر یہ ہوگا کہ اس مسئلہ کو بالکل الگ رکھا جائے۔ "قواعد" کو ان تمام چیزوں کا احاطہ کرنا چاہیے جو لوگ بولتے ہیں یا امکانی صورتوں میں بول سکتے ہیں لیکن ایسا ہو تو یہ صرف قواعد نہیں رہ جائے گی بلکہ کسی قوم کی تہذیب اور ماحول کا مکمل تذکرہ ہوگا۔ مثلاً بعض ایسے ممکن جملوں کے بیان کے سلسلہ میں جو استعمال نہیں ہوتے ناجائز باتوں کی تفصیل بھی بیان کرنی ہوگی۔ اور اس قوم کے تصورِ کائنات پر بھی روشنی ڈالنی ہوگی کیونکہ اس کے لیے زیرِ اثر بعض باتوں کا کہنا اور بعض باتوں کا نہ کہنا متعین ہوتا ہے۔

مناسب تو یہ ہوگا کہ کسی قوم کی پوری تہذیب (بشمولِ زبان) اور ماحول کا بیان پیش کیا جائے لیکن پچھلی فصل میں تجویز طریقِ عمل سے ساخت کے بارے میں باضابطہ صورت نہیں بنے گی، بلکہ صرف ایک واقعاتی بیان ہو کر رہ جائے گا۔ حقائق کے بے ترتیب اور بے ہنگم بیان کی کوئی اہمیت نہیں۔ صرف باضابطہ علم ہی مفید ہو سکتا ہے۔ ترتیب و تنظیم صرف دو عملوں کے نتیجہ میں پیدا ہوگی، معلوم حقائق کو عملاً مربوط مناسب نظام میں ترتیب دیا جائے۔ ہر نظام کے بارے میں مفید تعمیمات کی جائیں۔ اگر کلام کے مجموعی عمل کی توضیح کرنی ہو تو پہلے اسے کئی حصوں میں تقسیم کرنا ہوگا، ہر حصہ میں دو چیزیں شامل ہوں گی جن کا ایک ساتھ مطالعہ کیا جا سکتا ہے۔ ان میں

سے ایک میں کلام کی قواعدیت کے بارے میں تمام سوالات شامل ہوں گے ۔ یہی دراصل توضیحی لسانیات کا اصل میدان ہے۔ دوسرے متعدد پہلوؤں کو بھی دیکھا جاسکتا ہے، جن میں سے ہر ایک کا الگ مطالعہ کیا جاسکتا ہے۔ اگر بحیثیتِ کُل دیکھنا ہے تو متعلّقہ علوم سے مرتّب بیانات لے کر ان کو ایک ساتھ مرتّب کرنا ہوگا۔

13.6 یہ کہنا کہ زبان جملوں کا بڑا مجموعہ ہے' صحت سے بعید ہے۔ اگر صرف ایسا ہوتا تو کوئی بھی شخص زبان نہ سیکھتا اور کسی زبان کا وجود نہ رہتا۔ نہ ہی یہ جملوں کے نمونوں کا مجموعہ ہوسکتی ہے، جیسا کہ 10.24 میں ذکر ہُوا ' ان کی بھی اتنی بڑی تعداد ہوگی کہ سیکھنا مشکل ہوگا۔ مزید برآں اگر یہ ممکن بھی ہو تو جملوں کے نمونوں کی اصطلاح میں کسی بھی توضیح سے اس بات کی توجیہ نہیں کی جاسکتی کہ لوگ جملے بنا سکتے ہیں یا ایسے انداز کے جملوں کو سمجھ سکتے ہیں جو انہوں نے کبھی بھی نہ سنے ہوں۔ نئے جملے اور جملوں کے نئے انداز پیدا کرنے کی صلاحیت زبان پر قدرت کی بہت اہم خصوصیت ہے، بعدازاں جملوں یا جملوں کے نمونوں کا مجموعہ نہیں، بلکہ بعض چھوٹی شکلوں کا مجموعہ ہے جو ملکر اہلِ زبان کو جملوں کے نمونے پیدا کرنے کی صلاحیت عطا کرتے ہیں۔ جملے ساخت در ساخت سے بنائے جاتے ہیں۔ ان ساختوں کی تہ میں وہ نمونے ہوتے ہیں جنہیں متکلم سیکھتا ہے اور جو زبان بناتے ہیں۔ قواعد کا کام یہ ہے کہ ان ساختی نمونوں کی توضیح کرے اور ضابطہ کی شکل میں ایک قاعدہ پیش کرے جو ہر ایک کا احاطہ کرلے۔ چونکہ جملے ان ساختوں سے بنتے ہیں' اس لیے قواعد کے ضابطے ہر جملے کی توضیح کریں گے۔ یہی مفہوم ہوتا ہے جب یہ کہا جاتا ہے کہ قواعد زبان کے جملوں کی توضیح کرتی ہے۔

نظری مواد اسی حد تک زبان کا نمائندہ ہوتا ہے کہ اس میں ان ساختی نمونوں کی مناسب مثالیں مل جاتی ہیں۔ چونکہ انکی تعداد مختصر ہوتی ہے اس لیے احتیاط سے جمع کیے ہوئے مواد سے اعلیٰ نمائندگی کی توقّع کی جاسکتی ہے۔ اسی طرح کے دوسرے مواد میں بھی اسی قسم کے نمونوں کی مثالیں مل جائیں گی۔ اس صورت میں ایک مواد کی قواعدی خصوصیات دوسرے میں شامل ہوں گی۔

اس سے قواعد کی جانچ ہوسکتی ہے' یہ ضروری ہے کہ دوسرا نمونہ جمع کرنے میں پہلے نمونہ کا سہارا نہ لیا جائے۔ اگر دوسرے نمونہ پر بھی قواعد کا اطلاق اسی طور پر ہوجائے

تو اس کا صحیح ہونا اغلب ہوگا۔ اس استنباط میں مناسب یہ ہوگا کہ جہاں تک ممکن ہو نمونوں کے بنیادی رجحانات مختلف ہوں۔ یعنی ایسے متن لیے جائیں جن کے موضوعات مختلف ہوں، مختلف حالات میں جمع کیے گئے ہوں یا مختلف اطلاع دہندگان سے حاصل کیے گئے ہوں۔

اس جانچ سے صرف یہی نہیں معلوم ہوگا کہ ہمارا نمونہ زبان کا نمائندہ ہے اور ہم نے اس کا صحیح تجزیہ کر لیا ہے بلکہ اس سے جملوں کے وقوع کی قواعدیت اور دیگر پابندیوں کے درمیان امتیاز کی تصدیق یا تصحیح بھی ہو جائے گی۔ یہ مختلف عوامل مختلف انداز میں کار فرما رہتے ہیں۔ مفہومیت تو ذرا متعیّن ہے، لیکن جب نمونے واقع ہوتے ہیں تو ان کا انداز مختلف ہوتا ہے۔ ان میں الفاظ شامل ہو سکتے ہیں لیکن قواعد میں اجزائے اقسام کی خاص اہمیت نہیں ہوتی بلکہ معنیاتی عنصر غالب رہتا ہے۔ مفہومیت (اور جائز و ناجائز) سے نمونے مختلف موضوعات میں مختلف ہو سکتے ہیں اور ان میں اکثر صورتِ حال کے فرق سے بھی فرق پیدا ہوتا ہے۔ اگر قواعدیت اور دیگر پابندیوں کے درمیان واضح امتیاز مقرر نہ کیا جائے تو قواعد کا ایسا ضابطہ بنانا مشکل ہو جائے گا جو دیگر تمام مواد پر بھی صادق آسکے۔ اسی طرح قواعدیت ( grammaticalness ) اور مفہومیت ( sen sicalness ) کی پابندیوں کو ایک دوسرے کے ساتھ گڈ مڈ کرنے سے بھی ایسا ہی خلفشار پیدا ہو جائے گا جیسا کہ امتیازات سے صرف نظر کر لینے سے ہوگا۔

اس سب کا مدعا یہ ہے کہ تہذیب اور ماحول کے بارے میں تعمیمات ایک طریقہ سے کی جائیں اور زبان کے بارے میں دوسرے طریقہ سے مختلف علوم کے اصول لازماً مختلف ہوں گے۔ توضیحی لسانیات کا موضوع — جملوں کی قواعدیت — اس کے اصول متعین کرتا ہے اور پھر ان اصولوں کے اطلاق سے ہی اس کا تعین ہوتا ہے۔ توضیحی لسانیات کے تحت جن پابندیوں کا مطالعہ کیا جاتا ہے وہ قواعدیت کی پابندیاں ہیں۔ قواعد انہیں پابندیوں کا باضابطہ بیان ہے۔

13.7 ماہر لسانیات کی نظریں مواد سے تعمیمات میں کامیابی توضیحی قواعد کی تخلیق ہے۔ ساختی نمونوں کے بارے میں بیانات کا منظم مجموعہ ہی قواعدی بیانات کی روح ہے۔ دیکھا جائے تو توضیحی قواعد اس سے زیادہ کچھ نہیں، اگرچہ عملی طور پر بعض تمہیدی بیانات

کا اضافہ کیا جاتا ہے اور متن میں منتشر اس کی بہت سی مثالیں بھی مل سکتی ہیں۔ کامیاب توضیحی قواعد زبان کے کسی بھی جملے کی توضیح پیش کرتی ہے۔ اس طرح کی توضیح بعض قاعدوں کا مجموعہ ہوتا ہے جو مربوط ہو کر جملہ کے ایسے نمونہ کا تعین کرتے ہیں جس کی مثال خود یہ جملہ ہے۔

مثلاً انگریزی کی کسی اچھی توضیحی قواعد میں ایسا بیان ہوگا جس کی رو سے فاعل۔ فعل۔مفعول کے نمونے کا جملہ بن سکے۔ John saw James. جیسے جملہ سے اس کی مثال دی جاتی ہے۔ یہ جملہ اور قواعد سامنے ہو تو ممکن ہوگا کہ مناسب ضابطے معلوم کیے جائیں۔ اس جملے کے نمونے کے ساتھ ان کو منطبق کیا جائے اور اس طرح جملہ کی توضیح کی جائے۔ ایسا کرنے کے لیے قواعد کے عمل اور انگریزی زبان کی کچھ واقفیت ضروری ہوگی۔ یعنی قواعد یہ بتاتی ہے کہ انگریزی میں فاعل۔فعل۔مفعول کے نمونے کے جملے موجود ہیں اور ماہرِ لسانیات یہ شناخت کرتا ہے کہ John saw James اس نمونہ کی مثال ہے۔

لیکن وہ یہ کیسے کر لیتا ہے ؟ بہت سے دوسرے جملوں میں سے اس نے اس خاص جملہ کو ہی کیوں انتخاب کیا ؟ ان میں صفت فاعل فعل (Good boys behave.) امدادی فعل فاعل فعل (Did John go?) وغیرہ ہو سکتے تھے۔ یہ ظاہر ہے کہ انگریزی کا کوئی بھی بولنے والا John saw James. کو ان میں سے کسی کے بھی مقابل نہیں رکھ سکتا۔ ہاں زبان سے ناواقف شخص یہ کر سکتا ہے۔ عمل میں ایک اہم بات اہلِ زبان کا زبان کے بارے میں احساس یا ماہر لسانیات کی زبان کی ساخت کو محسوس کرنے کی صلاحیت ہوتی ہے۔ اس کا تعلق قواعد سے نہیں، لیکن قواعد کے استعمال کرنے والوں سے ضرور ہے۔ اگر تقابل کیا جائے تو قواعد سے اس کی جانچ ہو سکتی ہے کہ آیا یہ جملہ صحیح ہے یا نہیں لیکن یہ خود کسی جملہ کی مناسب توضیح نہیں کر سکتی۔

13.8 اگر زبان کی پوری واقفیت نہیں ہے تو عمدہ سے عمدہ قواعد سے بھی مایوسی ہو سکتی ہے۔ کوئی جملہ سمجھ میں نہ آنے کی صورت میں قواعد سے مدد کی ضرورت ہوتی ہے لیکن اس سے براہِ راست مدد نہیں مل سکتی۔ پھر "فہم عامہ" یا کسی اور صلاحیت کی طرف رجوع کرنا پڑتا ہے جس سے مدد مل سکے اور مطلوبہ توضیح حاصل ہو سکے۔ کبھی اس سے کام چل جاتا ہے اور کبھی نہیں۔ ایسی قواعد جس سے کسی جملہ کی براہِ راست توضیح مل جائے

بہت سے اور بھی مقاصد کے لیے مفید ہوگی۔ ایسی قواعد کو جملہ تشریحی قواعد sentence-interpreting grammar کہا جاسکتا ہے۔

جملہ تشریحی قواعد بادی النظر میں بہت آسانی معلوم ہوگی کہ اس سے روزمرّہ یا معمولی جملوں کی تعبیر و توضیح ہوتی ہے۔ زبان کو استعمال کرنے والے جملہ کی ساخت کو آسانی سے شناخت کر لیتے ہیں اور اس میں خاصے کامیاب معلوم ہوتے ہیں مگر یہ شناخت کس طرح کرتے ہیں؟ اسے کمتر ہی سمجھا جاتا ہے۔ خود ہمیں بہت کم معلوم ہے کہ یہ کیسے ہوتا ہے۔ اس لیے سامع کا ردِّ عمل جملہ تشریحی قواعد کی بناوٹ میں کم ہی مددگار ہوتا ہے۔

باب 11 میں جو بحث اٹھائی گئی تھی اس کے بڑے حصّہ سے ذہن جملہ تشریحی قواعد کی طرف منتقل ہوتا ہے۔ یہاں ایک دقت کی طرف اشارہ مفید ہوگا۔ اس بحث میں ساخت کی نشاندہی کس طرح ہوتی ہے، بیانات میں باربار قیاس سے کام لیا گیا ہے قیاس پر انحصار کیا جائے تو بھی توضیح کا جواز رہتا ہے یا بہت سے علوم میں یہ قریب قریب معیاری دستور ہے لیکن حالیہ ترقّی شدہ توضیحی لسّانیات کے لیے یہ بات بالکل اجنبی ہے، ماہرِ لسّانیات عام طور پر ایسے مواد کو لے کر کام کرتا ہے کہ قیاس سے کام لینا ناممکن یا باطل ہو جاتا ہے۔ جملہ تشریحی قواعد کو ٹھیک سے برتنے کے لیے مواد کو جمع کرنے اور تجزیہ کرنے کے بالکل نئے طریقے اختیار کرنے ہوں گے۔

اور بھی بہت سے مسائل ہیں۔ ایک بہت بدیہی مسئلہ تجنیسی ترکیبی کا ہے (دیکھیے 10.14) یہ کوئی اتفاقی اور خیالی صورت نہیں بلکہ کثیر الاستعمال ہونے کے ساتھ ساتھ دوررس اثرات کی حامل بھی ہے۔ اس سے بھی زیادہ قابلِ غور مسئلہ ماحول کا ہے۔ کلمہ کا ہر حصّہ ایک متعلقہ ماحول رکھتا ہے، اور اسے اس کے حوالہ کے بغیر نہیں سمجھا جاتا۔ جملہ تشریحی قواعد میں ہر مرحلہ پر ماحول کو خیال میں رکھنا ہوگا۔ یہ متعیّن کرنا مشکل ہے کہ متعلّقہ ماحول کیا ہے؟ دونوں طرف بہت سی اکائیوں میں سے ہر چیز متعلّق نہیں ہو سکتی، بعض عناصر کے لیے متعلّقہ ماحول بہت محدود ہوتا ہے، بعض کے لیے بہت وسیع، یہ متّصل بھی ہو سکتا ہے اور اس طرح منفصل بھی کہ بہت سی غیر متعلّق چیزیں درمیان میں آجائیں۔ کہنے کا مدّعا یہ ہے کہ کسی بھی لسانیاتی اکائی کے لیے متعلّقہ ماحول کی پیش گوئی نہیں کی جاسکتی۔ ساخت معلوم ہو جائے تو ہر اکائی کا ماحول متعیّن کیا جاسکتا ہے متعلّقہ

ماحول کے تعین نہ ہونے کی صورت میں من مانے طور پر متعین ماحول کو استعمال کیا جاسکتا ہے لیکن یا تو یہ اتنا وسیع ہوگا کہ بہت سی غیر متعلق چیزیں اس میں شامل ہوجائیں گی یا اتنا محدود کہ بہت سی اہم چیزیں رہ جائیں گی۔ ان میں سے کسی ایک کو بھی قبول کیا جائے تو باضابطہ کام مشکل بلکہ ناممکن ہو جائے گا۔

13.9 قواعد سے یہ مطالبہ کرنے کے بجائے کہ یہ ایسے قاعدے بنائے جن سے کسی جملہ کی صحیح توضیح ہوسکے یہ مطالبہ ہونا چاہیے کہ یہ ایسے قاعدے بنائے جن کے ذریعے دیے ہوئے نمونہ کے مطابق جملے بنائے جاسکیں۔ ایسی قواعد کو جملہ ساز قواعد sentence-producing grammar کہا جاسکتا ہے۔ پہلی نظر میں معلوم ہوگا کہ تبادلی قواعد جو باب 12 میں زیرِ بحث آئی تھی، وہ بھی بالکل یہی ہے۔ S سے شروع کرکے جسے اس مقصد کے لیے روایتی نقطۂ آغاز کہا جاسکتا ہے، قاعدوں کے مناسب زنجیروں میں استعمال سے مکمل جملے بن جاتے ہیں۔ اور مناسب انتخاب ہو تو اس سے کسی زبان کے کسی بھی جملے کی طرف رہنمائی ہوسکتی ہے۔

صرف اتنی بات جملہ ساز قواعد کے تقاضے کو پورا نہیں کرتی۔ سب قاعدوں کے ہوتے ہوئے جو بات ضروری ہے وہ یہ ہے کہ مناسب انتخاب کیا جائے۔ لیکن یہ کرنا بھی آسان بات نہیں ہے۔ ماہرِ لسانیات دکھا سکتا ہے کہ کوئی جملہ کس طرح بنایا جاسکتا ہے؟ لیکن ایسا کرنے کے لیے اسے قواعد کے علاوہ بھی کچھ استعمال کرنا ہوگا۔ اس بارے میں قواعد زیادہ مدد نہیں کرتی کہ دیے ہوئے نمونہ کے مطابق انتخاب کی کیا صورت ہو؟ کبھی یہ بہت بدیہی بات ہوتی ہے، اتنی بدیہی کہ اسے مسئلہ کے طور پر پیش کرنا بھی مضحکہ خیز معلوم ہوتا ہے۔ لیکن کبھی یہ بالکل معلوم نہیں ہوتا کہ مطلوبہ جملہ بنانے کے لیے انتخاب کی ضرورت ہے، اس کے لیے زبان اور قواعد کی گہری واقفیت کی ضرورت ہوگی۔ بلکہ "بدیہی" صورتوں میں بھی انتخاب کا زیادہ تر انحصار استعمال کرنے والے کے "احساس" زبان پر ہوتا ہے۔ انتخاب اسی "احساس" زبان کی بدولت ہی بدیہی ہوجاتا ہے اور اجنبی کے لیے بہت مضمر۔

توضیحی قواعد کو، بالخصوص جو جملے بنانے کی اصطلاح میں لکھی گئی ہو، شاہراہوں کی تقسیم سے مثال دی جاسکتی ہے جو ایک مرکزی نقطہ سے پھیل کر ملک کے چھوٹے بڑے

شہروں کو جاتی ہیں۔ ہوائی جہاز میں اُڑتا ہُوا مشاہد دیکھ سکتا ہے کہ کس طرح یہ نظام شاخ در شاخ پھیلا ہُوا ہے اور کسی بھی مقام کے لیے مناسب راستہ کو چُنا جا سکتا ہے لیکن سطحِ زمین پر موٹر میں بیٹھا ہُوا شخص اپنے سامنے کے موڑ کے بعد کچھ نہیں دیکھ سکتا۔ اسے نشانات ملیں گے جو یہ بتائیں گے کہ ہر سڑک کہاں جا رہی ہے۔ یعنی ہر انتخاب کا نتیجہ۔ اور یہ صرف فوراً بعد آنے والے مقام ہی کو نہیں بتائیں گے، بلکہ سڑک پر چھوٹے بڑے سارے مقامات کی نشاندہی کریں گے۔ جملہ ساز قواعد کی تعمیر کے لیے بھی اس بات کی ضرورت ہے کہ کچھ اضافی قاعدے بنائے جائیں جو ہر انتخاب کے نتیجہ کی نشاندہی کریں اور یہ نشان دہی فیصلہ کُن مقام پر ہو۔ لہٰذا زبان کی ساخت کے بارے میں ماہرِ لسانیات کے اجمالی تصوّر کی جگہ صریح قاعدے آنے چاہئیں۔

جملہ ساز قواعد میں توضیحی قواعد سے زیادہ تفصیل ہی نہیں ہوتی بلکہ یہ کچھ اور طریقوں سے بھی زیادہ شرح ہوتی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اس میں صرف مانوس قسم کے کچھ مزید قاعدوں سے کام نہیں چلتا بلکہ کچھ نئی قسم کے قاعدوں کی بھی ضرورت ہوتی ہے۔ لہٰذا یہ صرف توضیحی قواعد کی ارتقائی شکل ہی نہیں بلکہ ایک نئی قسم کی قواعد ہے جس کی خصوصیات ابھی پورے طور پر منکشف نہیں ہوئیں۔

13.10 جملہ تشریحی اور جملہ ساز قواعدیں مکمّل ہوں تو ان میں وہ تمام قاعدے ہوں گے جو ان کے لیے ضروری ہیں۔ اگر ایسے قاعدے بنائے جا سکیں اور اگر ان دونوں کو مربوط کرنے کی کوئی ترکیب نکالی جا سکے تو اس کے نتیجہ میں ایسی تدبیر معلوم ہو جائے گی جس سے ایک زبان سے دوسری زبان میں ترجمہ ہو جائے۔ یہ بات عام ہو گئی ہے کہ اگر قاعدے صراحت کے ساتھ مکمّل طور پر بیان کیے جا سکیں تو مشین ان کے مطابق عمل کر سکے گی اس صورت میں ترجمہ کی تدبیر کو مشین کے ساتھ منسلک کیا جا سکتا ہے۔ یہ مشین ایک زبان کا متن لے کر اس کے مطابق متن دوسری زبان میں ڈھال دے گی۔ کامیاب مترجمین کے مصارف خاص طور پر ان کی کمی کے باعث اس امکان میں بہت دلکشی پیدا ہو جاتی ہے۔

تقریباً پچھلے دس سال میں ایسی مترجمہ مشینوں کے بنانے کے امکانات میں خاصی دلچسپی پیدا ہوئی ہے۔ امریکہ اور دوسرے ممالک میں انجنیرنگ کے بہت سے

بڑے منصوبے اس میدان میں وجود پذیر ہو چکے ہیں۔ کسی حد تک کامیابی بھی ہوئی ہے اور وہ دن دُور نہیں کہ عملی مشینیں تیار ہو جائیں۔

دو طریقے ممکن ہو سکتے ہیں، اگر بعض پابندیاں اور شرائط لگا دی جائیں تو مسئلہ بہت آسان ہو جاتا ہے۔ مثلاً مشین کو الفاظ اور جملوں کو نمونوں کی خاص تعداد تک محدود رکھا جائے (حقیقتاً زبان میں دونوں ہی کی تعداد لامحدود ہوتی ہے) یا سو فی صدی سے کم درجہ کی کامیابی پر اتفاق کر لیا جائے (انسانی مترجمین کے کام کی مکمل صحت کی بھی بمشکل ہی توقع کی جا سکتی ہے) اگر یہ پابندیاں ذرا سخت ہوں تو مشین کا بنانا کوئی بڑی بات نہیں رہ جاتی۔ پھر اگر میدان کو وسیع کیا جائے تو زیادہ سے زیادہ چند پرزوں کو اضافہ کی ضرورت ہوگی۔ الفاظ کی زیادہ تعداد کے لیے ذخیرہ اندوزی کی زیادہ صلاحیت کی ضرورت ہوگی یا زیادہ پیچیدہ نمونے کے جملوں کے لیے زیادہ تغیراتی آلات switching equipment کی۔ اگر سادہ مشین بنائی جا سکتی ہے تو زیادہ جگہ، زیادہ اجزا اور زیادہ وقت دے کر پیچیدہ مشین بھی بنانا ممکن ہے۔ لہٰذا سوال یہ نہیں کہ آیا ترجمہ مشین بنائی جا سکتی ہے تو زیادہ جگہ، زیادہ اجزا اور زیادہ وقت دے کر پیچیدہ مشین بھی بنانا ممکن ہے۔ لہٰذا سوال یہ نہیں کہ آیا ترجمہ مشین بنائی جا سکتی ہے یا نہیں بلکہ صرف یہ ہے کہ آیا ایسی مشین بنائی جا سکتی ہے جو عملاً کام دے سکے، یعنی ایک ایسی مشین جو حقیقی مواد کے ساتھ مفید طور پر استعمال کی صلاحیت رکھتی ہو اور ممکن حد تک سستی بھی ہو۔ (''سستی'' سے مراد یہاں چند ملین (دس لاکھ) ڈالر ہے۔

دوسرا طریقہ یہ ہو سکتا ہے کہ جملہ تشریحی اور جملہ ساز قواعد کو ارتقا کے اعلیٰ مدارج تک پہنچانے کے لیے تحقیقاتی کام پر توجہ مرکوز کی جائے اور لسانیات کے زیادہ قومی اور عمومی نظریات قائم کیے جائیں۔ اگر اس میں کامیابی ہو جائے تو اس سے نسبتاً بہتر حل نکل آئیں گے اور شاید زیادہ بہتر اور موثر مشین تیار ہو سکے گی لیکن یہ بھی ممکن ہے کہ ایک عرصہ تک اس سے کچھ حاصل نہ ہو اور شاید کبھی بھی مترجمہ مشین نہ بن سکے لیکن اس سے بحیثیت علمِ لسانیات کے بارے میں بہت سے دلچسپ اور اہم انکشاف ضرور ہوں گے اور علمِ انسانی کے دیگر شعبوں میں اس سے بہت مدد ملے گی۔

جب ترجمہ مشین کے سلسلے میں پہلی بار کام شروع ہُوا تو ماہرِ لسانیات پُرامید تھے کہ وسیع تحقیقاتی منصوبوں سے اہم نظریاتی ترقّیات عمل میں آئیں گی۔ مجموعی طور پر توقعات پوری نہیں ہوئیں۔ عام طور پر اول الذکر طریقہ پر زور دیا جاتا رہا۔ مسائل پر قابو بھی پایا گیا لیکن اس میں زبان پر بنیادی تحقیق سے کم کام لیا گیا ہے اور بے شمار اور بہتر آلات سے زیادہ۔ غالب رجحان یہ رہا کہ پیش افتادہ مشابہتوں کا سہارا لے کر پیچیدہ لسانیاتی مسائل سے صرف نظر کر لیا جائے۔ یہ بات اس لیے بھی ممکن ہو سکی کہ ان سب ترقّیات کا دارومدار جرمن اور روسی زبان پر رہا ہے۔ یہ زبانیں انگریزی کے ساتھ چینی وغیرہ کے مقابلہ میں کہیں زیادہ مماثلت رکھتی ہیں اور اس وجہ سے بھی کہ ان زبانوں میں بھی زیادہ تر توجہ سائنسی ادب پر رہی ہے۔ مختلف زبانوں میں مساویات (equivalences) کی شاید یہ سب سے آسان صورت ہے۔

13.11 اگر جملہ تشریحی یا جملہ ساز قواعد کے بجائے دو زبانوں کی توضیحی قواعد کو یکجا کر دیا جائے تو اسے تخالفی قواعد (contrastive grammar)، یا قواعدِ تبادلہ (transfer grammar) کہا جاتا ہے۔ اس میں ایک زبان کے جملے کے لیے دوسری زبان میں صحیح جملہ کا خود بخود انتخاب نہیں ہو جاتا لیکن اس سے یہ ضرور معلوم ہو جاتا ہے کہ ایک کے ترکیبی نمونوں کی جگہ دوسری زبان میں کون سے نمونے متوقّع ہو سکتے ہیں۔ ایسی قواعد سے مترجم کو مدد مل سکتی ہے لیکن یہ خود ترجمہ نہیں کرے گی۔ اس میں دل چسپی اس مقصد سے ہی بھی نہیں گئی ہے۔

تقابلی قواعد ثانوی زبان کی تعلیم کا مواد مہیا کرنے میں بہت مفید ہوتی ہے۔ اس سے تجربہ کار استاد کو بڑی حد تک یہ معلوم ہو جاتا ہے کہ زبان کی ساخت کے کون سے اجزا متعلم کے لیے سب سے زیادہ دقت پیدا کریں گے۔ مزید برآں یہ ان دقتوں کی صحیح نوعیت بھی متعیّن کر دیتی ہے۔ یہ استاد یا سبق لکھنے والے کو وہ بنیاد مہیا کر دیتی ہے جس کے ذریعہ ان دقتوں پر عبور حاصل کیا جا سکتا ہے یا انہیں بڑی حد تک کم کیا جا سکتا ہے، مسائل کو واضح طور پر متعیّن کر کے، تخالفی قواعد ثانوی زبان کی تعلیم سے متعلق تجربے مجتمع کرنے کو ممکن بنا دیتی ہے۔ اس بنیادی خاکہ کے بغیر یہ تو ممکن ہے کہ انگریزی بولنے والوں کو فرانسیسی سکھانے کے تجربے مجتمع ہو جائیں، لیکن ایسا کوئی طریقہ نہیں جس

سے ان تجربوں کو جرمن بولنے والوں کو اطالوی سکھانے کے تجربوں کے ساتھ مربوط کیا جا سکے۔

لسانیات کے بہت سے دوسرے تصوّرات کی طرح تخالفی قواعد کا تصوّر بھی یکسر نیا نہیں ہے۔ روایتی قواعدوں میں بھی اس بارے میں خاصا کچھ ہوتا تھا۔ اس کے وجود پذیر ہونے کی ایک وجہ بھی ہوئی کہ قواعد نویس زبانوں کے کامیاب استاد بھی تھے۔ ان کی کامیابی کسی حد تک اس وجہ سے بھی تھی کہ وہ ابتداءً تخالفی قواعد کے اس حصّہ پر عبور رکھتے تھے جو ان کی تدریس سے متعلّق تھا۔ اہم بات جس پر پہلے نظر نہیں تھی یہ ہے کہ تخالفی قواعد کے اس حصّہ پر عبور رکھتے تھے جو ان کی تدریس سے متعلّق تھا۔ اہم بات جس پر پہلے نظر نہیں تھی یہ ہے کہ تخالفی قواعد توضیحی قواعد سے بالکل جداگانہ چیز ہے اور یہ کہ اول الذکر کی بنیاد ثانی الذکر پر ہونی چاہیے' اس کے برعکس نہیں۔ مناسب قواعد تبادلہ اس وقت تیار ہو سکتی ہے جب دو متقابل زبانوں کی توضیحات کو ساتھ ساتھ رکھا جائے۔ یہ توضیحات زیرِ مطالعہ زبان کے مناسب حال ہونی چاہئیں۔

تخالفی قواعد کوئی تدریسی تدبیر نہیں ہے۔ یہ تدریسی مواد تیار کرنے کا ذریعہ ہو سکتی ہے یا اس کے استعمال میں استاد کے لیے رہ نما۔ ضروری ہے کہ تقابلی قواعد باضابطہ طور پر مرتب ہو' حوالہ کے لیے اس میں سہولت ہو' اور اہم ساختی تضادات کو اور باہمی روابط کو صاف طور پر دکھائے۔ زبان کی ابتدائی نصابی کتاب بالکل الگ چیز ہے۔ ہو سکتا ہے اس میں وہی مواد ہو یا اس کا کچھ منتخب حصّہ' لیکن اس کی ترتیب ذرا مختلف انداز کی ہوتی ہے' جس میں بہت سے غیر لسانیاتی عوامل کو بھی مدِّنظر رکھا جاتا ہے۔ ان میں خاص طور پر تعلیمی نظریہ اور کلاس کی عملی ضروریات پیشِ نظر رہتی ہیں۔

13.12 توضیحی قواعد کے مندرجات میں وہ ساختی نمونے ہوتے ہیں جو نظری مواد میں دیکھے جا سکتے ہیں اور اس لیے انہیں زبان کی خصوصیات کہا جا سکتا ہے۔ اس قواعد سے غیر لسانیاتی عوامل کی روشنی میں ان خصوصیات کی قدر و قیمت متعیّن نہیں ہوتی۔ تاہم تمام مستعمل نمونے یا نمونوں کے مجموعے ایک سی سماجی اہمیت کے حامل نہیں ہوتے۔ زبان کا یہ پہلو بہت اہم ہے اور غائر مطالعہ کا مستحق۔ اصل بات یہ ہو گی کہ ایسے مطالعہ کی بنیاد توضیحی قواعد کی پیش کردہ تعریفات پر مبنی ہونی چاہیے۔ زبان کے نمونوں کی شناخت اور ان کی سماجی

اہمیت کی تعیین کے مسائل کو گڈمڈ نہیں کرنا چاہیے؛ دونوں کے لیے بالکل جداگانہ طریقے استعمال ہوں گے۔

قواعد میں سماجی اقدار کو شامل کرنے سے وہ اس قدر بدل جاتی ہے کہ اسے آسانی سے صرف "توضیحی" نہیں کہا جاسکتا۔ بہت سی قواعد کی کتابیں جو سماجی اقدار کو پیشِ نظر رکھتی ہیں بعض استعمالات کو "فصیح" good قرار دیتی ہیں اور دوسروں کو "قبیح" bad کہہ کر مسترد کردیتی ہیں۔ ایک کو قبول کرنے اور دوسرے کو مسترد کرنے میں وہ کچھ قاعدوں کا سہارا بھی لیتی ہیں۔ اس طرح کے بیانات ہدایتی قواعد (prescriptive grammars) کہلاتے ہیں۔ اس اصطلاح کی توسیع کرکے ان بیانات کا احاطہ بھی کیا جاسکتا ہے جو سماجی صورتوں کی درجہ بندی کے مطابق نمونوں کے مناسب و غیر مناسب ہونے میں امتیاز کرتے ہیں۔

بہت سے ماہرینِ لسانیات نے ہدایتی قواعد کو گمراہ کُن قرار دیکر مسترد کردیا ہے۔ بعض بعض صورتوں میں یہ بات قرینِ انصاف بھی ہے۔ تاہم قصور اس بات کا نہیں کہ یہ قواعد کی کتابیں تجویزی ہیں، بلکہ یہ کہ ان کی بنیاد غیر تسلی بخش یا غلط توضیح پر ہے۔ جو استعمالات مسترد قرار دیے جاتے ہیں وہ یا سرے سے سمجھے ہی نہیں جاتے یا ان کی غلط تشخیص ہوتی ہے۔ یہ بات خوش کُن معلوم ہوتی ہے کہ ایسے نمونے تجویز کردیے جائیں جو کسی باعث دل کش معلوم ہوتے ہیں خواہ وہ واقعتاً استعمال نہ ہوتے ہوں اور خواہ وہ مسلّمہ اور مقبول ساختوں سے کوئی میل نہ کھاتے ہوں۔ کسی کلاسیکی زبان کے باوقار ہونے کی صورت میں اس کو مقابلہ کے لیے معیار بنانے کا رجحان عام ہے، اس سے نئے اور بعض اوقات نامناسب نمونوں کے دخیل ہونے میں مدد ملتی ہے۔ بالآخر نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ معیارِ عام کو یکسر مسترد کردیا جاتا ہے اور "بہترین لکھنے والوں کو بھی" اکثر "زبان کی فاش غلطیوں" کا قصور وار ٹھہرایا جاتا ہے۔ انگریزی کی روایتی درسی قواعدوں میں یہ تمام خامیاں نظر آتی ہیں۔

تاہم اس طرح کے نقائص ہدایتی قواعدوں کا لازمی جُز نہیں ہوتے۔ اگر اس کی بنیاد اچھی توضیحی قواعد اور سماجی اقدار کے صحیح مشاہدہ پر ہو تو اس پر آسانی سے یہ الزامات عائد نہیں ہوسکتے۔ مزید برآں ہدایتی قواعد کی اپنی افادیت بھی ہے، خاص طور پر تدریس

اور تدوین کے سلسلے میں۔ اگر اسکولوں میں معیاری انگریزی سکھانا ہے تو ایسے قاعدے ہونے چاہئیں جو معیاری انگریزی میں قابلِ قبول نمونوں کو ناقابل نمونوں سے الگ کرسکیں اور ایسے استعمال کو صریح طور پر متعین کرسکیں جس کی بوقتِ ضرورت تائید ہونی چاہیے۔ لیکن یہ بات اور بھی بدتر نہ ہو تو فضول ضرور ہے کہ ایسی تجویزی قواعد استعمال کی جائے جو انگریزی ساخت سے صحیح ناواقفیت کا اظہار کرتی ہے یا جس میں زبان کی ایسی شکلیں سکھانے کی کوشش کی جائے جو طالب علم کے ارد گرد مسلّمہ زبان کے مطابق نہ ہوں۔

پچھلی کئی فصلوں میں قواعد کی چھ قسموں کا ذکر آیا۔ ان میں سے توضیحی قواعد کو مرکزی حیثیت حاصل ہے۔ صرف یہی نہیں کہ یہ تجزیہ کا اوّلین نتیجہ ہوتی ہے بلکہ اس میں تخصیص بھی کم سے کم ہوتی ہے۔ دوسری تمام قسمیں یا تو کچھ اور قسم کے قاعدوں کا اضافہ کرکے یا دو کو ملاکر اسی سے ماخوذ ہوتی ہیں۔ علاوہ ازیں زیادہ تخصیصی قواعدوں میں مزید متنوع مواد کے مشاہدہ کی ضرورت ہوتی ہے، کبھی مشاہدے کے طریقے بھی بدلے ہوئے ہوتے ہیں۔ ان حقائق کے پیشِ نظر یہ کوئی حیرت کی بات نہیں رہ جاتی کہ توضیحی قواعد دیگر قواعدوں کے مقابلہ میں کہیں زیادہ ترقی یافتہ ہے۔

لسانیات کے جدید ارتقا کے کئی دہوں تک، تمام تر توجہات توضیحی قواعد پر مرکوز رہی ہیں۔ صرف 1950ء کے بعد سے یہ ہوا کہ توضیحی عمل میں درک رکھنے والے بعض ماہرین نے دوسری ماخوذ قسموں کی طرف توجہ کی۔ اس دہے کے ختم ہوتے ہوتے ماہرین تقابلی قواعد کی تخلیق میں مصروف ہوگئے۔ اگرچہ ابھی تجربہ اکٹھا نہیں ہوا کہ اس کے عمل کو پوری طرح سمجھا جاسکے (ثانوی زبان کی ابتدائی نصابی کتابوں کے علاوہ) ہدایتی قواعد میں بہت زیادہ شغف کا اظہار نہیں ہوا۔ اب تک بے شمار ہدایتی قواعدیں ناکافی یا غلط توضیحی کام پر مبنی تھیں۔ اگرچہ کچھ آثار ایسے تھے کہ اس صورت میں تبدیلی ہو رہی ہے لیکن یہ الزام ابھی تک رفع نہیں ہوا۔ اس پورے دہے میں مشینی ترجمہ تحقیقات کا موضوع بنا رہا اور لسانیات کی مد میں اس پر اتنا سرمایہ لگایا گیا جس کی نظیر نہیں ملتی۔ ان کوششوں کے لسانیاتی تصورات سے جملہ تشریحی اور جملہ ساز قواعدوں کی تخلیق کے مسائل کی طرف ذہن منتقل ہوا۔ اس دہے کے ختم ہوتے ہوتے بعض مسائل کے حل

صاف نظر آنے لگے تھے لیکن ان مسائل کو حل کرنے کی عملی صورت ابھی بہ مشکل ابتدائی منازل میں تھی۔ پورے دس سال کام کے بعد بھی یہ متعدد ماخوذ قسم کی قواعدیں لسّانیات میں کوئی مسلّمہ منصب حاصل نہیں کر سکیں۔ جو قواعدیں شائع ہوئیں ان میں زیادہ تر توضیحی قسم کی تھیں۔ بہت سے ماہرین کے سامنے یہ مقصد رہا ہے۔ بعض نے توضیحی کام کرنے والوں کے لیے تقابلی قواعد کو بجائے مرکزی حیثیت کے ایک ضمنی حیثیت دی ہے۔

توضیحی قواعد کو دوسری اقسام کی قواعد سے زیادہ ترقی یافتہ ہونے کے یہ معنی نہیں کہ اس کا ارتقا منتہیٰ کو پہنچ گیا ہے یا اس کی خصوصیات کو مکمل سمجھ لیا گیا۔ دوسری ماخوذ قسم کی قواعدوں کی سست رفتار ترقّی کی ایک اہم وجہ یہ بھی ہے کہ وہ بنیاد جس سے ان کا آغاز ہوتا ہے خود ناقص ہے۔

توضیحی قواعد کے پسِ پشت تجزیہ و بیان کے مسائل دوسری مثلاً جملہ تشریحی قواعد کی بہ نسبت سہل تر ہوتے ہیں اور عرصۂ دراز کی تحقیقات کے باعث زیادہ صحیح تھی' لیکن ابھی بہت کچھ کرنا باقی ہے۔ یہ دعویٰ نہیں کیا جا سکتا کہ آج کی توضیحی قواعد وہ تمام کام ٹھیک انجام دیتی ہے جو اس سے بجا طور پر متوقّع ہو سکتے ہیں۔ یہ بات جدید ماہرینِ لسّانیات کے لیے سبکی کا باعث ہو سکتی ہے کہ غالباً آج بھی سب سے زیادہ کامیاب اور مکمل توضیحی کام پانِنی اور ان کے ساتھیوں کی سنسکرت گرامر ہے۔ جو جدید توضیحی لسّانیات سے کئی ہزار سال پہلے کا کام ہے۔ توضیحی ماہرین کا قواعد نویسی کا فن آج بھی ناقص ہے؛ لیکن خود اپنی لکھی ہوئی قواعدوں کی نوعیت اور خصوصیات کی فہم اور بھی زیادہ ناقص ہے۔ پانچویں دہے میں دوسری تخصیصی قسم کی قواعدوں میں دلچسپی کے بڑھنے سے توضیحی قواعد کے بارے میں بڑے اہم سوالات پیدا ہوئے ہیں۔ جب اس کا دوسری اقسام سے موازنہ کیا جائے گا تو اس کی خصوصیات کی واقفیت اور بھی بڑھ جائے گی۔ اس طرح نئی قواعدیں توضیحی کام کے بے انتہا محدود ہونے کے باوجود اس کے لیے بہت اہم ثابت ہوں گی۔

13.14 امریکہ کے توضیحی لسّانیات کے محدود دائرہ کے اندر بھی نظریات میں یکسانیت نہیں ہے۔ اس سلسلے میں تین عظیم کلاسیکی کام ہوئے ہیں *Handbook of American Indian Languages* (1911) پر بوا کا تعارف سیپر کی *Language*(1921)

اور بلوم فیلڈ کی Language (1933) بعض اہم مشترک تصورات کے ساتھ ان میں شدید اختلافات بھی ہیں ۔ ان تینوں کے بے پناہ اثرات مرتب ہوتے ہیں ۔ تاہم یہ امریکی لسانیات کو مختلف بلکہ بعض اوقات متضاد سمتوں میں لے گئے ہیں اور ان تینوں سے مختلف انداز میں متاثر ہونے کے باعث ماہرین میں انفرادی حیثیت سے شدید اختلاف رہے ہیں ۔ امریکی توضیحی لسانیات کی تاریخ متخالف آرا کے درمیان سے گذرتی ہے، سب تصانیف میں نہ سہی لیکن اکثر میں انہیں تین ماخذوں میں سے کسی ایک سے خوشہ چینی کی گئی ہے ۔ بوا، سیپیر اور بلوم فیلڈ تینوں ہی نہایت عمدہ عملی ماہرین تھے اور انھوں نے نظریات میں عملی کام کو اہم، بلکہ غالب مقام دیا ۔ اس میں بھی ان میں اختلاف نظر آتا ہے ان کے پیرووں نے متنوع تجزیاتی طریقوں اور بیانات کی شکلوں کے تجربے کیے ہیں ۔ نظریات و عمل میں اس اختلاف کے باعث لازماً اصطلاحات اور پیشہ ورانہ روایات میں بھی اختلاف پیدا ہوا ہے ۔ اس میں ناخوشگوار صورتیں بھی پیش آئیں لیکن یہ یاد رہے کہ پس منظر اور دلچسپیوں کا یہ اختلاف ہی تھا جس کے باعث ایسی تخلیقات عمل میں آئیں جن سے امریکہ میں توضیحی لسانیات کو نسبتاً کم عمری میں بہت اہمیت حاصل ہو گئی ہے ۔

افسوس کی بات یہ ہے کہ امریکی توضیحی لسانیات یورپ کی متوازی ترقیات سے بالکل الگ تھلگ رہی ہے ۔ جزوی طور پر یہ اصول علمی کے اختلاف کا نتیجہ ہے ۔ امریکی لسانیات کا بشریات سے گہرا رابطہ رہا ہے ۔ بوا کا امریکی بشریات کی تعمیر میں بھی اتنا ہی بڑا حصہ ہے جتنا کہ لسانیات میں ۔ ان کے بہت سے ساتھیوں اور شاگردوں نے دونوں میدانوں میں کام کیا ہے، لیکن ان میں سے اکثر خود کو پہلے ماہر بشریات سمجھتے تھے ۔ بلوم فیلڈ کا ابتدائی تعلق جرمنک زبانوں سے تھا، لیکن جب وہ الگن کوئی ( Algonquian ) کی طرف متوجہ ہوئے تو وہ بھی بشریات میں دخیل ہوئے اور ان کو اس سے خاصی مدد بھی ملی ۔ یورپی لسانیات کا بشریات سے اتنا تعلق نہیں رہا ہے اور اس کے بیشتر معمارین کی تربیت ہند یورپی تاریخی لسانیات میں ہوئی تھی یا یورپ کی جدید و قدیم زبانوں میں یا ادبی تنقید میں ۔ امریکی لوگوں کے لسانیات کو سماجی علوم کے ساتھ شمار کرنے سے یورپی ماہرین لسانیات بہت جز بز ہوتے ہیں اور بعض امریکیوں کو اس سے سخت پریشانی ہوتی ہے کہ یورپی لسانیات کا ادب و فنون کی طرف گہرا میلان ہے ۔ امریکی کام کی شمالی

امریکی انڈین زبانوں پر زیادہ تر توجہ بھی اس جدائی کا ایک سبب ہے۔ یورپی عالموں کی زیادہ تر توجہ قدیم عالمی زبانوں پر رہی ہے، خاص طور پر یورپی اور کلاسیکی عہدِ قدیم کی زبانوں پر۔ ایک ہی زبان یا قریبی تعلق رکھنے والی زبانوں پر کام علمائے لسانیات کو قریب لانے میں بڑا مددگار ہوسکتا ہے۔ مختلف گروہ کی زبانوں پر کام کرنے والے کم تر ہی ایک دوسرے کی تصانیف پڑھ پاتے ہیں۔ پھر یہ کہ دونوں کو جن مسائل کا سامنا ہوتا ہے، وہ بھی مختلف ہوتے ہیں۔ امریکی ماہرین کو زیادہ تر غیر مکتوبی زبانوں سے واسطہ رہا ہے، جہاں عملی کام کرنے والے کو اطلاع دہندہ سے اخذ کردہ معلومات کی بنیاد پر ابتدائی تجزیہ بھی کرنا ہوتا ہے۔ یورپی ماہرین اکثر ان زبانوں میں دوبارہ کام کر رہے ہیں جو عرصۂ دراز سے تحریری شکل میں موجود ہیں اور جن کے بارے میں خاصا لسانیاتی ادب شائع ہوچکا ہے۔

ان اختلافات میں اور بھی شدت اس حقیقت سے پیدا ہوئی کہ اس علم کا تعمیری زمانہ بڑھتی ہوئی بین الاقوامی کشیدگی کا دَور تھا۔ اس دَور میں علمی رابطہ مشکل تھا اور آخر کار بہت سی صورتوں میں بالکل منقطع ہوگیا۔ لہٰذا لسانیاتی برادری الگ الگ دبستانوں میں بٹ گئی جن کے اپنے نظریات، اپنی اصطلاحات اور اپنی روایات ہیں۔

لسانیات کے متعدد یورپی دبستان ہیں اور کہیں کہیں ان میں شدید اختلافات ہیں۔ یہاں ان دبستانوں کے تفصیلی جائزہ کی گنجائش نہیں البتہ کتابیات کے بعض حوالوں میں چند ایک کا تعارف موجود ہے۔ تین کا ذکر کرنا مناسب ہوگا۔ ان میں سب سے اہم وہ ہے جسے پراگ دبستان کہا جاتا ہے اور جس کا کلاسیکی کارنامہ تروبتسکوئی (Trubetskoi) کی *Grundzüge der Phonologie* (1939) ہے۔ بہت سے یورپی لسانیاتی حلقوں پر اس کا کافی اثر ہوا۔ اس دبستان کے بعض بنیادی نظریات اس گروہ سے باہر کے لوگوں پر بھی اثر انداز ہوئے جو ابتداءً تروبتسکوئی کے گرد جمع ہوگیا تھا۔ ساتھ ہی ساتھ ان کے مشترک لسانیاتی نظریات کا ارتقا مختلف طریقوں سے ہوا ہے جس سے نہ تو کوئی ان میں اتنی یکسانیت ہے اور نہ اتنا اختلاف جیسا پہلے تھا۔

ایک اور خاصا اہم گروہ وہ ہے جو کوپن ہیگن کے لوئی یم سلو Louis Hjelmslev کے گرد جمع ہو گیا ہے ۔ وہ اپنے علم کو لسانیات کہنے کے بجائے علم کلمات (glossematics) کہتے ہیں جس کا مطلب یہ ہے کہ ان کے خیال میں گذشتہ طریقہ سے ان کا طریقہ بہت مختلف ہو گیا ہے ۔ وہ زبان کا ایک بہت عام اور تجریدی نظریہ قائم کرنے کی کوشش کر رہے ہیں ۔ امریکی علما جن کی گہری دلچسپی تجزیہ کے ساتھ ہے اس طریقہ کو پسند نہیں کرتے ۔ ان کو خیال ہوتا ہے کہ ایسی بحث کا اکثر حصہ اصل لسانیاتی نظاموں اور واقعی عملی مواد سے دُور جا پڑتا ہے ۔

شاید امریکی نظریہ سے سب سے زیادہ مختلف وہ دبستان ہے جسے دبستانِ لندن کہا جاتا ہے یعنی پروفیسر جے' آر ۔ فرتھ کے پیرو ۔ ان کا زبان کے متعلق نظریہ ہی بنیادی طور پر مختلف نہیں ہے بلکہ ان کی اصطلاحات بھی دوسرے ماہرین سے بہت مختلف ہیں ۔ نتیجہ یہ ہے کہ امریکیوں کو ان کے مقالات پڑھنے میں بڑی دقت ہوتی ہے اور وہ ان کی بصیرت و علمیت سے استفادہ نہیں کر پاتے ۔ اس سبب سے غیر معروف زبانوں کی بہت سی توضیحات تک رسائی مشکل ہو گئی ہے ۔

چالیس کے دہے میں یورپی لسانیات کے بارے میں امریکی ناواقفیت بہت زیادہ تھی اور بہت سی غلط فہمیاں بھی تھیں، اکثر بے بنیاد اور کچھ واقعی اور اہم نظریاتی اختلافات بھی تھے' ان میں سے بعض بہت شدید تھے لیکن رفتہ رفتہ یہ تعصبات کم ہوتے گئے ۔ افہام و تفہیم بڑھی اور بعض اختلافات ختم ہو گئے ۔ "پراگ دبستان" کے ساتھ ارتباط میں یوں بھی آسانی ہو گئی کہ دونوں کے خیالات میں بنیادی مماثلتیں تھیں ۔ اب امریکی تحریروں میں "پراگ دبستان" کے اثرات کے زیادہ سے زیادہ نقوش دیکھے جا سکتے ہیں ۔ امریکی لسانیات نے یقیناً اس سے استفادہ کیا ہے ۔ قیاس چاہتا ہے کہ اس مبادلہ سے بہت سے یوروپی لوگوں نے بھی استفادہ کیا ہوگا ۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ رکاوٹیں جو ماہرین کو ایک دوسرے سے جدا کیے ہوئے تھیں ختم ہو رہی ہیں ۔ اور اب سارا کا سارا عملی اور نظریاتی کام ہر شخص کو دستیاب ہے ۔

13.15 توضیحی لسانیات میں نظریات کا اس قدر اختلاف ہوتے ہوئے یہ کوئی حیرت کی بات نہیں رہ جاتی، کہ توضیحی قواعد اپنی قسم کے اعتبار سے یکساں نہیں ہے ۔ خود امریکی کام

میں اس کی بہت سی قسمیں ہیں۔ بعض میں یہ اختلاف صرف بیان کی اسالیبی روایات، یا اصطلاحات یا چند فروعی معاملات کا ہے۔ مبتدی کے لیے یہ پریشان کُن ہو سکتے ہیں لیکن ان کی اہمیت نہیں ہے۔ بعض اوقات قواعد کا فرق زیرِ بحث زبان کے لحاظ سے بھی ہو جاتا ہے۔ لہٰذا ہر اس شخص کے لیے جو لسانیات کے میدان میں کام کر رہا ہو یہ ضروری ہے کہ یہ مسلّمہ نظریات کی حدود کو سمجھ لے۔ بعض اوقات قواعد میں صرف مطلوبہ صراحت کے درجہ کا فرق ہوتا ہے۔ تبادلی قواعد کے ارتقا کے سلسلے میں ذکر آچکا ہے کہ توضیحی قواعد کی بعض معروف قسمیں صراحت سے دُور کا بھی واسطہ نہیں رکھتیں۔ ایسی کوششوں کی ہمت افزائی کی گئی ہے کہ صرف تبادلی انداز پر ہی نہیں بلکہ دوسری قسموں کے بھی زیادہ مدلّل بیان تیار ہوں۔ قواعدوں میں اس کا بھی فرق ہو جاتا ہے کہ مصنّف کہاں تک توضیحی اصولوں کی پاسداری کرتا ہے؟ بعض لوگ شعوری یا غیر شعوری طور پر غیر عملی لسانیاتی روایات سے سمجھوتہ کر لیتے ہیں۔ قواعد کی قسموں کی بحث میں اختلافات کی ان بہت سی جہتوں کا بھی ذکر آنا چاہیے۔ اکثر ان سے توضیحی قواعد ذیلی درجوں میں تقسیم نہیں ہوتی، بلکہ اختلاف بہت سی سمتوں میں ہوتا ہے اور اکثر میں ملی جلی چیزیں رہتی ہیں۔

13.16 توضیحی بیانات کی مختلف قسموں میں ایک اہم افتراق ان عناصر کی وجہ سے بھی ہوتا ہے جن پر توضیح کی بنیاد ہوتی ہے۔ اس کتاب کے اکثر مباحث میں ساخت کا بیان مختلف قسم کے عناصر مارفیم، الفاظ اور فقروں وغیرہ کی اصطلاح میں کیا گیا ہے اور یہ بھی کہ کس ترتیب سے وہ ایک دوسرے کے ساتھ ملتے ہیں۔ مثلاً انگریزی کے فعل ماضی کی توضیح یہ کی گئی ہے کہ وہ فعل کی ساق (مثلاً *walk*) اور ایک تعلیقیہ $\{-D_1\}$ سے مرکب ہے جس کا یہاں تلفظ /-t/ اور ہجے -ed ہوتے ہیں۔ توضیحی قواعد کی ایک قسم میں ہر بیان اسی طرح عمومی انداز کا ہوگا۔ ہر ترکیب دو یا زیادہ عناصر پر مشتمل بیان کی جاتی ہے۔ عموماً ہر ایک کسی اجزائی قسم کے رکن کی حیثیت سے متعین ہوتا ہے۔ (مذکورہ مثال میں "فعل ساق") اس ترکیب کو عنصری ماڈل **element model** کہا جا سکتا ہے۔

توضیح کی ایک اور اساس عملی ماڈل ( **process model** ) ہے۔ بے شک یہ

بھی عناصر سے ہی شروع ہوتا ہے لیکن اس میں بیان ایک عنصر اور ایک عمل کی اصطلاح میں ہوتا ہے۔ مثلاً انگریزی کے صیغہ ماضی کو فعل پر ایک عمل کا نتیجہ نہیں کہا جاسکتا ہے۔ walked جیسی مثال میں یہ بات مضحکہ خیز سی معلوم ہوتی ہے ؛ walked کی اس توضیح کا کوئی فائدہ نظر نہیں آتا کہ walk عمل ماضی سے گذرا ہے جو اس مثال میں لاحقہ کی ایک خاص شکل اختیار کرلیتا ہے لیکن ran جیسی مثال میں یہ مناسب معلوم ہوتا ہے ؛ جس کی توضیح یوں ہوسکتی ہے کہ run ماضی کے عمل سے گذرا ہے جو اس مثال میں مصوتی تبدیلی کی شکل اختیار کرلیتا ہے۔ ran جیسے الفاظ کی صورت میں عملی ماڈل عنصری ماڈل سے زیادہ تسلی بخش معلوم ہوتا ہے۔ کبھی عنصری ماڈل کو بھی کھینچ تان کر ایسی صورتوں کے لیے استعمال کرلیا جاتا ہے۔ 6.19 میں تغیر کو ایک عنصر مان کر ایسا کیا گیا تھا۔ قائم مقامی (عمل) کو مبدل (مارفیم) کی حیثیت سے اختیار کرلیا جاتا ہے۔ عمومی اطلاق کے لیے کوئی سا بھی نمونہ کلی طور پر تسلی بخش نہیں ہے۔

عنصری ماڈل میں دو دلچسپ صورتیں ہیں۔ مارفیموں کی شکلوں کے اختلاف کی حیثیت سے ان میں فرق پیدا ہوتا ہے۔ ایک صورت میں مارفیم کو اس صورت میں بیان کیا جاتا ہے : /...~ -d ~ -t ~ -id/ {-D₁} اس پورے بیان کی ایک تہیلی شکل ہے ) کسی بھی ترکیب کی توضیح مطلوبہ اجزائی اقسام سے مارفیم کے انتخاب کی اصطلاح میں کی جاتی ہے' اور پھر مارفیم بنانے والے مجموعی نظام سے ذیلی مارفیم کے انتخاب یا ذیلی انتخاب کی اصطلاح میں۔ مثلاً اگر ماضی کے صیغہ میں مارفیم /wɔнk/ اور /... ~ -d ~ -t ~ -id/ کا انتخاب ہو تو ذیلی مارفیم /-t/ ذیلی انتخاب میں آئے گا۔ بیان کی اس قسم کو ذیلی انتخاب ماڈل ( subselection model ) کہا جاسکتا ہے۔

عنصری ماڈل کی ایک اور قسم میں ہر مارفیم کا بیان اساسی شکل میں ہوتا ہے۔ اس طور پر انگریزی کے ماضی لاحقہ کو کہا جاسکتا ہے کہ اس کی شکل /-d/ ہے۔ ماضی walked کی توضیح یہ ہوتی ہے کہ یہ /wɔнk/ اور /-d/ سے مرکب ہے اور بعض قاعدوں (جنہیں اکثر مارفونیمی قاعدے کہا جاتا ہے ) سے حاصل شدہ شکل

کو بعد میں درست کر لیا جاتا ہے، جس سے /wɔʀkt/ حاصل ہوتا ہے۔ بیان کی اس شکل کو توافق ماڈل ( adjustment model ) کہا جا سکتا ہے۔

توافق ماڈل اور عملی ماڈل میں کبھی التباس ہو جاتا ہے۔ لیکن دونوں میں خاصا فرق ہے۔ ایک میں عمل قواعد کی بنیادی اکائی ہوتا ہے۔ یہ بجائے خود بامعنی ہوتا ہے، خواہ باعتبارِ قواعد یا باعتبارِ معنیات۔ توافق ماڈل میں بھی ایک عمل ہے، لیکن توضیح میں یہ بنیادی نہیں ہے، یہ مہمل ہوتا ہے۔ بعض مخصوص عناصر کا نتیجہ مخصوص ماحول میں خود بخود پیدا ہوتا ہے۔

13.17 توضیحی لسانیات کے جدید ارتقا کی ایک خصوصیت یہ رجحان رہا ہے کہ بیان کے لیے ایسی مستقل اساس تلاش کر لی جائے جس کا تمام تر توضیح میں یکساں اطلاق ہو سکے۔ تیس کے دہے میں یہ رجحان عنصری نمونوں کے اطلاق کی توسیع اور قواعد سے عملی بیانات ( process statements ) کے اخراج کی صورت میں نمودار ہوا۔ توافق ایک ایسی قسم تھی جس کو عام تائید حاصل ہوئی اگرچہ اسے کم و بیش ذیلی انتخابی بیانات سے ملا دیا جاتا تھا۔ چالیس کے دہے کے شروع میں یہ رجحان ذیلی انتخابی بیان کے متواتر استعمال اور توافق کی ترکیب کے ترک کی صورت میں آگے بڑھا۔ پچاس کے دہے میں عملی بیان تبادلی قواعد کی شکل میں پھر سے نمودار ہو گیا۔ تبادلِ عمل ہی کی ایک خاص قسم ہے۔ یہ کوئی ایسی چیز نہیں جس کا اضافہ کیا جاتا ہے بلکہ ایک تبدیلی ہے جس سے بنے بنائے تسلسل کو گذرنا ہوتا ہے۔ جب تبادل کی رُو سے کوئی اضافہ کیا جاتا ہے تو زیادہ اہمیت مارفیم یا لفظ (عنصر) کے بجائے اضافہ (عمل) کی ہوتی ہے۔

قواعد کے بارے میں یہ کہنا نہایت سادگی ہوگی کہ وہ مذکورہ نمونوں میں سے کسی ایک کی مثال ہے۔ اصل نمونے زیادہ پیچیدہ ہوتے ہیں، جن میں اکثر ایک سے زیادہ ایسے بیانات سے کام لیا جاتا ہے جس سے قابلِ فہم نمونہ بن جاتا ہے۔ تبادلی قواعد ایک عمدہ مثال ہے کیونکہ اس کی ساخت غیر معمولی طور پر واضح ہوتی ہے۔ جیسا کہ 12.10 میں دکھایا گیا ہے اس کے تین حصّے ہوں گے۔ ان میں سے پہلے کی تعمیر عنصری ماڈل پر ہوتی ہے، دوسرے کی عملی ماڈل پر۔ اس کی ایک ممتاز خصوصیت یہ ہے کہ مارفیمی فرق کے تمام معاملات کو تیسرے حصّے کے لیے اٹھا رکھا جاتا ہے۔ یہاں توافق ماڈل سے کام لیا جاتا

ہے، تیسرے حصّے کو پہلے حصّے سے الگ کرنے کے لیے اس میں ذراسی ترمیم کرلی جاتی ہے
پہلے اور دوسرے حصّے کو الگ کرنے کا جواز صرف اس قدر ہے کہ دونوں میں الگ
الگ بیانات کو کام میں لایا جاتا ہے۔

بیانات کی مختلف شکلوں کی تہہ میں اور ایک نمونہ سے دوسرے نمونے پر توجہ
منعطف کرنے میں کسی استدلال کی کارفرمائی نہیں ہوتی۔ اسی باعث توضیح کی حتمی
افادیت اس بات سے متعین ہوتی ہے کہ قواعدی بیانات میں کہاں تک یکسانیت ہے۔
یہ معلوم ہونے پر کہ ملی جلی شکل سے اجتناب ممکن ہے۔ ایسے قواعد جس میں عنصری اور
عملی ماڈل بلا امتیاز گڈمڈ کردیے گئے تھے، مشتبہ قرار دے دی گئی۔ توافق ماڈل اور
ذیلی انتخابی نمونے میں فرق واضح ہونے پر، ان دونوں کے ملادینے سے اجتناب کیا
جانے لگا۔

گردانی ماڈل ( paradigm model ) بھی جو ایک مدت سے روایتی قواعد
میں بہت پسندیدہ رہ چکا ہے، ایک عملی ماڈل ہے۔ توضیحی قواعدنگار اس سے کتراتے
رہے ہیں۔ جزوی طور پر اس کے غلط استعمال کے باعث بھی ایسا ہوتا رہا۔ غیر تصریفی
زبانوں کی لاطینی کے انداز پر اشتقاقی اور تصریفی گردانیں زبردستی مقرر کی گئیں۔
علاوہ بریں گردانی ماڈل زبان کے غیر تدریجی مطالعہ سے منسوب رہا ہے۔ لیکن ساتھ
ہی یہ بات بھی بڑی اہم ہے کہ یہ ایک مخلوط نمونہ ہے جس میں عمل، توافق اور ذیلی انتخاب
ماڈل بغیر کسی ترتیب کے آکر مل جاتے ہیں۔ تاہم گردانی ماڈل میں دلچسپ امکانات نظر
آتے ہیں بشرطیکہ اس پر بنیادی کام کیا جائے۔ 9.9 سے 9.14 تک کری کی مثال پیش
کی گئی تھی جس میں مانوس عنصری نمونہ کے استعمال میں بڑی دقتیں پیش آتی ہیں۔ یہ
ایک ایسی زبان کی مثال ہے جس میں منضبط گردانی نمونہ مفید طور پر استعمال ہوسکتا ہے۔

13.18 توضیحی قواعد کی ایک خاص قسم ترکیبی خاکہ ( structural sketch )
ہے۔ اس میں کم سے کم مثالوں کے ساتھ مختلف اور جامع بیان ہوتا ہے اور ضمنی باتوں
کی طرف اشارہ نہیں ہوتا۔ یہ عالم لسانیات کی قواعد ہے جسے وہ اپنی مخصوص زبان اور
مخصوص انداز میں لکھتا ہے۔ اس کے مطالعہ کے لیے توضیحی لسانیات سے واقفیت ضروری
ہے۔ اس کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ خاص دلچسپی کے ترکیبی خصائص کو نمایاں کرے اور

ماہرِ لسانیات کے لیے مجموعی ساخت کی واضح تصویر پیش کرے۔

اس کے مقابل حوالہ جاتی قواعد (reference grammar) ہے۔ یہ لسانیات سے ناواقف لوگوں کے لیے لکھی جاتی ہے۔ اس کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ اسے اتفاقی یا التزامی حوالہ کے لیے استعمال کیا جائے۔ اس وجہ سے جہاں تک ممکن ہوتا ہے، اس کی ہر فصل کو اس طرح ترتیب دیا جاتا ہے کہ وہ اپنی جگہ مکمل ہو۔ مقصد یہ کہ کوئی بھی شخص جو زبان کی مبادیات سے واقفیت رکھتا ہے اس کے کسی بھی حصہ کا مطالعہ کر کے اپنی مطلوبہ معلومات فراہم کر سکے۔ حوالہ جاتی قواعد میں اس سخت گیر استدلال سے اجتناب ضروری ہے جو ترکیبی خاکہ کا طرۂ امتیاز ہوتا ہے۔ کسی حد تک اس میں حشو و زوائد (redundancy) کو نبھانا پڑے گا۔ اگرچہ ترکیبی خاکہ میں اس سے شدید طور پر اجتناب کیا جاتا ہے مثالیں مکمل ہونا ضروری ہیں۔ یہ بھی ضروری ہے کہ مضامین تک رسائی کو اشاریہ اور تفصیلی حوالوں کے ذریعہ آسان تر بنا دیا جائے۔ یہ سب کہنے کے بعد یہ بات باقی رہتی ہے کہ حوالہ جاتی قواعد ترکیبی خاکہ سے صرف اندازِ بیان میں مختلف ہو سکتی ہے اور اندازِ بیان میں سامعین یا استعمال کے مقصد کے مطابق ترمیم کی جا سکتی ہے۔

13.19 قواعد کے درمیان اختلافات کا ایک اور پریشان کن پہلو بھی ہے۔ یہ ان کے حجم کا معاملہ ہے۔ قواعد کسی رسالہ میں ایک مختصر سے مقالہ سے لے کر کئی جلدوں تک پر مشتمل ہو سکتی ہے۔ ترکیبی خاکہ کے اختصار کے مقابلہ میں حوالہ جاتی قواعد کی طوالت کے تمام تر خیال کے باوجود حجم اور موضوع میں بے انتہا فرق ہو سکتا ہے۔ اس سے کچھ سوال پیدا ہوتے ہیں: یہ کیسے ممکن ہے کہیں توضیح چند صفحات پر مشتمل ہے اور کہیں کئی جلدوں پر؟ اگر طویل بیان مفید ہو تو مختصر کا کیا جواز ہے؟ یا اگر مختصر مفید ہے تو طویل بیان کی کیا ضرورت ہے؟۔

آسان جواب تو یہ ہے کہ طویل بیان میں زیادہ تفصیلات ہوتی ہیں اور قواعد نویس کو اس کا مجاز ہے کہ وہ اپنی پسند کے مطابق جتنی زیادہ یا جتنی کم تفصیل چاہے دے سکتا ہے لیکن عالمِ لسانیات یہ مانتا ہے کہ زبان ایک نظام ہے، صرف الگ الگ ضابطوں کا مجموعہ نہیں جب ایسا ہے تو اس آزادی پر کڑی پابندی ہونی چاہیے کہ کیا اور کتنا لیا جائے اور کیا اور کتنا چھوڑا جائے۔ قابلِ قبول قواعد صرف وہ ہوگی جو ساخت کے مجموعی نظام کو مکمل پیش کرے۔ کم تر سے صورت مسخ ہو جائے گی۔

زیادہ بے ضرورت ہوگا یا کوئی دوسری صورت "حقائق" کا بے ترتیب مجموعہ ہوگی۔

10.17 میں یہ بتایا گیا تھا کہ زبان صرف اجزائی اقسام کے نظام ہی کا نام نہیں، بلکہ یہ اقسام، اقسام در اقسام اور ضمنی اقسام وغیرہ پر مشتمل ہوتی ہے یعنی اقسام کی طبقہ دار ترتیب ہے۔ بعض ساختی نمونوں ( structural patterns ) کا بیان اجزائی اقسام کی اصطلاح میں ہو سکتا ہے، کچھ اس ترتیب کی نچلی سطح کی اصطلاح میں بیان کیے جا سکتے ہیں۔ اس طرح ساختی نمونوں میں بھی ایک طبقہ دار ترتیب بن جاتی ہے۔ جب یہ کہا جاتا ہے کہ زبان ایک مربوط نظام ہے تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ یہ کئی سطحوں پر مربوط ہوتی ہے۔ یعنی زبان صرف ایک نظام نہیں، بلکہ نظاموں کا ایک مرتب سلسلہ ہے۔

اگر یہ صورت ہے تو ایک ایسی قواعد بنانا عین ممکن ہوگا۔ جو نظام سے متعلق کسی بھی سطح کے حقائق پیش کر سکے۔ اس طرح مختلف حجم کی قواعدوں کا امکان ہوگا۔ یہ متعدد قواعدیں ایک دوسرے سے آزاد نہیں ہوں گی، بلکہ ان کے درمیان خصوصی تعلق ہوگا۔ چونکہ ایک قواعد اقسام کی اصطلاح میں لکھی جائے گی دوسری اقسام اور ذیلی اقسام کی اصطلاح میں اور چونکہ ذیلی اقسام کا وجود اقسام کی حدود میں ہی ہوتا ہے اس لیے معلوم ہوگا کہ ایک قواعد دوسری میں شامل ہے۔ ہر قواعد اگلی کے لیے ایک خاکہ کا کام کرے گی یا ماقبل کی توسیع ہوگی۔ اس سے یہ مستنبط ہوتا ہے کہ کسی زبان کے لیے صرف ایک ہی قواعد نہیں ہوتی، بلکہ قواعدوں کی ایک طبقہ وار ترتیب ہوتی ہے۔

ہر قواعد بعض جملوں کو قواعدی بتائے گی۔ بعض جملے تمام قواعدوں کی نظر میں قواعدی ہوں گے، بعض صرف چند قواعدوں کی رو سے قواعدی ہوں گے، سب قواعدوں کی رو سے نہیں۔ اس طرح قواعدیت کے درجے (degrees of grammaticalness) مختلف ہوں گے۔ بعض زنجیرے کسی بھی قواعد کی رو سے قواعدی نہیں ہوں گے، یہ بالکل غیر قواعدی قرار دیے جائیں گے۔

مثلاً انگریزی کی بہت بنیادی قواعد میں یہ بیان ہو سکتا ہے کہ کوئی اسم حرف تعریف article کے ساتھ یا اس کے بغیر کسی جملہ میں فاعل بن سکتا ہے۔ اس قواعد کے مطابق ذیل جیسے جملے قواعدی ہوں گے *The boy came., A boy came* *James came ., Boys came* اغلب یہ ہے کہ دوسری قواعدوں کے مطابق

بھی یہ ایسے ہی ہوں گے ؛ یہ اعلیٰ درجہ کے قواعدی ہیں ۔ اسی بنیادی قواعد کے مطابق
*A James came., *Boy came., *A boys came جیسے جملے بھی قواعدی ہوں گے لیکن
اعلیٰ تر قواعدیں ان کو خارج کر دیں گی ۔ یہ ادنیٰ درجہ کے قواعدی ہیں *The came
کو سب قواعدیں رَدّ کر دیں گی ۔ یہ غیر قواعدی ہوگا ۔ آسان ترین قواعد اسم اور حرفِ تعریف
جیسی اقسام سے کام لیتی ہے ۔ اعلیٰ تر قواعد اسم کی متعدد ذیلی اقسام میں فرق کرے گی
اور a اور the کو حرفِ تعریف کی مختلف ذیلی قسموں میں رکھے گی ۔ اس میں حرفِ تعریف
کی متعدد ذیلی اقسام اور اسم کی ذیلی اقسام کے بارے میں ضابطے ہوں گے ۔ اس قسم کے
بیانات سے A James came* اور بہت سے دوسرے جملے جو سادہ ترین قواعد کی رُو
سے قابلِ قبول ہوں گے ، خارج ہو جائیں گے ۔ اغلب یہ ہے کہ ان میں سادہ ترین
قواعد کی کوئی قدر و قیمت نہیں ہوگی ۔ کہنے کا مدّعا یہ ہے کہ کم سے کم قواعدیت رکھنے
والے جملوں میں کسی کو دلچسپی نہیں ہوتی ۔ قواعدیت کا اعلیٰ درجہ اور اس سے تعلّق رکھنے
والی قواعدیں ہی مختلف مقاصد کے لیے اہم ہو سکتی ہیں ۔

لسّانیاتی تجزیہ کے فن کا ایک جز جو ابھی تک صحیح طور پر منضبط نہیں ، ہو سکتا ہے
اس مقام کو پہنچ رہا ہے جس سے مربوط و منظم توضیح کو تحریر میں لایا جا سکتا ہے ۔ اگرچہ
اس کے ایک سے زیادہ پہلو ہیں ، لیکن بعض مقامات ایسے بھی ہیں جہاں قواعد کامیاب
نہیں ہو سکتی یا گنجلک ہو جائے گی یا بالکل غیر متعلق ۔ مناسب صورت کی تلاش میں یہ
بات بھی شامل ہے کہ مختلف اقسام کے اندر ذیلی تقسیموں کا موزوں منصب و مقام
معلوم کیا جائے ۔ یہ بات بہت ناقص معلوم ہوگی کہ مثلاً انگریزی فعل کی ذیلی قسموں
اور قسموں در ذیلی قسموں کا بیان اسم کی ذیلی اقسام کے بغیر کیا جائے ۔ مجموعی ساخت کے
کسی بھی حصّے کو اسی وقت موزوں طور پر بیان کیا جا سکتا ہے جب الگ الگ بھی تمام
حصّوں میں یکساں تفصیل سے کام لیا جائے ۔

13.20 اس باب کے شروع میں وقتی طور پر یہ فرض کیا گیا تھا کہ قواعد کسی زبان کے
جملوں کی توضیح کرتی ہے ۔ یہ خیال ماہرینِ لسّانیات میں عام رہا ہے اور بالعموم مسائل
کا حل انہیں حدود میں تلاش کیا گیا ہے ۔ خود مختارانہ تجدید کار کی حیثیت سے یہ
مناسب ہے لیکن لسّانیات کی مجرد اعلیٰ سطح پر اس کا جواز نہیں معلوم ہوتا ۔ ہر زبان

میں جملوں سے بلند سطح پر بعض ترکیبی خصائص کارفرما رہتے ہیں۔ مثال کے طور پر ضمائر he اور she کے استعمال پر پابندیوں کا ذکر کیا جا سکتا ہے۔ عبارت میں یہ پابندیاں جملہ بہ جملہ مختلف ہو سکتی ہیں، جس کا انحصار اس پر ہوگا کہ عبارت میں جملہ کا کیا مقام ہے اور دوسرے جملوں سے اس کا کیا تعلق ہے؟ بادی النظر میں یہ محض "منطقی" بات معلوم ہو سکتی ہے اور فیصلہ اس سے ہوگا کہ سیاق و سباق کا اشارہ واضح ہے یا نہیں، لیکن کوئی بھی شخص جس نے ترجمہ کا کام کیا ہو جانتا ہے کہ اس کے قاعدے زبان بہ زبان مختلف ہوتے ہیں۔ اس لیے فیصلہ کُن عامل کسی عمومی یا منطق کے غیر لسانی نظام کے بجائے زبان کی ساخت سے متعلق ہوتا ہے۔ اگر ضمائر کا استعمال کلام کا جزو لاینفک ہے تو یہ قواعد کے ذیل میں ہی آئے گا۔

البتہ یہ بات مناسب اور معقول ہے کہ کسی زبان کی قواعد کو ساخت کی پیچیدگی کی ایک حد تک ہی بیان کیا جائے۔ بعض زبانوں میں بلکہ شاید سبھی میں جملہ یا اس کے مماثل کوئی دوسری ساخت وقف کی مناسب اور جائز بنیاد ہوتی ہے۔ کچھ زبانوں میں لفظ سے یہ کام لیا جاتا ہے۔ اس طور پر ایسی قواعدیں ہو سکتی ہیں جو الفاظ کی تعمیر کی توضیح کریں یا صرف جملہ کی تعمیر کی یا جملوں سے بھی اگلی سطح تک جائیں۔ یہ سب کی سب اپنی حدود میں مساوی طور پر موزوں ہوں گی۔

فوق جملہ قواعد ( Supra-sentence grammar )، جملہ قواعد سے زیادہ مشکل ہوتی ہے۔ بالکل ایسے ہی جیسے قواعد جملہ (روایتاً "نحو") قواعدِ لفظ (روایتاً "صرف") سے زیادہ مشکل ہوتی ہے۔ وجہ ایک ہی ہے، ساختوں کے طویل تر ہونے کے ساتھ ساتھ ممکن شکلوں کی تعداد تیزی سے بڑھتی ہے۔ تکرار یا اتفاقی جوڑوں سے واقف ہونے کے لیے خاصے کثیر نظیری مواد کی ضرورت ہونے لگتی ہے۔ مزید برآں بہت سے قاعدوں میں اختیار کو بھی دخل ہوتا ہے اور قواعد کو اسلوب یا اتفاقی اختلاف سے الگ کرنا مشکل ہو جاتا ہے۔ وقوعات ( Recurrences ) کا تلاش کرنا ہی مشکل نہیں ہو جاتا بلکہ ان کے مدارج کا تعین زیادہ مشکل ہو جاتا ہے۔ محدود نظیری مواد سے غیر محدود زبان تک رسائی کا تحلیلی مسئلہ بہت پیچیدہ ہو جاتا ہے۔ اعلیٰ سطح اس وقت آتی ہے جب تحلیلی مسئلہ اس قدر الجھ جائے کہ بچہ اپنی زبان سیکھنے میں اس سے عہدہ برآنہ ہو سکے

اس مقام پر زبان متشکل نظر نہیں آتی ۔ تاہم یہ بات یقین سے نہیں کہی جا سکتی کہ ماہرِ لسانیات اس سطح کے قریب پہنچ گیا ہے ۔ ابھی تک فوق جماعہ قواعد کسی بھی زبان میں عملی اہمیت کی حامل نہیں ہو سکی ۔ اگرچہ بہت سی زبانوں میں اس کے لیے مناسب مواد موجود معلوم ہوتا ہے ۔

باب

14

# تَصرِیف کی کچھ قسمیں

**14.1** بیان اور معنی زبان میں مساوی بنیادی اہمیت رکھتے ہیں۔ گزشتہ چھ ابواب میں قواعد کے بعض کاموں کا تذکرہ ہوا، یعنی بیانیہ نظام کے اس حصہ کا جس کا معنی سے براہ راست تعلق ہے۔ پوری بحث کے دوران معنی کی ظاہری اقسام کا حوالہ دیا جاتا رہا۔ اس باب میں ان میں سے بعض کو زیادہ وضاحت سے بیان کیا جائے گا۔ اور یہ کوشش ہوگی کہ زبان کی ساخت میں ایسی اکائیوں کے اہم خصائص کی طرف اشارہ کیا جائے۔ زیر بحث موضوعات کا انتخاب اس لیے کیا گیا ہے کہ وہ بالعموم زبانوں کے تصریفی نظام سے منسوب ہوتے ہیں، مثالیں بھی اسی سلسلے کے استعمالات سے لی جائیں گی۔ اس سے یہ نتیجہ نہ نکالا جائے کہ کوئی بھی مذکور قسم کسی خاص زبان کے تصریفی نظام سے لازماً ہی تعلق رکھتی ہوگی۔ زبانوں کی تصریفی اقسام میں بھی اتنا ہی شدید اختلاف ہو سکتا ہے جتنا کہ مارفیمی ساخت میں، جس کے ذریعے ان کا اظہار ہوتا ہے۔

**14.2** بعض زبانوں میں وہ تصریفی اقسام جن سے یورپی زبانیں بولنے والے مانوس ہیں بالکل مفقود ہیں۔ مثلاً زبانوں میں اسمیا اسمائے مماثل الفاظ تعداد کی تصریف سے شناخت کیے جاتے ہیں، لیکن یہ بات کسی بھی طرح نہ عام ہے نہ ضروری۔ اگرچہ انگریزی پس منظر میں یہ بات (اسما کے ساتھ تعداد کی وابستگی)

عمومی معلوم ہوتی ہے اور یہ تصوّر کافی پریشان کُن کہ کسی زبان کا وجود اس کے بغیر ممکن ہے۔ لیکن ایسی بہت سی زبانیں موجود ہیں۔ بالکل سامنے کی مثال چینی زبان ہے حالانکہ اس میں معنوی طور پر ہندسوں یا مقدار ظاہر کرنے والے دوسری اصطلاحوں کے مساوی الفاظ موجود ہیں اور ضرورت ہو تو ان کا استعمال بھی ہوتا ہے۔ انگریزی میں بھی ایسے الفاظ ہیں اور جب تعداد معنی خیز ہو تو ان کا استعمال ہوتا ہے۔ دونوں زبانوں میں فرق یہ ہے کہ چینی میں یہ استعمال اختیاری ہے اور انگریزی میں لازمی۔ زبان کی ساخت کے لحاظ سے انگریزی میں ہر اسم واحد ہوگا یا جمع۔ بعض صورتوں میں اس اطلاع کی کوئی اہمیت نہیں ہوتی۔ اکثر مثالوں میں جہاں تعداد معنی خیز ہوتی ہے، ہندسہ یا تعداد ظاہر کرنے والے الفاظ جوڑ دیئے جاتے ہیں، جس سے اسم میں واحد و جمع کی تفریق فاضل ہو جاتی ہے۔

بعض کا کہنا یہ ہے کہ چینی میں تعداد کی تصریف کا فقدان زبان کا نقص ہے۔ لیکن یہ کہنا قرینِ انصاف ہوگا کہ انگریزی میں یہ امتیاز کوئی خاص اہمیت نہیں رکھتا اکثر صورتوں میں یا غیر متعلق ہوتا ہے یا فاضل۔ کوئی بھی نتیجہ ناقابلِ تردید نہیں ہے۔ تعداد انگریزی قواعد کا معنی خیز حصّہ ہے جبکہ چینی کے قواعد نظام میں اس کی یہ اہمیت نہیں۔ دونوں زبانیں یکساں کام میں آتی ہیں اور ہر ایک کا ترکیبی نظام ہے۔ بعض تفصیلات ایسی ہیں جن کا الگ الگ یکساں جواز پیدا نہیں ہوتا۔ جب اینٹ سے کسی مکان کی تعمیر کرنا ہو تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں کہ یہ اینٹ استعمال ہو یا وہ، کوئی نہ کوئی اینٹ تو ضرور استعمال ہوگی۔ انگریزی ساخت میں تعداد ایک اینٹ کی حیثیت رکھتی ہے، چینی میں دوسری استعمال ہوتی ہے۔

14.3 تعداد کے بارے میں یہ تصوّر کیا جاتا ہے کہ وہ دو اقسام کے درمیان امتیاز کرتی ہے۔ ایک وہ جس سے واحد کا اظہار ہوتا ہے دوسرے جس سے دو یا زیادہ کا۔ ان کو روایتاً واحد اور جمع کہا جاتا ہے۔ ان ناموں کا مقصد ان اقسام کے "معنی" کی طرف توجہ دلانا ہے۔

انگریزی کی دوسری تصریفی اقسام کے مقابلے میں شاید تعداد سب سے زیادہ واضح فرق پیش کرتی ہے۔ اس ظاہری معروضیت کے باعث تعداد سے یہ

بات بخوبی دکھائی جا سکتی ہے کہ تمام اقسام کم ازکم کسی حد تک اختیاری ہوتی ہیں۔ بعض اس قدر خود اختیاری ہوتی ہیں کہ ان میں خارجی تعلق دیکھنا مشکل ہوتا ہے۔ انگریزی میں تعداد (واحد و جمع کے مفہوم میں) ساخت سے متعلق ہے یہ زبان کا حصہ ہے کوئی فطری بات نہیں۔

ایک پرانا قصہ ہے کہ ایک آدمی سے شاید کسی قواعد دان نے پوچھا کہ pants واحد ہے یا جمع۔ اس نے جواب دیا نیچے سے جمع ہے اوپر سے واحد۔ در اصل جیسا کہ بہت سے لوگوں نے محسوس کر لیا یہ الجھن اتنی لباس کی نہیں جتنی کہ انگریزی قواعد کی ہے۔ شے موسوم اسی طرح ایک ہے جیسے قمیص یا کوٹ۔ اس میں کوئی مضائقہ نہیں انگریزی رسم کے مطابق pants جمع ہے۔ یہ بھی دلچسپ بات ہے کہ یہ کوئی تنہا مثال نہیں trousers breeches shorts slacks وغیرہ کو دیکھئے۔ الفاظ کا یہ سارا گروہ قواعد کے اعتبار سے جمع ہے۔ اگرچہ معنی کے اعتبار سے اس کا کوئی جواز نہیں ہے۔

14.4 تعداد کی معنوی حیثیت سے انگریزی کے اسمار دو اقسام میں رکھے جاتے ہیں ان کو شماری اسما اور اسمائے مادہ کہا جاتا ہے۔ واحد و جمع کے معنی کی کوئی بھی بحث ان کے درمیان فرق کے بغیر حقیقی نہیں کہی جا سکتی۔ یہ دونوں اسم کی نحوی ذیلی قسمیں بھی ہیں کہ حرفِ تعریف کے استعمال میں ان میں واضح فرق ہے۔ عموماً واحد اسمائے مادہ کے ساتھ حرفِ تعریف کا استعمال جمع اسمائے شماری کی طرح ہوتا ہے۔ مثلاً واحد شماری اسمائے سے پہلے a آزادی سے استعمال ہوتا ہے، جبکہ یہ اسمائے مادہ سے پہلے خاص سیاق و سباق میں ہی آسکتا ہے۔ واحد اسمائے مادہ سے پہلے some /sə̆m/ 'کچھ' آسکتا ہے۔ یہ لفظ شماری اسما کے ساتھ صرف جمع کی صورت میں آسکتا ہے۔ ( /səm/ some ہجے ایک ہوتے ہوئے بھی معنی کے اعتبار سے مختلف ہے یعنی 'کوئی'، 'یا کچھ اس سے ملتا جلتا'، اس کا زیادہ آزادانہ استعمال بھی ہو سکتا ہے۔)

فعل اور this اور that کی مطابقت کا انحصار تعداد پر ہوتا ہے۔ اس میں شماری اسمائے اور اسمائے مادہ کا فرق نظر انداز ہو جاتا ہے۔ اسم کی ان ذیلی اقسام کا فرق بالکل خود اختیاری ہے۔ rice اور beans کو دیکھئے۔ دونوں غذائی اجناس ہیں جو متعدد چھوٹے اجزا پر مشتمل ہوتی ہیں۔ تاہم ایک اسم مادہ ہے اور

دوسرا شماری اسم۔ استعمال کا فرق اور مماثلث مندرجہ ذیل مثالوں سے دیکھی جا سکتی ہے:

| اسم مادہ | شماری اسم |
|---|---|
| *Rice is good for you.* | *Beans are good for you.* |
| *This rice is good.* | *These beans are good.* |
| *I choked on a grain of rice.* | *I choked on a bean.* |
| *A rice . . . | *A grain of beans . . . |
| /sə̆m ráys/ | /sə̆m bíynz/ |

صرف rice اور beans جیسے لفظوں کے درمیان فرق ہی خود اختیاری نہیں ہے۔ بلکہ کچھ بولیاں بعض دوسرے امور میں بھی فرق کرتی ہیں۔ معیاری امریکی میں Molasses ایسے ہی واحد اسم مادہ ہے جیسے rice بعض بولیوں میں یہ beans کی طرح جمع شماری اسم ہے۔

| *Molasses is good for you.* | *Molasses are good for you* |
|---|---|
| (معیاری) | (بعض مقامی بولیاں) |

میں نے واحد a molass کبھی نہیں سنا۔ لیکن اس سے اس مسئلہ پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ گمان یہ ہے کہ اگر ایسی صورت پیدا ہو کہ یہ لفظ ابھر کر سامنے آئے تو بعض علاقائی بولیوں میں اس کا استعمال فوراً شروع ہو جائے گا۔

14.5 مزید برآں بعض بولیوں میں کچھ الفاظ کبھی شماری اسما کی طرح استعمال ہوتے ہیں۔ اور کبھی اسمائے مادہ کی طرح ؛ لیکن ہمیشہ معنی کا فرق ضرور ہوتا ہے۔ ان صورتوں میں یہ فرق شماری اسما سے پہلے a کے استعمال سے ظاہر کیا جاتا ہے۔ یہ فرق دیکھیے:

*A piece of iron*     *A piece of an iron*

اسم مادہ سے مادہ کا شماری اسم سے آلہ کا مفہوم ہے۔ اس مفہوم کو ذیل کی مثال سے اور زیادہ واضح طور پر سمجھا جا سکتا ہے:

*That piece of an iron is not a piece of iron; it's the wooden handle*

دونوں کا معنیاتی رشتہ مبہم بھی ہو سکتا ہے۔

14.6 اسم مادہ کا واحد اپنی سادہ ترین شکل میں کسی مادہ کی ایسی مقدار کو ظاہر کرتا ہے جو متعین نہیں ہوتی اور اکثر ناقابلِ شمار ہوتی ہے۔ اسم مادہ کی جمع بالعموم

مادہ کی مختلف اقسام یا نوع کو ظاہر کرتی ہے۔ مثلاً metals کا اطلاق ایک ہی شے کے کئی جگہ الگ الگ وقوع پر نہیں ہوتا بلکہ مادوں کی متعدد اقسام پر ہوتا ہے۔ دوسری مثالوں میں اس ادعا کا اتنا واضح اطلاق نہیں ہوتا پھر بھی واحد و جمع کے معنی سے متعلق روایتی بیان کے مقابلہ میں مفہوم اس بات سے زیادہ قریب معلوم ہوتا ہے۔ the beauties of poetry کو دیکھیے۔ اس میں اشیا کے الگ الگ وقوع کے مجموعہ کا اظہار نہیں۔ لیکن یہ بات قابلِ بحث ہے کہ اس میں کس حد تک خوبصورتی کی متعدد اقسام کا مفہوم ہے۔ (یعنی معنوی اعتبار سے beauties کس حد تک metals کے متوازی ہے۔) ان تفصیلات میں اُلجھنے کی ضرورت نہیں۔ ان کی تفصیلی بحث یا تو بہت زیادہ پیچیدہ ہو جائے گی یا بے سود ہوگی، یا ہو سکتا ہے دونوں ہی صورتیں ہوں۔ قابلِ غور اور اہم بات یہ ہے کہ انگریزی میں نوع جمع بہت سے مختلف نظریات کے گرد ترتیب پاتی ہے۔ ان میں ایک بات مشترک ہے، وہ ایک اور تصوّر سے تضاد رکھتے ہیں۔ یعنی "واحد" سے اس کا مطلب یہ ہے کہ یہاں نوعی اتحادِ زباں کے لسانی نظام کی ایک ایسی خصوصیت ہے جو خود مختارانہ طور پر ان کو ایک دوسرے کے مقابل رکھ کر یہ لازم قرار دیتی ہے کہ ہر اسم کسی ایک نوع سے ضرور منسلک ہوگا۔ واحد و جمع کا امتیاز زبانوں میں عام ہے۔ لیکن یہ بات واضح طور پر ذہن میں رہنی چاہیے کہ مختلف زبانوں میں ان انواع کو قریب تر لانے والے نظریات کے درمیان تفصیل میں یا اجمال میں کافی فرق بھی ہو سکتا ہے۔

14.7 تعداد کا فرق صرف واحد و جمع پر ہی ختم نہیں ہو جاتا، بعض ایسے امتیازات کے سبب جو انگریزی تصریفی عمل میں اہمیت نہیں رکھتے، کچھ زبانیں دو یا زیادہ جمعوں کا استعمال کرتی ہیں۔ مثلاً لائبیریا کی زبان کرو Kru میں واحد اور جمع کی دو صورتیں ہیں۔ ایک کا استعمال ایسی دو یا زیادہ اشیا کے لیے ہوتا ہے جو اتفاق سے مجتمع ہو جائیں۔ دوسری صورت اشیا کے ایسے گروہ کے لیے جو کسی نہ کسی طور پر ایک دوسرے سے متعلق ہوں۔ اس طرح انگریزی کے لفظ men کا دو طرح ترجمہ ہو سکتا ہے۔ ایک اتفاقی اجتماع کے لیے استعمال ہوگا۔ دوسرا ایک ہی قبیلہ کے لوگوں کی کسی تعداد کے لیے books کے ترجمہ کی ایک شکل کا مطلب کتابوں کا کوئی انبار

ہوسکتا ہے اور دوسری کا ایک ہی کتاب کی کچھ جلدیں۔

بعض دیگر زبانیں اس طرح کا فرق کرتی ہیں جیسی انگریزی، لیکن ان میں ذرا زیادہ تفصیل ہوتی ہے۔ بہت سی زبانوں میں تعداد تین طرح کی ہوتی ہے: واحد، تثنیہ اور جمع۔ تثنیہ کا مطلب ایک ہی نوع کی دو اشیاء ہوتا ہے، ایسے نظام میں جمع تین یا زیادہ کے لیے آتا ہے۔ ایسی صورت کم ہی ملتی ہے لیکن کہیں واحد، تثنیہ تثلیث اور جمع بھی ہوسکتے ہیں۔

پھر ایسا بھی نظام ہوسکتا ہے جس میں امتیازات کی کئی اقسام کو اکٹھا کر دیا جائے۔ عبرانی میں کسی وقت واحد، تثنیہ اور جمع ہوتے تھے۔ تثنیہ ایسی دو اشیا کے لیے آتا تھا جو ایک ہی جوڑے کی رکن ہوں۔ جمع تین یا زیادہ ایسی دو اشیا کے لیے آتا تھا۔ جو ایک جوڑے کی رکن نہ ہوں۔ اس طرح /yaadáyim/ 'ہاتھوں' سے ایک ہی آدمی کے دونوں ہاتھ مراد ہوتے تھے، /yaadím/ 'ہاتھوں' سے تین یا زیادہ ہاتھ مراد ہوتے تھے یا میرا ایک ہاتھ اور تمہارا ایک ہاتھ، لیکن میرے دونوں ہاتھ نہیں۔

14.8 اسما میں بہت استعمال ہونے والی ایک اور نوع 'جنس' ہے۔ انگریزی میں اس کا زیادہ نشوونما نہیں ہوا۔ انگریزی اسم کی جنس قائم مقام ضمیر سے متعین ہوتی ہے یعنی *he, she, it* سے جو اس کی جگہ استعمال ہوسکتے ہیں۔ لطف یہ ہے کہ جنس میں صرف قائم مقامیت ہی کو دخل نہیں بلکہ تطابق کا بھی تعلق ہے۔ شاید جنس کی بہترین تصریف یہ ہوگی کہ یہ اسما کی نحوی ذیلی اقسام کا مجموعہ ہے جو تطابق کو متاثر کرتا ہے۔

جنس کو قواعدی نوع کی حیثیت سے استعمال کرنے والی زبانوں میں۔ جنس کی تعداد میں کافی اختلاف ہے۔ فرانسیسی، عبرانی اور ہندی میں یہ تعداد صرف دو ہے۔ لاطینی، روسی اور جرمنی میں تین۔ بعض زبانوں میں ایک درجن سے بھی زیادہ۔

یورپی زبانوں میں قواعدی جنس کا، جنس سے کچھ تعلق رہتا ہے۔ یہ بات ہماری روایتی اصطلاحوں مذکر masculine مونث feminine اور بے جان neu ter سے بھی ظاہر ہوتی ہے۔ تاہم اس تعلق کی بہت پابندی نہیں ہوتی۔ ان

زبانوں میں بھی جن میں "بے جان" کا استعمال ہوتا ہے، بعض بے جنس چیزوں کو مذکر و مونث کے ذیل میں رکھا جاتا ہے۔ البتہ فرانسیسی جیسی دو جنس والی زبانوں میں ہر اسم کو مذکر یا مونث ہی کے تحت رکھنا ہوگا۔ اس کا اتنا احساس نہیں ہوتا لیکن اکثر نر یا مادہ ہستیوں کو بے جان اسما سے اور گا ہے نر ہستیوں کو مونث اسما سے اور مادہ ہستیوں کو مذکر اسما سے ظاہر کیا جاتا ہے۔ بڑی حد تک جنس اسما کی ایسی لسانی تقسیم ہے جو ان کے نحوی مقاصد کے لیے خود مختارانہ گروہ بنا دیتی ہے لیکن کامل خود مختاری سے بھی کام نہیں لیا جا سکتا۔ اس کا اظہار یوں ہو سکتا ہے کہ اگر اہلِ جرمن سے کسی دخیل لفظ کی جنس کے تعین کے لیے کہا جائے تو الفاظ میں بڑی مطابقت ملے گی۔ خود یہ زبان مختلف معنوی حیثیت رکھنے والے الفاظ کو تین جنسوں میں تقسیم کرتی ہے۔ اس میں کسی حد تک خود مختاری کا عمل ہوتا ہے اور کسی حد تک قاعدے کی پابندی کا، پابندی اس حد تک ضرور ہوگی کہ کوئی بھی اہلِ زبان نئے لفظ کے لیے جس مناسب مقام کا تعین کرے گا وہ دوسرے اہلِ زبان کے متعین کردہ مقام سے مطابقت رکھتا ہوگا۔

بعض زبانوں میں جنسی نوع کا جنس سے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ ایک عام قسم وہ ہے جس میں جاندار اور بے جان کا امتیاز کیا جاتا ہے۔ مثال کے طور پر الگنکن ——— (Algonquian) زبانوں میں یہ صورت ہوتی ہے۔ کری (Cree) اس کی مثال ہے (9.9 میں فعل کے صیغوں کی بحث دیکھیے) جاندار نوع میں اشخاص، جانور، ارواح اور بڑے درخت شامل ہوتے ہیں۔ لیکن بے ضابطہ طور پر مندرجہ ذیل کو بھی جاندار میں شامل کیا جاتا ہے: تمباکو، غلّہ، سیب، رس بھری (لیکن اسٹرابیری نہیں) پر، پتیلی، برف پاپوش، پائپ وغیرہ۔

بہت سی افریقی زبانوں میں جنس کا نظام بہت ترقی یافتہ ہے اور تطابق پر اس کا اثر ہوتا ہے۔ جنوب مغربی نائجیریا اور داہومی کی زبان باریا Bariba اس کی مثال ہے۔ اس میں اسم کی مندرجہ ذیل اقسام ملتی ہیں۔ (تطابق دکھانے کے لیے ہر مثال کے ساتھ صفت بھی دی گئی ہے)

1. /dum baka/ بڑا گھوڑا
2. /kpèè bakaru/ بڑا پتھر

3. /boo bakɔ/ بڑی بکری
4. /dɔ̀nɔ̀n bakɔ/ بڑی آگ
5. /yam bakam/ بڑی جگہ
6. /tam bakasu/ بڑا ارتالو
7. /gáá bakanu/ بڑی چیز

3 اور 4 میں صفت کی ایک ہی شکل ہے۔لیکن 'وہ' کی تطابقی شکلوں سے ان کو صاف پہچانا جاسکتا ہے۔ 3 میں اس کے لیے /gé/ اور 4 میں /wí/ ہوگا۔

کسی محسوس فرق کے بغیر جنس کی یہ سات شکلیں ایک دوسرے کے ساتھ بڑا کمزور سا رشتہ رکھتی ہیں۔مثلاً اشخاص بتانے والے تمام اسما 4 میں رکھے جاتے ہیں۔لیکن آگ، منہ جیسے الفاظ بھی اسی ذیل میں آتے ہیں۔

14.9 بنیادی طور پر جنس کا تعلق نحو سے ہے لیکن ان کی تصریفی اہمیت بھی ہوسکتی ہے۔باریبا Bariba میں جمع کے تعلیقہ کی پیش بینی کی جاسکتی ہے۔مثلاً قسم 2 کے تمام اسما کی جمع /-nu/ کے اضافہ سے بنائی جاتی ہے۔دوسرے الفاظ میں اگر جمع کا /-nu/ سے مل کر بننا معلوم ہو تو یہ پیش قیاسی کی جاسکتی ہے کہ اسم کا تعلق جنس 2 یا 3 سے ہوگا۔ پھر قسم 3 میں ایسے اسما شامل ہیں جن کی جمع /-nu/ یا /-su/ کے اضافہ سے بنتی ہے۔کچھ اسما، قسم 1 کے اکثر ایسے ہیں جن میں باقاعدگی نہیں برتی جاتی۔

لاطینی اور یونانی کے طالب علم ایسی صورتِ حال سے مانوس ہیں۔ مثلاً لاطینی میں پہلی تصریف اکثر مونث اسما پر مشتمل ہوتی ہے۔ اگرچہ *agricola* 'کسان' *poeta* 'شاعر' اور *nauta* ملاح جیسے بعض مذکر اسما بھی آتے ہیں۔ دوسری تصریف اکثر مذکر یا بے جان اسما پر مشتمل ہوتی ہے تاہم بعض مونث اسما بھی اس میں شامل ہو جاتے ہیں، مثلاً *fagus* beech *pinus* pine اور *taxus* yew وغیرہ۔یعنی متعدد مستثنیات کے باوجود جنس اور تصریف میں باہم ربط رہتا ہے۔

14.10 اسما میں جنس ہر ساق کی متعین خصوصیت ہوتی ہے یعنی جنس

کے لیے اسما کی تصریف نہیں ہوتی بلکہ ہر اسم کی خاص جنس ہوتی ہے۔ جن زبانوں میں تطابقی نظام ترقی یافتہ ہے ان میں صفت کی جنس کے مطابق تصریف ہوتی ہے یعنی کسی صفت کی متعین جنس نہیں ہوتی لیکن اس کی اس طور پر تصریف ہو سکتی ہے کہ ہر جنس کے لیے ایک علیٰحدہ شکل بن جائے۔ بعض صورتوں میں دو اقسام کلمہ کی پہچان کے لیے یہ ایک مفید بنیاد کا کام کرتی ہے۔ لاطینی، سواحلی اور بہت سی دوسری زبانوں میں اس کا بآسانی استعمال ہو سکتا ہے۔

معنوی اقسام کسی بھی زبان میں بنیادی طور پر نہ تصریفی ہوتی ہیں نہ اشتقاقی نہ مادوں سے ان کا کوئی خاص تعلق ہوتا ہے بلکہ زبان کے بیانیہ نظام کے مختلف حصوں کے ساتھ اسے مختلف طور پر جوڑا جا سکتا ہے۔

**14.11** افعال اور ضمائر میں شخص کی تقسیم عام ہے۔ شخص کے اعتبار سے انگریزی فعل کی تصریف بہت ناقص ہے اس لیے اس بحث کا آغاز ضمائر کی بنیادی شکلوں پر غور کرنے سے ہوگا۔ 8.18 میں ضمائر شخصی کی شکلوں کے آٹھ مجموعے دکھائے گئے تھے۔ ان میں سے who ایک انفرادی حیثیت کا مالک ہے اس لیے یہاں اس پر غور نہیں ہوگا۔ باقی سات کو یہ تصور کیا جاتا ہے کہ یہ تین شخصی صورتوں میں سے کسی نہ کسی ایک سے متعلق ہیں جن میں سے ہر ایک واحد و جمع میں استعمال ہوتا ہے۔ اس توجیہ پر بعض تنقیحات قائم کی جا سکتی ہیں۔

ضمیر غائب کی بلاشبہ انگریزی میں واحد و جمع کی صورتیں ہیں۔ یہ شکلیں واحد و جمع اسما کیساتھ نحوی اور معنیاتی حیثیت سے اشتراک رکھتی ہیں اور اکثر ان کی جگہ لے سکتی ہیں۔ اپنے استعمال میں ضمائر جمع اسما کی تمام تر طرفگی لیے ہوتے ہیں:

*Where are my pants? They were right here*

*Where is my shirt? It was right here*

بعض مقامات پر they ایسی ترکیبوں کی جگہ بھی رکھا جا سکتا ہے جو بنیادی طور پر واحد ضمائر پر مشتمل ہوں:

*He and she came. They soon went*

ان تمام باتوں سے اس کی تصدیق ہوتی ہے کہ they کو he she it

کی جمع اس طرح تصوّر کیا جاسکتا ہے جیسے .dog کی جمع .dogs

ضمیر حاضر میں ایک اور صورت پیدا ہوتی ہے۔ بعض بولیوں میں نام نہاد واحد و جمع کے درمیان کوئی فرق نہیں۔ .You کو بلا امتیاز اور فعل کے کسی فرق کے بغیر استعمال کیا جاتا ہے۔ اس میں اور صیغہ واحد میں واضح فرق ہے۔ جہاں واحد و جمع صورتیں (کم از کم زمانہ حال میں) فعل کے ساتھ مطابقت رکھتی ہیں۔ ساخت کے اعتبار سے کوئی بنیاد نہ ہوتے ہوئے دو الگ الگ ناموں، واحد حاضر اور جمع حاضر کا استعمال سوال طلب ہے، ایسے ناموں کا جواز ان بولیوں میں تو ہوسکتا ہے جن میں واقعتاً یہ دو شکلیں ہوں۔ اکثر کچھ اس طرح /yúw/ : /yúwǝnl/

صیغہ متکلم میں صورتِ حال اور بھی پیچیدہ ہوجاتی ہے۔ تمام بولیوں میں دو شکلیں استعمال ہوتی ہیں۔ تاہم ان کے درمیان جو فرق ہے اس کا اسم کے واحد جمع یا ضمیر غائب کے فرق کے ساتھ بہ مشکل ہی مقابلہ ہوسکتا ہے۔ اجمالی طور پر I کے معنی ہوتے ہیں "بولنے والا"۔ جمع کی صورت میں بجا طور پر اس کے معنی "بولنے والے" متوقع ہوسکتے ہیں۔ لیکن we کے عمومی معنی یقیناً یہ نہیں ہیں اجتماعی قرأت میں اس کا استعمال ہوسکتا ہے۔ لیکن یہ غیر معمولی اور مصنوعی بات ہوگی۔ مجھے یاد نہیں کہ کسی ایسی مثال میں جو اکا ایکی اور پہلے سے تیار کی ہوئی نہ ہو۔ I کی جمع we سننے میں آیا ہو۔ اگرچہ مانوس اصطلاحات کا استعمال آسانی کا موجب ہے۔ لیکن یہ خاطر نشاں رہنا چاہیے کہ we کے لیے "جمع متکلم" صرف ایک علامت ہے، اس کی توضیح نہیں۔

14.12 we کا عام مفہوم "بولنے والا نیز کوئی اور شخص" ہوتا ہے۔ انگریزی میں کوئی اور شخص "کوئی بھی ہوسکتا ہے۔ بعض زبانیں "کوئی اور شخص" میں اس طرح کا امتیاز پیدا کرتی ہیں، جیسے انگریزی کے صیغہ حاضر و غائب میں کیا جاتا ہے۔ 9.9 میں کری کی گرداں میں ایک قسم تو وہ ہے جس میں بولنے والا اور سننے والا شامل ہوتا ہے، اسے بالعموم متکلم شمولی ( inclusive first person ) کہا جاتا ہے۔ دوسری قسم کا استعمال بولنے والے اور سننے والے کے علاوہ کسی دوسرے شخص کے لیے ہوتا ہے اسے بالعموم متکلم اخراجی ( exclusive first person ) کہا جاتا ہے۔ بہت سی اور بھی دُور افتادہ زبانیں یہ امتیاز کرتی ہیں اگرچہ تفصیلات میں خاصا فرق ہوتا ہے۔

کری میں جمع متکلم کی دونوں شکلیں ثانوی حیثیت رکھتی ہیں۔ یہ ان الفاظ کی اقسام کی ترکیب سے بنتی ہیں جو ان کے بعد آتے ہیں (مذکورہ شکلیں اسم کی گردان میں مضاف الیہ ظاہر کرنے کے لیے استعمال ہوتی ہیں۔)

"سامع بھی شامل ہے۔" /ke-/

"صرف بولنے والا شامل ہے، سننے والا نہیں" /ne-/

"بولنے اور سننے والا دونوں ہی شامل ہیں۔" /o-/

صرف ان کا ترجمہ "تمہارا" (واحد) "میرا" اور "اس کا" کہا جا سکتا ہے۔ آخری شکل میں جنس کا کوئی امتیاز نہیں۔ لیکن یہ جاندار کے لیے ہے، بے جان کے لیے نہیں۔

"بولنے والا اور کوئی شخص شامل ہے۔" /-enān/

"دو یا زیادہ شامل ہیں۔ بولنے والا شامل نہیں۔" /-wāw/

ان کے امتزاج سے مندرجہ ذیل معنی نکلتے ہیں:

ہمارا (شمولی) /ke- -enān/

ہمارا (اخراجی) /ne- -enān/

تمہارا (جمع) /ke- -wāw/

ان کا /o- -wāw/

14.13 کری کی اسی گردان میں ایک اور قسم کا امتیاز ظاہر کرنے والی شکلیں موجود ہیں۔ یعنی صیغہ غائب قریب (proximate and obviative) اور صیغہ غائب بعید (obviative third person) دونوں متکلم اور مخاطب کے علاوہ شخص کے لیے استعمال ہوتی ہیں لیکن پھر ایسے دو اشخاص میں بھی امتیاز کرتی ہیں۔ اجمالاً یہ کہا جا سکتا ہے کہ قریب سے پاس والا یا بیان کا خاص شخص یا وہ جس کا ذکر پہلے ہوا ہو۔ مراد ہوتا ہے۔ یہ تصریفی قسم اسما و افعال دونوں سے متعلق ہے۔ عمل تطابق نے انکی وضاحت ہوتی ہے! مثلاً:

"وہ (قریب) اس (بعید) سے بات کرتا ہے" /kitotēw/

"وہ (بعید) اس (قریب) سے بات کرتا ہے" /kitotik/

"سردار (قریب)" /okimāw/

| | |
|---|---|
| "سردار (بعید) سے بات کرتا ہے۔" | /okimāwa/ |
| "عورت (قریب) سے بات کرتی ہے۔" | /iskwēw/ |
| "عورت (بعید) سے بات کرتی ہے۔" | /iskwēwa/ |
| "سردار عورت سے بات کرتا ہے۔" | /okimāw iskwēwa kitotēw/ |
| ایضاً" | /okimāwa iskwēw kitotik/ |
| عورت سردار سے بات کرتی ہے" | /okimāw iskwēwa kitotik/ |
| ایضاً" | /okimāwa iskwēw kitotēw/ |

جن جملوں کا ایک سا ترجمہ کیا گیا ہے وہ مفہوم میں یکساں نہیں ہیں، پورے بیان میں اشخاص کے مقام میں فرق ہو سکتا ہے۔ تاہم اس امتیاز کا بنیادی کام یہ ہے کہ اس سے اسما و افعال کے ربط باہم کی شناخت ہو جاتی ہے۔ یہ ان جملوں سے واضح ہو جاتا ہے۔ یہ جملے اگرچہ بعض حیثیتوں سے پُر تصنع کہے جا سکتے ہیں۔ لیکن کری کے نحوی تعلقات کو ظاہر کرنے کی اچھی مثال پیش کرتے ہیں۔ ان امتیازات میں خاصی پیچیدگیاں ہیں۔ جو اگرچہ کری اہلِ زبان کے لیے واضح ہوتی ہیں لیکن نو آموز لوگوں کے لیے خاصی پریشان کُن بن جاتی ہیں۔

14.14 قریب و بعید کے کری جیسے تخالف کا استعمال انگریزی میں بہت محدود ہے۔ ایک عام مثال the former : the latter کے استعمال کی ہے۔ اکثر this : that کا استعمال کری نظام کے مماثل ہو جاتا ہے۔ جب کوئی طالب علم کری سیکھنا شروع کرتا ہے، وہ کبھی ایک شکل استعمال کرتا ہے، کبھی دوسری this اور that کے جھیلے کے ساتھ کسی کہانی کو سمجھنے میں کسی امریکی کو کوئی دقت نہیں ہوتی کیونکہ ان کا استعمال انگریزی کے مسلّم معیار کے مطابق ہوتا ہے۔

ان ترکیبوں اور کری کے قریب و بعید تخالف میں اہم فرق یہ ہے کہ انگریزی میں دونوں کرداروں کا فرق اگرچہ مختلف طریقہ سے پہچانا جا سکتا ہے لیکن ایسا کرنا ضروری نہیں۔ کری میں قریب و بعید کی تقسیم لازمی ہے۔ زبانوں کی تقسیم انواع میں اس عدم مطابقت سے ترجمہ میں خاصی دقت پیدا ہوتی ہے۔ ذیل کے جملوں کو دیکھیے:

*James and John had a fight. He got a black eye*

کری میں ترجمہ کرنے کے لیے یہ ظاہر ہونا ضروری ہے کہ دوسرے جملے میں he کون ہے؛ جیمس اور جان دونوں ناموں میں سے کسی ایک کو بعید قرار دینا ہوگا کہ ایک سیاق وسباق میں دو قریب نہیں ہو سکتے۔ اس فیصلہ کے مطابق he کو قریب یا بعید ماننا پڑے گا۔ کری میں اس طرح کا ابہام رکھنا مشکل ہے۔ ایسے مقامات پر انگریزی میں ابہام عین ممکن ہے اگرچہ جس حد تک چاہیں تعین بھی ہو سکتا ہے تاہم اگر جملہ یوں ہوتا *James and Mary* تو انگریزی میں بھی ابہام نہیں ہو سکتا تھا۔ کیونکہ ضمائر he یا *she* کے استعمال سے فوراً شناخت ہو سکتی تھی۔ یہ امتیاز کری میں بھی ہے۔ مگر اسی پہلے طریقہ پر۔ بعض ایسے مقامات پر کری میں ابہام باقی رہتا ہے، جہاں انگریزی میں نہیں ہوتا۔ زبانوں میں اتنا فرق اس حیثیت سے نہیں ہوتا کہ وہ کیا بیان کر سکتی ہیں؛ جتنا کہ اس حیثیت سے ہوتا ہے کہ وہ کیا بیان کرتی ہیں۔ ترجمہ میں کبھی معنی کا اضافہ کرنا پڑتا ہے کہ کسی زبان کی ساخت کے اعتبار سے بعض ایسے امتیازات کی ضرورت ہوتی ہے جو اس زبان میں موجود نہیں ہوتیں جس سے ترجمہ کیا جا رہا ہے۔

14.15 اکثر زبانوں میں ایسے الفاظ یا تعلیقیے ہوتے ہیں جو مطلوبہ مخصوص موقع کی تعین کر سکتے ہیں بعض اوقات انہیں کلماتِ اشارہ ( **demonstratives** ) کہا جاتا ہے۔ انگریزی میں دو ہیں *that* اور *this* ان دونوں کے درمیان بنیادی فرق قربت کا ہے۔ *This* قریب کی چیز کو اشارہ کرتا ہے۔ *That* اس چیز کو جو دور ہے۔ یہی فرق تمیزی الفاظ *here* اور *there* میں ہے اور متروک ہونے والے الفاظ *hither thither hence thence* میں بھی۔ اس امتیاز کو عملی طور پر استعمال کرنے میں متعدد پیچیدگیاں پیدا ہوتی ہیں۔ لیکن جہاں ان دونوں کا تخالف موجود ہو، فرق کی کوئی نہ کوئی صورت ضرور نکل آتی ہے۔

دوسری زبانوں میں بھی یہ امتیاز موجود ہے اور وہ کہیں زیادہ درجات کا فرق کرتی ہیں۔ انگریزی کی بعض بولیوں میں بھی یہ صورت ہے۔ جن میں *yonder*

*there here* کے درمیان *there that this* اور *yonder*

*that* کے درمیان سطرفی امتیاز کیا جاتا ہے۔ اس طرح کے مزید درجات کی مثالیں بھی ملی ہیں۔ لاطینی میں تین کلمات اشارہ ہیں، لیکن فرق کی نوعیت مختلف ہے۔ *Hic* کا مطلب بالعموم "بولنے والے کے پاس" *iste* کا "سننے والے کے پاس" اور *ille* کا "دونوں سے دُور" ہوتا ہے۔ یہاں بھی ترجمہ کی دقتیں پیدا ہوسکتی ہیں۔ بالعموم *Hic* کا ترجمہ this اور *ille* کا that کیا جاتا ہے لیکن *iste* کو سیاقِ عبارت کی رعایت سے this یا that سے تعبیر کیا جائے گا۔ مزید برآں ہر دو زبانوں کے ان تضادات کی تفصیلی عملی تعبیر سے مزید پیچیدگیاں پیدا ہوسکتی ہیں۔

امتیازات کی ایک اور قسم مرئی اور غیر مرئی اشیاء کے درمیان قائم کی جاتی ہے چونکہ غیر مرئی کے مقابلہ میں مرئی اشیاء قریب تر ہوتی ہیں اس لیے اس فرق کا ترجمہ بھی that اور this سے کیا جاسکتا ہے۔ لیکن ایسے ترجمہ سے مطلوبہ مفہوم مبہم ہوسکتا ہے یا بالکل ہی متضاد صورت پیدا ہوسکتی ہے۔

ان مثالوں سے واضح ہوتا ہے کہ کلمات اشارہ کو ترجمہ کے ذریعہ اطمینان بخش طور پر متعیّن نہیں کیا جاسکتا۔ حقیقت یہ ہے کہ اور بھی بعض لسانی تضادات میں یہی صورت ہے۔ لیکن اس طرح کے عناصر میں خاص طور سے دقت ہوتی ہے۔ صرف استعمال کی وافر مثالوں سے ہی ایسے الفاظ یا مارفیموں کے مفہوم کی ترسیل ہوسکتی ہے۔ بہتر نتائج کے لیے مثالوں کے انتخاب میں بہت احتیاط کی ضرورت ہے۔ عمدہ بات یہ ہوگی کہ ان میں واضح تضاد کی مثالیں شامل ہوں۔

14.16 لاطینی فعل کے ساتھ متعدد اقسام منسوب کی جاتی ہیں۔ ان میں طور معروف، مستقبل، ناتمام، امر، اشارہ، طور مجہول، ماضی، تمام، حال، فاعلی وغیرہ شامل ہیں۔ اس فہرست سے خواہ ان کی مفصل تعریفات بھی پیش کردی جائیں، کوئی مفید نتیجہ برآمد نہیں ہوتا۔ کئی اقسام جو اس فہرست میں شامل ہیں ان کا کوئی علیحدہ وجود نہیں ہے۔ لیکن زبان کے نظام میں وہ ایسے اجزا ہیں جو باہم روابط کے حامل ہیں اور جن کا مفہوم اس نظام میں ہی پیدا ہوتا ہے۔ فہرست میں جو اقسام شامل ہیں ان کو چار گروہوں میں ترتیب دیا جاسکتا

ہے۔ ماضی، حال اور مستقبل زمانہ کی قسمیں ہیں۔ تمام و نا تمام ان کے پہلو ہیں بیانیہ اور امریہ وغیرہ حالت ہے۔ اور معروف ومجہول طور ہے۔ ہر گروہ کے اجزا ایک دوسرے کے متضاد ہیں، لیکن ساتھ ہی وہ دوسرے گروہ کے اجزا کے ساتھ ترکیب بھی پا سکتے ہیں۔ لاطینی کا ہر مشتق فعل ان چاروں گروہ کی کسی نہ کسی ایک قسم کا اظہار کرتا ہے۔ تاہم تمام مرکبات ممکن نہیں ہیں اور صرف مندرجہ ذیل استعمال میں آتے ہیں (ایک فعل بمعنی rule کے صیغہ واحد حاضر کی گرداں درج ہے):

| | | INDICATIVE | | SUBJUNCTIVE | | IMPERATIVE | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|
| | | Active | Passive | Active | Passive | Active | Passive |
| IMPERFECTIVE نا تمام | Pres. حال | regis | regeris | regās | regāris | rege | regere |
| | Past ماضی | regēbās | regēbāris | regerēs | regerēris | — | — |
| | Fut. مستقبل | regēs | regēris | — | — | regitō | regitor |
| PERFECTIVE تمام | Pres. حال | rēxistī | rectus es | rēxerīs | rectus sīs | — | — |
| | Past ماضی | rēxerās | rectus erās | rēxissēs | rectus essēs | — | — |
| | Fut. مستقبل | rēxeris | rectus eris | — | — | — | — |

36 ممکنہ تراکیب میں سے صرف 24 استعمال ہوتی ہیں۔ ان میں سے 19 مارفیمی طور پر اور 5 نحوی تراکیب میں استعمال ہوتی ہیں۔

ان اقسام کے ہر گروہ کو رنگوں کی اصطلاح سے مقابلہ کیا جا سکتا ہے جن کا ذکر 1.5 میں ہو چکا ہے۔ مثلاً زمانہ وقت کے دھارے کو تین حصوں میں تقسیم کرتا ہے۔ یہ تقسیم بہت منطقی نہیں ہے اور ایسے مواقع آ سکتے ہیں جہاں یہ تصوّر الجھ کر

رہ جائے لیکن عموماً وقت سے متعلق ہر واقعہ لاطینی کی ساخت میں ان تین زبانوں میں سے کسی ایک سے منسوب کیا جاتا ہے۔ اور یہ ایسے ہی ہے جیسے انگریزی میں ہر رنگ گیارہ بنیادی رنگوں میں سے کسی ایک کے ساتھ منسوب ہوتا ہے۔

**14.17** انگریزی میں فعلی اقسام کا نظام بالکل مختلف ہے۔ مثلاً ایک طور مجہول ہے جس کی شناخت $\{be\} + \{-D_2\}$ ہوتی ہے۔ یہ کئی حیثیتوں سے لاطینی مجہول سے مشابہت رکھتا ہے۔ اور اس بات کا اظہار کرتا ہے کہ قواعدی اعتبار سے جو فاعل ہے وہ کام کا کرنے والا نہیں ہے۔ بلکہ کام سے متاثر ہونے والا ہے۔ مثلاً

*The car is driven frequently.*

*The box was opened with difficulty.*

*The ball was thrown to third base.*

ان تمام جملوں میں مجہول آیا ہے۔ اور car, box, ball واضح طور پر ان کاموں سے متاثر ہوئے ہیں۔ تاہم لاطینی معروف فعل کی طرح ایسی کوئی علامت نہیں جو یہ ظاہر کرے کہ قواعدی اعتبار سے جو فاعل ہے وہی کام کرنے والا ہے بلکہ انگریزی میں جو کچھ ہے اسے زیادہ سے زیادہ غیر مجہولی حالت کہا جا سکتا ہے۔ اسے کئی طرح استعمال کر سکتے ہیں:

*The man drives the car.*

*The boy opened the box.*

*The short stop threw the ball.*

ان تمام جملوں میں قواعدی فاعل کام کرنے والا بھی ہے :

*The car drives easily.*

*The box opened at the top.*

*The ball threw straight.*

ان میں سے کسی بھی جملے میں قواعدی فاعل کام کرنے والا نہیں ہے۔ بلکہ کام سے متاثر ہونے والا ہے۔ یکساں افعال کی متضاد فعالیت کے باوجود ان جملوں میں سے کوئی بھی مبہم نہیں ہے۔ ہر ایک میں یہ بات بالکل واضح ہے کہ فاعل اور فعل کے درمیان کیا مغایاتی رشتہ ہے۔ لیکن یہ بات فعل کی شکل سے ظاہر نہیں ہوتی۔ جملہ کے بعض

دوسرے خصائص سے اظہار ہوتا ہے کہ فاعل کا عمل میں کیا حصّہ ہے۔ *drives, opened, threw* جیسی فعل کی شکلیں لاطینی طور کی طرح کسی خصوصیت کا تعیّن نہیں کرتیں۔ انگریزی کی مجہول قسم کا معروف قسم کے ساتھ کوئی تخالف نہیں بلکہ صرف (فعل کے) طور میں عدم تعیّن کے ساتھ تخالف ہے۔

انگریزی فعلی نظام میں اس حیثیت سے چار بنیادی اقسام ہیں اور سب کی سب اسی خصوصیت کی حامل ہیں۔ ان میں سے کوئی بھی دوسری قسم سے تخالف نہیں بلکہ صرف اپنے ہی معدوم ہونے سے متخالف ہوتی ہے۔ کسی قسم کا معدوم ہونا اس کی متضاد قسم کے وجود پر دلالت نہیں کرتا، بلکہ بات کو صرف غیر متعیّن چھوڑ دیتا ہے۔ ایک اور مثال لیجیے۔ انگریزی کا ماضی (جس کی علامت ({-D₁} ہے۔) یہ ظاہر کرتا ہے کہ کام کسی پہلے وقت میں ہُوا ہے۔ ماضی کی کسی علامت کے بغیر فعلی فقرے وقت کے بارے میں کچھ نہیں بتلاتے اور اس لیے کسی بھی وقت کے لیے استعمال کیے جا سکتے ہیں :

*The train goes at five o'clock tomorrow.*

*Yesterday he comes to me and says . .*

(یہ صورت اگرچہ بالکل عوامی بول چال کی ہے لیکن بہت عام ہے۔)

*He sees something over there.*

یہ جملے زمانہ کے اعتبار سے بالترتیب مستقبل، ماضی اور حال کے ہیں لیکن ان سب میں فعل کی شکلیں ایک سی ہی ہیں۔ زمانہ کا اشارہ *tomorrow yesterday* جیسے عناصر یا سیاق و سباق کے دوسرے قرائن سے ہوتا ہے۔ فعلی شکل کی یہ مخصوص صورت انگریزی میں ایسے مقامات پر بہت عام ہے جہاں وقت نہ صرف یہ کہ متعین نہیں ہوتا بلکہ غیر متعلّق ہوتا ہے :

*The earth rotates on its axis.*

*Two and two is four.*

*Barking dogs don't bite.*

یہ بیانات حقیقی یا تخیلی زمانہ سے بے نیاز عالمگیر سچائیوں پر مبنی ہیں :

*Mr. Smith teaches school.*

*Father plays tennis every day.*

یہ عمل عادت میں شامل ہیں۔ جہاں وقت کی تحدید زیرِ غور نہیں آتی۔ اگر زمانہ کی تحدید بھی قابلِ غور ہو تو ایک اور شکل ({be} + {-ing} پر مشتمل) استعمال ہوگی:

*Mr. Smith is teaching school this year, but will retire in June.*

*After being away for a year, Mr Smith is teaching school again.*

*Father is playing tennis every day while his vacation lasts.*

اس شکل کے معنی خاصے پیچیدہ ہوتے ہیں، کبھی مدت پر زور ہوتا ہے، کبھی تحدید پر لیکن وقت کی حد کا کوئی نہ کوئی پہلو ضرور ہوتا ہے اسے محدود عرصہ (limited duration.) کہا جاسکتا ہے۔

ان اقسام میں سے چوتھی کو کیفیت جاریہ کہا جاسکتا ہے۔ اس کی پہچان {have} + {-D₂} ہے۔ یہ ظاہر کرتا ہے کہ عمل یا اس کے نتیجہ کا اب بھی کسی نہ کسی انداز سے تعلق برقرار ہے۔ دوسری اقسام کے بارے میں اتنا ہی کہا جاسکتا ہے کہ ان میں کیفیت جاریہ کا کوئی ذکر نہیں ہوتا، ذیل کے جوڑوں میں اس تضاد کو محسوس کیا جاسکتا ہے:

*I have been in America for three years.*

*I was in America for three years.*

ماضی کے ساتھ ملاکر اس بات کی نشان دہی ہوتی ہے کہ یہ امر ماضی میں کس وقت کیفیت جاریہ تھا۔

*I had been in America for three years when I started to college.*

یہ چاروں اقسام ایک دوسرے کے ساتھ ہر ممکن انداز میں ترکیب دی جاسکتی ہیں۔ فعل *give,* سے سولہ مرکبات کی مثال دی جاسکتی ہے، یہاں وہی شکلیں لی گئی ہیں جو جمع فاعل *they* کے ساتھ مناسب ہیں:

جب ان اقسام میں سے کوئی بھی نہ ہو — *give*

صرف ایک قسم

| | |
|---|---|
| ماضی | *gave* |
| کیفیت جاریہ | *have given* |
| محدود عرصہ | *are giving* |
| مجہول | *are given* |

## دو اقسام کا امتزاج

| | |
|---|---|
| ماضی + کیفیت جاریہ | *had given* |
| ماضی + محدود عرصہ | *were giving* |
| ماضی + مجہول | *were given* |
| کیفیت جاریہ + محدود عرصہ | *have been giving* |
| کیفیت جاریہ + مجہول | *have been given* |
| محدود عرصہ + مجہول | *are being given* |

## تین اقسام کا امتزاج

| | |
|---|---|
| ماضی + کیفیت جاریہ + محدود عرصہ | *had been giving* |
| ماضی + کیفیت جاریہ + مجہول | *had been given* |
| ماضی + محدود عرصہ + مجہول | *were being given* |
| کیفیت جاریہ + محدود عرصہ + مجہول | *have been being given* |
| چاروں اقسام کا امتزاج | *had been being given* |

**14.18** افعال کی اقسام کا انگریزی اور لاطینی نظام بنیادی طور پر مختلف ہے۔ لاطینی اقسام کے ایسے متعدد جوڑے ہیں جن میں تخالف ہے۔ ہر جوڑے میں سے (اکثر صورتوں میں) ایک کا ہونا لازمی ہے۔ انگریزی میں اقسام کے کئی گروہ ایسے ہیں جو صرف بعض امور کا تعین کرتے ہیں۔ جو بصورتِ دیگر غیر متعیّن ہوتے ہیں، اور جو اکثر صورتوں میں لازم نہیں ہوتے۔ اسی کے ساتھ یہ بھی حقیقت ہے کہ لاطینی فعل کی تمام شکلیں پیچیدہ ہوتی ہیں اور تحلیل شدہ تعلیقے رکھتی ہیں۔ جبکہ انگریزی کی فعلی ترکیبوں میں صفر سے چار تک کتنی بھی قواعدی علامات ہو سکتی ہیں (یا زیادہ بھی اگر دوسرے نظام شامل کر لیے جائیں) یہ بآسانی سوچا جا سکتا ہے کہ معنوی ساختوں کا فرق بھی

ایسا ہی ہے جیسے مارفیمی ساختوں کا فرق ہے۔ یعنی لازمی اقسام لازمی تشکیلوں کو مستلزم ہوں گی اور اختیاری غیر متخالف اقسام اختیاری مناسب علامتوں کو۔ لیکن یہ بات اتنی سادہ نہیں ہے۔ انگریزی اسما کی مارفیمیات انگریزی فعل کی صورت حال جیسی ہی ہوتی ہے۔ اسمی ساختیں جمع کے لاحقہ کے ساتھ یا اس کے بغیر ملتی ہیں۔ لیکن واحد و جمع دونوں قسمیں ایک دوسری کی اسی طرح متخالف ہیں جیسے لاطینی فعل کی شکلیں Man واحد ہے اور men جمع۔ ہمیں یوں محسوس ہوتا ہے کہ یا تو one or more man میں یا one or more men. میں کوئی عجیب بات ہے۔ انگریزی میں تعداد کو غیر معیّن چھوڑ دینے کے لیے ہمیں ذرا ہیر پھیر سے کام لینا پڑے گا اور man or men. کہنا پڑے گا۔ تصریفی اقسام کے نظام کو مارفیمیات یا نحو کا عکس نہیں کہا جا سکتا بلکہ یہ ایک آزاد جداگانہ نظام ہے جس کی اپنی خصوصیات ہیں۔

14.19 اس باب کے مباحث کے دوران بعض اقسام کا ذکر کچھ اس طرح ہُوا جس سے یہ معلوم ہونے لگا کہ وہ بعض مخصوص اقسام کلمہ کے ساتھ منسوب ہیں۔ اگرچہ یہ بات درست ہے کہ مثلاً تعداد اسم کی ایک قسم ہے لیکن یہ کوئی لازمی صورت نہیں۔ مثلاً کیلیوٹ ( Quileute ) (اوریگان کی زبان) میں اسما اور افعال دونوں کی جمع ہوتی ہے:

| | | |
|---|---|---|
| /aˀt'šit/ | 'chief' | واحد |
| /aˀaˀt'šit/ | 'chiefs' | جمع |
| /éla·xali/ | 'I leave him' | واحد |
| /éˀela·xali/ | 'I leave him often' | جمع |
| /ó·xwal/ | 'he carries water' | واحد |
| /ó·ˀo·xwal/ | 'he carries water | جمع |

فعل کی دونوں مثالیں ساخت میں بالکل اسم کے مانند ہیں۔ تینوں وسطیہ /-ˀV-/ سے بنتے ہیں۔ موخر الذکر دونوں جمع فعل اس معنی میں نہیں ہیں کہ وہ فعل کی ایسی شکلیں ہیں جو جمع فاعل کے ساتھ استعمال ہوتی ہوں بلکہ وہ مذکورہ فعل

کی جمع کا اظہار کرتی ہیں۔

کوئی قواعدی قسم ایسی نہیں ہے جو کسی خاص قسم کے لفظ کے ساتھ وابستہ ہو۔ ہر زبان کے اپنے سانچے ہوتے ہیں۔ قریبی تعلق رکھنے والی زبانوں ( جیسے یورپ کی بہت سی زبانوں) میں یہ سانچے ملتے جلتے ہوسکتے ہیں اور ان مشابہتوں کو روایتی قواعدی بیانات سے اور زیادہ تقویت حاصل ہوسکتی ہے۔ نتیجہ یہ ہے کہ ہم یہ سوچنے کے عادی ہوگئے ہیں کہ بعض اقسام کو "ہمیشہ" متعینہ انداز میں بیان کیا جاسکتا ہے۔ لیکن دوسرے خاندانوں کی زبانیں دوسری تہذیبوں سے وابستہ ہوتی ہیں، بنیادی طور پر مختلف ہوسکتی ہیں۔ یہ اختلاف صرف اسی میں نہیں ہوتا کہ وہ چیزوں کو کس طرح بیان کرتی ہیں بلکہ اس میں بھی کہ وہ کیا بیان کرتی ہیں اور جملہ کی ساخت میں مختلف تصوّرات کو کس طرح مربوط کرتی ہیں۔ کسی ایک سانچے کو بھی معیار نہیں بتایا جاسکتا۔ اس رجحان سے شعوری طور پر اجتناب کیا جانا چاہیے کہ اپنی زبان کی روایات کو لازماً منطقی سمجھا جائے یا دوسری زبانوں کے مقابلہ میں ان کو زیادہ معقول یا سہل قرار دیا جائے۔

باب

15

# تَلفّظی صَوتیات

15.1 اپنے بعض بنیادی تصوّرات اور طریقوں میں علم لسانیات بعض دوسرے شعبوں پر بھی انحصار کرتا ہے۔ ایک بہت اہم اور بڑا حصّہ صوتیات کا بھی ہے، خاص طور پر اس قدیم شاخ کا جسے تَلفّظی صَوتیات (articulatory phonetics) کہا جاتا ہے۔ اس شاخ میں ان آوازوں کا مطالعہ جو کلام میں استعمال ہوتی ہیں اس حیثیت سے کیا جاتا ہے کہ وہ کس طرح انسانی آلاتِ صوت سے پیدا ہوتی ہیں۔ آوازوں سے بحث کرنے کے سلسلے میں ماہرینِ لسانیات کو اصطلاحات اور تدابیر کا بڑا حصّہ علم کی اسی شاخ سے بہم پہنچا ہے۔

ماہرینِ صوتیات کے سامنے کسی وقت خاص مقصد یہ تھا کہ وہ ہر آواز کی تفصیلی اور قطعی توضیح پیش کر سکیں۔ لیکن جیسے ہی اس میں پیش رفت ہوئی، یہ مترشح ہوگیا کہ یہ مقصد کبھی حاصل نہیں ہو سکتا۔ انسانی آلاتِ صوت لامتناہی آوازیں پیدا کرنے پر قادر ہیں۔ شناخت میں آنے والی تعداد پر اگر کوئی حد لگائی جا سکتی ہے تو وہ صرف مستعمل آلات کی ہو سکتی ہے۔ یہ بھی نہیں کہا جا سکتا کہ بعض آوازوں کو خارج از بحث قرار دے دیا جائے کہ یہ زبان میں استعمال نہیں ہوتیں اور اس طرح میدان کو محدود کر دیا جائے۔ یقیناً بعض آوازوں کا شاذ ہی استعمال ہوتا ہے لیکن کچھ زبانوں میں ایسی آوازیں استعمال ہوتی ہیں جو ہمارے محدود نقطۂ نظر سے بڑی عجیب معلوم ہوتی

ہیں۔ ماہرِ لسّانیات کو اس بات کے لیے تیار رہنا چاہیے کہ اسے زبان میں کوئی بھی آواز مل سکتی ہے۔ اسی لیے صوتیاتِ عامہ آوازوں کی اقسام اور آوازیں پیدا ہونے کے طریقوں کی مفصل توضیح کرتی ہے۔ ایک مقصد یہ ہوتا ہے کہ ایک ایسا ذریعہ ہاتھ آجائے جس سے بقدرِ ضرورت ہر آواز کی توضیح و تقسیم کی جا سکے۔ اس سے ماہرِ لسّانیات کو ایسا وسیلہ ہاتھ آجاتا ہے جس کے ذریعہ اپنے کام کے دوران وہ صوتی نظام سے عہدہ برآ ہو سکتا ہے۔

15.2 تکلم انسان کے نظامِ تنفّس کا ایک اتفاقی عمل ہے۔ بیشتر وقت ہوا خاموشی کے ساتھ پھیپھڑوں کے اندر اور باہر جاتی آتی رہتی ہے، کوئی محسوس آواز اسی وقت پیدا ہوتی ہے جب کوئی رکاوٹ ہو۔ تکلم یہ بھی چاہتا ہے کہ ان آواز پیدا کرنے والی رکاوٹوں پر آسانی سے اور موثر انداز میں قابو رکھا جا سکے۔ اس سے ماہرِ لسّانیات کی دل چسپی منہ، حلق اور حنجرہ کے اندر کی حرکات کے عمل تک محدود ہو جاتی ہے۔ ماہرینِ صوتیات و لسّانیات کی توجہ کا مرکز یہی حصّے رہے ہیں، تاہم یہ فراموش نہیں کرنا چاہیے کہ تکلم کے پیدا ہونے کی بنیادی توانائی سینہ کے عمل سے پیدا ہوتی ہے۔ اس لیے تکلم کے پیدا ہونے میں اس کا بھی ذرا سا مختلف مگر بہت اہم حصّہ ہے۔

کلامی آوازوں کی روایتی صوتی تقسیم بنیادی طور پر تین چیزوں پر منحصر ہوتی ہے۔ ان میں سے ہر ایک پر مناسب غور کیا جائے گا۔ (1) اگر ہو تو حنجرہ کا عمل جس کی تفہیم عام طور پر مسموع و غیر مسموع آوازوں کی دُہری تقسیم سے کی جاتی ہے۔ (2) منہ یا حلق کا وہ مقام جہاں سب سے زیادہ انقباض ہو جسے بالعموم مخرج (point of articulation) کہا جاتا ہے۔ (3) منہ یا حلق میں آواز میں ترمیم کرنے کا انداز جسے مخرج کی نوعیت (manner of articulation) کہا جاتا ہے۔ باوجود اس کے کہ ان تین سے بنیادی تقسیم ہو جاتی ہے، یہ تنہا لسّانیاتی کاموں کے لیے آوازوں کو صحت و قطعیت کے ساتھ پیش نہیں کر سکتیں۔ اس لیے اکثر مخرج کی کسی ثانوی خصوصیت کو بیان کرنا ہوتا ہے۔ یعنی کسی ایسی خصوصیت یا خصوصیات کا بیان کرنا ہوتا ہے جو ان تین صوتی حدود میں پیدا شدہ آواز میں قدرے ترمیم

کردیتی ہیں۔

15.3 حنجرہ سانس کی نالی کے اوپر ایک لچک دار بندھنوں کی ساخت ہے۔ کلام میں اس کی خاص اہمیت یہ ہے کہ اس میں صوت تانت ( vocal cords ) ہوتے ہیں جو لچک دار بافتوں کے دو بندھن ہیں جن میں سے گزرگاہ کے ہر دو طرف ایک ایک ہوتا ہے۔ ان کو کھولا جا سکتا ہے کہ کوئی رکاوٹ پیدا نہ ہو (جیسا سانس لینے کی صورت میں ہوتا ہے) مکمل طور پر یا جزوی طور پر بند کیا جا سکتا ہے جس سے مختلف قسم کی قابلِ سماعت آوازیں پیدا ہوتی ہیں۔ چوں کہ یہ لچک دار ہوتے ہیں ان کو قریب لاکر ہوا گزارنے سے ان میں ارتعاش پیدا کیا جا سکتا ہے۔ نتیجہ میں جو آواز پیدا ہوتی ہے اسے مسموعیت کہا جاتا ہے۔ اگرچہ مسموعیت بعض دوسرے لچک دار اعضائے سے بھی پیدا کی جا سکتی ہے لیکن ان صوت تانتوں سے پیدا شدہ مسموعیت سب سے زیادہ اہم ہے اور غیر مشروط طور پر اسے "مسموعیت" کہا جاتا ہے۔ مسموعیت کی خصوصیت ـــــ مقررہ سُر ( pitch ) بھی متعین ہوتی ہے جسے ان تانتوں کے تناؤ میں ہم آہنگی پیدا کر کے قابو میں رکھا جاتا ہے۔ بہت سی کلامی آوازیں بنیادی طور پر مسموع حلقی ہوتی ہیں جن میں حنجرہ سے اوپر ہی سانس کی گزرگاہ کی شکلوں سے مختلف طور پر ترمیم کر لی جاتی ہے۔

ہَوا کے تنگ شگاف سے ہُوا کے گزرنے سے ایک اور بنیادی قسم کی آواز پیدا ہوتی ہے جسے رگڑ یا صفیر کہا جاتا ہے۔ رگڑ مسموعیت سے الگ ہوتی ہے کہ اس میں کوئی متعینہ زور نہیں ہوتا۔ اگر صوت تانت نامکمل طور پر بند ہوں تو حلقی رگڑ پیدا ہوگی۔ یہاں مسموعیت کی جگہ پھسپھساہٹ whisper لے لیتی ہے۔ پھسپھساہٹ کی اصل کیفیت بالائی گزرگاہ کی شکل سے متعین ہوتی ہے، اس کا طریقہ بھی مسموع آوازوں کے کنٹرول سے ملتا جلتا ہوتا ہے۔ کوئی بھی حلقی آواز منہ اور گلے کے اعضائے صوت کی شکل سے پیدا ہونے والی ترمیم سے نہیں بچ سکتی۔

تاہم روایتی طور پر آوازوں کی اقسام کی فہرست میں تین حلقی آوازوں کو رکھا جاتا ہے جن میں سے ہر ایک کی صوتی علامتیں مقرر ہیں — [h ɦ ʔ] ان کو محیط علامتیں کہا جا سکتا ہے جو ایسے مقامات پر مفید ہو سکتی ہیں جہاں مزید ترمیمات کے

محسوس کرنے کی ضرورت نہ ہو۔

حلقی بندشیہ glottal stop [ʔ] صوت تانتوں کو بند کرنے، کھولنے یا بند کرنے اور کھولنے سے پیدا ہوتا ہے۔ درحقیقت یہ ممکن نہیں ہے کہ ساخت کی نوعیت کے اعتبار سے کوئی دوسری مسموع بندشی آواز حلقی مسموع بندشی آواز سے مشابہ ہو۔ حلقی بندشیوں کے ساتھ اکثر اور تلفظ بھی مل جاتے ہیں جن سے حلقیائی آوازیں (glottalized sounds) پیدا ہوتی ہیں۔ ان میں سب سے زیادہ عام حلقیائی بندشیے ہیں "glottal fricatives," لیکن حلقیائی صفیریے (glottalized fricatives) اور لگ دار آوازیں بھی آتی ہیں۔

روا جاً [h] اور [ɦ] کو بالترتیب غیر مسموع اور مسموع "حلقی صفیری" کہا جاتا ہے [h] کے بارے میں یہ توضیح کافی ہے کیوں کہ اس کی ادائیگی کا عمل ایسا ہی ہے جیسا [f θ s x] وغیرہ کا۔ لیکن جہاں تک [ɦ] کا تعلق ہے یہ نام صرف سہولت ہی کی خاطر کہا جاسکتا ہے کیوں کہ اس کی ادائیگی میں [v ð z ɣ] جیسا عمل ناممکن ہے۔ چونکہ مسموعیت سے [ɦ] کے مقام تک پہنچنے میں یا اس کے برعکس عمل میں صوت تانتوں میں تناؤ یا ڈھیلا پن پیدا ہوتا ہے اس لیے [h] کی ادائیگی میں مسموعیت کے زور میں سریع تبدیلی ہوتی ہے۔ زور کی تبدیلی اس سرعت سے ہوتی ہے کہ سماعت کی گرفت میں نہیں آتی بلکہ [h] جیسا ہی سمعی تاثر پیدا ہوتا ہے۔

چوں کہ [h] یا [ɦ] کے تلفظ میں منہ کی حالت ایسی ہوتی ہے کہ کوئی بھی آواز پیدا کی جاسکے اس لیے ان میں متعدد انواع شامل تصوّر کی جاسکتی ہیں جن میں سے ہر ایک کو کسی مصوتہ یا اس مخرج سے جو بھی کلامی آواز متعیّن ہوسکے اس کی ایک قسم تصوّر کیا جاسکتا ہے۔

صوت تانتوں میں دیگر انداز کے انضباط سے چیخ جیسی یا مصنوعی قسم کی یا دوسری غیر اہم قسم کی آوازیں پیدا ہوسکتی ہیں۔ ان کے عمل کو ابھی پورے طور پر نہیں سمجھا جاسکا اور ان کی لسانیاتی اہمیت بھی نہیں ہے۔ ذیل کی شکلوں میں صوت تانتوں کو ان کی چار اہم حالتوں میں دیکھا جاسکتا ہے:

**15.4** ہوا کی گزرگاہ کو جزوی یا کامل طور پر روکا جا سکتا یا مختلف اعضا کے ذریعہ اس کی شکل میں ترمیم کی جا سکتی ہے۔ رکاوٹ اکثر دو اعضا سے ہوتی ہے جن میں سے ایک متحرک ہوتا ہے جو دوسرے غیر متحرک تک پہنچتا ہے۔

سقف دہن کو چار حصّوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ سامنے کے دانتوں کے عین پیچھے لثہ (=مسوڑھے) (alveolae) ہیں یعنی سقف دہن کا وہ حصّہ جو ذرا ابھرا ہوتا ہے۔ مسوڑھوں کے پیچھے حنک (=سخت تالو palate) ہے جو دیگر بافتوں سے ڈھکا ہوا ہڈیوں کا ڈھانچہ ہے۔ یہ غیر متحرک ہوتا ہے۔ تالو کے پیچھے غشا (=تالو کا نرم حصّہ) (velum) ہے۔ یہ عضلاتی حصّہ ہے اور متحرک ہے۔ ناک کے راستہ کو بند کرنے کے لیے اسے اوپر اٹھایا جا سکتا ہے۔ اسے غشائی (velar) بند کے مقابلہ میں نالانفی (velic) بند کہا جاتا ہے۔ اوّل الذکر میں نرم تالو کے پچھلے حصّہ کے ساتھ زبان ملا کر منہ کی گزرگاہ کو بند کرنا ہوتا ہے۔ لہات (uvula) نرم تالو کے آخری کنارے سے لٹکتا ہوا نرم حصّہ ہے۔

مسوڑھوں اور سخت تالو کے گرد دانت ہیں۔ بہت سے تلفّظوں میں زبان کے کنارے داڑھوں کے ساتھ مل کر منہ کی گزرگاہ کو دونوں طرف سے بند کر دیتے ہیں۔

تاہم اس میں آزادانہ تبدیلیاں نہیں ہوتیں۔ بلکہ زبان کی اونچائی سے اس کا تعلق معلوم ہوتا ہے جس سے صوتیات میں داڑھوں کی کوئی اہمیت نہیں رہ جاتی۔ جب بغیر کسی تخصیص کے دانت کا ذکر کیا جاتا ہے تو اوپر کے سامنے والے دانت مراد ہوتے ہیں۔ نیچے کے دانتوں کی بھی کچھ خاص اہمیت نہیں، تاہم تکلّم میں ان کا کچھ حصّہ ہوتا ہے۔

زبان کو بآسانی چار حصّوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے نوک ( apex ) وہ حصّہ ہے جو سکون کی حالت میں مسوڑھوں سے ملا رہتا ہے؛ یہ دانت لثہ (مسوڑھے) اور حنک (سخت تالو) سے مل کر تلفّظ کر سکتا ہے۔ اگلا ( front ) وہ حصّہ ہے جو تالو کے اگلے حصّہ کے مقابل رہتا ہے۔ اس کے مسوڑھے، سخت تالو اور نرم تالو کے ساتھ ملنے سے تلفّظ ہوتا ہے۔ پچھلا ( back or dorsum ) وہ حصّہ ہے جو غشا یا نرم تالو کے مقابل رہتا ہے۔ یہ سخت تالو کے آخری حصّے، غشا یا لہات کے ساتھ مل کر تلفّظ کر سکتا ہے۔ زبان کی جڑ حلق کی اگلی دیوار ہے۔ تلفّظ کرنے والے اعضا میں اگرچہ اس کا شمار نہیں ہوتا لیکن زبان کا یہ حصّہ آوازوں کے بننے میں حلق کی شکل کے سائز کو بدلنے میں مدد دیتا ہے۔

دونوں لب متحرک ہیں اور تکلّم میں بہت اہمیت کے مالک۔ تاہم نچلا لب زیادہ نرم اور لچکدار ہے اور مختلف طرح استعمال ہوتا ہے۔ اس لیے جب بغیر تخصیص کے کہا جائے تو لب سے مراد نچلا لب ہوتا ہے۔ یہ اوپر کے لب اور دانت کے ساتھ مل کر تلفّظ کر سکتا ہے۔ لبوں کا پھیلنا، گول ہونا یا آگے کو نکلنا ثانوی مخارج میں بڑی اہمیت رکھتے ہیں۔ چوں کہ لب آنکھوں کے سامنے ہوتے ہیں اس لیے ان کا بصری مشاہدہ ہونا چاہیے۔ اور دوسرے محسوس خصائص کا بھی۔ صوتیات کے طالب علموں کی عام لغزش یہ ہوتی ہے کہ وہ آوازوں کے بننے میں بصری شہادت کو نظر انداز کر دیتے ہیں۔

15.5 اعضائے تلفّظ articulators
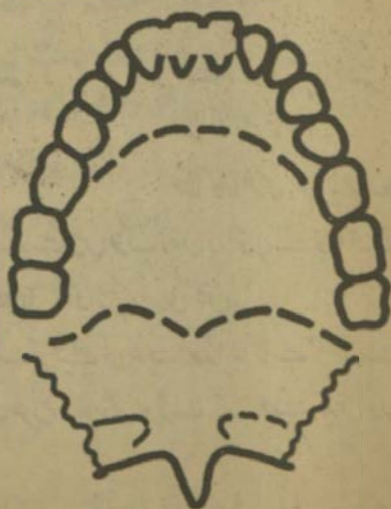
کو دو دو کے جوڑوں میں لے کر مخارج کا تعین ہوتا ہے۔ اگرچہ ان کے بیچ بیچ میں اور بھی مخارج مل جاتے ہیں۔ لیکن ذیل کی اصطلاحیں اکثر لسانیاتی مقاصد کے لیے آوازوں کی قطعیت کے ساتھ تقسیم کرتی ہیں:

| | تحتانی اعضائے تلفظ<br>Lower Articulator | فوقانی اعضائے تلفظ<br>Upper Articulator |
|---|---|---|
| **لبی** | | |
| دولبی | لب (نچلا) | اوپری لب |
| لب دندانی | لب (نچلا) | دانت (اوپری) |
| **نوکیلی** | | |
| دندانی | نوکِ زبان | دانت (اوپری) |
| لثوی | " | مسوڑھے |
| معکوسی | " | سخت تالو (حنک) |
| **اگلے** (زبان سے متعلق) | | |
| لثوی حنکی | زبان کا اگلا حصّہ | مسوڑھے اور سخت تالو کا اگلا حصّہ |
| فعل حنکی | " | سخت تالو کا اگلا حصّہ |
| **پچھلے** (زبان سے متعلق) | | |
| حنکی | زبان کا پچھلا حصّہ | سخت تالو کا پچھلا حصّہ |
| غشائی | " | غشا (نرم تالو) |
| لہاتی | " | غشا کا آخری سرا یا لہات |

دندانی آوازوں کی دو شکلیں جن کے بننے میں نوکِ زبان دانتوں سے ذرا آگے نکل جاتی ہے۔ بین دندانی ( interdental ) آوازیں کہلاتی ہیں۔

معکوسی آوازوں میں زبان کی نوک کو پیچھے کی طرف موڑا جاتا ہے جس سے بندش پیچھے ہٹ کر تالو پر ہوتی ہے۔ اس طرح زبان کو موڑنے کے باعث بندش نوک کے نچلے حصے سے پیدا ہوتی ہے۔

لثث تالوی آوازیں جیسا کہ اصطلاح سے ظاہر ہوتا ہے۔ لثوی اور حنکی تالوی کے

درمیان کی آوازیں ہیں۔ مسوڑھے (یا شاید ان کا پچھلا حصہ) اور تالو (حنک) دونوں ہی اس میں شامل ہوتے ہیں۔ لث تالوی یا حنکی آوازوں میں نوک زبان کا عمل نہیں ہوتا اسے نیچے ہی رکھا جاتا ہے۔ ذرا سی توجہ سے ان غلطیوں سے بچا جا سکتا ہے جو اکثر امریکی لوگ ان آوازوں کے بارے میں کرتے ہیں یعنی ان کی جگہ لثوی آواز جس کے بعد [y] آتا ہو رکھ دینے کا رجحان۔

لہاتی آوازوں میں مخرج انتہائی پیچھے چلا جاتا ہے۔ امریکی انگریزی کی غشائی آوازیں تالوئی سے غشائی تک درمیان ہوتی ہیں۔ قبل تالوی اور لہاتی آوازوں کو عام امریکی تلفظ میں غشائی کی مختلف صورتوں کی حدود سے باہر تصور کیا جا سکتا ہے۔

لب غشائی بندشیوں میں بندش بیک وقت دو مقامات پر ہوتی ہے۔ دولبی اور غشائی۔ اکثر ان آوازوں کو دُہری ترسیم (digraphs) سے دکھایا جاتا ہے۔ [kp] اور [gb] ان میں یہ نہیں کہا جا سکتا کہ یہ [k] کے بعد [p]، یا [g] کے بعد [b] ہیں بلکہ ایک معنی میں دونوں بندشی آوازیں ایک ساتھ بولی گئی ہوں۔

**15.6** آواز کی تین عام بنیادی قسمیں ہیں: بندشی، صفیری اور گمک دار۔ تکلمی آوازوں کی کثیر تعداد انہیں میں سے کسی نہ کسی ایک کے ذیل میں آجاتی ہے۔

کسی بھی آواز میں ہوا کی گزرگاہ اور جوف (cavities) کی شکل سے ترمیم کی جا سکتی ہے۔ مثلاً اگر صوت تانتوں سے مسموعیت پیدا ہو تو بہ مطابق اس کے کہ دہنی گزرگاہ، انفی گزرگاہ یا دونوں کھلے ہیں اور دہنی گزرگاہ کی شکل کیا ہے؟ آواز میں فرق پیدا ہو جائے گا۔ (انفی گزرگاہ کی شکل میں کوئی تبدیلی نہیں کی جا سکتی۔) اس طرح مسموع گمک دار آوازوں کی متعدد اقسام بن جاتی ہیں۔ گمک دار ایسی آوازیں ہیں جن میں منہ اور ناک کا کام صرف یہ ہے کہ حنجرہ میں پیدا ہونے والی آوازوں میں ترمیم کر دے۔ یعنی منہ میں ایسی کوئی رکاوٹ نہیں ہوتی جس سے رگڑ یا کوئی اور محسوس آواز پیدا ہو ——— مسموع گمک دار آوازیں غیر مسموع گمک دار آوازوں سے زیادہ عام ہیں۔ موخرالذکر میں حنجرہ میں یا اس کے قریب پیدا شدہ آواز کے علاوہ بھی کوئی آواز ہونی چاہیے۔ یہ عموماً صوت تانتوں کے جزوی تناؤ پر ایک کمزور سی رگڑ ہوتی ہے۔ غیر مسموع گمک دار آوازیں اکثر فونیمیاتی اعتبار سے ایک

دوسرے سے ممتاز بھی نہیں ہوتیں اور اس لیے عموماً انہیں مجموعی طور پر حلقی صفیری آواز کے ذیل میں رکھا جاتا ہے۔

اگر کوئی تناؤ ایسا ہو جس سے منہ میں کسی جگہ رگڑ پیدا ہو تو پیدا ہونے والی آواز صفیری ہوتی ہے۔ ساتھ ہی تانتوں میں مسموعیت بھی ہو سکتی ہے۔ اس صورت میں آواز مسموع صفیری ہوگی۔ یا تانت بے حرکت ہو سکتے ہیں اس صورت میں آواز غیر مسموع صفیری ہوگی۔

بندشی آوازیں مکمل بند سے پیدا ہوتی ہیں۔ تاہم طویل بند سے کوئی آواز پیدا نہیں ہوتی۔ بند ہونے یا کھلنے یا دونوں عمل ہونے یا بند کے دوران حلقی حرکت (جو دیر تک جاری نہیں رہ سکتی) سے ہی وہ آوازیں پیدا ہوتی ہیں جنہیں بندشی کہا جاتا ہے۔ اس لیے یہ بنیادی طور پر گمک دار اور صفیری آوازوں سے مختلف ہوتی ہیں اور انہیں زیادہ طویل نہیں کیا جا سکتا۔

15.7 صفیری آوازوں میں صرف (مخرج پر) تناؤ سے ہی نہیں بلکہ اس کی شکل سے بھی فرق پیدا ہوتا ہے۔ آئندہ صفحات ( 17-15 کے اختتام پر) نقشہ میں تین قسمیں دکھائی گئی ہیں۔ درز دار صفیریوں ( slit fricatives ) میں درز افقی سمت نسبتاً چوڑی اور عمودی سمت میں کم گہری ہوتی ہے۔ زبان (اگر اس کا عمل ہے) نسبتاً چپٹی رہتی ہے۔ نالی دار صفیریوں ( groove fricatives ) میں زبان کناروں کے ابھار سے کم و بیش نالی کی سی شکل اختیار کر لیتی ہے۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ درز افقی سمت میں اور زیادہ تنگ لیکن عمودی سمت میں زیادہ گہری ہو جاتی ہے۔ تمام نالی دار صفیری آوازوں میں کچھ نہ کچھ [s] جیسی کیفیت رہتی ہے اور اسی باعث کبھی انہیں سینیہ ( sibilants ) بھی کہا جاتا ہے۔ ان دونوں صورتوں میں درز درمیان میں ہوتی ہے یعنی اس میں منہ کا درمیانی خط شامل رہتا ہے۔ پہلوئی صفیری ( lateral fricative ) آوازوں میں درز منہ میں صرف ایک جانب ہوتی ہے یا دونوں جانب بھی ہو تو درمیانی خط پر بند ہوتا ہے۔ ان اقسام کا فرق ذیل کی تصویر سے دکھایا جا سکتا ہے جس میں سقف دہن کا وہ حصہ ظاہر کیا گیا ہے جس سے [s]، [θ] اور [ɬ] کی ادائیگی میں زبان ملتی ہے۔ بعض اور قسمیں نیز

انہیں کے درمیانی درجے بھی ممکن ہیں :

لثوی پہلوئی صفیری آواز
[ɬ]

لثوی نالی دار صفیری
[s]

دندانی درز دار صفیری
[θ]

15.8 بندشیوں کی متعدد قسمیں ہیں جنہیں الگ الگ پہچانا جا سکتا ہے۔ بعض کی ادائیگی کا عمل ذرا پیچیدہ ہے۔ بندشی آوازوں کی مندرجہ ذیل توضیح صرف ابتدائی مدارج تک ہی محدود رکھی گئی ہے۔ (آخری مدارج کو بھی انہیں پر قیاس کیا جا سکتا ہے لیکن فرق فونیمی اعتبار سے غیر اہم ہیں) اور یہ فرض کیا گیا ہے کہ بندشی آواز کے بعد مصوتہ [a] آئے گا۔

بندشی مسموع آواز ( voiced stop ) وہ ہے جس میں بندش کے کھلنے سے پہلے صوت تانت مسموعیت کی حالت میں ہوں۔ جیسے ہی ہوا کا ریلا چلتا ہے۔ مسموعیت شروع ہو جاتی ہے۔ اس میں اور کھلنے کے درمیان مختصر سا وقفہ ہو سکتا ہے تاکہ اگر اسے زیادہ دیر نہ روکا جا سکے تب بھی مسموعیت بندشی آواز کے دوران جاری رہے۔ غیر مسموع بندشی آواز (voiceless stop) وہ ہے جس میں ہوا گزرنے کے وقت تانت ڈھیلے رہیں تاکہ مسموعیت کا آغاز موخر ہو جائے۔ اس تاخیر کی طوالت سے مصمتہ کی محسوس کیفیت میں فرق آ سکتا ہے۔ ہوا کا دباؤ جو بعد میں آنے والے مصوتہ کی مسموعیت پیدا کرنے کے لیے ضروری ہے، بندش کے کھلنے اور صوت تانتوں کے بند ہونے کے وقفے کے درمیان ہوا کی ایک پھنکار پیدا کر دیتا ہے۔ نتیجہ میں غیر مسموع ہکار بندشی آوازیں حاصل ہوتی ہیں۔ چوں کہ یہ پھنکار (ہکاریت) بالعموم حلقی رگڑ کے ساتھ ہوتی ہے اسے [h] سے دکھایا جا سکتا ہے اور اس زنجیرہ کو [tha] یا [tʰa] سے۔

اگر ہوا کا دباؤ صوت تانتوں کے مسموعیت کی حالت میں آنے تک قائم نہ ہو سکے تو ہوا کی پھنکار نہ ہوگی۔ ایسی بندشی آواز غیر مسموع غیر ہکار بندشی آواز ہوگی یا

سادہ بندشی آواز۔ غیر ہکاری بندشی آواز میں جب عدم ہکاریت کا اظہار مقصود ہو تو یہ [t⁼] وغیرہ سے ظاہر کی جاسکتی ہیں۔ ہکاریت ایک اضافی کیفیت ہے۔ درمیانی درجے بھی ممکن ہیں۔ ہکار اور غیر ہکار کی اصطلاحوں سے مراد یہ ہے کہ صرف دو صورتیں اہم ہیں۔ بعض لسّانیاتی مقاصد کے لیے اور زیادہ تعیّن ضروری ہوتی ہے۔

منہ کے سامنے پتلے کاغذ کا ایک ٹکڑا لاکر ہکاریت کو محسوس کیا جاسکتا ہے۔ اگر ہکاریت ہوگی تو ٹکڑا باہر کی طرف اڑے گا۔ ٹکڑا اس طرح رہنا چاہیے کہ مناسب درجہ کی لچک باقی رہے۔ ہکاریت کو کبھی ہاتھ کی پشت پر بھی محسوس کیا جاسکتا ہے۔ یہ طریقے اس حقیقت پر مبنی ہیں کہ ہکاریت میں سانس کی پھنکار شامل ہوتی ہے لیکن بالعموم اس کا سمعی تاثر سے قریبی تعلق ہوتا ہے۔

مسموع ہکار بندشی آوازیں غیر مسموع ہکار کے مقابلے میں بہت کم یاب ہیں۔ واشدگی کے وقت مسموعیت یا اسی قسم کی کوئی آواز ہونی چاہیے جس کے فوراً بعد ہوا کی پھنکار ہو۔ سمعی طور پر یہ [ɦ] کے مشابہ ہوگا۔ زنجیرہ [tha] سے [dɦa] اس طور پر مختلف ہے کہ اس میں مسموعیت یا شروع سے آخر تک شدید حلقی رگڑ ہوتی ہے۔

15.9 بندشی اور کبھی دوسری قسم کی آوازوں کو تلفّظ کی طاقت کی بنیاد پر بھی تقسیم کیا جاسکتا ہے۔ قوی ( Fortis ) آوازیں وہ ہیں جو نسبتاً شدید تلفّظ کے ساتھ ادا ہوتی ہیں اور ضعیف ( lenis ) نسبتاً کمزور تلفّظ سے۔ مسموعیت، ہکاریت اور تلفّظ کی طاقت کو مختلف طور پر جوڑا جاسکتا ہے۔ انگریزی میں /p t k/ بالعموم قوی، غیر مسموع اور ہکار ہوتی ہیں اور /b d g/ بالعموم ضعیف ( lenis ) مسموع اور غیر ہکار۔ تینوں متبادلات اضافی ہیں اور بہت سے درمیانی درجے بھی ہوتے ہیں۔ علاوہ ازیں کسی بھی گروہ کے بعض ذیلی فونیم (allophones) مختلف ترکیبوں میں بھی آتے ہیں۔

بندشی آوازوں کو حلقی بند کے ساتھ ادا کیا جاسکتا ہے۔ ایسی آوازوں کو حلقیائی ( glottalized ) کہا جاتا ہے۔ حلقیائی بندشیے عموماً بہت قوی ہوتے ہیں اور حلقی میلان (Affricated stops) کو اکثر ضعیف کے مقابلہ میں قوی ہونے کی انتہا تصوّر کیا جاتا ہے۔ تاہم بعض زبانوں میں حلقیائی ضعیف آوازیں بھی آتی ہیں۔

15.10 نیم سفیری بندشی ( Affricated stops ) یا نیم صفیری (affricates) آوازیں نسبتاً آہستہ واشدگی سے پیدا ہوتی ہیں۔ سادی بندشی آوازیں نسبتاً تیز تر واشدگی سے۔ بندشی آواز نکلنے کے ساتھ ہی اس کے مخرج سے ہٹنا ضروری ہوتا ہے، اگر اس پر ٹھہرا جائے گا تو ایک خاص قسم کی صفیری آواز پیدا ہوگی۔ تلفظ کاروں ( articulators ) کے اس حالت سے گزرنے کے وقفہ میں رگڑ پیدا ہوتی ہے اور یہ ایسا سمعی تاثر پیدا کرتی ہے جسے بندشی آواز کے طور پر سنا جا سکتا ہے۔ نیم صفیری اور بندشی آوازوں میں رگڑ کے اس عنصر کے نمایاں ہونے کا فرق ہوتا ہے۔ نیم صفیری آواز بعض اعتبارات سے بندشی آواز ہوتی ہے جس میں ہم مخرج صفیری آواز مل گئی ہو۔ یہ سننے والے کے صوتی میلانات پر منحصر ہوتا ہے کہ اسے مفرد آواز کے طور پر سنا جاتا ہے یا خوشہ کے طور پر۔

15.11 نیم صفیری آوازوں کی بھی اتنی ہی قسمیں ہیں جتنی صفیری آوازوں کی۔ نقشہ میں صرف دو ظاہر کی گئی ہیں۔ وسطی اور پہلوئی۔ دندانی، لثوی اور لث تالوی وسطی نیم صفیری آوازیں بالعموم نالی دار ہوتی ہیں = [č] [dž] = [ǰ] [ts] = [¢], [tš] درز دار نیم صفیری آوازیں جیسے [tθ] اور [pf] بھی آتی ہیں۔ اگرچہ یہ نقشہ میں نہیں دکھائی گئی ہیں۔ پہلوئی نیم صفیری آوازیں = [ƛ] [tl] اور [dl] = [ƛ] ہیں۔ انہیں پہلوئی واگزاشت بندشیے ( laterally released stops ) کہا جا سکتا ہے۔ کیوں کہ [t] اور [ƛ] کا فرق رفتار کے اختلاف کے علاوہ اس حقیقت پر بھی منحصر ہے کہ موخر الذکر کی خلاصی درمیان سے پہلے اطراف پر واگزار ہوتی ہے۔

15.12 چوں کہ نیم صفیری آواز اور خوشہ میں صرف فونیمیاتی اعتبار سے فرق ہوتا ہے۔ اس لیے یہ تصور ہو سکتا ہے کہ صوتیات میں نیم صفیری آوازوں کا ذکر صوتی اور فونیمیاتی حقائق کو گڈمڈ کر دیتا ہے۔ کسی حد تک یہ ہے بھی ٹھیک لیکن اس سے زیادہ نہیں جتنا کہ قطعات کو زنجیروں کے کسی بھی صوتی مطالعہ میں ہو سکتا ہے۔ تکلم کی تقطیع پر فونیمیاتی سانچوں کا گہرا اثر ہوتا ہے۔ بالعموم جس انداز سے قطع کاری کرتے ہیں اس کی کوئی صوتی بنیاد نہیں ہوتی۔

علاوہ ازیں انسانی سماعت کچھ اس قسم کی ہے کہ قطعات کے زنجیروں کی حیثیت سے تکلّم کا تاثر فونیمیائی ہی ہوتا ہے۔ بست ترین نیم صفیری آواز میں بھی صفیری عنصر اتنا کم ہوتا ہے کہ اسے الگ سننا مشکل ہے۔ پورا زنجیرہ ایک سمیعیاتی تاثر بن کر سننے میں آتا ہے۔ فونیمیائی سانچوں کی بنیاد پر اسے ایک یا دو آوازیں بتایا جاتا ہے۔ یہ بات صرف نیم صفیری آوازوں کے ساتھ ہی نہیں؛ ہکار بندشی آوازوں کے ساتھ بھی یہ بات اتنی ہی درست ہے۔ یہ بات مصمتی خوشوں کے ساتھ بھی درست ہے یا مصمتہ اور مصوتہ کے زنجیرے کے ساتھ بھی۔ آواز کی مختصر ترین صورت جسے الگ سنا جا سکتا ہے۔ ان قطعات سے طویل تر ہوتی ہے جو معمولی تکلّم میں آوازوں کی حیثیت سے سُنے جا سکتے ہیں۔ سننے میں جو کچھ آتا ہے وہ آواز کے زنجیرے ہوتے ہیں جن میں سے ہر ایک اپنے برابر والے سے منسلک رہتا ہے۔ آواز کی رَو کو الگ الگ اجزا میں تقسیم کرنا محض توجیہ کا کام ہے جن آوازوں کی (مثلاً نیم صفیری) تقطیع مختلف زبانوں میں بین طور پر مختلف ہوتی ہے اور جن آوازوں کی توجیہ بہت سی زبانوں میں یکساں ہوتی ہے۔ ان دونوں کے درمیان کوئی بنیادی فرق نہیں۔

15.13 بندشی آوازوں کی واگزاری کی متبادل صورتوں کا مقابلہ بند کے انداز کی متبادل صورتوں سے کیا جا سکتا ہے۔ بعض زبانوں میں ماقبل ہکاری بندشی آوازیں ہوتی ہیں۔ شاید ان سے زیادہ عام ماقبل انفی بندشی آوازیں ہیں۔ ان میں دہنی بند تالانفی بند سے ذرا پہلے ہوتا ہے۔ نتیجہ میں امریکی لوگ گاہے یہ اثر لیتے ہیں کہ بندشی آواز سے پہلے ہم مخرج انفی آواز ہے۔ مثلاً [ᵐb]; [ⁿt] وغیرہ۔ واگزاری کی دوسری اقسام کی طرح ان آوازوں کے مفرد یا خوشہ ہونے کا فیصلہ بھی زبان کے فونیمیاتی سانچہ پر منحصر ہے۔

15.14 دروکشیدہ بندشیوں ( Implosive stops ) کے بلنے میں صوت تانتوں کو بند کر کے ہوا کو حلق میں اندر کھینچ لیا جاتا ہے۔ حنجرہ کو نیچے گرایا جاتا ہے جس سے اس کے اوپر خلا پیدا ہو جائے۔ جب بندشی آواز کو واگزار کیا جاتا ہے تو ہوا قدرے اندر کی طرف جاتی ہے۔ لبوں کے سامنے ایک کاغذ کر کے اسے دکھایا جا سکتا

ہے۔لیکن اس کا اثر اکثر بہت خفیف ہوتا ہے۔مسموع درکشیدہ آوازیں Voiced ) implosives ( تانتوں کے نامکمل بند سے بنتی ہیں۔اس صورت میں ہوسکتا ہے کہ واگزار ہونے پر ہوا بالکل اندر نہ جائے کیوں کہ منہ اور گلے کا خلا مسموعیت پیدا ہونے میں کام آچکا ہوتا ہے۔

15.15 گمک دار آوازیں ( Resonants ) وہ ہیں جن میں منہ اور ناک کا عمل صرف یہ ہوتا ہے کہ وہ گمک پیدا کرے اس آواز میں ترمیم کردے جو حنجرہ میں پہلے بن چکی ہے۔یعنی منہ میں کوئی ایسا انضباض نہیں ہوتا جس سے رگڑ پیدا ہوسکے۔ حنجرہ سے باہر کی طرف ہوا کا گزر بے روک ٹوک ہونا چاہیے۔ یہ منہ کے راستے بھی ہوسکتا ہے، ناک کے راستے بھی اور دونوں سے بھی۔اگر صرف ناک کھلی ہو تو آواز انفی ( nasal ) ہوگی۔منہ اس صورت میں بے حس و حرکت جوف ہوتا ہے لیکن اس کی شکل اور وسعت گمک پر اثر انداز ہوتی ہے۔ انفی آوازوں کی بہترین تقسیم منہ کے بند کی حالت کی بنیاد پر کی جاسکتی ہے۔انفی آواز ان تمام مخارج سے ممکن ہے جن سے بندشی آواز پیدا ہوتی ہے، بشرطیکہ بند اتنا آگے بڑھ کر ہو کہ تالا انفی راستہ کھلا رہے۔

اگر ناک اور منہ دونوں کے راستے کھلے رہیں تو آواز مغنونہ (nasalized) ہوگی۔ جدول میں یہ قسم شامل نہیں کیوں کہ ان آوازوں کو بآسانی دہنی آوازوں کی ترمیم شدہ شکل سمجھا جاسکتا ہے۔ان کی علامت [~] ہوتی ہے جسے دہنی آواز کی علامت کے اوپر لکھا جاتا ہے۔کسی دہنی گمک دار آواز کو بآسانی انفیایا جاسکتا ہے۔دہنی صفیری آوازیں گاہے انفیائی جاتی ہیں لیکن بندشی آوازیں نہیں انفیائی جاسکتیں کہ انفی راستہ کی واشدگی سے آواز بندشی ہونے سے محروم ہوجائے گی۔

15.16 اگر صرف منہ کھلا ہو تو آواز دہنی گمک دار ( oral resonant ) ہوگی۔ انہیں وسطی ( median ) اور پہلوئی ( lateral ) میں تقسیم کیا جاسکتا ہے پہلوئی گمک دار آوازیں وسطی خط پر اور عموماً ایک جانب بند ہوتی ہیں، دوسری طرف اتنی کھلی رہتی ہے کہ کوئی رگڑ پیدا نہیں ہوتی۔ امریکی لوگوں کے کانوں کے لیے اکثر پہلوئی آوازیں [l] جیسی خصوصیت رکھتی ہیں، اگرچہ کچھ زبانوں میں اور

متضاد پہلوئی آوازیں بھی ہو سکتی ہیں۔

وسطی گمک دار آوازوں ( Median resonants ) میں اکثر مصوتے اور مصوتوں جیسے مصمتے شامل ہوتے ہیں۔ موخرالذکر کو عام طور پر نیم مصوتے ( semi-vowels ) کہا جاتا ہے۔ وسطی گمک دار آوازوں کو مصمتہ تصوّر کیا جائے یا مصوتہ، کسی بھی زبان میں صوتی کیفیت سے زیادہ فونیمیاتی عمل کا معاملہ ہے۔ تین جو مصمتوں کی جدول میں دکھائے گئے ہیں وہ وہ ہیں جو انگریزی کے مصمتی نظام میں شامل ہیں۔ انہیں عام مصمتی جدول میں شامل کرنے کی تائید میں صرف روایت اور انگریزی پس منظر ہی کو پیش کیا جا سکتا ہے۔ انگریزی /y/ کوئی بھی وسطی یا اونچی حنکی ( تالوی ) گمک دار آواز ہے جو مصمتہ کا کام کرتی ہے، /w/ کوئی بھی وسطی یا اونچی غشائی آواز ہے جس میں شدید یا خفیف طور پر ہونٹ گول ہو جاتے ہیں اور جو مصمتہ کا کام کرتی ہے۔ /r/ بہت سی بولیوں میں کوئی بھی وسطی گمک دار آواز ہے جس میں نوکِ زبان الٹ جاتی ہے۔ ان کے متعدد ذیلی فونیموں اور مصمتوں کے فونیمی مسئلہ کے باعث ان تینوں کی صوتیاتی توضیح مشکل ہے۔ ان کے بارے میں ہمارے خیال میں مصوتی تضاد (جو صوتیاتی اعتبار سے غیر متعلق ہے) بہت اہمیت رکھتا ہے۔

15.17 وسطی گمک دار آوازوں پر مصوتوں کی حیثیت سے بحث شروع کرنے سے پیشتر یہ مناسب ہوگا کہ مصمتوں کی توضیح کو خلاصہ کے طور پر ایک ایسی جدول میں دکھایا جائے جس میں وہ تمام آوازیں شامل ہوں جن کی تقسیم کے سلسلے میں پچھلی متعدد شقوں میں بحث کی گئی ہے۔ یہ جدول ایسی فہرست نہیں جس میں تمام ممکن مصمتی آوازیں، یا صرف وہ جو کہ زبانوں میں استعمال ہوتی ہیں شامل ہوں۔ ایسی فہرست بنانا آسان نہیں ہے۔ اور اگر بن بھی جائے تو شاید بہت مفید نہیں ہوگی۔ یہ ایک خاکہ ہے جس میں خالی جگہیں ممکن آوازوں کی قائم مقام ہیں۔ یہ بھی اس معنی میں مکمّل نہیں کہ آوازوں کی اور بہت قسمیں نیز دوسرے تلفّظ ممکن ہیں۔

مثلاً چٹکار ( clicks ) آوازوں کے پورے نظام کو چھوڑ دیا گیا ہے۔ یہ منہ کو راستے کو آگے اور پیچھے بند کر کے، زبان کو نیچے کی طرف دبا کر جس سے کہ خلا پیدا ہو جائے اور کسی مقام پر واگزار کر کے پیدا کی جاتی ہیں۔ ان میں سب سے

زیادہ عام دندانی بندشی جیسی، لثوی صفیری جیسی اور پہلوئی آوازیں ہیں۔ ان کو صوتی جدول میں شامل کرنے کا مطلب یہ ہوگا کہ اس میں چند اور قطاروں کا اضافہ کر لیا جائے۔ ان آوازوں کا جدول میں دکھائی گئی آوازوں سے ملتا جلتا پورا نظام ہے۔ چٹکا آوازیں بعض زبانوں میں فونیمی ہیں، لیکن بہت سی زبانوں میں بعض خاص لفظوں میں جیسے جانوروں کے لیے اشارے یا تعجب کے اظہار کے لیے استعمال ہوتی ہیں۔

جدول میں دُہرے مخارج (double articulations) بھی نہیں دکھائے گئے ہیں۔ اس خاص مخرج کے علاوہ جس کی بنیاد پر اس جدول میں آوازوں کی تقسیم کی گئی ہے، ان میں دوسرے انقباضات میں سے کوئی ایک اور پیدا ہو جاتا ہے، جس سے آواز میں قابلِ ادراک تبدیلی ہو جاتی ہے۔ ان میں سب سے اہم عمل لبیانا (labialization) ہے۔ (آواز کو لبیائی labialized ) کہا جاتا ہے۔) اس میں لبوں کی گولائی کو شامل کر دیا جاتا ہے۔ ایک اور عمل تالویانا (حنکیانا) (palatalization) ہے جس میں زبان اور تالو کے درمیان مزید انقباض کا اضافہ ہو جاتا ہے۔ عموماً ماہرینِ صوتیات آواز کی ان اقسام کو دوسری اقسام کی ترمیم شدہ شکل تصور کرتے ہیں اور بالعموم ان کو قلم بند کرنے کے لیے امتیازی علامات کا استعمال کرتے ہیں اس کتاب کی مثالوں اور مشقوں میں لبیائی آوازوں کے لیے ہم نے فوقانی [ʷ] کا استعمال کیا ہے مثلاً [kʷ] اور تالوی (حنکیائی) آوازوں کے لیے فوقانی [ʸ] مثلاً [kʸ]

تاہم جدول میں آوازوں کی دو بہت عام قسمیں بھی شامل ہیں جو بندشی، صفیری اور لچک دار آوازوں کے ذیل میں نہیں آتیں۔ یہ ارتعاشی ( trill ) اور تکریری ( flaps ) آوازیں ہیں۔ ارتعاشی آواز میں دو ہم مخرج آوازوں میں بہ سرعت تبادل ہوتا ہے۔ ان میں سے ایک دوسری کے مقابلہ میں زیادہ کھلی ہوئی ہوتی ہے۔ یہ کسی لچک دار حصّہ (لب، زبان، لہات) کے ارتعاش سے پیدا ہوتی ہے لیکن یہ ارتعاش اتنا دھیما ہوتا ہے کہ کوئی قابلِ شناخت زور پیدا نہیں ہوتا۔ تکریری ( flap ) آواز تلفظ کاروں ( articulator s ) کی تیز حرکت سے پیدا ہوتی ہے۔ گویا ہے یہ ارتعاشی آواز کے ایک ارتعاش سے پیدا ہوتی ہے۔ کبھی اسے بے حد مختصر بندشی آواز بھی کہا جاتا ہے۔

# مصمتوں کا جزوی نقشہ

| | | دولبی | لب دندانی | دندانی | لثوی | معکوسی | لثہ تالوی | تالوی (ہلکی) | غشائی | لہاتی | لب غشائی | | حلقی | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| بندشی ساده | غم م | p b | p̪ b̪ | t̪ d̪ | t d | ʈ ɖ | | k̟ g̟ | k g | q | k͡p g͡b | | ʔ | |
| ہکار | غم م | pʰ bʰ | | | tʰ dʰ | | | | kʰ gʰ | | | | | |
| حلقیائی | غم م | p' | | | t' | | | | k' | | | | | |
| نیم صفیری | غم م | | | | ʦ ʣ | | č ǰ | | | | | | | |
| پہلوئی نیم صفیری | غم م | | | | ƛ λ | | | | | | | | | |
| قبل انفی | غم م | ᵐp ᵐb | | | ⁿt ⁿd | | | | | | | | | |
| درکشیده | غم م | ɓ | | | ɗ | | | | | | | | | |
| صفیری درز دار | غم م | ʋ | f v | θ ð | | | | | x ɣ | | | | h ɦ | |
| نالی دار | غم م | | | | s z | | š ž | | | | | | | |
| پہلوئی | غم | | | | ɬ | | | | | | | | | |
| لگ دار پہلوئی | غم م | | | | l | | ʎ | | | | | | | |
| انفی | غم م | m̥ m | ɱ | n̪ | n̥ n | ɳ | ɲ | | ŋ | ŋ | | | | |
| وسطی | غم م | ʍ w | | | r | | y̥ y | | | | | | | |
| تکریری | غم م | | | | ɾ | | | | | | | | | |
| ارتعاشی | غم م | | | | r̥ r | | | | | ʀ | | | | |

غم ۔ غیر مسموع

م ۔ مسموع

15.18 وسطی دہنی گمک دار آوازوں کو اکثر مصوتے کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ مناسب بات تو یہ تھی کہ اس اصطلاح کو فونمی توضیح میں استعمال کیا جاتا لیکن آسانی کی بات یہ ہے کہ مختصر اصطلاح کو صوتیاتی حوالہ کے لیے بھی استعمال کیا جائے۔ مندرجہ ذیل قسم کے تغیرات سے مصوتوں کی مختلف کیفیات پیدا ہوتی ہیں۔ انہیں تغیرات کی اصطلاح میں مصوتوں کی توضیح و تعریف کی جاسکتی ہے:

1۔ زبان کی اونچائی

۔ زبان کے سب سے اونچے حصّے کا مقام (آگے یا پیچھے)

3۔ ہونٹوں کی حالت

4۔ انفی راستہ کی واشدگی

5۔ زبان کی اوپری سطح کی شکل

6۔ زبان کے عضلات کا تناؤ

7۔ حلق اور حنجرہ میں مختلف حرکات

ان میں سے پہلے دو عالمی طور پر اہمیت رکھتے ہیں اور اسی لیے رواجاً مصوتوں کی تقسیم کی بنیاد انہیں پر رکھی جاتی ہے۔ باقی دوسرے بنیادی مصوتوں میں ترمیم کا باعث بنتے ہیں۔ اسے دراصل یوروپی زبانوں کے مصوتی نظام کا عکس کہا جاسکتا ہے۔

15.19 ان تمام خصوصیات میں مصوتہ کی توضیح و تقسیم کے بہت سے درمیانی درجے ہیں۔ نتیجہ یہ ہے کہ بعض مصوتوں کے بنیادی ہونے پر مکمل اتفاق ہونا ممکن نہیں۔ مختلف ماہرین صوتیات و لسانیات نے مصوتوں کی تقسیم کے لیے مختلف انداز اختیار کیے ہیں۔ یہ اختلافات اتنے اہم نہیں جتنے نظر آتے ہیں لیکن طالب علم کے لیے پریشانی کا باعث بن سکتے ہیں۔ بہرطور مصوتوں کا ٹھیک ٹھیک تعین اسی طرح ہوسکتا ہے کہ من مانے طور پر منتخب کیے معیاری مصوتوں کا حوالہ دیا جائے۔ تحریری توضیح سے ان کا تعین نہیں ہوسکتا، صرف زبانی ترسیل سے ہوسکتا ہے، خواہ ماہر صوتیات ذاتی طور پر پڑھائے یا ریکارڈر کے ذریعہ جسے احتیاط سے تیار کیا گیا ہو اور اتنی ہی احتیاط سے بجایا جائے۔

15.20 ان میں سے ایک طریقہ ڈینیل جونز (Daniel Jones) نے پیش کیا ہے۔

یہ آٹھ معیاری مصوتوں ( cardinal vowels ) کا مجموعہ ہے۔ 1 کی تعریف یہ ہے کہ یہ انتہائی اونچا اگلا غیر مدور مصوتہ ہے؛ 4 انتہائی نچلا اگلا اور غیر مدور مصوتہ ہے۔ 2 اور 3 ان کے بیچ میں اس طرح واقع ہیں کہ ان کے درمیان فاصلہ مسمی تاثر کی اصطلاح میں " برابر " ہے۔ چار پچھلے معیاری مصوتوں کی بھی اسی طرح تعریف کی جاتی ہے لیکن سب کے سب مدور ہیں۔ آٹھوں معیاری مصوتوں کو مصوتی مثلث (vowel triangle) پر دکھایا جاتا ہے۔ (اگرچہ واقعتاً یہ شکل مربع منحرف ہوتی ہے۔)

برطانوی ماہرین لسانیات کی تصانیف میں اکثر معیاری مصوتی نظام کا حوالہ ہوتا ہے۔ اس نظام کا صحت کے ساتھ استعمال وہی کر سکتے ہیں جن کی خاص تربیت ہوئی ہو، دوسروں کے لیے معیاری مصوتوں کے حوالہ سے مصوتوں کی تعریف اجمالی تصور ہی پیش کرتی ہے۔ زبانوں کے مصوتی نظام اکثر انہیں مصوتی مثلثوں کی شکل میں پیش کیے جاتے ہیں، ان میں مصوتوں کے مقامات نشان زد کر دیے جاتے ہیں۔ اسی طرح اس شکل میں بھی کیا جاتا ہے جو امریکی مصوتوں کے ان ذیلی فونیموں کو دکھانے کے لیے بنائی جاتی ہے جو سننے میں مفرد مصوتے معلوم ہوتے ہیں ( /y w H/ سے پیشتر ذیلی فونیم (اکثر مختلف ہوتے ہیں۔ یہ بات بھی خاطر نشان ہے کہ امریکی مصوتے کسی طرح بھی معیاری مصوتوں سے مطابقت نہیں رکھتے۔)

اکثر آٹھ مزید معیاری مصوتے فہرست میں رکھے جاتے ہیں۔ ان میں زبان کی حالت وہی رہتی ہے جو اوپر بیان ہوئی۔ تاہم اگلے مصوتے ( 9 تا 12 ) مدور ہوتے ہیں اور پچھلے مصوتے ( 13 تا 16 ) غیر مدور۔ ان کو انہیں علامات سے دکھایا جاتا ہے جو برطانیہ میں استعمال ہوتی ہیں جنہیں بین الاقوامی ابجد IPA (International Phonetic Alphabet) کہا جاتا ہے۔

انگریزی مصوتے　　　　معیاری بنیادی مصوتے

**15.21** ایک اور نظام جو عام طور پر امریکہ میں استعمال ہوتا ہے انہیں علامات میں سے اکثر کو تقریباً انہیں آوازوں کے ساتھ استعمال کرتا ہے لیکن اس قدر صحت کا دعوی نہیں کرتا۔ اس میں متعدد دیگر علامات کا اضافہ ہوتا ہے۔ اس نظام میں درمیانی مصوتوں (cardinal vowels) کے لیے بھی علامات رکھی جاتی ہیں، جو معیاری مصوتوں کے برطانوی نظام میں مفقود ہیں۔ اگرچہ دیگر ج ص ا IPA تحریروں میں استعمال ہوتی ہیں۔ اگلی جدول میں صرف وہ علامات دی گئی ہیں جو اس کتاب میں یا مشقی کتاب میں استعمال ہوئی ہیں یا کسی اور وجہ سے اہم ہیں۔

نچلو نچے ( lower high ) اوسط وسطی اور اونچے نچلے (higher low) مصوتوں کو خفیف ( lax ) کہا جاتا ہے یعنی ان کے تلفظ میں مخرج کے عضلات پر کم تناؤ ہوتا ہے۔ باقی مصوتوں کو ثقیل (tense) کہا جاتا ہے۔

| | اگلے | | درمیانی | | پچھلے | |
|---|---|---|---|---|---|---|
| | غیرمدور | مدور | غیرمدور | مدور | غیرمدور | مدور |
| اونچا | i | ü | ɨ | ʉ | ɯ | u |
| نچلو نچا | I | | ɨ | | | U |
| اونچا اوسطی | e | ö | | | | o |
| اوسط وسطی | E | | ə | | | Ω |
| نچلا وسطی | ɛ | 5 | | | ʌ | ɔ |
| اونچا نچلا | æ | | | | | |
| نچلا | | | a | | ɑ | ɒ |

**15.22** دہرے مصوتوں ( Diphthongs ) کو یا تو ایسے مصوتے کہا جا سکتا ہے۔ جن کے تلفظ کے دوران خاصی تبدیلی ہو گئی ہو یا مصوتوں اور نیم مصوتوں کے زنجیرے کہا جا سکتا ہے۔ صوتی اعتبار سے پہلی توجیہ زیادہ بہتر ہے؛ فونیمی اعتبار سے ان کو زنجیرے ماننا بہتر ہے اور دیگر صورتوں میں مفرد فونیم مان لینا بہتر ہوگا۔ اس طرح دُہرے صوتیے کی صوتی اور فونیمی اہمیت میں بڑا فرق ہو سکتا ہے۔

دُہرے مصوتے میں شروع سے آخر تک بل یکساں ہوسکتا ہے اس صورت میں اسے ہموار دُہرا مصوتہ ( level diphthong ) کہا جاتا ہے۔ لیکن اکثر اس میں قابلِ محسوس فرق ہوتا ہے۔ جن میں شروع میں یا شروع کے قریب شدید ترین ہوتا ہے، انہیں گرتا دُہرا مصوتہ falling diphthongs کہتے ہیں. جن میں بل آخر میں یا آخر کے قریب شدید ہوتا ہے۔ انہیں ابھرتا دُہرا مصوتہ ( rising diphthongs ) کہا جاتا ہے۔ انگریزی میں /ay aw ɔy/ گرتے پر دُہرے مصوتے ہیں جن میں کم بل دار والے عنصر کو فونیمی اعتبار سے نیم مصوتہ کہا جاتا ہے۔ /yu/ صوتی اعتبار سے ارتقائی دُہرا مصوتہ ہے، اگرچہ فونیمی اعتبار سے اسے انگریزی میں دُہرا مصوتہ نہیں مانا جاتا۔ اگرچہ لازمی نہیں لیکن اکثر و بیشتر بل نچلے مصوتہ پر شدید ترین ہوتا ہے اور اونچے یا درمیانی مصوتہ پر کم زور ترین۔ تاہم بعض زبانوں میں ایسے زوال پذیر اور ارتقائی دُہرے مصوتوں کے درمیان فونیمیائی تضاد ہوتا ہے جو دیگر اعتبار سے یکساں ہوتے ہیں۔

**15.23** صوتی اعتبار سے تکلم صرف آوازوں کی یکے بعد دیگرے ترتیب نہیں، بلکہ اس سے کچھ زیادہ ہے۔ چوں کہ آوازیں اکثر پھیپھڑوں سے خارج ہونے والی ہوا سے بنتی ہیں، سینہ کا تنفسی آلہ لازماً اس تسلسل کو مختلف حصوں میں کاٹ دیتا ہے۔ ان میں سب سے نمایاں تنفسی گروہ ( breath-group ) ہے۔ یہ آوازوں کا وہ تسلسل ہے جو ایک سانس میں ادا ہوسکے۔ اس کے زیادہ سے زیادہ وقفہ کا تعین بار بار سانس لینے کی ضرورت سے ہوتا ہے۔ تاہم یہ ضروری نہیں کہ تنفسی گروہ اتنا ہی دراز ہو جتنا کہ پھیپھڑوں میں موجود ہوا سے ممکن ہے۔

سانس لینے اور سانس باہر نکالنے کے عمل کو جزوی طور پر ایک دوسرے سے آزاد رو نظام قابو کرتے ہیں۔ ان میں سے ایک میں پردۂ شکم اور شکمی عضلات شامل ہیں۔ پردۂ شکم کے نیچے اوپر ہونے سے جوف صدر کا حجم بدلتا رہتا ہے۔ ہر تنفسی گروہ میں ان کی حرکت کم و بیش یکساں رہتی ہے۔ بالعموم سانس لینے میں تنفسی گروہوں میں ان کا عمل معکوس ہوتا ہے۔ اس سے تنفسی گروہوں کی عضویاتی بنیاد فراہم ہوتی ہے۔

دوسرے تنفسی نظام میں پسلیوں کے درمیانی عضلات شامل ہیں۔ یہ دونوں پسلیوں کے درمیان پھیلے ہوتے ہیں اور برابر کی دیواروں کو حرکت دے کر سینہ کے حجم کو گھٹاتے

بڑھاتے رہتے ہیں۔ تکلّم میں تنفّسی گروہ کے دوران ان عضلات کی حرکت یکسانیت کے ساتھ جاری نہیں رہتی بلکہ اس میں کافی ردّوبدل ہوتی رہتی ہے۔ اپنے سادہ ترین عمل میں اس کا تطابق مصوتوں کے تغیر کے ساتھ رہتا ہے، جن میں نسبتاً زیادہ ہوا کی ضرورت ہے اور مصمتوں سے بھی جن میں کم ہوا کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس لیے تکلّم میں مختصر وقفہ کی ضربیں محسوس ہوتی ہیں۔ جو ان میں عضلات سے پیدا ہوتی ہیں۔ یہ ضربیں ہی صوتی ارکان ( syllables ) کہلاتی ہیں۔ طرفہ تر یہ ہے کہ رکن کا مرکز کوئی مصوتہ یا گمک دار آواز ہوتی ہے اور رکن کا آغاز و اختتام کسی ایسی آواز پر ہوتا ہے جو نسبتاً بند تلفّظ کی حامل ہو۔

تمام تکلّم ایسے ہی ارکان اور تنفّسی گروہ پر مشتمل ہوتا ہے۔ یہی تکلم کا بنیادی ڈھانچہ ہوتے ہیں اور یہی قابل شناخت قطعات ہوتے ہیں۔ ان کی فونیمی قدر بالکل الگ معاملہ ہے۔ بعض زبانوں میں ارکان کو کوئی فونیمیاتی مقام حاصل نہیں ہے۔ یہ صوتی عمل کا حصّہ ہوتے ہیں جن سے تلفّظ متاثر ہوتا ہے۔ بعض دوسری زبانوں میں ان ارکان کی ضربوں کی آواز معنی خیز ہوتی ہے جس کے باعث رکنی تقسیم کو زبان کی توضیح میں مدِّنظر رکھنا ضروری ہو جاتا ہے۔ اس بعد کی صورت سے بھی بہر طور یہ لازم نہیں آتا کہ صوتی اور فونیمی ارکان بالکل یکساں ہوں گے۔ ایسے قیاس سے سنگین غلطیاں پیدا ہو سکتی ہیں۔ اس میں اور دوسری جگہوں پر بھی صوتیات اور فونیمیات کو الگ الگ رکھنا ضروری ہے، اگرچہ بہت سی حیثیتوں سے یہ دونوں باہم قریبی ربط رکھتی ہیں۔

باب

16

# فونیم

16.1 باب 2 میں انگریزی کے مصمتوں پر ایک نظر ڈالی گئی تھی اور معلوم ہُوا تھا کہ ان کی تعداد چوبیس ہے۔ ان میں سے ایک وہ بھی تھا جسے ہم نے علامت /k/ سے ظاہر کرنا پسند کیا تھا۔ دوسرے مقاموں کے علاوہ یہ انگریزی کے key, sky; caw جیسے الفاظ میں سنائی دیتا ہے۔ یہ نتیجہ دو طرح سے حاصل کیا گیا تھا، ایک کی وضاحت سے بحث کی گئی تھی اور دوسرے کو اشارتًا بیان کر کے قیاس کر لیا تھا۔ پہلے طریقہ میں ایسی مثالیں معلوم کرنا تھا جن میں اس آواز کا وقوع دوسری آوازوں سے متخالف ہو۔ اس لیے key اور tea کے جوڑے کو پیش کیا گیا تھا جس سے /k/ اور /t/ کو متخالف فونیم ثابت کیا جا سکے۔ ایسے اور بھی جوڑے مل سکتے ہیں (اگرچہ وہاں سب کا ذکر نہیں ہُوا تھا) جن سے /k/ کو باقی 23 انگریزی مصمتوں سے متمائز کیا جا سکے۔

اشارتًا جو طریقہ آیا تھا، اس میں یہ قیاس کر لینا تھا کہ جس آواز کو ہم نے key /kíy/ میں /k/ سے دکھایا ہے وہ تقریبًا وہی ہے جسے ہم نے ski /skíy/ اور caw /kóн/ میں /k/ سے دکھایا ہے۔ ایک امریکی کو یہ بات بالکل واضح معلوم ہوتی ہے، لیکن یہ ضروری نہیں کہ ایک مختلف لسانی پس منظر رکھنے والے شخص کے لیے اتنی ہی واضح ہو۔ مثلاً کوئی عربی اہل زبان یہ اعتراض کر سکتا ہے کہ key اور caw میں آوازیں بالکل مختلف ہیں اگرچہ وہ key اور

key بولنے والا ski میں ان کی یکسانیت کو مان لے گا۔ اس کے برعکس ہندی بولنے والا
key اور ski کو یکساں کہنے پر چیں بر جبیں ہوگا لیکن شاید key اور caw کی آوازوں
کو یکساں تسلیم کرے گا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تجزیہ کا یہ اقدام زیادہ تر مشاہد کے
لسانی پس منظر پر منحصر ہوتا ہے۔ یہ ظاہر ہے کہ اگر کسی ماہرِ لسانیات کو کسی زبان کا
صحیح فونیمی تجزیہ کرنا ہے تو طریق کار ایسا ہونا چاہیے جو تجزیہ کنندہ کی مادری زبان کے
سانچوں پر انحصار سے آزاد ہو۔

باب 2 میں ابتدائی طریقہ' فونیم کی ایک ایسی تعریف پر مبنی تھا جو اس جگہ
مناسب و کافی تھی تاہم اس سے تعین کا معیار اسی صورت میں بہم پہنچتا تھا جب دو آوازیں
مختلف ہوں اور ایسی صورتِ حال سے عہدہ بر آ ہونے کو بالکل نظر انداز کر دیا گیا تھا،
جہاں دونوں آوازیں ملتی جلتی ہوں۔ اس کے لیے ہمیں اہلِ زبان کے اپنی زبان کے
احساس پر بھروسہ کرنا پڑا تھا۔ اس لیے ضرورت ہے کہ اب فونیم کی مزید وسیع نقطۂ نظر
سے تعریف کرکے بحث کا آغاز کریں۔ اس سلسلے میں اس تصور سے کام لیا جائے گا جس کی
طرف 2.21 میں صرف اشارہ کیا گیا تھا۔

16.2 فونیم آوازوں کی ایک قسم ہے۔ مثلاً یہ بآسانی دکھایا جاسکتا ہے کہ key میں
/k/ کی آواز ski اور caw سے مختلف ہے اور ان دونوں میں بھی یہ آوازیں
مختلف ہیں لیکن کسی بھی طرح صرف انہیں کو فونیم کی متغائر صورتیں نہیں کہا جاسکتا۔
اسی طرح بہت سے فونیم اتنے متغائر ہوتے ہیں کہ ان تغیرات کا ذکر کیے بغیر کوئی وسیع
صوتی توضیح ممکن نہیں ہوسکتی۔ انگریزی کا کوئی ایسا فونیم نہیں ہے جو ہر ماحول میں ایک سا
رہے اگرچہ بہت سے فونیموں کا تغیر بالخصوص اہلِ زبان کے ہاں نظر انداز کیا جاسکتا ہے
لیکن چونکہ یہ انداز کوئی سی بھی دو زبانوں میں ایک سا نہیں ہوتا، غیر ملکی ان اختلافات
پر فوراً چونکتا ہے جنہیں اہلِ زبان محسوس نہیں کرتے۔

16.3 فونیم کے اس پہلو کو سمجھنے کے لیے واضح ترین طریقہ یہ ہوگا کہ مختصر (لیکن قدرے
مبالغہ کے) طور پر اس کی توضیح کی جائے جس سے بچہ اپنی زبان کے فونیموں کو سننا اور
ادا کرنا سیکھتا ہے۔ انسانی آلاتِ صوت مختلف آوازوں کی بہت متغائر صورتیں پیدا
کرنے پر قادر ہیں۔ یہ آوازیں ایک دوسرے سے مختلف خصائص میں مختلف ہوسکتی ہیں۔

اولاً بچّہ ان کو کوئی اہمیت نہیں دیتا اور ان ممکن آوازوں کے وسیع انتخاب کی مدد سے بے تکلف غوں غاں کرتا ہے۔ بعد میں وہ اس گنجینہ کے بعض حصّوں میں امتیاز کرنا سیکھتا ہے۔ اور یہ بھی معلوم کر لیتا ہے کہ آواز کے بعض زنجیروں کی کوئی افادیت ہے۔ ابھی وہ ان آوازوں میں سے کسی کو بھی صحت و قطعیت کے ساتھ ادا نہیں کر پاتا، لیکن ان میں کچھ امتیاز ضرور پیدا کر لیتا ہے اور یہیں سے تکلم کا آغاز ہو جاتا ہے۔ اس عمل میں آوازیں پیدا کرنا نہیں سیکھا جاتا بلکہ آوازوں کے درمیان امتیاز کرنا سیکھا جاتا ہے۔

میری بچّی نے بہت جلدی key اور غیر ski بندشی آوازوں میں امتیاز کرنا سیکھ لیا۔ پھر مسموع اور غیر مسموع بندشی آوازوں کا فرق سیکھا، تاہم /t/ اور /k/ کا تضاد بہت بعد میں قائم ہو سکا۔ اس میں کافی مدّت لگی کہ وہ دوسرے فونیمی تضادات کا استعمال کر کے کم از کم اپنے والدین کے لیے اپنے تکلم کو قابلِ فہم بنا سکے لیکن اس وقت تک بھی /t/ اور /k/ کے درمیان کوئی فرق نہیں تھا۔ [t] جیسی آوازیں [k] جیسی آوازوں کے مقابلہ میں زیادہ تھیں، لیکن متعدد درمیانی متغائر صورتوں کی طرح /k/ بھی استعمال ہوتا تھا۔ cake کی ادائیگی اس طرح ہوتی تھی کہ بالغان اس کو /téyt/ سنتے تھے، ہاں کبھی /kéyt/ یا کبھی /kéyk/ بھی۔ یہ متعدد تلفظ بالغوں کے لیے مختلف تھے، لیکن اس کے لیے ایک جیسے تھے، یعنی اس کے نقطۂ نظر سے ایک غیر مسموع غیر لبی بندشی آواز /T/ تھی جس کا تلفّظ [t] یا [k] یا اور مختلف آوازوں سے ہو سکتا تھا اور cake کا تلفّظ /TéyT/ ہو جاتا تھا۔ بے شک Kate' take اور Tate (یہ سب اس کے ذخیرۂ الفاظ میں شامل تھے) سب کا تلفظ ایک سا تھا۔ یعنی ایسی ہی متغائر صورتوں کے ساتھ، اور اسی لیے سب گڈمڈ ہو جاتے تھے۔ کچھ عرصہ بعد اس نے ان کے فرق معلوم کر لیے اور رفتہ رفتہ چاروں کے تلفّظ کی صورتوں کو الگ الگ کر لیا اور ہر ایک کو اس کے مقام پر استعمال کرنا شروع کر دیا۔ جب اس میں بالغوں کے تکلم جیسی باضابطگی اور قطعیت پیدا ہو گئی (یوں ہم بھی کبھی کبھی غلطی کر جاتے ہیں) تو اس کے پرانے فونیم /T/ کی جگہ /k/ نے لے لی۔ اس نے ایک قدم اور آگے بڑھا کر انگریزی فونیمی سانچہ پر قدرت

حاصل کر لی تھی۔

ذرا غور کیجیے تو سارا عمل صرف یہ تھا کہ غیر مسموع غیر لبی بندشی آوازوں کی متعدد صورتوں کو دو حصّوں میں تقسیم کر دیا جائے۔ ان میں سے ہر ایک میں پھر بھی متغائرات کا ایک طویل سلسلہ رہتا ہے۔ یعنی ہر ایک آوازوں کی ایک قسم بن جاتی ہے۔ بڑی قسموں کی جگہ چھوٹی قسموں نے لے لی، لیکن مفرد آوازیں کہیں بھی وارد نہیں ہوئیں۔ اگر کوئی اور بھی وجہ نہ ہو تو اسی باعث فونیموں کو آوازوں کی قسمیں کہا جانا چاہیے، لیکن جیسا معلوم ہوگا اس کی اور بھی معقول وجوہات ہیں۔

16.4 جس بات نے ابتداً /t/ اور /k/ میں فرق کرنے پر اکسایا وہ تو یہ ضرورت تھی کہ Take cake, take, Kate اور بہت سے اقلی جوڑوں میں امتیاز کیا جا سکے۔ اگر یہ امتیاز نہ ہوں تو زبان ایک غیر موثر ذریعہ بن جائے گی "صحیح" (بالغ نقطۂ نظر سے) تلفظ کا استعمال جسے بار بار دُہرایا جائے۔ بچّہ کے تکلمی سانچہ میں ان تضادات کو قائم کرنے میں معاون ہوگا۔ تاہم آخر آخر /k/ میں بھی آوازوں کا ایک طویل سلسلہ شامل ہوگا جسے مزید تقسیم اس لیے نہیں کیا جاتا کہ وہ محرک جس نے /t/ اور /k/ میں فرق کرایا تھا موجود نہیں ہوتا؛ انگریزی میں دو [k] جیسی آوازوں کا کوئی اقلی جوڑا نہیں ہے۔ لہٰذا تقسیم کا عمل رُک جاتا ہے اور [k] جیسی آوازوں کا پورا سلسلہ ایک ہی اثر پیدا کرتا ہے یعنی یہ ایک مفرد فونیم ہے۔

اگر یہ عربی زبان ہوتی جسے بچّہ سیکھ رہا تھا تو نتیجہ مختلف ہوتا۔ عرب بچّہ انہیں منازل سے گزر کر ایک فونیم /K/ تک پہنچے گا، اس کے ذیل میں وہ تمام سلسلہ آجائے گا جو انگریزی /k/ کے ذیل میں آتا ہے۔ لیکن یہ عمل یہاں ختم نہیں ہوگا۔ عربی میں متعدد اقلی جوڑے ہیں جو دو /k/ جیسی آوازوں کا تخالف دکھاتے ہیں۔ انہیں /k/ اور /q/ لکھا جا سکتا ہے۔ /K/ کا نی اگلا ہے اور /q/ کا نی پچھلا۔ /kalb/ ' کتا ' ؛ /qalb/ ' دل ' جیسے جوڑے بچّے کو اس امر پر مجبور کریں گے کہ وہ اپنے کمسنی کے فونیم /k/ کو دو سلسلوں /k/ اور /q/ میں تقسیم کر دے اگرچہ ان کا دائرہ انگریزی /k/ کے متغائرات سے کم ہے لیکن تمام فونیموں کی طرح یہ بھی آوازوں کی اقسام ہیں۔

کوئی عرب انگریزی سنے تو وہ انگریزی key کے مصمتہ کو اپنے /k/ سے مشابہ سمجھ سکتا ہے کہ یہ کم و بیش اگلا مصمتہ ہے اور caw کے مصمتہ کو اپنے /q/ جیسا کہ یہ کم و بیش پچھلا ہے۔ (حقیقتاً عربی کے /k/ اور /q/ کسی بھی طرح انگریزی /k/ کے ان متغائرات سے مماثل نہیں)۔ وہ مشاہد جس کی زبان عربی ہے ان الفاظ کے ابتدائی مصمتوں کو یکساں ماننے پر معترض ہو سکتا ہے۔ الغرض وہ انگریزی سنتے وقت کم از کم مجزوی طور پر انگریزی فونیموں کے بجائے عربی فونیم سنتا ہے۔

ہندی بولنے والے کو key اور caw کے مصمتوں کے درمیان کوئی فرق نہیں معلوم ہوگا۔ کیونکہ اس کی زبان اسے ایسے تضادات قائم کرنے پر مجبور نہیں کرتی لیکن ہکاری بندشی آواز /kh/ اور غیر ہکاری بندشی آواز /k/ میں امتیاز ہوتا ہے اسے /khiil/ 'کھیل' اور /kiil/ 'کیل' جیسے اور دیگر جوڑوں میں دیکھا جا سکتا ہے چوں کہ key کا ابتدائی مصمتہ ہکار ہوتا ہے وہ اسے /kh/ کے مماثل قرار دے گا اور ski میں وہ /k/ سنے گا۔ اس لیے وہ ان دونوں آوازوں کے ایک ہونے پر اعتراض کر سکتا ہے۔

**16.5** ثانوی زبان سیکھنے میں دیگر امور کے علاوہ یہ بھی شامل ہے کہ سننے اور بولنے میں ان امتیازات کو سیکھا جائے جو نئی زبان میں فونیمی ہیں اور ان امتیازات کو نظر انداز کرنا بھی سیکھا جائے جو غیر اہم ہیں خواہ وہ سیکھنے والے کی زبان میں فونیمی ہوں۔ اکثر دو زبانوں میں بہت مشابہ آوازیں استعمال ہوتی ہیں لیکن ان کی ترتیب بالکل مختلف فونیمی نظام میں ہوتی ہے۔ پرانی آوازوں کا نیا استعمال سیکھنا 'یکسر نئی آوازوں کو سیکھنے سے کہیں زیادہ مشکل ہے۔ مگر لطف یہ ہے کہ اسی حصہ کو بلا پس و پیش نظر انداز کر دیا جاتا ہے۔ غیر ملکی زبانوں کے کم ہی طالب علم اس کی وسعت اور اہمیت سے واقف ہوتے ہیں۔ نصابی کتابیں تلفظ کو گمراہ کن انداز میں بیان کر کے اس صورتِ حال کو اور ابتر بنا دیتی ہیں۔ مثلاً فرانسیسی /i/ کا تلفظ machine میں i کے مماثل بتایا جاتا ہے، لیکن اس کی آواز اکثر امریکی لوگوں کے لیے /iy/ ہے۔ فرانسیسی کا /i/ اکثر امریکیوں کو اپنے /iy/ جیسا سنائی دے گا حالانکہ اس کا یوں تلفظ کبھی نہیں ہوتا۔ اپنی بہترین صورت میں ایسا تلفظ بہت بھدا اور صاف صاف غیر ملکی فرانسیسی معلوم ہوگا اور بگڑے گا تو بالکل ناقابلِ فہم ہو جائے گا۔ فونیمیاتی نظام حیرت ناک

حد تک متبائن ہوتے ہیں یعنی کسی بھی فونیمیاتی نظام کو دوسری زبان کے فونیموں کی نسبت سے بیان کرنا ممکن نہیں۔ حتیٰ کہ قابلِ عمل ابتدائی مماثلتیں بھی کم تر ہی پیش کی جا سکتی ہیں۔

16.6 اگر مشاہدِ زبان کو اہلِ زبان کی طرح نہ سن سکے تو 1.10 میں پیش کردہ فونیم کی تعریف ناکافی ہوگی۔ اسے غیر اہلِ زبان کے لیے بھی قابلِ عمل بنانے کے لیے ضروری ہے کہ آوازوں کے اس سلسلے کے بارے میں جو کسی فونیم کے ذیل میں آسکتی ہیں۔ کوئی معروضی طریقۂ کار اختیار کیا جائے۔ اس طرح دو شرطیں ہو سکتی ہیں۔ دونوں کا پورا ہونا لازمی ہے (1) آوازوں کو صوتیاتی اعتبار سے مشابہ ہونا چاہیے۔ باب 3 · 2 میں پیش کردہ صوتیاتی توضیح اس مشابہت کو جانچنے کے لیے بالعموم کافی ہوتی ہے۔ بشرطیکہ یہ اس قدر تفصیلی ہو کہ اس میں تمام آوازیں سما جائیں اور کوئی اہم معنی خیز آواز چھوٹ نہ جائے۔ (2) زبان میں آوازیں کس طرح تقسیم ہیں، اس کے بعض مخصوص انداز کا بھی ان آوازوں سے اظہار ہونا چاہیے۔ ایسے دو انداز کا ذیل میں ذکر ہوگا۔ بنیادی طور پر دونوں تقسیم کی ایسی صورتیں ہیں جو اقلی جوڑوں کے وقوع کو ناممکن بنا دیتی ہیں۔ ورنہ اقلی جوڑوں کی صورت میں تو دونوں دو مختلف فونیموں کے رکن بن جائیں گے۔ اگرچہ دو آوازوں کا ایسی تقسیم میں وقوع جو اقلی جوڑوں کی گنجائش بھی رکھے (خواہ ہوں یا نہ ہوں) امتیاز کو عملی اہمیت ضرور عطا کرتا ہے اور اس لیے تضاد کو فونیمی ثابت کرنے کے لیے کافی ہوگا۔

16.7 فونیم ایسی آوازوں کا گروہ ہے جو (1) صوتیائی اعتبار سے مشابہ ہوں (2) زیرِ غور بولی یا زبان میں تقیسم کے بعض مخصوص انداز ظاہر کرتی ہوں۔ یہ بات بھی ذہن نشین رہے کہ عملی صورت میں یہ تعریف ایک بولی یا زبان تک محدود رہے گی۔ /p/ عمومی فونیم کی جیسی کوئی چیز نہیں ہو سکتی۔ تاہم انگریزی فونیم /p/ ہے اس طرح ایک ہندی فونیم /p/ ہے۔ یہ کسی طرح بھی یکساں نہیں ہیں۔ ہر ایک اپنی زبان کی ایسی خصوصیت ہے جس کا دوسری زبان سے کوئی تعلق نہیں۔

16.8 تقسیم کا سادہ ترین انداز آزاد تباین ( free variation ) ہے۔ انسانی آلاتِ صوت بے انتہا صحت کے ساتھ کام کرتے ہیں۔ تاہم قطعیت پھر بھی نہیں ہوتی۔ اگر ایک ہی فردِ لفظ key کو سو مرتبہ ادا کرے اور /k/ کی ہر قابلِ پیمائش

خصوصیت کو ناپا جا سکے تو معلوم ہوگا کہ ان میں سے کوئی سے بھی دو بالکل یکساں نہیں ہیں۔ تاہم کچھ عام خصائص کے گرد ان کا اجتماع ہو جائے گا یعنی بند کا وقفہ اوسطاً ایک ہوگا۔ یہ بھی معلوم ہوگا کہ اکثر صورتیں اس اوسط سے قریب تر ہیں، لیکن ساتھ ہی بعض صورتیں اس سے ہٹی ہوئی بھی ہوں گی۔ ہکاریت کا بھی ایک اوسط درجہ ہوگا اور اکثر صورتیں اسی اوسط کے اندر رہیں گی لیکن کچھ ایسی ضرور ہوں گی جو اکثریت کے مقابلہ میں کم یا زیادہ ہکار ہوں گی۔ ہر خصوصیت کے لیے شماریات کے گھنٹی (bell-shaped curve) جیسا منحنی خط بن جائے گا۔ یہ خطوط تباین کی اس کیفیت و کمیت کا اظہار ہوں گے جو ایک اطلاع دہندہ کے یہاں key کے تلفظ میں /k/ میں موجود ہے۔

اکثر و بیشتر اس تباین کا سلسلہ بہت مختصر ہوتا ہے۔ اتنا مختصر کہ عام طور پر اس کا ادراک آلاتی پیمائش کے بغیر ممکن نہیں ہوتا یا کوئی اعلیٰ تربیت یافتہ ماہرِ صوتیات مثالی حالات میں ان کو سنے۔ لیکن کبھی اس تباین کا دائرہ اتنا وسیع ہوگا کہ بآسانی سماعت کی گرفت میں آسکے اس لیے فونیمی تجزیہ میں اس کی شناخت لازمی ہوگی۔

کوئی صوتی فرق جسے بالالتزام برقرار نہ رکھا جا سکے کوئی لسانیاتی اہمیت نہیں رکھتا۔ کوئی دو آوازیں جو ہمیشہ آزاد تباین میں ہوں، دو فونیم نہیں ہو سکتیں، بلکہ یہ ایسے دائرے میں صرف دو نقطے ہوں گے جو ایک فونیم بناتا ہے۔

16.9 آزاد تباین کی بحث میں ہم نے جان بوجھ کر ایک ہی لفظ کی تکرار کو مثال کے لیے منتخب کیا۔ اگر key میں /k/ کی سو مثالوں کا مطالعہ کرنے کے بعد ہم ski میں /k/ کی سو بار تکرار کا مطالعہ کریں تو معلوم ہوگا کہ اس میں بھی قابلِ پیمائش تباین موجود ہے۔ لیکن دونوں تجربوں میں تبادل کے دائرے ایک سے نہیں ہوں گے۔ بعض پیمائش شدہ خصائص اوسط قدر میں بھی اور اوسط کے گرد انتشار میں بھی مختلف ہوں گے۔

مزید برآں ان اختلافات میں سے بعض کو ایک تربیت یافتہ ماہرِ لسانیات یا جیسا ابھی ہم نے دیکھا، ہندی اہلِ زبان آسانی سے محسوس کر سکتا ہے۔ سب سے نمایاں فرق ہکاریت کا ہے۔ key میں اگرچہ ہکاریت میں فرق ہو، لیکن اس کا سلسلہ معتدل

سے شدید تک ہوگا؛ ski میں یہ سلسلہ عدمِ ہکاریت سے کمزور تک ہوگا۔ اس بات کا کافی جواز ہے کہ انہیں تبادل کی مختلف صورتیں تصوّر کیا جائے۔ تب یہ دونوں اقلی جوڑے کیوں نہیں بناتے؟

اس سوال کا جواب دینے کے لیے یہ ضروری ہے کہ بہت سے مختلف لفظ لے کر بڑی تعداد میں /k/ کی ہکاریت کا اندازہ کیا جائے۔ آسانی کے لیے صرف ابتدائی صورت تک توجہ کو محدود رکھیں تو معلوم ہوگا کہ /s/ کے بعد آنے والا /k/ غیر ہکار یا معمولی سا ہکار، ہوگا، جب کہ /k/ سے پہلے /s/ نہ ہو تو یہ اوسط سے شدید درجہ تک ہکار ہوگا۔ یہ بات ہے تو اقلی جوڑا بننا ممکن نہیں ہوگا۔ اس لیے دونوں [k] ایک ہی فونیم کے رکن ہیں۔

یہ تقسیم جسے مختصراً اوپر بیان کیا گیا متمم یا تکملی تقسیم complementary distribution کہلاتی ہے۔ کم از کم عملی طور پر یہ تقسیم کی ان تمام قسموں سے زیادہ اہم ہے جو ہماری فونیم کی موجودہ تعریف کی دوسری شرط کو پورا کرتی ہیں۔ آوازوں کو تکملی تقسیم میں اس وقت کہا جاتا ہے جب وہ ایک مقررہ ماحول میں واقع ہوتی ہیں جس میں (ان کی) دوسری شکلوں میں سے کوئی واقع نہیں ہو سکتی۔ علم اصوات کی کسی بحث میں جس ماحول پر غور کیا جائے گا وہ صرف صوتی ہوگا۔ مارفیمیاتی کبھی نہیں ہوگا۔ مثلاً انگریزی [k⁻] (غیر ہکار اور [kʰ] (ہکار) تکملی تقسیم میں ہیں۔ کیوں کہ [k⁻] مصمتی خوشوں میں /s/ کے بعد استعمال ہوتا ہے جیسے ski [sk⁻iy] میں؛ درمیانی اور اختتامی خوشوں میں کسی دوسری بندشی آواز سے پہلے جیسے act [æk⁻tʰ] اور اس صورت میں کہ یہ ابتدائی نہ ہو اور ضعیف بل دار مصوتہ سے پہلے آتا ہو جیسے hiccup [hík⁻əp] میں، (یاد رہے کہ اس ضمن کی تفصیلات بولی بولی میں کچھ تغیر ہو سکتا ہے۔ بعض دوسرے اہلِ زبان میں تقسیم کسی اور انداز سے ہو سکتی ہے لیکن وہ اپنے انداز کو بالالتزام استعمال کریں گے) [kʰ] دوسرے ماحول میں استعمال ہوگا، لیکن ان میں سے کسی ماحول میں استعمال نہیں ہوگا جن کا ذکر [k⁻] کے سلسلے میں ہوا۔ /k/ کے مجموعی متباینات کے اعتبار سے یہ محض نامکمل سا بیان ہے۔ ہکاریت کے علاوہ بعض دوسرے پہلو بھی ہیں۔ جنہیں مکمّل تصویر پیش کرنے

میں زیرِ غور لانا ہوگا۔

16.10 کوئی آواز یا آوازوں کا ذیلی گروہ جو ایک دوسرے کے ساتھ تکملی تقسیم میں ہو اور دونوں مل کر ایک فونیم بناتے ہوں۔ ذیلی فونیم ( allophone ) کہلاتا ہے۔ اس لیے فونیم ذیلی فونیموں کا مجموعہ ہوتا ہے۔ آزاد تباین میں آوازوں کے سلسلے جو 16.8 میں زیرِ بحث آئے ذیلی فونیم ہیں۔

16.11 ایک ہی بولی کے بولنے والے ایک سا ہی فونیمی امتیاز برتتے ہیں اور ہر فونیم میں ذیلی فونیموں کی ایک سی ہی تقسیم کرتے ہیں۔ بچّہ کس طرح ضروری فونیمی امتیازات کرنا سیکھتا ہے۔ اس کا بیان 16.3 میں ہُوا۔ اس سے یہ بات ثابت نہیں ہوتی کہ دو اہلِ زبان کیوں ذیلی فونیموں کی ایک ہی طرح تقسیم کرتے ہیں۔ نہ ہی یہ کہ کیوں ایک بولنے والے کے یہاں فونیموں کے استعمال میں یکساں روی پائی جاتی ہے۔ ایسی یکساں روی کے بغیر تکملی تقسیم محض ایک مفروضہ ہوکر رہ جائے گی۔ یہاں ذیلی فونیموں کی اہمیت اور ان کی اصل کے بارے میں کچھ ذکر کرنا ضروری ہے۔

سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ کچھ ذیلی فونیمی ( allophones ) تقسیمیں عضو فعلیاتی عمل سے متعیّن ہوتی ہیں یا کم از کم موخرالذکر کا اس میں بڑا ہاتھ ہوتا ہے۔ مثلاً انگریزی میں /k/ کے اگلے ذیلی فونیم اگلے مصوتوں کے قریب استعمال ہوتے ہیں، جیسے key میں اور پچھلے ذیلی فونیم پچھلے مصوتوں کے قریب جیسے caw میں یہ قیاس کرنا نامناسب نہ ہوگا کہ ایسی تنظیم میں حرکی کفایت economy of motion کی کارفرمائی ہے۔ شاید یہ بات جزوی طور پر ٹھیک ہے لیکن کلی طور پر یہ نہیں کہا جاسکتا۔ موازنہ کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ لوما ( Loma ) میں اگلے مصوتے درمیانی (پچھلے) ذیلی فونیموں میں /k g ŋ/ کے بعد استعمال ہوتے ہیں۔ یہ آوازیں اتنی اگلی نہیں معلوم ہوتیں جتنا انگریزی میں /k/۔ مثلاً /e/ جس کا معمولی تلفظ انگریزی میں i کے مانند ہوتا ہے۔ لوما کے لفظ /ke/ میں انگریزی /ɨ/ کے "مانند" ہوجاتا ہے۔ (خیال رہے کہ یہاں لفظ مانند کہا گیا ہے جس سے مراد تخمینی توضیح ہے) دوسرے دو اگلے مصوتے /ɨ/ ( /e/ سے ذرا اونچے ) اور /ɛ/ ( انگریزی e کے بہت مشابہ ) کے بھی ایسے ہی درمیانی ذیلی فونیم ہیں۔ لوما میں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مصوتے /k g ŋ/

یں زبان کی جو صورت ہوتی ہے اس کے مطابق ڈھل جاتے ہیں۔ انگریزی میں /k g ŋ/ زبان کی اس صورت میں ڈھلتے ہیں جو مصوتوں کی ادائیگی کے وقت ہوتی ہے۔

لیکن حرکی کفایت سے تمام امور کی توجیہہ نہیں ہو سکتی۔ کوئی بدیہی سبب نہیں جس سے یہ بتایا جاسکے کہ /s/ کے بعد /p t k/ کے غیر ہکاری ذیلی فونیم کیوں آتے ہیں؟ یہ حرف انگریزی کی لسانیاتی روایتی عادت کا معاملہ معلوم ہوتا ہے۔ اسے اہلِ زبان دوسرے سے سیکھتا ہے اور یہ قدیم الایام سے ایک سے دوسرے کو پہنچتی رہی ہے۔ اس کو سیکھنے کی وجہ یہ نہیں ہے کہ اس سے زبان کو ترسیلی آلہ کی حیثیت سے استعمال کرنے میں کوئی مدد ملتی ہے۔ اس مقصد کے لیے اس کی قدروقیمت بہت کم ہے بلکہ یہ سماجی ہم آہنگی کا معاملہ ہے۔ اگر کسی کا تلفظ اپنے ساتھیوں سے مختلف ہو تو اس کی بات تو سمجھ لی جائے گی لیکن سماجی طور پر وہ گھاٹے میں رہے گا۔ کوئی شخص key [k=iy] یا ski [skʰiy] کہے تو وہ "عجوبہ" معلوم ہوگا۔ کم از کم [skʰiy] میں یہ بات درست ہے۔ [k=iy] سے لسانیاتی دقت پیدا ہو سکتی ہے۔ کیوں کہ یہ آسانی سے /giy/ سے گڈ مڈ ہو سکتا ہے۔

ذیلی فونیموں کا صحیح استعمال لسانیاتی اعتبار سے زیادہ سماجی اہمیت رکھتا ہے۔ اگرچہ بعض علمی اسباب کی بنا پر ماہر لسانیات بھی اس سے صرف نظر نہیں کر سکتے۔ تاہم ذیلی فونیم اس کے مطالعہ کے آخری سرے پر ہوتے ہیں اور بعض اعتبارات سے زبان میں خارجی حیثیت رکھتے ہیں۔

کوئی بھی شخص جو زبان کو بولنے کے ارادے سے سیکھ رہا ہے اس کے لیے ذیلی فونیموں کا صحیح استعمال ضروری ہے۔ اپنے آپ کو قابل فہم بنانے کے لیے اسے تمام فونیموں کے تلفظ اور ذیلی فونیموں کا ایسا استعمال جو زبان کے معمول کے قریب تر ہو، سیکھنا چاہیے تاکہ غلط شناسی سے بچا جاسکے۔ اگر وہ اس پر مطمئن ہو کہ اس کی بات سمجھ لی جائے تو ذیلی فونیموں کے بارے میں اسے اس سے زیادہ پریشان ہونے کی ضرورت نہیں۔ لیکن اگر وہ یہ چاہتا ہے کہ اس کی گفتگو سماجی طور پر بھی قابلِ قبول ہو یعنی وہ اہلِ زبان کی طرح معلوم ہو تو اسے ذیلی فونیموں کے اس استعمال پر بھی قدرت حاصل کرنی ہوگی

جو زبان کا معمول ہے۔ بہت سے غیر ملکوں کے تجربہ کے خلاف اس کا حصول عین ممکن ہے۔ تاہم ایسا معلوم ہوتا ہے کہ نقالی کی غیر معمولی صلاحیت رکھنے والے افراد ہی اس مسئلہ کی تفصیلات کو جانے بغیر ایسی مہارت پیدا کر سکتے ہیں۔ اکثر بالغان کے لیے فونیم کے اصول سے واقفیت کامیاب طور پر زبان سیکھنے کے لیے لازمی شرط ہے۔ زبان کا طالبِ علم لسانیات کی تربیت سے جو کچھ حاصل کر سکتا ہے، یہ ان میں سب سے زیادہ اہم تصور ہے۔

**16.12** ذیلی فونیموں کی فونیموں میں گروہ بندی کے دو اصولوں (16.7) میں سے پہلے یعنی صوتی مشابہت کا (کم از کم جزوی طور پر) کسی خاص زبان کی آوازوں کے استعمال کے حوالہ کے بغیر بھی اطلاق ہو سکتا ہے۔ مثلاً مسموع اور ان کی ہمسر غیر مسموع آوازوں کو، قطعِ نظر اس کے کہ وہ کس زبان میں استعمال ہوئی ہیں، صوتی طور پر مشابہ کہا جا سکتا ہے۔ اس سے وہ ایک ہی فونیم نہیں بن جاتے، دونوں شرائط پوری ہونی چاہئیں۔ تاہم مشابہت ایک اضافی امر ہے۔ آوازوں کو مشابہ یا غیر مشابہ نہیں کہا جا سکتا۔ البتہ کم و بیش مشابہ کہا جا سکتا ہے۔ زبان کے پورے فونیمی نظام پر غور کرنے سے ہی اس امر کا تعین ہو سکتا ہے کہ تعریف پر پورا اترنے کے لیے دو آوازوں کو کتنا مشابہ ہونا چاہیے۔ اگر یہ معلوم ہو کہ کچھ فونیموں کے مسموع اور غیر مسموع ذیلی فونیم ہیں تو مسموع اور غیر مسموع فونیموں کا کوئی بھی جوڑا گویا اس شرط پر پورا اتر سکتا ہے۔ اس کے برعکس اگر مسموع اور غیر مسموع آوازوں میں عموماً تخالف ہو تو امکانات یہ ہوں گے کہ مسموع اور غیر مسموع آوازوں کا کوئی بھی جوڑا زبانِ متعلقہ میں الگ الگ آوازوں کی حیثیت سے سنا جائے گا۔ اس اضافیت سے ہمارے انداز میں ایک موضوعیت پیدا ہو جاتی ہے۔ لیکن یہ اس موضوعیت سے بالکل الگ چیز ہے جو باب 2، 3، 4 میں استعمال شدہ طریقہ کو محدود کر دیتی ہے۔

ذیلی فونیموں کی فونیم میں گروہ بندی کی دوسری شرط یعنی غیر متخالف تقسیم کسی خاص زبان یا بولی کے اعتبار سے ہی با معنی ہے، یہ صوتی مشابہت سے کہیں زیادہ معروضی اطلاق سے متاثر ہوتی ہے۔ تاہم اس شکل کی اپنی مشکلات ہیں۔ پوری زبان کا جائزہ لے کر ہی کسی آواز کی تقسیم کا تعین ہو سکتا ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ ناممکن ہے۔ عملی طریقہ یہی ہوگا کہ ہم ایک خاص نمونہ سے ہی تقسیم کا تعین کریں۔ اس سے یہ امکان برابر باقی رہتا ہے کہ مزید مواد کی جانچ سے تقسیم کے بعض ایسے پہلو سامنے آئیں جن سے ہمیں پہلے فیصلہ میں

ترمیم کرنے پر مجبور ہونا پڑے۔

نمونہ جتنا زیادہ ہوگا اتنا ہی یہ امکان کم ہوجائے گا۔ مزید مواد ہمارے پہلے ضابطوں کو باطل کردے گا۔ اس لیے ضروری ہے کہ خاصی مقدار میں مواد لیا جائے تاکہ غلطی کے امکانات کم ہوجائیں۔ یا یوں بھی کہا جاسکتا ہے کہ اگر نمونہ وافر مقدار میں ہو تو ایسے نتائج اخذ کیے جاسکتے ہیں جو مزید شہادتوں کی روشنی میں بھی غلط نہیں ہوں گے۔ یہ بھی ضروری ہے کہ جن نمونوں کا استعمال ہو وہ زیرِ تجزیہ زبان کے نمائندہ ہوں۔ آخری بات یہ کہ اطمینان بخش نمونہ حاصل ہونے کے بعد اسے مناسب طور پر استعمال کیا جانا چاہیے خواہ یہ بات کتنی بھی مناسب کیوں نہ معلوم ہو، کسی بھی چیز کو نظر انداز نہیں کرنا چاہیے۔

لسانیاتی تجزیہ کے لیے نمونوں کو منتخب کرنے اور جانچنے کی تکنیک پر ابھی تک شماریات کے نقطۂ نظر سے توجہ نہیں کی گئی۔ ماہرِ لسانیات نے (اکثر) بڑی مقدار میں نمونوں پر بھروسہ کیا ہے۔ شاید اس سے بھی کہیں زیادہ جتنا کہ ان کے مقصد کے لیے ضروری ہوتا۔ اکثر فونیمی تجزیوں کو شماریات کے اعتبار سے بڑی حد تک (کامل طور پر نہیں) مستند تصور کیا جاسکتا ہے۔ ماہرینِ لسانیات کا ایک عام نقص یہ ہے کہ وہ یہ بھول جاتے ہیں کہ ان کے نتائج بالآخر شماریاتی انداز کے مواد پر مبنی ہوتے ہیں اور اس لیے نتائج کی توجیہہ اس کے پیشِ نظر ہی ہونی چاہیے۔

16.14 مخارج کے نقطۂ نظر سے انگریزی مصوتوں کی توضیح میں یہ بات معلوم ہوئی تھی کہ نو مصوتوں کی دو اہم جہتوں سے توضیح کی جاسکتی ہے اور اس اعتبار سے ان کو 3 × 3 کے سانچے پر مرتب کیا جاسکتا ہے:

| | | |
|---|---|---|
| i | ɨ | u |
| e | ə | o |
| æ | a | ɔ |

یہ تناسب فونیموں کی صوتی بنیاد سے زیادہ موثر ہے۔ یکساں سانچہ ظاہر کرنے والے فونیموں کے درمیان متعدد عملی روابط ہوتے ہیں۔ یوں ہم فونیموں کو صرف متخالف اکائیاں ہی نہیں بلکہ ایک نظام کے مقررہ نقاط بھی سمجھ سکتے ہیں۔

ممکن ہے بعض دوسری زبانوں کے فونیمی نظام میں اور بھی زیادہ ربط باہم

ہو۔ مثلاً ترکی مصوتوں میں سہ جہتی اختلاف ہوتا ہے۔ وہ یا تو نسبتاً اگلے یا پچھلے، نسبتاً اونچے یا نیچے، نسبتاً مدور یا غیر مدور ہوتے ہیں۔ تمام ممکن جوڑ استعمال ہوتے ہیں۔ اس طرح اس نظام میں آٹھ مصوتے ہو جاتے ہیں جنہیں بآسانی مکعب کی شکل میں دکھایا جاسکتا ہے، جس کے ہر کونے پر ایک مصوتہ ہو۔
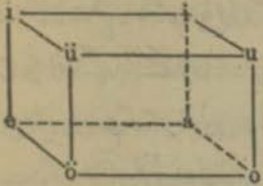
مخرج کے پیشِ نظر اس ترتیب تک پہنچ سکتے ہیں، یا زیادہ وضاحت کے ساتھ مارفونیمی تعلق کے پیشِ نظر /i ü ı u/ نسبتاً اونچے ہونے میں مشابہ ہیں لیکن اس پر اضافہ یہ ہے کہ ہر لاحقہ جس میں ان میں سے کوئی ایک ہے ایسے ذیلی مارفیموں کا حامل ہوتا ہے جس میں چاروں میں سے ہر ایک شامل ہو۔ لہٰذا ایسے تعلیقیوں کو اونچے مصوتے رکھنے والے کہا جاسکتا ہے۔ ایسے لاحقوں کے ذیلی فونیم ماقبل رکن کے مصوتوں سے مشروط ہوتے ہیں /i/ مشروط /i e/ ؛ /ü/ مشروط /ü ö/ ; /ı/ مشروط /ı a/ اور /u/ مشروط /u o/ اس سے مصوتوں کے چار گروہ بن جاتے ہیں ؛ اگلا غیر مدور، اگلا مدور، پچھلا غیر مدور، پچھلا مدور۔ لاحقوں کے ایک اور گروہ میں /e/ ہوتا ہے یا /a/ ۔ دونوں نچلے غیر مدور ہوتے ہیں۔ /e/ کسی بھی اگلے مصوتے /i ü e ö/ کے بعد آتا ہے۔ اور /a/ کسی بھی پچھلے مصوتے /ı u a o/ کے بعد۔ ترکی مصوتوں کی مکعب شکل میں ترتیب سے ساختی تعلق اور صوتی خصوصیت دونوں ہی معلوم ہوتے ہیں۔ ترکی مصوتے بہت نمایاں طور پر ایک نظام کی اکائیاں ہیں، جن کے باہمی روابط زبان میں بنیادی حیثیت رکھتے ہیں۔

کسی زبان کے فونیم ایسی منفرد اکائیاں نہیں ہوتیں جنہیں الگ الگ شناخت اور بیان کیا جاسکے۔ اس لیے فونیم کی ایک تیسری تعریف یہ بھی ہو سکتی ہے ؛ فونیم کسی زبان کے نظامِ اصوات میں ایک عنصر ہے جس کے اس نظام کے دوسرے تمام عناصر سے متعیّن روابط ہوتے ہیں۔ یہ باہمی روابط کئی قسم کے ہوتے ہیں۔ ان کا اظہار مارفونیمی تبدیلیوں میں ہوسکتا ہے یا مارفیموں کے اندر فونیموں کے زنجیروں میں یا مسلسل تکلّم کی اکائیوں کے عمل میں۔ یہ نظام بہت واضح اور متعیّن بھی ہوسکتا ہے یا گنجلک

اور غیر متعیّن بھی، لیکن یہ روابط کسی نہ کسی درجہ میں نمایاں ہوتے ہیں۔

16.15 یہ تینوں تعریفیں (فونیموں کے تخالف کے اعتبار سے، آوازوں کے غیر متخالف گروہوں کے اعتبار سے اور منظم روابط کے اعتبار سے) ایک دوسرے کا تکملہ کرتی ہیں۔ ان میں سے کسی ایک سے فونیم کی شکل وصورت یا اہمیت واضح نہیں ہوتی۔ مجموعی طور پر ان سے فونیم کی اتنی تفہیم کے لیے بنیاد فراہم ہوجاتی ہے جتنی کسی ابتدائی نصاب میں توقع کی جاسکتی ہے یا جو تفصیل کی ذرا سی ترمیم کے ساتھ تکنیکی بحث میں کام آسکتی ہے۔ ان تینوں سے بعض ایسے مزید بنیادی تصوّرات کی طرف اشارہ ہوتا ہے جن کو خاموش قیاس کے لیے نہیں چھوڑا جاسکتا، بلکہ ان تعریفات کو غلط توجیہہ سے بچانے کے لیے ان پر گفتگو ضروری ہوگی۔

16.16 فونیم کے بارے میں ساری بحث اس قیاس پر رہی ہے کہ تکلم کی قطعات (segments) میں تقسیم کی جاسکتی ہے۔ جن میں سے ہر ایک کسی فونیم سے منسوب کیا جاسکتا ہے۔ اس تقسیم پر غور کرنے کے متعدد طریقے ہوسکتے ہیں۔ بالعموم یہ قیاس کیا جاتا ہے کہ انگریزی کے مصمتے اور مصوتے یکے بعد دیگرے آتے ہیں، ہر ایک دوسرے کے اختتام سے شروع ہوتا ہے۔ بل کم و بیش مصوتوں کے ساتھ ساتھ واقع ہوتے ہیں اور سُر باقی دیگر کے ساتھ۔ اس وقت اتنی ہی تفصیل کافی ہوگی، لیکن ایک اور امکان باب 22 میں پیش کیا جائے گا۔

اس وقت کی بحث میں بل اور سر اور متعلقہ فونیموں کو نظر انداز کرتے ہوئے bit جیسے انگریزی لفظ کو تین آوازوں پر مشتمل زنجیرہ قیاس کیا گیا تھا۔ غالباً اکثر مشاہدین کو اس تجزیہ سے اتفاق کرنے میں کوئی دقت نہیں ہوگی، لیکن key جیسے لفظ میں عملی مسئلہ بالکل مختلف ہے۔ ہوسکتا ہے کچھ لوگوں کے سننے میں تین اجزا کا زنجیرہ ہو جیسا کہ فونیمی تحریر /kiy/ سے ظاہر ہوتا ہے۔ بعض اسے صرف دو سنیں گے [ki] اور ہوسکتا ہے بعض دوسرے اسے چار سنیں [khiy] اگرچہ تینوں کے لیے یہ بات بنیادی ہے لیکن فونیم کی ہماری تینوں تعریفوں نے اس مسئلہ سے حرف نظر کیا ہے یا اسے نظر انداز کیا ہے کہ کسی تکلمی تسلسل میں کتنے فونیم ہیں۔ کسی ملفوظہ کو کس طرح سنا اور قطع کیا جائے کسی حد تک مشاہد کے فونیمی پس منظر پر منحصر ہوتا ہے۔ ایک سے صوتی مواد کو مختلف

زبانیں قطعات کی مختلف تعداد میں یا مختلف مقامات پر تقسیم کرتی ہیں۔ قطع کاری کا انداز زبان کا ایک لسانیاتی انداز ہوتا ہے اور اس انداز کے مطابق قطع کاری فونیم کی تینوں تعریفوں میں سے ہر ایک سے مستنبط ہوتی ہے۔

**16.17** ایک اور معاملہ پر ان تینوں تعریفوں میں سے کسی سے بھی روشنی نہیں پڑتی۔ تکلّم ایک ایسا عمل ہے جس میں ذہنِ انسانی، مخارج کے نظام اور حسی اعصاب کی کارفرمائی ہوتی ہے اور اس لیے ماہرینِ نفسیات بجا اور مفید طور پر اس کا مطالعہ کر سکتے ہیں۔ تاہم فونیم نفسیاتی تصوّر نہیں ہے؛ نفسیات کی اصطلاح میں اس کی تعریف نہیں کی جا سکتی۔ اس باب میں فونیمی امتیازات کو جاننے کی توضیح سے ہمارا مقصد یہ نہیں تھا کہ یہ فونیم کی کوئی تعریف ہے۔ یہ صرف ضمناً بلکہ جملۂ معترضہ کے طور پر تھا۔ بدیہی طور پر فونیم کے بننے اور اس کی شناخت میں نفسیاتی عمل کی کارفرمائی رہتی ہے، لیکن فونیم کی کوئی نفسیاتی تعریف ابھی تک نہیں کی گئی۔

تکلّم میں بعض سمعی اثرات بھی کارفرما ہوتے ہیں۔ یہ فونیم کو (سماعت تک) لے جاتے ہیں۔ لیکن فونیم کوئی ایسی مجسّم حقیقت نہیں ہے جس کا آلات یا براہِ راست مشاہدہ سے ادراک کیا جا سکے۔ اس لیے فونیم کی سمعی طور پر بھی کوئی تعریف نہیں کی جا سکتی۔

البتہ فونیم زبان کی ساخت کی ایک خصوصیت ہے۔ یعنی یہ نفسیاتی اور سمعی سانچوں کی تجرید ہے جس سے ماہرینِ لسانیات بعض ایسے عناصر کی مشاہدہ شدہ تکرار کی توضیح کر سکتا ہے جو ظاہری اختلافات کے باوصف نظام (زبان) کے اندر یکساں عمل کرتے نظر آتے ہیں۔ غرض یہ کہ فونیم صرف ایک لسانیاتی خصوصیت ہے۔ یہ کسی ایک ملفوظہ کی خصوصیت نہیں، بلکہ متعدد ملفوظوں میں مشابہت کا بیان ہے۔ صحیح طور پر کوئی ملفوظہ فونیموں کا زنجیرہ نہیں بلکہ فونیم کے ذیلی فونیم کی ٹھوس مثالوں کا زنجیرہ ہے۔ فونیم محض وقوعات نہیں ہیں، بلکہ وقوعات کے گردہ ہیں۔ اس لیے ان کی حقیقت اس طرح کی نہیں جیسے کہ ایک خاص ملفوظہ کا خاص حصّہ ہوتا ہے۔ محدود مفہوم میں یہ ماہرینِ لسانیات کی ذہنی پیداوار ہیں کہ وہ ان خاص ملفوظوں کے خاص حصّوں کو پرکھتا ہے۔ اگرچہ مشاہدہ کرنے والے ماہرِ لسّانیات کی تخلیق ہیں لیکن وہ اپنے ارادے سے تخلیق نہیں کر سکتا۔ کسی زبان کے فونیم ان تجریدات کا مجموعہ ہوتے ہیں جو اس زبان کے ملفوظوں کی بعض خصوصیات

ماضی، حال، مستقبل کو دوسرے مجموعہ کے مقابلہ میں زیادہ موزوں طور پر بیان کر سکتے ہیں۔ ماہرِ لسانیات کا کام یہ ہے کہ وہ مشاہدہ شدہ حقائق کے لیے ایسا نمونہ تلاش کرے جس میں یہ موزوں بیٹھ جائیں۔ زبان واقعی پابندیاں عائد کرتی ہے اور اکثر نمونہ قائم کرنے میں ماہرِ لسانیات کی آزادی کو محدود کر دیتی ہے۔ فونیم کی حقیقت انہیں پابندیوں میں ہے۔

باب

17

# فونیمی تجزیہ

17.1 ماہر لسانیات جو کسی ایسی زبان کا عملی تجزیہ کرنا چاہتا ہے جسے اب تک قلم بند نہیں کیا گیا اور ایک عام آدمی جو ثانوی زبان میں بولنے کی قدرت حاصل کرنا چاہتا ہے۔ دونوں کو ایک ہی قسم کی دشواریوں کا سامنا ہوگا۔ جب تک فونیمی نظام پر تھوڑی بہت قدرت حاصل نہ ہو' ابتدائی کام سے کچھ زیادہ فائدہ نہیں اٹھایا جاسکتا۔ اس کے بغیر مواد کو کو غلط محسوس کیا جاتا ہے' اور مادری زبان کے فونیمی سانچے کی اصطلاح میں اس کو بیان کردیا جاتا ہے یا پھر یہ مواد نوع بہ نوع اور غیر منظم آوازوں کے ناقابل تنظیم مجموعہ کی حیثیت سے سننے میں آتا ہے اور ایسے ہی اسے قلم بند کیا جاتا ہے۔ عام آدمی اگر اس میں زبان آموزی کی صلاحیت ہے تو وہ بار بار غلطی کرکے اور پھر اس کو ٹھیک کرکے فونیمی نظام پر کچھ قابو حاصل کرلے گا۔ لیکن اکثر لوگ ابتدائی ترسیلی ضرورت سے زیادہ کچھ حاصل نہیں کرپاتے۔ ماہر لسانیات شعوری طور پر فونیمی نظام پر قابو پانے کی کوشش کرتا اور قدم بہ قدم اس کی طرف بڑھتا ہے۔ اس کے طریقہ کار کے کچھ حصے کسی بھی شخص کے لیے جو نئی زبان سیکھ رہا ہو' مفید ہوسکتے ہیں خواہ وہ مبتدیوں کی عام دقتوں کو دور کرنے میں مدد کی صورت میں ہو، جس سے اس کی ترقی کی رفتار تیز ہوجائے یا اس کے اس بات کو سمجھنے میں مدد کرنے کی صورت میں کہ وہ کیا کررہا ہے؟ اور زیر مطالعہ زبان میں "عجیب وغریب" صورتوں کا کیا سبب ہے؟ اس باب میں ہم تجزیاتی طریقہ کے بعض ابتدائی پہلوؤں پر

گفتگو کریں گے۔

17.2 مادری زبان کے علاوہ کسی دوسری زبان کے فونیمی تجزیہ میں پہلا امر یہ ہے کہ نمونہ کو ضبطِ تحریر میں لایا جائے۔ اہلِ زبان اطلاع دہندہ کی زبان کے متعدد ملفوظوں کو لکھ لیا جاتا ہے۔ بڑی احتیاط کے ساتھ یہ دیکھ لینے کی ضرورت ہے کہ تحریر میں جہاں تک ممکن ہو یکسانیت رہے یعنی ہر آواز کو ایک مقررہ علامت سے لکھا جائے۔ تکلم کی قابلِ ادراک ہر خصوصیت کو زیادہ سے زیادہ تفصیل اور صحت کے ساتھ لکھا جائے۔ تحقیق کرنے والا ایسا شخص جس نے صوتیات کی کچھ تربیت حاصل کی ہو قدرے مختلف آوازوں کی بڑی تعداد قلم بند کرے گا اور کسی متعیّنہ تحریری نظام کی علامات استعمال کرے گا جس شخص کی اس کام کے لیے اتنی تربیت نہیں ہے وہ کم امتیازات قلم بند کرے گا اور شاید ان میں سے بہت سوں کے لیے اسے نئی علامات بنانی پڑیں۔ دونوں صورتوں میں یہ صرف اتفاقی بات ہوگی کہ صحت کے ساتھ چند ایک فونیموں سے زیادہ ضبطِ تحریر میں آجائیں۔ اس انضباط پر تحقیق کنندہ کی زبان کے فونیمی نظام کا بھی اثر ہوگا۔ تربیت یافتہ ماہرِ لسانیات زبانوں کے بارے میں اپنے تجربے اور صوتیاتی تربیت کے باعث اس پر کسی حد تک قابو پا سکتا ہے۔ اس کی تحریر اپنی مادری زبان کے فونیمی نظام کی اصطلاح میں نہیں ہوتی، بلکہ متعدد زبانوں کے مجموعی تجربوں کی اصطلاح میں ہوتی ہے اور اس میں ان تمام امتیازات کی جھلک نظر آتی ہے جن کو اس کے کثیر اللسّانی پس منظر سے پہچاننا اسے سکھایا ہے۔

ایسی ابتدائی تحریر میں خالص فونیمی تحریر سے انحراف کی مندرجہ ذیل صورتیں ہو سکتی ہیں :

(1) اس میں ضرورت سے زیادہ امتیازات ہو سکتے ہیں، یعنی کسی فونیم کے دو یا زیادہ متباینات کے لیے الگ الگ نشانات استعمال کیے گئے یا غیر لسانیاتی اختلافات کو قلم بند کیا گیا۔ یہ صورت اس وقت ہو سکتی ہے جب کوئی عرب انگریزی کا تجزیہ کرے اور /k/ کے لیے [ k اور q ] لکھے۔

(2) اس میں ضرورت سے کم امتیازات ہو سکتے ہیں۔ یعنی دو یا زیادہ فونیموں کے لیے یا دو مختلف فونیموں کے ذیلی فونیموں کے لیے ایک ہی علامت استعمال کی گئی ہو؛

یا لسانیاتی اہمیت رکھنے والے بعض خصائص کو قلم بند نہ کیا گیا ہو۔ یہ صورت اس وقت ہو سکتی ہے جب کوئی امریکی عربی کا تجزیہ کرے اور /k/ اور /q/ دونوں کے لیے [k] لکھے۔

(3) اس میں قطع کاری غلط ہو سکتی ہے، یعنی فونیموں کے زنجیرہ کے لیے ایک علامت استعمال کر لی جائے یا ایک فونیم کے لیے علامتوں کا زنجیرہ۔ یہ صورت اس وقت ہو سکتی ہے جب کوئی امریکی جرمن کا تجزیہ کرتے ہوئے /tš/ کے بجائے [č] لکھے یا جرمن انگریزی /č/ کے لیے [tš] لکھے۔

(4) کچھ مختلف قسم کی شدید غلطیاں ذاتی انداز کی بھی ہو سکتی ہیں۔

تجزیہ کے عمل میں یہ بات شامل ہے کہ ہر قسم کے انحراف کی مثالیں معلوم کی جائیں اور ضروری تصحیح کی جائے۔ اس طور پر تحریر رفتہ رفتہ زبان کی فونیمی شکل کے قریب تر آجاتی ہے۔ یہ عمل ظن و تخمین کی متعدد تہوں پر مبنی ہو سکتا ہے۔

17.3 ضرورت سے زیادہ امتیازات کو محنت اور کوشش کے ذریعہ دستیاب مواد سے معلوم کیا جا سکتا ہے اور درست کیا جا سکتا ہے (بشرطیکہ ضرورت سے کم امتیازات یا فاحش غلطیاں ہماری اس شہادت کو مبہم نہ بنا دیں) یہی وجہ ہے کہ ماہرِ لسانیات اپنی تحریر میں تمام ممکن جزئیات کو سمونے کی کوشش کرتا ہے۔ اس سے کم امتیازی بالکل ختم تو نہیں ہو سکتی، البتہ کم ضرور ہو جاتی ہے۔ ایک اعلیٰ ماہرِ صوتیات کے قلمبند کیے ہوئے مواد کا آسانی اور صحت کے ساتھ تجزیہ کیا جا سکتا ہے۔ اس عمل میں تحریری مواد میں سے اہم اطلاعات کو غیر اہم سے الگ کر لینا ہوتا ہے۔ جن لوگوں کو صوتیات کا تجربہ نہیں ہوتا۔ ان کا مواد خاصی دقت کا باعث ہوتا ہے، کیوں کہ عین امکان ہے کہ اس میں کم امتیازی ہو گی۔ اس صورت میں متعلق اور غیر متعلق کو الگ الگ چھانٹ لینے کا کوئی بھی طریقہ مناسب نہیں ہو سکتا، کیونکہ بعض اہم امتیازات اس میں سرے سے چھوٹ جاتے ہیں، کم امتیازی اور بعض فاحش غلطیوں کو اطلاع دہندہ کے تکلّم کے بار بار کے حوالے سے معلوم کیا جا سکتا اور دُور کیا جا سکتا ہے، ہو سکتا ہے کہ کبھی ان کے وجود اور نوعیت کے بارے میں تحریر کے پیشِ نظر سخت شبہات پیدا ہوں۔ ایسے پیدا ہونے والے بعض مسائل کو باب 21 میں زیرِ بحث لایا جائے گا۔ اچھی تحریر سے کبھی غلط قطع کاری کا سراغ بھی

مل سکتا ہے، خاص طور پر ایسی تحریر سے جو تجربہ کار ماہرِ لسانیات نے تیار کی ہو۔ اس راہ کے خطرات سے آگاہ ہونے کے باعث وہ خطرناک مقامات پر مواد کے انضباط میں بہت احتیاط سے کام لے گا۔

**17.4** فی الحال ہم کم امتیازی اور فاحش غلطیوں کے امکان کو نظر انداز کر کے یہ قیاس کر لیتے ہیں کہ ہمارے پاس ایسی صوتی تحریر ہے جس میں فونیمات سے انحراف صرف زیادہ امتیازات کی صورت میں ہے اور اس باب کے آخر میں غلط قطع کاری پر غور کریں گے۔ البتہ یہ نہ بھولنا چاہیے کہ اس طرح کا مفروضہ صرف طریقہ کو سمجھانے کے خیال سے ہی کیا جا سکتا ہے۔ ورنہ جیسا کہ مارفیمیاتی تجزیہ کے سلسلے میں باب 6، 7 میں ذکر کیا گیا، مختلف عمل کم و بیش بیک وقت کیسے جانے چاہئیں۔ یہ بھی مفید ہوتا ہے کہ قواعد اور اصوات سے متعلق تجزیہ ساتھ ساتھ کیا جائے۔ صرف عملی نقطۂ نظر سے ایسا کیا جاتا ہے اور اس لیے دونوں کو گڈمڈ نہیں ہونا چاہیے۔

زبان کا تجزیہ مکمل ہونے سے پہلے تجزیہ کنندہ کو اس بات کا یقین کر لینا چاہیے کہ اصوات سے متعلق نتائج قواعد سے آزاد رہ کر حاصل ہوئے ہیں، یعنی فونیمی نظام کی توضیح اور تجزیہ کی تصدیق مارفیمیاتی نتائج کے سہارے کے بغیر ہونی چاہیے الا یہ کہ ملفوظوں کے جوڑوں کا مختلف ہونا مارفیمیات کی رُو سے معلوم کیا جائے۔ اس کا دوسرا رخ اتنا درست نہیں ہوگا؛ اطمینان بخش قواعدی توضیح سے پہلے اطمینان بخش اور مکمل فونیمی توضیح ہونی چاہیے۔ مارفیمیات کا بیان مارفیموں کی اصطلاح میں ہونا چاہیے۔ جو خود زبان کے فونیمی نظام کی اصطلاح میں ہی بیان کیے جاتے ہیں۔ مبتدیانہ بیانات کی حد تو ٹھیک ہے ورنہ اس کے علاوہ کوئی دوسری بنیاد کافی اور تسلی بخش نہیں ہوگی، کسی زبان کی قواعد کی ارتقائی تفہیم میں سب سے بڑی رکاوٹ ناقص فونیمی تجزیہ ہے، بالعموم وہ جس میں صرف مصوتوں اور مصمتوں کا تجزیہ کر لیا گیا ہو۔

**17.5** گزشتہ باب میں ہم نے فونیم کی تکمیلی تعریفات کا ذکر کیا تھا۔ تینوں میں سے ہر ایک سے فونیمی تجزیہ کا ایک پہلو نکلتا ہے۔ باب 2، 3 اور 4 میں جو طریقہ پیش کیا گیا وہ صرف ایک پر مبنی تھا اور اس حیثیت سے ناکافی تھا۔ موجودہ مقصد کے لیے تینوں میں سب سے اہم وہ ہے جسے 16.7 میں پیش کیا گیا ہے، لیکن بقیہ دونوں

سے بھی خاصی مدد ملتی ہے۔ فونیم کو آوازوں کا ایک گروہ بتایا گیا تھا اور کوئی سی دو آوازوں کو ایک فونیم سے منسوب کرنے کے لیے دو معیار مقرر کیے گئے تھے۔ ان میں سے پہلا صوتی مشابہت ہے۔ اس سے یہ بات لازم آتی ہے کہ تجزیہ کنندہ کے لیے صرف اسی امر کی احتیاط کافی نہیں کہ وہ زبان کی آوازوں کو اس طرح قلم بند کرلے کہ اس کے ابتدائی نقوش میں ہر علامت ایک متعین آواز کا اظہار ہو بلکہ یہ بھی ضروری ہے کہ وہ ہر آواز کی صوتی نوعیت کو بھی قلم بند کرلے۔ ایسا کرنا اسی وقت آسان ہوگا جب وہ رواجی طور پر مسلمہ ایسی تختی set میں سے علامات استعمال کرے جس میں ہر علامت کا تعین ہو یا وہ دقیق علامات کے ذریعہ احتیاط کے ساتھ ہر آواز کی صوتی توضیح پیش کرے یا مانوس علامتوں کو ذرا آزادانہ استعمال کرے۔ اس باب میں اور ان سے متعلقہ مشقوں میں ہم علامات کو باب 15 میں متعینہ اقدار کے ساتھ استعمال کریں گے۔

فونیم کی تعریف کی دوسری شرط تقسیم کا انداز ہے: تکملی تقسیم یا آزاد تباین۔ ان میں سے کسی ایک کو بھی تدریجی عمل سے دکھایا جاسکتا ہے لیکن اس کا طریقہ قدرے مختلف ہے۔ ہم پہلے وہ طریقہ بیان کریں گے جس میں تکملی تقسیم کی بنیاد پر فونیمی گروہ بندی معلوم کی جائے۔ اس میں تین مدارج ہوتے ہیں؛ مشکوک جوڑوں کا معلوم کرنا، مفروضہ بنانا اور اس کی جانچ۔

**17.6** اول مناسب صوتی تقسیم کے اعتبار سے نمونہ میں موجود تمام آوازوں کی جدول بنالی جائے۔ مشکوک جوڑوں کی فہرست بنالی جائے یعنی ایسی آوازوں کے جوڑے جو صوتی طور پر ملتے جلتے معلوم ہوتے ہیں اور اس لیے ان کے ایک ہی فونیم کے ذیلی فونیم ہونے کا امکان ہوتا ہے۔ کوئی آواز ایسے کئی جوڑوں میں مل سکتی ہے۔ ایسی تمام آوازوں کو نظر انداز کر دیا جائے جو اتنی مختلف ہوں کہ ان کے ایک ہی فونیم کے ذیلی فونیم ہونا ممکن نہ ہو۔ مثلاً اگر نظری مواد میں [m k kʰ] ہوں تو قیاس کیا جاسکتا ہے کہ [m] اور [k] دو مختلف فونیموں سے منسوب ہوں گے لیکن [k] اور [kʰ] ایک ہی فونیم کے ذیلی فونیم ہو سکتے ہیں۔ اس لیے مؤخر الذکر مشکوک جوڑا سمجھا جائے گا۔

مندرجہ ذیل عام طور پر ایک ہی فونیم کے ذیلی فونیم ہوتے ہیں، اس لیے یہ ایسی آوازیں ہو سکتی ہیں جنہیں مشکوک جوڑوں کی فہرست میں رکھا جائے بشمول [ ]

میں رکھی گئی ہیں ۔

ہم سر مسموع اور غیر مسموع آوازیں [s z] [k ḳ]

ہم سر بندشی اور صفیری آوازیں [k x]

دولبی اور لب دندانی بندشی آوازیں ، صفیری انفی آوازیں یا بندشی اور صفیری آوازیں [p f] [m ɱ] [ʋ v] [b ɓ]

دندانی ، لثوی اور معکوسی بندشی صفیری اور پہلوئی آوازیں یا بندشی اور صفیری آوازیں [t θ] [d l] [t ʈ] [t ṭ]

لثوی اور لث تالوی صفیری آوازیں [s š]

تالوی (حنکی) اور غشائی بندشی یا صفیری آوازیں [x x̣] [k ḳ] [k ḳ]

ہم سر ہکاری اور غیر ہکاری بندشی آوازیں [tʰ t]

تمام انفی آوازیں (سوائے [m] کے جو امتیاز رکھتا ہے) [n ñ] [n ŋ]

[r] جیسی آوازوں کی تمام قسمیں اور [l] جیسی آوازوں کی کچھ قسمیں [ř l] [ř ʀ] [r ř]

دندانی اور لثوی تکریری اور بندشی آوازیں [t ř] [d ř]

لہاتی [ʀ] غشائی اور لہاتی صفیری آوازوں کے ساتھ [ɣ ʀ]

[h] اور تمام غیر مسموع اور حنکی صفیری آوازیں [h x]

متصل مصوتوں کے تمام جوڑے [o ɔ] [æ a] [ɨ i] [i ü]

نیم مصوتے اور دولبی، حنکی یا غشائی صفیری آوازیں [w ʋ]

ایسی کوئی فہرست جامع نہیں ہو سکتی ۔ آوازوں کے اور بھی جوڑ ہیں جو کبھی کبھی ایک ہی فونیم کے ذیلی فونیم ہوتے ہیں ۔

17.7 ہر مشکوک جوڑے کے ہر جزء کی تقسیم کو جانچا جائے، کوئی مفروضہ تیار کر لیا جائے جو اس تقسیم کی توجیہ کر سکتا ہو ۔ یہ مفروضہ یا تو مشاہدہ شدہ خصوصیات پر مبنی ہونا چاہیے یا کسی ایسی صورتِ حال کی متوازیت پر جو ایسے ہی جوڑوں میں پہلے پائی گئی ہو ۔ مثلاً اگر یہ ثابت کیا جا چکا ہے کہ [p] اور [b] تکملی تقسیم میں ہیں اور [t] اور [d] پر غور کیا جا رہا ہے تو ایسا مفروضہ قائم کرنا مناسب ہوگا جس کا

[p] اور [b] کی صورت میں نفاذ ہو سکتا تھا' یہ ضروری نہیں کہ ان میں بھی یہی صورت معلوم ہو لیکن چونکہ فونیم ایک مربوط نظام کے عناصر ہوتے ہیں۔ اس لیے غالب امکان یہ ہے کہ وہ متوازی کیفیت کے حامل ہوں۔

ذیلی فونیموں کی تقسیم زبان کی اصوات کی کسی بھی خصوصیت سے مشروط ہو سکتی ہے، ان میں کچھ عام صورتیں مندرجہ ذیل ہیں۔

متصلاً ماقبل یا مابعد فونیم

ماقبل یا مابعد فونیم جو کچھ فاصلہ پر ہوں، اگرچہ بعد کے ساتھ امکان کم ہوتا چلا جاتا ہے، متوالی ارکان کے مصوتے اکثر ایک دوسرے کو متاثر کرتے ہیں۔

رکن، لفظ، فقرہ وغیرہ میں مقام، بشرطیکہ اسے اصوات کی رُو سے متعیّن کیا جا سکے۔

بل، بہ اور ایسے ہی دوسرے خصائص کے ساتھ تعلّق۔

ان میں دو یا زیادہ عوامل کی ترکیب۔

تکملی تقسیم میں کارفرما شرط اکثر تماثل ( assimilation ) یا دوسری معروف مارفونیمی تغیرات کے متوازی ہوتی ہے۔ اطالوی /n/ کے ذیلی فونیم [n] اور [ŋ] ہیں، موخرالذکر /biánko/ سفید [biáŋko] جیسے لفظ میں آتا ہے۔ یہ تقسیم انگریزی تماثل کے متوازی ہے جو /k g/ سے پہلے /n/ کو /ŋ/ میں تبدیل کر دیتی ہے لیکن ایک بنیادی فرق بھی ہے، انگریزی میں دو مختلف فونیم استعمال ہوتے ہیں کیوں کہ /n/ اور /ŋ/ دوسرے مقامات پر ایک دوسرے سے متخالف ہیں مثلاً /sʌn/ *sun* : /sʌŋ/ *sung* اطالوی میں ایسی ہی دو آوازیں دو ذیلی فونیم ہیں کہ [n] اور [ŋ] میں کہیں تخالف نہیں پیدا ہوتا۔ ایسی بہت سی مثالیں پیش کی جا سکتی ہیں۔ آوازوں کے مشکوک جوڑوں سے متعلق مفروضہ قائم کرنے کے سلسلے میں مارفونیمی تغیرات کے نتیجہ میں پیدا ہونے والے زنجیروں کی کی صورتوں پر غور کرنا ضروری ہے۔ اگر اتفاق سے مفروضہ درست ثابت نہ ہو تو یا فونیمی روابط کی طرف اشارہ ہو سکتا ہے جیسے تجزیہ میں کسی دوسرے مقام پر دیکھ لینا چاہیے۔

بعض صورتوں میں شرط ناقابلِ توضیح معلوم ہو سکتی ہے۔ درحقیقت یہ کوئی مضائقہ

نہیں کہ کوئی تشریح کی جاسکتی ہے کہ نہیں کیوں کہ اس طرح کی "تشریح" اس کے علاوہ
اور کیا ہوگی کہ مشاہدہ شدہ تقسیم کی ایک اور توضیح پیش کی جائے۔ ربطِ باہم کی بہت
سی ایسی صورتیں سامنے آتی ہیں جن کے بارے میں کوئی نشان مقرر کرنے کی ضرورت نہیں
ہوئی لیکن کسی خاص اصطلاح کے فقدان سے ان کا جواز کسی طرح بھی متاثر نہیں ہوتا۔

17.8 مفروضہ قائم کر لینے کے بعد مجوزہ شرط عائد کرنے والے عامل یا عوامل کے ساتھ
ہر آواز کی تقسیم کے تعلق کے پیشِ نظر ان کی جدول بنا کر جانچ کی جائے۔ اس بات کا یقین
کر لیا جائے کہ تمام نظیری مواد کو جدول میں شامل کر لیا گیا ہے۔ اسی مقام پر نتیجہ کے
شماریاتی جواز کو بھی احتیاط کے ساتھ پرکھ لیا جائے۔ مفروضہ میں مشکوک جوڑے کے ہر
رکن کا ہر وقوع شامل ہونا چاہیے، اگر جدول سے زیرِ غور آوازوں کی تقسیم اور مفروضہ شرطی
عامل کے درمیان تعلق ظاہر ہو تو اس مفروضہ کو آگے کام کی بنیاد بنایا جاسکتا ہے۔ جب
تک کہ جدول میں شامل مثالوں کی تعداد وافر نہ ہو جائے اس وقت تک نتیجہ کو عارضی تصور
کرنا چاہیے۔ یہ ظاہر ہے کہ اگر نمونہ میں دونوں آوازیں ایک ایک بار واقع ہو رہی ہیں تو
دونوں کو تکملی تقسیم میں دکھایا جاسکتا ہے، بشرطیکہ مثالیں اقلی جوڑے کی نہ ہوں۔ مفروضہ
جتنا زیادہ پیچیدہ ہوگا، اس کی تصدیق کے لیے اسی قدر زیادہ مواد کی ضرورت ہوگی۔

اگر مفروضہ ٹھیک کام نہ کرے تو اسے مسترد کر دینا چاہیے یا اس میں ترمیم ہونی چاہیے
اگر جدول سے قریبی تعلق کے ساتھ استثنائی صورتیں بھی نظر آئیں تو ان مستثنیات کو احتیاط سے
جانچا جائے۔ ان میں کوئی ایسا مشترک عامل نظر آسکتا ہے جو ابتدائی مفروضہ میں ذرا سی
ترمیم کے ساتھ اس میں کھپ جائے۔ نئے مفروضہ کے ساتھ نئی جدول بھی تیار ہونی چاہیے
جب کوئی مزید مناسب مفروضہ نہ باقی دکھائی دے تو دونوں آوازوں کو دو الگ الگ
فونیموں کے رکن سمجھا جائے۔ تاہم اس صورت میں بھی یہ خیال ذہن میں رہنا چاہیے کہ یہاں
تکملی تقسیم کا عمل بھی ہوسکتا ہے۔ جس کے شرطی عامل (conditioning factor) کو ابھی
تک نہیں دیکھا جاسکا۔ جب تک تجزیہ مکمل نہ ہو جائے اور ایک نتیجہ کو دوسرے سے ٹکرا کر
نہ دیکھ لیا جائے۔ اس وقت تک سارے نتائج عارضی ہوں گے۔

17.9 اس طریقہ کی تشریح ذیل کے اپینی لفظوں کا جزوی تجزیہ کر کے پیش کی
جاسکتی ہے۔ یہاں اور عملی کتاب کی مشقوں میں نظیری مواد قریب قریب قلیل ترین ہی ہے۔

اصل عملی کام میں اکثر تیس الفاظ کا ہونا لازمی ہوگا۔ علاوہ ازیں ان لفظوں کو اس نظام کے کچھ حصّوں کی تشریح کے لیے ہی منتخب کیا گیا ہے۔ بہت سے فونیم سرے سے آئے ہی نہیں۔

| | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|
| [avana] | Havana | [dufař] | to endure | [peřo] | but |
| [bala] | ball | [ganař] | to earn | [peřo] | dog |
| [baɣa] | rope | [gato] | cat | [pipa] | pipe |
| [beso] | kiss | [gola] | throat | [pondeřoso] | heavy |
| [boða] | wedding | [gosař] | to enjoy | [poŋgo] | I put |
| [buřo] | burro | [kasa] | house | [siɣařo] | cigar |
| [damos] | we give | [kuva] | Cuba | [teŋgo] | I have |
| [dios] | God | [laɣo] | lake | [toðo] | all |
| [deveř] | to owe | [naða] | nothing | [tavako] | tobacco |
| [donde] | where | [nuðo] | knot | [uva] | grape |

پہلا مرحلہ یہ ہے کہ قلم بند آوازوں کی جدول بنائی جائے اور مشکوک جوڑوں کو الگ کیا جائے۔ آخرالذکر کو حلقوں میں رکھا گیا ہے۔
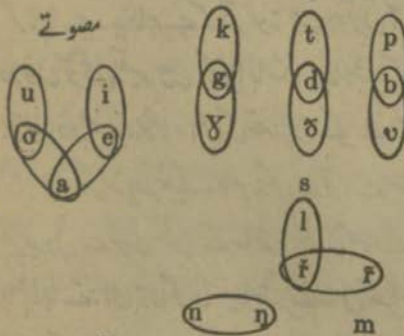
جانچ کے لیے پہلا جوڑا [p] اور [b] ہے۔ دونوں ابتدا میں واقع ہوئے ہیں، اس لیے لفظ میں مقام کے اعتبار سے کوئی مفروضہ نہیں قائم کیا جاسکتا۔ ہوسکتا ہے کہ بعد میں آنے والے مصوتوں کا کچھ اثر ہو، اس لیے ذیل کی جدول تیار کرتے ہیں:

| | [i] سے پہلے | [e] سے پہلے | [a] سے پہلے | [o] سے پہلے | [u] سے پہلے | |
|---|---|---|---|---|---|---|
| [p] | | / | // | / | // | |
| | | | / | // | / | / |

اس جدول سے بھی تکمیلی تقسیم ظاہر نہیں ہوتی ہے۔ ایک یہ مفروضہ قائم کیا جاسکتا ہے کہ [p] اور [b] اگلے مصمتے سے مشروط ہوتے ہیں۔ اس کی جدول بنائیں تو کچھ یوں ہوگی۔

| | - | ŋ | n | p | ř | ř | ð | ɣ | l |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| [b] | | | | | / | / | / | / | / |
| [p] | / | / | / | / | / | / | | | |

دونوں [ř] سے پہلے واقع ہوئی ہیں، اس لیے یہ مفروضہ بھی قابلِ عمل نہیں۔ اگر ہمارے پاس [peřo] اور [buřo] بھی نہ ہوں تب بھی جدول سے کوئی بات بمشکل ہی ثابت ہوگی کیوں کہ اتنے مختلف مقامات کو جدول میں لایا جارہا ہے کہ نظیری مواد ناکافی ہوجاتا ہے۔ ہم یہ نتیجہ نکالنے پر مجبور ہیں کہ [p] اور [b] تکملی تقسیم میں نہیں ہیں یا یہ کہ ہمارا موجودہ مواد کسی سانچے کی نشان دہی کے لیے ناکافی ہے۔

جانچ کے لیے دوسرا جوڑا [b] اور [ʋ] ہے۔ الفاظ کی فہرست سے یہ بات بہ یک نظر معلوم ہوجاتی ہے کہ [ʋ] ابتداً استعمال نہیں ہوتا۔ اس لیے یہ مفروضہ قائم کیا جاسکتا ہے کہ [b] صرف ابتداً استعمال ہوتا ہے اور [ʋ] صرف درمیان میں۔ ذیل کی جدول سے اس کو پرکھتے ہیں:

| | ابتدائی | درمیانی |
|---|---|---|
| [b] | ///// | |
| [ʋ] | | ///// |

مفروضہ برقرار رہتا ہے اور ہم یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ [b] اور [ʋ] ایک فونیم کے ذیلی فونیم ہیں جسے ہم /b/ لکھیں گے۔ اب ہم [aʋana] کو [abana] سے بدل سکتے ہیں۔ اس کو ابھی تک بھی [ ] میں لکھا گیا ہے، / / میں نہیں، کیونکہ ابھی دوسری آوازوں کا درجہ متعین نہیں ہوا۔

اس قیاس پر کہ [d] اور [ð] کیفیت [b] اور [ʋ] کے مطابق ہوگی، ہم ان کی طرف متوجہ ہوتے ہیں اور ذیل کے جدول سے اسی مفروضہ کو آزماتے ہیں

| | ابتدائی | درمیانی |
|---|---|---|
| [d] | //// | // |
| [ð] | | //// |

مفروضہ ثابت نہیں ہوتا۔ تاہم یہ بات اہم ہے کہ [ð] صرف درمیان میں آتا ہے،

اس لیے درمیانی [d] کی مثالوں پر ایک نظر ڈالتے ہیں۔ ان سے مفروضہ میں ایک ترمیم کا اشارہ ملتا ہے ۔ کہ [d] ابتداً اور [n] کے بعد استعمال ہوتا ہے۔ اس لیے ایک نیا نقشہ تیار کرتے ہیں ؛

| | ابتدائی | [n] کے بعد | مصوتوں کے بعد |
|---|---|---|---|
| [d] | ///// | // | |
| [ð] | | | //// |

مفروضہ اس آزمائش پر پورا اُترتا ہے۔ دونوں ایک ہی فونیم کے ذیلی فونیم ہیں جسے ہم /d/ لکھیں گے۔ اب [naða] کو [nada] لکھا جاسکتا ہے۔ اس سے یہ سوال اٹھ سکتا ہے کہ اسی طرح کی تقسیم /b/ میں کیوں نہیں تھی۔ اس کی وجہ صرف مزید مواد کا فقدان ہے۔ دسیع تر فہرست میں یقیناً کچھ ایسے لفظ شامل ہوں گے جیسے

[bomba] 'پمپ'؛

[g] اور [ɣ] کے جوڑے سے بھی ایسے ہی ربط کی توقّع کی جاسکتی ہے۔ اس کی آزمائش کے لیے ضروری جدول بنائیے اور بقیہ جوڑوں کو پرکھیے۔

**17.10** تکملی تقسیم معلوم کرنے کے لیے مواد کی آزمائش کے دوران ہر ایسی شہادت پر توجہ کی جانی چاہیے جس سے اس کے برعکس کوئی بات ثابت ہوسکتی ہے۔ ان میں سب سے اہم اقلی جوڑے ہیں۔ اس بات کا یقین کرلینا چاہیے کہ جوڑے داقعی اقلی ہیں اور ان میں کسی ایسی خصوصیت کا اختلاف نہیں ہے جسے قلم بند نہ کیا جاسکا ہو۔ تاہم اقلی جوڑوں کا ملنا بہت مشکل بھی ہوسکتا ہے، بالخصوص کم مواد میں جو تحقیق کے ابتدائی مدارج پر دستیاب ہے۔ انگریزی کے تجربہ سے آپ جانتے ہوں گے کہ وافر ذخیرہ الفاظ سے کام لینے کا امکان ہونے کے باوجود بعض اوقات اقلی جوڑے فراہم کرنا مشکل ہوجاتا ہے۔ یہ بھی حقیقت ہے کہ دوسری بہت سی زبانوں کے مقابلہ میں انگریزی میں زیادہ اقلی جوڑے ہیں۔ بعض زبانوں میں تو یہ بے حد کم ہیں۔ اقلی جوڑے مل جائیں تو مفید ہوتے ہیں، لیکن ایک تو ہمیشہ ان کی توقّع نہیں ہونی چاہیے دوسرے یہ تجزیہ کے کام کے لیے لازمی نہیں ہیں۔

2.23 میں ایک اور طریقہ تجویز کیا گیا تھا، اس میں اقلی سے فروتر جوڑوں

( sub-minimal pairs ) سے کام لیا گیا تھا یعنی ایسے ٹکڑے جن میں دو یا شاید تین حیثیتوں سے اختلاف ہو۔ ان کی اہمیت اس وجہ سے ہے کہ یہ ان مفروضات کی تجدید کر دیتے ہیں جو تکملی تقسیم کی ممکنہ شرط کے طور پر پیش کیے جا سکتے ہیں۔ جب ممکن مفروضات کی تعداد کم ہو تو ان میں سے ہر ایک کو جانچنا ممکن ہوتا ہے۔ اگر سب کی تردید ہو جائے تو یہ بات ثابت ہو جاتی ہے کہ دو آوازیں ایک ہی فونیم کے ذیلی فونیم میں ہیں۔ اقلی جوڑے صرف آخری صورت میں جب کہ مشروطیت کا اور کوئی مفروضہ ممکن نہ ہو۔

**17.11** آزاد تباین سے قدرے مختلف مسائل پیدا ہوتے ہیں۔ جب دو آوازیں آزاد تباین میں ہوں تو وہ ایک سے ماحول میں پائی جا سکتی ہیں اور اگر مواد کافی ہو تو یکساں ماحول میں بھی۔ یعنی وہ ایسی صورتوں میں مل جائیں گی جنہیں پہلی نظر میں اقلی جوڑے کہا جا سکتا ہے۔ یہ جوڑے ایک ہی مارفیم اور مارفیموں کا زنجیرہ ہوتے ہیں جو زیر غور فونیم کی کبھی ایک تباین صورت کے ساتھ اور کبھی دوسری صورت کے ساتھ واقع ہوتے رہتے ہیں۔ یہ صحیح معنی میں اقلی جوڑے نہیں ہوتے کیوں کہ تعریف کے مطابق اقلی جوڑے میں معنی و بیان دونوں کے اعتبار سے فرق ہونا چاہیے۔

اسے ایک اور طرح دیکھا جا سکتا ہے۔ اگر دو ایسے ملفوظے دیے ہوں جو ایک خصوصیت کے علاوہ سب طرح مشابہ ہیں، تو یہ اس بات کی دلیل ہو سکتی ہے کہ دونوں آوازیں فونیمی اعتبار سے الگ الگ ممتاز ہیں یا وہ ایک ہی فونیم کے متبادلات ہیں۔ کون سا نتیجہ اخذ کیا جائے یہ اس پر منحصر ہے کہ دونوں ملفوظے معنی کے اعتبار سے مختلف ہیں یا نہیں اور اگر ہیں تو کیا معنی کے اس فرق اور بیان کے فرق میں ہر جگہ یکساں تعلق ہے۔ اگر معنی و بیان کے فرق میں باہمی تعلق نہ ہو تو آزاد تباین کہا جائے گا۔

تاہم صرف یہی کافی نہیں ہے۔ بہت سے امریکی لوگوں کے لیے [wiθ] اور [wið] دونوں کسی محسوس شرط کے بغیر واقع ہوتے ہیں۔ اس لیے یہ صورت آزاد تباین کی ہے۔ لیکن بہت سے الفاظ میں ہمیشہ [θ] ہوتا ہے اور بعض دوسرے بہت سوں میں صرف [ð] ۔ یہ دکھانے کے لیے اقلی جوڑے مل سکتے ہیں کہ [θ] اور [ð] فونیمی اعتبار سے ایک دوسرے سے ممتاز ہیں [wiθ] اور [wið] ایک مارفیم دو ذیلی مارفیموں کے درمیان آزاد تباین کی مثال ہیں، اصوات کے اعتبار سے

ان کی بحث غیر متعلق ہے۔ یہ ثابت کرنے کے لیے کہ دو آوازیں ایک ہی فونیم کی رکن ہیں، چند مارفیم کافی نہیں ہوں گے، بلکہ آزاد تباین کے بہت سے وقوعات کا مشاہدہ ضروری ہوگا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ فونیمی تجزیہ میں اس معیار کو استعمال کرنے کے لیے لازم ہے کہ الفاظ کی کثیر تعداد ہو جن میں سے ہر ایک کو کئی بار قلم بند کیا گیا ہو۔ یہ ذرا امکان سے دور ہے کہ ابتدائی تحریر میں ہی ایسی شہادت مل جائے۔ عام طور پر ضروری ہوتا ہے کہ مزید مواد فراہم کرنے کے لیے اطلاع دہندہ سے رجوع کیا جائے جس سے آزاد تباین کے مفروضہ کی یا تصدیق ہو جائے یا تردید۔

17.12 ہر مشکوک جوڑے کی جانچ اور اس مفروضہ کے موافق یا مخالف فیصلہ کہ وہ ایک ہی فونیم سے متعلق ہیں، کافی نہیں ہے۔ فونیم الگ سے کوئی انفرادی حیثیت نہیں رکھتے۔ 16.14 میں فونیم کی تیسری خصوصیت یہ تھی کہ وہ کم و بیش مربوط نظام اصوات کا ایک عنصر ہوتا ہے۔ لہٰذا یہ ضروری ہے کہ الگ الگ نتیجوں کو تجزیاتی عمل کے دوران پیدا ہونے والے مجموعی فونیمی نظام کے پس منظر میں بھی دیکھا جائے۔

علاوہ ازیں ٹکڑوں ٹکڑوں میں تجزیہ کرنے سے بآسانی غلطیوں کا ارتکاب ہو سکتا ہے۔ انگریزی [p⁼] اور [pʰ] کو ثابت کیا جا سکتا ہے کہ وہ ایک ہی فونیم میں شمولیت کی شرائط پوری کرتے ہیں۔ اسی طریقہ سے یہی نتیجہ [p⁼] اور [b] کے بارے میں نکالا جا سکتا ہے۔ اس سے یہ اندازہ ہو سکتا ہے کہ [p⁼]، [pʰ] اور [b] کو ایک گروہ میں رکھا جا سکتا ہے۔ تاہم [pʰ] اور [b] کو بآسانی دو فونیموں سے متعلق ثابت کیا جا سکتا ہے۔ [p⁼] اب یا تو /p/ سے منسوب کیا جا سکتا ہے یا /b/ سے؛ یہ دونوں سے منسوب نہیں ہو سکتا۔ نہ ہی [p⁼] ایک الگ تیسرا لبی بندشی فونیم قرار دیا جا سکتا ہے، کیوں کہ یہ باقی دونوں سے متخالف نہیں۔ اس لیے یہ انتخاب کرنا پڑے گا کہ یہ دونوں میں سے کسی کے ساتھ منسوب کیا جائے۔

روایتاً [p⁼] کو /p/ کے ساتھ منسوب کیا جاتا ہے۔ اس کے ثبوت میں کچھ شہادت تو ہے لیکن یہ خاصی پیچیدہ اور دقت طلب ہے۔ کوئی بھی تجزیہ جو تقسیم سے متعلق مکمل اور تفصیلی معلومات پر مبنی نہ ہو ۔ یہ معلومات محض پہلی اور سطحی تحقیق سے کہیں زیادہ ہونی چاہئیں — کسی فیصلہ کی بنیاد نہیں بن سکتا۔ اس صورت میں [p⁼] کو کسی ایک

کے ساتھ بغیر کسی دلیل و حجت کے منسوب کرنا ہوگا۔ کبھی کبھی ایسے فیصلوں کی بھی ضرورت درپیش آتی ہے جو جزواً یا کاملاً خود اختیاری انداز کے ہوں۔

اگر خود مختارانہ فیصلے کرنے ہی پڑیں تو ضروری ہو جاتا ہے کہ وہ ایک فونیمی تجزیہ میں کئی مقامات پر کیے جائیں۔ مثلاً [t⁻] کی /t/ یا /d/ سے نسبت اور [k⁻] کی /k/ یا /g/ سے نسبت [p⁻] ہی جیسی غیر یقینی شہادت پر مبنی ہے۔ فونیمی نظام میں مربوط تعلق واضح کرنے کے لیے ان تینوں کے بارے میں فیصلے ایک ہی طرح پر ہونے چاہئیں۔ یعنی اگر [p⁻] کو /p/ کے ساتھ منسوب کیا جاتا ہے تو [t⁻] کو /t/ کے ساتھ اور [k⁻] کو /k/ کے ساتھ منسوب کیا جانا چاہیے۔

17.13 اب تک ہم اس قیاس پر کام کرتے رہے ہیں کہ ہمارے ابتدائی اندراجات کی صحیح قطع کاری ہوئی ہے۔ یہ کوئی ضروری امر نہیں اور اسے مسلمہ امر قرار نہیں دیا جا سکتا۔ تاہم قطع کاری کے ہر مرحلہ پر شبہ کرنا بھی ضروری نہیں ہوگا؛ بعض قسم کی آوازیں اور آوازوں کے زنجیرے مختلف زبانوں میں مختلف طرح سے دیکھے جا سکتے ہیں۔ انہیں مشکوک سمجھ کر تجزیہ میں پرکھ لینا چاہیے۔

مندرجہ ذیل کے بارے میں امکان ہے کہ انہیں زنجیروں کے طور پر قلم بند کر لیا جائے جبکہ ان کا تجزیہ مفرد قطعوں کی حیثیت سے ہونا چاہیے،

بندشی آواز + ہکاریت (ہکاری بندشی آواز) [th] [ph] [kh] وغیرہ

بندشی آواز + ہم مخرج صفیری آواز (نیم صفیری آواز) [ts] [tθ] [kx]

لثوی یا دندانی بندشی آواز + پہلوی (پہلوئی نیم صفیری آواز) [tł] [dl]

ہم مخرج انفی + بندشی آواز [mb] [nt] [ŋk]

حلقی بندشی + بندشی (حلقی بندشی آواز) [ˀk] [kˀ]

مصمتہ + نیم مصمتہ [kw] [ny] [ly]

بل دار مصوتہ + نیم مصوتہ [ow] [iy] [eᵊ]

نیم مصوتہ + بل دار مصوتہ [ye] [ⁱu] [wu]

17.14 ایسے زنجیروں کو مفرد قطع کہا جا سکتا ہے، اگر ان کی تعداد محدود ہو اور اگر

(۱) وہ مفرد آوازوں کے ساتھ تکمیلی تقسیم یا آزاد تباین میں ہوں۔ مثلاً کینیا

کی زبان کِکویو (Kikuyu) میں [mb] اور [b] مختلف نہیں ہیں۔ ان میں دو طریقے ہوسکتے ہیں: یا تو [mb] /b/ (مفرد فونیم) کا ذیلی فونیم ہوتا ہے یا [b] /mb/ جیسے فونیموں کے زنجیرہ متباین شکل ہوتی ہے۔ کِکویو میں اس خیال کو ترجیح دی جاتی ہے کہ [b] اور [mb] فونیم /b/ کے ذیلی فونیم ہیں اس لیے [m] اور [b] کے درمیان قطع کاری غلط ہوگی۔

(2) زنجیرے اس طور پر ہوں کہ ان کو مفردِ فونیم ماننے سے تمام تقسیمی بیانات کی تسہیل ضروری ہو جائے مثلاً (اِداہو کی) بنوک (Bannock) زبان میں مندرجہ ذیل مفرد مصمتے فونیمی حیثیت رکھتے ہیں /p t k b d g m n ŋ w s h?/ علاوہ بریں ذیل کے صوتی خوشے بھی ہیں، [ts tš kw dz dž gw] یہ سب مشتبہ قسم کے ہیں جس سے یہ آسان ہو جائے گا کہ ان کو واحد فونیم کہا جائے، /c č kʷ j ǰ gʷ/ اس کا فائدہ یہ ہے کہ تمام خوشوں کو خارج کر کے فونیمی زنجیروں کے بیان کو سہل بنایا جاسکتا ہے۔

(3) یہ خوشے زبان کے مجموعی فونیمی نظام میں ایسے مقام پر آتے ہوں جہاں غیر مشتبہ واحد فونیم واقع ہوتے ہوں۔ مثلاً ہندی میں [č čh ǰ ǰh] کئی حیثیتوں سے بندشی آوازوں کے چار سلسلوں کے ہم وزن ہیں اور فونیمی نظام کی یکسانیت کو مکمل بناتے ہیں

ایسا کوئی بھی طریقہ بہت احتیاط سے استعمال کیا جانا چاہیے۔ لیکن اکثر یہ معلوم ہوگا کہ ان میں سے دو یا تینوں ہی ایک دوسرے کو سہارا دیتے ہیں اور بعض زنجیروں کے واحد فونیم ہونے پر واضح دلیل پیش کرتے ہیں۔

17.15 اس کے برعکس تحقیق کرنے والا جن کو واحد قطع خیال کرتا ہے ان کو زنجیرے ماننا بہتر ہوگا، اس کے درجِ ذیل شرائط ہوں گے:

(1) اگر بہ ظاہر مفرد آوازیں تکملی تقسیم میں ہوں یا کسی اور طرح آواز کے زنجیروں سے فونیمی طور پر ممتاز نہ ہوں۔ یہ مندرجہ بالا مثال کی بالکل برعکس صورت ہے۔ مثلاً انگریزی میں *bottle* کا تلفظ یا تو [bátl̩] رکنی [l̩] کے ساتھ ہوتا ہے یا [bátil] مختصر مگر نمایاں مصوتہ کے ساتھ۔ یہ ہر ماحول میں آزاد تباین میں رہتے ہیں اور اس لیے فونیمی طور پر ممتاز نہیں ہیں۔ ہم /bátil/ کو ترجیح دیتے ہیں جس سے مفرد قطع [l̩] فونیموں کے زنجیرہ /il/ کا متباین بن جاتا ہے۔

(2) اگر مفرد آواز ایسی تقسیم میں واقع ہو جس میں بالخصوص فونیموں کے زنجیرے ہی واقع ہوتے ہیں۔ مثلاً مصری عربی میں مصوتے فونیمی طور پر یا طویل ہوتے ہیں یا مختصر جیسا کہ اس تخالف میں دیکھا جاسکتا ہے۔ /ba·rid/ "سرد" /bari·d/ "ڈاک" مفرد مختصر مصمتے طویل یا مختصر مصوتوں کے بعد آسکتے ہیں۔ مصمتوں کے خوشے بالعموم مختصر مصوتوں کے بعد آتے ہیں۔ تین یا زیادہ مصمتوں کے خوشے بالکل نہیں ہوتے۔ طویل مصمتے بالعموم صرف مختصر مصوتوں کے بعد آتے ہیں۔ طویل مصمتے اور کسی دیگر مصمتے کا کوئی خوشہ نہیں ہوتا۔ یعنی طویل مصوتوں کے وقوع پر بھی ایسی ہی پابندیاں عائد ہوتی ہیں جیسی مصمتی خوشوں پر۔ اس لیے انہیں دو یکساں مصمتوں کے خوشے کہا جاسکتا ہے: /barad/ "فائل" کے مقابلے میں [bar·ad] "ٹھنڈا" کو /barrad/ کہا جاسکتا ہے۔ اس سے سانچہ /zikrin/ "ذکریا" /kursi/ کرسی جیسے الفاظ کے مطابق بن جاتا ہے۔

(3) اگر اس طرح کی توجیہ سے خوشوں کا خلا پُر ہو جائے۔ مثلاً سواحلی زبان میں جیسے خوشوں کا ایک طویل سلسلہ ہے لیکن [bw] نہیں ہے، لیکن ایک مفرد قطع [ʋ] ہے جسے /bw/ قرار دیا جاسکتا ہے۔

مندرجہ ذیل قسم کی آوازوں کو فونیموں کے زنجیرے ماننا زیادہ بہتر ہوگا:

| | | | |
|---|---|---|---|
| طویل مصوتے | [a·] | = | /aa/ |
| طویل مصمتے | [m·] | = | /mm/ |
| رکنی مصمتے | [n̩] | = | /Vn/ ~ /nV/ |
| انفی مصوتے | [ã] | | /an/ ~ /aŋ/ |
| نیم صفیری یا 17.13 میں مذکورہ قسم کی دوسری آوازیں | [č] | = | /tš/ |

17.16 بعض زبانوں میں سُر فونیم اس طرح تقسیم ہوتے ہیں کہ ان کا ربط مصوتوں کی طوالت سے قائم ہوتا ہے۔ مثلاً لوما زبان میں مختصر مصوتہ کے ساتھ یا تو نیچا زور /ˋ/ ہوتا ہے یا اونچا /ˊ/۔ طویل مصوتوں اور دُہرے مصوتوں میں نیچا، اونچا، ابھرتا یا گرتا سُر ہوتا ہے۔ ان کی بہترین توجیہ یہ مان کر ہو سکتی ہے کہ طویل مصوتے اور دُہرے مصوتے دو مختصر مصوتوں کے زنجیرے ہیں جن میں سے ہر ایک کے ساتھ متناسب سُر فونیم بھی ہوتا ہے۔ اس طرح [a·] اونچے سُر کے ساتھ /áá/ گرتے کے ساتھ /áà/ اور ابھرتے کے ساتھ /àá/ ہو جائے گا۔ باز قطع کاری کی قوی دلیل کی یہ ایک عمدہ مثال ہے۔ ایسے نمونے

سب ہی زبانوں میں نہیں ملتے۔ بعض میں کسی بھی مصوتہ کے ساتھ خواہ وہ طویل ہو یا مختصر صرف ایک سُر فونیم ہوتا ہے۔ بعض دوسری زبانوں میں ایک، دو یا تین سُر فونیم ہوتے ہیں جو طوالت سے قطع نظر مفرد مصوتہ سے وابستہ رہتے ہیں۔

17.17 یہاں تک کی بحث کے دوران ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ہم تحریر کا حد سے زیادہ خیال رکھتے رہے ہیں۔ فونیمی تجزیہ کا آغاز ہی غیر فونیمی تحریر سے ہوا ہے، جس میں دھوکے میں ڈالنے والی علامات رہی ہیں، پھر رفتہ رفتہ فونیمی ہجا کے قریب آئے ہیں۔ اس عمل کو بیان کرنے کا شاید سب سے آسان طریقہ یہی ہے اور حقیقتاً یہ اس سے قریب ترین ہے جو عملاً ماہرِ لسانیات استعمال کرتا ہے۔ تاہم ماہرِ لسانیات کو علامات سے زیادہ آوازوں کے ان گروہوں سے سروکار ہوتا ہے جو ان علامات کے پیچھے ہوتے ہیں، اس کا کام یہ ہے کہ وہ سنی ہوئی آوازوں کے مبہم تاثر کی توجیہ سے آغاز کرے اور دھیرے دھیرے آوازوں کے درمیان تعلق کو محسوس کرے یہاں تک کہ وہ زبان کے نظام اصوات کے بارے میں سادہ مگر عمومی بیانات تیار کرلے۔ اس کا مقصد ایسی توضیح پیش کرنا ہے جو کامل لسانیاتی اہم خصائص کی وضاحت کرنے کے لیے کافی ہو۔ پورے عمل میں جو صرف علامات سے کھیلنے سے کچھ زیادہ ہی کام ہوتا ہے کیوں کہ یہ علامات آوازوں یا آوازوں کے گروہوں کی صرف خارجی شکل ہوتی ہیں۔ یا علامیت کی بنیادی نوعیت بدل جاتی ہے۔ آغاز کار میں، علامتیں ان آوازوں کی قائم مقام ہوتی ہیں جو تاثراتی طور پر یکساں ہوتی ہیں یعنی جہاں تک مشاہد سمجھ سکتا ہے ان کا سمعی تاثر ایک ہی ہوتا ہے۔ آخر کار علامت اور آواز کا رشتہ اتنا راست نہیں رہ جاتا۔ آواز اور علامت کے مابین راست رشتہ کی جگہ ساخت اور علامت کے مابین راست رشتہ لے لیتا ہے۔ کوئی فونیمی علامت مثلاً /b/ براہِ راست کسی صوتی واحدہ کے لیے نہیں آتی، بلکہ انگریزی علم اصوات کی ساخت کے ایک مقام کے لیے نہیں آتی بلکہ انگریزی علم اصوات کی ساخت کے ایک مقام کے لیے آتی ہے۔ یہ بات بھی اگرچہ اہم ہے ساخت کے اس مقام کی نسبت سمعی وقوع سے ہوتی ہے، جیسے مسموع دولبی بندشی آواز کہا جاسکتا ہے، لیکن یہ /b/ کی بنیادی اہمیت نہیں ہے۔ تجربہ کار سارا جھمیلا اس تجزیاتی عمل کا خارجی اظہار ہے، جو لسانیاتی ساخت کے سمعی اور صوتی حقائق کی تہ تک پہنچنا چاہتا ہے۔

باب

18

# فونیمی عملی کام

18.1 گزشتہ باب میں فونیمی تجزیہ کا ایک ممکن قاعدہ بیان کیا گیا۔ اس میں پہلے تفصیلی صوتی اندراجات کیے جاتے ہیں۔ ان اندراجات کا تکملی تقسیم کی مثالیں معلوم کرنے کے لیے مطالعہ کیا جاتا ہے۔ اس سے اندراجات کے دو یا زیادہ صوتی واحدوں کے ایک اکائی میں مدغم ہو جانے کی نشان دہی ہوتی ہے۔ جیسے جیسے اس قسم کی تبدیلیاں کی جاتی ہیں، تحریر فونیمی ہونے کے قریب تر آتی جاتی ہے۔ بدلتی ہوئی تحریر ماہر لسانیات کے لیے زبان کے فونیمی خصائص کی نشاندہی کرتی ہے۔

اس طرح کی ترکیب کو تحریری الفاظ میں پیش کر دینا آسان ہے کہ بہت سے عمل تحریری علامتوں سے تعلق رکھتے ہیں۔ عملی کتاب کی مشقوں کے لیے بھی یہ بہت مناسب ہے کیوں کہ ان میں بھی مواد کے تحریری شکل میں ہونے کی ضرورت ہے، تاہم عملی کام میں یہ اتنی مفید نہیں ہوتی۔ اس کی کامیابی ماہرِ لسانیات کی صلاحیت پر مبنی ہوتی ہے کہ وہ نہ صرف تفصیلی صوتی مشاہدات بیان کرے بلکہ خاص طور پر وہ یہ بات اعلیٰ درجہ توازن و یکسانیت کے ساتھ بھی کر سکے۔ تحریر میں ذرا سے فرق سے تکملی تقسیم جس کو وہ تلاش کر رہا ہے، مبہم ہو کر رہ جائے گی۔ علامتوں کی عدم یکسانیت سے لے کر سننے میں سہو ہونے تک، اس فرق کے بہت سے امکانات ہیں۔ زبان پر کام کرنے کے ساتھ ساتھ سماعت کی تیزی اگرچہ اچھے عملی کام کے لیے ضروری ہے لیکن تحریر میں ایسی تبدیلیاں

بھی پیدا کر سکتی ہے جو بے حد خطرناک ہوں۔ فونیمی تجزیہ سے پہلے بہت کم ماہرینِ لسانیات ہی نظیری مواد کی تفصیلی اور یکساں تحریر پیش کر سکتے ہیں۔ جو کر سکتے ہیں ان کے لیے بھی ایسا کرنا کم تر ہی موزوں ہوتا ہے۔ فونیمی نظام کی تفہیم کے بعد صوتی تحریر بہت آسان ہو جاتی ہے۔ ان وجوہ کی بنا پر عملی کام باب 17 میں بیان کردہ طریقہ کے مطابق کم تر ہی کیا جاتا ہے۔

کہنے کا مدعا یہ نہیں کہ باب 17 کے کوئی معنی نہیں رہ جاتے بلکہ اس میں بیان کردہ طریقہ میں عملی کام کی ضرورت کے مطابق ترمیم کی جا سکتی ہے۔ طریقہ کا اس کی اصل شکل میں بیان ترمیم کے صحیح مقام کو سمجھنے میں بھی مدد دے سکتا ہے۔ وہ تمام سوال جو اس باب میں اٹھائے گئے تھے۔ عملی کام میں اٹھائے جانے چاہئیں۔ بیان کردہ تمام تر ترکیبیں کسی نہ کسی طرح عملی صورتِ حال میں کام آئیں گی۔ کچھ ماہرینِ لسانیات زیادہ تر انہیں ترکیبوں پر انحصار کر کے صوتی تحریر تیار کرتے ہیں اور تحریری مواد سے تکملی تقسیم کی تلاش کرتے ہیں لیکن کچھ لوگ پہلے تمام نظیری مواد کو ضبطِ تحریر میں لے آتے ہیں اور تب فونیمی تجزیہ کرتے ہیں۔ بلکہ وہ مواد جمع کرنے اور تجزیہ کرنے کو ساتھ ساتھ چلاتے ہیں۔ اس طرح کا عمل آئندہ مشق میں بیان کیا جائے گا۔

18.2 عملی ماہرِ لسانیات کام کا آغاز ایسے ملفوظے لے کر کرتا ہے، جو اس کے نزدیک بہت مختصر ہیں۔ اس بات کی ضرورت اس لیے ہوتی ہے کہ طویل تر تو ٹھیک سننا، دُہرانا اور ضبطِ تحریر میں لانا بہت مشکل ہو سکتا ہے، پھر یہ بھی کہ مختصر ملفوظوں کی ساخت طویل کے مقابلہ میں بالعموم زیادہ سہل ہوتی ہے۔ یک لفظی ملفوظے سب سے عمدہ ہوتے ہیں لیکن ان کو حاصل کرنا ہمیشہ آسان نہیں ہوتا۔ لوگ جملوں میں بولتے ہیں، لفظوں میں نہیں۔ بعض لوگوں کے لیے لفظوں کا جملوں سے الگ کرنا بہت مشکل ہوتا ہے۔ بعض زبانوں میں یک لفظی جملے بہت کمیاب اور دیریاب ہو سکتے ہیں۔ لیکن اگر ہم مانوس مادی اشیاء کے ناموں سے پوچھنا شروع کریں یعنی بعض انگریزی اسماء کے مترادفات معلوم کریں تو اکثر زبانوں سے نسبتاً مختصر ملفوظے استخراج کیے جا سکتے ہیں۔ صفات اور افعال کے مترادفات کا حاصل کرنا زیادہ مشکل ہو سکتا ہے اور اس لیے عام طور پر ابتدائی مرحلہ میں اس کی کوشش نہیں کرنی چاہیے۔ عام مجسم اشیا (اطلاع دہندہ کی تہذیب کے مطابق) کی معمولی سی فہرست مواد حاصل کرنے کا کام شروع کرنے کے لیے

سب سے اچھی ہے۔

ان اشیا کے بارے میں ایک ایک کر کے پوچھا جاتا ہے۔ اطلاع دہندہ سے جواب کو تین چار بار دُہرانے کو کہا جاتا ہے۔ ماہرِ لسانیات اس کو سنتا اور دیکھتا ہے یعنی ٹھیک مشاہدہ کے لیے ہر اس ذریعہ کو استعمال کرتا ہے جو وہ کر سکتا ہے۔ ہر چیز کو زیادہ سے زیادہ تفصیل سے لکھ لیا جاتا ہے۔ جب کام کرنے والا یا اطلاع دہندہ تھک جائیں تو کام وقتی طور پر بند کر دیا جاتا ہے۔ اس طرح کی کئی نشستوں کے بعد کچھ صفحات اکٹھے ہو جاتے ہیں بعض چیزوں کے مختلف نشستوں میں بار بار آنے سے ان کی جانچ بھی ہو جاتی ہے۔

کام کے اگلے مرحلہ میں اطلاع دہندہ کی ضرورت نہیں ہوتی۔ مواد سے جدول تیار کر لی جاتی ہے۔ مشکوک جوڑوں کی فہرست تیار کر کے باب 17 میں بیان کردہ طریقہ کے مطابق ان کو تکملی تقسیم کے لیے پرکھ لیا جاتا ہے۔ تاہم اس جانچ کے نتائج کو بہت احتیاط سے استعمال کیا جاتا ہے۔ اگر دو آوازیں تکمیلی معلوم ہوں تو بھی اس وقت تک کوئی نتیجہ نہیں نکالا جاتا جب تک کہ تمام متعلقہ چیزوں کو احتیاط سے دوبارہ جانچ نہ لیا جائے۔ جن آوازوں کو تکملی تقسیم میں سمجھا جاتا ہے۔ اگر ان کے وقوع کی تعداد کم ہو تو مزید مواد حاصل ہونے تک کے لیے فیصلہ کو ملتوی رکھا جاتا ہے، اکثر دو آوازیں تکمیلی معلوم ہوں تو ان کو بھی احتیاط سے جانچا جاتا ہے۔ بعض اوقات ظاہری استثنائی صورتیں غلط تحریر کا نتیجہ ہوتی ہیں۔ پہلی جدول سازی سے کوئی تجزیہ نہیں ہوتا، تجزیہ کا کوئی حصہ بھی نہیں، البتہ اس سے آزمائش کے لیے بعض اہم مقامات کی نشان دہی ہو جاتی ہے۔

پہلی جدول سازی کے بعد اطلاع دہندہ کے ساتھ مل کر دوبارہ جانچ اور مزید مواد کی فراہمی کا کام ہوتا ہے۔ جب کافی مواد اکٹھا ہو جائے تو دوسری بار پھر جدول سازی ہوتی ہے۔ اس وقت تک اتنا کافی مواد اکٹھا ہو چکا ہوتا ہے کہ ذیلی فونیموں کے ملانے کا کام اعتماد کے ساتھ کیا جا سکتا ہے۔ اس کے بعد تحریر کا نیا انداز اختیار کیا جاتا ہے۔ اس میں ان اختلافات کو نظر انداز کر دیا جاتا ہے جن کو غیر فونیمی مان لیا گیا ہے۔ ماہرِ لسانیات صرف انہیں امتیازات کو نظر انداز نہیں کرتا، وہ کسی بھی ایسی شہادت کے لیے

بچو کنارہ رہتا ہے جو اس کے نتائج کی تردید کردے لیکن وہ اپنی تحریریں کسی ایسے امتیاز کو جگہ نہیں دے گا جن کے بارے میں اسے یقین ہے کہ یہ کسی کام نہ آئیں گے۔

چونکہ اس کی تحریروں میں شامل مواد دو یا زیادہ انداز میں لکھا ہو سکتا ہے، اس لیے ضروری ہے کہ ہر تحریر پر شروع سے تاریخ ڈالی جائے۔ اسی طرح تحریری مشق میں تمام تبدیلیوں کو تاریخ وار لکھا جائے۔ کامیاب عملی کام کے لیے کھاتہ نویسی ضروری ہے۔

نئی اور شاید بہتر تحریر کے ساتھ مزید مواد اکٹھا کیا جاتا ہے۔ شاید پرانے الفاظ کی فہرست پر پھر نظر ڈالی جاتی اور ان کو پھر قلم بند کیا جاتا ہے۔ کام کرنے والا آہستہ آہستہ اپنے مواد کی وسعت کو بڑھاتا ہے۔ اگرچہ اب بھی مختصر ہی، لیکن ایک یا دو لفظوں سے زیادہ کے جملے پوچھے جاتے ہیں۔ ان سے مسئلہ کی نئی صورتیں سامنے آسکتی ہیں۔ (دیکھئے کہ باب 2 .3 میں انگریزی فونیموں کی پیش کش کو یک رکنی مواد تک محدود کر کے آسان بنا لیا گیا تھا۔) کافی مواد جمع ہو جانے پر نئی جدولیں تیار کی جاتی ہیں۔ ان سے تکمیلی تقسیم اور قریب تکمیلی تقسیم کی تمام صورتوں کو توجہ سے دیکھا جاتا ہے۔ پہلے ہی کی طرح ان کی بھی اطلاع دہندہ کے ذریعہ جانچ کر لی جاتی ہے۔ دوبارہ آزمائش کے بعد فونیمی نظام کے بارے میں مزید نتائج مرتب کیے جاتے ہیں، اور تحریر میں ضرورت کے مطابق ترمیم کر لی جاتی ہے۔

عمل کے دوران تحریر اور تجزیہ میں ادل بدل ہوتی رہتی ہے، ہر حلقہ کو ایک بہتر نقطہ سے شروع کیا جائے۔ جدول سازی اور تجزیہ کے سلسلہ کی ہر کوشش جزوی اور آزمائشی ہوتی ہے لیکن ہر کوشش پہلی سے زیادہ یقینی ہو جاتی ہے۔ کسی اطمینان بخش تجزیہ اور تحریر تک پہنچنے سے پہلے ایسے کتنے حلقے بنانے پڑیں گے، یہ کام کرنے والے کی عادت اور ذہانت پر منحصر ہوتا ہے۔ ایسا ہر جزوی تجزیہ گزشتہ باب میں بیان کردہ تجزیہ سے یوں مختلف ہوتا ہے کہ اس تحریر میں زیادہ یقینی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے۔ یہ اسی حد تک آگے بڑھایا جاتا ہے جہاں تک تحریر کا تقاضہ ہوتا ہے یا جہاں تک اسے آسانی سے جانچا جا سکتا ہے۔ ہر عارضی نتیجہ کے بعد اس مواد کو جس پر یہ مبنی ہے، اطلاع دہندہ کے ساتھ جانچ لیا جاتا ہے۔

18.3 تحریر اور جدول سازی کا یہ بظاہر مشینی سا کام ماہرِ لسانیات کے کام کا بآسانی نظر آجانے والا پہلو ہے۔ لیکن یہ صرف خارجی حصہ ہے۔ داخلی طور پر اسے کانوں کی اسی قسم کی تربیت حاصل ہو رہی ہے جو زبان سیکھنے کے لیے ضروری ہوتی ہے۔ فونیموں کی ترتیب میں ترقی کا بڑا حصہ سماعت میں تبدیلی کا نتیجہ ہوتا ہے اور پھر ظاہری تجزیہ کا بھی۔ یہ دونوں ساتھ ساتھ ہوتے ہیں جیسے جیسے اس کے کان زبان کے سانچوں سے آشنا ہوتے ہیں ویسے ہی اس کی تحریری بہتری ہوتی ہے اور اس کا ظاہری تجزیہ بھی بہتر ہونے لگتا ہے، جیسے جیسے اس کی نظام کی تفہیم میں اضافہ ہوتا ہے، اس کے کانوں کی تربیت کی رہنمائی ہوتی رہی ہے۔ یہ بات مشکوک ہے کہ زبان کے قلیل ترین "احساس" کے بغیر کوئی اچھا تجزیاتی کام کیا جاسکتا ہے۔ چونکہ معاملہ برعکس ہے، اس لیے کوئی بھی ماہرِ لسانیات کسی بھی زبان پر اس سے بالکل باہر رہ کر کام نہیں کرتا۔

اکثر کامیاب عملی ماہرین اس قلیل ترین پر اکتفا نہیں کرتے۔ عام طور پر وہ کچھ نہ کچھ کوشش ضرور کرتے ہیں کہ زبان کا صحت اور روانی کے ساتھ تلفظ کر سکیں۔ اس سے ان کے کانوں کی تربیت بھی ہوتی ہے اور نظامِ اصوات کے لیے ضروری "احساس" بھی ان کو حاصل ہو جاتا ہے۔ اکثر وہ یہ کوشش کرتے ہیں کہ انہیں زبان کے بولنے اور سننے پر پوری قدرت حاصل ہو۔ اصوات کی موٹی موٹی خصوصیتوں (اور اسی طرح قواعد) کے تجزیہ کے لیے زبان پر بہت زیادہ عبور کی ضرورت نہیں، اگرچہ اکثر اس سے بہت مدد ملتی ہے۔ سریع رفتار فوجی کاموں کے سلسلے میں یہ ممکن نہیں ہوگا لیکن ساخت کی تفصیلات میں گہرائی کے ساتھ کام کرنے کے لیے یہ ضروری ہے۔

اس سے یہ اخذ کیا جا سکتا ہے کہ سب سے بہتر تجزیہ کنندہ تربیت یافتہ اہلِ زبان ہو سکتا ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ اکثر زبانوں کے لیے ایسے لوگ دستیاب نہیں ہیں، نہ عنقریب ان کا کوئی امکان ہے لیکن مقبول زبانوں کے بارے میں بھی یہ بات لازماً درست نہیں ہے۔ بعض معاملات ایسے ہوتے ہیں جن میں اہلِ زبان ماہرِ لسانیات کو کچھ فوائد حاصل رہتے ہیں۔ لیکن ایسی بھی مثالیں ہیں جہاں

مادری زبان کی واقفیت کے باعث بعض سانچے نظر سے اوجھل ہو گئے، یا ان کی طرف توجہ ہی منعطف نہیں ہوئی۔ بعض مقامات پر تربیب یافتہ تجربہ کار غیر ملکی جو بیک وقت زبان کو سیکھتا اور تجزیہ کرتا ہے، زیادہ حساس ہوتا ہے۔ تجزیہ کنندہ کے لیے زبان کا سیکھنا صرف اسی لیے ضروری نہیں کہ اس سے اسے زبان کا "احساس" حاصل ہو جاتا ہے۔ بلکہ نامانوس سانچوں کو سیکھنے کی جدوجہد میں بھی بہت سے انکشافات ہوتے ہیں۔

اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ کسی زبان پر کام کرنے کے لیے ممکن طور پر بہترین ٹیم وہ ہوگی جس میں لسانیات کا تربیت یافتہ ایک اہل زبان ہوا اور ایک تربیت یافتہ غیر اہلِ زبان ماہر ہو۔ اگر ایسا اشتراک ممکن نہ ہو تو یا تو ماہر لسّانیات کو زبان کے بولنے پر پوری قدرت حاصل کرنا چاہیے یا اہلِ زبان تجزیہ کنندہ کو عمدہ لسّانیاتی تربیت حاصل کرنا چاہیے جس میں اپنی زبان کے علاوہ کسی دوسری زبان پر کام کرنے کا وسیع تجربہ بھی شامل ہو۔ زبان کے وسیع تجربہ اور اس پر عبور کے بغیر صرف ابتدائی کام ہی کیا جا سکتا ہے۔

**18.4** 18.2 کے طریقہ سے زبان کے بعض حقائق بعض دشواریوں کو پیش کرتے ہیں اور ایک متبادل طریقہ کی نشان دہی کرتے ہیں۔ کسی مقررہ ماحول میں آوازوں کی تعداد زبان کی مجموعی تعداد کے مقابلہ میں ہمیشہ کم ہوتی ہے۔ یہ صحیح بھی ہے کیونکہ اگر تکمیلی تقسیم واقع ہو رہی ہو تو کسی مقررہ ماحول میں بعض آوازیں مفقود ہوں گی۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ہر زبان کے بعض فونیموں کے درمیان تکمیلی تقسیم ضرور واقع ہوتی ہے۔ مزید برآں وہ آوازیں جو کسی مقررہ ماحول میں ایک دوسرے سے متخالف ہیں، مجموعی ماحول میں مشاہدہ شدہ متعدد ذیلی فونیموں کے مقابلہ میں صوتی اعتبار سے ایک دوسرے سے کہیں زیادہ مختلف ہوں گی، یہ کتنے بھی مختصر کیوں نہ ہوں مگر مکمل ملفوظوں کے ٹھیک صوتی تحریر میں انضباط کی کوشش میں بہت سی کاوش ان امتیازات کو قائم کرنے میں ضائع ہو جاتی ہے جو بعد میں غیر اہم ثابت ہو جاتے ہیں۔ بظاہر یہ تفیع ہے۔ اس صورت میں یہ بات نسبتاً آسان ہوگی کہ ایک وقت میں ایک ہی ماحول پر توجہ مرکوز رکھی جائے۔ ہر ماحول میں احتیاط کے ساتھ موازنہ کر کے واقع ہونے والے تضادات کا تعیّن کر لینا چاہیے۔

یہ اس بات کے بغیر بھی ہو سکتا ہے کہ یہی آوازیں کہیں اور آتی ہیں یا نہیں اور اس کوشش کے بغیر بھی کہ ایسے باریک صوتی امتیازات قائم کیے جائیں جو ایک ماحول میں واقع ہونے والی آوازوں اور دوسرے ماحول میں ان سے مشابہ آوازوں کے درمیان فرق کر سکیں۔

ان بیانات سے فونیمی تجزیہ کی ایک اور بنیاد کی داغ بیل پڑتی ہے۔ لکھے حروف میں اس کا بیان بہت آسان ہے کیونکہ اس میں تحریر کی تدبیر سازی کے بجائے تضادات کی سماعت پر زیادہ زور دیا جاتا ہے۔ مشکوک عناصر کو دیکھنے کے بجائے سننا زیادہ ضروری ہے۔ آگے کی بحث میں بعض انگریزی مثالوں کا استعمال ہوگا، جس سے قارئین کو اندازہ ہو سکے گا کہ کیا سنا جاتا ہے اور کیا کام میں لایا جاتا ہے۔ لیکن یہ بات ذہن نشین رہے کہ جو کچھ بیان کیا گیا ہے وہ ایک غیر ملکی ماہر کی انگریزی کو سمجھنے کی ابتدائی کوشش ہے۔ وہ انگریزی آوازوں کو اس طور پر نہیں سن سکتا جیسے کہ اہلِ زبان سنتے ہیں اور اسی لیے اس کا تاثر بھی ٹھیک وہ نہیں ہوگا جو قارئین کا ہو سکتا ہے۔

18.5 عام دستور کے مطابق تحقیق کنندہ انہیں ملفظوں سے شروع کرے گا جن کے بارے میں اس کا خیال ہے کہ وہ مختصر ہوں گے۔ اپنے کام کے ایک حصہ میں وہ ابتدائی مصمتوں سے سروکار رکھے گا اور دوسرے میں اختتامی مصوتوں سے اور اسی طرح آگے، مثلاً وہ انگریزی کے ابتدائی مصمتوں کے بارے میں کام کر رہا ہو۔ بعض آوازوں کو وہ اس طرح سنے گا جو صاف طور پر خوشے معلوم ہوں گے۔ وہ ان کو چھوڑ دے گا تاکہ ان پر توجہ مرکوز کر سکے جو مفرد معلوم ہوتے ہوں۔ یا مفرد کی حیثیت سے قابلِ تجربہ معلوم ہوتے ہوں۔ اوروں کے ساتھ وہ [pʰ tʰ kʰ b d g] بھی سنے گا اور صفیری کے بجائے بندشی آوازیں ہونے کے باعث یا دوسرے مصمتوں کی طرح گمگ دار ہونے کے باعث ان کو ایک گروہ کی حیثیت سے مشاہدہ کے لیے چنا جا سکتا ہے۔ ان سب میں قابلِ محسوس تبادلات ہو سکتے ہیں لیکن یہ چھ کی چھ ایک دوسرے سے بالکل ممتاز ہونگی۔ یعنی ان کے تبادلات کے بہت سے سلسلے ایک دوسرے میں نہیں ملیں گے، بلکہ شاید ایک دوسرے کے قریب بھی نہ آئیں۔

توجہ صرف آوازوں پر مرکوز نہیں کی جاتی، بلکہ زیادہ توجہ ان تضادات پر

مرکوز ہوتی ہے جوان کے درمیان موجود ہیں اور اس نظام اصوات پر جوان تضادات
پرمرکوز ہوتی ہے جوان کے درمیان موجود ہیں اور اس نظام اصوات پر جوان تضادات سے مرتب ہوتا ہے، مثلاً بندشی آوازوں میں تین غیر مسموع، ہکار اور قوی ہیں۔ ان کے اور تین مسموع غیر ہکار اور ضعیف کے درمیان تخالف ہے۔ ایک تخالف اس جوڑے میں ہے جو دولبی ہے، ایک اس جوڑے میں جو نکیلا ہے اور ایک اس جوڑے میں جو غشائی ہے۔ وہ اپنی تحریر میں [b] جیسی کوئی علامت لکھے گا کہ وہ بنیادی طور پر اس تخالف کا اظہار کر سکے جو اس کے جاریہ continuant ہونے کے بجائے بندشی ہوئے ہیں، غیر مسموعی ہونے کے بجائے مسموع ہوئے ہیں اور نکیلی یا غشائی ہونے کے بجائے لبی ہونے ہیں، دوسرے امکانات کے ساتھ پیدا ہوتا ہے۔ اسے معلوم ہوگا کہ مصمتوں کے وسیع تر نظام کے اندر ان تضادات سے بندشی آوازوں کا ایک نظام متعین ہوتا ہے جسے شکل میں اس طرح دکھایا جاسکتا ہے:

$p^h$ — $t^h$ — $k^h$
b — d — g
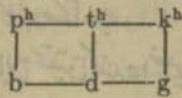
دوسرے وقت وہ دو مصوتوں کے درمیان مصمتی آوازوں کی جانچ کرتا ہے۔ یہاں پھر (بعض بولیوں میں) وہ چھ بندشی آوازیں پائے گا۔ ان کو غور سے جانچنے پر معلوم ہوگا کہ یہ ان چھ اکائیوں سے مختلف ہیں جو ابتدائی صورت میں پائی گئی ہیں، خواہ یہ فرق ہمیشہ بہت زیادہ نہ ہو۔ مثلاً غیر مسموع آوازیں درمیانی کے مقابلہ میں ابتدائی صورت میں زیادہ ہکاری ہوتی ہیں۔ درمیان میں یا تو بالکل غیر ہکاری ہوتی ہیں یا ہلکی سی ہکا مسموع بندشی آوازیں درمیان میں ہمیشہ مسموع رہتی ہیں۔ لیکن ابتدا میں غیر مسموع ہونا شروع ہو جاتی ہیں، اگرچہ یہ فرق اتنا کم ہو سکتا ہے کہ اس کو برابر سنتے رہنا بھی بہت مشکل ہے۔ اگر ان تمام بندشی آوازوں کو اکٹھا کر لیا جائے تو انہیں یکساں تحریر میں منضبط کرنا مشکل ہوگا۔ اگر ایک وقت میں ایک ہی مقام کو لیا جائے تو پیچیدہ ترین تفریقات سے بچا جا سکتا ہے۔ مزید برآں اگر توجہ کو اکائیوں کے بجائے تضادات پر مرکوز رکھا جائے تو مسئلہ اور زیادہ آسان ہو سکتا ہے۔ ایک تضاد یہ بھی پایا جاتا ہے کہ ایک گروہ کم مسموع، زیادہ ہکار اور زیادہ قوی ہے اور دوسرا زیادہ مسموع، کم ہکار

اور زیادہ ضعیف ہے۔ مخرج کا وہی سہ طرفی تضاد یہاں بھی نظر آتا ہے۔ درمیانی مقام کی بندشی آوازوں کے نظام کی یہ شکل بنائی جا سکتی ہے:

```
p — t — k
|   |   |
b — d — g
```
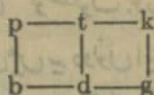
بندشی آوازوں کے دونوں نظاموں میں ایک ہی شکل بنتی ہے اور دونوں میں ایک سے نقاط کو ایک دوسرے کے مقابل رکھا جا سکتا ہے۔ اس عمل کو اور زیادہ یوں محسوس کیا جا سکتا ہے کہ اکائیوں اور ان کے روابط کے نقشہ کو دوسرے کے اوپر رکھ دیا جائے، پھر اس کو ذرا پھیلا کر یا ذرا سکیڑ کر ایک دوسرے سے بالکل ملا دیا جائے۔ یہ پھیلانا یا سکیڑنا ان معمولی صوتی اختلافات کے اخراج کی نمائندگی کرے گا جن کی کوئی بھوتی اہمیت نہیں ہے۔

18.6 تجزیہ کا عمل کبھی اتنا سادہ نہیں ہو سکتا جیسا ابھی بیان کیا گیا۔ سب سے زیادہ مشکل بات یہ ہے کہ پہلے سے یہ جان لینا ممکن نہیں ہے کہ مناسب ماحول کیا ہوں گے؟ اگر ماحول کو وسیع طور پر متعین کیا جائے تو اس کا اثر یہ ہوگا کہ ذیلی فونیموں کے دو مختلف گروہوں کو گڈمڈ کر دیا جائے گا۔ جس سے اس طریقہ کی افادیت بڑی حد تک ختم ہو جائیگی۔ اگر ماحول کو محدود طور پر متعیّن کیا جائے تو کافی مواد ملنا ہی مشکل ہو جائے گا۔ ان خطوط پر فونیمی تجزیہ کا کمال جانچنے کے لیے مناسب مفید مقامات کے انتخاب میں ظاہر ہوتا ہے۔ باہر کے آدمی کو شاید یہ معلوم نہ ہو کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ لیکن ماہرِ لسانیات کو ہر معمولی سے اشارہ کے لیے چوکنّا رہنا چاہیے جس سے بہتر تحدید ہو سکے

انگریزی کی ایک بہت سادہ سی مثال سے دقت کا اندازہ ہوگا۔ ماہرِ لسانیات جو اس طریقہ سے انگریزی کو دیکھنا چاہتا ہے۔ شاید اسے ابتدائی بندشی آوازوں کا چھ رکنی گروہ نہ مل سکے۔ اسے کیا ملے گا؟ اس کا انحصار اس مواد پر ہے جو اس نے اتفاقی میں جمع کر لیا ہے۔ بعض صورتوں میں آٹھ واضح الگ الگ بندشی آوازیں ہو سکتی ہیں [pʰ tʰ b d] [k̟ʰ] key میں، [kʰ] coat، میں [g̟] geese، میں اور [g] goat میں۔ اس امکان سے اس حقیقت پر روشنی پڑتی ہے کہ انگریزی غشائی آوازوں کے قابلِ سماعت ذیلی فونیموں متبانیات کے تعیّن کے لیے صرف ابتدائی صورت ہی کا ہونا کافی نہیں ہے۔

دو باتیں کی جا سکتی ہیں۔ ایک یہ کہ گذشتہ باب میں بیان کردہ طریقہ کا اتباع کرتے ہوئے مختلف بندشی آوازوں کو ابتدائی صورت میں تکمیلی تقسیم کے لیے جانچا جائے۔ یوں [k̠ʰ k̟ʰ] کو مشکوک جوڑا تصور کیا جا سکتا ہے۔ اگر کافی نمونہ جمع کیا جا سکے یعنی ایسا نمونہ جس میں یہ دونوں ابتدائی مقام پر ہوں تو تکمیلی تقسیم کے مفروضہ کو جانچا جا سکتا ہے۔ یہ معلوم ہوگا کہ ان دونوں کی تقسیم اس طور پر ہے کہ ان کا تلفّظ آنے والے مصوتہ سے ہم آہنگ ہوتا ہے۔ اس طرح آٹھ ابتدائی بندشی آوازوں کو گھٹا کر چھ رکنی نظام بنایا جا سکتا ہے۔ اسی وقت ہم تلفّظ مسموع اور غیر مسموع بندشی آوازوں کو پرکھ لینا بھی مناسب ہوگا۔ اس صورت میں ان کا تضاد سامنے آئیگا اور حسنِ اتفاق سے اچھے اقلی جوڑے ( coat : goat ) بھی ثبوت کے لیے مل جائنگے۔

دوسرا امکان یہ ہے کہ ماحول کو زیادہ سے زیادہ محدود کر دیا جائے یعنی توجہ صرف اس تک محدود نہ ہو کہ مصوتہ سے ماقبل صورت دیکھی جائے بلکہ زیادہ مختص کر کے دیکھا جائے کہ اگلے مصوتوں سے ماقبل کیا صورت ہے؟ اگر یہ کیا جائے تو چھ بندشی آوازوں کا نظام ملے گا۔ پچھلے مصوتوں سے ماقبل مختلف لیکن بظاہر یکساں چھ بندشی آوازوں کا نظام ہوگا۔ یہ بآسانی ایک دوسرے کے مقابل رکھے جا سکیں گے اور دوسرے مقامات پر ملنے والے چھ بندشی آوازوں کے نظام کے مقابل بھی۔ مشکلات کا یہ جواب آسان اور سیدھا سا معلوم ہوتا ہے، لیکن اس میں ایک دھوکا ہے۔ اوّل یہ کہ یہ تعیّن کرنا باقی رہ جاتا ہے کہ اہم ماحول کیا ہے؟ پہلے سے یہ جان لینے کا کوئی طریقہ نہیں کہ یہ فرق مابعد کے مصوتوں کے اگلے پن کی وجہ سے ہُوا۔ دوسرے یہ کہ ہر بار جب ماحول میں کانٹ چھانٹ کی جاتی ہے تو مواد کی مقدار بھی کم ہو جاتی ہے۔ کسی مقررہ مقام میں تخالف کے نظام کو ثابت کرنے کے لیے خاصی بڑی تعداد کی ضرورت ہوتی ہے، بالکل ایسے ہی جیسے تکمیلی تقسیم کو ثابت کرنے کے لیے ضرورت ہوتی ہے۔ مزید برآں مصوتوں کا اگلا پن یا پچھلا پن غشائی بندشی آوازوں کی حد تک تو اثر انداز ہو سکتا ہے، لیکن نکیلی اور لبی آوازوں کے سلسلے میں نہیں۔ اس بنیاد پر ماحول کو تقسیم کرنا ایک درجہ پر تو معاون ہو سکتا ہے لیکن دوسرے درجہ پر اس سے معاملات اور الجھ جاتے ہیں۔ اس لیے محدود تعداد میں منتخب ماحولوں میں فونیمی نظام کی تلاش آسان نہ ہوگی۔ کوئی بھی

ذیلی فونیمی تباین جو ان ماحولوں میں دخل انداز ہوتا ہے، اس پر تکمیلی تقسیم کے پیشِ نظر بحث ہونی چاہیے۔

18.7 مختلف ماحولوں کے نظامِ اصوات کا مقابلہ کرنے پر معلوم ہوگا کہ ان میں ہمیشہ نہ اکائیوں کی تعداد یکساں ہے اور نہ ان کے باہمی روابط کے انداز یکساں ہیں۔ انگریزی میں اس کی بہت آسان مثال ملتی ہے۔ بعض بولیوں میں مصوتوں کے درمیان /t/ اور /d/ کا فرق ختم ہو گیا ہے (بعض اہلِ زبان *ladder* اور *latter* میں کوئی امتیاز نہیں کرتے) اس طرح کی انگریزی میں بعض جگہ چھ بندشی آوازوں کا نظام ہوگا مگر بعض جگہ صرف پانچ کا۔ دو نظام جن کا مقابلہ کیا جانا ضروری ہے، ذیل کی شکل میں دکھائے جا سکتے ہیں:
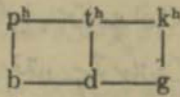
اس میں [T] کو دوسرے نظام کی دونوں لثوی آوازوں کے ہمسر قرار دے کر توجیہ پیش کی جا سکتی ہے یا اسے کسی طور پر [tʰ] یا [d] سے مختلف ماننا پڑے گا۔ یعنی *latter* اور *ladder* دونوں /lǽdər/ ہیں یا /lǽtər/ یا /lǽTər/؟ اور اگر آخر الذکر صورت ہو تو اس نظام میں /T/ کا کیا منصب ہے؟) امریکی ماہرین جہاں بھی ممکن ہو موازنہ نہ کرنا پسند کرتے ہیں۔ بعض یورپی لوگوں کا خیال ہے کہ جہاں مسموع اور غیر مسموع کا تخالف موجود ہے /T/ کو غیر جانب دار ( neutralized ) کیا جانا چاہیے۔ اگر موازنہ کیا جائے تو صوتیات کا سہارا لینا ہوگا اور زیرِ بحث بندشی آوازوں کے تبادل کے پورے سلسلے کو مدِّ نظر رکھنا ہوگا۔ ایسی بعض مثالوں میں زیرِ بحث آوازوں کی صوتی خصوصیات فیصلہ کی بداہت پر صاد کریں گی۔ بعض دوسری مثالوں میں یہ فیصلہ بہت نازک ہو سکتا ہے۔ خال خال مثالوں میں فیصلہ بلا دلیل بھی کرنا پڑے گا۔ لیکن کسی بھی دوسرے طریقہ میں چاہے ذرا مختلف انداز میں ہو فیصلوں میں خاصی دقت ہو سکتی ہے۔

اکثر مواد کی کمی کے باعث نظام کے اندر خانے خالی رہ سکتے ہیں۔ مثلاً انگریزی صفیری آوازوں کا مندرجہ ذیل نظام ہے:
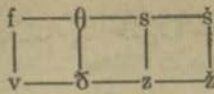
یہ اختتامی اور درمیانی مقامات پر واقع ہوتے ہیں۔ تاہم اختتامی صورت میں [ž] بہت کم یاب ہے۔ *Garage* اس کی بہت عام مثال ہو سکتی ہے لیکن اس میں تمام بولنے والوں کے ہاں [ž] ہی تلفظ نہیں ہوتا۔ فونیمی تجزیہ میں جو کم مواد استعمال ہوتا ہے، خاص طور پر عملی کام میں، اس میں اس طرح کے کم یاب فونیم رہ جاتے ہیں۔ نظام میں ایسا اتفاقی خلا کسی پریشانی کا باعث نہیں ہوتا، خاص طور پر مختلف نظاموں کے موازنہ میں جس سے زبان کے مجموعی فونیمی نظام کو سمجھا جا سکے۔ لیکن اگر ایسے خلا متعدد ہو جائیں تو باہمی رشتوں کی تصویر دھندلا کر رہ جائے گی۔ جب یہ بات ذہن میں آتی ہے کہ [ð] بھی بہت سے مقامات میں کم یاب ہوتا ہے اور اس لیے چھوٹ سکتا ہے نیز یہ کہ [ž] نظام میں ابتدائی مقام میں مفقود ہے تو موازنہ کے مشکل مسائل کے امکانات بڑھ جاتے ہیں۔

**18.8** فونیمی تجزیہ کے دونوں طریقوں ( 18.2 اور 18.5-7 ) میں قابلِ لحاظ اور بنیادی اختلاف کے باوجود کوئی تضاد نہیں ہے۔ عملی کام بے حد احتیاط کے ساتھ پہلے سے متعین ہوئے راستے پر آگے نہیں بڑھ سکتا۔ بیان کردہ ترکیبیں صرف سہارے ہیں۔ ایسی تدبیریں جو کام کرنے والے کے قیاسات کو جانچنے میں مدد کرتی ہیں۔ صرف ایسے طریقے ہیں جن کے ذریعہ مفید مفروضے بنانے کے لیے مواد اکٹھا کیا جاتا ہے، یہ بھی ایک وجہ ہے کہ زبان کا "احساس" ہونا کیوں اتنا ضروری ہے؟ قابلِ آزمائش مفروضوں کا بہترین ماخذوہ تجربہ بھی ہوتا ہے جو زبان کو سیکھنے اور اس میں ترسیل خیال کی کوشش کرنے میں حاصل ہوتا ہے۔ اچھے عملی کام کرنے کے لیے ایک ضروری امر یہ ہے کہ کسی بھی ایسے سراغ کے لیے چوکنا رہا جائے جس سے کسی مفروضے کی طرف نشان دہی ہو سکتی ہے یا ایسا مفروضہ بن سکتا ہے جسے بآسانی جانچا جا سکے۔ دوسری ضروری بات باقاعدہ اور قابلِ اعتماد جانچ کی مناسب ترکیبیں ہیں۔ ان کے بغیر کسی مفروضہ کی تلاش محض قیاس ہو کر رہ جاتی ہے۔ مفروضات کے بغیر سب ترکیبیں بے معنی ہو جاتی ہیں۔ مجموعی طور پر تجزیہ کوئی مفرد عمل نہیں جو مقررہ خطوط پر آگے بڑھتا رہے بلکہ بار بار فرض کرنے اور جانچنے کا ایک طویل سلسلہ ہے۔ طریقِ کار میں یکسانیت کی کوئی ضرورت نہیں بلکہ حقیقت یہ ہے کہ مختلف مفروضے

مختلف طور پر برکھے جاتے ہیں۔
اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ ماہرین لسانیات عملی کام کے طریقوں میں ایک دوسرے سے خاصا اختلاف رکھتے ہیں۔ یہ 18.2 میں بیان کردہ ترکیب سے لیکر 18.5 کی ترکیبوں تک ہوسکتے ہیں۔ اور مختلف پینترے بھی استعمال کیے جاسکتے ہیں۔ اِن میں سے بعض بالکل نجی ہوسکتے ہیں۔ بعض دیگر معروف ہیں اور بکثرت استعمال ہوتے ہیں۔ اسلیے عملی کام کا مخصوص لائحہ نہیں بن سکتا۔ اگلی مشقوں میں پہلے اطلاع دہندہ کیساتھ نشست کا بیان پیش کیا جائیگا۔ اس سے میرے کام کرنیکا طریقہ ظاہر ہوتا ہے اگرچہ میں بھی ہمیشہ ٹھیک اسیطرح کام نہیں کرتا۔ میدانی کام کچھ شطرنج کے مشابہ ہے، ہوسکتا ہے میں اپنی پہلی چال پہلے سے طے کیے ہوئے ہوں، لیکن کھیل کا اختتام اس صورتِ حال سے متعین ہوگا جس میں میں گھر جاؤں۔ یہاں زیرِ تفتیش زبان مغربی افریقہ کے گھانا اور توگو کی ایو Ewe ہے۔ افریقی زبانوں کی کچھ ابتدائی معلومات کے باعث مجھے اس کا کچھ اندازہ تھا کہ کس طرح کی چیزیں متوقع ہوسکتی ہیں، لیکن خود ایو کے بارے میں میں کچھ نہیں جانتا تھا۔

**18.9** جب یہ نشست شروع ہوئی تو میرے ذہن میں کچھ "اسما" تھے جو میں اخذ کرنا چاہتا تھا۔ اس فہرست کو جلدی جلدی ختم کیا۔ بعض جوابات صرف ایک بار سننے پر ہی منضبط کر لیے، دوسروں کو ایک سے زیادہ بار دُہرانے کے بعد۔ اس دوران میں فہرست میں کچھ ترمیم بھی کرنی پڑی۔ "آگ" (42) پوچھنے کے بعد میں نے "آتشدان" پوچھا۔ اطلاع دہندہ نے بتایا کہ اس کے لیے دو لفظ تھے ایک عمومی رقبہ کے لیے اور دوسرا خاص مقام کے لیے۔ میں نے دونوں کو لکھ لیا اور عمومی رقبہ کے لیے "باورچی خانہ" کا اضافہ کرلیا۔ میرے "بکری" (22) پوچھنے کے بعد اطلاع دہندہ نے "بھیڑ" کے لیے خود ہی لفظ بتایا۔ میں نے اس کا بھی اضافہ کرلیا اگرچہ پہلے سے نہیں تھا۔ پھر جب میں نے "چلانے والی چھڑ" (44) کو پوچھا تو اس نے خود ہی "دوئی" کے لیے لفظ بتایا۔ جن غذائی پودوں کے لیے پوچھا گیا۔ وہ وہی ہیں جن کو میں جانتا تھا کہ مغربی افریقہ میں ہوتے ہیں۔ اگلے صفحہ کی تحریر میری ان یادداشتوں کی ہے جو تقریباً ایک گھنٹہ کے کام سے تیار ہوئیں۔ ان میں کوئی خاص تبدیلی نہیں کی گئی۔ اگرچہ صفائی کے خیال سے ان کو ٹائپ کر دیا گیا ہے۔ اور کچھ علامتوں میں ذرا سی تبدیلی کی گئی ہے کہ باب (15) سے مطابقت پیدا ہوجائے۔ اصل یادداشت چار صفحات پر پھیلی ہوئی تھی، جس میں تصحیح اور رائے کے لیے کافی

جگہ چھوڑی ہوئی تھی۔ دوسرا گھنٹہ ختم ہوتے ہوتے بہت سے اندراجات کو بدل دیا گیا یا ان پر حاشیہ لکھا جا چکا تھا۔ سُر کو خطوط سے دکھایا گیا تھا لیکن ان یادداشتوں کے ایک مرحلے پر میں پانچ الفاظ کی تان Tone کو بالکل نہ شناخت کر سکا۔ تین الفاظ میں ہیں مصوتہ کی کیفیت کا تعین نہ کر سکا اور اس لیے ان کو [ke/ɛ kpe/ɛ ze/ɛ] لکھا جس سے معلوم ہو کہ مجھے [ė] اور [ɛ] کے درمیان شبہ تھا۔

پوری فہرست کے اندراج ہونے سے پہلے ہی میں نے جانچنا اور موازنہ کرنا شروع کر دیا تھا۔ مثال کے طور پر اندراج 13 کی آواز ایسی معلوم ہوئی جو میں پہلے سُن چکا تھا، میں نے فہرست پر نظر ڈالی، معلوم ہوا یہ "بال" (5) کا اندراج تھا اور مقابلہ کی غرض سے دونوں کو ساتھ ساتھ پوچھا۔ اکٹھا سن کر، ان کے اقلی جوڑے ہونے کا قوی تاثر پیدا ہوا۔ معلوم یہ ہوا کہ فرق مصمتہ کے تلفظ میں تھا۔ [fu] "بال" میں دندانی اور [fu] "ہڈی" میں دولبی۔ (سر ( tone ) کے نشانات جو چھپائی میں مشکل ہیں یہاں حذف کر دیئے گئے ہیں) [f] جیسی دو آوازوں کے تضاد کو ظاہر کرنے کے لیے اگلی پر امتیازی نشان لگا دیا گیا ہے "پیر" (12) کا مقابلہ کیا گیا۔ مصمتہ کو [fu] 'بال' کی بہ نسبت [fu] سے زیادہ قریب تصوّر کیا گیا اور اس لیے اسے بھی اگلا ہونے کے لیے نشان زد کیا گیا۔ (بعد میں یہ غلط ثابت ہوا۔) اس سے اگلا لفظ ہی اس سانچہ میں کھپتا معلوم ہوا۔ [ʋu] میں صاف دولبی مصمتہ ہے جیسے جیسے مزید لبی صفیری آوازیں آتی گئیں اس سے ان کا موازنہ کیا جاتا رہا۔ اگلی بار یہ آواز [devi] "بچہ" (18) میں سنی گئی اور صاف طور پر لب دندانی معلوم ہوئی۔ خیال ہوا کہ [ʋ : v] کا تضاد [f : f] کے تضاد کے ہمسر ہوگا لیکن سوئے اتفاق سے پہلی نشست میں کوئی اطمینان بخش شہادت نہ مل سکی۔ [ʋ] تمام صورتوں میں ( 55 ,32 ,24.18 ) درمیان میں اور [v] تمام صورتوں 14 29 میں ابتدا میں استعمال ہوا تھا۔ اگر مواد کافی ہوتا تو اسے تکمیلی تقسیم کی مثال تصوّر کیا جا سکتا تھا لیکن اس تھوڑے سے مواد میں یہ محض اتفاق ہو سکتا ہے۔ یہ بات یادداشت میں لکھ لی گئی کہ آئندہ نشستوں میں ابتدائی [v] اور درمیانی [ʋ] پر دھیان رکھا جائے گا۔

دوسرے حاصل کردہ لفظ [asibiḍe] "انگلی" میں یہ دیکھا گیا کہ ایک بہت نمایاں دندانی [d̪] ہے اور اس حقیقت کو دکھانے کے لیے ایک امتیازی نشان لگا دیا گیا۔ دوسری [d] جیسی آواز [aḍu] "دانت" (9) میں سنی گئی۔ یہ دندانی نہیں تھی۔ نہ ہی [aḍe] "زبان" (10) میں دندانی تھی۔ ان میں تین الفاظ کا موازنہ کیا گیا تو تضاد ثابت ہوا۔ اس میں میں نے معکوسی [ḍ] جس سے میں بندی

| | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|
| 1 hand | asī | 19 tree | atī | 37 stone | kpe/ɛ |
| 2 finger | asībiḍe | 20 leaf | aŋogbā | 38 hoe | agbleḟu |
| 3 arm | abọ | 21 root | ke/ɛ | 39 jar | gọ |
| 4 head | ta | 22 goat | gbɔ̃ | 40 fire | dzọ |
| 5 hair | fū | 23 sheep | alẽ | 41 fireplace | mlegbwī |
| 6 eye | ŋ·kū | 24 dog | avū | 42 kitchen | dzodofe |
| 7 nose | ŋɔtī | 25 elephant | tīglinī | 43 pot | ze/ɛ |
| 8 mouth | nuḟu | 26 snake | ḍa | 44 stirring stick | agbletsītsī |
| 9 tooth | aḍu | 27 water | tsi | | |
| 10 tongue | aḍe | 28 house | xɔ | 45 ladle | tsītsī |
| 11 ear | to | 29 door | ʋɔ | 46 mortar | toŋ |
| 12 foot | afọ | 30 roof | xọta | 47 pestle | tafī |
| 13 bone | ƒū | 31 river | tɔsīsī | 48 yam | te |
| 14 blood | ʋu | 32 forest | ave | 49 cocoyam | mekanī |
| 15 person | ame | 33 path | mɔ̄ | 50 banana | akɔḍu |
| 16 man | ŋɔtsu | 34 village | kɔfe | 51 rice | mɔli |
| 17 woman | ñonu | 35 field | agble | 52 meat | lã |
| 18 child | ḍevī | 36 ground | anīgba | 53 cloth | avɔ |

Transcript of Ewe field notes

کے ذریعہ مانوس تھا استعمال کیا۔ میں نے "دانت" اور "زبان" کے لیے لفظوں کو نقل کرنے کی کوشش کی۔ اسے اطلاع دہندہ نے قبول کیا۔ دندانی [d̪] کے ساتھ نقل کو بالکل مسترد کر دیا گیا۔ میں نے [aḍu] اور [aḍe] کو معکوسی آواز کی حیثیت سے نشان زد کر لیا۔ اس کے بعد ہر [d] جیسی آواز کو بغور دیکھتا رہا کہ یہ یقین ہو سکے

کہ کون سا تلفّظ ہورہا ہے۔ ان میں سے ہر ایک [ḍ] یا [d] کے ساتھ منسوب ہوگیا۔

اس طریقِ کار میں اشادیہ کی حیثیت سے تحریر خاص طور پر مفید ہوئی۔ مثال کے طور پر اندراج 13 پر اطلاع دہندہ کا جواب ایسا معلوم ہوا کہ جیسے مجھے اس کا پہلے سننا بھی یاد ہو۔ فہرست پر نظر ڈالنے سے اندراج 5 میں [fu] ملا اس کا تقاضہ ہوا کہ موازنہ کی خاطر مجھے پھر "بال" کو پوچھنا چاہیے۔ میں نے یہ نہیں کیا کہ لوٹ کر دیکھتا کہ میں نے کیا لکھا تھا اور پھر اس کا دوسرے لفظ کی تحریر سے مقابلہ کرتا۔ بلکہ میں نے اس اصل تلفّظ کا ہی مقابلہ کیا جو اطلاع دہندہ سے ساتھ ساتھ سنے گئے تھے۔ اس کی وجہ صرف یہ تھی کہ میں نے ارادہ کرلیا تھا کہ ان اندراجات کو سوائے الفاظ کی یادداشت کے اور کسی کام کے لیے استعمال نہیں کروں گا۔ پہلی بار جلدی جلدی میں میں اس امر کی کوشش کررہا تھا کہ آئندہ موازنہ کے لیے مناسب اندراجات ہو جائیں۔

| | | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| 1 | hand | àsí | 19 | tree | àtí | 37 | stone | kpé |
| 2 | finger | àsìbìdȁ | 20 | leaf | ȁŋũgbȁ | 38 | hoe | àgblènú |
| 3 | arm | àbɔ̃ | 21 | root | kȅ | 39 | jar | gő |
| 4 | head | tã́ | 22 | goat | gbɔ̃̌ | 40 | fire | dzò |
| 5 | hair | fú | 23 | sheep | ȁlẽ́ | 41 | fireplace | mlékpúí |
| 6 | eye | ŋ̀kú | 24 | dog | àvǔ | 42 | kitchen | dzòdóƒé |
| 7 | nose | ŋɔ̃tí | 25 | elephant | tíglínyĭ | 43 | pot | zě |
| 8 | mouth | nű | 26 | snake | dà | 44 | stirring stick | àkplẽ́ɖātsítsí |
| 9 | tooth | àɖũ | 27 | water | tsì | 45 | ladle | tsítsí |
| 10 | tongue | àɖȅ | 28 | house | xɔ̀ | 46 | mortar | tő |
| 11 | ear | tó | 29 | door | ʋɔ̀ | 47 | pestle | tātí |
| 12 | foot | àfɔ̀ | 30 | roof | xɔ̀tȁ | 48 | yam | tè |
| 13 | bone | ƒú | 31 | river | tɔ̀sísì | 49 | cocoyam | mākāní |
| 14 | blood | ʋù | 32 | forest | àvě | 50 | banana | àkɔ̀ɖú |
| 15 | person | àmè | 33 | path | mɔ̀ | 51 | rice | mɔ̀lĭ |
| 16 | man | ŋútsù | 34 | village | kɔ́ƒé | 52 | meat | lȁ |
| 17 | woman | nyɔ́nù | 35 | field | àgblè | 53 | cloth | àvɔ̃ |
| 18 | child | ɖèví | 36 | ground | ȁnyígbá | | | |

Words elicited in first session phonemically transcribed

دو الفاظ [asibiḍe] "انگلی" (2) اور [agbletsitsi] "چلانے کی چھڑ" (44) چار ارکان کے حامل معلوم ہوئے۔ دوسرے آٹھ تین ارکان کے۔ ان کو اس نشست میں چھوڑ دیا گیا کیونکہ مختصر تک رکنی یا دو رکنی الفاظ کے مقابلہ میں ان کے ساتھ کام کرنا مشکل تھا۔ اور مختصر الفاظ وافر تعداد میں معلوم ہوئے تھے۔ بعد میں ان کو بھی جانچا

جائے گا اور شاید تب یہ بہت مفید ثابت ہوں۔ مثال کے طور پر [asibiḍe] "انگلی" ایسا معلوم ہوتا ہے اس میں "ہاتھ" کے مفہوم کا کوئی تشکیلیہ بھی شامل ہے اور اس لیے اس کی قواعدی اہمیت بھی ہوگی۔ اس کو بھی ذہن میں رکھا گیا۔ لیکن اس اشارہ سے کام لینے کی بات کئی نشستوں کے بعد آئے گی۔

جب پہلے نقشہ میں دکھائے گئے تمام الفاظ اکٹھے ہو گئے، میں نے نظری مواد پر نظر ڈالی۔ کسی مقررہ قسم سے شروع ہونے والے الفاظ کو اکٹھا کر لیا، ان کا ایک دوسرے سے اور دوسرے گروہوں سے مقابلہ کیا۔ مثال کے طور پر [ta] 'سر' (4) [to] 'کان' (11) [tosisi] 'دریا' (31) [tou] 'کھرل' (46) [tati] 'موسلی' (47) اور [te] 'تالو' (48) سب کے سب ابتدائی [t] سے لکھے گئے۔ اس کا مطلب صرف یہ تھا کہ یہ قابلِ موازنہ ہیں۔ اس بات کی تصدیق کے لیے ان کی پھر جانچ کی گئی کہ ان سب کی ابتدا ایک سی ہے۔ ان کا موازنہ [ḍa] "سانپ" (26) سے کیا گیا۔ اس طرح کے موازنہ میں 17.6 کے مشکوک جوڑوں کے تصور سے رہ نمائی ہوتی رہی۔ اسی طرح [ḍa] 'سانپ' کا موازنہ [ḍevi] 'بچہ' سے کیا گیا کہ یہ یقین ہو جائے کہ دندانی معکوسی تضاد نمایاں ہے اور یہ کہ ہر اندراج درست کیا گیا ہے۔ اگر ابتدائی [d] یا [ḍ] کے ساتھ مزید اندراجات ہوتے تو پہلے ہر گروہ کو خوب غور سے سُنا جاتا کہ ان میں مطابقت ہے یا نہیں، تب ہر گروہ کا موازنہ ایسے الفاظ سے کیا جاتا جن میں صوتی طور پر مشابہ ابتدائی آواز ہوتی۔ اس طرح ابتدائی صورت والے تمام اندراجات کی جانچ ہو جاتی اور اس مقام کی تمام آوازوں کی فہرست (خواہ شروع میں نامکمل ہوتی۔) بن جاتی۔ اس کے بعد CVCV ترتیب والے الفاظ میں دو مصمتوں کے درمیانی مقام کا مطالعہ کیا جاتا اور اس مقام پر متضاد آوازوں کی فہرست بنائی جاتی۔ اسے اگلی نشست کے لیے اٹھا رکھا گیا۔ مصوتوں کے ساتھ بھی ایسا ہی عمل ہونا چاہیے۔

18.10 بہت سی یورپی زبانوں میں تان tone جیسی کوئی چیز نہیں ہے، اس خصوصیت سے یورپی زبانیں بولنے والوں کو خاصی دقت ہوتی ہے۔ یہ عام طور پر مان لیا گیا کہ یہ دقت ناقابلِ عبور ہے یہ کہ مغربی لوگ تانی tone زبانوں

کو نہیں سیکھ سکتے اور یہ بھی کہ تان تجزیہ کی گرفت میں کبھی نہیں آسکتی۔ حقیقت یہ ہے کہ بعض زبانوں میں تان کا تجزیہ کرنا بہت آسان ہے اور اس لیے اس کا سیکھنا بھی مشکل نہیں ہوگا۔ بعض دوسری زبانوں میں یہ خاصا پیچیدہ ہو سکتا ہے۔ یہی بات فونیمی اور قواعدی نظام کے بارے میں بھی کہی جا سکتی ہے۔ مجموعی طور پر یہ توقع کی جا سکتی ہے کہ تان نظامِ اصوات کے کسی دوسرے حصّے کے مقابلہ میں زیادہ مشکل نہیں ہوگی۔ بشرطیکہ اس کو باقاعدگی اور مناسب طریقِ کار کے ساتھ مطالعہ کیا جائے۔

مصمتوں اور مصوتوں کی بہ نسبت تان کا منظم مطالعہ کہیں زیادہ نازک ہے۔ اوّل الذکر میں محض تاثراتی طور پر اندازوں سے کام چلایا جا سکتا ہے۔ اس میں صرف اتنی سی بات ہوگی کہ یورپی زبانوں کے نظامِ اصوات کے انداز پر ذرا سی ترمیم کے ساتھ آوازوں کی نقل کر کے ان کو منضبط کر لیا جائے۔ اچھے عملی طریقۂ کار سے بہتر نتائج نکل آئیں گے، کبھی بہت بہتر اور یہ بہت جلد ہو جائے گا۔ لیکن تان کے سلسلے میں بے ضابطہ مطالعہ سے کچھ حاصل نہیں ہوتا اور مشکل سے ہی ایسے نتائج حاصل ہو سکتے ہیں جو کسی عملی اہمیت کے حامل ہوں۔ تان کے سلسلہ میں جو دقتیں یورپی لوگوں کو پیش آئیں، اس کے پیشِ نظر وہ اس کی اہمیت کو نظر انداز کرنے لگے۔ ثانی آوازوں پر عملی کام میں بہتر یہ ہے کہ پہلی تجزیاتی کوشش تان کے نظام پر ہونی چاہیئں۔

تان کے تجزیہ کی ترکیبیں وہی ہیں جو مصوتوں اور مصمتوں کیلیے ہیں اگر کوئی بنیادی فرق ہے تو وہ اس بات پر مبنی ہے کہ اکثر لوگ تان کی بہ نسبت مصمتوں اور مصوتوں کا صوتی اندراج زیادہ آسانی سے کر لیتے ہیں۔ اس لیے باب 17 میں جو ترکیب بیان کی گئی وہ کم تر ہی قابلِ اطلاق ہوتی ہے۔ کچھ خاص ترکیبیں ہیں جو تان کے تجزیہ میں خوب کام دیتی ہیں اگرچہ ان میں سے بعض مصمتوں اور مصوتوں میں بھی مفید ہو سکتی ہیں۔

18.11 ایک ترکیب یہ ہے کہ گنگنا کر یا سیٹی بجا کر تان کو الگ کر لیا جائے۔ بہت سے لوگوں کو تان کی شناخت میں دقّت ہوتی ہے۔ یہ بات ان پر صادق آتی ہے جو اعلیٰ موسیقار بھی ہیں۔ تان نغمہ سے اتنی مختلف ہوتی ہے کہ وہ اس سے آسانی سے مطابقت نہیں کر پاتے۔ یہ بتانا نسبتاً آسان ہوگا کہ دو ارکان تان

کے اعتبار سے یکساں ہیں یا مختلف ہیں۔ لیکن یہ بتانا مشکل ہوگا کہ وہ کیسے ہیں؟ اور کیسے مختلف ہیں؟ سیٹی میں یہ بات نسبتاً آسان ہوگی۔ بعض لوگوں کے لیے تان کی راست شناخت کے مقابلہ میں یہ بات آسان ہے کہ وہ ملفوظے میں تان کو سیٹی کی دھن کی تان کے ساتھ ملاکر محسوس کریں۔ اس طرح سیٹی بجانا یا گنگنانا ملفوظہ اور اس کی تحریر کی مفید درمیانی کڑی ہے۔

جب ماہرِ لسانیات اطلاع دہندہ کے ملفوظوں کے مطابق سیٹی بجاتا یا گنگناتا ہے تو اطلاع دہندہ بھی بعض اوقات یہ ترکیب جان جاتا ہے۔ تب یہ عین ممکن ہوتا ہے کہ آپ تان کو الگ کرکے اطلاع دہندہ سے پوچھیں کہ آیا یہ درست ہے۔ ذرا سی مشق کے بعد اس قسم کے سوالات سے قابلِ اعتماد جوابات اخذ کیے جاسکتے ہیں۔ لیکن بعض اطلاع دہندگان کے لیے تان کو ملفوظوں سے جدا کرنا ایسا غیر فطری ہے کہ وہ ان کے درمیان کوئی تعلق نہیں دیکھ سکتے اور اس لیے جب ماہرینِ لسانیات سیٹی بجاتا گنگناتا ہے وہ نہیں سمجھ پاتے کہ وہ کیا کررہا ہے؟ اطلاع دہندگان جو اس تعلق کو دیکھ سکتے ہیں خود بھی تان کو الگ کرلینا سیکھ لیتے ہیں۔ ایسا ہو جائے تو مشکل صورتوں میں انہیں سے کہا جاسکتا ہے کہ ملفوظہ کے بعد وہ گنگنا کر یا سیٹی بجاکر بھی دکھائیں۔

یہ بات خاطر نشان ہوجانی چاہیے کہ ملفوظوں کو ان کے اجزائے ترکیبی میں ہر طرح تقسیم کرنا ضرور سیکھا جائے۔ کسی زبان میں عام تکلم کی استعداد صرف یہ صلاحیت ہے کہ عام الفاظ کو پورا پورا ادا کردیا جائے۔ غیر تربیت یافتہ اطلاع دہندہ الفاظ سے مصوتوں کو الگ نہیں کرسکتا ؛ بلکہ عین ممکن ہے کہ وہ جملوں سے لفظوں کو بھی الگ نہ کرسکے۔ یہ عمل خواندہ اطلاع دہندگان کے لیے آسان ہے مگر پُرخطر بھی۔ وہ ہجّوں سے بہت زیادہ متاثر ہوتے ہیں اور ہجے صحیح تلفظ ادا نہیں کرتے، اس لیے ان سے تشریح کے لیے کہا جائے تو وہ تلفظ کو مسخ کرکے رکھ دیں گے۔ ناخواندہ اطلاع دہندہ کو یہ طریقہ سکھانا مشکل ہوتا ہے، لیکن نتائج زیادہ بھروسے کے قابل حاصل ہوتے ہیں۔ اکثر تعلیم یافتہ اشخاص تان کے معاملہ میں لاعلم ہی ہوتے ہیں، کیوں کہ اکثر زبانوں کے رسمِ خط میں تان محذوف ہوتی ہے۔ بعض قوموں میں تان کو الگ کرنے کی ترکیب سے عام طور پر لوگ واقف ہوتے ہیں۔ مازتک Mazatec (میکسیکو) میں جملوں کی تان کے انداز کو سیٹی

میں ڈھال کر پیغام رسانی ہوتی ہے۔ افریقہ کی بعض زبانوں میں دو یا تین دھنوں میں ڈھول پیٹ کر پیغام رسانی کی جاتی ہے۔ ان چیزوں کا ممکن ہونا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ تان زبانوں میں کتنا اہم ہو سکتی ہے۔

18.12 تان کے سلسلے میں ایک اور مفید ترکیب یک تانی آزمائش monotony test کی ہے۔ یہ پہلی خاص ترکیب تھی جسے میں نے ایوے Ewe کے سر کی گرہ کشائی کے لیے استعمال کیا، اس نشست کا بیان کر کے اس کی وضاحت کی جا سکتی ہے۔

مواد میں یک رکنی الفاظ کی خاصی بڑی تعداد تھی۔ ان کو نکال کر تان کے مطابق چھانٹ لیا گیا چوں کہ تین قسم کی تانیں محسوس کی گئی تھیں اس لیے تین قطاریں بنیں :۔

| نیچی تان | | | درمیانی تان | | | اونچی تان | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| 14 | blood | ʋu | 4 | head | ta | 5 | hair | fu |
| 28 | house | xɔ | 11 | ear | to | 13 | bone | ʃu |
| 29 | door | ʋɔ | 26 | snake | ɖa | 33 | path | mɔ |
| 48 | yam | te | 40 | fire | dzo | 37 | stone | kpe/ɛ |
| | | | 43 | pot | ze/ɛ | | | |
| | | | 52 | meat | lã | | | |

اطلاع دہندہ سے ہر گروہ کا تلفظ کرنے کے لیے کہا گیا۔ پہلے اور تیسرے [fu ʃu mɔ kpe/ɛ] اور [ʋu xɔ ʋɔ te] ہر ایک میں ایک تانی یکساں سا تاثر تھا جس کا مطلب یہ تھا کہ ہر گروپ بذاتِ خود تان کے اعتبار سے یکسانیت رکھتا تھا۔ اطمینان کے لیے الفاظ کی ترتیب بدل کر اس تجربہ کو کئی بار دہرایا گیا۔ ہر بار نتیجہ ایک ہی تھا جس گروہ کو درمیانی تان میں رکھا گیا تھا اس کا ایک تانی تاثر نہیں تھا بلکہ اس سے ملا جلا سا انداز تھا۔ وہ الفاظ جو مختلف معلوم ہوئے الگ کر دیئے گئے یہاں تک کہ صرف [ɖa dzo lã] "سانپ آگ گوشت" رہ گئے۔ یہ کرنے پر باقی تین الفاظ کی آواز ہموار اور یک تانی معلوم ہوتی تھی، اس لیے یہ مانا گیا کہ ان کی تان یکساں ہے

اس آزمائش سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ ان فہرستوں کی ٹھیک ٹھیک اونچی، درمیانی اور نیچی تان ہے بلکہ صرف یہ کہ ان میں سے ہر ایک داخلی اعتبار سے یکساں ہے۔ اس سے یہ بھی ثابت نہیں ہوتا کہ تینوں فہرستیں بالکل مختلف ہیں۔ دوسرے مرحلہ میں اونچی تان

کی فہرست سے ایک لفظ کو درمیانی تان کی فہرست میں رکھ دیا گیا۔ اطلاع دہندہ سے " سانپ، ہڈی، آگ، گوشت " دُہرانے کے لیے کہا گیا۔ داخل کیا ہُوا لفظ [fu] ہڈی باقی سے بالکل جدا معلوم ہُوا اور صاف طور پر زیادہ اونچا۔ تب اس سے بال، ہڈی راستہ سانپ پتھر (اونچے تان کی فہرست، درمیانی تان کے ایک لفظ کے ساتھ) پوچھے گئے۔ اس میں [da] 'سانپ'، فہرست کے باقی الفاظ سے نیچے محسوس ہُوا۔ عارضی درمیانی تان والی فہرست، جیسا کہ توقع تھی، اونچی تان کی فہرست سے نیچے معلوم ہوئی۔ یہی نتیجہ اونچے اور نیچے تان کی فہرستوں کے موازنہ سے حاصل ہُوا۔ لیکن جب درمیانی اور نیچے کی فہرستوں کا موازنہ کیا گیا تو نتیجہ مختلف تھا، ملی جلی فہرست میں ہموار یک تانی آواز تھی جو یکسانیت کا اظہار کرتی ہے جن چیزوں کو اولاً دو طرح لکھا گیا اور تب چھانٹ کر دو الگ فہرستوں میں رکھا گیا جن کو درمیانی تان اور نیچی تان کا نام دیا گیا، وہ ایک سی نکلیں۔ اس لیے ان دونوں فہرستوں کو ملا دیا گیا۔

تین یک رکنی الفاظ جو پہلے درمیانی تان والی فہرست میں تھے لیکن بعد میں نکال دیئے گئے، اب ان کو باری باری سے یکساں تانوں کی دو فہرستوں میں رکھ کر جانچا گیا۔ ایک [to] 'دکان'، اونچی تان کے گروہ میں کھپ گیا۔ لیکن دوسرے دو [ta] 'تان' اور [ze/e] برتن کسی میں بھی نہ کھپ سکے، وہ کچھ بھی ہوں لیکن سیدھے سادے اونچی اور نیچی تان والے نہیں ہیں۔ اسی طرح وہ بہت سے یک رکنی الفاظ جن پر پہلی تحریر میں تان کا کوئی نشان نہیں لگا تھا، آزمائے گئے اور جہاں کہیں ممکن ہُوا مناسب فہرست میں شامل کر دیئے گئے۔ ان میں سے [tsi] 'پانی' (27) معلوم ہُوا کہ [uu] سے شروع ہونے والی فہرست میں کھپتا ہے، یعنی نیچی تان میں۔ باقی الفاظ کو الگ کر کے رکھ دیا گیا کہ ان سے ملتا جلتا مواد جب آگے چلے گا تو ان کو دوبارہ جانچا جائے گا۔ یہ توقع رکھی جا سکتی ہے کہ تان میں یکسانیت رکھنے والے الفاظ کی ایسی فہرستیں مل سکتی ہیں جو نہ تو اونچی تان میں ہوں اور نہ نیچی میں۔

دو رکنی الفاظ کے ساتھ بھی یہی قاعدہ استعمال کیا گیا۔ ان کی بڑی تعداد ایسی تھی جن میں دوسرے رکن کو پہلے سے اونچا منضبط کیا گیا تھا۔ ان کو چھانٹ کر یک تانی آزمائش پر پرکھا گیا اور بالآخر معلوم ہُوا کہ انہیں دو گروہوں میں رکھا

جا سکتا ہے: [ŋku ŋɔti alē tati] آنکھ، ناک بھیڑ موسلی 6 ,7 ,23 ,47 جن میں تان کی ترتیب درمیانی، اونچی تھی۔ اور [ˈasi ḍevi ati] ہاتھ، بچہ، درخت (1 ,18 ,19) جن میں تان کی ترتیب نیچی اونچی تھی ایک اور گروہ [kɔfe mlegbwi tsitsi] گاؤں، آتشدان، ڈوئی 34 ,41 45 گروہ میں تان کی ترتیب اونچی اونچی تھی۔ ہر فہرست میں داخلی طور پر یکسانیت تھی اور تان کے اعتبار سے باقی دو سے مختلف تھی۔

اس ترکیب کے استعمال میں ایک بڑی احتیاط کی ضرورت ہے۔ اسے انگریزی کی ایک مثال سے آسانی سے سمجھا جاسکتا ہے۔ *One, two, three* میں *three* کے سُر کا موازنہ *One, two, three, four* کے There سے کیجیے۔ یہاں فرق تان کا نہیں بلکہ سُر لہر کا ہے۔ کسی فہرست کے آخری لفظ کے خطوط باقی سب سے مختلف ہوتے ہیں۔ تانی زبانوں میں سُر لہر کئی طرح تان پر حاوی ہوتا ہے۔ بعض اوقات انگریزی کے سر لہر intonation سے ملتی جلتی کوئی چیز ہوسکتی ہے، جس کا عمل یہ ہوتا ہے کہ وہ کسی فہرست کے آخری لفظ کو باقی دوسروں سے الگ کردے۔ اس لیے فہرست کے آخری لفظ کو دوسروں سے مقابلہ کرنا ٹھیک نہیں ہوگا۔ اس پر قابو پانے کا بہتر طریقہ یہ ہے کہ فہرست کے الفاظ کی تبدیلی کی جاتی رہے جیسا کہ لفظوں کو تان گروہوں کے ساتھ وابستہ کرنے کے سلسلے میں کیا گیا تھا۔

یہی قاعدہ کوئی سے دو الفاظ کے مقابلہ میں بھی استعمال کیا جانا چاہیے۔ ہمیشہ ہر دو کو دونوں ترتیب کے ساتھ پوچھا جائے۔ یہ بات مصمتوں، مصوتوں اور تانوں سب ہی کے موازنہ کے لیے اہم ہے مثلاً دولبی اور لب دندانی تضاد کو دیکھنے کے لیے، ہڈی، بال ( 13 15 ) [fu fu] لیے گئے اور ان کا موازنہ بال، ہڈی 15 13 .[fu fu] سے کیا گیا۔ ان میں ذیلی فونیمی اختلافات ہوسکتے ہیں۔ نیز یہ بھی اتنی ہی اہم بات ہے کہ کئی الفاظ میں آواز کے مقام سے ماہر لسانیات کی سماعت پر بھی نازک سا اثر ہوسکتا ہے۔

18.13 تان کے سلسلے میں خاص طور پر اور دوسری قسم کے فونیموں کے سلسلے میں عام طور پر ایک اور مفید ترکیب چوکھٹے کی ہے۔ ایک مناسب چوکھٹا اعداد سے بن

جاتا ہے، جس نشست کی روداد یہاں بیان ہو رہی ہے اس میں صرف اسی کے لیے وقت نکل سکا۔ یک تانی آزمائش سے کئی اسما کو تان گروہوں میں تقسیم کرنے کے بعد پہلے چھ ہندسے معلوم کیے گئے، تب اطلاع دہندہ سے ایک مکان، دو مکان۔۔۔ کو پوچھا گیا، اس میں اونچے اور نیچے تان گروہوں سے مناسب الفاظ چن لیے گئے۔ ہر گروہ کی نمائندہ مثال درج ذیل ہے :

| one | ḍekā | one house | xɔ ḍekā | one bone | fu ḍekā |
|---|---|---|---|---|---|
| two | eve | two houses | xɔ eve | two bones | fu eve |
| three | etɔ̃ | three houses | xɔ etɔ̃ | three bones | fu etɔ̃ |
| four | ene | four houses | xɔ ene | four bones | fu ene |
| five | atɔ̃ | five houses | xɔ atɔ̃ | five bones | fu atɔ̃ |
| six | aḍe | six houses | xɔ aḍe | six bones | fu aḍe |

جب ایک ملفوظ میں متصلاً واقع ہوں تو [xɔ] اور [fu] کی تان کو اعداد کے ساتھ موازنہ کرنا آسان ہے۔ پہلے پانچ عدد نیچی تان سے شروع ہوتے معلوم ہوتے ہیں اور [xɔ] کی تان بھی اس کے مطابق ہی معلوم ہوتا ہے۔ اس سے یک تانی آزمائش سے پیدا شدہ تان سے اس خیال کی تائید ہو جاتی ہے کہ [xɔ] نیچی تان میں ہے، جیسا توقع تھی [fu] سے عدد کے پہلے رکن تک تان تیزی سے نیچے گرتی ہے۔ "ایک ہڈی" اور "پانچ ہڈیاں" میں [fu] کی تان آخری رکن سے مطابقت رکھتا ہے۔ [fu atɔ̃] میں [fu aḍe] کے مقابلہ میں دوسرے رکن سے تان زیادہ تیزی سے گرتی ہے۔ اس سے میرے اس تاثر کی تصدیق ہو گئی کہ [aḍe] "چھ" تان کے اعتبار سے درمیانی اونچا ہے۔ [atɔ̃] 'پانچ' کی طرح نیچا اونچا نہیں ہے ایک پریشان کن نتیجہ [xɔ aḍe] 'چھ مکان' تھا۔ میرا خیال تھا یہاں تان نیچی درمیانی، اونچی ہو گی لیکن اس کے بجائے پہلے دو ارکان ایک سے سنے گئے۔ اس ٹکڑے کو دوسروں کے ساتھ غور سے مقابلہ کیا گیا، میں اس نتیجہ پر پہنچا کہ اس سیاق میں [aḍe] کے پہلے رکن کی تان گرنے کے بجائے [xɔ] کی تان بڑھ کر درمیانی ہو گیا تھا۔

بہترین چوکھٹے وہ ہیں جو خود بھی کسی صورت میں نہیں بدلتے اور شامل

کیے جانے والے عناصر میں تبدیلی نہیں کرتے ۔ اس لیے ایو Ewe کے ہندسے تان کے تجزیہ کے لیے اطمینان بخش چوکھٹا نہیں بناتے۔ تاہم ان سے خاصی مدد مل جاتی ہے۔ ان میں تبدیلیاں ہونے کے باعث ان کے استعمال میں زیادہ احتیاط کی ضرورت ہے۔ ہوسکتا ہے کچھ اور بہتر چوکھٹے مل جائیں لیکن شاید ان کی شناخت اس وقت تک ممکن نہ ہو جب تک تان کی تبدیلیوں کی اچھی طرح سمجھ نہ لیا جائے اور تجزیہ کا کام کافی آگے نہ بڑھ جائے۔ چوکھٹوں کے استعمال میں ہمیشہ احتیاط سے جانچ ہوتی رہنی چاہیے اور تان کی ایسی تبدیلیوں پر نظر رکھنی چاہیے جو بعض تان زنجیروں کے وقوع کے ساتھ خود بخود عمل میں آجاتی ہیں اور ایسی تان تبدیلیوں پر بھی جو زبان کی قواعد کا حصہ ہیں ۔

18.14 یک تانی اور چوکھٹے کی آزمائشوں سے ایو Ewe کے تان نظام کا خاکہ سامنے آنے لگا۔ یہ معلوم ہوگیا کہ اس میں تین ہموار تانیں ہیں، جنہیں صوتی طور پر اجمالاً do re, mi کہا جا سکتا ہے (بعض تین تانی زبانوں میں تان ایک دوسرے کے بہت قریب ہوتے ہیں اور بعض میں بہت دُور۔) فونیمی تحریر میں ان کو /-٠/ دکھایا جاسکتا ہے۔ بعض تدریجی تانیں ہیں۔ ان کے ضمن میں وہ الفاظ آجاتے ہیں جنہیں پہلے کسی بھی تان گروہ سے منسوب نہیں کیا جا سکا تھا۔ تدریجی تانوں کو تان زنجیرہ ماننا زیادہ بہتر ہوگا۔ زبان میں موجود تان تضادات کو ثابت کرنا الگ بات ہے اور ہر ہر لفظ میں تان کی نشان دہی الگ۔ جب تان تدریجی آتے ہیں تو سماعت میں بڑی دقت ہوتی ہے مصوتی زنجیرے سماعت کو اور بھی مشکل بنا دیتے ہیں (ایو بولنے والوں کو کوئی دقت نہیں ہوتی، یہ صرف انگریزی بولنے والوں کے لیے ہے۔) بعض مصمتوں پر بھی تان امتیازات کی نقاب پڑی رہتی ہے اور بہت سی زبانوں میں متصل فونیموں کے اثر سے تانوں میں ذیلی فونیمی تباین بھی ملتا ہے۔ اس سب کا مطلب یہ ہے کہ بعض الفاظ میں تان کا پتا لگالینا آسان ہوگا اور بعض میں مشکل۔ عام نظام کی حیثیت قائم ہو جانے پر بھی تمام تفصیلات کا بیان کچھ وقت لے گا۔

18.15 ایو کا مصمتی نظام بہت آہستہ آہستہ ابھر کر سامنے آیا۔ یہ خاصا وسیع اور پیچیدہ نظام ہے اور بہت سے تضادات ہیں جنہیں احتیاط سے جانچنے کی ضرورت

ہے۔تان کے مقابلہ میں یہ صرف ایک حیثیت سے آسان ہے: انگریزی بولنے والے تمام پیچیدگی کے باوجود مصمتی نظام میں سہولت محسوس کرتے ہیں کیونکہ انگریزی میں بھی ہیئتی و تفاعلی طور پر تقریباً ایسا ہی نظام ہے۔انگریزی کا زور ایو سے بہت مختلف ہے، اسلیے ناتجربہ کار شخص ایو کے تان نظام سے برہم ہو جاتا ہے، حالانکہ یہ انگریزی کے لہجہ نظام سے کہیں زیادہ آسان ہے۔

چونکہ مصمتی نظام اس قدر وسیع ہے اس لیے یہ کوئی تعجب کی بات نہیں کہ پہلی نشست کے مختصر سے نمونے میں تمام اجزا نہیں ملے۔کافی بعد میں معلوم ہُوا کہ چار آوازیں /w y h ɣ/ چھوٹ گئی تھیں۔علاوہ ازیں خود اس نظام میں بعض پریشان کن خالی جگہیں ہیں۔/d/ اور /ɖ/ کا تضاد موجود ہے۔لیکن غیر مسموع، بیکلی بندشی آواز صرف ایک ہے یعنی دندانی /t/۔ تلاشِ بسیار کے بعد ہی کام کرنے والے کو اطمینان ہوگا کہ زبان میں /ʈ/* ہے ہی نہیں۔پہلی نشست کے خاتمہ پر تان نظام صاف انداز میں سامنے آگیا تھا، لیکن مصمتی اور مصوتی نظام کے سامنے آنے میں اس سے کئی گنا کام کرنے کی ضرورت ہوگی۔

فونیمی نظام کی درج ذیل صورت ہوگی:

| | | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| kp | k | ts | | t | | | بندشی | مصمتے |
| gb | g | dz | ɖ | d | | b | | |
| | x | s | | | f | ƒ | صفیری | |
| | h | z | | | v | ʋ | | |
| | ŋ | ny | | n | | m | گنگ دار | |
| | ɣ | y | | l | | w | | |

مصوتے i e ɛ a ɔ o u لہجے ́ ̄ ̀ انفیت

مستعمل علامتیں بالعموم ایو کے معیاری رسم خط کی ہیں، اسی لیے کہیں کہیں تفصیل میں مندرجہ بالا بیانات سے مختلف ہیں اور باب 15 سے بھی۔ان میں سے دو بالکل غیر معمولی طور پر استعمال ہوتی ہیں۔/ɣ/ مسموع غشائی صفیری آواز کے لیے استعمال ہُوا ہے جس میں ہلکی سی رگڑ ہے جو اسے گنگ دار سا بنا دیتی ہے اور /h/ جس کی عام قیمت

یہاں درکار نہیں ہے۔ مسموع غشائی صفیری آواز کے لیے گہری رگڑ کے ساتھ استعمال ہوا ہے۔ /dz ts ny gb kp/ دُہرے ترسیمے ہیں جو مفرد مصمتوں کو ظاہر کرتے ہیں۔ اس سے رسم خط میں یا فونیمی تحریر میں کوئی دقت پیدا نہیں ہوتی کیوں کہ واحد مصمتی خوشے جو ایو میں ملتے ہیں ان کا دوسرا جز /l/ ہوتا ہے۔

پہلی نشست میں جو ذخیرۂ الفاظ جمع ہوا وہ ان علامتوں کے ساتھ فونیمی تحریر میں پہلے ہی دیا جا چکا ہے۔ اس کا موازنہ ابتدائی عملی کام کی یادداشتوں کی تحریر سے کیا جا سکتا ہے۔ مصمتوں میں تین اور مصوتوں میں نو غلطیاں تھیں (ان میں وہ تین لفظ بھی جوڑ لیجیے جن میں ابتدأ مصوتے طے نہیں ہو سکے تھے) لیکن صرف ۱۵ لفظ ایسے تھے جن میں تان کے نشانات ٹھیک لگے تھے۔ ان میں سے بہت سی غلطیاں معمولی سی تھیں؛ درمیانی، اونچی کے بجائے نیچی، اونچی یا درمیانی نیچی کے لیے نیچی نیچی۔ بعض ان میں بری طرح غلط ہو گئے تھے، جیسا اندراج (3) میں نیچی نیچی کے بجائے اونچی، درمیانی۔ یہ دیکھا جائے گا کہ فاحش غلطیاں عام طور پر فہرست کے شروع میں ہوئی تھیں۔ فہرست کے ابتدائی آدھے حصے میں تان کے صرف ۵ ٹھیک نشانات لگ سکے تھے جبکہ دوسرے آدھے میں دس نشانات ٹھیک لگے جیسے جیسے نشست بڑھی، ایو کی میری سماعت میں بھی ترقی ہوتی گئی۔ پہلی نشست ختم ہونے سے بیشتر ہی بہت سی غلطیوں کو جزوی یا کلی طور پر درست کر لیا گیا تھا۔ باقی غلطیاں زیادہ تر تدریجی تان میں رہ گئی تھیں۔

یہ بات بھی دلچسپ ہے کہ اکثر جہتوں سے معیاری رسم خط فونیمی تحریر کے ہم تان ہے، مگر تین اہم فرق ہیں: (1) تان کے لیے کوئی نشان نہیں لگایا جاتا۔ اس سے کبھی دقت پیدا ہوتی ہے۔ دیکھیے کہ 'کان'، (11) اور 'کھرل'، (46) کے ہجے ایک ہی ہیں۔ ۱۵ ایسا ہی ایک اور لفظ نیچی تان کے ساتھ ہے جس کے معنی ہیں 'بھینس'، ایسے ہی بہت سے جوڑے یا الفاظ کے گروہ ہیں جن میں صرف تان سے فرق پیدا ہوتا ہے۔ سیاقِ عبارت سے ان کا فرق معلوم ہوتا ہے لیکن کبھی بہترین قاری کے لیے بھی ضروری ہو جاتا ہے کہ مناسب معنی تک پہنچنے کے لیے رک کر ایک یا دو جملوں کو پھر سے پڑھے تان کے نشانات کا فقدان رسم خط کا بڑا نقص سمجھا جا سکتا ہے۔ (2) فونیم /l/ کے ذیلی فونیم [l] جیسے بھی ہیں اور [r] جیسے بھی۔ جن یورپی لوگوں نے ایو Ewe کی تحریر

کی بنیاد ڈالی۔ انہوں نے ان کو دونوں طرح لکھا۔ دندانی اور ماقبل حنکی مصمتوں کے بعد لکھا جاتا ہے، دوسری جگہوں پر l ۔ اس طرح /tló/ "گھومو" کے ہجّے tro ہوتے ہیں /nylà/ 'دق ہونا' کے nyra لیکن /blà/ 'باندھنا' bla اور /klà/ 'رخصت کرنا' kla لکھا جاتا ہے۔ (3) بڑے حروف کا لکھنا اور رموز واوقاف زیادہ تر انگریزی قاعدے پر ہوتے ہیں۔ مندرجہ ذیل ان حرفوں کی بڑی شکلیں ہیں جو انگریزی میں استعمال نہیں ہوتے:

ɖ Ɖ, ʃ Ʃ, ʊ Ʊ. ŋ Ŋ, ɣ Ɣ, ɛ Ɛ, ɔ Ɔ

**18.16** کچھ ہی سال پیشتر عملی کام والوں کا سامان بہت معمولی سا ہوتا تھا۔ کاپیاں' کاغذ، پنسلیں اور جیساکہ بالعموم کہا جاتا تھا جوتوں کے ڈبے جن میں اس کی فائلیں آ جائیں۔ اس کا زیادہ تر کام یہ تھا کہ وہ اطلاع دہندہ کے بولے ہوئے مواد کے احتیاط کے ساتھ صفحے پر صفحے لکھتا چلا جائے۔ اکثر یہ بات ماہر لسّانیات سے زیادہ اطلاع دہندہ کے لیے تکلیف دہ ہوتی تھی اور کبھی کبھی تو اس کو کام سے لگائے رکھنا اور مفید مطلب مواد مہیا کرنا گویا انسانی روابط پر فتح حاصل کرنا ہوتا تھا۔ اس کے بعد مواد کے مناسب حصّوں کو گھنٹوں کاغذ کے پرزوں پر لکھنے اور فائلوں میں رکھنے کا کام ہوتا تھا۔ اس طرح موازنہ کے لیے مفید مواد حاصل کیا جاتا اور قابلِ رسائی بنایا جاتا تھا۔ کاپیاں اور فائلیں ماہر لسّانیات کے لیے فخر کا باعث تھیں اور مایوسی کا بھی۔ قیمتی مواد کے انبار لگ جاتے تھے لیکن ماہرِ لسّانیات کی ضرورت کے مطابق ان کو فائل کرنے کی کسی نے بھی مناسب ترکیب نہیں نکالی۔ مواد حاصل کرنے اور تجزیہ کرنے کی ترکیبوں کی طرح تحریری کام کے بھی مختلف لوگوں کے ہاں مختلف طریقے تھے۔

ٹیپ ریکارڈ کے ارتقار سے اس میں بڑی تبدیلی آئی ہے۔ متن کی بڑی مقدار آسانی اور تیزی سے منضبط کی جا سکتی ہے۔ اس سے بھی اہم یہ کہ املا میں غیر فطری سست رفتاری اور خلل اندازی کا دخل نہیں رہتا۔ اطلاع دہندہ کے کام کی بڑی مشقت بچ گئی۔ ناتجربہ کار کام کرنے والے کو اپنی تحریر پر بھروسہ نہیں ہوتا لیکن مشین پر بھروسہ ہوتا ہے کہ یہ ہر چیز کو "پوری وفاداری" کے ساتھ منضبط کر لیتی ہے۔ اب وہ اپنے عملی کام کو زیادہ اعتماد سے کر سکتا ہے۔ بغیر ٹیپ ریکارڈر کے اب کم تر لوگ ہی عملی کام کے لیے

جاتے ہیں۔ بہت سے لوگ اپنی مشین پر حد سے زیادہ بھروسہ کرکے جاتے ہیں۔
بنیادی عمل اب بھی پہلے جیسا ہی رہتا ہے۔ ریکارڈر فونیمی تجزیہ نہیں کرسکتا۔ مواد جب تک کہ کاغذ پر تحریر نہ کرلیا جائے، کوئی خاص افادیت نہیں رکھتا۔ ٹیپ رکارڈر سے منضبط کرنے کے کام کی دشواری بھی کم نہیں ہوجاتی۔ بلکہ اکثر اطلاع دہندہ کے مقابلہ میں ٹیپ سے لکھنا دشوار ہوتا ہے اور اگر عمدہ ریکارڈنگ نہیں ہوتی ہے تو یہ عملاً ناممکن ہوجاتا ہے۔ ٹیپ سے بھی فونیمی تجزیہ ہوسکتا ہے لیکن راست تکلم کے مقابلہ میں ہمیشہ زیادہ مشکل ہوتا ہے۔ تجزیاتی کام کے لیے احتیاط سے منصوبہ بناکر اچھی طرح ریکارڈ کرنا چاہیے۔ فونیمیات میں سب سے موثر آلہ پھر بھی انسان کا تربیت یافتہ کان ہی رہتا ہے۔ دوسرے آلے اس سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتے کہ وہ سماعت کے معاون ہیں یا کسی دوسرے کان کے لیے شہادت کو محفوظ رکھنے کا ذریعہ۔
اس کے بھی طریقے ہیں کہ مناسب استعمال کے بعد کس طرح ٹیپ ریکارڈ صحیح مدد کرسکتا ہے۔ اس کا منصوبہ ہمیشہ احتیاط سے بننا چاہیے۔ پرانے انداز کے عملی کام اور الفاظ حاصل کرنے، اس باب میں بیان کردہ طریقے سے تجزیہ کرنے، ضبطِ تحریر میں لانے اور فائل کرنے کے درمیان ربط باہم ہونا چاہیے۔ فونیمی عملی کام میں رکارڈنگ کے آلات کی حیثیت محض ضمنی ہے۔
عملی کام کے لیے ٹیپ رکارڈ مشین احتیاط سے منتخب کی جانی چاہیے "گھریلو" رکارڈر اپنی مشینی یا برقی ساخت کے اعتبار سے کمتر ہی ایسے ہوتے ہیں جو عملی حالات میں ذرا دیر تک قابلِ اعتماد کام دے سکیں۔ بعض پیشہ ورانہ مشینیں بہتر ہوتی ہیں لیکن ساتھ ہی بڑی بھاری اور قیمتی بھی ہوتی ہیں۔ تمام اقسام اس انداز پر بنائی جاتی ہیں کہ وہ عملی لسانیات کے علاوہ باقی سب ضروریات پوری کردیں۔ مضبوطی، صفائی و مرمت کی آسانی اور رکارڈ کرنے کی عمدگی ہی مطلوبہ ضروریات ہوتی ہیں۔ رکارڈ کرنے کی صلاحیت جو "عام بول چال کے لیے عمدہ" کہی جاتی ہے۔ فونیمی عملی کام کے لیے بالعموم مفید نہیں ہوتی۔ ایسی مشین سے کام نہیں چل سکتا جو "گانے کے لیے کافی" نہ ہو۔
خورد شنو (مائیکروفون) سب سے کم زور رابطہ ہوتا ہے۔ ان مشینوں کے ساتھ جو لگائے جاتے ہیں وہ تو اور بھی ناقص ہوتے ہیں۔ اوسط قیمت والے متحرک خورد شنو

(مائیکروفون) بالعموم سب سے اچھے ہوتے ہیں، پائیداری کے اعتبار سے بھی اور تان کے اعتبار سے بھی۔ مشین اور خوردشنو (مائیکروفون) کے ساتھ ساتھ انتخاب سے پہلے تفصیلات دیکھ لینا چاہیے۔ ان لوگوں سے بھی مشورہ کرلینا چاہیے جو ناسازگار حالات میں رکارڈنگ کی خصوصی مشکلات سے واقف ہوں۔

مشین کی برابر صفائی ہونی چاہیے، نوکیں صاف ہونی چاہیئں اور انکی مقناطیسیت برقرار رہنی چاہیے۔ گاہ بہ گاہ رکارڈنگ کی صلاحیت کو بھی جانچتے رہنا چاہیے۔ وہ شخص جو کسی دور دراز کے علاقہ میں خاصے عرصہ کے لیے کام کرنا چاہتا ہے، اسے یہ صفائی اور چھوٹی موٹی مرمت خود کرلینا چاہیے۔ اس کے پاس ضروری اوزار، بعض فالتو اجزا اور صفائی کا کتابچہ ہونا چاہیے۔ ٹیپ رکارڈنگ کی مبادیات کا علم بھی اس کو ہونا چاہیے۔

عملی کام کے دوران سب سے مشکل کام درست رفتار قائم رکھنا ہے۔ اوزاروں کی مدد سے اس پر قابو پایا جاسکتا ہے لیکن یہ ہمیشہ آسان نہیں ہوتا۔ اس کے بجائے یہ بہتر ہوگا کہ جس رفتار پر بھی ہو رکارڈ کرلیا جائے لیکن مستعملہ رفتار کا اندراج ہونا چاہیے۔

ٹیپ خاص طور سے جن پر رکارڈ کیا گیا ہے احتیاط سے برتے جائیں، گرمی، دھچکے، زیادہ نمی یا خشکی۔ خاص طور پر برقی آلات کے قرب سے ان کو نقصان پہنچ سکتا ہے۔ کم درجہ کے ٹیپ استعمال نہیں کیے جانے چاہیے۔ بہت پتلے ٹیپ سے بھی اجتناب کرنا چاہیے۔ ٹیپ کو ہموار طور پر لپیٹا جانا چاہیے جو مشین اچھی چالو حالت میں نہ ہو اس پر قیمتی ٹیپ نہیں لگانا چاہیے۔

یہ تمام مشورے یا اور بھی بہت سے اس بات کی غمازی کرتے ہیں کہ ٹیپ کارڈنگ کا طریقہ اتنا آسان اور یقینی نہیں ہے جتنا کہ بعض لوگ اسے خیال کرتے ہیں۔ مشین استعمال کرنے والے کو اگر اچھے نتائج حاصل کرنا ہیں تو مشین کے نظریہ اور عمل کے بارے میں کچھ نہ کچھ ضرور جاننا چاہیے۔ اسے یہ معلوم ہونا چاہیے کہ یہ کیا کرسکتی ہے؟ اور کیا نہیں یعنی زبان کے منضبط کرنے اور تجزیہ کرنے کے پورے عمل میں یہ کہاں تک دخیل ہوسکتی ہے۔ اگر منصوبہ بندی پروگرام کے جز کے طور پر اپنی حدود میں استعمال ہو تو اس کی بڑی اہمیت ہے۔ اگر الفاظ حاصل کرنے اور تحریر کرنے کی مشقت کم کرنے کے لیے اسے استعمال کیا جائے تو یہ فضول سے بھی بدتر ہوگی۔

باب

19

# انگریزی فونیمیات کی تشریح

19.1 انگریزی تلفظ سے متعلق تحریریں بہت زیادہ اور ساتھ ہی مختلف انداز کی ہیں۔ ان میں سے اکثر سائنٹفک ہونے کا دعوی بھی نہیں کرتیں، اس لیے وہ یہاں زیرِ بحث نہیں ہیں۔ لیکن ایسی تصانیف میں بھی جو انگریزی علمِ اصوات کو سائنٹفک بنیاد پر پیش کرنے کا دعوی کرتی ہیں بہت زیادہ اور بیشتر الجھن میں ڈالنے والے اختلافات ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کوئی دو مصنّف بھی اتفاق نہیں کر سکتے۔ کم تر لوگ ہی اتفاق کی کوشش کرتے ہیں۔ عملی بات یہ ہے کہ ان اختلافات کو سمجھا جائے کیوں کہ ویسے تو کثیر تعداد میں اہم تصانیف تک رسائی نہیں ہو سکتی۔

اس اختلاف پر غور کرنے کی ایک وجہ اور بھی ہے۔ توضیحی لسّانیات کی انسانی تکلّم کے مواد کو گرفت میں لانے کی سائنٹفک صلاحیت کا بھی ایسے ہی مختلف فیہ تجزیوں کے موازنہ سے اندازہ ہو سکتا ہے۔ اگر مختلف ماہرین کے حاصل کردہ نتائج کو دوبارہ اخذ نہ کیا جا سکے یا ان میں کم و بیش مطابقت نہ ہو تو طریقۂ کار کی موزونیت کا دعوی درست نہیں ہوگا۔ ایسے موازنہ کے لیے انگریزی سب سے اچھا موضوع بن سکتی ہے کیوں کہ توضیحی لسّانیات میں مختلف نظریوں کے حامل بہت سے محققین نے اس زبان کے تجزیات شائع کیے ہیں۔

19.2 اس مسئلہ پر غور کرنے کا بہتر طریقہ یہ ہوگا کہ پہلے ان سب کا خلاصہ پیش کر دیا

جائے اور پھر انہیں حدود میں تفصیل سے بحث کی جائے۔ اہم اختلافات جو فونیمیاتی تجزیے اور اس سے منتج تحریر میں دیکھے جاسکتے ہیں ذیل کے پانچ عام عنوانات کے تحت آجاتے ہیں۔

(1) علامات میں اختلاف : علامت کے انتخاب پر روایت، مصلحت، کام کا مقصد اور تجزیہ نگار کے گمان اثر انداز ہوتے ہیں۔ ان عوامل میں سے کوئی بھی علم لسانیات کے اعتبار سے اہم نہیں ہے۔ لیکن علامات میں کوئی بھی فرق عملی پراگندگی کا سبب بن سکتا ہے۔

(2) مستعمل مواد کا اختلاف : انگریزی کی متعدد بولیاں ہیں، ان میں سے ہر ایک کا اپنا نظامِ اصوات ہے۔ تجزیہ کی بنیاد ان میں سے کسی ایک پر ہوسکتی ہے اور اس لیے یہ اس تجزیہ سے مختلف ہوگا جس کی بنیاد کسی دوسری بولی پر ہو۔ لیکن یہ نظام یکسر مختلف نہیں ہیں۔ اس لیے یہ بھی ممکن ہے کہ تجزیہ کی بنیاد چند بولیوں کے گروہ یا مجموعی طور پر سب ہی بولیوں پر ہو۔ ایسے تجزیہ میں اس تجزیہ سے بنیادی اختلاف ہوں گے جس کی بنیاد ایک بولی پر ہے۔

(3) مواد کی توجیہ کا اختلاف : اکثر زبانوں کی طرح انگریزی ساخت میں بھی ایسے مقامات ہیں جہاں مواد غیر مبہم طور پر کسی ایک توجیہ کا اشاریہ نہیں بنتا۔ جب ایسی شہادت میں توازن پیدا کرنے کی کوشش کی جائے تو یہ توقع بے جا نہ ہوگی کہ دونوں حلوں کی تائید ہو۔ اس بنیاد پر پیدا ہونے والے اختلافات علم لسانیات کو جانچنے کے لیے اتنے اہم نہیں ہوتے جتنی یہ حقیقت کہ ان اختلافات کی پیش قیاسی کی جاسکتی ہے۔ کسی زبان کے علمِ اصوات کی جانچ کرنے والا ماہر ان مقامات کی شناخت کرسکتا ہے، جہاں تشریح میں اختلاف متوقع ہوسکے ہیں۔

(4) فونیم کے نظریہ میں اختلاف : لسانیات میں ابھی تک عام مسلّمہ جامد خیالات نہیں ہیں، اگرچہ محدود دائروں میں بعض چھوٹے چھوٹے نظاموں کو سختی سے نافذ کیا جاتا ہے۔ نتیجہ یہ ہے کہ اس میں آزاد لین دین ہوتا ہے اور مختلف طریقوں اور نظریات کی چھان بین ہوتی رہتی ہے۔ اس سے دونوں باتیں پیدا ہوتی ہیں۔ وقتی پریشان خیالی بھی اور مستقل ترقی بھی۔

(5) لسانیاتی تحقیق کی نوعیت کا اختلاف :۔ توضیحی لسانیات نسبتاً نیا علم ہے جس کی تیزی کے ساتھ ترقی ہو رہی ہے (امریکی لسانیات کی تاریخ میں 1924ء اور 1933ء اہم سال ہیں)۔ انگریزی علمِ اصوات کی بعض خصوصیتیں حال ہی میں پہچانی گئی ہیں اور بہت سی ابھی تک حدِ ادراک سے باہر ہیں۔ بعد کے ہر تجزیہ نے ایسا ایسا مواد فراہم کر دیا جس کا پہلے بیانات میں علم نہیں تھا۔

19.3 دس کتابوں اور موجودہ تعارف میں مصمتوں کے لیے جو تحریر استعمال کی گئی ہے درج ذیل ہے۔ جو مصمتے اس جدول میں نہیں ہیں، ان کی شکل سب کے ہاں یکساں ہے۔

| This Book Trager & Smith Fries | Pike Nida | Bloom-field | Bloch & Trager | Jones Kenyon | Thomas | Ward |
|---|---|---|---|---|---|---|
| ð | đ | ð | ð | ð | ð | ð |
| š | š | š | š | ʃ | ʃ | ʃ |
| ž | ž | ž | ž | ʒ | ʒ | ʒ |
| č | č | č | tš | tʃ | tʃ | tʃ |
| ǰ | ǰ | ǰ | dž | dʒ | dʒ | dʒ |
| y | y | j | j | j | j | j |
| hw | hw | hw | hw | hw | ʍ | ʍ |
| hy | hy | hj | hj | hj | ç | hj |

19.4 سب سے معمولی لیکن خاصے پریشان کن اختلافات علامات کے معاملے میں ہیں۔ خالص علمی نقطۂ نظر سے یہ مسئلہ بہت حقیر سا ہے۔ علامات خود مختارانہ انداز میں مقرر کی جا سکتی ہیں بعض ماہرین نے اس آزادی کا بڑا غلط فائدہ اٹھایا ہے لیکن مجموعی طور پر اکثر ماہرین نے ماقبلِ روایات کے ساتھ مطابقت کی اس حد تک کوشش کی ہے جہاں تک عملاً ممکن تھا۔ لیکن ایک دقت یہ رہی ہے کہ ماقبلِ روایات میں یکسانیت نہیں تھی اور اس سے بعض اوقات شدید عملی دشواریاں پیدا ہوئی تھیں۔

برطانوی ماہرینِ صوتیات (جن میں جونز Jones اور وارڈ Ward اور ان کے متبع امریکی کینین Kenyon اور طامس Thomas ہیں) نے بین الاقوامی صوتی ابجد کی پیروی کی ہے۔ یہ اس طویل عمل کے ارتقا کا نتیجہ ہے جو 1888ء میں لا ایسوسی ایشن فونیٹک انٹرنیشنل L'Association Phonétique

Internationale کی بنیاد سے شروع ہوا۔ اس تنظیم کے مقاصد میں سے ایک یہ تھا
کہ ایسی ابجد ایجاد کی جائے جس میں انسانی تکلّم کی ہر آواز کے لیے علامت ہو اور جو
اس وقت مستعمل علامات کے انتشار کی جگہ لے سکے اور جسے بین الاقوامی اعتبار
حاصل ہو۔ مگر یہ اس زمانہ کی بات ہے کہ جب فونیم کے نظریہ کا اپنی موجود شکل
کے اعتبار سے کوئی وجود نہیں تھا اور یورپی ماہرین کو "بدیسی" زبانوں کا کوئی تجربہ
نہیں تھا۔ صوتی علم کے بڑھنے کے ساتھ ساتھ ابجد میں بھی توسیع ہوئی۔ یہ یوں ہی
اٹکل پچو نہیں ہوا۔ ہر مجوزہ علامت پر تمام ارکان غور و خوض کر کے مجلس کی رائے
سے اسے قبول یا مسترد کرتے تھے۔ آج بھی ایسوسی ایشن کے جریدہ *Le Maître*
*Phonétique* کے ہر شمارے میں یا تو بعض تجاویز پر بحث ہوتی ہے یا بعض
علامات پر فیصلہ کا اعلان ہوتا ہے۔

بصا (بین الاقوامی صوتی ابجد) کی ایک بڑی خوبی یہ ہے کہ اس کے ارتقا
کے جو رہ نما اصول مقرر کیے گئے تھے ان میں امتیازی نشانات ( diacritics )
کے مقابلہ میں ایسے نئے حروف کی حمایت کی گئی جو اس طرح متشکل ہوں کہ ایک
دوسرے کے ساتھ یکسانیت برقرار رہے۔ لیکن پھر دُہری علامات کو اختیار کرنا پڑا،
کیوں کہ جن آوازوں کے لیے علامات مہیا کرنی تھیں ان کی تعداد اس قدر بڑھ
گئی کہ ایسوسی ایشن کے ممبروں کی قوتِ اختراع اس کی متحمل نہ ہو سکی۔ تاہم بصا
نے ایسی علامات کا ایک ذخیرہ فراہم کر دیا ہے۔ جو سادہ بھی ہیں اور خوش نما بھی۔
(تاہم بصا کی تمام تر تجاویز یکساں طور پر موزوں و مناسب نہیں ہیں) جونز، کینین،
طاس اور وارڈ سب ہی بصا کی سفارشات کا اتباع کرتے ہیں۔ اصول میں یہ بیان کیا
گیا ہے۔ "بند صفیری آوازیں بالعموم دو مصمتوں کے جوڑے سے دکھائی جاتی ہیں
( ts, tʃ, dʒ, وغیرہ) لیکن جہاں ضروری ہو جڑواں حروف [ ligatures )
ʦ, ʧ, ʤ, بھی استعمال کیے جاتے ہیں"۔ جونز اور کینین پہلی صورت اختیار کرتے
ہیں وارڈ دوسری۔ طاس /ʧ/ لکھتا ہے یعنی وہی جو جونز اور کینین لکھتے ہیں لیکن
وجہ مختلف ہے۔

**19.5** اسی دوران میں امریکی ماہرینِ بشریات کی دل چسپی امریکی انڈین زبانوں میں

بڑھی۔ انہوں نے اپنے مواد کو ضبطِ تحریر میں لانے کے لیے علامات گھڑیں۔لیکن انہوں نے علامات کے اصولوں یا ان کی شکل کی بحثوں میں پڑنے کے بجائے میدانی کام سے زیادہ سروکار رکھا۔ ان کے مواد کو طبع ہونا تھا اس لیے وہ ایسی علامات کا انتخاب کرتے تھے جو ایک متوسط درجہ کے چھاپہ خانہ میں دستیاب ہو سکیں۔مختصر نیم دائرے، ترچھے حروف، ذرا اوپر اُٹھے ہوئے حروف، رموزِ اوقاف، یونانی حروف اور عام طور پر ملنے والی دُہری علامات، غرض کہ سب سے کام لیا گیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ان کا ظاہری حسن ختم ہو گیا۔ لیکن ان سے مقصد حل ہو گیا۔

رفتہ رفتہ بصا کے اثرات امریکی ماہرین پر بھی مرتب ہوئے۔ امریکی عمل میں بھی زیادہ سے زیادہ بصا کا استعمال ہونے لگا۔بعض قدیم روایات یکسر غائب ہو گئیں۔ لیکن پھر بھی امریکی ماہرین نے ایک حد تک خود کو بصا سے آزاد رکھا ہے۔صوتیات کے مقابلہ میں ان کی فونیمیات سے بنیادی دل چسپی سے بھی اس کو تقویت ملی

حال ہی میں علامات کے انتخاب پر ٹائپ مشین کا بھی اثر پڑا ہے۔ (فرائز، نائڈا، پائک اور ٹریگر وسمتھ کی کتابیں سب ہی ٹائپ کا چربہ ہیں۔) پائک اور نائڈا کے /ð/. کے بجائے d استعمال کرنے کا بنیادی سبب بھی یہی ہے۔ٹائپ مشین کے استعمال کے باعث ہی امریکی بصا کے ʃ ʒ tʃ dʒ. کے مقابلہ میں š ž č ǰ کو ترجیح دینے لگے ہیں۔

تحریروں میں سے پریشان کُن اختلاف /y/. کے لیے y اور j کا استعمال ہے۔ بصا میں J کا استعمال ہوتا ہے۔ اس میں جرمن اور اسکنڈینیویا کی نیز قدیم لاطینی کے جدید رسم خط کی روایت کا اتباع کیا گیا ہے۔ امریکی لوگ y استعمال کرتے ہیں جس میں انگریزی رسم خط کا اتباع ہے۔ اسی قباحت کو کم کرنے کے لیے تالوی نیم صفیری آواز کو J کے بجائے J لکھا جاتا ہے۔ (بصا میں "کو ایک اور مقصد کے لیے استعمال کیا گیا ہے۔یعنی اونچا اگلا مدور مصوتہ [ü] )

19.6 علامت سازی کے ان اختلافات کے علاوہ انگریزی مصمتی نظام پر باستثنائے ذیل مکمل عملی اتفاق ہے۔

اکثریت /č ǰ/ کو دو اکائیوں کا فونیم مانتی ہے۔بشمول بلاک وٹریگر اور

طاس چند لوگ انہیں خوشے تصوّر کرتے ہیں (جونز اور کینین انہیں دو حروف سے دکھاتے ہیں لیکن dʒ اور tʃ کو دوسرے مصمتوں کے ساتھ ہی فہرست میں رکھتے ہیں اور اس لیے صاف طور پر انہیں اکائی کا درجہ دیتے ہیں)۔ لیکن کسی بھی ایک تجزیہ کے لیے کوئی سادہ اور حتمی شہادت نہیں ہے Why choose? : white shoes کو اقلی جوڑے کے طور پر پیش کیا جاتا ہے۔ لیکن اکثر لوگوں کے تلفظ میں تغیر منفصل open transition کے باعث بات پھر گنجلک ہو جاتی ہے۔ لیکن ایسے بہت سے دلائل اکٹھے ہو گئے ہیں جو نہ بے لوث ہیں اور نہ حتمی لیکن ان سے واحد فونیم unit-phoneme کی تائید ہوتی ہے۔ بہر طور تشریح کا یہ اختلاف ماہرین کے شدید اختلاف کے باعث نہیں ہے کیوں کہ ہر شخص خواہ اس کا فیصلہ ثبوت کے مجموعی وزن کے بارے میں کچھ بھی ہو یہ ضرور سمجھتا ہے کہ یہ مسئلہ فیصلہ کن نہیں ہے۔

صوتی اعتبار سے /hw/ کبھی ایک خوشہ [hw] ہوتا ہے اور کبھی ایک مفرد آواز [ʍ]۔ فونیمی طور پر اس کی تشریح ایک اکائی یا خوشہ دونوں اعتبار سے کی جا سکتی ہے، لیکن ماہرین تقریباً اتفاق رائے سے اسے hw مانتے ہیں۔ کوئی استدلال جو اس تشریح کی تائید کرتا ہے کہ /hw/ ʍ ہے اس کا متقاضی ہوگا کہ ایسی ہی تشریح /hy/ کی ç کے لیے کی جائے۔ وارڈ کے یہاں اس سلسلے میں یکسانیت نہ ہونے کا سبب شاید جزوی طور پر یہ ہے کہ جس انگریزی سے ان کا سابقہ ہے اس میں یہ دونوں ہی آوازیں نامانوس ہیں۔

کبھی یہ تجویز بھی سننے میں آتی ہے کہ /š ž č ǰ/ کی توجیہ sy zy ty dy سے کی جائے۔ اس پر تفصیل سے کام نہیں ہوا۔ اگر ہو بھی تو بولی اور مواد کی قسم کی کڑی پابندیوں کے تحت ہی ہو سکتا ہے۔ بہت سے لوگوں کے لیے suit : shoot کا تلفظ /šúwt/ : /syúwt/ ہوتا ہے، اور بہت سی بولیوں میں /č/ : /ty/ اور /ǰ/ : /dy/ کا تضاد ملتا ہے مثلاً June : dune /ǰúwn/ : /dyúwn/.

19.7 اگر انہیں نظاموں کا رکنی مرکزوں کے اعتبار سے موازنہ کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ وہ ایسی دو روایتوں کے تحت آتے ہیں جن میں "طویل مصوتوں" کے رویہ میں بہت اختلاف ہے۔ ایک مثال کے تفصیلی مطالعہ سے اس اختلاف کی بنیاد صاف طور پر

سامنے آجائے گی۔ اس مقصد کے لیے ہم bit اور beet. کے مرکزوں کو منتخب کرتے ہیں۔ کم از کم چار خصائص ایسے ہیں جن میں ان کا تلفظ مختلف ہے۔

| | bit کا مرکزہ | beet کا مرکزہ |
|---|---|---|
| زبان کی حالت | نیچی اور پیچھے | اونچی اور اگلی |
| شدت | خفیف | ثقیل |
| عرصہ | مختصر | قدرے طویل |
| تدریج | ناقابلِ محسوس اور اگر ہے تو نیچے اور پیچھے کی طرف | عام طور پر قابلِ محسوس، بہت مختصر اونچے اور آگے کی طرف |

ان کو دو گروہوں میں رکھا جاسکتا ہے۔ پہلا اور دوسرا فرق مصوتی کیفیت کا ہے۔ اگر اس کو موثر سمجھا جائے تو دونوں مرکزوں کو دو منفرد علامات سے ظاہر کیا جانا چاہیے۔ بالعموم ɪ اور i. تیسرے اور چوتھے فرق سے مختصر سادے مصوتے اور اسی مصوتے کے ساتھ ایک اور عنصر کے درمیان تضاد کا اظہار ہوتا ہے۔ اگر یہ موثر ہوں تو دونوں مرکزوں کو i اور iy لکھا جانا چاہیے۔ کوئی سی ایک صورت واقع ہو تو دوسرا تضاد محض اتفاقی صوتی خصوصیت رہ جاتی ہے۔ ایک تجزیہ کی رُو سے ثقیل مصوتوں کے غیر اہم تدریجے آگے آتے ہیں۔ دوسرے کی رُو سے /y/ سے پہلے /i/ (اور دوسرے مصوتوں) کے زیادہ ثقیل ذیلی فونیم آتے ہیں۔ ایسا طرزِ تحریر جس میں ɪ اور iy دونوں ہی استعمال ہوں، ہمارے دونوں میٹھے والا حساب ہوگا۔ خواہ یہ صوتی تحریر کی حیثیت سے مفید ہو لیکن اسے فونیم تجزیہ کہنا مشکل ہوگا۔

مفرد مصوتوں کی چھ تحریری شکلیں درج ذیل ہیں۔ باب 3 میں پیش کردہ نظام بعض صورتوں میں صرف قریب قریب ملتا جلتا ہے، کیوں کہ علامات کے اطلاق میں بھی اختلاف ہے۔

| Jones | Ward | Kenyon | Thomas | Fries | Pike | | Jones | Ward | Kenyon | Thomas | Fries | Pike | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| i: | i | i | i | i | i | /iy/ | ɑ: | ɑ | ɑ | ɑ | a | a | /aH/ |
| i | ɪ | ɪ | ɪ | ɪ | ɩ | /i/ | ʌ | ʌ | ɑ | ɑ | a | a | /a/ |
| ei | eɪ | e | e | e | e | /ey/ | – | – | ʌ | ʌ | ə | ə | /ə́/ |
| ɛ | ɛ | ɛ | ɛ | ɛ | ɛ | /e/ | ə | ə | ə | ə | ə | ə | /ə/ |
| a | æ | æ | æ | æ | æ | /æ/ | ə: | ɜ | ɜ | ɜ | – | – | /ə́H/ |
| – | – | a | – | – | – | /æH/ | – | – | ɝ | ɜ | ər | r | /ə́r/ |
| u: | u | u | u | u | u | /uw/ | – | – | ɚ | ɚ | ər | r | /ər/ |
| u | ʊ | ʊ | ʊ | ʊ | ʊ | /u/ | | | | | | | |
| ou | oʊ | o | o | o | o | /ow/ | ɑi | aɪ | aɪ | aɪ | aɪ | a[i] | /ay/ |
| ɔ: | ɔ | ɔ | ɔ | ɔ | ɔ | /ɔH/ | ɑu | aʊ | aʊ | aʊ | aʊ | a[u] | /aw/ |
| ɔ | ɒ | ɒ | – | – | – | /ɔ/ | ɔɪ | ɔɪ | ɔɪ | ɔɪ | ɔɪ | o[i] | /ɔy/ |

پہلے دو انداز تحریر کی بنیاد جنوبی برطانیہ کی ایک بولی پر ہے جسے مسلّمہ تلفّظ
"Received Pronunciation" or "RP" کہا جاتا ہے۔ ان دونوں کو ایک سا نظریہ
رکھنے والے برطانوی ماہرینِ صوتیات استعمال کرتے ہیں۔ ان کے ذریعہ پیش کردہ تجزیہ
بھی یکساں ہی ہوتا ہے۔ وارڈ نے جو انداز اختیار کیا ہے اسے "عمیق تحریر" یا "صوتی تحریر"
('narrow transcription,) کہا جاتا ہے، یعنی جس میں زیادہ صوتی تفصیلات درج
ہوتی ہیں۔ جونز نے "فونیمی تحریر" یا "سطحی تحریر" ('broad transcription)
کا انداز اختیار کیا ہے (تاہم خالص "سطحی تحریر" میں جونز کے ɛ ɑ ɔ کے بجائے
e a o استعمال ہوں گے)۔ ماہرینِ صوتیات (وہ خود کو ماہرِ لسانیات یا ماہرِ
فونیمیات نہیں کہتے) کا یہ گروہ فونیم کے تصوّر سے زیادہ سروکار نہیں رکھتا۔ جونز کی کتاب
کے آخری باب میں صرف دو صفحوں میں فونیم کا حوالہ دیا گیا ہے۔ وارڈ کی کتاب میں اس
موضوع پر اور بھی زیادہ سرسری نظر ڈالی گئی ہے۔ ان کی سطحی تحریر توضیحی لسانیات کے
ماہر کے فونیمی نظریہ سے قریب تر ہے، تاہم یہ نہیں کہا جا سکتا کہ نمونہ سازی کا یہ کوئی زیادہ
مناسب بیان ہے۔ بلکہ ایک ایسی ترکیب ہے جس کے ذریعہ کم علامات سے حقائق کو
بیان کیا جا سکتا ہے۔ اگرچہ اس میں عمیق تحریر کے مقابلہ میں صحت و قطعیت کم ہوتی ہے
یہ نقطۂ نظر سراسر صوتی ہے۔ جب تلفّظ کے تبادلات کی بحث کی جاتی ہے (یہاں مسلّمہ
تلفّظ کو معیار مان کر اختلاف دکھایا جاتا ہے) تو یہ بات متعیّن نہیں ہوتی کہ اسے فونیمی کہا
جائے یا ذیلی فونیمی (ان میں سے کوئی بھی اصطلاح استعمال نہیں ہوتی)۔ اس لیے
ان طریقوں میں اور ان میں جن پر آگے بحث کی گئی ہے، سب سے بڑا فرق تشریحی

تفصیلات کا نہیں ہے، بلکہ بنیادی نظریاتی خاکہ کا ہے۔

مسلّمہ تلفّظ RP کی ایک خاص بات کا ذکر ضروری ہے۔ وسطی درمیانی مصوتہ /ə/ بغیر بل کے استعمال ہوتا ہے۔ جب بل ہو تو اس کی جگہ /əH/ (جونز کے یہاں :ə وارڈ کے یہاں (ɜ) لے لیتا ہے۔ جیسے الفاظ cup, dull, mother میں بل دار مصوتہ جسے جونز ʌ لکھتا ہے وہ /a/ کی خاصی اونچی شکل ہے۔ اس طرح برطانوی طریقہ :ə ,ə اور ʌ کے درمیان فرق کر کے صوتی حقائق کو صحت کے ساتھ پیش کرتا ہے۔

19.10 کینین کی تحریر — طامس کے یہاں اس سے معمولی سا ہی اختلاف ہے۔ جونز اور وارڈ کے طریقہ کو وسطی مغربی امریکی انگریزی کی ایک قسم پر منطبق کرنے کی کوشش ہے، اگرچہ دوسری بولیوں سے موازنہ میں آسانی پیدا کرنے کے لیے تین علامتیں اضافہ کی گئ ہیں۔ نظریاتی بنیاد ایک ہی ہے اور اصلاً صوتی ہے۔ اس طریقہ کا ایک انوکھا پن برطانوی طریقہ کی کورانہ تقلید سے بھی پیدا ہوتا ہے۔ جونز اور وارڈ کی طرح کینین غیر بل دار وسطی درمیانی مصوتہ کو ə سے ظاہر کرتا ہے۔ اسی کیفیت کا ایک مصوتہ امریکہ میں بل کے ساتھ استعمال ہوتا ہے لیکن برطانوی انداز کی پیروی میں کینین بل دار ə کے لیے ʌ استعمال کرتا ہے۔ اس طرح جونز اور کینین دونوں ہی cup کو kʌp. لکھتے ہیں۔ تاہم اس لفظ کے مسلمہ تلفّظ RP اور امریکی انداز میں صوتی اور فونیمی دونوں اعتبار سے فرق ہے۔ برطانوی مصوتہ امریکی مصوتہ سے قدرے نیچا ہے اور عام طور پر /a/ کی اونچی قسم ہوتا ہے، جب کہ امریکی قسم /ə/ کی قدرے نیچی صورت ہے۔ اس طرح جونز کا kʌp /kâp/ کی نمائندگی ہے اور کینین کا kʌp, /kə́p/ کی۔ اقدار کے اس فرق کا نتیجہ یہ ہے کہ /ə/ فونیم کے لیے دو علامتیں وضع کرنی پڑتی ہیں۔ ə, غیر بل دار صورت میں اور ʌ, بل دار صورت میں استعمال ہوتا ہے۔ دونوں تکملی تقسیم میں ہیں، لیکن کوئی واضح فونیمی نتیجہ برآمد نہیں کیا جاتا، کیوں کہ یہ صورتیں خالصتاً ہوتی ہیں۔ کینین کی فونیم کی بحث پورے ایک صفحہ کی بھی نہیں۔

جونز /a/ ʌ اور /aH/ :u کے درمیان واضح فرق کرتا ہے۔ جس تبدیلی کا ابھی ذکر ہوا اس کے پیشِ نظر دونوں کے لیے ایک ہی علامت رہ جاتی ہے۔ کینین /a/ اور

دونوں کے لیے a لکھتا ہے۔ بہت سی وسطی مغربی بولیوں میں دونوں کے درمیان کوئی واضح فرق نہیں ہے، اس لیے اس سے کوئی نقصان نہیں ہوتا، father اور bother دونوں ایک ہی مصوتہ سے لکھے جاتے ہیں۔ faðər baðər لیکن بعض بولیوں میں دونوں کا تلفظ مختلف ہے /fáʜðər/ اور /báðər/ یہ اس اہم فرق کی ایک مثال ہے جو اس طرح کی تحریر سے ظاہر نہیں ہوتے۔

کینین /ər/ کو بھی ایک واحدہ تصور کرتا ہے۔ یہ بات بھی اس طور پر ٹھیک ہوسکتی ہے جیسے /ey/ کو .e مانا گیا تھا۔ لیکن اس کے لیے وہ دو علامتیں استعمال کرتا ہے۔ ɚ اور .ɜ جو ə اور .ʌ کے متوازی ہے، لیکن جس کی وجہ جواز کچھ زیادہ نہیں ہے۔

19.11 فرائز اور پائک بڑی حد تک کینین کا اتباع کرتے ہیں۔ توضیحی لسانیات اور فونیمی نظریہ سے ان کی وابستگی ان کو غیر ضروری علامات کے ترک پر مجبور کرتی ہے اور اس طرح انہوں نے خود کو بہت سی ان معمولی باتوں سے بھی بچالیا ہے جو اس طرح کے ارتقا کے ساتھ لازم ہیں۔

ایک مسئلہ جو ان تحریروں سے اٹھتا ہے اور جس پر پائک نے کسی جگہ تفصیل سے بحث کی ہے وہ /ay aw ɔy/ کے دُہرے مصوتیے ہونے اور /iy ey uw ow/ کے اکہرے فونیم ہونے کا جواز ہے۔ یہ دراصل ایک اور سوال ہے جو مبہم مواد کی تشریح سے متعلق ہے۔ ثبوت سے /ay/ کے دُہرے مصوتے ہونے کی تشریح /iy/ کے مقابلہ میں زیادہ واضح معلوم ہوتی ہے۔ پائک کا خیال ہے کہ اس سے ایک گروہ کو دُہرا مصوتہ اور دوسرے کو سادہ مصوتہ ماننے کا جواز پیدا ہوتا ہے۔ بہت سے ماہرین کا خیال ہے کہ یہ فرق ایسا نہیں ہے جس سے طرزِ استدلال ہی بدل جائے بلکہ یا تو تمام طویل مصوتوں کو دُہرے مصوتے ماننا چاہیے (جیسا کہ اگلے تجزیہ میں زیرِ بحث آئے گا) یا سب کو اکہرے فونیم تسلیم کیا جانا چاہیے۔ آخر الذکر صورت کو بعض نے اختیار کیا ہے لیکن اکثر صورتوں میں یہ ماہرین بھی /ay/ کو .ai یا کچھ اس سے ملتا جلتا لکھتے رہتے ہیں، یعنی اکہرے فونیم کے لیے ایک دُہرا ترسیمہ جیسے کینین .ts لکھتا ہے۔

19.12 دہرے مصوتوں کی روایت میں ایک تجزیہ بلوم فیلڈ (1933) کا ہے۔ اس کے تجزیہ کی بنیاد خود اس کی اپنی بولی تھی جو کم و بیش شکاگو کے علاقہ کی نمائندہ کہی جاتی ہے

اس کا فطری نتیجہ یہ تھا کہ 36 ممکن مرکزوں میں سے بہت سوں کا ذکر ہی نہیں ہوا کیوں کہ وہ اس بولی میں نہیں تھے۔ علامتوں کے فرق /y/ کے لیے i اور /æ/ کے لیے ɛ کے علاوہ مندرجہ ذیل نکات تنقیح طلب ہیں۔ بلوم فیلڈ کو /a : aH/ /V : VH/ قسم کا صرف ایک ہی تضاد معلوم تھا جو balm. bomb میں ہے۔ اس نے ثانی الذکر کی دُہری مصوتی نوعیت کو نہیں پہچانا۔ اور اس لیے ان کو ɑ اور a. لکھا۔ یہ بات قابلِ فہم ہے، کیوں کہ جب تک اس طرح کے تضاد کا ایک سلسلہ نہ ہو، تجزیہ مبہم رہتا ہے۔ چوں کہ اس کو /ɵ/ کا علم نہیں ہوا (جس کو اس نے استعمال تو کیا لیکن بہت کم) اس لیے اس نے بل دار /ə/ کے لیے .o کا استعمال کیا۔ غیر بل دار /ə/ کو کبھی e لکھا کبھی o۔ اس سے /oH/ یا /ɔH/ قسم کا دُہرا مصوتہ ایسا باقی رہ گیا جس کا کسی مفرد مصوتہ سے تضاد نہیں تھا اس لیے اس نے اسے اکائی کے طور پر ɔ لکھا۔ بلوم فیلڈ کی پوری فہرست، تشریحی الفاظ کے ساتھ درج ذیل ہے:

| | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|
| i | *bit* | ij | *see* | | | | |
| e | *bet* | ej | *say* | | | | |
| ɛ | *bat* /æ/ | | | | | | |
| ɑ | *sod* /a/ | | | | | | |
| a | *balm* /aH/ | aj | *sigh* | aw | *now* | | |
| u | *put* | | | uw | *do* | | |
| o | *son, sun* /ə/ | | | ow | *go* | | |
| ɔ | *saw* /ɔH/ | ɔj | *boy* | | | | |

**19.13** اسی روایت کا ایک اور اہم تجزیہ بلاک اور ٹریگر (1942) کا تھا۔ اس میں خاص اضافہ /H/ دُہرے مصوتہ کے ایک پورے سلسلے کی دریافت تھی۔ ان میں طوالت کے عنصر کو صوتی اعتبار سے صوت لبی /h/ کے مشابہ خیال کیا گیا، اس کے ساتھ یہ تکملی تقسیم میں بھی ہے، اس لیے اسے h لکھا گیا۔ یہ بات بھی قابلِ غور ہے کہ جس مواد پر اس تجزیہ کی بنیاد تھی اس میں مشرقی بولی شامل تھی جس میں /H/ والے دُہرے مصوتے بہت عام ہیں اور شکاگو کی بولی کے مقابلہ میں تضادات زیادہ نمایاں ہیں۔ بلوم فیلڈ کے a اور ɔ کے دُہرے صوتیے معلوم ہونے سے اس کی دو علامتوں کی ضرورت نہ رہی۔ ə کے اضافہ سے سابقہ تجزیہ کی ایک بڑی ناقابلِ اطمینان نوعیت ختم ہوگئی۔ چوں کہ /ɵ/ کی ابھی تک صاف طور پر شناخت نہیں ہوئی تھی o کو بلوم فیلڈ کے ɑ ,(/a/)

کی جگہ استعمال کیا جاتا تھا جس سے a کی شکل کو بلوم فیلڈ کے ε(/æ/) کے لیے استعمال کرنے کی سہولت ہوگئی۔ یہ بات قابل توجہ ہے کہ یہ اکثر تبدیلیاں صرف علامت کے معاملات سے متعلق ہیں لیکن h اور ə کا اضافہ بڑی اہم پیش قدمی تھی o کا سلسلہ بھی جاری رہا، مندرجہ ذیل مرکزوں کو درج فہرست کیا گیا۔

| | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|
| i | *pit* | ij | *beat* | | | ih | *beer* |
| e | *pet* | ej | *bait* | | | eh | *bear yeah* |
| a | *pat* /æ/ | aj | *bite* | aw | *bout* | ah | *bar calm* |
| o | *pot* /a/ | oj | *boil* | ow | *boat* | oh | *bore law* |
| ə | *cut* | | | | | əh | *burr* |
| u | *put* | | | uw | *boot* | uh | *boor* |

19.14 بلاک اور ٹریگر نے گزشتہ سال اپنے ایک تفصیلی مطالعہ میں اس بات کی طرف اشارہ کیا تھا کہ وہ مجموعے جو ان کی جدول میں نہیں تھے (,əj, uj, iw وغیرہ) دوسری امریکی بولیوں میں موجود ہیں۔ اس مقالہ میں ایک حاشیہ تھا۔

"ہمارا یہ دعویٰ نہیں کہ اس جدول کے خانے انگریزی کی تمام بولیوں کے فونیموں پر مشتمل ہوں گے۔ اگرچہ یقین یہ ہے کہ استثنا کی صورتیں صرف چند ایک ہوں گی اور وہ بھی ہر بولی میں اتنی اہم نہیں ہوں گی۔ بلاک (*I'm not gonna do it gonna*) کا تلفظ پہلے رکن میں مختصر مصوتہ کے ساتھ کرتا ہے اور یہ صوتی اعتبار سے جرمن .Sonne کے مصوتہ سے قریب تر ہے، اگرچہ یہ اس کی انگریزی میں اور کہیں بھی استعمال نہیں ہوتا لیکن اسے چھ مصوتوں کے متوازی ایک آزاد فونیم سمجھنا چاہیے۔"

اگلے دہے کے دوران اس بیان کے دو نکات اگلے اضافات میں شامل کیے گئے جنہیں ٹریگر اور اسمتھ کی اہم تصنیف (1951) میں تلخیص کے ساتھ پیش کیا گیا۔ ان مصنفین نے جو طریقہ تجویز کیا اس پر یہاں بحث کی ضرورت نہیں کہ باب 3. کے مباحث کی بنیاد یہی رہا ہے۔ بس اس قدر فرق ہے کہ انہوں نے h کا استعمال جاری رکھا جسے ہم نے H کی علامت میں تبدیل کر دیا۔

ان رجحانات کی پہلی بات تو .gonna میں بلاک کے /o/ جیسے انکشاف کو دیکھنا تھا۔ نتیجہ میں /o/، /a/ اور /æ/ جو بلاک اور ٹریگر کے ہاں گڈمڈ تھے،

ان کا حل نکل آیا، /ɔ/ کا اضافہ ہوا اور سب سے اہم /ɨ/ کا اضافہ جس سے نو مصوتوں کا نظام قائم ہوا۔

/ɨ/ کا اضافہ ابھی بحث طلب ہے۔ یہ فونیم بلاک اور ٹریگر کے علاوہ باقی کسی کے پیش کردہ نظام میں نہیں ہے، لیکن یہ بہت عام بھی ہے۔ خود میری بولی میں یہ تمام مرکزوں کا 17 فی صد ہے، بشرطیکہ نمونہ میں اوسطاً طویل الفاظ موجود ہوں۔

/ɨ/ غیر بل دار ارکان میں سب سے زیادہ نظر آتا ہے) شاید یہ بڑی حد تک تمام بولیوں میں عام ہے۔ لیکن کچھ ہی پہلے تک اس کی شناخت نہیں ہو سکی تھی۔ زبان اور ماہرینِ لسانیات کے بارے میں حقائق کے دو مجموعوں سے اس اہم وقوع کی تشریح ہوئی۔

اگرچہ /ɨ/ بہت عام ہے لیکن /ə : ɨ/ اور /i : ɨ/ کا امتیاز بہت کم عملی بار کا حامل ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اقلی جوڑے نسبتاً کم ہیں یا یہ کہنا زیادہ درست ہوگا کہ یہ تضاد اتفاق سے ہی کبھی دو ملفوظوں کا فرق ظاہر کرتا ہے۔ عملی بار کا صفر ہونا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ امتیاز غیر فونیمی ہے۔ ان تضادات کا عملی بار یقیناً صفر تو نہیں ہے، لیکن انگریزی نظامِ اصوات میں قلیل ترین ہے۔ علاوہ بریں اگر ایسے اقلی جوڑے آتے بھی ہیں تو ان میں ارکان کی کارفرمائی ہوتی ہے جن کی بل دار شکلیں لفظ لفظ کرکے الگ کردی جائیں تو عام طور پر ان کے تلفظ میں بڑا اختلاف ہوتا ہے: بہت سے امریکی لوگ .He just came میں /Jɨst/ بولیں گے، لیکن اگر ان سے پوچھا جائے کہ "just" کا تلفظ کیا ہے تو جواب /Jəst/ ہوگا۔ مجھے یہ معلوم ہوا کہ تقریباً دس فی صدی لوگ children کا تلفظ /čildrin/ کریں گے لیکن تقریباً پچاس فی صدی لوگ سیاق کے ساتھ /ɨ/ استعمال کریں گے۔ نتیجہ یہ ہے کہ /ɨ/ عام طور پر /i/، /ə/ اور یہاں تک کہ کبھی /e/ کے ساتھ گڈمڈ ہو جاتا ہے۔

ماہرین صوتیات نے اس حقیقی رجحان سے فائدہ اٹھایا ہے کہ غیر بل دار مصوتوں کی وہ کیفیت نہیں رہتی جو بل دار مصوتوں کی ہوتی ہے اور یہ زیادہ وسطی اور درمیانی ہو جاتے ہیں۔ اس رجحان سے یہ نامناسب نظریہ بھی سامنے آیا کہ تمام غیر بل دار مصوتے D ہو جاتے ہیں۔ اس نظریہ میں کم زور بل والے مصوتوں کی بعض دوسری کیفیات کا

جواز پیدا کرنے کے لیے کبھی ترمیم کرلی جاتی ہے۔ یہ نظریہ بلاشبہ باطل ہے۔ انگریزی کا کوئی بھی مرکزہ بغیر بل کے واقع ہوسکتا ہے، اگرچہ ان میں سے بعض بہت نادر ہیں (بہت سے بل دار بھی نادر ہیں) اس نظریہ کو ذرا سا سہارا اس تکملی نظریہ سے ملا کہ ٥ (جو بالعموم ʌ سے ممتاز ہوتا ہے) بہت زیادہ تبادل پذیر ہے۔ بہت سے لوگوں کے ذہن میں یہ خیال اس قدر جم گیا کہ /ɨ/ کا وقوع ان کی سماعت میں نہ آسکا۔ غیر بل دار ارکان میں تمام مصوتوں کے عملی بار کی قلت سے اس طرح کے نظریہ کا امکان پیدا ہوتا ہے۔ تاہم یہ قلت اتنی بھی نہیں کہ ایسی تعمیم کا جواز پیدا ہوسکے۔ /ɨ/ اور /ə/ کے درمیان تضاد کی دریافت غیر بل دار مصوتوں کی نوعیت پر نئے سرے سے غور کے ساتھ منسوب کی جاتی ہے۔

19.16 انگریزی رکنی مرکزوں کے فونیمی تجزیہ کے ارتقا میں دوسرا رجحان اساس کی توسیع رہا ہے۔ بلوم فیلڈ کی تحریر اپنی بولی کی اپنی ہی تشریح پر مبنی تھی۔ بلاک اور ٹریگر الگ الگ بولیوں کے علاقہ کے رہنے والے تھے، انہوں نے مل کر ایسی تحریر تیار کی جو دونوں کی بولیوں کا احاطہ کرسکے۔ بعض دوسرے کام کرنے والوں نے بھی مختلف علاقوں سے مزید مواد لاکر دیا۔ ٹریگر اور اسمتھ اپنے تجزیات کی متعدد امریکی بولیوں کے وسیع تجربہ پر بنیاد رکھنے میں کامیاب ہوسکے۔ نتیجہ یہ ہے کہ بیانات کے مقاصد اور نوعیت میں دھیرے دھیرے تبدیلی ہورہی ہے۔ 36 مرکزے جنہیں آج کل تسلیم کیا جاتا، انگریزی کی کسی بھی موجودہ شکل کے فونیمی ڈھانچے کی نمائندگی نہیں کرتے۔ ٹریگر اور اسمتھ نے انگریزی کی تمام بولیوں کا مجموعی طور پر تجزیہ کردیا ہے۔ یہ کسی ایک بولی کے فونیمی تجزیہ سے بہت مختلف چیز ہے۔

فونیمی تجزیہ میں ہم یہ توقع کرتے ہیں کہ ہر عنصر دوسرے سے متضاد ہوگا مجموعی انداز کے تجزیہ میں یہ انداز مختلف ہوتا ہے۔ ہر جوڑا کسی ایک بولی میں تضاد پیش کرسکتا ہے، لیکن دوسری بولی میں ان میں قطعاً تضاد نہ ہونا ممکن ہوگا۔ مثال کے طور پر بعض بولیاں /aw/ کا تو استعمال کرتی ہیں /æw/ کا بالکل نہیں، دوسری بعض بولیاں /æw/ کا استعمال کرتی ہیں /aw/ کا نہیں، کچھ اور /aw/ اور /æw/ دونوں کا استعمال کرتی ہیں اور یہ تکملی تقسیم میں ہوتے ہیں۔ ان میں سے کسی بھی صورت میں /aw/ اور /æw/ کا تضاد قائم نہیں کیا جاسکتا۔ لیکن ایسی بھی بولیاں ہیں جن

میں یہ دونوں متضاد ہوتے ہیں : مثال کے طور پر ایک بولی میں lost کو /lǻwst/ اور loused کو /lǽwst/ بولا جاتا ہے۔ اگر مجموعی تجزیہ اس بولی کا بھی احاطہ کرے، جیساکہ امریکی انگریزی کی مجموعی توضیح میں ہونا چاہیے تو /aw/ اور /æw/ کو الگ الگ مقام ملنا چاہیے، خواہ بعض بولیوں میں ان میں تضاد نہ ہو۔ /ow/ اور /əw/ میں عام طور پر تضاد نہیں ہوتا۔ road کا تلفظ بعض بولیوں میں /rówd/ ہوتا ہے اور بعض میں /rǝ́wd/۔ اکثر امریکیوں نے ان کے فرق کو اس حد تک نظر انداز کردیا ہے کہ وہ دوسروں کے /rǝ́wd/ کو اپنے /rowd/ کے مساوی یا اس کے برعکس شناخت کرنے لگے ہیں۔ میں اپنی بولی میں کم و بیش آزاد تباین کے طور پر دونوں کا استعمال کرتا ہوں۔ تاہم بعض بولیوں میں تضاد بھی ہے اس باعث کسی بھی مجموعی بحث میں ان دونوں کے درمیان امتیاز ہونا چاہیے۔ علاوہ بریں اگر امریکی بولیوں میں میری اپنی بولی کو اس کے مناسب مقام پر رکھا جائے تو /rówd/ اور /rǝ́wd/ کے درمیان تباین کو ذہن میں رکھنا ہوگا۔ بولیوں کا تقابل کرنے کے لیے ایک مجموعی انداز کا تجزیہ اس تجزیہ سے زیادہ بہتر ہوگا جس کی بنا صرف ایک بولی کے تضادات پر ہو۔

19.17. بعض عملی مقاصد کے لیے ٹریگر اور اسمتھ جیسی تحریر میں قدرے ترمیم کی جاسکتی ہے، جیساکہ امریکن کونسل آف لرنڈ سوسائٹیز American Council of Learned Societies. نے غیر ملکیوں کے لیے انگریزی پروگرام کے تحت نصابی کتابیں تیار کرنے کے سلسلے میں کیا تھا۔ یہ طریقہ مختصر سی وضاحت کا متقاضی ہے۔

بعض فونیموں میں کوئی دقت نہیں ہوئی خواہ چھپے ہوئے مواد کو مختلف بولیوں کے بولنے والے استاد ہی کیوں نہ استعمال کریں۔ مثلاً /i/ کا استعمال تمام بولیوں کی ایک سی فہرست الفاظ میں ہوتا ہے۔ اس لیے pít لکھنا سب ہی کے لیے مساوی طور پر کام دے گا۔ Down کو /dáwn/ لکھا جاتا ہے۔ بہت سے استاد اس کا تلفظ dáwn. کرتے ہیں لیکن بہت سے /dǽwn/ بھی کرتے ہیں۔ لیکن جو استاد /dǽwn/ کہے گا وہ ہر لفظ میں aw کی جگہ پر /æw/ بولے گا، اس سے طالب علم گمراہ نہیں ہوگا۔ وہ یہ سیکھ سکتا ہے کہ نصابی کتاب میں جہاں a w لکھا ہوا ہے وہ

استاد کے /æw/ کے ساتھ اس کی تطبیق کرلے۔ اگر وہ /æw/ بولنا سیکھ لے تو وہ بھی انگریزی کی ایک قابلِ قبول شکل ہوگی، خواہ اس سے ذرا سی مختلف ہو جو دوسرے طالب علموں نے دوسرے استادوں سے سیکھی ہے۔ بعض امریکی have اور halve میں ثانی الذکر میں دُہرا مصوتہ استعمال کر کے امتیاز کرتے ہیں، ان کو hǽv اور hǽhv لکھا جاتا ہے۔ اس تحریر سے اس استاد کا بھی مقصد حل ہو جائے گا جو ان میں امتیاز کرتا ہے، خواہ اس امتیاز کی نوعیت کچھ بھی ہو۔ دوسرے لوگ æ اور æh. کے درمیان ترسیمی فرق کو نظر انداز کر سکتے ہیں۔ یہاں بھی طالبِ علم انگریزی کی قابلِ قبول شکل سیکھے گا بشرطیکہ وہ اپنے استاد کے تلفظ کی پیروی کرے۔

سب سے زیادہ پیچیدہ صورت log, watch وغیرہ گروہ کے الفاظ میں آتی ہے کہ ان کا تلفظ الگ الگ بولیوں میں مختلف ہے۔ بعض بولیوں میں ,cot. کے مصوتہ (جسے .a لکھا جاتا ہے) سے ان کا تلفظ کیا جاتا ہے۔ دوسری بولیوں میں ان الفاظ میں caught وغیرہ کا مصوتہ استعمال ہوتا ہے (جسے ان نصابی کتابوں میں ɔh لکھا جاتا ہے) log, watch وغیرہ کا a یا .ɔh کے ساتھ لکھنا بہت سے استادوں کے لیے پریشانی کا باعث ہوگا اس لیے ان کو ایک خاص علامت .ɒ سے لکھا جاتا ہے۔ کسی ایک استاد کے طالب علموں کو معلوم ہونا چاہیے کہ a اور ɒ کا تلفظ ایک ہی ہوتا ہے۔ دوسرے استاد کے طالب علموں کو یہ کہ ɔh اور ɒ کا تلفظ ایک ہے۔ بہرحال تلفظ کی کوئی سی بھی شکل امریکی انگریزی کی ایک نا قابلِ قبول صورت نہ ہوگی۔

19.18 غیر ملکیوں کے لیے انگریزی پروگرام کی نصابی کتابوں میں جو تحریر استعمال کی گئی ہے وہ بنیادی طور پر مصالحت ہے۔ یہ مصالحت ضروری بھی ہے کیوں کہ اس قسم کی تحریر کو وہ کچھ کرنا پڑتا ہے جو فونیمی تحریر نہیں کر سکتی یعنی جس کسی بولی کو استاد استعمال کرے اس کے تلفظ کی قابلِ عمل (تخمینی) نشاندہی — اس پروگرام میں جو استاد کام کریں گے وہ امریکہ کی مختلف علاقائی بولیوں سے آئیں گے۔ حقائق کی خلاف ورزی کیے بغیر ایسا کرنا دو عوامل پر منحصر ہوگا۔ ایک تو بہت سے تضادات کے عملی بار کا کم ہونا ہے۔ ہر غیر ملکی جو بول چال کی امریکی انگریزی سمجھنا چاہتا ہے اسے /aw/ اور /æw/ اور ایسے ہی دوسرے جوڑوں کی مساوات سیکھنا ضروری ہوگا۔ اس صلاحیت کے بغیر وہ صرف اس ایک بولی کو سمجھ پائے گا جو اس نے اپنے استاد سے سیکھی ہے۔ دوسرے یہ کہ امریکہ

کے وسیع ترین علاقوں میں جو تلفظ رائج ہیں ان کا احتیاط کے ساتھ انتخاب کیا جائے اگر بعض مقامی خصائص کو نظر انداز نہ کیا جاتا تو نتیجہ اتنا مفید نہ ہوتا۔

**19.19** اس سلسلہ کی بعض کتابوں میں جو تحریر استعمال کی گئی ہے اس میں ایک اور قسم کی ترمیم کی جاتی ہے۔ مثلاً ترکوں کے لیے اشاعت میں /č ǰ š ž/ کو ç c ş j لکھا جاتا ہے۔ موخرالذکر علامتیں ترکی رسم خط میں ان فونیموں کے لیے استعمال ہوتی ہیں جو انگریزی کے /č ǰ š ž/. سے ملتی جلتی ہیں۔ اس تبدیلی سے ترکی طالب علم کے لیے تحریر بہت آسان ہو جاتی ہے۔ اس طرح کی نصابی کتابوں میں تحریر تدریس کو آسان بنانے کا ایک ذریعہ ہے۔ اس لیے اس بات کی کوئی ضرورت نہیں ہے کہ فونیمی نظام کی تمام تر تفصیلات اور نزاکتیں بیان کی جائیں، نہ ہی اس بات کی ضرورت کہ تحریری عادتوں کی وجہ سے جو غیر متعلق چیزیں راہ پا جاتی ہیں ان کی پابندی کی جائے۔ تاہم ان تحریروں کی بنیاد انگریزی ساخت کے تفصیلی تجزیہ پر رکھی جاتی ہے۔ یعنی یہ اٹکل پچو اور زبردستی کے "صوتی نئے ہجے" نہیں ہوتے۔

**19.20** ایک اور تحریری طریقہ قابلِ توجہ ہے۔ اس کا استعمال نائڈا۔(1949) نے کیا ہے۔ اس میں دُہرے مصوتوں کی روایت کو برتا گیا ہے۔ چوں کہ اس کا استعمال صرف محدود نظیری مواد کے اس کے اپنے تلفظ کے لیے کیا گیا، اس لیے مرکزدوں کی زیادہ تعداد کے اظہار کی ضرورت نہیں تھی۔ چوں کہ اس میں صرف ایک /H/ دُہرا مصوتہ bought, کا /ɔH/. ہے۔ اور اس کے ہم پلہ سادہ مصوتہ فہرست میں نہیں رکھا گیا، اس لیے تدریجیہ کے لیے ایک غیر ضروری استعمال کی بہ نسبت اس کو ایک واحدہ o. کے طور پر لکھنا زیادہ سہولت کی بات ہوگی۔ اس سے بھی بڑی قباحت /ə/ اور /ɨ/. دونوں کے لیے علامت ə کا استعمال ہے اس تحریر کو بھی ٹریگر اور اسمتھ کی طرح تصوّر کیا جا سکتا ہے جس میں ایک بولی کی ضرورت کے مطابق ترمیم کی گئی ہے۔ اس طور پر یہ بھی خاصی اطمینان بخش ہے۔ اسے ایسی تحریر کی مثال سمجھا جا سکتا ہے جس کے عام ہونے کی توقع کی جا سکتی ہے۔ اس کتاب میں مرکزدوں کی فہرست درج ذیل ہے:

| | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|
| ɪ | *fill* | iy | *feel* | | |
| e | *pen* | ey | *pain* | | |
| æ | *pan* | | | | |
| a | *pot* | ay | *bite* | aw | *about* |
| o | *bought* | oy | *coy* | ow | *boat* |
| u | *put* | | | uw | *boot* |
| ə | *but* | | | | |

**19.21** جگہ کی قلت بل اور زور کا صرف سرسری ذکر کرنے کی اجازت دیتی ہے۔ بعض میں ابتدائی بل /'/ کو ' سے اور "ثانوی" (جیسے یہاں ثلاثی بل کہا گیا ہے) بل /ˆ/ کو ˌ سے دکھایا جاتا ہے۔ یہ علامتیں رکن کے ابتدائی مصمتہ سے پہلے لگائی جاتی ہیں۔ کینین کی تحریر میں /šúwmèykər/. کو ˈʃuˌmekə لکھا جاتا ہے۔

باب چہارم کی بحث کے انداز پر ثانوی بل کی عدم شناخت کا باعث لفظ کو مطالعہ کی سب سے بڑی اکائی مان لینے کا تصوّر ہے۔ الگ الگ الفاظ میں مشکل سے ہی /ˆ/، ہوتا ہے اور /ˋ/ سے واضح تضاد تو اور بھی کم یاب ہے۔ مواد پر یہ پابندی ماہرینِ صوتیات کے برطانوی دبستان کی، جس کے سربراہ ڈینیل جونز ہیں، ایک خصوصیت ہے اور فونیم کی تعریف میں اس کو شامل کیا گیا ہے۔

**19.22** تحریر کے اکثر طریقوں میں زور کا اظہار نہیں ہوتا بڑی حد تک اس کی وجہ تاریخی ہے۔ انگریزی لہجہ کا فونیمی تجزیہ حال ہی کا اکتساب ہے۔ فرائز اور پائنگ سُر کے چار درجے بتاتے ہیں (جن کے لیے وہ نیچے کی طرف بڑھتے ہوئے ہندسے لکھتے ہیں۔ دیکھیے (4.14) ان کے طریقہ میں اختتام فقرہ کا اظہار نہیں ہوتا، ان اختتامات کا تجزیہ اور تقسیم اور بھی زیادہ حال کی بات ہے اور صرف ٹریگر اور اسمتھ کے یہاں ملتی ہے۔ سُر لہر کو ضبطِ تحریر میں لانے کی کوششیں صرف تاثراتی تھیں بعض مصنفین خاص طور پر جونز مصمتوں اور مصوتوں کے اوپر نقطے اور خطوط لکھتے تھے جس سے موسیقی کی علامات کی یاد تازہ ہو جاتی تھی۔

سُر لہر کا تجزیہ کرنے کی کوششوں کی ناکامی سے یہ خیال پیدا ہوا کہ اس کی ساخت بنیادی طور پر مصمتوں اور مصوتوں سے کچھ مختلف ہے۔ آج بھی کہ متخالف داخلے الگ کیے جا سکتے ہیں، بعض ماہرین کا اس سلسلے میں "فونیم" کے لفظ کے استعمال کا انکار اسی تصوّر کا غماز ہے۔ اس کا ایک اثر تحقیق کا بطلان تھا۔ لہجہ کو زبان کا ایسا تصوّر کر کے

الگ کر دیا گیا جس میں تجزیہ کی کوئی گنجائش نہیں تھی۔ جیسا کہ سائنسی علوم میں ہوتا ہے، تصوّرات آگے اسی وقت بڑھے جب بعض مسلمہ باتوں پر تنقید کی گئی اور ایک سلسلے (مصوتوں اور مصمتوں کے بارے) میں جن طریقوں کا ارتقا ہُوا ان کا دوسرے سلسلے (سُر لہر) پر اطلاق کیا گیا۔ اس میں کوئی تعجب کی بات نہیں اگر اس نشوونما میں ابھی اور کافی وقت لگے۔ توضیحی لسانیات ابھی ایک نیا علم ہے اور ابھی تک ہمیں اس کے طریقوں کے اطلاق کا پورے طور پر علم نہیں ہے۔

انگریزی سُر لہر کا تجزیہ لسانیات کی دنیا میں بڑے انقلاب کا باعث ہوگا۔ مصمتوں کے ایک نظام کا فونیمی تجزیہ ہزاروں سال پیشتر کسی نامعلوم سامی ابجد کے موجد کی دریافت تھی۔ اس انکشاف کا مصوتی نظام پر توسیعی اطلاق بھی تقریباً اسی قدر قدیم ہے۔ ہجائی نظام کے تجزیہ پر اس قدیم الایام طریقہ کا توسیعی اطلاق جدید لسانیات کا حال ہی کا کارنامہ ہے۔ انگریزی زور کا فونیمیاتی تجزیہ دوسری زبانوں کے علم میں اضافات کے لیے مفید ثابت ہو چکا ہے اور اسی طرح خود اپنی زبان کی تفہیم میں بھی اس کی راست افادیت سے کہیں زیادہ اہمیت ہے۔

باب

20

# فونیمی نظام

20.1 باب 2، 3 اور 4 میں بتایا گیا تھا کہ انگریزی میں 46 فونیم ہیں۔ یہ پوچھنا درست ہی ہوگا کہ آیا یہ تعداد اوسط تعداد سے کم ہے یا زیادہ۔ تحقیق سے معلوم ہوتا ہے کہ زبانوں میں ایک درجن سے کچھ زیادہ سے لے کر (بعض پولینشیائی بولیاں) سونگ (بعض کاکیشیائی زبانیں) فونیم ہیں۔ یہ بات مشکوک ہے کہ آیا ان کا موازنہ و مقابلہ کرنا درست ہوگا یا نہیں، اگرچہ ابھی تک بہت سی زبانوں کے صرف مصمتوں اور مصوتوں کی ہی توضیح کی جا سکی ہے، لیکن یہ یقین کیا جا سکتا ہے کہ ہر زبان میں بل، سُر، تغیر یا اختتامیے معنی خیز تضادات کے حامل ہوتے ہیں۔ اکثر و بیشتر علم اصوات کے اصولوں اور طریقوں کی ابتدائی اور ناقص تفہیم کے باعث بہت سی زبانوں کی توضیح میں ان کو نظر انداز کر دیا گیا ہے۔ وہاں بھی جہاں فونیموں کی مکمل فہرست کا دعویٰ کیا گیا ہے۔ اس لیے اب تک کا قلیل علم بہت ہی کم ہے۔

مزید برآں فونیموں کی تعداد کا انحصار کسی حد تک تجزیہ کے طریقوں پر بھی ہے اکثر ایسی صورتیں ہوتی ہیں جہاں دو یا زیادہ توجیہات ممکن ہوتی ہیں۔ ان میں قطع کاری کا مسئلہ پیدا ہوتا ہے جس کے بارے میں ابھی تک کوئی تمام مسلمہ اور حتمی قاعدہ نہیں ہے۔ نتیجہ یہ کہ کسی زبان کے فونیموں کی تعداد میں ماہرین میں اختلاف رہتا ہے اور ہر نتیجہ کے لیے مساوی طور پر معقول جواز بھی ہوتا ہے۔ جن زبانوں میں فونیموں کی تعداد

کثیر بتائی جاتی ہے، ان میں کچھ فونیم ایسے ضرور ہوتے ہیں جن کی تشریح فونیموں کے زنجیروں کی حیثیت سے بھی کی جاسکتی ہے۔ اس طرح مجموعی تعداد کم ہو جاتی ہے، جب تک تجزیہ کے یکساں طریقے استعمال نہ کیے جائیں فونیموں کی تعداد کے موازنہ کا زیادہ جواز پیدا نہیں ہوتا۔

20.2 اگر مجموعی تعداد کا مقابلہ نہ بھی کیا جاسکے تو بھی یہ امکان باقی رہتا ہے کہ بعض فونیموں کی موجودگی یا عدم موجودگی یا فونیموں کی اقسام کی بنیاد پر زبانوں کا مقابلہ کیا جائے۔ یہ عام طور پر کیا بھی گیا ہے۔ "تانی زبانوں" (یعنی جن میں سُر معنی خیز ہے) کو زمانۂ قدیم سے ان زبانوں کے مقابلہ میں جن میں سُر کو بے معنی خیال کیا جاتا ہے (جیسے انگریزی) الگ پہچانا جاتا ہے۔ انگریزی کی گہری چھان بین سے اس فرق کی افادیت کالعدم ہوگئی۔ حقیقت یہ ہے کہ آج کوئی بھی فطری زبان ایسی نہیں کہ جس میں سُر کے فونیمی امتیازات کو مفقود ثابت کر دیا گیا ہو۔ یہ کہنا ذرا زیادتی ہوگی کہ سُر تمام زبانوں میں معنی خیز ہوتا ہے کیوں کہ علم اصوات کے اس پہلو کا مطالعہ صرف چند ایک ہی زبانوں میں کیا گیا ہے۔ جیسا ذیل میں ذکر ہوگا "تانی زبانوں" کے دوسری زبانوں کے فرق کی اصل بنیاد ساخت کے اعتبار سے وہ معنی خیز انداز ہے، جو سُر کے فرق کے استعمال میں نظر آتا ہے۔

20.3 بعض فونیموں کی موجودگی یا عدم موجودگی کی بنیاد پر زبانوں کا موازنہ کرنے میں ایک اور بھی قباحت ہے۔ اگر کوئی شخص یہ کہے کہ انگریزی، لوما، لگنڈا اور کیووا اس اعتبار سے ایک سی ہیں کہ ان میں /b/ فونیم موجود ہے تو اس کا کیا مطلب ہے؟ شاید کچھ بھی نہیں، جب تک کہ یہ ثابت نہ کیا جاسکے کہ چاروں زبانوں میں /b/ بعض اعتبار سے ایک ہی چیز ہے۔ لیکن جیسا ہم دیکھ چکے ہیں فونیموں کی تعریف کسی ایک زبان کے حوالہ سے ہی کی جاسکتی ہے۔ ان میں سے ہر ایک زبان میں فونیموں کا اور ان فونیموں کے درمیان تضادات کا ایک متعین انداز ہوتا ہے۔ یہ محض اتفاق کی بات ہے کہ بعض وجوہ سے جن میں کچھ غیر لسانی بھی ہیں ہر نظام کے ایک رکن کو ظاہر کرنے کے لیے علامت /b/ کو منتخب کرلیا جاتا ہے۔ ان چار زبانوں میں یہ اتفاقی امر ہی واحد رابطہ ہے اور جس موازنہ کا ذکر کیا گیا وہ لسانیاتی اعتبار سے مہمل ہے۔ انگریزی /b/

مسموع لبی بندشی آواز ہے اور زبان میں ایسا صرف ایک ہی فونیم ہے۔ لوما کا /b/ اس کے نظام میں چار لبی بندشی آوازوں میں سے ایک ہے جن میں سے ہر ایک دوسرے سے بعض خصائص میں متخالف ہے۔ لگنڈا کے /b/ میں مسموع لبی بندشی ذیلی فونیم شامل ہے اور ساتھ ہی ایک مسموع صفیری فونیم بھی اور دونوں ہی کا چلن تقریباً برابر ہے۔ کیوواکا /b/ مسموع لبی صفیری آواز کے لیے استعمال ہوتا ہے کیونکہ اس میں مسموع بندشی آواز ہے ہی نہیں جس کے لیے اس کی ضرورت ہو۔ اس لیے ہمارا یہ بیان کچھ اسی قسم کا ہوگا کہ "یہ ہیٹ، یہ کپڑے اور یہ جوتا سب ایک ہی سائز کے ہیں، کیونکہ سب کی تعداد سات ہے۔"

**20.4** ابھی جو کچھ کہا گیا وہ فونیمی نظام کے عدم توافق کی ایک اور صورت ہے اور جب کوئی ایسا کام کیا جائے جس میں دو زبانوں سے واسطہ ہو تو خاص طور پر اس سے دوچار ہونا پڑتا ہے۔ تقابل و توازن کی ہر ممکن صورت میں اس سے واسطہ پڑتا ہے۔ تاہم نظام اصوات کا موازنہ کرنے کی ایک اہمیت بھی ہے بشرطیکہ مشترک علامات اور مشترک اصطلاحات سے پیدا ہونے والے سطحی رجحان کو کم کیا جاسکے۔ ہوسکتا ہے کہ تقابل کے نتیجہ کا کوئی علمی جواز نہ ہو لیکن اس کی بڑی عملی اہمیت ہے کہ اس سے زبان کو سمجھنے میں مدد مل جاتی ہے۔ ایک تجربہ کار ماہر کو بڑا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ اس کو زبان کے امکانات کی وسعت کا احساس ہوسکتا ہے۔ اگرچہ وہ کبھی ایسے نظام سے بھی دوچار ہوسکتا ہے جو اس کی توقعات کہیں مختلف ہو۔ تاہم اگر اس کو امکانات کا احساس ہے تو اس سے تحقیق کی رہنمائی اور تشریحات میں مدد ملے گی۔ تقابلی بیانات کسی حد تک کام کو مختصر کردیتے ہیں۔

**20.5** 20.3 میں ایک سرسری انداز کے موازنہ پر جو تنقید کی گئی ہے اس سے ایک مفید طریقہ کی طرف توجہ مبذول ہوتی ہے اور وہ یہ ہے کہ ایسے تضادات کا مطالعہ کیا جائے جو زبان کے اندر موجود ہیں اور جو فونیموں کو الگ الگ کردیتے ہیں۔ آسانی کے لیے فی الحال ہم اپنی توجہ ایسے فونیموں تک محدود رکھیں گے جو یا تو خود بندشی ہیں یا ان کے اہم ذیلی فونیم بندشی ہیں، یا کسی طور پر بندشی آواز کے ساتھ رکھے جاسکتے ہیں۔

انگریزی میں بندشی آوازوں کے دو سلسلے ہیں، "مسموعی" اور "غیر مسموع" یہ نام بڑی حد تک روایتی ہیں، کیونکہ اصل تضادات کہیں زیادہ پیچیدہ ہیں۔ دونوں سلسلے تین میں سے ایک یا زیادہ تضادات میں ایک دوسرے سے مختلف ہوتے ہیں۔ پہلا سلسلہ مسموع غیر ہکار اور ضعیف ہوتا ہے۔ دوسرا غیر مسموع، ہکار اور قوی۔ تاہم کبھی /b d g/ میں مسموعیت بالکل نحیف ہوتی ہے اور /p t k/. کے کچھ ذیلی فونیم کم و بیش مسموع ہوتے ہیں۔ غیر مسموع سلسلے کے بعض غیر ہکار ذیلی فونیم بھی واقع ہوتے ہیں اور اکثر صورتوں میں ہکاریت کا درجہ خاصا متنوع ہوتا ہے۔ قوی، ضعیف بہت نازک سا فرق ہوتا ہے۔ اگرچہ یہ تضاد خاصا پیچیدہ ہوتا ہے لیکن بندشی آوازوں کے وقوع کی اکثر صورتوں میں خوب برقرار رہتا ہے۔

ایسے فونیمی نظام بہت عام ہیں جن میں بندشی آوازوں کے دو سلسلے ہیں۔ تاہم ان دونوں کے درمیان تضادات میں فرق ہو سکتا ہے۔ مثلاً فرانسیسی میں یہ فرق بڑی حد تک مسموعیت کا ہوتا ہے۔ دونوں سلسلے غیر ہکار ہوتے۔ دونوں کم از کم انگریزی کے معیار سے، خاصے قوی ہوتے ہیں۔ فرانسیسی کی مسموع بندشی آوازیں انگریزی کی بہ نسبت زیادہ شدید مسموعیت کی حامل ہوتی ہیں اور یہ مسموعیت شروع سے آخر تک ہوتی ہے اور انگریزی کی ابتدائی بندشی آوازوں کی بتدریج ارتقائی مسموعیت اور اختتامی بندشی آوازوں کی بتدریج گھٹتی ہوئی مسموعیت سے واضح طور پر مختلف ہوتی ہیں۔ ایک سی علامتوں /p t k b d g/ اور "مسموع" اور "غیر مسموع" اصطلاحوں کا استعمال دونوں نظاموں کے بنیادی فرق کو مبہم بنا دیتا ہے۔

ایک اور امکان یہ ہے کہ سارا تضاد صرف ہکاریت کے فرق پر مبنی ہو۔ بہت سی چینی بولیوں میں یہی صورت معلوم ہوتی ہے۔ یہ نظام انگریزی سے کچھ مماثل معلوم ہوتے ہیں کہ اس میں بھی بندشی آوازوں کی متعدد خصوصیات میں سے ہکاریت ایک ہے، لیکن ان میں سے کوئی بھی فرانسیسی سے نہیں ملتا کہ اس میں ہکاریت کی کوئی اہمیت نہیں۔

20.6 دراصل اس بات کی قطعاً ضرورت نہیں کہ بندشی آوازوں کے دو سلسلے ہوں۔ کُتنائی Kutenai (اداہو اور برٹش کولمبیا میں صرف ایک ہی سلسلہ ہے /p t k q/ یہ عام طور پر غیر مسموع ہیں، لیکن کہیں قدرے مسموع بھی ہو جاتے ہیں۔ اجبوا (Ojibwa

(گریٹ لیکس کے علاقہ) میں بندشی آوازوں کا صرف ایک سلسلہ ہے۔ ان میں مسموع اور غیر مسموع ذیلی فونیم ہوتے ہیں۔ روایتی غیر مسموع علامتیں استعمال کرتے ہوئے ان کو عام طور پر /p t c k/ لکھا جاتا ہے، لیکن یہ انتخاب خود اختیاری ہے۔ جیساکہ نام کے انگریزی ہجا سے ظاہر ہوتا ہے، بندشی آوازوں کو انگریزی کے /b d j g/ کے مقابل رکھا جا سکتا ہے۔

20.7 بندشی آوازوں کے تین سلسلے بھی کچھ نایاب نہیں ہیں۔ اس کی عام قسم کی مثال سوتھو (جنوبی افریقہ) ہے جس میں ایک مسموع سلسلہ ہے، ایک غیر مسموع ہکاری سلسلہ اور ایک غیر مسموع غیر ہکاری سلسلہ۔ کیووا (شمالی امریکہ) میں تینوں سلسلے غیر مسموع ہیں اور ان کے درمیان فرقِ سادہ، ہکار اور حلقی ہونے کا ہے۔ کوریا کی زبان کے تجزیہ میں بھی تین سلسلے ظاہر ہوئے ہیں۔ ایک سادہ ہے جس میں مسموع اور غیر مسموع ذیلی فونیم ہیں۔ ایک ہکار اور غیر مسموع، تیسرے کی توضیح کے بارے میں ابھی تک ماہرین کسی متفقہ رائے پر نہیں پہنچ سکے ہیں۔ ان کو بہت قوی بتایا جاتا ہے جیسے حلقی ہوں یا صرف مشدّد۔ اگر صرف مشدّد ہوں تو انہیں ایک بندشی خوشہ سے ظاہر کیا جا سکتا ہے، مثلاً /pp/، اس صورت میں صرف دو سلسلے رہ جائیں گے۔ نہیں تو تیسرے سلسلہ کی توجیہ ایسے خوشے سے کی جائے گی جس میں ایک من مانا فونیم /q/ ہو اور ایک بندشی آواز مثلاً /pq/

ہندی اور ہندوستان کی بہت سی زبانوں کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ ان میں چار سلسلے ہوتے ہیں۔ غیر مسموع غیر ہکاری، غیر مسموع ہکاری، مسموع غیر ہکاری اور مسموع ہکاری۔ مختصراً ان کو دو سلسلوں میں رکھنا ممکن ہے۔ اس صورت میں ہر ایک خوشہ کے طور پر استعمال ہوگا جس کے بعد میں /h/ آتا ہو۔ ماہرین میں اس بات پر اختلاف ہے کہ کون سا تجزیہ بہتر ہے۔ تمام ہندوستانی زبانوں میں یہی صورتِ حال نہیں ہے۔

اگر بعض کو خوشوں سے تعبیر کر کے فونیموں کی تعداد گھٹا بھی دی جائے، تو بھی زبانوں کے درمیان موجود فرق ختم نہیں ہوتے صرف اتنی سی تبدیلی ہو جاتی ہے کہ پہلے جو فرق فونیموں کی فہرست میں تھا وہ اب خوشوں کی فہرست کا فرق بن جاتا ہے۔ عملی طور پر یہ کہنے میں کہ ہندی انگریزی میں تضاد چار اور دو سلسلوں کا ہے اور یہ کہنے میں کہ ہندی انگریزی سے یوں مختلف ہے کہ اس میں /h/ کے خوشے ہوتے ہیں،

کوئی بڑا عملی فرق نہیں ہوتا۔ فونیمی تجزیہ کے مختلف طریقے زبان میں موجود ساخت کی توضیح کے صرف مختلف انداز ہیں۔

سندھی (پاکستان) کے بارے میں بتایا جاتا ہے کہ اس میں پانچ سلسلے ہیں۔ چار تو ہندی کی پیش کردہ فہرست کے مقابل رکھے جا سکتے ہیں۔ اس کے علاوہ ایک سلسلہ مسموع حلقی یا مسموع درکشیدہ بندشی آوازوں کا ہے۔ انہیں /p pʰ b bʰ ɓ/ سے ظاہر کیا جاسکتا ہے۔

**20.8** مختلف زبانوں کے مخارج کے فرق پر نظر ڈالیں تو بھی ایسے ہی اختلافات نظر آئیں گے۔ ہم اپنے مطالعہ کو انہیں زبانوں تک محدود رکھیں گے جن میں بندشی آوازیں ہیں۔ شاید سب سے زیادہ عام صورت انگریزی سے مشابہ ہوگی جس میں بندشی آوازوں کے تین گروہ ہیں۔ ایک لبی، ایک نکیلی اور ایک غشائی /p b t d k g/ فرانسیسی کا نظام بھی اجمالاً ایسا ہی ہے اور روایتاً یہی علامتیں اس میں بھی استعمال ہوتی ہیں لیکن تفصیل میں جاکر دیکھیے تو بہت اہم فرق نظر آتا ہے۔ تلفظ میں فرانسیسی نکیلی آواز دندانی ہے، انگریزی میں لثوی دندانی ذیلی فونیم کبھی آجاتے۔ مصنوعی مشابہتوں سے گمراہ ہو کر تفصیل کے فرق کو مبہم نہیں بنانا چاہیے۔

نکیلی آوازوں کے دو الگ الگ تلفظ کمیاب نہیں ہیں۔ مثلاً ہندوستان کی اکثر زبانوں میں کم از کم بندشی دندانی اور لثوی یا دندانی اور معکوسی آوازوں کے درمیان فونیمی فرق ہوتا ہے۔ اس کی انتہائی صورت جنوبی ہند کی ملیالم میں نظر آتی ہے جس میں تین نکیلے مخرج ہیں۔ دندانی، لثوی اور معکوسی اور غیر مسموع بندشی آوازوں میں یہ سب مختلف ہوتے ہیں۔

دو متضاد غشائی مخرج تو بہت سی زبانوں میں ملتے ہیں۔ کتنائی (Kutenai) کی مذکورہ بالا مثال میں یہ تضاد شامل ہے۔ گوئٹے مالا کی عام زبان میں بھی یہ تضاد مستعمل ہے۔ اس پر مستزاد بندشی آوازوں کے حلقی اور غیر حلقی سلسلوں کا تضاد ہے جس سے انگریزی سے بہت مختلف نظام وجود میں آتا ہے۔

لبی حصہ میں مزید تضادات کم تر ہی ملتے ہیں۔ ایک عام تضاد دولبی اور لب غشائی کا ہے۔ ثانی الذکر میں دہرا مخرج ہوتا ہے جو بہ یک وقت لبی اور غشائی حصہ

سے تعلق رکھتا ہے۔ یہ تضاد بہت سی افریقی زبانوں میں ملتا ہے، اکثر اس کے ساتھ بعض دوسرے اختلاف بھی ہوتے ہیں، عام طور پر لب غشائی آوازوں میں قوی تلفظ ہوتا ہے اس کی انتہائی صورت لوما (لائبیریا) میں نظر آتی ہے جہاں اختلاف تین مخارج کے مابین ہوتا ہے۔ دولبی /p b ɓ/ ، لب غشائی /kp gb/ اور لب دندانی /v/ (آخر الذکر بندشی آواز ہے اور اس کی متضاد مسموع لب دندانی صفیری آواز موجود ہے)۔

اس کے برعکس ایک یا دو عام مخارج مفقود ہو سکتے ہیں۔ اس کی ایک مثال تلنگت Tlingit (الاسکا) ہے جس میں /w/ کے علاوہ کوئی لبی آواز نہیں، حالانکہ اس میں مصمتی فونیموں کی خاصی بڑی تعداد ہے۔ کچھ زبانوں میں کچھ اور قسم کی پابندیاں ہوتی ہیں۔ یوروبا (نائجیریا) کے دو سلسلوں میں بندشی آوازوں کے چار گروہ ہیں۔ /b kp gb t d k g/ یہ سانچہ متناسب نہیں رہ جاتا کہ غیر مسموع سلسلہ میں لبی آواز غائب ہے۔ بہت سی افریقی زبانوں میں درکشیدہ آوازوں کے نامکمل سلسلے ہیں مثلاً ردلو میں مندرجہ ذیل بندشی آوازیں ملتی ہیں /p' pʰ b ɓ t' tʰ d k' kʰ g/ حلقی، ہکاری اور مسموع سلسلوں کے مقابل لبی درکشیدہ آوازیں اس نظام میں ایک غیر متناسب مقام پر آتی ہیں۔

20.9 فونیمی نظام کے دوسرے حصّوں کا بھی ایسا ہی مطالعہ کیا جا سکتا ہے اس سے زبانوں کے مابین بے انتہا اختلاف نظر آئیں گے۔ ان کی تفصیل کی ضرورت نہیں۔ یہ کہنا کافی ہوگا کہ ہر ممکن صوتی تضاد کو کسی زبان کے فونیمی تضاد کی ایک ممکن بنیاد تصوّر کیا جا سکتا ہے۔ بعض صورتوں میں امریکی لوگوں کو یہ فرق اتنے نازک معلوم ہوتے ہیں کہ ان سے کوئی امتیاز پیدا نہیں ہو سکتا، لیکن اس طرح کے فیصلے کرنے میں ہم اپنے یک رخے رجحان کا اظہار کرتے ہیں جو انگریزی پس منظر کا نتیجہ ہوتا ہے۔ ہمیں یہ نہ بھولنا چاہیے کہ انگریزی کے بعض تضادات دوسری زبان والوں کو بالکل مہمل معلوم ہوتے ہیں جیسے latter اور ladder کے عام تلفظ میں /t/ اور /d/ کا فرق یا can اور can't. کے عام تلفظ میں /n/ اور /nt/ کا فرق۔

20.10 گذشتہ کئی مشقوں میں بندشی آوازوں کے نظام کی بحث عضویاتی صوتیات کی اصطلاحوں میں ہوتی رہی۔ تاہم اس وقت ہماری دل چسپی صوتیات سے زیادہ فونیمیات

سے ہے۔ صوتی اصطلاحات کے استعمال کا عذر صرف یہ پیش کیا جا سکتا ہے کہ آوازوں اور آوازوں کے گروہوں کو ان کے ذریعہ ظاہر کرنے کا رواج بھی رہا ہے اور اس میں سہولت بھی ہے، البتہ ایک جواز اور بھی ہے اور وہ یہ کہ آر، فونیمی روابط صوتی روابط کے متوازی ہوتے ہیں جیسا کہ انگریزی میں دیکھا جا سکتا ہے۔ انگریزی فونیموں کی متعدد قسمیں شناخت کرنے یا ان کو متعین کرنے میں مخارج کے سہارے کی چنداں ضرورت نہیں ہوتی۔ مثلاً /p t k f θ s š č/ کو انگریزی کے تمام فونیموں سے اس بنا پر بھی الگ کیا جا سکتا ہے کہ وہ {-$Z_1$} کے ذیلی مارفیم /-s/ یا {-$D_1$} کے ذیلی مارفیم /-t/ یا دونوں کی شرط قرار پاتے ہیں۔ اس تعریف کے بعد ان کو بآسانی "غیر مسموع" مصمتے کہا جا سکتا ہے۔ اسی طرح /s z š ž č ǰ/ کی بھی یوں تعریف کی جا سکتی ہے کہ یہ وہ آوازیں ہیں جو {-$Z_1$} کے ذیلی مارفیم /-iz/ کی شرط ہیں۔ اس ساختی انداز پر متعین کیا ہوا گروہ صوتی گروہ کے نالی دار صفیری یا بند صفیری آوازوں کے مماثل ہے۔ تقسیم کی متعدد اور خصوصیات یا مارفونیمی تغیرات ایسے مل سکتے ہیں جن سے انگریزی فونیموں کے ہر گروہ کا تعین ہو جائے۔ تلفظی صوتیات کی اصطلاحوں سے بہت سے گروہوں کے لیے مناسب نام مل جاتے ہیں۔

20.11 دوسری زبانوں میں بھی ایسے ہی روابط کی کارفرمائی نظر آئے گی۔ فونیمی ڈھانچے صوتی حقائق سے صریح انحراف نہیں کرتے، بلکہ اکثر صوتی حقائق کی متعین توجیہات پیش کرتے ہیں۔ انگریزی میں بندشی اور بند صفیری آوازوں کی تقسیم میں کئی فرق ہیں۔ ہندی میں یہ بات درست نہیں۔ آوازوں کی دونوں صوتی قسمیں کئی اعتبار سے ملتی جلتی ہیں۔ اس لیے بند صفیری آوازوں کو ایک الگ قسم تصور کرنا مفید نہ ہوگا بلکہ انہیں بندشی آوازوں ہی کی ایک شکل قرار دیا جا سکتا ہے جو صوتیاتی اعتبار سے مختلف ہے صوتیاتی اعتبار سے اس کا جواز ہے۔ نتیجہ میں بندشی فونیموں کا متناسب سانچہ حاصل ہوتا ہے۔

| /p | t | ṭ | č | k |
|---|---|---|---|---|
| ph | th | ṭh | čh | kh |
| b | d | ḍ | ǰ | g |
| bh | dh | ḍh | ǰh | gh/ |

20.12 صوتی درجہ بندی کے متوازی تقسیم کی ایک واضح مثال کنتائی میں دیکھی جا سکتی ہے۔

فونیم /ptkqsłx ʧ/ ابتدائی خوشہ کے پہلے رکن کی حیثیت سے واقع ہو سکتے ہیں۔ /ʔhlmnwy/ یا تو مصمتہ مصمتہ خوشہ کے دوسرے رکن کی حیثیت سے استعمال ہو سکتے ہیں یا م۔م۔م خوشہ کے دوسرے یا تیسرے رکن کی حیثیت سے یا م م م م خوشہ کے تیسرے یا تیسرے اور چوتھے رکن کی حیثیت سے۔ دوسرے مقام پر استعمال ہونے والے خوشوں پر اسی طرح کی دوسری پابندیاں ہیں۔ /ptkqs lx ʧ/ سب کے سب غیر مسموع ہیں' /ʔhlmnwy/ سب کے سب یا تو مسموع ہیں یا صوتی لبوں کی حرکت میں کسی نہ کسی انداز سے شامل رہتے ہیں۔ اس لیے ان کی خوشوں میں تقسیم بنیادی صوتی امتیازات کے متوازی ہے۔

20.13 جیسا کہ آخری مثال سے مترشح ہوتا ہے، کسی زبان کے صوتی ڈھانچہ کا ایک دلچسپ پہلو اس کے فونیموں کے زنجیروں کا انداز بھی ہے۔ انگریزی کے مصمتی خوشے اس کی عمدہ مثال پیش کرتے ہیں۔ یہ بات تو نسبتاً آسان ہے کہ پُر تکلف اور شستہ تلفظ میں ملفوظوں کے ابتدائی خوشوں کی فہرست بنالی جائے، لیکن بے تکلف تلفظ میں یہ مسئلہ بہت پیچیدہ ہو جاتا ہے۔ ان کو چھوڑ کر جو صرف اسمائے معرفہ میں ملتے ہیں، میرے پاس م م کی مجموعی تعداد 34 اور م م م کی 8 ہے۔ بعض دوسرے امریکی لوگوں (مثلاً جو tune /tyúwn/ بولتے ہیں) کی فہرست قدرے مختلف ہو سکتی ہے۔ تاہم محض اعداد شماری سے کوئی انکشاف نہیں ہوتا۔ ان خوشوں کی تعمیر کا تجزیہ زیادہ اہم ہے۔ ایسے تجزیہ کا ایک ممکن طریقہ تو یہ ہے کہ انگریزی کے مصمتی فونیموں کی درجہ بندی ملفوظہ کی ابتدا میں وقوع کی بنیاد پر کی جائے۔

| | |
|---|---|
| لفظ کی ابتدا میں کبھی نہ استعمال ہونے والے | /ŋ ž/ |
| لفظ کی ابتدا میں تنہا استعمال ہونے والے | /v ð z č ǰ/ |
| لفظ کی ابتدا میں تنہا یا خوشوں میں استعمال ہونے والے | |
| خوشہ کے صرف پہلے رکن کی حیثیت سے | /b d g s š h θ/ |
| خوشہ کے صرف آخری رکن کی حیثیت سے | /y w r l m n/ |
| پہلے، درمیانی یا آخری رکن کی حیثیت سے | /p t k f/ |

اس انداز کی درجہ بندی کو جاری رکھا جائے تو منکشف ہوگا کہ مشکل سے ہی

کوئی دو انگریزی فونیم سیاق کی یکساں فہرستوں میں رکھے جا سکتے ہیں مثلاً /pr- tr- kr/ - pl- kl-/ تو آتے ہیں لیکن /-tl*/ نہیں آتا۔ اس خصوصیت میں /t/ اور /d/ مشترک ہیں۔/br- dr- gr - gl-/ آتے ہیں لیکن /-dl*/ نہیں آتا۔

t۔ اور /d/ کی صوتی مشابہتیں تقسیم صوتی خصوصیات سے ہم آہنگ ہو جاتی ہیں۔ یہ بات قابلِ غور ہے کہ اس مختصر سی جدول میں اور اس کے علاوہ بھی اس قسم کی متوازی مثالیں کس قدر مل سکتی ہیں۔

20.14 دوسری زبانوں میں خوشہ بندی کا انداز انگریزی سے مختلف ہو سکتا ہے۔ ایک انتہا پر تو پولینیشیائی گروہ کے بشمول ایسی زبانیں ہیں جن میں مصمتی خوشے بالکل ہی نہیں آتے۔ دوسری انتہا پر کچھ ایسی زبانیں ہیں جن میں مصمتوں کے ایسے زنجیرے استعمال ہوتے ہیں جو انگریزی بولنے والوں کے لیے ناممکن معلوم ہوتے ہیں۔ اداہو (Idaho) کی زبان کیر دالین ( Cœur d'Alene ) میں 81 مم ابتدائی خوشے، 41 ممم۔ اور 2 مممم۔ بتائے گئے ہیں۔ اختتامی خوشے اور بھی زیادہ ہیں۔ 192 مم، 74 ممم، 13 - مممم اور /-xstxʷ'tʰ/ پائے گئے۔ برٹش کولمبیا کی زبان بیلا کولا Bella Coola میں متعدد ایسے الفاظ بتائے گئے جن میں کوئی مصمتہ نہیں /tmk.'mlp/ "مجھے زکام ہو رہا ہے" /sk'lxlxc/ 'تاڑ کا درخت' /lkʷ'txʷ/ "اسے بڑا کرو"، یہ انگریزی بولنے والوں کے مانوس انداز سے یکسر مختلف صوتی ڈھانچہ کا مظہر ہے۔

20.15 زبانوں میں صرف خوشوں کی تعداد اور ان کے سائز کا ہی فرق نہیں ہوتا، بلکہ ان میں اور تفصیل کے فرق بھی ہوتے ہیں۔ مثلاً انگریزی اور سربو کروشین کے فونیمی نظام میں بعض آوازیں ایسی ہیں جنہیں مجملاً ایک سا کہا جا سکتا ہے۔ ہر ایک میں بعض آوازیں ایسی بھی ہیں جنہیں دوسری کے فونیموں سے مماثل نہیں قرار دیا جا سکتا۔ ان دونوں کا موازنہ کرتے وقت مناسب معلوم ہوتا ہے انگریزی /y/ اور سیرین خاص طور سے توجہ دی جائے کیونکہ ہر ایک مثال میں بعض الجھاؤ بھی ہیں۔ ابتدائی خوشوں کے مقابلہ کے نتائج درج ذیل ہیں:

| | انگریزی خوشے | سربوکروشین خوشے |
|---|---|---|
| دونوں میں مشترک : pr- pl- sp- br- bl- tr- st- dr- kr- kl- sk- gr- gl- fr- sf- sl- sm- šm- sn- spr- spl- str- skr- škl- | 24 | 24 |
| صرف انگریزی : fl- šr- | 2 | |
| صرف سربوکروشین : pt- tk- bd- gd- šp- št- šk- žb- žd- žg- zb- zd- zg- tm- km- pn- kn- dm- gm- dn- gn- mr- ml- mn- ps- pš- pč- tv- kv- gv- čv- čl- čm- ǰb- sv- sh- sr- šč- šv- šl- tl- dl- zv- zr- hm- zl- žv- žl- žm- žn- vr- vl- zm- zn- ht- hv- hr- hl- svr- smr- štr- škr- zdr- zgr- ždr- stv- skv- zdv- svl- žgl- | | 70 |
| /y/ کے خوشے جو خارج کر دیے گئے | 8 | 14 |
| سربوکروشین کے ایسے خوشے جن میں ایسے فونیم شامل ہیں جن کا ہمسر انگریزی میں نہیں ہے۔ | | 30 |
| انگریزی کے ایسے خوشے جن میں ایسے فونیم شامل ہیں جن کا ہمسر سربوکروشین میں نہیں ہے۔ | 8 | |
| | 42 | 138 |

اس کی کوئی وجہ نہیں بیان کی جا سکتی کہ انگریزی میں /fl-/ تو ہے لیکن /vl-/ نہیں، نہ ہی اس کی کہ سربوکروشین میں /vl-/ ہے /fl-/ نہیں۔ یہ معاملات صرف دونوں زبانوں کی ساخت سے متعلق ہیں۔

اگر ایسا ہی مطالعہ اختتامی خوشوں کا کیا جائے تو نتائج اور بھی مختلف ہوں گے۔ صرف /-st -št -zd.-žd/ ہی سربوکروشین سے ملتے ہیں۔ ان کے علاوہ -nd -rć -ys -ps -lm/-nt بعض ایسے دخیل الفاظ میں آتے ہیں جو جزوی طور پر زبان میں ضم ہو گئے ہیں۔ یہ بات انگریزی سے بہت مختلف ہے کہ اس میں متعدد اور متنوع اختتامی خوشے استعمال ہوتے ہیں۔

20.16 ابھی تک ساختی روابط کی بحث مصمتی نظام کی روشنی ہی میں کی گئی۔ انگریزی اور دنیا کی دوسری بہت سی زبانوں کے مصوتوں کے ساتھ بھی یہی عمل کیا جا سکتا ہے۔ 16.14 میں کچھ اشارات کیے گئے تھے۔ تاہم مصمتوں اور مصوتوں کے باہمی تعلق سے دوسرے مسائل سامنے آتے ہیں۔ باب 2، 3 میں انگریزی فونیمی نظام کے ان دونوں حصّوں کی بحث ایک دوسرے سے آزادانہ طور پر کی گئی تھی۔ وہاں اور ابھی تک بھی یہ ثابت کرنے کی کوئی کوشش نہیں کی گئی کہ کسی ایک مصمتہ اور کسی ایک مصوتہ میں تضاد ہوتا

ہے۔ یہ بات مشکوک ہے کہ آیا انگریزی میں یہ کہا جاسکتا ہے، باب 2، 3 کے طریقوں سے تو یقیناً یہ نہیں کہا جاسکتا۔ اقلی جوڑوں کو بہت قریب سے دیکھیں تو بعض ایسے متضاد الفاظ مل جاتے ہیں stone /stówn/ alone /ǝtówn/ تاہم یہ صحیح اقلی جوڑا نہیں ہے کیوں کہ یہاں بھی اور اس قسم کے تمام لفظوں میں /ǝ/ کے ساتھ /ˈ/ یا کوئی دوسرا بل ضرور آئے گا، جب کہ /s/ پر کبھی نہیں ہوتا۔ اس کے یہ معنی ہوں گے کہ /s/ اور /ǝ/ تکملی تقسیم میں ہیں۔ لیکن ان کو ایک ہی فونیم کے ذیل میں نہ رکھنے کے دو دلائل ہیں: اوّل یہ کہ ان میں کوئی صوتی مشابہت نہیں ہے، دوسرے یہ کہ تقریباً ہر ایک مصمتہ کو ہر مصوتہ کے ساتھ تکملی تقسیم میں ثابت کیا جاسکتا ہے۔

مصمتے اور مصوتے ایک دوسرے کے متخالف نہیں ہوتے کیونکہ انگریزی ملفوظوں کی مجموعی ساخت میں ان کا مقام بنیادی طور پر مختلف ہوتا ہے۔ تفاعل کا یہ بنیادی فرق ہر مصمتے کو مصوتے سے فونیمی طور پر الگ دکھانے اور مصوتوں اور مصمتوں کو فونیمی نظام کی دو الگ الگ قسمیں ظاہر کرنے کے لیے کافی ہے۔ کوئی اور طریقہ جس سے فونیموں کی فہرست مختصر ہو جائے ملفوظوں کی ترکیب سے متعلق ہمارے بیان کو گنجلک بنا دے گا۔ مصوتوں اور مصمتوں کے درمیان شاید سب سے زیادہ بدیہی ساختی فرق یہ ہے کہ ہر مصوتہ کے ساتھ بل آتا ہے یا اس کے برعکس ہر بل صرف مصوتہ کے ساتھ بل آسکتا ہے۔ ایک اور یہ کہ انگریزی مصوتے شاذ ہی خوشوں میں واقع ہوتے ہیں اور /ǝ/ کو چھوڑ کر ملفوظوں کے اختتام پر شاذ ہی آتے ہیں یا کبھی نہیں آتے۔

**20.17** /s/ اور /ǝ/ کی تکملی تقسیم کا مسئلہ بہت معمولی ہے۔ ان میں کوئی صوتی مشابہت نہیں ہے اور ہر اہلِ زبان خوب محسوس کرتا ہے کہ ان میں کوئی ربط نہیں۔ یہ احساس اس بات کا غماز ہے کہ اہل زبان مصوتوں اور مصمتوں کے درمیان مذکورہ خلیج کو پہچانتے ہیں۔ لیکن بعض اور بھی جوڑے ہیں جہاں یہ مسئلہ ذرا مختلف ہوتا ہے۔ /y/ میں /i/ سے حقیقی مشابہت ملتی ہے، گویا یہ ایسی آوازوں کا جوڑا ہے جو صوتیاتی طور پر مشابہ ہیں اور تکملی تقسیم میں ہیں۔ تو بھی انہیں دو فونیم کہا جاتا ہے۔ زبان کے فونیمی انداز کے باعث اس کی ضرورت درپیش آتی ہے۔ [i] جیسی یا [y] جیسی آوازوں کا ایک گروہ ہے جو مصمتوں سے متخالف ہوتا ہے۔ yell [yél] : tell [tél] یا lay [léy]

*let* [lét] ۔ اس وجہ سے انہیں انگریزی کے مصمتی نظام کا رکن ہونا چاہیے۔ ایک اور [i] جیسی یا [y] جیسی آوازوں کا گروہ ہے جو مصوتوں سے متخالف ہوتے ہیں *bit* [bit] *bet* [bét] ۔ اس باعث انہیں انگریزی کے مصوتی نظام کا رکن بننا چاہیے۔ اب ہمارے پاس دو متبادل ہیں۔ انگریزی کا فونیمی نظام یوں قرار دیا جاسکتا ہے :

| | | | | |
|---|---|---|---|---|
| مصمتے | /t y . . ./ | یا | مصمتے | /t . . ./ |
| مصوتے | /e i . . ./ | | مصوتے | /e . . ./ |
| | | | | /i . . ./ Ambivalent |

دوسرے متباین سے فہرست مختصر ہوجاتی ہے /i/ اور /y/ دونوں کی جگہ /i/ آجاتا ہے) لیکن اس سے بیان میں مزید پیچیدگی پیدا ہوجاتی ہے۔ علمِ اصوات کے اعتبار سے بھی اور مارفونیمی اعتبار سے بھی۔ علاوہ بریں، اگرچہ یہ کوئی فیصلہ کن آزمائش نہیں ہے، لیکن "عام امریکی" آدمی /i/ اور /y/ کی الگ حیثیت پر مطمئن نہیں ہوگا۔ حالانکہ روایتی ہجا میں ان سے خاصی الجھن پیدا ہوتی ہے۔ اس سے اس بات کی نشان دہی ہوتی ہے کہ پہلا متباین زبان کے سانچہ سے زیادہ مطابقت رکھتا ہے۔ /w/ اور /u/ نیز /H/ اور /ə/ کے سلسلہ میں بھی ایسا ہی مسئلہ پیدا ہوتا ہے۔

20.18 اوپر آخری مشق میں پیش کردہ مسائل بہت معمولی معلوم ہوتے ہیں، لیکن ایسا نہیں۔ بہت سی زبانوں میں مصمتی [y] اور مصوتی [i] یا اس جیسی آواز میں کوئی متخالف نہیں۔ ہوسکتا ہے ان زبانوں کے مجموعی صوتی نظام میں انگریزی کی طرح مصمتی اور مصوتی نظام کے درمیان واضح امتیاز کی ضرورت نہ ہو۔ کوئی امریکی جو ایسی زبان پر کام کررہا ہو، آسانی سے غلط نتیجہ نکال سکتا ہے، اسی طرح اس زبان کا بولنے والا بھی جو انگریزی پر کام کررہا ہو، [i] یا [y] جیسی آوازوں کا منصب ـــــ یعنی مصمتوں یا مصوتوں میں ان کی درجہ بندی، یا دونوں جیسی ہونے کا ابہام یا زبان میں کسی تیسری قسم سے ان کا تعلق ـــــ ایسا سوال ہے جس سے زبان کے تفصیلی فونیمی تجزیہ میں دوچار ہونا ہی پڑے گا۔ اس فیصلہ تک پہنچنے کے سلسلے میں عملی ترکیبیں یہاں پیش نہیں کی جاسکتیں لیکن ان کوششوں کا منشا یہ معلوم کرنا ہونا چاہیے کہ آیا انگریزی مصمتوں اور مصوتوں کی طرح ان کے درمیان کوئی بڑا فرق موجود ہے، اس فرق کی کیا نوعیت ہے؟ اور کس طرح ہر فونیم پورے نظام میں کھپ جاتا ہے؟ ایسی زبانیں بھی معلوم ہوتی ہیں

جن میں مصمتہ اور مصوتہ کی تقسیم انگریزی جتنی اہم نہیں ہے' بلکہ شاید بالکل ہی نہیں۔

20.19 اس کا مطلب یہ ہے کہ مصوتوں اور مصمتوں کا امتیاز صوتی نہیں' بلکہ فونیمی ہے۔ یہ بات بالکل ٹھیک ہے۔ بہت سی امریکی بولیوں میں /r/ صوتیاتی طور پر مصمتوں سے زیادہ مصوتوں سے مشابہ ہوتا ہے۔ تاہم /r/ مصمتوں میں شامل ہوتا ہے۔ اس مقام پر مشکل سے بچنے کے لیے مصوتہ اور مصمتہ کی اصطلاح کو فونیمیات کے لیے مخصوص کیا جاسکتا ہے اور صوتیات میں "مصوتہ نما" اور "غیر مصوتہ نما" کی اصطلاحیں استعمال کی جانی چاہئیں۔ "مصوتوں" اور "مصمتوں" کے بلا قید استعمال سے کوئی بڑا نقصان نہ ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ کبھی کبھی صوتیاتی اور فونیمیاتی ساختی اقسام ایک دوسرے سے کس قدر ہم آہنگ ہو جاتی ہیں۔ تاہم ان کا اس طرح کا فعل لازمی نہیں اور اکثر ان دونوں کی تفصیل میں ہم آہنگی کا فقدان بھی نظر آتا ہے۔ ایسی صورتوں میں اصطلاحوں کے اطلاق میں احتیاط ضروری ہوگی

20.20 مصوتوں اور مصمتوں میں دو جُزی تقسیم انگریزی میں بنیادی اہمیت رکھتی ہے لیکن ایک تقسیم اس سے بھی زیادہ اساسی ہے۔ یعنی مصوتوں اور مصمتوں کا ایک گروہ، چار بل اور /+/ کا دوسرا اور چار سُروں اور تین اختتامیوں کا تیسرا۔ ان تین ذیلی نظاموں کے درمیان بھی مصوتوں اور مصمتوں کے مانند راست تخالف مفقود بلکہ ناممکن ہے انگریزی ملفوظوں کی صوتی ساخت میں ہر گروہ تقسیم کی ایسی خصوصیات کا حامل ہے کہ ہر ایک دوسرے سے واضح طور پر الگ کیا جاسکتا ہے۔ علاوہ بریں فونیمی نظام میں یہ تقسیم اس مارفیمی نظام کی تقسیم کے متوازی ہے جس سے مارفیموں کی فرد بھی تین گروہوں میں بٹ جاتی ہے۔ یعنی کچھ مارفیم مصوتوں اور مصمتوں پر مشتمل ہوتے ہیں (یا اس اصطلاح میں ان کو بیان کیا جاسکتا ہے)۔ ان مارفیموں میں کسی اور ذیلی نظام کے فونیم کبھی شامل نہیں ہوتے۔ مارفیموں کا ایک اور گروہ محض بل اور /+/ ہی کے عناصر پر مشتمل ہوتا ہے۔ تیسرا گروہ صرف سُر اور اختتامیوں پر ہی مشتمل ہوتا ہے۔ تینوں گروہوں کا انگریزی قواعدی ساخت میں الگ الگ مقام ہے۔ اگرچہ فونیموں کے تینوں گروہوں کے درمیان یکسر بے تعلقی نہیں ہے اور نہ ہی مارفیموں کے تینوں گروہوں کے درمیان' تو بھی یہ تقسیم بہت دُور رس اور بنیادی ہے۔

20.21 یہ تقسیم اور دوسری تمام کمتر ذیلی تقسیمیں بھی انگریزی ساخت کی خصوصیات ہیں۔

اپنے بنیادی خاکہ کے اعتبار سے یہ تمام ہم رشتہ زبانوں میں مشترک ہے اور اتفاق سے بعض دُور کی زبانوں میں کچھ ملتی جلتی چیزیں ہو سکتی ہیں، لیکن یہ کوئی آفاقی انداز نہیں ہے۔ لاتعداد زبانیں ایسی ہیں جن کی ساخت بالکل مختلف ہے۔ ابھی تک ہمیں اتنی کم زبانوں کی فونیمی ساختوں کا علم ہے کہ انگریزی نظام سے تمام تر نظاموں کا مقابلہ کرنا ممکن نہیں۔ البتہ بہت سی زبانوں کے سانچوں کے کچھ حصے متعین طور پر معلوم ہو چکے ہیں۔ بہت سی زبانوں میں مارفیمی مادے مصمتوں، مصوتوں اور زور پر مشتمل ہوتے ہیں اور فونیمی نظام کے یہ حصے انگریزی فونیموں کے مقابلہ میں کہیں زیادہ ایک دوسرے سے پیوست ہوتے ہیں۔ یہ تسلیم کر لینے کی کافی وجہ ہے کہ ایسی بہت سی زبانوں (سُر والی زبانوں) میں ایک اور ذیلی نظام بھی ہوتا ہے جس میں ایسے فونیم شامل ہوتے ہیں جنہیں انگریزی اختتامیوں کے مقابل رکھا جا سکتا ہے اور یہ قواعد کے ایسے ذیلی نظام سے وابستہ ہوتے ہیں جسے انگریزی کے سُر لہر کے مقابل رکھا جا سکتا ہے۔ ایسی فونیمی تنظیموں کے اشارے بھی ملتے ہیں جو دیگر طریقوں سے انگریزی سے مختلف ہیں۔

تین بڑے فونیمی ذیلی نظاموں کا اجتماع (جیسا کہ انگریزی میں ہے) دوسری زبانوں میں بھی واقع ہوتا ہے یا نہیں، ابھی تک ہمارے علم میں نہیں ہے۔ میرا خیال ہے کہ تمام زبانوں میں کم از کم دو نظام ضرور ہیں لیکن مجھے یقین ہے کہ ان ذیلی نظاموں میں ایسے صوتیاتی عناصر جو ایک دوسرے کے مقابل رکھے جا سکیں، ہر ہر زبان میں مختلف ہوں گے۔ کلمہ کی شکلوں میں صرف ان فونیموں ہی کا فرق نہیں ہوتا جن پر وہ مشتمل ہوتے ہیں، بلکہ زیادہ بنیادی فرق اس انداز کا ہوتا ہے جو انہیں ایک نظام میں منسلک کر دیتا ہے۔

باب

21

# تحصیلِ زبان میں فونیمی مسائل

21.1 کوئی بھی شخص کسی زبان کے ذخیرۂ الفاظ کے قلیل حصّے ــــ بالعموم بہت ہی قلیل حصّے ــــ سے زیادہ پر قدرت نہیں رکھتا۔ عام آدمی کچھ نئے الفاظ روز سیکھتا ہے اور زندگی کے کسی دَور میں اپنے ذخیرۂ الفاظ میں بہت زیادہ اضافہ کرتا ہے۔ امریکی طالبِ علم کے لیے اس اضافے میں تازین عامیانہ محاورہ ٹکنالوجی کی ترقّی کی وجہ سے نئے الفاظ زیرِ مطالعہ مضمون کی خاص اصطلاحات اور روابط کے بڑھنے سے متفرق الفاظ شامل ہوتے ہیں۔ ساتھ ہی بہت سے الفاظ اس کے فعال ذخیرے سے خارج ہوتے رہتے ہیں۔ بہت کم لوگ ہی دس سال پہلے کے عامیانہ محاورے کو یاد رکھ سکتے ہیں ؟ علمی اصطلاحات کا بھول جانا تو طالبِ علموں اور استادوں دونوں ہی کا دردِ سر ہے۔ ذخیرۂ الفاظ کسی شخص کی زبان پر قدرت کی ایک عارضی خصوصیت ہے، جس میں اضافہ اور کمی کا ہونا یکساں آسانی اور سرعت کے ساتھ جاری رہتا ہے۔

ہر اہلِ زبان کو ذخیرۂ الفاظ سے زیادہ قواعد پر قدرت حاصل ہوتی ہے۔ یقیناً بعض ایسی نحوی ساختیں ہو سکتی ہیں جن کو وہ کبھی استعمال نہیں کرتا اور ہو سکتا ہے کہ سننے یا پڑھنے پر بعض مکمّل طور سے واضح نہ ہوں۔ عین ممکن ہے کہ بہت سی اشتقاقی صورتوں کو وہ بالکل نہ جانتا ہو لیکن جن الفاظ میں ان کا استعمال ہوتا ہے، ان سے خوب واقف ہو۔ تصریفی نظام کی بعض خصوصیتوں سے وہ نسبتاً نامانوس یا بالکل ناواقف ہو سکتا

ہے۔ غرض یہ کہ مارفیمیات پر بھی مکمل عبور بہت کم لوگوں کو حاصل ہے لیکن مارفیمیات سے واقفیت نہ تو اتنی کم ہوتی ہے نہ اتنی عارضی جتنی ذخیرۂ الفاظ سے ہوتی ہے۔

علمِ اصوات اس سے بھی زیادہ کا متقاضی ہوتا ہے۔ جو شخص تتلاتا ہے یعنی کسی فونیم /s/ کے ایک ذیلی فونیم کا بھی غلط استعمال کرتا ہے، اہلِ انگریزی اسے فوراً پہچان لیں گے کہ یہ اصل سے انحراف کر رہا ہے۔ کسی بہت کم یاب فونیم یا خوشہ کے غلط تلفّظ سے بھی کلام نمایاں طور پر نامانوس یا قابلِ اعتراض قرار پائے گا۔ اس سے بولنے والے اور اہلِ زبان کے درمیان ایک سماجی دیوار حائل ہو سکتی ہے۔ البتہ استعمالِ عام سے کسی انحراف کو دوسروں کے مقابلہ میں بلا تامل انگیز کر لیا جاتا ہے۔ یہ تو عین ممکن ہے کہ مشکل الفاظ یا ساختوں سے اجتناب کر لیا جائے، لیکن یہ امکان بہت کم ہوتا ہے کہ اس انداز سے گفتگو کی جائے کہ بعض فونیموں یا ان کے مرکبات سے مفر ہو سکے۔

لہٰذا بول چال کی حد تک زبان پر قدرت کے لیے ضروری ہے کہ اصوات کا تقریباً سو فی صدی اور قواعد کا پچاس سے نوّے فی صدی تک علم ہونا چاہیے۔ ذخیرۂ الفاظ کے ایک فی صدی یا اس سے کم سے بھی کبھی خوب کام چل جاتا ہے۔

21.2۔ زبان کی بول چال سیکھنے کے لیے اصوات پر عبور حاصل کرنا بنیادی مسئلہ ہے۔ مزید برآں یہی وہ مقام بھی ہے جہاں بالغان میں تحصیلِ زبان سب سے زیادہ غیر تسلّی بخش ہوتی ہے۔ بعض اشخاص خاص طریقوں کے بغیر ثانوی زبان کو روانی اور صحت کے ساتھ بولنا فوراً سیکھ لیتے ہیں لیکن ایسے بہت کم لوگ ہوتے ہیں۔ امریکہ میں دسیوں سال سے رہنے والے بہت سے تارکینِ وطن اپنے تکلّم میں اب بھی بدیسی ہیں۔ اصوات پر عبور کا تعلیم سے بھی کم ہی تعلق ہوتا ہے۔ کالجوں کے پروفیسر اور معمولی آدمی ایک ہی سی دقّت سے دو چار ہوتے ہیں۔ کچھ لوگ تو عدمِ استعمال کے باعث مادری زبان پر اپنی قدرت کھو بیٹھتے ہیں اور نئی زبان بھی نہیں سیکھ پاتے۔ اگر بہت برسوں تک سننے اور بولنے کے باوجود بھی مناسب عبور حاصل نہیں ہو سکتا تو لازم آتا ہے کہ ثانوی زبان کے مطالعہ میں بالغان کو اس کی اصوات کی طرف خصوصی توجہ دینی چاہیے۔

بچّے نئی زبانیں نسبتاً جلدی اور اطمینان بخش طور پر سیکھ لیتے ہیں۔ ایک وجہ یہ بھی ہے کہ ان کے ذہن پر ذخیرۂ الفاظ جمع کرنے کا خیال مسلط نہیں ہوتا۔ اس طرح

وہ اصوات اور مارفیمیات کے سانچوں پر زیادہ توجہ دیتے ہیں۔ لیکن سب سے اہم وجہ یہ ہے کہ جب وہ نئی زبان کی طرف متوجہ ہوتے ہیں تو ان کی تکلّم کی عادتیں اتنی راسخ نہیں ہوتیں۔ بلوغت کی ابتدا میں کسی وقت ایسا مقام آجاتا ہے جہاں اصوات سے متعلق سانچے متعیّن ہو جاتے ہیں! اس کے بعد ایسی نئی عادتیں آسانی سے اختیار کی جاسکتیں جن میں پُرانی عادتوں سے مشابہت نہ ہو۔ ذخیرۂ الفاظ کے سلسلے میں ایسا مقام نہیں آتا۔ شدت کا یہ درجہ مارفیمیات کے سلسلے میں بھی نہیں در آتا۔ بالغوں کے ہاں تحصیلِ زبان میں خاص مسئلہ بنیادی طور پر اصوات سے متعلّق ہوتا ہے۔

21.3 اس باب کا عنوان "تحصیلِ زبان میں فونیمی مسائل" رکھا گیا ہے۔ اس عنوان کا جواز ثابت کرنا شاید ضروری ہے۔ ہم یہ فرض کر رہے ہیں کہ مقصد زبان کا بولنا سیکھنا ہے، فونمی توضیح پیش کرنا نہیں ہے۔ یہ دونوں باتیں بالکل مختلف ہیں۔ کروڑوں لوگ کوئی نہ کوئی زبان روانی سے اور قابلِ قبول طور پر بولتے ہیں ان میں سے شاید محض چند ہزار نے ہی اپنی زبان کے نظامِ اصوات پر غور کیا ہوگا۔ جن بعض لوگوں نے غور بھی کیا ہے۔ ان میں سے بہت سے اس موضوع سے متعلق سراسر غلط تصوّرات رکھتے ہیں۔ کسی زبان کے بولنے پر قدرت حاصل کرنے کے لیے فونیمی نظام کی تفہیم کوئی شرط اوّل نہیں ہے۔

صرف اتنی بات کی ضرورت ہے کہ شعوری کوشش کے بغیر آلاتِ تکلّم کو اس طرح استعمال کیا جاسکے کہ اس زبان کی مخصوص آوازوں کا انداز پیدا کیا جاسکے۔ یہ معاملہ صرف عضلاتی عادات اور کسی حرکت کو بار بار دُہرانے کا ہے۔ ماہرین جو فونیمی نظام پیش کرتے ہیں، وہ ان سے پیدا شدہ سانچوں کی توضیح کے علاوہ کچھ نہیں ہوتا۔ اگر نئی اصوات پر عبور حاصل کرنے کی شعوری اور منظم کوشش کی جائے تو اس منصوبہ کو بعض توضیحی بیانات پر مبنی ہونا چاہیے۔ فونیمی بجزیہ اس میں مددگار ہوگا۔ لیکن سب کچھ یہی نہیں ہوتا۔ تحصیل اصوات کے نظریہ پر مبنی ایک مناسب پروگرام بھی بننا ضروری ہوگا۔

کسی بالغ کے زبان سیکھنے کے لیے ضروری نہیں کہ وہ فونیمیات کا عالم بھی ہو۔ اگر وہ ایسے استاد کی نگرانی میں کام کر رہا ہے جو ان مسائل کو سمجھتا ہے تو اگرچہ اسے ضروری رہ نمائی خارج سے حاصل ہو جائے گی، تاہم اس صورت میں بھی مسئلہ کی نوعیت کا واضح تصوّر مفید ہوگا۔ اور زبان کو موثّر طور پر اور بسرعت سیکھنے میں مدد دے گا۔ اگر ایسا استاد نہ

مل سکے ـــــ جیسا کہ اکثر زبانوں کی صورت میں عام طور پر ہوتا ہے ـــــ تو طالب علم کو خود ہی راہ کا تعین کرنا ہوگا۔ اس کے بغیر اس کی کوششیں بیشتر رائگاں ہوں گی یا اس سے بھی بدتر یہ کہ غلط تلفظ کی عادتیں پڑ جائیں گی۔ کم ترین درجہ یہ ہے کہ طالب علم کو اس مسئلہ کی عمومی نوعیت ضرور سمجھنا چاہیے اور نامناسب تلفظ کے امکان کا ہر دم خیال رکھنا چاہیے۔ کسی مخصوص زبان کے سیکھنے میں کیا خاص مسائل ہیں ان کا بین علم بڑا مددگار ہوگا۔ لسانیات کے مبادیات کی تفہیم سے کامیابی اور ناکامی کے درمیان فرق محسوس کیا جا سکے گا۔

21.4 دو بنیادی عوامل ایسے ہیں جن کا ہمیشہ خیال رکھنا چاہیے۔ اوّل تو یہ کہ فونیمی نظام (یا صحیح طور پر وہ صوتی انداز جو ان سے ظاہر ہوتے ہیں۔) متبائن ہوتے ہیں کبھی بھی نظام کا دوسرے کے حوالہ سے ذکر نہیں کیا جا سکتا۔ کسی دوسری زبان کی عادت کے مطابق کسی کلمہ کا تلفظ لازماً غیر تسلی بخش نتائج پیدا کرے گا۔ کسی دوسری زبان کے انداز پر کلمہ کو سننے سے اکثر بات سمجھنے میں ناکامی ہوتی ہے۔ دوسرے یہ کہ مادری زبان کے سانچے اس قدر راسخ ہوتے ہیں کہ بالغ شخص کی سماعت بھی ان کے زیرِ اثر ہوتی ہے۔ کیسی بھی مختلف آوازیں سماعت میں آئیں، اس اثر سے نہیں بچ سکتیں۔ غرض ثانوی زبان سیکھنے کی مشکلات نئی اور پرانی دونوں زبانوں سے پیدا ہوتی ہیں۔

اگرچہ یہاں خاص طور پر ہمارا تعلق اصوات سے ہے لیکن یہ اشارہ ضرور کیا جا سکتا ہے کہ تحصیلی مسائل مارفیمیات اور نحو میں بھی کچھ ایسے ہی ہوتے ہیں۔ نئے انداز سیکھنا اس عمل کا صرف ایک حصّہ ہے۔ پرانے انداز سے خود کو آزاد کر لینا بھی اسی قدر اہم ہے بلکہ کبھی اور بھی زیادہ مشکل ہوتا ہے۔ انگریزی اور نئی زبان دونوں ہی کی قواعد کا علم معاون ہوتا ہے۔ اگرچہ ضرورت اس بات کی ہے کہ ان منظّم قاعدوں کی مدد کے بغیر عام عادت کے نمونوں سے بولنا سیکھا جائے۔

21.5 ثانوی زبان کے فونیمی نظام کا علم ہی دراصل کافی نہیں ہوتا۔ ہندی کی نصابی میں تلفظ کا کچھ نہ کچھ بیان ضرور ہوتا ہے۔ اگرچہ فونیمی اصطلاح میں کم تر ہی گفتگو ہوتی ہے /p/ اور /ph/ کا فرق یہ بتایا جاتا ہے کہ آخر الذکر میں "سانس کی پھنکار" شامل ہوتی ہے۔ بڑی حد تک یہ ٹھیک بھی ہے اور یہ ضروری معلومات میں سے ہے۔

لیکن اگر اس کو اسی حد تک دیکھا جائے تو یہ بات بڑی گمراہ کن بھی ہو سکتی ہے۔ طالب علم فوراً یہ سمجھ لیتا ہے کہ یہاں مسئلہ صرف یہ ہے کہ پیشتر مانوس آواز میں ہکاریت کا اضافہ کر دیا جائے۔ اس لیے ہندی /p/ کو انگریزی /p/ کی طرح بولا جاتا ہے جو عموماً [ph] جیسی ہوتی ہے۔ ہندی /ph/ ادا کرنے کے لیے کوشش کر کے اس کی ہکاریت میں اور اضافہ کر دیا جاتا ہے، بس سے اکثر کچھ [phəh] جیسی آواز سنائی دیتی ہے۔

زیادہ محتاط مصنّف یہ لکھ سکتا ہے کہ ہندی /p/ کم و بیش spin میں انگریزی p سے مشابہ ہے اور /ph/ pin کی p سے۔ عام امریکی آدمی کو اس سے کوئی مدد نہیں ملتی کیوں کہ (1) انگریزی فونیمی نظام کے تقاضے کے مطابق وہ مطلوبہ تقاضے کو سمجھتا ہی نہیں کہ اس کے لیے pin اور spin دونوں کی /p/ ایک ہی سی ہے۔ (2) وہ spin کی p ۔ کو ہندی /pəl/ 'پل' جیسے لفظوں میں ادا کر ہی نہیں سکتا اس مقام پر وہ لازماً [ph] استعمال کرے گا۔ اس لیے اسے /pəl/ اور /phəl/ میں التباس ہوتا ہے۔ (3) کسی حد تک یہ بیان آواز اور علامت یا تقریر و تحریر کے خلط مبحث کا مظہر ہے — یہ پریشانی اس کے لیے بالکل فطری ہے اور جب تک اس کے خلاف جدو جہد نہ کی جائے یہ پریشانی لاحق ہوتی رہے گی۔

21.6 یہ امر خاطر نشان رہے کہ گزشتہ فصل میں مذکورہ مثال صوتی نہیں بلکہ فونیمی مسئلہ ہے۔ کوئی نئی آواز در نہیں آتی۔ [p] اور [ph] دونوں ہی مانوس آوازیں ہیں۔ یہی کیفیت بعض دوسری قریبی مماثلت رکھنے والی آوازوں کی بھی ہے۔ یہاں صرف استعمال ہی میں نیا پن ہے۔ ایک زبان میں /p/ اور /ph/ ایک ہی فونیم کی دو ذیلی شکلیں ہیں، دوسری میں دو متخالف فونیم ہیں۔

لہٰذا ثانوی زبان سیکھنے میں اصوات کا مسئلہ نئی آوازوں کے سیکھنے کا نہیں بلکہ بڑی حد تک پرانی آوازوں کے نئے استعمال سیکھنے کا ہے۔ چٹکار آواز والی زبان میں بھی، جسے اجنبیت کی معراج سمجھا جاتا ہے، نئی چیز کمتر ہی ہوتی ہے۔ ہر امریکی بہت سی چٹکار آوازوں سے واقف ہوتا ہے اور گھوڑوں کو ہانکنے، ہنسی مذاق کی محفلوں اور بچوں کو بہلانے میں ان کا استعمال کرتا ہے۔ یہ صرف ان کا استعمال ہے — یعنی لسانیاتی سانچے میں ان کا مقام جوان کے فونیمی منصب کے طور پر بیان کیا جا سکے — جس میں نیا پن ہوتا

ہے اور جس سے بڑی دقت پیدا ہوتی ہے۔ نئی آوازوں سے بھی مشکلات پیدا ہو سکتی ہیں۔ لیکن ان سے اتنا بڑا مسئلہ پیدا نہیں ہوتا جتنا عام طالبِ علم خائف رہتا ہے۔

21.7 لہٰذا ایک ضروری امر تو یہ ہے کہ انگریزی فونیمیات کا کچھ علم ہونا چاہیے۔ یہی وجہ ہے کہ اس موضوع پر اس کتاب میں چار باب صرف کیے گئے ہیں۔ ان سے انگریزی اصوات کے مجموعی نقشے کی کسی نہ کسی حد تک تفہیم پیدا ہو جائے گی۔ لیکن صرف اتنا ہی کافی نہیں۔ اس واقفیت کا موثر استعمال کرنے کے لیے طالبِ علم کا یہ جاننا ضروری ہے کہ اس کے اپنے تکلّم پر اس کا اطلاق کس طرح ہوتا ہے۔ اس کو یہ معلوم ہونا چاہیے کہ انگریزی کے چھتیس رکنی مرکزوں میں وہ عادتاً کتنے اور کہاں کہاں استعمال کرتا ہے؟ اسے ان کو شناخت کرنے کی صلاحیت ہونی چاہیے اور یہ بات مفید ہوگی کہ وہ حسبِ منشا ان میں سے کوئی آواز بھی نکال سکے۔ صرف اتنا ہی کافی نہیں کہ وہ فونیموں کی مجموعی تعداد جانتا ہو بلکہ ذیلی فونیموں کا بھی کچھ علم ہونا ضروری ہے۔ جیسا پہلے اشارہ کیا جا چکا ہے، فونیموں کی فہرست کے تخالف سے دو فونیمی نظاموں کا موازنہ کرنا بالکل گمراہ کُن ہوگا۔ کوئی سے دو نظاموں کے درمیان مقامِ اتحاد صرف صوتی ہوتا ہے۔ یوں بھی کہا جا سکتا ہے کہ اصل مسئلہ یہ ہے کہ پہلے طالبِ علم کے تکلّمی سانچوں کو ذیلی فونیموں میں الگ الگ کر دیا جائے اور پھر ان ذیلی فونیموں کو نئی اکائیوں میں مجتمع کر دیا جائے، شاید اس عمل میں بعض کا اضافہ کرنا پڑے۔

21.8 دوسرا ضروری امر یہ ہے کہ جو زبان سیکھنی ہے اس کے فونیمی نظام کا علم ہونا چاہیے۔ یہ ذرا زیادہ مشکل ہوتا ہے۔ اس سلسلے میں چار صورتیں خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں :-

1 ۔ اس فونیمی نظام کا عمدہ تجزیہ موجود ہو۔ افسوس یہ ہے کہ اس طرح کے تجزیے بہت کم زبانوں کے شائع ہوئے ہیں۔ بعض اس طرح پیش کیے گیے ہیں کہ مبتدیوں کے لیے خاص طور پر مفید ہیں، بعض دیگر صرف ماہرینِ لسانیات کے نقطۂ نظر سے شائع کیے گئے ہیں اور ان کا انداز خاصا تکنیکی ہوتا ہے۔ بہر طور اگر تجزیہ دستیاب ہے تو اس طالبِ علم کے لیے جو اپنا کام خود کر رہا ہے اور اس استاد کے لیے جو رہ نمائی کا کام انجام دے رہا ہے، کسی حد تک آسانی ہو جاتی ہے۔

وہ طالبِ علم کی مادری زبان کے معلوم حقائق اور نئی زبان بولنے کی اس کی کوششوں کا راست موازنہ کرسکتا ہے۔ اس سے ان مقامات کی نشان دہی ہو جائے گی جن پر خاص مشق کی ضرورت ہے اور ان مقامات کی بھی جہاں غلطیوں کی گرفت کے لیے مسلسل متوجہ رہنے کی ضرورت ہے۔

ہم یہ دیکھ چکے ہیں کہ انگریزی مصوتی نظام کے متنوع تجزیات پیش کیے جاتے ہیں۔ جو طالبِ علم انگریزی کو ثانوی زبان کی حیثیت سے سیکھ رہا ہے، اس کے لیے ان میں سے کوئی ایک بھی مفید ہو سکتا ہے۔ (ان میں سے بعض صرف اسی وقت مفید ہوں گے جب طالبِ علم وہ خاص بولی سیکھ رہا ہو، جس پر ان کا نفاذ ہوتا ہے۔) اس کا مطلب یہ نہیں کہ یہ سب مساوی طور پر مفید ہیں۔ ان میں سے اکثر /ɨ/ اور /ə/ یا /ɨ/ اور /e/ کے درمیان امتیاز نہیں کرتے اور اہلِ زبان کی سی قدرت حاصل کرنے کے لیے انگریزی اصوات میں /ɨ/ کی شمولیت لازمی ہے۔ تاہم اس مقام پر غلطی اتنی فاحش نہیں ہوتی جتنی بعض دوسرے فونیموں کے سلسلے میں ہونے کا امکان ہے۔ فونیمی ہونے کے باوجود اب تک /ɨ/ کے نظر انداز ہونے کی وجہ دراصل یہ ہے کہ اسے دوسرے فونیموں سے ایسے تضادات الگ کرتے ہیں جو تعداد میں کم اور فعالیت میں غیر اہم ہیں۔

انگریزی سیکھنے والے بہت سے غیر ملکیوں کے لیے ایسے تجزیات کی بڑی اہمیت ہے جن میں انگریزی کے "طویل مصوتوں" کی دُہری صوتی نوعیت پر زور دیا جاتا ہے۔ انگریزی کے فونیمی نظام کی یہ بڑی اہم خصوصیت ہے۔ انگریزی سیکھنے والے غیر ملکیوں میں ایک عام غلطی یہ ہوتی ہے کہ وہ یہ دُہری آوازیں ادا نہیں کرسکتے۔ اس کے بجائے وہ سادہ مصوتے استعمال کرتے ہیں جو گزشتہ تجربہ کی وجہ سے ان کی عادت بن چکے ہیں۔ اس کے برعکس سادہ مصوتوں کے بجائے دُہرے صوتی مرکزوں کا استعمال بہت سی زبانوں کے "انگریزی سرلہر" کی عام خصوصیت ہے۔ اس صورتِ حال کے باعث بہتر یہی ہے کہ انگریزی میں دہرے مصوتوں کی علامتوں کا استعمال کرکے اس تخالف کو واضح کر دیا جائے۔

بہت سی دوسری زبانوں میں ایسے متنوع تجزیات ممکن ہیں۔ تجزیہ کی کوئی بھی صورت اسی حد تک مفید ہوگی جس حد تک اس میں زبان کے حقائق کا

بیان آ گیا ہو۔ جب مواد کی توجیہ کا اختیار ہو تو اس تجزیہ کو ترجیح دی جانی چاہیئے جو طالبِ علم کی مادری زبان اور سیکھی جانے والی زبان کے اختلافات کو واضح طور پر ظاہر کرتا ہو۔

21.9 2 ۔ اگر ایک اچھا لیکن نامکمل تجزیہ دستیاب ہو: تحصیلِ زبان کے نقطۂ نظر سے توضیح کے عام نقائص میں سے ایک یہ ہے کہ اس میں سُر، بل، آہنگ اور بالخصوص تغیر نیز اختتامیوں کی توضیح نہیں کی جاتی۔ بہت سی زبانوں میں مصوتوں اور مصمتوں کی مناسب توضیحات مل جاتی ہیں لیکن نظام کے دوسرے حصوں کے بارے میں کچھ بھی نہیں ملتا۔ خطرہ یہ ہے کہ ایسے تجزیات فضول سے بھی زیادہ بدتر ثابت ہوں کیوں کہ جہاں تک یہ کام دیتے ہیں مفید ہیں لیکن طالب علموں اور استادوں میں اصوات کے دوسرے پہلوؤں کو نظر انداز کرنے کے رجحان کو تقویت بہم پہنچاتے ہیں۔

عام طور پر اوسط امریکی لوگوں کے لیے سُر لہر اور آہنگ کے انداز سب سے بڑی مشکل کا باعث ہوتے ہیں، اگرچہ بہت سے اس کا کوئی احساس بھی نہیں کرتے۔ اس پر براہِ راست شدید توجہ کی ضرورت ہوتی ہے۔ یہ بالکل ابتدا میں ہی ہونا چاہیے، قبل اس کے کہ انگریزی زدہ سر لہر تکلمی عادتوں پر غالب آجائے۔ زبان کی دوسری تمام خصوصیتوں سے پہلے اس پر توجہ دی جانی چاہیے۔ اگر دستیاب معلومات سے مفید طور پر ان کی وضاحت نہیں ہوتی تو طالبِ علم یا اس کے استاد کو ان کو حل کرنا چاہیے۔

نامکمل ہونے کی ایک صورت، جس سے عمدہ فونیمی توضیح کی افادیت کم ہو جاتی ہے یہ ہے کہ ذیلی فونیموں کی مناسب صوتی توضیح حذف کر دی گئی ہو۔ فونیموں کی محض فہرست سے بھی ان مختلف غلطیوں سے آگاہی تو ہو جائے گی جو طالب علم سے سرزد ہو سکتی ہیں لیکن طالبِ علم کے کام کی رہ نمائی کے لیے اتنی ہی بات کافی نہیں ہوتی۔ اس سے ان دو فونیمی نظاموں کا باہمی رشتہ واضح نہیں ہوگا جن سے طالبِ علم کو واسطہ ہے۔ یہ موازنہ صرف صوتی سطح پر ہی ہو سکتا ہے۔ اگر ان کا مناسب بیان موجود نہ ہو تو اہلِ زبان اطلاع دہندہ کے کلام میں فونیموں کی شناخت کر کے اور پھر ان کی صوتی خصوصیات کا مشاہدہ کر کے اس کا فراہم کیا جانا ضروری ہے۔

21.10 3 ۔ تجزیہ بہت ناقص ہو: دانشمندی کا تقاضا یہ ہوگا کہ اسے فوراً مسترد

کر دیا جائے اور نئے سرے سے کام شروع کیا جائے جیسے یہ تھا ہی نہیں۔ لیکن اس کے ناقص ہونے کی شناخت کرنا بھی ایک مسئلہ ہے۔ اس کا واحد طریقہ یہ ہے کہ جو بھی بیان دستیاب ہے اسے اہلِ زبان اطلاع دہندہ کے کلام سے جانچ لیا جائے۔ اعلیٰ ترین عالم لسانیات بھی اصوات کا ایک ایسا بیان پیش کر سکتا ہے جو مبتدی کے مقصد کے لیے غلط ہو۔ ہو سکتا ہے یہ کسی اور بولی پر مبنی ہو۔ یہ بھی ممکن ہے کہ مشاہدہ کی بنیاد ایسے اطلاع دہندہ کا کلام ہو جو لکنت کا شکار ہے۔ (ایسا ہو چکا ہے) خواہ امکانات دور از کار ہوں لیکن انہیں بالکل خارج از بحث قرار نہیں دیا جا سکتا، اہلِ زبان اطلاع دہندہ کا کلام آخری سند ہوتا ہے۔

اصوات کے ناقص تجزیہ کی داخلی شہادت بھی عام طور پر مل جاتی ہے۔ مندرجہ ذیل کو خاص طور پر ان میں سے کئی ایک کو ملا کر، نامعتبر ہونے کی قیاسی شہادت تصور کیا جا سکتا ہے۔

(ا) بعض لوگ بلا وجہ تلفّظ کو انگریزی مرادفات کی اصطلاح میں پیش کرتے ہیں۔ اسے بہت احتیاط سے کیا جائے (جو بہ مشکل ہی ہوتا ہے) تو بھی یہ گمراہ کن ہو سکتا ہے۔ Batc کی آواز barter سے بہت ملتی جلتی ہے۔ یہ بیان کچھ زیادہ برا نہیں (نہ ہی زیادہ اچھا ہے) مگر یہ صرف اس صورت میں کہ آپ آخر الذکر کا تلفّظ /báʜtə/ کرتے ہیں، شاید مصنّف بھی یہی تلفّظ کرتا ہے۔ لیکن اگر بہت سے امریکیوں کی طرح تلفّظ /bártər/ یا /báʜrtər/ کیا جائے تو یہ بیان بہت غلط ہے۔ اطالوی اہلِ زبان سے زیادہ غیر اہلِ زبان یہ آسان سا بیان پیش کرتے ہیں کہ "مصوتے اطالوی کے مانند ہیں۔" یہ بیان بالعموم لغو ہوتا ہے۔

(ب) بعض لوگ طالبِ علم کو خصوصیات نظر انداز کرنے کا مشورہ دیتے ہیں۔ "بعض مصمتے ہکار ہوتے ہیں اور اس لیے h کے ساتھ لکھے جانے چاہئیں، مثلاً dhunhu "چھوٹی پہاڑی" لیکن چونکہ ہکاریت کو یورپی لوگ شناخت نہیں کر پاتے اس لیے اس کو ترک کرنے کا فیصلہ کیا ہے، سوائے اس کے کہ جہاں اس کے حذف سے مطلب خبط ہوتا ہو۔"

(ج) بعض لوگ مایوس ہو کر یہ کہتے ہیں کہ صحیح تلفّظ ناممکن ہے۔ شاید یہاں مصنّف کو ناکامی ہوئی ہو اور شاید اسی طرح دوسرے مقامات پر بھی وہ ناکام ہوا ہو۔

"TL — ناقابلِ بیان تقریباً ناقابلِ حصول اور بہت کم مستعمل"۔

(د) کچھ لوگ محض تاثراتی اور بیشتر مہمل اصطلاحات کا آزادانہ استعمال کرتے ہیں۔ "مصوتہ کو حسبِ منشا پر کر لیجیے۔

(ہ) بعض لوگ لسّانیاتی خصائص کو نسلی یا دوسری غیر متعلق چیزوں کا نتیجہ بتاتے ہیں۔ "اس کا تلوّن اور خوش باش مزاج اس کی خصوصیات کی قابلِ ذکر بات ہے اور اس کی زبان میں بھی اس کا اثر ظاہر ہوتا ہے"۔

(و) بعض لوگ ایسی آوازوں پر متوجہ ہوتے ہیں جو زیرِ توضیح زبان میں سرے سے ہیں ہی نہیں —— "مصمتے f, q, v, x, z, موجود ہی نہیں ہیں"۔

(ز) بعض توضیحات میں تلفّظ اور رسمِ خط کو گڈمڈ کر دیا جاتا ہے —— "یہ محدود رسمِ تحریر تہہ در تہہ اور پریشان کن حرفی اصوات پر محتوی ہے، جنہیں درج ذیل جدول میں دکھایا گیا ہے"۔

(ح) بعض لوگ اہلِ زبان کی بدنہادی سے پریشان ہو جاتے ہیں ..... اہلِ زبان کے لیے g کی آواز —— وہ سادہ و شدید آواز جو go میں ہے، ناممکن معلوم ہوتی ہے۔ حتیٰ کہ تحریر میں بھی —— اس سے پہلے ہمیشہ غنہ آتا ہے"۔

(ط) بعض فونیمیات اور صوتیات کو گڈمڈ کر دیتے ہیں —— بہت سے ماہرینِ صوتیات یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ ch اور j مرکب آوازیں ہیں۔ اس غلطی کا ارتکاب شاید اس باعث ہوا کہ یہ آوازیں فرانسیسی اور جرمن زبان میں نہیں سنائی دیتیں، ان آوازوں کی تشریح کے لیے وہ انہیں tsh اور dzh کے مرکبات کی حیثیت سے تجزیہ کرنے کی طرف متوجہ ہوئے۔ جن قوموں میں یہ آوازیں ہیں وہ انہیں مفرد آواز کی طرح ہی سنتے ہیں"۔ آخری بیان کو دوسرے لفظوں میں یوں کہا جا سکتا ہے کہ "تمام زبانوں میں جن میں وہ فونیموں کی حیثیت سے استعمال ہوتی ہیں، وہ فونیم ہوتی ہیں"۔

(ی) بعض موجودہ زبان کے تلفّظ کو کسی معلوم یا بازساختہ ماخذ زبان کی اصطلاح میں بیان کرتے ہیں۔ "اس حرف کا تلفّظ .... بہت سی زبانوں کے a کے مانند ہوتا ہے یا ah کے مانند یا انگریزی کے father کے a کے مانند —— اس میں کبھی شبہ نہیں کیا گیا کہ یہی اصل آواز تھی"۔

(ک) بعض میں صاف صاف تضادات ہیں ..... " اس میں دُہرے مصوتے نہیں ہیں..... انگریزی کے مندرجہ ذیل پانچ الفاظ ان کی قریب قریب آواز کی مثالیں ہیں ـــــ مصوتے a, e, i, o, u, far fail feel foal fool.

(ل) بعض لوگ مضحکہ خیز ورزشیں پیش کرتے ہیں۔"..... اس کی بہترین توضیح یہ ہو سکتی ہے کہ food کو منہ کے اگلے حصہ سے اور feed کو منہ کے پچھلے حصے سے ادا کرنے کی کوشش کی جائے۔"

تاہم یہ بات خاطر نشان رہے کہ ایسے بیانات جن میں " فونیم" "ذیلی فونیم" وغیرہ کی اصطلاحیں نہ ہوں یا ایسے بیانات جو توضیحی لسانیات میں مستعمل خاکہ کے مطابق نہ ہوں، لازماً قابلِ استرداد نہیں ہوتے۔ بعض ایسے مصنّفین نے بہت عمدہ توضیحات پیش کی ہیں، جن کی یا تو کوئی تکنیکی تربیت نہیں ہوئی تھی یا یہ تربیتِ فونیمی اصطلاحات کے جدید ارتقا سے پیشتر ہوئی تھی۔ بعض بیانات ایسے علمائے لسانیات کے ہیں جو فونیم کا تصور تو رکھتے ہیں لیکن جان بوجھ کر غیر اصلاحی زبان میں لکھتے ہیں۔ اسکے برعکس بعض مصنّفین نے تکنیکی اصطلاحات کو سمجھے بغیر ہی ان کو استعمال کیا ہے۔

21.11 . 4 ۔ کوئی تجزیہ موجود ہی نہ ہو۔ اس صورت میں طالبِ علم یا استاد ہی کو تجزیہ کرنا پڑے گا۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ وہ ایسا مکمّل خاکہ پیش کرے جیسا کہ پیشہ ور ماہر شائع کرتے ہیں، اگرچہ بعض دیگر وجوہ کی بنا پر یہ بہت مفید ہوگا۔ لیکن اسے کسی اہم تضاد یا تضاد کے فقدان کا برابر خیال رکھنا پڑے گا اور اس کے لیے بھی تیار رہنا پڑے گا کہ وہ اطلاع دہندہ کے کلام کے کسی اشارہ سے جو کچھ معلوم کر سکتا ہے معلوم کرے، خواہ وہ اس کی اپنی غلطیاں ہوں، یا اطلاع دہندہ کی تصحیح ہو یا دوسروں کا ردِ عمل اس کا تجزیہ نامکمّل ہو سکتا ہے، لیکن دشوار مقامات کی طرف توجہ منعطف کرنے کے لیے اس کا کافی ضروری ہے۔ اگر طالب علم فونیمی تحریر مرتّب کرلے جس میں وہ اپنی یادداشتوں اور مشقی مواد کو محفوظ کر سکے تو یہ بات بہت مفید ہوگی۔

اس باب کے بقیہ حصّہ میں بعض ایسے معاملات زیرِ بحث آئیں گے جن سے باب 17 میں مذکور طریقوں کی تائید ہوتی ہے۔ بنیادی طور پر ان کا بیان زبان کے طالبِ علم کے نقطۂ نظر سے ہوگا لیکن بیان کا اکثر حصّہ تکنیکی لسانیاتی تجزیہ پر بھی

صادق آ سکتا ہے۔

21.12, 17.2 میں ایسی چار غلطیوں کا ذکر ہوا تھا جو فونیمی تجزیہ کے لیے تیار کی گئی ابتدائی تحریریں عام طور پر در آتی ہیں۔ یہی کسی نئے فونیمی نظام کے طالبِ علم کی پہلی جستجو کی بھی خصوصیت ہوتی ہیں۔ لیکن سب کی نوعیت ایک ہی نہیں ہوتی۔ عام طور پر ضرورت سے زیادہ امتیازات۔(over-differentiation) کی معتدل مقدار خطرناک نہیں ہوتی۔ اس سے مارفیمیات میں بعض غیر ضروری پیچیدگیاں پیدا ہو جائیں گی اور طالبِ علم پر کام کا کچھ بار بڑھ جائے گا۔ بہت زیادہ امتیازات سے طالبِ علم تفصیل کی ایسی بھول بھلیاں میں پھنس جائے گا جس سے ذیلی فونیموں کی صحیح درجہ بندی کر کے بچا سکتا ہے۔

کم امتیازی (Under-differentiation) زیادہ خطرناک ہے۔ اس سے کلام ناقابلِ فہم بھی بن سکتا ہے۔ طالبِ علم کے لیے بعض صورتوں میں ہی ایسا ہوتا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ وہ اتنے عرصے تک ناقص تلفّظ کرتا رہے کہ یہ اس کی عادتوں میں راسخ ہو جائے۔ اور اس سے بعد میں اسے تکلیف اٹھانی پڑے۔ اگر بات ناقابلِ فہم حد تک نہ بھی پہنچے تو بھی اہلِ زبان کے لیے نتیجہ خاصا مکروہ ہو سکتا ہے۔ مثلاً آپ خود اپنے ردِ عمل کو تصور کیجیے جو بعض غیر ملکی لوگوں کے /θ/ کو /s/ یا /t/ سے اور /ð/ کو /z/ یا /d/ سے ممتاز نہ کرنے پر پیدا ہوتا ہے۔ ایسے تلفّظ کی مسلسل کراہیت کے مقابلہ میں غلط فہمی کی واردات کم ہی ہوتی ہے۔

کوئی بھی طریقہ خواہ وہ کتنا ہی منظّم کیوں نہ ہو اس کم امتیازی کی دریافت یا تصحیح نہیں کر سکتا لیکن بعض صورتوں میں شبہ پیدا ہو سکتا ہے اور مواد کی احتیاط کے ساتھ دوبارہ جانچ کی ضرورت ہو سکتی ہے۔ بہت سی صورتوں میں اس کا متعین جواب اطلاع دہندہ کے ساتھ مل کر دوبارہ احتیاط کے ساتھ جانچ کرنے سے ہی حاصل ہو سکتا ہے۔

21.13 ممکن کم امتیازی کی نشان دہی ہم صوتیوں کی بڑی تعداد سے بھی ہوتی ہے یعنی ایسے الفاظ سے جن کے تلفّظ یکساں معلوم ہوتے ہوں۔ ہم صوت الفاظ کے ہر جوڑے کی اطلاع دہندہ سے جانچ کرائی جائے کہ آیا وہ بھی ان کو ایک سا تصوّر کرتا ہے۔ اگر وہ ان کو مختلف بتائے، بالخصوص اگر ایک اطلاع دہندہ کے بتائے ہوئے الفاظ کو دوسرا اطلاع دہندہ صاف الگ الگ پہچانے تو کم امتیازی موجود ہے۔ یہ معلوم کرنے کی ضرورت ہوگی کہ کون سی خصوصیت کو نظر انداز کر دیا گیا یا کسی دوسری کے ساتھ مدغم کر دیا گیا ہے۔

اس کی ایک اضافی اہمیت بھی ہے۔ بہت سے جوڑے اقلی ثابت ہوں گے۔ ان سے بہت اہم مشقی مواد تیار ہوتا ہے، کیوں کہ غلطیوں کو بہت آسانی سے نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔ مزید برآں اگر ان کو پہلے شناخت نہیں کیا جاسکا تھا تو وہ ایسے تخالف کے اقلی جوڑے ہوں گے جن کی مشق کی بے حد ضرورت ہے۔

21.14 کم امتیازی کی پہچان کا ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ ایسے ملفوظوں کو خاص طور پر دیکھا جائے جو غلط سمجھے جاتے ہیں۔ اگر بعض امور بار بار ظاہر ہوتے ہیں تو یہ اس بات کی علامت ہے کہ ان خاص الفاظ کے تلفظ میں کوئی نقص ہے۔ اگر ان میں سے بہت سوں میں ایک سی "آواز" ہو تو عین ممکن ہے نقص اسی مقام پر ہو۔ ان الفاظ "یا آوازوں" پر دھیان رکھتے ہوئے جو غلط سمجھی گئی ہیں، احتیاط سے دوبارہ جانچ ہونی چاہیے۔ تلفظ کو درست کرنے اور تجزیہ کو آگے بڑھانے میں غلطیاں بہت اہم مواد کا کام دیتی ہیں۔ ان کے دونوں استعمالات کو ذہن میں رکھ کر ان پر توجہ کی جانی چاہیے۔

21.15 بعض صورتوں میں مارفونیمی تغیرات کی بے قاعدگیوں سے ان مقامات کا سراغ مل جاتا ہے جہاں اصوات مشتبہ ہیں (لائبیریائی زبان) لوما میں خاص سیاق میں (جس کی تفصیل کا یہاں موقع نہیں) لفظ کے ابتدائی فونیم بدل جاتے ہیں؛

[péle] سے [véle] ہو جاتا ہے اور یوں [i e ɛ a] سے قبل تمام [p] سے [v] ہو جاتا ہے۔

| | | | | |
|---|---|---|---|---|
| [pótè] | [wótè] | [u o ɔ] | [p] | [w] |
| [dódo] | [lódo] | | [d] | [l] |
| [tíli] | [líli] | | [t] | [l] |
| [séi] | [zéi] | | [s] | [z] |

[bíli] سے [víli] ہو جاتا ہے اور یوں [i e ɛ a] سے قبل تمام [b] سے [v] ہو جاتا ہے۔

| | | | | |
|---|---|---|---|---|
| [bú] | [wú] | [u o ɔ] | [b] | [w] |

[báfà] سے [báfà] رہتا ہے اور یوں کسی بھی سیاق میں [b]، ہمیشہ [b] رہتا ہے۔

نظام بہت باقاعدہ ہے۔ (جدول میں نمونۃً متفرق چیزیں دے دی گئی ہیں۔ اگر تمام ممکن ابتدائی مصمتے زیرِ غور آتے تو باقاعدگی زیادہ نمایاں ہو جاتی۔) یہ شبہ میں ڈالنے والی بات ہے کہ [b] کے دو متخالف نمونے نظر آئیں گے ایک [p] سے مشابہ (جیسا کہ

[d] بدل کر [t] کے مانند ہو جاتا ہے) اور دوسرا بغیر کسی تبدیلی کے۔ تحقیق سے معلوم ہوگا کہ [báfà] لکھنا غلط ہے اسے [ɓáfà] ہونا چاہیے یعنی فونیمی طور پر ایک مختلف ابتدائیہ کے ساتھ جس میں درکشیدہ مسموع دولبی بندشی آواز ہے، جو دوسری مثال کی سادہ مسموع دولبی بندشی آواز سے متخالف ہوتی ہے۔ اس تصحیح کے بعد تحریر فونیمی ہوجاتی ہے، [ ] کو بجا طور پر / / سے بدلا جا سکتا ہے۔ اب معلوم ہو جاتا ہے کہ ابتدائی مصمتی تبدیلی کا انداز بہت باقاعدہ ہے۔ بے شک بعض زبانوں میں ایسے مارفونیمی انداز ہوتے ہیں جن میں اتنی باقاعدگی نہیں ہوتی اسی لیے تمام ظاہری بے قاعدگیاں لازماً اسی نتیجہ کی توثیق نہیں کرتیں۔

21.16 ممکن کم امتیازی کی طرف کسی بھی خیال سے توجہ منعطف ہوتی ہو، اگلا قدم یہ ہوگا کہ نئی چیزیں قلمبند کی جائیں، پھر ان کو احتیاط سے جانچ لیا جائے تاکہ یہ یقین ہو جائے کہ اب جو امتیازات قلمبند کیے گئے ہیں وہ واقعی فونیمی ہیں۔ اگر یہ قوی شبہ موجود ہو کہ کوئی فرق موجود ہے تو محض خیالی طور پر اس کے سننے میں کوئی دقّت نہیں ہوتی۔ اس لیے یہ بھی یقین کر لینا چاہیے کہ جو فرق آپ سن رہے ہیں وہ حقیقی اور معنی خیز ہے۔

21.17 کسی نئے فونیمی نظام سے پہلے پہل سابقہ میں طالب علم کبھی بعض الفاظ کے ظاہری متبادل تلفّظ سے پریشان ہوتے ہیں۔ بعض اوقات ایک ہی مارفیم کے دو متباین تلفّظوں کے تلون سے یہ بات پیدا ہوتی ہے۔ جیسے بعض امریکیوں میں /rúf/ اور /rúwf/ کے درمیان ہے۔ یہ فونیمی مسئلہ نہیں ہے جیسا کہ /lúk/: Luke /lúwk/ look جیسے جوڑوں سے ظاہر ہے۔ ان میں ایسا کوئی تبادل نظر نہیں آتا۔ دوسری مثالیں یقیناً مختلف قسم کی ہوں گی۔

بول چال کی زبان سمجھنا سیکھنے کے لیے ایک بات یہ ہے کہ ہر آواز کو اس طرح سننا سیکھ لیا جائے کہ یہ زبان کے ایک فونیم کی نمائندہ ہے۔ جیسا کہ 16.8 میں بھی اشارہ کیا جا چکا ہے، ہر ذیلی فونیم میں کسی حد تک اتفاقی تبادل ضرور ہوتا ہے۔ کسی ذیلی فونیم کی اکثر مثالیں اس کی تمام مثالوں کا کم و بیش اوسط ہوتی ہیں اور ساتھ ہی کسی دوسرے فونیم کی اوسط قیمت سے کہیں بعید ہوتی ہیں۔ دوسرے الفاظ میں ہر ذیلی فونیم میں خاصا تنوع ہوتا ہے۔

کوئی دو فونیم /X/ اور /Y/ لیجیے۔ ان کا ماحول سادہ ہو جس میں یہ ایک دوسرے کے متضاد ہوں۔ تب ان کی بڑی تعداد کی مثالوں پر غور کیا جائے۔ کسی ایک قابلِ پیمائش جزُ کے اعتبار سے ان کی تقسیم کا نقشہ کچھ ذیل جیسا ہو گا۔
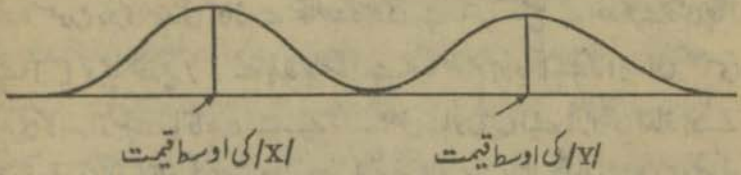
یہ بڑی تعداد شاید ان تمام گزشتہ تجربوں کا مجموعہ ہے جس نے انفرادی طور پر سامع کے فونیمی انداز کو متعیّن کیا ہے۔ اس کے باعث وہ /X/ کی اوسط قیمت کے قریب کی آوازوں کو /X/ کی مثال بتائے گا اور /Y/ کی اوسط قیمت کے قریب کی کسی بھی آواز کو /Y/ کی مثال۔ ان اوسط قیمتوں کے درمیان کسی بھی آواز کو کم و بیش اٹکل پچو طور پر /X/ یا /Y/ بتائے گا۔ اوسط قیمت سے بہت زیادہ بعد ہونے کی صورت میں ہی اسے سن کر "نامانوس آواز" کہا جائے گا۔ صحیح یہ ہے کہ جس زبان سے گزشتہ تجربہ حاصل کیا گیا ہے اس میں ایسی درمیانی آوازیں بہت کم یاب ہوتی ہیں۔ ان دونوں ابھاروں کے درمیان وقوع خط کشیدہ کی گہرائی سے اس حقیقت کو شکل میں ظاہر کیا جا سکتا ہے۔ فرض کیجیے کہ سامع ایسی زبان کا مطالعہ شروع کرتا ہے جس میں /X/ یا /Y/ جیسا فونیم نہیں ہے لیکن /Z/ ہے جس کی اوسط قیمت /X/ اور /Y/ کی اوسط قیمت کے بین بین ہے — ذیل کی شکل میں ان تینوں کو دکھایا گیا ہے:

مبتدی جب تک نئے انداز پر عبور حاصل نہیں کر لیتا اور جن آوازوں کو وہ سنتا ہے ان کی درجہ بندی کے نئے معیار قائم نہیں کر لیتا اس وقت تک /Z/ کی ہر مثال اسے یا /X/ معلوم ہو گی یا /Y/۔ کس وقت کون سا ردِّ عمل واقع ہوتا ہے اس کا تعیّن کچھ تو اس

کے تاثر سے ہوگا (خاص طور پر اس صورت میں کہ /z/ اپنی اوسط قیمت سے اتنا قریب ہو) اور کچھ /Z/ کے تلفّظ سے (خاص طور پر اس صورت میں کہ /z/ اپنی اوسط قیمت سے اتنا قریب نہ ہو۔ بار بار دہرانے پر طالبعلم کو ایک ہی لفظ مختلف (ایکبار /X/ کیساتھ اور ایکبار /Y/ کیساتھ) اور اہلِ زبان کو یکساں (دونوں بار /Z/ کیساتھ) سنائی دیگا ایک انکوانکے اصل اختلافات سے زیادہ مختلف سنتا ہے، دوسرا کم مختلف۔

21.18 یقیناً اس وقت تک مندرجہ ذیل جیسا تجربہ آپ کی جماعت میں ہو چکا ہوگا۔ کوئی غیر انگریزی آواز مثلاً [t] بول کر جماعت سے اس کو شناخت کرنے کے لیے کہا جاتا ہے، بعض اس کو [t] کہیں گے اور بعض [k] بہت کم لوگ اسے یکسر اجنبی بتائیں گے۔ اگرچہ بعض اسے "اجنبی [t]" یا "عجیب سا [k]" یا اسی قسم کی کوئی چیز بتائیں گے۔ جب تک ان کی اتنی تربیت نہ ہو جائے کہ وہ اسے ایک الگ اکائی کی حیثیت سے شناخت کرنے لگیں، اکثر امریکی لوگ [t] کو انگریزی کے کسی نہ کسی فونیم سے منسوب کریں گے۔ بعض لوگ اسے مستقل طور پر [t] کہیں گے، بعض دوسرے کم و بیش مستقل طور پر اسے [k] تصوّر کریں گے۔ بعض اور لوگ اسے کبھی ایک آواز کی حیثیت سے سنیں گے کبھی دوسری آواز کی۔ اس تناسب کا انحصار کسی حد تک مستقل معکوسیت کے درجہ پر ہوگا۔ مختلف طالب علموں کے ردِ عمل کا اختلاف ان کے گزشتہ تجربوں کے اختلاف کا نتیجہ ہوتا ہے۔

اطلاع دہندہ جس چیز کے یکساں ہونے پر اصرار کرتا ہے۔ اس کے متنوع طور پر سنے جانے کی یہی تشریح ہو سکتی ہے۔ اگر دو یا زیادہ مشاہدین موجود ہوں تو ان کے درمیان اتفاقِ رائے کا فقدان بھی اسی امکان کے باعث ہوگا۔ بعض اوقات اس طرح کی الجھن کو جدول کی ترتیب سے دُور کیا جا سکتا ہے۔ بعض اوقات اس کے باعث دوسرے فونیموں کی تقسیم کے اندازہ میں خاصی دقّت پیدا ہو سکتی ہے۔ عام طور سے صوتیات پر ذرا سی توجہ دے کر اور اطلاع دہندہ کے ساتھ دوبارہ جانچ کر کے ان مسائل کو بآسانی سلجھایا جا سکتا، بلکہ ختم کیا جا سکتا ہے۔

21.19 جو کچھ یہاں بیان ہوا اس کا یہ مطلب نہیں لیا جانا چاہیے کہ فونیمی تجزیہ سے ــــ خواہ وہ کتنا بھی مفصل اور درست کیوں نہ ہو ــــ اصواتِ زبان پر عبور حاصل کرنے کا یقین ہو سکتا ہے۔ یہ ممکن نہیں۔ اس سے صرف کام کے منصوبہ کی بنیاد فراہم ہو جاتی

ہے اور پیدا ہونے والے مسائل پر روشنی پڑتی ہے۔ تاہم یہ ایک ضروری امر ہے۔ صوتیات کی تربیت کے ساتھ ساتھ فونیمیات پر گہری توجہ کر کے طالبِ علم پہلا قیاسی کام عمدہ طور پر جلدی اور آسانی سے کر سکتا ہے۔ دو مسائل باقی رہتے ہیں: ایک ایسے تلفظ کا اکتساب جو تمام تر تفصیلات میں قابلِ قبول ہو اور دوسرے اس کی ادائیگی شعوری کوشش کے بغیر ہو۔ زبان کی شستگی کے لیے ضروری ہے کہ اطلاع دہندہ کی گفتگو پر دھیان دیا جائے، ہر محسوس انداز کی نقل اور مسلسل مشق کی جائے۔ یہی چیزیں حقیقتاً ضروری ہیں۔ لیکن رہ نمائی کے بغیر یہ بے سود اور مشقت طلب ہو سکتی ہیں۔ تحصیلِ زبان کا کوئی سہل راستہ نہیں۔ البتہ فراست و ذہانت کے ساتھ کام کرنے سے ترقی کی رفتار تیز ہو سکتی ہے اور بہتر نتائج حاصل ہو سکتے ہیں۔

باب

22

# سمعی صوتیات

22.1 موسیقی کی نظریاتی اساس ایک عرصہ سے معلوم ہے۔ کافی عرصہ سے یہ یقین کیا جاتا رہا ہے کہ تکلّم بھی بعض ایسے ہی اصولوں کے تحت آنا چاہیے، لیکن کچھ زمانہ قبل تک اس رشتہ کو واضح طور پر نہیں دکھایا جا سکا تھا۔ حال ہی میں ایسے آلات بنائے گئے ہیں جن کی مدد سے آواز کی لہروں کے مختلف خصائص اس طرح منضبط کیے جا سکتے ہیں اور ناپے جا سکتے ہیں کہ ان کے کیفیتی معنی خیز خصائص کو موسیقی کی عضویاتی اساس کے معلوم حقائق کے ساتھ مربوط کیا جا سکے۔ اب دونوں کو ایک ہی عضویاتی نظریہ کے تحت رکھا جا سکتا ہے۔ اگرچہ حقیقت یہ ہے کہ ایسا نظریہ تکلّم کی اس سے زیادہ تشریح نہیں کر سکتا جتنی موسیقی کی کر سکتا ہے۔ یہ موسیقی اور تکلّم میں استعمال ہونے والی آوازوں کے عضویاتی خصائص کی توضیح کر کے یہ دکھایا جا سکتا ہے کہ اساسی طور پر دونوں ایک سی ہیں۔ ان کا استعمال کیسے ہوتا ہے؟ یہ موسیقیات اور لسانیات کے خاص طریقوں سے مطالعہ کا معاملہ ہے۔

یہ نئی ترقیات، لسانیات خاص طور پر علمِ اصوات کے لیے بڑی نظریاتی اہمیت رکھتی ہیں۔ ان سے جس فکری انقلاب کو مہمیز ہوئی ہے وہ خاصا دُور رس معلوم ہوتا ہے۔ ان کی اہمیت محض نظریاتی حیثیت سے کہیں زیادہ ہے کیوں کہ ان کی مدد سے زبان کے اہم صوتی خصائص کے تجزیہ کے لیے نئے اور طاقت ور آلات فراہم ہو سکے ہیں۔ جدید لسانیات کی تفہیم کے لیے سمعی صوتیات کے بنیادی اصولوں سے واقفیت ضروری ہو جاتی ہے

**22.2** ان جدید ترقیات کی نوعیت کو سمجھنے کے لیے موسیقی کے ابتدائی عضویاتی اصولوں کی تفہیم لازمی ہے۔ اگرچہ اس کتاب کو پڑھنے والے بہت سے طالبِ علم ان سے کچھ نہ کچھ واقفیت رکھتے ہیں، لیکن ان لوگوں کے لیے جو سمعیات یا موسیقی کے نظریہ سے پہلے سے واقف نہیں ہیں کچھ بہت ابتدائی اصولوں کا ذکر کرنا ضروری ہے۔

عضویاتی طور پر سادہ ترین آواز وہ ہے جو سر ملانے والے دو شاخہ ( tuning fork ) کی آواز کے قریب قریب ہو، اسے خالص تان ( pure tone. ) کہا جاتا ہے۔ صحیح طور پر بنے ہوئے دو شاخہ میں صحت کے ساتھ اور مقررہ وقفہ سے ارتعاش ہوگا۔ اس وقفہ کو دور فی سکنڈ ( cycles per second, ) کہا جاسکتا ہے جس کا مخفف دف ہیں ( cps ) ہوگا۔ ایک دور اس مکمل حرکت کا نام ہے جو ایک مقررہ نقطہ سے ایک جانب، پھر نقطۂ آغاز سے ہوتے ہوئے دوسری جانب اور پھر نقطۂ آغاز تک واپسی میں ہوتی ہے۔ رفتہ رفتہ کم ہوتی ہوئی قوت کے ساتھ کچھ نہ کچھ حرکت جاری رہتی ہے۔ یہاں تک کہ ضرب سے پیدا شدہ قوت بالکل زائل ہو جاتی ہے۔ ایک سکنڈ میں مکمل ہونے والے ادوار کی تعداد، تعدادِ تکرار کا پیمانہ ہوتا ہے۔ تعدادِ تکرار یا تعداد ارتعاش ( frequency. ) پیدا ہونے والی آواز کے زور کا سادہ و مناسب پیمانہ ہے۔ چوں کہ تان ملانے والا دو شاخہ صرف ایک ہی تان پیدا کر سکتا ہے، اس لیے اس کو خود دو شاخہ کا سُر کہا جاتا ہے۔ دور فی سکنڈ سُر کا وہ پیمانہ ہے جسے ماہرینِ طبعیات ترجیح دیتے ہیں۔

ایک اور مانوس اور مناسب ناپ موسیقی کے پیمانہ کی اصطلاح میں ہوتی ہے۔ مغربی روایتی موسیقی میں جو زور استعمال ہوتے ہیں ان کو A سے G تک حروف سے موسوم کیا جاتا ہے، یا ان حروف سے جن کے ساتھ تیز یا سپاٹ کا اضافہ کر دیا گیا ہو۔ پیانو کے پردوں کے تختہ ( keyboard ) پر A سے موسوم آٹھ نشان ہوتے ہیں۔ تان کے ایک نظام کے تحت ان میں مندرجہ ذیل ارتعاشات ہوتے ہیں:

| | | |
|---|---|---|
| تختہ پر پہلا نشان | 27.5 | حرف س |
| | 55 | |
| | 110 | |
| اوسط C سے نچلا A | 220 | |
| اوسط C سے اوپر A | 440 | |
| | 880 | |
| | 1760 | |
| | 3520 | |

ہر نشان اپنے اوپر والوں اور نیچے والوں سے ایک مثمنہ ( octave ) مختلف ہوتا ہے۔ تعداد ارتعاش میں ہر ایک اپنے نچلے سے دُگنا ہوتا ہے۔ دو مثمنوں کے سُر کا فرق تعداد ارتعاش کو 4 یا ¼ سے ضرب کے یا تین مثمنوں کا 8 یا ⅛ سے ضرب کے مساوی ہوتا ہے۔ ایک ہی حرف سے موسوم تمام نشانوں کا آپس کا فرق مثمنوں کے عدد صحیح سے متعین ہوتا ہے۔

**22.3** اگر A (220) اور A (440) کو ایک ساتھ بجایا جائے تو یہ ترکیب ہم آہنگ ( harmonious ) کہلاتی ہے۔ جب ارتعاشات کے درمیان مفرد ریاضیاتی رشتہ ہو تو سمعی تاثر یہی ہوگا۔ اس صورت میں نسبت 1 : 2 ہوتی ہے۔ اگر A (440) اور E 659 کو ایک ساتھ بجایا جائے تو بھی ہم آہنگ آواز پیدا ہوگی۔ اس صورت میں نسبت قریب قریب 2 : 3 ہوتی ہے۔ یہ قریب قریب ہونا دراصل اس تطبیق کا نتیجہ ہوتا ہے جو پیانو کو کئی پردوں کے ساتھ بجانے میں پیدا کرنا ہوتی ہے۔ لیکن اگر A (440) اور A سپاٹ (415.3) کو ساتھ ساتھ بجایا جائے تو آواز میں ہم آہنگی نہیں ہوگی۔ ان دونوں ارتعاشات کے درمیان کوئی مفرد ریاضیاتی نسبت نہیں ہے۔

تمام پردے جن کے ارتعاشات کسی ارتعاش کے حاصل ضرب ہوں، ہم آہنگیے ( harmonics ) کہلاتے ہیں۔ اس ہم آہنگ سلسلہ میں بنیادی پردہ اساسی ( fundamental ) کہلاتا ہے۔ ان ہم آہنگوں کو موسوم کرنے کے مختلف طریقے ہیں۔ ہم مضروب فیہ کو ظاہر کرنے کے لیے اعداد کا استعمال کریں گے۔ مثلاً A (440) A (220) کا دوسرا ہم آہنگ ہے۔

**22.4** تان ملانے والا دوشاخہ قریب قریب خالص تان پیدا کرتا ہے، بعض دوسرے آلات سے بھی یہ ہوتا ہے۔ موسیقی کے باجہ سے اساسی ارتعاش اور ہم آہنگیوں کا ایک پورا سلسلہ پیدا ہوتا ہے۔ ان ہم آہنگیوں کی نسبتی قوت سے ہی باجہ کی آواز کی نوعیت متعین ہوتی ہے۔ اسے برقی ساز سے بھی دکھایا جا سکتا ہے۔ یہ آلہ خالص تان کے بہت قریب کی آواز پیدا کر سکتا ہے اس سے ہم آہنگیوں کا سلسلہ بھی پیدا ہوتا ہے سازندہ اساسی اور مختلف ہم آہنگیوں کو مختلف تناسب سے ملا کر متعدد تاثر پیدا کر سکتا ہے۔ اس طرح سے بہت سے باجوں کی نقل بھی اتاری جا سکتی ہے اور نئے اور نامانوس صوتی تاثر بھی پیدا کیے جا سکتے ہیں۔ برقی ساز کی تانی کیفیت پر اعتراضات صرف اس وجہ سے وارد ہوتے ہیں کہ ہم آہنگیوں کے بہت کم سلسلے یوں استعمال

کیے جاتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ تان کی نوعیت ہر قابل سماعت ہم آہنگیہ سے متاثر ہوتی ہے۔

ان کی بڑی تعداد ہو سکتی ہے۔(110) A سُر پر سارنگی کی آواز کو لیجیے۔ مندرجہ ذیل ارتعاشات پیدا ہوں گے :

| | | | |
|---|---|---|---|
| اوّل چھیڑا ہوا پردہ | A | 110 دف س | اساسی |
| 1 مثمنہ اوپر | A | 220 دف س | دوسرا ہم آہنگیہ |
| | E | 330 دف س | تیسرا ہم آہنگیہ |
| 2 مثمنے اوپر | A | 440 دف س | چوتھا ہم آہنگیہ |
| | C (تیز) | 550 دف س | پانچواں ہم آہنگیہ |
| | E | 660 دف س | چھٹا ہم آہنگیہ |
| | G کے قریب | 770 دف س | ساتواں ہم آہنگیہ |
| 3 مثمنے اوپر | A | 880 دف س | آٹھواں ہم آہنگیہ |
| | | 990-1650 دف س | نواں تا پندرھواں ہم آہنگیہ |
| 4 مثمنے اوپر | A | 1760 دف س | سولھواں ہم آہنگیہ |
| | | 1870 - 3410 | سترھواں تا اکیسواں ہم آہنگیہ (کل پندرہ) |
| 5 مثمنے اوپر | A | 3520 دف س | بتیسواں ہم آہنگیہ |
| | | 3630 - 6930 | تینتیسواں تا ترسٹھواں ہم آہنگیہ (کل اکتیس) |
| 6 مثمنے اوپر | A | 7040 دف س | چوسٹھواں ہم آہنگیہ |
| | | 7150 13970 | پینسٹھواں تا 127واں ہم آہنگیہ (کل تریسٹھ) |
| 7 مثمنے اوپر | A | 14080 دف س | 128 واں ہم آہنگیہ |

اگلے مثمنہ ( 20,000 - 25,000 دف س ) میں کسی مقام پر انسان کے سننے کی طاقت کی حد آجاتی ہے۔ اس مثال میں یہ مقام تقریباً دوسویں ہم آہنگیہ پر آئے گا۔

اس کی حقیقی حد ہر فرد میں مختلف ہوتی ہے۔ تکلم میں زیادہ اونچے قابلِ سماعت ارتعاشات زیادہ اہمیت نہیں رکھتے۔ گھریلو ٹیپ ریکارڈر بالعموم 8000 دف س منضبط کرنے کے لیے بنائے جاتے ہیں، املائی مشینیں شاید 4000 دف س کے لیے۔ موخرالذکر میں تکلم قابلِ فہم حد تک تو منضبط ہو جاتا ہے لیکن اس میں فطری کیفیت نہیں رہتی اور کبھی تو تفہیم میں بھی نقص پیدا ہو جاتا ہے۔

22.5 دو شاخہ کے ارتعاشات کی توضیح کے لیے دوسری قابلِ ذکر خصوصیت ہر دور کی حرکت کی مقدار ہے۔ اس کی بہت مانوس ناپ فراخی ( .amplitude ) کہلاتی ہے۔ یہاں اس کی ٹھیک ٹھیک تعریف کی کوشش نہیں کی جائے گی کہ اس سے طبیعیات کی غیر ضروری بحث شروع ہو جائے گی۔ مبہم طور پر فراخی کا تعلق (آواز کی) بلندی سے ہوتا ہے۔ دو شاخہ کی ضرب کے بعد آواز رفتہ رفتہ کم ہو کر سکوت میں گم ہو جاتی ہے۔ بلندی میں یہ کمی فراخی کی کمی کا نفسیاتی نتیجہ ہوتی ہے۔

اگر دو تانیں ایک ساتھ پیدا ہو رہی ہیں تو ارتعاش اور فراخی دونوں کو الگ الگ بیان کیا جا سکتا ہے۔ آواز کی جو کیفیت سننے میں آ رہی ہے وہ دو ارتعاشات اور متعلقہ فراخی پر منحصر ہوگی اور آواز کی بلندی صرف فراخی پر۔ ماہرِ لسانیات کی حیثیت سے ہمارا تعلق صرف آواز کی کیفیت سے ہے۔ بلندی سے ہماری دلچسپی صرف متوالی آوازوں کی نسبتی بلندی سے ہوتی ہے۔ اس لیے ہمارا راست تعلق فراخی سے نہیں بلکہ نسبتی فراخی سے ہوتا ہے۔

طبیعیات کا ماہر ایک اور متبادل — پہلو ( phase ) کا اضافہ کرے گا۔ اس سے وہ کسی مرکب آواز کی تعیّن کرتا ہے۔ فراخی محض کی طرح اس کی بھی کوئی لسانیاتی اہمیت نہیں، اگرچہ انسانی سماعت میں بعض غیر لسانیاتی حیثیتوں سے اس کی اہمیت ہے۔ اس معاملہ کا ذکر یہاں صرف ان لوگوں کے لیے کیا گیا جو طبیعیات سے واقف ہیں، یہاں اس کی تعریف پیش کرنے کی ضرورت نہیں۔

یہ دو متبادلات یعنی ارتعاش اور نسبتی فراخی کسی ہموار مسلسل آواز کی نوعیت کی توضیح کرنے کے لیے کافی ہیں۔ ایسی آوازیں تکلم کا جُز نہیں ہوتیں، کیوں کہ اس میں آواز کی کیفیت برابر بدلتی رہتی ہے۔ اس لیے ارتعاشات اور نسبتی فراخیوں کی تبدیلیوں

کا ذکر وقت کے ساتھ کرنا ضروری ہے۔ لسانیاتی کام میں بعد زمانی time dimension کی اساسی حیثیت ہے۔

**22.6** لسانیاتی طور پر کسی آواز (کسی ملفوظ کا ایسا منتخب حصہ جو متواتر استعمال ہوتا ہو) کے بارے میں جو چیز معنی خیز ہے اسے اس کی ترکیب میں شامل ارتعاشات اور ہر ایک کے نسبتی فراخی کو مرتب کر کے بیان کیا جا سکتا ہے۔ آواز کے ایسے تجزیہ کو بہترین طور پر گراف کے ذریعہ دکھایا جا سکتا ہے۔ اس صورت میں اسے نقش طیف (.spectrogram) کہا جاتا ہے۔ آواز کے نقش طیف برقی آلے کی مدد سے تیار کیے جا سکتے ہیں، جسے آواز کا طیف نگار ( spectrograph ) کہا جاتا ہے۔ سمعی صوتیات کی جدید پیش رفت میں اگرچہ اور بھی بہت آلات کا اہم حصہ ہے لیکن اس آلے کو بنیادی حیثیت حاصل ہے۔

سچ یہ ہے کہ طیف نگار کے لیے حقیقی نقش طیف کے قریبی اظہار سے زیادہ پیش کرنا ممکن نہیں۔ فراخی کی ٹھیک ٹھیک پیمائش، ٹھیک ارتعاش پر کرنا ممکن نہیں ہے بلکہ یہ ضروری ہوتا ہے کہ اس ایک یا تمام ارتعاشات کے فراخی کو ناپ لیا جائے جو ارتعاشات کے ایک جتھے کے ذیل میں آتے ہیں۔ طیف نگار کی ایک عام قسم کی جماعت بندی میں ایک جتھے کی، چوڑائی 45 دف س ہوتی ہے۔ اجمالی طور پر ایک جتھا صفر سے 45 دف س تک اور دوسرا 45 سے 90 دف س تک وسیع ہوتا ہے۔ اور تکلمی تجزیہ میں جہاں تک ارتعاشات کا سلسلہ جاری ہو اس طرح آگے بڑھتے رہتے ہیں۔ ذیل کی شکل میں ایک معمولی انداز کا قیاسی نقش طیف پیش کیا گیا ہے۔ پیش کردہ آواز تقریباً [e] ہے جسے A ( 220 دف س ) کے سُر پر کہا گیا ہے۔ سب سے قوی ہم آہنگیہ تیسرا ہے اور اس ارتعاش پر فراخی 1.0 ہے۔ دوسرے ہم آہنگوں کی فراخیاں جن کی تعداد گیارہ تک ہے، تیسرے ہم آہنگیہ کی فراخی کی کسر کی اصطلاح میں دی گئی ہیں۔

چوں کہ سب سے کم ذُ 220 دف س (یعنی اساسی) ہے اس لیے پہلے جتھے (5 سے 45 دف س) میں کوئی فراخی منضبط نہیں ہوا، نہ دوسرے (45 90 دف س) میں، نہ تیسرے (90 —— 135 دف س) میں نہ چوتھے 135 —— 180 میں نہ پانچویں جتھے (180 — 225- دف س) میں اساسی فراخی شامل ہے۔ اس لیے کچھ فراخی ایک مختصر سے خط سے دکھائی گئی ہے۔ پھر بہت سے جتھے ہیں جن میں فراخی صفر ہے
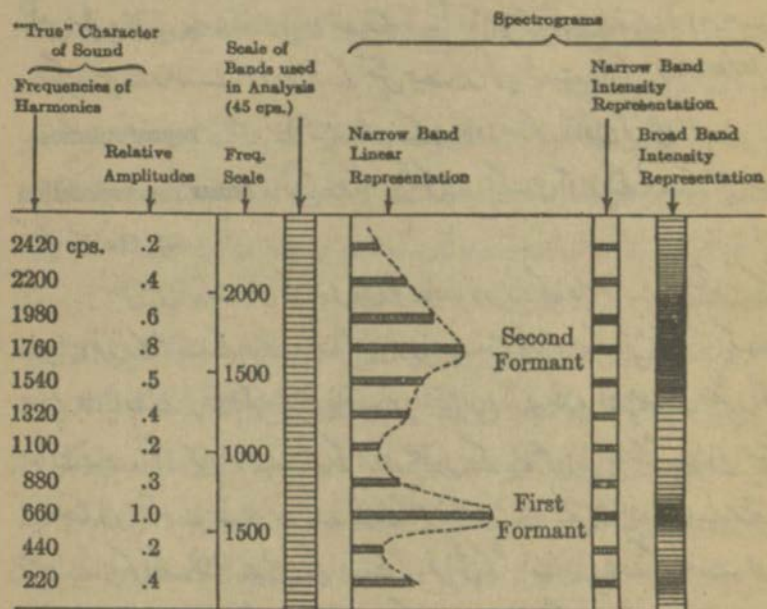
یہاں تک کہ چھٹا 405 — 450 دف بیس آجاتا ہے۔ اس میں دوسرا اہم آہنگیہ شامل ہے اس لیے ایک اور مختصر خط مندرج ہوتا ہے اور تصویر میں سب سے زیادہ ارتعاش یعنی 2500 دف س تک یہی سلسلہ جاری رہتا ہے۔ نتیجہ میں ایک طرح کا نقشِ طیف حاصل ہوتا ہے۔ جیسا کہ دیکھا بھی جا سکتا ہے یہ محض تخمینی ہے (اصل عمل میں غیر مذکور عوامل در آجاتے ہیں جن سے "حقیقی" تصویر میں معمولی سے فرق پیدا ہو جاتے ہیں) تاہم یہ ایک ایسا خاکہ ہے جو اپنے تمام تر نقائص کے باوجود آواز کے تجزیہ کے بارے میں بہت کچھ انکشاف کرتا ہے۔

**22.7** اس طرح کے نقشِ طیف کی سب سے بڑی کمزوری یہ ہے کہ یہ صرف ایسی آوازوں کے نمونے استعمال کر سکتا ہے جو بڑی حد تک یکساں ہوں۔ آواز کی کیفیت کی تبدیلی کا مطالعہ کرنے کے لیے ہمیں متعدد نمونوں کے نقش بنانے ہوں گے جن میں چند عشرِ عشیر سکنڈ کا وقفہ ہو۔ لیکن ان کے موازنہ میں بڑی قباحت ہے۔ ان کمزوریوں میں سے

بعض کو مشین کی از سرِ نو ترتیب سے دُور کیا جا سکتا ہے۔ اس میں ہر حصّے کی فراخی کو رنگ کی تاریکی سے دکھایا جاتا ہے۔ ہر ہم آہنگیہ کو بھورے دھبے سے ظاہر کیا جاتا ہے' درمیانی جگہیں سفید رہتی ہیں۔ سب سے زیادہ شدید ہم آہنگیے تقریباً کالے ہوتے ہیں۔ اور سب سے کمزور بہت دھندلے۔ اس طرح کے نقشِ طیف میں گویا شدت نمائی intensity representation بھی ہوتی ہے۔ اس کے برخلاف مذکورۂ اوّل کو خطی اظہار linear representation کہا جاتا ہے۔ اس شکل میں ایک سی آواز کے نمونہ کے نقشِ طیف کی قیاسی مثال ہے۔

شکل میں شدّت نمائی کی پابندیوں کو صاف طور پر دیکھا جا سکتا ہے۔ رنگوں کے درمیان فرق کا صحت کے ساتھ پڑھنا ممکن نہیں ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ اگر مشین کو ایک طور پر جما دیا جائے تو تمام کمزور حصّے غائب ہو جاتے ہیں، اگرچہ شدید اور معتدل حصّوں کو صاف صاف الگ کیا جاتا ہے۔ اس کو کمزور حصّوں کے لیے بھی جمایا جا سکتا ہے' اس صورت میں معتدل حصّے اتنے سیاہ ہو جائیں گے جتنے اس مشین میں ہو سکتے ہیں اور اس لیے شدید ترین سے ان کو الگ شناخت نہیں کیا جا سکے گا۔ فراخی کو گرفت میں لانے کی صحت اور ہمہ گیری کا یہ فقدان ہی اس قسم کے نقشِ طیف کی سب سے بڑی کمزوری ہے۔

شدّت نمائی کا ایک فائدہ یہ ہے کہ آواز کے واحد مختصر نمونہ کا نقش تنگ ہوتا ہے؛ اس لیے اس طرح کے متعدد نقوش تیار کرنا عملاً ممکن ہے۔ اس میں آواز کے متوالی اجزا ایک سلسلے میں دکھائے جائیں گے۔ اس سے وقت کے عنصر کا بھی تداخل ہو جاتا ہے اور اس سے نقش نہ صرف آواز کی کیفیت کو گرفت میں لے آتا ہے بلکہ تکلّم میں جو تغیرات ہوتے ہیں وہ بھی مندرج ہو جاتے ہیں۔

عملی طور پر طیف نگار متوالی حصّوں کا تجزیہ خود بخود نہیں کرتا۔ اس کے بجائے کسی بھی حصّے میں فراخی کی پیمائش مندرجات کو دُہرا کر کی جاتی ہے۔ سوئی قلم کاغذ پر چل کر نتیجہ کو نشان زد کرتا رہتا ہے۔ سوئی قلم پھر اوپر اٹھتا ہے اور دوسرے حصّے کی فراخی کو منضبط کرتا ہے۔ اس طرح 2.4 سکنڈ کی طوالت تک کسی نمونہ کا مسلسل نقشِ طیف بن جاتا ہے۔ صوتی چھان بین میں' بالعموم اسی قسم کا نقش استعمال ہوتا ہے۔ گذشتہ صفحہ کی قیاسی شکل کی طرح ارتعاشات کو کاغذ کی عمودی سمت میں دکھایا جاتا ہے' وقت کو افقی سمت

میں اور ایک مقررہ ارتعاش پر مقررہ وقت کی فراخی کو اس مقام کی تصور کی سیاہی سے ظاہر کیا جاتا ہے۔ اپنی چوڑی سطح پر نمونہ کے مقناطیسی طور پر منضبط ہونے کے چند منٹ کے اندر اندر ہی طیف نگار ان پیچیدہ صورتوں کو دکھا سکتا ہے۔ یہ عمل بڑی حد تک خود بخود ہوتا ہے۔

22.8 اس طرح کے نقشِ طیف سے بہت سے حقائق معلوم ہو سکتے ہیں۔ اوّلاً ہر ہم آہنگیہ کا ارتعاش قابلِ ادراک ہو جاتا ہے۔ ہمارے قیاسی نقش پر گیارہ ہم آہنگیے دیکھے جا سکتے ہیں (حقیقی نقش کے ارتعاش عموماً بڑھ جائیں گے اور اس لیے اس میں اور زیادہ ہم آہنگیے دکھائے جا سکیں گے) ان میں سب سے کم 180 : 225 دف س کے حصے میں ہے (حقیقی نقش پر حصوں کی اتنی صاف تقسیم نہیں ہوتی، لیکن اصول یہی کارفرما ہوتا ہے) اس لیے ہمیں یہ معلوم ہو جاتا ہے کہ اساسی ارتعاش اسی سلسلے میں کسی مقام پر ہوگا۔ اس میں بہت قطعیت نہیں ہوتی، شاید F سے کچھ اوپر اور A سے چوتھائی سر اوپر کے درمیان واقع ہو۔ ایسی پیمائش موسیقی کے لیے بالکل ناکافی ہوگی لیکن اگر ہم دسویں ہم آہنگیہ پر نظر ڈالیں تو معلوم ہوگا کہ یہ 2160 : 2205 دف س کے حصے میں آتا ہے۔ اساس کا ارتعاش اس کا دسواں حصہ ہونا چاہیے یعنی اسے 216 اور 220.5 کے درمیان آنا چاہیے۔ تکلمی کام کے یہ خاصا قریب ہے اور شاید موسیقی میں بھی کام دے سکے، ذرا سے اونچے ہم آہنگیہ سے شاید اور زیادہ قطعیت پیدا ہوگی۔

لیکن کسی ایک مقام پر سُر کو ناپ لینا ہی سب کچھ نہیں ہے۔ پیمائش کے بغیر بھی اونچے ہم آہنگیوں کے زیر و بم سے سُر لہر کی یا تکلم کے سُر سے متعلق فعل کی واضح تصویر بن جاتی ہے۔ سُر فونیم کا صرف صوتی اظہار ہی نہیں، بلکہ اختتامیوں کی کچھ صورتیں بھی اکثر صاف طور پر دیکھی جا سکتی ہیں اور ضرورت ہو تو ناپی بھی جا سکتی ہیں۔

22.9 جب قیاسی شکل جیسے یا طیف نگار کے واقعی پیدا کردہ نقشِ طیف کو جانچا جاتا ہے تو معلوم ہوگا کہ پیمانۂ زبان کے اکثر مقامات پر بعض ہم آہنگیے یا متصل ہم آہنگیوں کے بعض گروہ زیادہ شدید ہیں اور بعض کمزور ہیں۔ اگر زور میں زیر و بم بسرعت ہو تو معلوم ہوگا کہ یہ شدت اتنی مخصوص ہم آہنگیوں کی خصوصیت نہیں جتنی طیف کے مختلف حصوں کی ہے۔ اگر کسی مصوتے کو ارتعاقی انداز میں ادا کیا جائے تو نقشِ طیف میں متعدد حصے نظر آئیں گے

جن میں ہم آہنگیے خاصے شدید ہیں۔ ہر ہم آہنگیے میں زور کے ارتقا کے ساتھ ارتقا ہوگا جب ان حصّوں میں سے کسی ایک میں اس کا تداخل ہوگا تو یہ زیادہ شدید ہو جائے گا۔ اور جب یہ ذرا اوپر اٹھ جائے گا تو پھر کمزور ہو جائے گا۔ طیف کے ایسے حصّے کو پیکر ساز (formant.) کہا جاتا ہے۔ ایک پیکر ساز میں ایک ہم آہنگیہ بھی ہو سکتا ہے اور ایک سے زیادہ بھی۔ زور کے تغیر یا پیکر ساز کے مقام کے تغیر کے باعث ہم آہنگیے پیکر ساز میں شامل ہو سکتے یا اس سے خارج ہو سکتے ہیں۔ ان امکانات کو تصویری شکل میں اس طرح دکھایا جا سکتا ہے۔

Rising Pitch

Falling Pitch

Rising Formant

Falling Formant

**22.10** پیکر سازوں کے مقام خاص طور پر اوّل و دوم مصوتوں کی کیفیات سے تعلق رکھتے ہیں۔ کسی ایسے نقش طیف میں کوئی دو نقطے جس میں پیکر ساز ایک سی حالت میں ہوں ایک سی مصوتی کیفیت کے حامل نظر آئیں گے۔ کوئی دو نقطے جن میں پیکر ساز مختلف حالت میں ہوں، صوتیاتی طور پر مختلف مصوتی کیفیت کے حامل ہوں گے۔ اوّل دو پیکر سازوں کی حالت کے بیان سے مصوتوں کی خصوصیت کا بڑی حد تک تعیّن ہو سکتا ہے۔ یہ بات بالعموم سب سے زیادہ شدت کے مرکزوں کی پیمائش سے ہو جاتی ہے۔ اس طرح کہا جا سکتا ہے کہ پیکر ساز 600 دف س پر واقع ہوتا ہے۔ ٹھیک اس مقام پر کوئی ہم آہنگیہ ہو بھی سکتا ہے اور نہیں بھی۔ اگر متکلم کی آواز 120 دف س کے زور پر ہو ( اجمالاً B سپاٹ ) تو ہم آہنگیہ ہوگا، اگر 110 دف س (A) پر ہو تو نہیں ہوگا۔ تاہم پیکر ساز کا عرض کافی ہوتا ہے۔ اس مرکزی ارتعاش کے دونوں جانب ذرا فاصلہ پر جو ہم آہنگیے ہوں گے ان میں قوت پیدا ہو جائے گی۔ اس لیے آواز کا اساسی زور خواہ کچھ بھی ہو پیکر ساز نمایاں معلوم ہوگا۔

**22.11** پیکر ساز زیادہ واضح نظر آئیں، اس کے لیے آواز کے طیف نگار کو 45 دف س کے بجائے 300 دف س والے وسعت کے حصّے پر جمایا جا سکتا ہے۔ حصّوں کے فاصلوں میں تبدیلی نہیں ہوتی جس کی وجہ سے حصّے بڑی حد تک ایک دوسرے کے ساتھ گڈمڈ ہو جاتے ہیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ فراخی کا اوسط معیار غائب ہو جاتا ہے۔ اس کا بدیہی اثر یہ ہوتا

Broad Band Spectrograms of the English Vowels Cut Out of the Context /d-d/
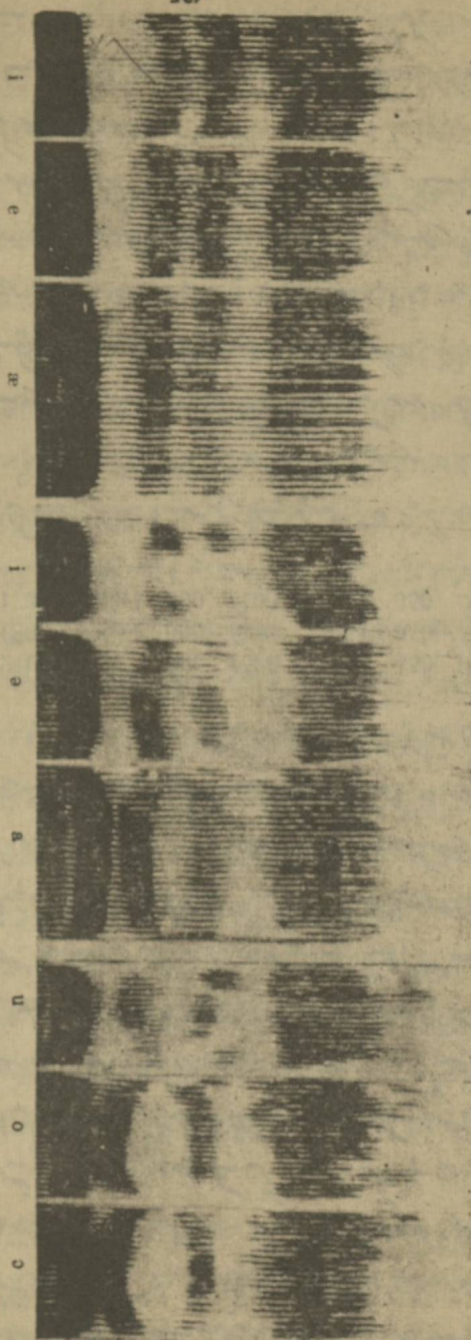
ہے کہ جب تک اساسی زور 300 دف س سے زیادہ نہ ہو، منفرد ہم آہنگیے منضبط نہیں ہو پاتے اور تب بھی صاف طور پر نظر نہیں آتے۔ تاہم پیکر ساز نقشِ طیف پر نمایاں سیاہ جھتوں کی طرح صاف نظر آئیں گے۔ اس طرح کے وسیع جھتے والے نقوشِ طیف کا پڑھنا تو آسان ہے لیکن صحیح پیمائش کے لیے یہ زیادہ مناسب نہیں ہوتے۔ وسیع جھتے والے نقشِ طیف کے ساتھ تنگ جھتے والے نقشِ طیف کے تعلق اور خطوط میں ان کے اظہار کی طرف گزشتہ قیاسی شکل میں اشارہ کیا گیا ہے۔ طبع شدہ تصانیف میں تنگ جھتے والے نقوشِ طیف کی بہ نسبت وسیع جھتے والے نقوشِ طیف زیادہ نظر آتے ہیں۔

22.12 ایسا معلوم ہوتا ہے کہ پہلے دو پیکر سازوں کی حالت کا مصوتی کیفیت کی زیادہ اہم صوتیاتی خصوصیات کے ساتھ گہرا تعلق ہوتا ہے۔ اگلے صفحے پر نشان زد نقش طیف کے مطالعہ سے بھی یہ بات دیکھی جا سکتی ہے۔ ذیل کی جدول میں تنہا بولے ہوئے انگریزی مصوتوں کے ساتھ مخصوص تخمینی حالتیں دکھائی گئی ہیں۔ یہ بات خاطرِ نشان رہے کہ یہ اعداد فونیمی متبانیات کی کسی کیفیت کا اظہار نہیں ہیں :

| | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|
| [i] | 400, 2100 | [ɨ] | 300, 1500 | [u] | 450, 1000 |
| [e] | 500, 1800 | [ə] | 600, 1300 | [o] | 550, 900 |
| [æ] | 650, 1700 | [a] | 700, 1100 | [ɔ] | 650, 800 |

آپ دیکھیں گے کہ عام طور پر پہلے پیکر ساز کا مقام مصوتہ کی بلندی سے باہم مربوط ہوتا ہے اور دوسرے پیکر ساز کا مصوتہ کے اگلے پن سے !

22.13 پیکر سازوں کی اہمیت کی تشریح کرنے کے لیے، سمعیات کے ایک اور بنیادی تصور کا سہارا لینا ہوگا۔ یہ گمک (reso nance.) ہے۔ اگر ایک ہی ارتعاش کے سُر ملانے والے دو دوشاخے پاس پاس رکھے جائیں اور ایک کو ضرب لگائی جائے تو دوسرے میں بھی تھرتھراہٹ پیدا ہوگی۔ پہلے کی آواز کی لہروں نے دوسرے کو متاثر کیا ہے ایسا ہی اثر دوشاخے کو کسی مناسب جسامت کے برتن کے قریب مارنے سے پیدا ہوتا ہے۔ برتن کے اندر ہوا کے کالم (ایک ساتھ مرتعش ہونے والی ہوا کی کسی بھی مقدار کو ماہرینِ طبیعیات ہوا کا کالم کہتے ہیں) میں تھرتھراہٹ پیدا ہوئی اس سے دوشاخہ کی آواز کو تقویت ملی۔ اسی کو گمک کہا جاتا ہے۔ اگر ہوا کے کالم کی جسامت کو بدل دیا جائے تو

اس میں گمک پیدا ہونے کی تعداد ارتعاش بھی بدل جائے گی۔ برتن کے پانی میں اضافہ یا کمی کرکے یہ بات بآسانی دکھائی جاسکتی ہے۔ اگرچہ یہ بات اتنی آسانی سے نہیں دکھائی جاسکتی، لیکن شکل کی تبدیلی سے بھی ہوا کے کالم میں گمک پیدا ہونے کی تعداد ارتعاش بدل جائے گی۔

گمک والے ہوا کے کالم کی ایک اور خصوصیت کو دوشاخہ اور اسی تعداد ارتعاش پر مرتب کیے ہوئے آلۂ گمک آفریں ( resonator ) کے تجربہ سے دکھایا جاسکتا ہے کہ ان کو اس طرح ترتیب دیا جاسکتا ہے کہ شدید گمک پیدا ہو۔ اگر (دوشاخہ سے پیدا ہونے والی) محرک تعداد ارتعاش یا ہوا کے کالم کے گمک ارتعاش کو ذرا سا بدل دیا جائے جس سے ان کی لے بالکل یکساں نہ رہے تو بھی گمک ایک دم بند نہیں ہوجاتی، بلکہ ذرا دھیمی ہوجاتی ہے۔ تعداد ارتعاش میں فرق جیسے جیسے بڑھتا ہے گمک رفتہ رفتہ مدھم پڑتی جاتی ہے، یہاں تک کہ ناقابلِ محسوس ہوجاتی ہے۔ ہوا کے کسی بھی کالم میں واحد ارتعاش پر گمک بہت عمدگی سے پیدا ہوتی ہے اور متصل ارتعاشات ہوں تو اس کی عمدگی ختم ہوتی چلی جاتی ہے۔ اس طرح گمک کا بھی ایک جتھا ہوتا ہے جس کا عرض (یعنی محرک زور کی تبدیلی کا گمک کتنی تیزی سے ساتھ دے سکتی ہے) بہت سے عوامل پر منحصر ہوتا ہے جن میں ہوا کے کالم کی شکل اور اس کا احاطہ کرنے والے برتن کی نوعیت بھی شامل ہے۔

اب ایک ایسے تجربے کو دیکھیے جس میں آواز کے ماخذ سے مرکب آواز پیدا ہوتی ہے جس میں ایک اساسی اور بہت سے دیگر ہم آہنگیے شامل ہوتے ہیں۔ اس کے نزدیک ایک برتن رکھ دیا جاتا ہے جو ہوا کے ایسے کالم کا احاطہ کرتا ہے جو وسیع جتھے پر گمک پیدا کرنے کے لیے تطبیق دیا گیا ہو۔ تمام ہم آہنگیے جو اس جتھے میں واقع ہوں شدید ہوجائیں گے۔ جتھے کے مرکز کے قریب سب سے زیادہ شدید ہوں گے، جانبین کے کم شدید ہوں گے۔ نتیجتہً پیدا ہونے والی آواز کا نقش طیف اس جتھے میں پیکر ساز کا مظہر ہوگا جس پر ہوا کے کالم میں گمک پیدا ہوتی ہے۔

22.14 کسی مصوتہ کا نقش طیف پیکر سازوں کا پورا ایک سلسلہ ظاہر کرتا ہے۔ مذکورہ تجربہ کی مماثلت پر ہم یہ قیاس کرسکتے ہیں کہ ان پیکر سازوں میں سے ہر ایک آواز پیدا کرنے والے

حصے میں کسی مقام پر ہوا کے کالم کی گمک کے حصے کی نمائندگی کرتا ہے۔ چوں کہ ہر پیکر ساز کی تعداد ارتعاش کسی نہ کسی طور پر جیبھ کی حالت سے تعلق رکھتی ہے اس لیے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ ہوا کا گمک والا کالم بھی زبان کی حالت کا تابع ہوگا۔ [i] جیسے مصوتہ میں زبان کا بلند ترین مقام منہ کو دو جوفوں میں تقسیم کر دیتا ہے۔ البتہ یہ ایک دوسرے سے سرسری سے ہی الگ ہوتے ہیں۔ مختلف تجربوں سے ظاہر ہوا ہے کہ منہ کے دونوں حصے دو نچلے پیکر سازوں سے نسبت رکھتے ہیں۔ ظاہری طور پر پہلا پیکر ساز منہ کے پچھلے حصے اور گلے کی گمک سے پیدا ہوتا ہے، دوسرا پیکر ساز منہ کے اگلے حصے کی گمک سے۔ واقعہ یہ ہے کہ یہاں بات کو بہت سادہ کر کے پیش کیا گیا ہے ورنہ ان جوفوں کی شکلیں بہت پیچیدہ ہوتی ہیں اور اس لیے گمک کے انداز بھی پیچیدہ ہونے چاہئیں۔

اس میں کچھ صداقت ہے کہ نہیں، یوں دیکھا جا سکتا ہے کہ دونوں پیکر ساز ارتعاشات کی اصطلاح میں مصوتہ کے مقام کی ترسیم کی جائے۔ چوں کہ اونچے مصوتوں میں پہلا پیکر ساز نچلا ہوتا ہے، اس لیے ہم ایسا پیمانہ مقرر کرتے ہیں جس میں پہلے پیکر ساز کے مقام کو اوپر سے نیچے کی طرف دیکھا جا سکے۔ چوں کہ پچھلے مصوتوں میں بالعموم نچلا دوسرا پیکر ساز ہوتا ہے اس لیے دوسرے پیکر ساز کے لیے ہم ایسا پیمانہ مقرر کریں گے جو دائیں سے بائیں کو پڑھا جا سکے۔ اس طرح نقشہ پر ہر مصوتہ کو دو متناسب پیمانوں کے نقطۂ تقطیع پر دکھایا جا سکتا ہے۔ حیرت انگیز طور پر اس کا نتیجہ مصوتوں کی اس ترتیب کے مانند ہوتا ہے جس کی بنیاد زبان کی حالت پر رکھی گئی تھی۔ ذیل کے نقشے میں انگریزی کے نو مصوتے اسی طرح دکھائے گئے ہیں۔ بعض مثالوں میں دو یا زیادہ ذیلی فونیموں کو بھی شمار کر لیا گیا ہے، اس لیے بعض مصوتوں کو زیادہ رقبہ دیا گیا ہے۔

22.15 مختلف مصمتی آوازوں کی توجیہ میں خاصی دشواری ہوتی ہے لیکن اسی اصول سے بہت سے مشاہداتی عملوں کی تشریح ہو جائے گی۔ [kæk] جیسا زنجیرہ لیجیے، جیسے ہکاریت کے بغیر بولا گیا ہو۔ نقش طیف پر بندشی آوازیں ایسی معلوم ہوں گی جیسے خاص ارتعاش پر کسی محسوس فراخی کے بغیر وقت کے وقفے ہوں، یعنی سکوت ظاہر کرنے والے سیاہ حصے۔ رکن کے درمیان میں پیکر ساز [æ] کے مقام پر آئے گا۔ [k] بولتے وقت زبان سقفِ دہن سے ملی ہوتی ہے۔ [æ] تک پہنچنے کے لیے مختلف مصوتوں کے
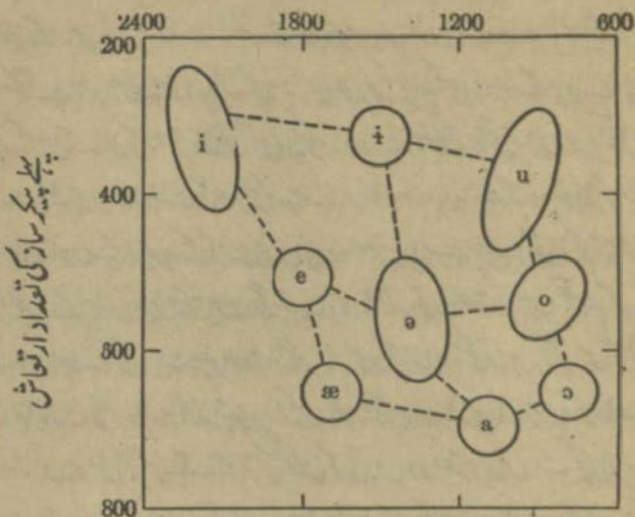
مقام سے گزرتی ہوئی یہ تیزی سے نیچے آتی ہے۔ اس لیے ہم یہ توقع کر سکتے ہیں کہ پہلے [k] اور [æ] کے درمیان پیکر ساز تیزی سے ان مقامات سے گھومتے آئیں گے جو بعض اونچے مصوتوں کے ساتھ مخصوص ہیں۔ سکوت کے دوسرے وقفہ سے پہلے جو [k], کا مظہر ہے جب زبان غشائی بند کی طرف جاتی ہے، پیکر ساز پھر تیزی سے تبدیل ہوں گے۔ یہ تاثر تمام غشائی آوازوں کی خصوصیت ہوگا۔ بندشی حصّہ (سکوت) [p t k] میں یکساں ہوگا۔ یہ تینوں آوازیں نقشِ طیف پر اور سننے میں بھی ممتاز ہوتی ہیں، لیکن یہ امتیاز پیکر سازوں پر متصل مصوتوں کے اثر سے یا مصمتوں سے مصوتوں یا مصوتوں سے مصمتوں تک کے تغیر کے اثر سے پیدا ہوتا ہے۔ یہاں ہم ان اثرات کا بیان نہیں کر سکتے، لیکن انہیں کسی بھی اچھے نقش طیف میں دیکھا جا سکتا ہے اور فنی تحریروں میں ان کی تفصیل مل جاتی ہے

22.16 بندشی آوازوں کے بارے میں ابھی جو کچھ کہا گیا، دوسرے مصمتوں پر بھی صادق آتا ہے۔ مصمتے کی ادائیگی کے مختصر سے وقفے میں قابلِ مشاہدہ سمعی خصائص مصمتہ کو غیر مبہم طور پر شناخت کرنے کے لیے بالکل ناکافی ہوتے ہیں۔ البتہ ماقبل یا مابعد مصوتے پر مصمتہ کے اثرات کو استعمال کر کے ان کو شناخت کیا جا سکتا ہے۔ صوتی نقطۂ نظر سے یہ بات تسلی بخش نہیں ہے کہ فونیموں کا کسی زنجیرے میں یکے بعد دیگرے ہونا متصوّر کیا جائے یعنی دوسرے

کے شروع ہونے سے قبل ہی پہلا ختم ہو جائے ۔ اس کے بجائے ایک کا آخری حصہ دوسرے کے آغاز کے ساتھ گتھا ہوتا ہے ۔ تکلم کے نمونہ کا ہر لمحہ تانوں ( cues, ) کا ایک گروہ تصوّر کیا جا سکتا ہے، جن میں سے ہر ایک کسی نہ کسی طور پر کسی نہ کسی آواز کے پہچاننے میں مدد دیتا ہے ۔ کسی ایک لمحہ کی بعض تانیں کسی ایسی آواز سے متعلّق ہو سکتی ہیں جو ماقبل لمحہ کی تانوں سے پہلے ہی شناخت کی جا چکی ہے ۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ آواز کو شناخت کرنے والی تانوں کے زنجیرہ کے آخری رکن ہیں ۔ بعض دوسرے مابعد آواز کو شناخت کرنے والے زنجیرہ کے پہلے رکن ہو سکتے ہیں ۔ اگر ٹیپ رکارڈنگ کو دو حصّوں میں تقسیم کر کے ہر حصّہ کو الگ بجایا جائے تو یہ بات بغیر طیف نگار کے بھی دکھائی جا سکتی ہے ۔ اگر اس کو ٹھیک جگہ پر کاٹ لیا جائے تو معلوم ہوگا کہ ٹیپ کے کسی بھی حصّے پر دو یا تین آوازوں کو صاف سنا جا سکتا ہے ۔ وہ تانیں جو مل کر کسی ایک آواز کی تخلیق کرتی ہیں دو حصّوں میں بٹ گئی ہیں ' ہر ایک میں سے ہر ٹیپ میں کچھ حصّہ رہ گیا ہے جو شناخت کے لیے کافی ہوتا ہے، اگرچہ یہ ظاہر ہے کہ مجموعی اثر بہت غیر معمولی ہوتا ہے ۔

**22.12** ایک لمحہ کے لیے فونیمی نظریہ کی طرف متوجہ ہوں تو سوال کیا جا سکتا ہے کہ اگر آوازیں ایک دوسرے سے اس طرح گڈمڈ ہو جاتی ہیں تو ہم ان کو ایسے مرتّب زنجیرے میں کیسے سن پاتے ہیں، جیسے ہم ان کو مصمتوں اور مصوتوں کی صورت میں سنتے ہیں ۔ یہ بات کافی نہیں ہوتی کہ تانوں کے سلسلوں کے مرکز یکے بعد دیگرے آتے ہیں ۔ ہو سکتا ہے کہ ایسا ہی ہو، لیکن یقین سے نہیں کہا جا سکتا ۔ ہماری نفسیاتی اور جسمانی مجبوریاں ہی ان کو الگ الگ سننے میں مانع ہوں گی ۔ اگر آوازیں ایک دوسرے میں گڈمڈ نہ بھی ہوں تو کان ان کو اس قدر کج مج کر دے گا کہ ہمارے احساس کو وہ گڈمڈ ہوتی معلوم ہوں گی ۔

اس کا سادہ سا جواب یہ ہے کہ ہم مجموعی مرکب خصائص کو ایک ساتھ تو سنتے ہیں لیکن مجموعی تاثر کے فرق سے ان کی ترتیب کے فرق کو پہچان لیتے ہیں ۔ یہ بات بھی ہم اسی طرح سیکھ لیتے ہیں جیسے ہم انفرادی فونیموں کو پہچاننا سیکھتے ہیں ۔ فونیموں کی مختلف ترتیبوں میں تخالف کے باعث ہی ہم یہ کر پاتے ہیں ۔ cat /kæt/ : act /ækt/ جیسا اقلی جوڑا اس کی مثال ہے ۔

فونیموں کی ترتیب کا تخالف پر مبنی ہونا بلوں ( stresses ) پر غور کرنے سے

ظاہر ہوسکتا ہے۔ وہ کتنا بھی مبہم کیوں نہ ہو، لیکن ایک عام امریکی کے ذہن میں یہ سوال کبھی پیدا نہیں ہوگا کہ cat جیسے لفظ میں /æ/ پہلے آتا ہے یا /'/ ۔ یہ سوال بے معنی ہے، صرف اسی وجہ سے نہیں کہ /æ/ اور /'/ بیک وقت آتے ہیں ۔ ( ان کا ایسا ہونا یقین سے نہیں معلوم کیا جاسکتا ) ، نہ اس وجہ سے کہ وہ بظاہر ایک دوسرے میں گڈ مڈ ہو جاتے ہیں ، کیوں کہ یہ بات تو /k/ اور /æ/ میں بھی ہوتی ہے، بلکہ یہ بات صرف اس وجہ سے ہوئی ہے کہ ایسی کوئی شہادت نہیں جس سے اس سوال کا جواب دیا جا سکے۔ یعنی ہمارے پاس /*kæ't/ : /*k'æt/ جیسی کوئی تخالف صورت نہیں ہے۔ اگر کوئی ایسی مثال ہو تو سوال بہت اہم ہو جائے گا اور جواب بھی قابلِ رسائی ہوگا ۔ بلکہ جس طرح اس میں کوئی شبہ نہیں کہ cat. /*ktæ/ نہیں ہے، اسی طرح عام امریکی کے لیے اس کا جواب بھی بدیہی ہوگا۔

گزشتہ چند برسوں میں "تقطیعی" فونیموں ( مصوتوں اور مصمتوں ) اور "فوق تقطیعی" فونیمی ( بل اور سُر ) کے ربطِ باہم سے متعلق کافی بحث ہوتی رہی ہے ۔ ان کا روایتی فرق یہ ہے کہ " تقطیعی " اجزا سے قطعوں کے خطی زنجیرے بنتے ہیں، اس کے برخلاف " فوق تقطیعی" اجزا سے ایسا نہیں ہوتا بلکہ وہ قطعوں کو گڈ مڈ کر دیتے ہیں۔ یہ بات قطعاً درست نہیں کیوں کہ گڈ مڈ ہونے میں صوتیاتی طور پر دونوں گروہ ایک سے ہیں، ان کا فرق فونیمیاتی ہے۔ ہر گروہ ( اور انگریزی میں " فوق تقطیعی" کو بھی دو گروہوں میں بانٹا جانا چاہیے ) ۔ مصمتے اور مصوتے ، /+ ˘ ` ˆ '/ اور /→ ↗ ↘ 1 2 3 4/ ایک زنجیرہ بناتا ہے /ˊˋ/ and /ˋˊ/ نیز /23/ اور /32/ کے درمیان تخالف موجود ہے ۔ فونیموں کے درج ذیل تین زنجیرے اس لیے ایک تصوّر نہیں کیے جاسکتے کہ ان میں تخالف مفقود ہے :

/' æ/ : /æ '/, /3 '/ : /' 3/, ، /3 æ/ : /æ 3/

انگریزی فونیم /+/ اس سے مستثنیٰ ہے کہ /t +/ اور /+ t/ میں تخالف ہے :
night-rate : pie trade اسی طرح /' +/ : /+ '/ بھی۔ /+/ فونیموں کے گڈ مڈ ہونے کی عمدہ مثال ہے کیوں کہ عام طور پر رواں تکلم میں کسی جزکی / + / کے طور پر شناخت اس طرح ممکن نہیں جیسے مثلاً /t/ کی۔ /+/ کی نشان دہی بعض تانوں سے ہوتی ہے جو متصل قطعوں کے

ساتھ آتی ہیں۔

22.18 نقشِ طیف کی ایک اور خصوصیت کا بھی مختصراً ذکر کرنا ضروری ہے۔ تنگ حصے کی نمائندگی میں بعض حصے ایسے ہوں گے جن میں ہم آہنگیوں کا اظہار کرنے والی مسلسل تخلیط علیحدہ علیحدہ نظر نہیں آئے گی، بلکہ گنجلک سی صورت ہوگی۔ چوڑے حصے والے نقشِ طیف پر ان حصوں میں بھورا رنگ بھرا ہوگا۔ یہ ایسی آوازوں کا اظہار ہے جن میں فراخی ہر ارتعاش پر قابلِ پیمائش ہوتی ہے۔ اس میں یہ صورت نہیں ہوتی کہ کافی فراخی کے ساتھ ہم آہنگیے تو منظم ہوں لیکن کسی کے ساتھ بھی دخل انداز ارتعاشات نہ ہوں۔ ماہرینِ طبیعیات اسے "سفید شور" کہتے ہیں۔ یہ صفیری آوازوں کی خصوصیت ہے اور اس قسم کی کی آواز ہے جسے تلفظی صوتیات کے ماہر رگڑ سے تعبیر کرتے ہیں۔

غیر مسموع صفیری آواز سے صرف اسی "سفید شور" کا اظہار ہوتا ہے۔ مختلف صفیری آوازوں میں طیف کے ان حصوں کی وجہ سے فرق پیدا ہوتا ہے، جن میں "سفید شور" مرکوز ہو جاتا ہے اور ساتھ ہی ان تغیراتی اثرات سے بھی جو متصل آوازوں پر مرتّب ہوتے ہیں۔ [s] میں اکثر بہت زیادہ ارتعاش ہوتا ہے اور [θ] میں اکثر کم۔ مسموع صفیری آوازوں میں وہی بے ہنگم انداز نظر آتا ہے، جو ہم آہنگیوں پر منطبق ہوتا ہے۔

22.19 سرسراہٹ والے مصوتوں میں بھی ایسے ہی پیکر ساز نظر آتے ہیں جیسے ملفوظ مصوتوں میں لیکن ان کے بننے میں حنجرہ میں پیدا ہونے والے صفیری شور کی گمک سے تقویت ملتی ہے۔

جیسا مختصر بیان ہوا وہ مختلف خصوصیات جن کو کان سن سکتا ہے، نقوشِ طیف پر بھی پہچانی جا سکتی ہیں۔ اگر بعض شناخت میں نہیں آتیں تو یا تو یہ موجودہ مشینوں کے ناقص ہونے کے باعث ہو سکتا ہے یا، جس بات کا زیادہ امکان ہے، نتیجوں کی تشریح سے ہماری ناواقفیت کے باعث۔ مشاہدہ شدہ سانچوں اور ہمارے گزشتہ تلفظی صوتیات کے تصورات کو باہمی رشتہ میں منسلک کیا جا سکتا ہے۔ آواز کے طیف نگار سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ انسانی کان کس طرح سنی ہوئی آواز کا آواز پیدا کرنے کے طریقوں سے جوڑ ملا سکتا ہے۔ ہم نے صرف یہی سمجھنا شروع نہیں کر دیا ہے کہ آوازیں کس طرح ادا کی جاتی ہیں بلکہ یہ بھی کہ ہر ادائیگی کا طریقہ آواز پر کیا اثر ڈالتا ہے اور اس لیے اس تفہیم کی طرف بڑھ رہے ہیں کہ کوئی شخص جو کچھ سنتا ہے اسے کس طرح ادا کر سکتا ہے۔ آخر الذکر زبان کا بنیادی مسئلہ ہے، اگرچہ لسانیات کی حدود سے باہر ہے

باب

23

# عملِ ترسیل

23.1 جیسا ہم دیکھ چکے ہیں، زبان مختلف قسم کی ساختوں کا مرکب ہے۔ زبان کے تجزیہ کا کام مختلف حصّوں کو جدا کر کے ہی ہو سکتا ہے۔ لیکن اگر ان کو الگ الگ ایک دوسرے سے غیر متعلق رکھا جائے تو زبان کی مکمّل تفہیم نہیں ہو سکتی۔ مختلف عناصر کی معنویت و اہمیت اسی باعث ہے کہ وہ ایسے مربوط نظام میں کھپ جاتے ہیں جس کو لوگ ترسیل کے لیے استعمال کرتے ہیں۔ زبان کے اس عمل سے ایک ایسا خاکہ سامنے آتا ہے جس کے اندر زبان کو کم و بیش مجموعی حیثیت سے دیکھا جا سکتا ہے۔

زبان کی طرف یہ رویہ اسی باعث بار آور ہوتا ہے کہ زبان سے زیادہ ترسیل کا عمل وسیع ہے۔ اس میں بعض ایسے طریق بھی شامل ہیں جو بنیادی طور پر زبان سے مشابہت رکھتے ہوئے بھی زبان کی بہ نسبت بہت سادہ ہیں۔ ترسیل کی بہت بنیادی صورتوں سے آغاز کیا جائے تو بعض ایسے اصول کا وضع کرنا ممکن ہو گا جن کا اطلاق زبان پر بھی ہو سکے۔ حال ہی میں علم کی ایک نئی شاخ، نظریۂ ترسیل اسی طرح وجود میں آئی ہے۔ اگرچہ لسانیات کے جملہ پہلو ابھی سامنے آنا شروع ہوئے ہیں لیکن یہ بات یقینی ہے کہ بعض نئی بصیرتیں سامنے آئیں گی۔

23.2 چند چیزیں بشمولِ زبان ایسی ہیں جو ترسیل کے عمل کے لیے لازمی قرار پاتی ہیں۔ ان میں سے مندرجہ ذیل ہمارے مقصد کے لیے اہمیت رکھتے ہیں:

1 **مقررہ اشارے یا کوڈ** یعنی خود مختارانہ طور پر مرتب علامتوں کا مجموعہ ـــــ زبان اشاروں کی صرف ایک خاص قسم ہے اور لسانیات اپنی تمام تر حدبندیوں کے ساتھ ترسیل کے اسی پہلو سے بحث کرتی ہے۔

2 وسیلہ یعنی وہ ذریعہ جس سے یہ اشارتی علامتیں یا کوڈ منتقل ہوتی ہیں۔ یہ ایسی قابلِ سماعت آواز ہوسکتی ہے جو 100 دف س (دَوْر فی سکنڈ) سے 7000 دف س تک ہو (جیسا کہ تکلّم کی صورت میں ہوتا ہے) خواہ یہ ریڈیو ارتعاشات کا جتھا ہو، تار پر چلنے والی نوری یا برقی لہریں ہوں یا مختلف قسم کی مکانکی ترکیبیں ہوں۔

3 اشارہ سازی یا کوڈ سازی کا عمل جس کے ذریعہ بعض اشارتی علامتوں (کوڈوں) کو وسیلہ کے سپرد کر دیا جاتا ہے۔ یہ انتخاب خارجی حالات کے تحت ہوتا ہے یعنی کوئی شخص جو مشاہدہ کرتا ہے اسی کی ترسیل کرتا ہے۔ جس طور پر یہ کیا جاتا ہے، وہی اس اشارے (کوڈ) کے معنی ہوتے ہیں اور یہ پہلے سے متعیّن ہوتے ہیں۔

4 اشارہ کار ـــــ وہ شخص یا ترکیب جس سے یہ اشاراتی عمل ہوتا ہے۔

5 اشارہ شناسی (کوڈ شناسی) ـــــ جس سے یہ علامتی اشارے شناخت کیے جاتے ہیں اور ان سے راہِ عمل متعیّن ہوتی ہے۔

6 اشارہ شناس (کوڈ شناس) ـــــ وہ شخص یا ترکیب جس سے اشارہ کشائی ہوتی ہے اور جس کا عمل ان سے متعیّن ہوتا ہے۔

یہ ذکر کرنا مناسب ہوگا کہ اشارہ کار یا اشارہ شناس دونوں ہی اشخاص بھی ہوسکتے ہیں اور مشینیں بھی۔ آمدورفت کا اشارہ کرنے والی روشنی بھی ترسیلی نظام کا حصّہ ہے۔ یہ اشارے خواہ کسی میکانکی ترکیب سے ہوتے ہوں یا پولیس کا سپاہی ان کو انجام دیتا ہو۔ درجۂ حرارت کے ضبط کا خودکار نظام بھی ترسیلی نظام ہے جس میں رہائشی کمرہ میں نصب آلہ اشارہ کار ہے اور تہہ خانہ میں دوسرا آلہ اشارہ شناس زبان میں انسانی دخل لازمی ہوسکتا ہے لیکن عام ترسیل میں ضروری نہیں۔

23.3 ان عناصر کی اہمیت کو ایک معمولی سی مثال سے دیکھا جاسکتا ہے ـــــ یہ لانگ فیلو کی نظم Paul Revere's Ride کے ایک مرکزی واقعہ کا بیان ہے، اشارہ بہت سادہ سا تھا۔ One, if by land; and two if by sea اسے پہلے

ہی دو حصّوں میں مرتّب کردیا گیا تھا۔ اشارہ کار وہ دوست جو بوسٹن میں رہ گیا تھا اور اشارہ شناس ـــــ پال ریور جو دریا پار کرکے چارلیس ٹاؤن میں چلا گیا تھا۔ اشارہ کاری کا عمل دو مناسب علامتوں (دو لالٹینوں) کا انتخاب تھا جنہیں اولڈ نارتھ چرچ کے گھنٹہ گھر میں لٹکا دیا گیا تھا۔ جب پال ریور نے ان کو دیکھا تو وہ گھوڑے پر سوار ہو کر لیکسنگٹن کے لیے چل پڑا۔ اشارہ شناسی کا عمل صرف علامتوں کی شناخت ہی نہیں تھی؛ بلکہ اس سے یہ بھی متعین ہوتا تھا کہ سابق منصوبہ کے مطابق وہ کیا راہِ عمل اختیار کرے۔

اس طرح کے اشارہ میں بعض بدیہی پابندیاں ہوتی ہیں۔ اس سے صرف بہت محدود معلومات ہی بھیجی جا سکتی ہیں۔ رفتار، روانگی کے وقت، راستہ کی تفصیل یا بعض دیگر حقائق کے بارے میں خواہ وہ کتنے بھی اہم کیوں نہ رہے ہوں اور وہ جو بوسٹن میں گھومتے ہوئے دوست کے علم میں آئے ہوں، کوئی اشارہ نہیں کیا جا سکتا تھا۔ البتہ یہ دونوں شخص پہلے ہی کچھ ایسے اشارے طے کر سکتے تھے جو حسب منشا تفصیلات بھیج سکیں لیکن اگر ان کو بعض اہم تفصیلات کا پہلے ہی علم نہ ہوا ہوتا تو بہت تفصیلی اشارے طے کرنا بھی تضیع اوقات ہی تھا۔ شاید ان کو خیال تھا کہ یہ سادہ سے اشارے ان کے مقصد کے لیے کافی ہوں گے اس لیے کسی غیر ضروری پیچیدگی میں پڑنے کی ضرورت نہ تھی۔ اشاروں کو اس طرح ترتیب دیا جا سکتا ہے کہ ان کے ذریعہ حسبِ خواہش امورِ ذہنی کی ترسیل کی جا سکے، لیکن ہر اشارہ کچھ نہ کچھ حدود کا ضرور پابند ہوتا ہے۔

**23.4** ٹھیک ٹھیک پیمائش کے حدود متعیّن ہو جانے پر اشارہ کی صلاحیت کا تصوّر اور اطلاع کی واقعی مقدار کو منتقل کرنے کا تصوّر مفید ثابت ہوتا ہے۔ کسی اشارہ سے کتنی اطلاع بھیجی جا سکتی ہے اس کا بدیہی تعلق علامات کی تعداد سے ہے۔ پال ریور کا اشارہ قلیل ترین ہے جس میں صرف دو علامتیں ہیں۔ جیسے جیسے متبادل علامتوں کی تعداد بڑھتی ہے۔ اطلاع کی تعداد میں بھی اضافہ ہوتا چلا جاتا ہے۔ یہ بیانات نشانوں کے سلسلے میں اس قدر حقیقت پیش نہیں کرتے جتنا کہ ان سے اطلاع کی ایک نئی تکنیکی تعریف کا آغاز ہوتا ہے۔ اس تعریف کے مطابق اطلاع میں صرف اتنی ہی بات نہیں رہ جاتی جتنی کہ عام تعریف کے مطابق سمجھا جاتا ہے۔

اطلاع کی پیمائش کی اکائی کو بنٹ (binits) کہا جاتا ہے۔ اس کی

تعریف یوں کی جا سکتی ہے کہ ایک اشارہ جس میں تقریباً مساوی دو متباین علامتیں ہوں ایک بنٹ فی استعمال کی صلاحیت رکھتا ہے۔ ایسا اشارہ جس میں چار متبانیات ہوں دو بنٹ فی استعمال کی صلاحیت رکھتا ہے؛ آٹھ متبانیات کے ساتھ تین بنٹ کی یعنی اس قسم کے کسی اشارے کے بنٹ کی صلاحیت اشارہ میں متبادل علامتوں کی تعداد کے to the base two کا لوگارتھم ہوتا ہے۔ اس طرح کی تعریف اور اس کے بہت سے ریاضیاتی نتائج دراصل بعض ریاضیاتی تصوّرات کی وجہ سے قابلِ ترجیح ہیں۔ ان تصوّرات پر یہاں بحث کی گنجائش نہیں۔

23.5 ریاضی سے نابلد طلبا کے لیے loga rithm to the base two کی اجمالی تشریح درج ذیل ہے۔

اگر ہم ایک سے شروع کریں اور اسے دو سے ضرب دیتے چلے جائیں یہاں تک کہ ہم علامتوں کی تعداد تک پہنچ جائیں تو جتنی بار ہم نے ضرب کی وہ علامتوں کی تعداد کا لوگارتھم 2 ہوگا۔

| | | | |
|---|---|---|---|
| 0 = 1 ₂ لوگارتھم | 1 | = | 1 |
| 1 = 2 ₂ لوگارتھم | 2 | = | 2 × 1 |
| 2 = 4 ₂ لوگارتھم | 4 | = | 2 × 2 × 1 |
| 3 = 8 ₂ لوگارتھم | 8 | = | 2 × 2 × 2 × 1 |
| 4 = 16 ₂ لوگارتھم | 16 | = | 2 × 2 × 2 × 2 × 1 |
| 7 = 128 ₂ لوگارتھم | 128 | = | 2 × 2 × 2 × 2 × 2 × 2 × 2 × 1 |

ایسی تعریف ہمارے مقاصد کے لیے کافی نہیں۔ کیوں کہ ایک اشارہ ہوسکتا ہے جس میں علامتوں کی تعداد کچھ اور ہو مثلاً 3۔ ہم یہ توقع کر سکتے ہیں کہ لوگارتھم ₂ 3 کا وقوع لوگارتھم ₂ 2 = 1 اور لوگارتھم ₂ 4 = 2 کے درمیان ہوگا۔ ہم بآسانی 2 اور کسر بار ضرب نہیں کر سکتے، نہ ہی آسانی سے یہ معلوم ہوسکتا ہے کہ یہ کسر کیا ہے؟ اس کی قیمت 1.585 سے کچھ کم آئے گی۔ (بعض صورتوں میں خواہ کتنے ہی مقام اعشاریہ تک حساب لگایا جائے لوگارتھم نہیں نکلے گا۔)

لوگارتھم کے ذرا سے تعارف کے لیے مندرجہ ذیل جدول پیش کی جاتی ہے:

| | | | | |
|---|---|---|---|---|
| لوگارتھم ₂ | 1 | 0.000 | 9 | 3.170 |
| | 2 | 1.000 | 10 | 3.322 |
| | 3 | 1.585 | 11 | 3.459 |
| | 4 | 2.000 | 12 | 3.585 |
| | 5 | 2.322 | 13 | 3.700 |

| | | | |
|---|---|---|---|
| 3.807 | 14 | 2.585 | 6 |
| 3.907 | 15 | 2.807 | 7 |
| 4.000 | 16 | 3.000 | 8 |

23.6 اطلاع کی اس تعریف کے ایک بہت اہم پہلو کو ایک اور ترسیلی نظام سے واضح کیا جاسکتا ہے۔ ایک گودام کو لیجیے جس میں نقبی گھنٹی لگی ہو۔ یہ بھی ترسیلی نظام کا ایک حصّہ ہے جس میں اشارہ کار ایک مکانکی یا برقی ترکیب ہے اور اشارہ میں دو علامتیں شامل ہیں۔ سکوت یا خطرہ کی گھنٹی۔ اب ایک سپاہی کو لیجیے جس کے پہرہ میں گودام شامل ہے اور جس کی ذمہ داریوں میں اس نظام میں اشارہ شناس کی حیثیت سے کام کرنا شامل ہے۔ وہ ہر روز اس کے پاس سے گزرتا ہے اور سکوت کی علامت کو پہچانتا ہے اور ردّ عمل یہ ہوتا ہے کہ وہ اپنا پہرہ جاری رکھتا ہے۔ اسے مشکل سے ہی گودام یا اس ترسیلی نظام کا خیال ہوتا ہے جس میں اسے فعالی حیثیت حاصل ہے۔ لیکن بالآخر ایک روز خطرہ کی گھنٹی بجتی ہے؛ اس کارات کا معمول یکایک اور یکسر تبدیل ہوجاتا ہے۔

چوں کہ ہم نے اشارہ شناسی کی راہِ عمل کے تعین کی اصطلاع میں تعریف کی ہے، ہم یہ نتیجہ اخذ کرنے پر مجبور ہیں کہ گھنٹی بجنے کی صورت میں ترسیلی عمل گھنٹی نہ بجنے کی صورت سے بہت مختلف ہوتا ہے۔ اس سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ فرق کا انحصار ایک علامت کے اکثر اور متوقّع وقوع کے مقابلہ میں دوسری علامت کے غیر متوقّع ہونے پر ہے۔ ہم اسی بات کو یوں بھی کہہ سکتے ہیں کہ سکوت کے مقابلہ میں گھنٹی کا بجنا زیادہ اطلاع کا حامل ہوتا ہے۔

23.7 دو علامتی اشارہ کی صلاحیت کو ہم نے ایک بٹ کے مساوی قرار دیا ہے۔ یہ بات علامتوں کے تقریباً مساوی ہونے کی صورت میں تھی۔ لیکن مذکورہ نظام میں گھنٹی بجنے کی صورت میں اطلاع ایک بٹ سے زیادہ ہے اور سکوت میں کم۔ ان کی قطعی ریاضیاتی تعریف بھی ممکن ہے۔ کسی علامت میں اطلاع کی مقدار اس علامت کے احتمال کے مقلوب کا logarithm to the base two ہوتی ہے یعنی I = لوگارتھم $_2$ 1/p

بعض طلبا کیلیے اس ضابطہ کی تشریح کی ضرورت ہوگی علامت کے احتمال کو یوں سمجھا جاسکتا ہے کہ یہ ان تمام علامتوں کا تناسب ہے جو متعلقہ علامت کی مثالیں ہوسکتی ہیں مثلاً فرض کیجیے کسی اشارہ میں دو علامتیں ہیں۔ متعدد پیغامات ہمارے مشاہدہ میں آتے

ہیں اور یہ معلوم ہوتا ہے کہ اوسطاً B کے پندرہ وقوع کے مقابلہ میں A ایک بار واقع ہوتا ہے۔ اس لیے ہم علامت A کے احتمال کو1/16 یا 0625. محسوب کرتے ہیں اور علامت B کے احتمال کو15/16 یا 9475 ۔ احتمالات ہمیشہ ایک سے کم ہوں گے اور ہر اشارہ کی تمام علامتوں کے احتمالات کا مجموعہ ٹھیک 1 ہوگا۔ مقلوب صرف ایک منقلب کسر ہے۔ اس لیے دونوں علامتوں کے احتمالات کے مقلوب یوں ہوں گے A کے لیے 16/1 یا 16.0 اور B کے لیے $\frac{16}{15}$ یا 1.067 ۔ لہٰذا اطلاع I کی مقدار A علامت کے لیے لوگارثم $\frac{1}{2}$ /(1/16) یا 4.00 بنٹ ہے۔ علامت B کے لیے 0.093 بنٹ ہے۔ علامت B اگرچہ A کے مقابلہ میں 15 گنا ہے لیکن اس سے صرف 1/43 اطلاع بہم پہنچتی ہے۔

ہر علامت کی اطلاع کی مقدار سے ہم علامت کی اوسط مقدار فی اطلاع کا حساب نکال سکتے ہیں۔ اسی مثال کو استعمال کریں تو :

A کا ایک وقوع حامل 400 بنٹ = 4.00

B کے 15 " 0.09 " = 1.39

16 وقوع مجموعی طور پر 5.39

16 سے تقسیم کرکے اوسط 34. بنٹ

اس حساب سے زیادہ وہ اصول اہم ہے جس کی اس سے تشریح ہوتی ہے، کسی اشارہ کی پوری صلاحیت ایک عرصہ میں اسی وقت محسوس ہوسکتی ہے جب تمام علامتیں وقوع کے برابر احتمالات رکھتی ہوں۔ اس مثال میں دو علامتوں کے نابرابر وقوع سے اشارہ کی کارکردگی ایک تہائی رہ جاتی ہے کیوں کہ اگر وہ برابر ہوتیں تو اشارہ کی صلاحیت 1.00 بنٹ ہوتی۔

23.8 فرض کیجیے ہم ایک ایسا اشارہ مقرر کرتے ہیں جس میں برابر احتمالات کی حامل دو علامتیں A اور B ہیں، جنہیں ایک علامت فی سیکنڈ کی شرح سے بھیجا جاسکتا ہے۔ ہماری تعریف کے مطابق اس اشارہ میں ایک بنٹ اطلاع فی سیکنڈ کی صلاحیت ہے۔ فرض کیجیے ہم چار سیکنڈ پیغام بھیجتے ہیں۔ مندرجہ ذیل پیغامات میں سے کوئی ایک بھیجا جاسکتا ہے۔ سب کے احتمالات برابر ہیں :

AAAA AAAB AABA AABB ABAA ABAB ABBA ABBB
BAAA BAAB BABA BABB BBAA BBAB BBBA BBBB

مساوی احتمالات کی سولہ علامتیں 4 بِنٹ کی صلاحیت رکھتی ہیں چوں کہ ایسے ہر پیغام کو بھیجنے میں 4 سیکنڈ لگتے ہیں اس لیے صلاحیت ایک بِنٹ فی سیکنڈ نکلتی ہے۔ یہ عدد ہمارے پہلے حساب پر پورا اترتا ہے۔

فرض کیجیے یہ طے ہو کہ ہر علامت دو بار استعمال ہوگی۔ اگر نظام میں اور بھی کوئی تبدیلی نہ ہو، مندرجہ ذیل میں سے کوئی ایک چار سیکنڈ میں بھیجا جا سکتا ہے:

AAAA AABB BBAA BBBB

مکرر استعمال کے فیصلہ سے اشارہ کی صلاحیت چار سیکنڈ میں دو بِنٹ یا نصف بِنٹ فی سیکنڈ رہ گئی ہے۔ یعنی اس نے اشارہ کی کارکردگی کو کم کر کے آدھا کر دیا ہے۔

غیر مستعمل صلاحیت ہمارے مکرر استعمال کے فیصلہ کا نتیجہ ہے اس لیے اسے فاضل کہا جا سکتا ہے۔ جیسا دیکھا جائے گا یہاں یہ اصطلاح ان معنی میں استعمال نہیں ہوتی جو اس کے عام معنی ہیں۔ یہ نظریۂ اطلاع کی ایک تکنیکی اصطلاح ہے اور اس لیے اس کی بھی ایسی تکنیکی تعریف کی ضرورت ہے جو اطلاع کی تعریف کے ساتھ میل کھا سکے۔ اس لیے فاضل کی تعریف یوں کی جاتی ہے کہ یہ کسی اشارہ کی نظریاتی صلاحیت اور مرسلہ اطلاع کی اوسط مقدار کا فرق ہے۔ اسے مجموعی صلاحیت کے فی صدی حیثیت سے بیان کیا جاتا ہے اور اس طرح ہر علامت کو دو بار استعمال کرنے کے فیصلہ سے 50 فی صدی فاضل حصّہ وجود میں آتا ہے۔

فاضلات اور تکرار مترادف نہیں ہیں، نہ ہی یہ لازماً تکرار کا نتیجہ ہیں۔ گزشتہ پارے میں ہم نے 1/16 اور 15/16 احتمالات والے اشارے کی اطلاع کی اوسط مقدار کا حساب لگایا تھا کہ وہ 34. بِنٹ ہوتا ہے۔ اگر احتمالات برابر (1/2 اور 1/2) ہوتے تو اطلاع کی اوسط مقدار 1 بِنٹ ہوتی۔ احتمالات کے تفاوت کی وجہ سے اوسطاً 66 فی صدی حصّہ فاضل ہوتا ہے۔

23.9 گزشتہ مشق کی مثال میں ہم نے ایسے تمام ممکن پیغامات (16) اور تمام پیغامات (4) کو ترتیب دے کر ان کے فاضل حصّوں کا حساب لگایا تھا جو خاص

پابندیوں کے ساتھ استعمال ہو سکتے ہیں اور ہر ایک صورت میں اطلاع کی مقدار کا بھی حساب لگایا تھا۔ ایسی مثالوں میں تو یہ بات آسان ہے لیکن بعض صورتوں میں یہ قابو سے باہر بلکہ کلی طور پر ناممکن ہو جائے گا۔ مثلاً انگریزی کے 46 فونیموں سے اگر 5 لیے جائیں اور کوئی خاص پابندی عائد نہ کی جائے تو ان سے 205,962,976 مجموعے بننا ممکن ہیں۔ کل بھیجے جانے والی اطلاع کا حساب لگانا آسان ہے۔ لوگارتھم $46_2$ برابر ہے 5.52؛ اس لیے ایک فونیم کے ہر وقوع میں 5.52 بٹ اطلاع ہوگی اور پانچ فونیموں کے زنجیرہ میں 27.62 بٹ۔ لیکن انگریزی میں استعمال ہونے والے پانچ فونیموں کے تمام زنجیروں کو ترتیب دینا جوئے شیر لانا ہوگا اور اس سے بھی مختلف مجموعوں کے نابرابر احتمالات کے باعث کوئی بہت صحیح تصویر سامنے نہیں آئے گی۔ اس مسئلہ پر ایک اور طرح سے بھی غور کیا جا سکتا ہے۔

گزشتہ مشق کی مثال کو پھر دیکھیے۔ پہلی علامت A یا B ہو سکتی ہے اور یہاں احتمالات برابر ہے۔ لہٰذا پہلی علامت 1 بٹ اطلاع کی حامل ہوگی۔ فرض کیجیے یہ A ہے؛ اب دوسری علامت کے احتمالات پر غور کیجیے۔ یہاں اس کا A یا B ہونا طے نہیں ہوگا۔ کیوں کہ ہم پہلے ہی طے کر چکے تھے کہ ہر علامت دوبارہ دُہرائی جائے گی۔ اس لیے عملاً اس کا A ہونا یقینی ہوگا۔ اس لیے اس علامت سے جانے والی اطلاع صفر بٹ ہوگی۔ تیسری علامت A بھی ہو سکتی ہے اور B بھی اس لیے اس علامت سے 1 بٹ اطلاع جاتی ہے۔ چونکہ چوتھی علامت بھی تیسرے کی تکرار ہے، اس لیے یہ بھی پہلے ہی معلوم ہوگا کہ اس سے بھی کوئی اطلاع نہیں جائے گی، اس طرح ہم الگ الگ ہر علامت کی اطلاع کا حساب لگا سکتے ہیں اور مجموعی طور پر پیغام میں اطلاع کی کل مقدار معلوم کرنے کے لیے ان اعداد کو جوڑ سکتے ہیں۔ اگر حساب ٹھیک ٹھیک لگایا جائے تو دونوں طریقوں سے ایک ہی سے نتائج نکلیں گے۔ اگر ایسی مشکلات پیدا ہوں کہ صحت و تفصیل سے حساب لگانا ممکن نہ ہو تو بھی بڑی حد تک ایسا حساب لگانا ممکن ہوگا جس سے صحیح اعداد کے قریب قریب نتیجہ نکل سکے۔

23.10 اس طریقہ کو استعمال کر کے ہم زبان کے مواد میں فاضلات کا مطالعہ کر سکتے ہیں۔ محض آسانی کی خاطر پہلے مثالوں میں ہم انگریزی کی تحریری صورت کو استعمال کریں گے؛

بول چال کی زبان کو بھی اسی طرح جانچا جاسکتا ہے۔

انگریزی کا جملہ کسی بھی حرف سے شروع ہوسکتا ہے۔ تاہم مختلف حروف کی تعدادِ استعمال میں بڑا تفاوت ہوتا ہے Xerxes was a Great general جیسے جملے عین ممکن ہیں لیکن بہت کمیاب ہیں۔ T سے شروع ہونے والے جملے بہت عام ہیں؛ 23.9 میں سات ایسے جملے آئے ہیں جب کہ کل جملوں کی تعداد 19 ہے۔ جملوں کے ایک عام نمونے کے شمار سے ابتدائی حروف کی تعدادِ استعمال مندرجہ ذیل نکلتی ہے:

| | | | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| T | .23 | B | .06 | P | .02 | D | .01 | V | .00 |
| I | .13 | M | .04 | L | .02 | E | .00 | Q | .00 |
| A | .10 | F | .04 | R | .02 | G | .00 | K | .00 |
| H | .08 | N | .03 | C | .01 | J | .00 | X | .00 |
| S | .08 | O | .02 | Y | .01 | U | .00 | Z | .00 |
| W | .07 | | | | | | | | |

اگر چھبیس کے چھبیس حروف کی تعداد استعمال برابر ہوتی تو یہ تعداد .038 ہوتی۔ نو حروف اس اوسط سے کہیں زیادہ ہیں۔ T کا استعمال اوسط سے 6.1 گنا ہوتا ہے۔ دوسری طرف 17 حروف اوسط سے کہیں کم ہیں۔ ان میں سے اکثر شاذ ہیں۔ ایسے تفاوت کے ہوتے ہوئے خاصا فاضل حصّہ متوقع ہوسکتا ہے۔ کسی انگریزی جملے کے پہلے حرف کی اطلاع کی اوسط مقدار 3.10 بِٹ ہوتی ہے۔ اگر سب کے سب چھبیس حروف کے احتمالات برابر ہوتے تو مجموعی اطلاع 4.70 بِٹ ہوتی۔ لہٰذا پیغام کے صرف پہلے حرف کو ذہن میں رکھیں تو فاضل حصّہ اوسطاً 34 فی صدی ہوگا۔

فرض کیجیے کہ ہر جملہ کے دوسرے حرف کو دیکھیں۔ سب سے عام صورت پہلے لیں یعنی جہاں جملہ T سے شروع ہوتا ہے۔ وقوع کی بہت کم آزادی ہے۔ x اور l دوسرے حرف کی حیثیت سے کبھی استعمال نہیں ہوتے یا غیر انگریزی لفظوں سے شروع ہونے والے جملوں میں شاذ استعمال ہوتے ہیں مثلاً Tlalocan is a Mexican anthropological journal. سب سے زیادہ عام h ہے جس کی تعداد استعمال تقریباً 88 فی صدی ہے۔ دوسرا سب سے زیادہ احتمال کا حامل o ہے جس کی تعداد استعمال 6 فی صدی کے قریب ہوتی ہے a, e, i, u, w, r اتفاقاً ہی استعمال

ہوتے ہیں اور باقی 6 فی صدی انہیں پر مشتمل ہوتا ہے۔ چند اور اگرچہ کمیاب ہیں لیکن بالکل غیر متوقع نہیں ہوتے: (Tschaikowsky was a musician.) یہاں فاضل حصہ تقریباً 83 فی صدی ہوتا ہے۔

لیکن یہ بھی آخری حد نہیں۔ Q. سے شروع ہونے والے جملوں کو دیکھیے۔ ان میں سے تقریباً سب ہی میں دوسرا حرف u ہوتا ہے۔ استثنا کی صورتیں صرف ایسے کمیاب جملے ہو سکتے ہیں: Qaraqalpaq is a Turkic language یہاں فاضل حصہ تقریباً 100 فی صدی ہو جاتا ہے۔

اس عمل کو ہم جہاں تک چاہیں جاری رکھ سکتے ہیں۔ Th. کے بعد e کی تعدادِ استعمال تقریباً 83 فی صدی ہے، i تقریباً 8 فی صدی، a تقریباً 3 فی صدی وقس علی ہذا۔ بہت سے حروف بالکل نہیں ملیں گے۔ فاضل حصہ تقریباً 77 فی صدی ہوتا ہے۔ ایک مرحلہ اور: اگر جملہ The سے شروع ہو رہا ہے تو آگے خالی جگہ ہوگی (53. فی صدی) y (18 فی صدی) n (14 فی صدی) r (12 فی صدی) اس کی بدیہی وجہ یہ ہے کہ the, they, then اور there انگریزی کے صرف عام الفاظ ہی نہیں بلکہ دوسرے مقامات کی بہ نسبت جملہ کے شروع میں کثیر الوقوع ہیں۔

23.11 یہاں سے انگریزی کی تحریری صورت میں بہت زیادہ فاضل حصہ کے ماخذ کی پہلی نشاندہی ہوتی ہے۔ حروف کی تعداد استعمال کے اختلاف اور حروف کی زنجیروں پر بعض پابندیوں ( q کے بعد بالعموم u آتا ہے) کے علاوہ اس حقیقت سے بھی خاصی پابندیاں عائد ہوتی ہیں کہ حروف لفظوں کے ہجوں کے لیے استعمال ہوتے ہیں اور خود الفاظ کی تعداد استعمال اور محلِ وقوع بہت فرق ہوتا ہے۔

تحریری انگریزی جیسے کسی بھی اشارہ میں ترتیب و تنظیم کی کئی سطحیں ہوتی ہیں۔ ان میں سے ہر ایک سے پیغامات پر بعض ایسی پابندیاں عائد ہوتی ہیں جو اشارہ کی حیثیت سے زبان کے فاضلات میں منعکس ہوتی ہیں۔ یہ پابندیاں محض اس باعث پیدا ہوتی ہیں کہ اشاروں کی بھی ایک ساخت ہوتی ہے۔ ساخت وقوع کی آزادی پر بعض پابندیوں کا مجموعہ ہوتی ہے اور اسی لیے اس سے لازماً فاضلات پیدا ہوتے ہیں۔

23.12 آگے بڑھنے سے قبل بہتر یہ ہوگا کہ ہم تحریری زبان کی قید سے باہر نکلیں

حالانکہ اس سے تجزیہ اور پیش کش کے لیے مواد بآسانی حاصل ہوتی ہے۔اس کے مخصوص مسائل پر بحث بعد میں آئے گی۔(باب 25 ، 26 اور 27 دیکھیے۔)بول چال کی انگریزی میں بھی صورتِ حال بہت مختلف نہیں ہوتی۔مثلاً ہمیں معلوم ہوگا کہ انگریزی جملوں کے شروع میں /ð/ فونیمی بہت عام ہے (تقریباً 18 فیصدی) اور اس مقام پر /ŋ/ کبھی بھی واقع نہیں ہوتا۔ /ð/ کے بعد /ə/ بہت عام ہے اس کی تعداد استعمال 50 فی صدی کے قریب پہنچتی ہے۔/ðə/ کے بعد /+/ بہت عام ہے۔اس سے یہ حقیقت مترشح ہوتی ہے کہ انگریزی جملوں کے اس مقام پر تشکیلیہ /ðə/ the. بہت عام ہے۔عمل کا طریقہ یہاں بھی تحریری زبان کے سلسلے میں مستعمل طریقہ سے مختلف نہیں، سوائے اس کے کہ یہاں تجزیہ کیے جانے والے مواد کو ضبط تحریر میں لانا ہوگا اور یہ بھی متعین کرنا ضروری ہوگا کہ مواد میں کون سی بولی کی نمائندگی کی گئی ہے؟

23.13 بول چال کی انگریزی میں فاضلات کے مآخذ کی درج ذیل فہرست پیش کی جاسکتی ہے۔یہ فہرست بھی جامع نہیں ہے:

1 فونیموں کی تعداد استعمال میں تفاوت: زبان کا یہ خاصہ ہے کہ تعداد استعمال میں تمام عناصر مختلف ہوتے ہیں۔انگریزی کے ابتدائی حروف کی تقسیم کی جو اوپر وضاحت کی گئی یا فرانسیسی اقسام افعال کا جو نقشہ باب 9 میں پیش کیا گیا، وہ کسی بھی دوسرے مواد میں متوقع ہوسکتا ہے۔مثلاً میری بولی میں /i i ə e/ نسبتاً بہت عام ہیں؛ /ɔ/ بہت کم یاب ہے، /θ ž/ کے مقابلہ میں /t n s/ مصمتے زیادہ عام ہیں۔دوسرے سروں کے مقابلہ میں /4/ قلیل الوقوع ہے۔

2 فونیموں کے زنجیروں پر پابندیاں: میری بول چال میں /i/ بہت عام ہے لیکن زنجیرہ /iw/ کم یاب ہے اور /iy/ یا /iH/ بالکل استعمال نہیں ہوتے۔اس کے برخلاف تدریجیہ کے بغیر /o/ کے مقابلہ میں /ow/ کا استعمال زیادہ عام ہے۔/iŋ/ خوب استعمال ہوتا ہے لیکن /iyŋ/ بالکل نہیں آتا۔/nk/ کمیاب ہے لیکن /ŋk/ بہت عام ہے۔ایک مصوتہ کے ساتھ ایک اور صرف ایک ہی بل استعمال ہوتا ہے۔اس طرح کی ساری پابندیاں۔اور ان کی خاصی بڑی

تعداد مرتّب کی جا سکتی ہے ـــــ انفرادی طور پر فونیموں کو بعض ماحولوں میں زیادہ ممکن الوقوع اور بعض میں کم ممکن الوقوع بنا کر فاضلات میں اضافہ کرتی ہیں۔

3 ممکن مارفیموں کا عدم استعمال : /θæt/ /siyg/ جیسے زنجیرے انگریزی اصوات کے سانچوں کی عائد کردہ پابندیوں کے باوجود بھی ممکن ہیں اور مارفیموں کے طور پر بآسانی استعمال کیے جا سکتے ہیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ بعض محض اتفاقی اسباب کی بنا پر انکا استعمال نہیں ہوتا۔ ایسی ترتیبی شکل کے انگریزی کے آدھے سے زیادہ مارفیم استعمال نہیں کیے جاتے۔ بعض علامتی سانچوں کے ایسے مکمّل عدم استعمال سے بھی فاضلات میں اضافہ ہی ہونا چاہیے۔ لیکن یہ امر قابلِ توجہ ہے کہ اگر نئی ضرورتوں سے عہدہ برآ ہونے کے لیے زبان کے ذخیرۂ الفاظ کو بدلنا ہے جیسا کہ ہر زبان میں ہونا چاہیے تو ممکن مارفیموں کا یہ محفوظ سرمایہ بڑی اہمیت رکھتا ہے۔

4 . مارفیموں کی تعداد استعمال کا فرق : اس کی حیران کن مثال انگریزی /ð/ میں ملتی ہے۔ انگریزی کے کسی بھی مصمتہ کے مقابلہ میں (شاید سوائے /ž/ کے) یہ کمتر مارفیموں میں واقع ہوتا ہے۔ تاہم ان میں سے کئی خاص طور پر /ðə/ /ðey/ /ðæt/ /ðət/ /ðen/ زبان کے سب سے زیادہ عام الوقوع مارفیموں میں ہیں۔ نتیجۃً /ð/ نسبتاً عام فونیمی ہو جاتا ہے۔ مزید برآں یہ دوسرے مقامات کے مقابلہ میں الفاظ کے شروع میں زیادہ عام ہے حالانکہ یہ بھی حقیقت ہے کہ صرف چند ہی کثیر الوقوع الفاظ کے شروع میں آتا ہے۔ /ð/ کے بعد /ə/ کی کثیر الوقوعی کی توجیہ بھی اسی سے ہو سکتی ہے۔

5 مارفیموں کے زنجیروں پر پابندی : ایسی ہر پابندی سے فاضل حصّہ میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ لیکن زبان کا ڈھانچہ بننے کے لیے پابندیاں بھی لازمی ہیں۔ ایسی زبان جس میں حسبِ منشا مارفیموں کو کسی بھی مقام پر رکھا جا سکے، ناقابلِ عمل ہوگی۔ ایسی زبان میں مارفیموں کا کوئی باہمی تعلق نہیں رکھا جا سکے گا اور اس لیے کسی بھی ملفوظہ کی فہرستِ الفاظ سے زیادہ کوئی حیثیت نہیں ہوگی۔ ان سے اتنا ہی فائدہ حاصل کیا جا سکے گا جتنا کہ کسی بے ترتیب فرہنگ سے۔

6 کیا کہا جاتا ہے اس پر معنوی پابندیاں : اگرچہ *The green absolute*

signals the ineffable hypotenuse جیسے جملے قواعد کے اعتبار سے بالکل ٹھیک ہیں (یعنی عام نحوی سانچے کے مطابق ہیں) لیکن یہ بولے نہیں جائیں گے کیوں کہ ان سے کوئی سیاق و سباق متصوّر نہیں ہوتا۔ لیکن زبان کی لچک کے لیے ضروری ہے کہ ایسے ملفوظے جن کی افادیت کی پیش بینی نہیں کی جا سکی عین ممکن ہوں۔ ایک صدی پیشتر ( Light is both particle and wave ) جیسے جملے کے بارے میں کیا تصوّر ہوگا؟ یہ سب الفاظ اس وقت بھی موجود تھے اور نحوی سانچہ بھی۔ لیکن یہ جملہ بھی اسی قدر ناقابلِ فہم رہا ہوگا جیسا کہ مذکورہ بالا جملہ۔ اگر انگریزی میں ایسے جملوں کی گنجائش نہ ہوتی تو ایسے بیان کی ضرورت درپیش آنے پر جدید طبیعیات کے ارتقا میں سخت رکاوٹ پیدا ہو جاتی۔

خواہ ان کی تفصیل میں خاصا فرق ہو لیکن ان سے ملتے جلتے عوامل ہر زبان میں پائے جاتے ہیں۔ فاضلات کا ہونا زبان کے نامکمل ہونے کی وجہ سے نہیں ہوتا بلکہ یہ ایک ایسی ضروری خصوصیت ہے جس کے بغیر زبان ناقابلِ عمل رہ جائے گی۔

**23.14** ترسیلی نظریہ کو بنیادی طور پر ان انجینئروں نے ترقی دی ہے جو ٹیلیفون اور تار کے سلسلے قائم کرنا چاہتے تھے۔ ان کے سامنے مسئلہ یہ تھا کہ وسیلوں کے استعمال میں وہ ایسے آلات بنا سکیں جن کی کارکردگی زیادہ سے زیادہ ہو۔ اس سے لازم آتا ہے کہ نظریاتی وسیلہ نیز کسی مقررہ اشارہ کی ترسیل میں استعمال ہونے والی صلاحیت کی مقدار کی پیمائش کا کوئی طریقہ مہیا ہو۔ اس قسم کے حسابی مسئلہ کی افادیت آج شک و شبہ سے بالاتر ہے۔ اس طریقہ کو بہت ترقی ہوئی ہے اور اس کا بے حد استعمال ہو رہا ہے۔

ماہرینِ لسانیات کے ان نتائج سے باخبر ہونے کے بعد دو سوالات اٹھتے ہیں: لسانیاتی نظریہ پر اس علم کا کیا اثر ہے؟ کیا یہ طریقے لسانیاتی تجزیہ کے عملی مسائل میں کوئی مدد کرتے ہیں؟

جہاں تک پہلے سوال کا تعلق ہے اس میں شک نہیں کہ اس کے گہرے اثرات ہوئے ہیں۔ تاہم ان کا تصوّر ابھی تک مبہم ہے۔ اس کی کچھ وجہ تو یہ ہے کہ اکثر ماہرینِ لسانیات ترسیلی نظریہ کی سطحی باتوں سے کچھ زیادہ نہیں جانتے۔ اور کچھ وجہ یہ بھی ہے کہ دونوں طریقے کچھ اس طرح بنیادی طور پر مختلف ہیں کہ ان دونوں نظریات میں ربط

باہم قائم کرنے کے لیے خاصی مشقت اٹھانی پڑے گی۔ لیکن واضح شہادت کے فقدان کے باوجود قرائن ایسے ہیں کہ ترسیلی نظریہ سے لسّانیاتی نظریہ کو بہت مدد ملے گی۔

لسّانیاتی ارتقا بالخصوص جیسے امریکہ میں اس کا ارتقا ہُوا ہے، زیادہ تر تجزیاتی طریقوں پر مبنی ہے۔ اس لیے پہلا سوال دوسرے سے الگ نہیں کیا جا سکتا۔ اہم سوال یہ ہے کہ آیا اطلاعی نظریہ کو لسّانیاتی مسائل کے کام میں لایا جا سکتا ہے۔ یعنی آیا زبان کی ساخت کے بارے میں ایسے سوالات ہیں جن کا جواب ترسیلی نظریہ کے طریقوں سے مل سکتا ہے۔ اگر ایسا ہو تو کیا ان سے توضیحی لسّانیات کے روایتی طریقوں کے مقابلہ میں بہتر کام لیا جا سکتا ہے؟ اس سلسلے میں ابھی کام کا آغاز ہُوا ہے لیکن اس بات کا امکان ہے کہ ماہرینِ لسّانیات ایسے طریقے نکال لیں گے کہ ان ترکیبوں کا اپنے مخصوص مسائل پر مفید اطلاق کر سکیں۔ اگر ایسا ہو جاتا ہے تو لسّانیاتی نظریہ پر اس کے اثرات لازماً پڑیں گے۔

23.15 شق 9.8 میں ترکی نظام کی مصوتی ہم آہنگی کا مختصر ذکر ہُوا تھا، جس کے نتیجہ میں سلسلہ وار ارکان میں مصوتوں کے وقوع پر خاص قسم کی پابندی عائد ہوتی ہے مثلاً بہت سے لاحقوں کے ذیلی مارفیم مصوتہ /ü/ پر مشتمل ہوتے ہیں اور یہ صرف اسی وقت واقع ہوتا ہے جب ماقبل رکن میں /ü/ یا /ö/ ہو۔ اس کے باعث فاضلات کی ایک عجیب صورت بنتی ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ ایسا مسئلہ ہے جس پر ساختی طریقہ کے تجزیہ میں ترسیلی نظریہ کی ترکیبوں کو مفید طور پر پرکھا جا سکتا ہے۔

تفتیشی تجربہ کے طور پر ایک ہزار پانچ رکنی الفاظ کا نمونہ لیکر ہر ایک کے صوتی زنجیروں کی جدول تیار کی گئی /eieii/ اور /eieie/ میں سے ہر زنجیرہ 28 بار استعمال ہُوا۔ 307 دوسرے زنجیرے تھے ان میں تقریباً نصف صرف ایک ایک بار استعمال ہوئے۔ اگر ہم اس نمونہ کو کافی مان لیں تو ایسے الفاظ کے مصوتوں پر مبنی اطلاع 7.62 بٹ ہوگی۔ ایسے الفاظ کے مصوتوں کی نظریاتی اوسط صلاحیت 15.00 بٹ ہوگی۔ (ترکی میں آٹھ مصوتی فونیم ہیں۔ اگر ان میں برابر احتمال ہوتا تو کسی رکن کی آٹھ ممکن علامتیں 3.00 بٹ اطلاع بھیجیں گی اور پانچ ارکان 15.00 ) اس لیے فاضل حصہ پچاس فی صدی سے کچھ کم ہے۔ مگر یہ کوئی آخری صورت نہیں ہے۔ اگرچہ بعض دوسری زبانوں سے موازنہ کے لیے کچھ ناکافی سا مواد ہمارے پاس موجود ہے لیکن

واقعتاً" ہمیں معلوم نہیں کہ آیا اتنی مقدار کم ہے یا زیادہ۔

فرض کیجیے مصوتی ہم آہنگی پورے لفظ میں موجود ہے۔ پانچ رکنی الفاظ کے مصوتوں سے زیادہ سے اطلاع 7.00 بٹ دی جا سکے گی۔ (پہلے رکن میں آٹھ میں سے کوئی ایک مصوتہ ہوگا۔ برابر احتمالات سے زیادہ سے زیادہ صلاحیت 3.00 ہوگی۔ بعد کا ہر مصوتہ یا تو /i ü i u/ کی کوئی متناسب شکل ہوگی یا /e a/ کی۔ اس طرح بعد کے ہر رکن میں زیادہ سے زیادہ 1.00 بٹ ہوگا) اگر اس محسوب صلاحیت کا مشاہدہ شدہ صلاحیت سے مقابلہ کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ دونوں یکساں ہیں۔ اس کا تقاضا ہے کہ مندرجہ ذیل میں سے کوئی ایک صورت ہو:

(1) اگر مصوتی ہم آہنگی موثر ہونے میں اس درجہ تک پہنچ سکے جس پر ہم نے اپنے حساب کی بنیاد رکھی ہے تو دوسرے ذرائع کا فاضل حصّہ یا بالکل مفقود ہوگا یا بہت کم ہوگا۔

(2) اگر فاضلات کے دوسرے ذرائع کا کافی حصّہ ہو تو مصوتی ہم آہنگی اسی قدر کم موثر رہ جائے گی۔

اس تفتیش کا سب سے مفید استعمال یہ امکان معلوم ہوتا ہے کہ زیادہ تفصیلی مطالعہ سے ہم مشاہدہ شدہ فاضل حصّہ کے واقعی ماخذ کو ٹھیک ٹھیک متعیّن کر سکیں گے۔ نیز مجموعی نظام میں مصوتی ہم آہنگی کی عملی اہمیت کو بھی دیکھ سکیں گے۔ اس سے اس طریقہ کی عام افادیت کا بھی اندازہ ہو جائے گا۔ شاید ایسے کم ہی ساختی مسائل ہوں گے جن کا اس طریقہ سے براہ راست تجزیہ کیا جا سکے لیکن ایسی بہت سی مثالیں ہونگی جہاں اس کے ذریعہ زبان کے مجموعی نظام میں ساختی تفصیلات کی عملی اہمیت کا انکشاف ہوگا۔

23.16 انفرادی مصوتی مقامات یا تضادات کے اختلافی پہلوؤں یا مصوتوں کے مختلف زنجیروں کے فاضلات کا حساب کر کے ہم اس تفصیلی تجزیہ کو آگے بڑھا سکتے ہیں۔ جدول میں ترتیب دیئے جانے والی تفصیل کی مقدار بہت زیادہ ہوتی ہے۔ اور یہاں اس کو مکمّل طور پر پیش کرنا آسان نہیں ہے۔ البتہ مندرجہ ذیل نمونوں سے امکانات کا اندازہ ہو سکتا ہے۔

اگر صرف پہلے رکن کے مصوتہ کا مطالعہ کریں تو مندرجہ ذیل تعداد وقوع مشاہدہ میں آتی ہیں:

| | | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| /i/ | 129 | /ü/ | 61 | /ɨ/ | 38 | /u/ | 96 | |
| /e/ | 267 | /ö/ | 46 | /a/ | 294 | /o/ | 69 | I = 2.63 |

اس مقام پر آٹھ مصوتوں کی غیر مساوی تعداد وقوع سے صرف 12 فی صدی فاضل حصہ پیدا ہوا ہے، یہ بہت کم معلوم ہوتا ہے لیکن ہمارا کا یہیں ختم نہیں ہو جاتا۔ یہ دیکھا جا سکتا ہے کہ مصوتوں میں سے 503 اگلے مصوتے ہیں اور 497 پچھلے۔ فاضل حصہ یہاں تقریباً 00. ہے۔ اونچے مصوتوں کا مجموعہ 324 ہے اور نچلے مصوتوں کا 676 ۔ جس سے فاضل حصہ دس فیصدی بنتا ہے۔ غیر مدور مصوتے 728 ہیں اور مدور 272 جس سے 16 فی صدی فاضلات پیدا ہوتے ہیں۔ پہلے رکن کے مصوتوں کے مجموعی فاضلات کا بڑا حصہ مدور: غیر مدور کے تضاد کے کم استعمال کی وجہ سے ہے؛ اگلے پچھلے کے تضاد سے نہیں، یہ بڑی تعداد میں استعمال ہوتے ہیں۔

ہم دو دور رکن کے مصوتوں کے جوڑوں کا بھی مطالعہ کر سکتے ہیں۔ مثلاً آخری سے اگلے اور آخری رکن کے مصوتوں کو لیں تو معلوم ہوگا کہ کل اطلاع 6.00 کی انتہائی صلاحیت کے برخلاف صرف 3.42 بنٹ ہے۔ فاضل حصہ 43 فی صدی ہے تاہم اطلاع کے 2.31 بنٹ چوتھے رکن سے منسوب کیے جا سکتے ہیں۔ (فاضلات 23 فی صدی) اس طرح پانچویں مصوتہ کے لیے صرف 1.11 باقی رہ جاتا ہے (فاضلات 63 فی صدی)۔ بڑی حد تک فاضلات کا فرق مصوتی ہم آہنگی کے باعث ہے۔

اور بھی بہت سے حساب پیش کیے جا سکتے ہیں جن سے ترکی مصوتوں کے فاضلات میں معاون دیگر عوامل کی شناخت ہو سکتی ہے مگر ایک دقت سب میں پیدا ہوتی ہے: دوسری زبانوں سے کافی مواد نہیں ملتا جس سے اس توجیہ کی بنیاد فراہم ہو سکے۔ تاہم ان حسابات سے اتنا ضرور نظر آتا ہے کہ مزید تجربوں کے بعد اس طریقہ سے لسانیاتی ساخت کی توجیہ کے لیے مفید ترکیب بہم پہنچ سکتی ہے۔

23.17 23.13 میں ہم نے زبان کے فاضلات کے بعض ماخذ کا ذکر کیا تھا۔ ان پر غور کرنے

پر غور کرنے سے یہ واضح ہو جاتا ہے کہ فاضلات زبان کا لازمی خاصہ ہیں۔ یعنی اگر فاضلات کو ختم کیا جائے تو یہ تمام ساخت کو ختم کر کے ہی ممکن ہوگا جس کے بعد ناقابلِ عمل اشارے رہ جائیں گے۔ فاضل حصّہ ساخت کا نتیجہ ہوتا ہے اور اسی باعث ماہرینِ لسانیات اس میں اتنی زیادہ دلچسپی لیتے ہیں۔ تاہم اس کا ایک اور بھی فعل ہے جو بعض صورتوں میں بہت اہم ہو جاتا ہے۔

اس بات کا ہمیشہ امکان رہتا ہے کہ ترسیل کے پیچیدہ عمل میں کوئی غلطی ہو جائے۔ اشارہ کاری یا اشارہ شناسی کے عمل میں بعض دقتیں درپیش آ سکتی ہیں۔ وسیلہ میں علامتیں غائب ہو سکتیں یا غیر متعلق علامتیں داخل ہو سکتی ہیں جن سے اشارہ کے عناصر میں ابتری پیدا ہو سکتی ہے۔ آخر الذکر صورت روزمرّہ کی زبان میں بھی ہوتی رہتی ہے اسے شور کہتے ہیں یعنی خارجی آوازیں جو کلام کے ساتھ سنی جاتی ہیں اور جنھیں کلام سے یکسر الگ نہیں کیا جا سکتا۔ غلطی کا ذریعہ کچھ بھی ہو لیکن آخر کار سب کا اثر ایک ہی ہوتا ہے اور ترسیل کے نظریہ سازوں نے شور کی ایسی تکنیکی تعریف کی ہے جو ان سب کا احاطہ کر لے۔ (یہ صورت بھی اطلاع اور فاضلات کی باز تعریف سے مشابہ ہے) ترسیلی نظام میں کوئی بھی غیر متوقع مداخلت شور کہلاتی ہے۔ اس اصطلاح میں "غیر متوقع" لازمی عنصر ہے کیوں کہ اگر شور کے بارے میں پہلے سے معلوم ہو تو اسے خارج کیا جا سکتا ہے۔

شور بالقوہ ہر ترسیلی نظام میں موجود ہوتا ہے۔ البتہ بعض نظاموں میں دوسروں کے مقابلہ میں زیادہ شور ہوتا ہے۔ بعض اوقات اشارہ کا، اشارہ شناس یا وسیلہ کی خصوصیات کے پیشِ نظر شور کی پیش قیاسی بھی کی جا سکتی ہے اور شور کو اعداد و شمار میں ناپا بھی جا سکتا ہے۔

23.18 شور ترسیلی نظام کی کارکردگی کو گھٹا دیتا ہے۔ چوں کہ شور سے پیغام میں تبدیلی ہو جاتی ہے اس لیے شور کی موجودگی میں کوئی بھی مکمل اشارہ (وہ جو وسیلہ کی پوری صلاحیت کا استعمال کرتا ہے) ناقابلِ استعمال ہو جاتا ہے۔ پریشانی سے بچنے کا بدیہی راستہ یہ ہے کہ فاضلات سے کام لیا جائے۔ عام طور پر اس کے لیے ہم دُہرانے سے کام لیتے ہیں لیکن کسی دوسرے طریقہ سے بھی یہی نتیجہ نکلے گا۔ موثر اشارہ میں کافی فاضلات ہونی چاہئیں تاکہ وہ نظام میں شور کی تلافی کر سکیں۔ چونکہ ہر

نظام کی ساخت میں فاضلات کا کافی حصّہ ہوتا ہے، اس لیے شور کی کافی مقدار ہونے کی صورت میں بھی اس کا استعمال ممکن ہوتا ہے۔

جب شور کی مقدار بڑھ جائے تو مزید فاضلات کی ضرورت ہوگی۔ یہ عام تجربہ کی بات ہے کہ جب سننے کی فضا سازگار نہ ہو تو اسمائے معرفہ کی ہجے کرنا ضروری ہو جاتا ہے (اسمائے معرفہ میں فاضلات کی مقدار انگریزی کے اوسط فاضلات سے کم ہوتی ہے) ہم حروف کے مانوس ناموں کا استعمال کر سکتے ہیں۔ /. . . éy bíy síy/ لیکن چونکہ یہ نام بھی ہماری حسبِ منشا واضح نہیں ہوتے۔ ہم /bíy→ èzin⁺ bóʜstin/ (ب جیسے بوسٹن میں) یا زیادہ فاضلات کے ساتھ حروف کے ناموں کا خاص مجموعہ استعمال کر سکتے ہیں۔ /éybil béykər čárliy . . ./ شور زیادہ ہونے کی صورت میں یہ فاضلات میں اضافہ کرنے کی ترکیبیں ہیں۔

23.19 اگرچہ زبان میں فاضل حصّوں کا ہونا استعمال کرنے والوں کے لیے مفید ہوتا ہے لیکن ماہرینِ لسّانیات کے تجزیہ و توضیح میں اس سے بڑی گڑبڑ پیدا ہوتی ہے۔ کسی ملفوظہ کی ٹھیک ٹھیک توضیح کی کوشش میں ایسی تفصیلات کے بیان کی دلدل میں پھنس سکتے ہیں۔ جو صرف فاضلات کے باعث ہوتی ہیں لیکن جن کی کوئی اہمیت نہیں ہوتی۔ علمِ لسّانیات کا فن یہ ہے کہ وہ فاضل خصوصیات کو غیر فاضل سے الگ کر لیتا ہے جس سے ہر نوع کے ساتھ وہ عمل ہو سکتا ہے جو توضیح کے اعتبار سے موزوں ترین ہو۔ انتخابات کا یہ کام مختلف سطحوں پر ہوتا ہے اور اسی سے ذیلی ( allo- ) اور —— یہ ( eme- ) کے اصول وجود میں آتے ہیں، جنہیں لسّانیات میں بنیادی اہمیت حاصل ہے۔

ذیلی فونیموں اور فونیموں پر غور کر کے ہم اس کی وضاحت کر سکتے ہیں۔ کسی فونیم کے ذیلی فونیموں کے درمیان فرق کلام کی وہ خصوصیات ہیں جو فونیم اور اس کے ماحول کا علم ہونے پر فاضل ہو جاتی ہیں۔ پہلے ذیلی فونیموں کا عام بیان کر کے ہم فاضل حصّے کو اس طور پر خارج کر سکتے ہیں کہ آگے کی بحث میں صرف فونیموں کا ذکر کریں۔ فونیم اس سطح پر فاضل نہیں ہوتے۔ وہ کسی اعلیٰ تر سطح پر فاضل ہو سکتے

ہیں۔ یہاں بھی ہم فاضل کو غیر فاضل سے الگ کرنے کے عمل کو پھر دُہرا سکتے ہیں۔ مثلاً ترکی مصوتی ہم آہنگی میں /i ü i u/ اور /e a/ کے درمیان تخالف ہوتا ہے لیکن ان مجموعوں میں اندرونی طور پر کوئی تخالف نہیں (فونیمی تخالف اس باعث ہوتا ہے کہ تمام مصوتے مصوتی ہم آہنگی کے تحت نہیں آتے۔) اگر ہم فونیموں کے ہر گروہ کو مارفونیمی طور پر ایک ہی تصوّر کر کے کچھ خاص علامات مقرر کرلیں مثلاً H (اونچا مصوتہ) L (نچلا مصوتہ) تو ہم /göstermektedir/ مثال کے طور پر، جیسے لفظوں کو یوں بھی لکھ سکتے ہیں: /göstLrmLktLdHr/ اس ترکیب سے مصوتی ہم آہنگی کے باعث پیدا ہونے والے فاضلات کو ہم اپنی تحریر سے خارج کر سکتے ہیں، یوں اس طرح کے الفاظ میں مصوتی زنجیروں کے اوسط فاضلات کی مقدار بہت کم ہو جائے گی۔

23.20 فونیمی تجزیہ کی سطح پر فاضلات کا بہت بڑا حصّہ چھٹ جاتا ہے۔ تکملی تقسیم بھی فاضلات کی محض ایک خصوصی صورت ہے۔ اس کے لیے ایک سوال اٹھتا ہے: کسی مقررہ ماحول میں I استعمال ہوگا یا ب؟ اگر ہر ماحول میں اس کی پیش قیاسی کی جا سکے تو تخالف کا فاضل حصہ سو فی صدی ہو جاتا ہے اور ہم کہتے ہیں کہ یہ تکملی تقسیم میں ہیں لیکن ذیلی فونیموں کی فونیموں میں درجہ بندی پورے عمل کا صرف ایک پہلو ہے۔ اس سے کہیں پہلے فاضلات کا کافی حصّہ خارج ہو چکا ہوتا ہے۔ پہلی ہی صوتی تحریر میں بہت سی مختلف آوازوں کی درجہ بندی کر کے چند گروہ بنائے جاتے ہیں، ہر گروہ کو ایک علامت سے ظاہر کیا جاتا ہے۔

اس سطح پر کلام میں فاضل حصّہ کتنا ہوتا ہے؟ مختلف مادی اسباب کی بنا پر معلوم ہوتا ہے کہ مستعمل وسیلہ (آواز کے تمام ارتعاشات جو انسانی آلاتِ تکلّم پیدا کر سکتے اور کان سن سکتے ہیں) کی مجموعی 50,000 بِٹ فی سیکنڈ ہوتی ہے۔ فونیموں کو مرسلہ پیغام تصوّر کر لیا جائے تو کلام میں ان کا استعمال 50 بِٹ فی سیکنڈ ہوتا ہے۔ (فونیموں کے استعمال میں اگر فاضلات کو بھی شمار کیا جائے تو کم) یعنی اس سطح پر کلام کا فاضل حصّہ 99.9 فی صدی کے قریب ہوتا ہے۔

یہ بات بالکل فضول معلوم ہوتی ہے لیکن جب ہم اس شور کو دیکھیں جس پر قابو پانا ضروری ہوتا ہے تو اس میں معقولیت نظر آتی ہے۔ اوّل تو آلاتِ نطق ممکن طور پر پیدا

ہونے والی علامتوں کے مجموعے پر سخت پابندیاں عائد کرتے ہیں مثلاً ہر آواز کے لیے سُر کی ایک خاص حد ہوتی ہے۔ 50,000 بٹ فی سیکنڈ پر قابو رکھنے کے لیے اشارہ کار کے لیے ضروری ہوتا ہے کہ وہ ایسے تمام ارتعاشات کو استعمال کر سکے جو کوئی امتیاز پیدا کر سکتے ہیں، خواہ یہ اس کی معمولی استطاعت میں ہوں یا نہ ہوں۔ ساتھ ہی وہ ان زدروں کا کوئی بھی مجموعہ بنانے پر قدرت رکھتا ہو۔ خواہ ان میں آپس میں ہم آہنگی کا رشتہ ہو یا نہ ہو۔ دوم یہ کہ کلام کا عمل بہت متنوع حالات میں ہوتا ہے۔ گونج، ماحول کی لمک اور بہت سے عوامل کلامی آوازوں میں تغیرات پیدا کرتے رہتے ہیں۔ یعنی اس بات کے امکانات ہیں کہ جسے ہم "ساکت" کہتے ہیں۔ وہاں "شور" ہو۔ 50,000 بٹ فی سیکنڈ بھیجنے کے لیے ماحول کے ان تمام عوامل پر قابو پانا ہوگا۔ سوم یہ کہ کسی بھی طبقہ کے تمام افراد کے لیے کلام لازماً ممکن ہونا چاہیے۔ بچّہ کا چھوٹا اور قدرے مختلف ساخت کا نطق کا حصہ ٹھیک بالغوں جیسی آوازیں پیدا نہیں کر سکتا۔ ہمیں یہ سیکھنا ہوگا کہ اشاروں کو بدل سکیں نیز یہ کہ /i/ یا /s/ میں چھوٹے بچّہ کی مختلف قسم کی آوازوں میں بالغ یا گلے کے مریض شخص یا اس شخص کی جس کا سانس پھول رہا ہو، ان سب کی آوازوں میں شناخت کر سکیں۔ خاموش کمرہ میں، شور والے کمرہ میں، کھلے میدان میں یا جہاں کہیں بھی ہم دوسروں سے ملیں۔ ایسا کرنے پر ہمیں قدرت ہونی چاہیے۔ کرشمہ یہ ہے کہ ہم یہ سب کچھ کر سکتے ہیں۔ ذیلی فونیمی سطح پر کلام میں بے پناہ فاضلات کے باعث ہی یہ ممکن ہوتا ہے

باب

24

# کلام میں تباین

24.1 کلام کی سب سے زیادہ بدیہی حقیقت اس کا تغیر و تبدل ہے۔ اگر کسی زبان کے بہت سے ملفوظوں کو جانچا جائے تو معلوم ہوگا کہ ان میں کوئی بھی دو یکساں نہیں ہیں ـــــ اگر ان کے مشاہدہ کرنے میں پیمائش کے نفیس طریقے استعمال کیے جائیں تو یہ عدم یکسانیت یقینی ہوگی۔ کسی کلام کی توضیح کرنے سے پہلے ضروری ہے کہ مواد میں کوئی ترتیب قائم کی جائے۔ یہ صرف اس طرح کیا جا سکتا ہے کہ خاص قسم کی ایسی تبدیلی پر غور کیا جائے جس میں اور کوئی تغیر شامل نہ ہو۔ چوں کہ ایسے بہت سے پہلو ہیں جنہیں مطالعہ کے لیے منتخب کیا جا سکتا ہے، زبان کی منظم توضیح کے بھی بہت سے طریقے ہو جاتے ہیں۔ ان میں ہر ایک دوسرے کی تکمیل کرتا ہے؛ کسی ایک کو بھی دوسرے سے واقفیت کے بغیر سمجھنا ممکن نہیں۔

24.2 کسی بھی زبان کے ملفوظوں کی بڑی تعداد سامنے ہوتی ہے تو توضیحی لسانیات کا ماہر مطالعہ کے لیے مواد سے کچھ نمونہ منتخب کر لیتا ہے۔ یہ وہ ایک خاص انداز میں کرتا ہے اور اس سے کسی حد تک یہ پہلے ہی طے ہو جاتا ہے کہ کس قسم کے نتائج حاصل ہوں گے۔ جہاں تک ممکن ہوتا ہے وہ مقررہ حالات میں ایک ہی فرد کے ملفوظوں پر توجہ کو منعطف کر کے بعض ایسے تغیرات کو پہلے ہی نظر انداز کر دیتا ہے جو اس کے لیے خاص اہمیت نہیں رکھتے۔ اس محدود مواد میں وہ ایسی شکلوں کو تلاش کر لیتا ہے جو معنیٰ و بیان کے اعتبار سے اقلی طور پر مختلف ہوں۔ ان کا موازنہ کر کے وہ بیان کے ایسے اقلی اختلافات متعین کر لیتا ہے جو مستقل طور

پر معنوی اختلافات سے منسوب ہوتے ہیں۔ اس طرح وہ دو قسم کے عناصر معلوم کر لیتا ہے ــــ یعنی فونیم اور مارفیم ــــ انہیں کی مدد سے وہ زبان کے بیانیہ ڈھانچے کی تفصیلات مرتّب کرتا ہے۔ جب وہ ضرورت سے یا پسند سے دوسرے حالات میں یا دوسرے لوگوں کے ملفوظوں کے مطالعہ سے اپنے مواد میں توسیع کرتا ہے تو بھی وہ ان اقلی متخالف عناصر یا ان کے مجموعوں سے جہاں تک ممکن ہو اپنی توجہ کم سے کم ہٹاتا ہے۔

24.3 ایک بالکل جائز لیکن بنیادی طور پر بالکل مختلف طریقہ یہ ہے کہ ملفوظوں کے مجموعوں کے اس انبار سے ایسے ملفوظے چھانٹ لیے جائیں جو معنوی اعتبار سے یکساں ہوں۔ اس سے تغیر کی ایک صورت جو توضیحی لسّانیات کے ماہر کے لیے دلچسپی کا باعث رہی ہے ختم ہو جائےگی۔ ہر گروہ میں اندرونی طور پر ان ملفوظوں کا موازنہ کر کے تغیرات کا مطالعہ کیا جا سکتا ہے۔ ایسا کرنے میں غیر لسّانیاتی عوامل یعنی متکلّم اور حالات سے بھی مدد لی جا سکتی ہے۔ یہ بالکل ظاہر ہے کہ ان نتائج کا بنیادی طور پر ان نتائج سے مختلف ہونا پہلے ہی معلوم ہوگا جو توضیحی لسّانیات کا ماہر حاصل کرے گا۔ یہ اس وجہ سے ہے کہ یہاں تغیر زیر مطالعہ ٹھیک وہی ہے جسے توضیح نگار نظر انداز کرنے کی کوشش کرتا ہے۔

مثلاً فرض کیجیے کہ انگریزی ملفوظوں کی بڑی تعداد سے ہمیں چھانٹنا ہے اور فرض کیجیے ہم کسی طرح ان کا *I'm going home* ہونا شناخت کر لیتے ہیں۔ ان میں اندرونی طور پر سُر کا، رفتارِ کلام کا، انفیائی درجہ کا اور بہت سی دیگر ایسی خصوصیات کا فرق ہوگا جن میں توضیح نگار فونیمی نہ ہونے کے باعث نظر انداز کر دے گا۔ بعض فونیمی خصائص میں بھی فرق ہوگا۔ بعض نمونوں میں /héwm/ ہوگا بعض میں /hóm/ اور بعض میں /hə́wm/.. /gówin/ اور /gówiŋ/ ہی نہیں بلکہ اور بھی متبائنات مل جائیں گے۔ ملفوظے کے دوسرے حصّوں میں ایسے ہی اور فرق نظر آئیں گے۔ مسئلہ یہ ہے کہ فونیمی اور تحت فونیمی دونوں ہی تغیرات کو گھٹا کر کوئی ترتیب قائم کرنی ہوگی۔ مقصد یہ ہے کہ ایسے انگریزی ملفوظوں کے اختلاف کی اہمیت اور وسعت کی عملی توضیح پیش کی جائے جو بعض حیثیتوں سے یکساں ہیں۔ اس سے بھی بڑھ کر زبان کی خصوصیت کی حیثیت سے بھی ہمیں لسّانیاتی اختلافات کی تعمیم کرنی ہوگی۔ یہی دراصل علم لسّان کی دوسری صورت کی بنیاد ہے۔ چوں کہ بہت سے کام کرنے والوں نے مسئلہ کے صرف ایک ہی پہلو پر توجہ کی ہے، اس لیے ابھی تک مجموعی

علم کے لیے کوئی عمومی اصطلاح وجود میں نہیں آئی۔

24.4 تغیرات کو باہمی ربط سے منظم کیا جاسکتا ہے۔ مثلاً ایک امکان یہ ہوگا کہ یہ تعیّن کیا جائے کہ آیا ہمارے اس نمونہ میں /gôwin/ (بجائے /gôwin/ کے) اور /həwm/ (بجائے /howm/ کے) میں کوئی تعلق ہے۔ مجھے معلوم نہیں اس کا کیا جواب برآمد ہوگا، نہ ہی اس میدان میں کام کرنے والوں نے اس طریقہ میں کوئی دلچسپی لی ہے۔ ایک اور امکان یہ ہوسکتا ہے کہ زبان سے باہر کے معلوم حقائق کے ساتھ تعلق کو دیکھا جائے۔

تجزیہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ایسے حقائق کی بعض اقسام ہیں جو کلام کے مطالعہ میں خاص طور پر مفید ہوتے ہیں۔ اس خاص ملفوظہ کا سماجی سیاق، متکلّم کا سماجی مقام متکلّم کی جغرافیائی اصل اور متکلّم کی عمر۔ ان میں سے ہر ایک سے مفید تعمیمات حاصل ہوتی ہیں۔ علاوہ بریں ایسا تغیر بھی ہوتا ہے جو متکلم کی انفرادی حیثیت سے تعلّق رکھتا ہے۔ یہ ایسی حقیقت ہے جسے عام طور پر سب جانتے ہیں اور جس کی سماجی اہمیت بھی ہے مخصوص (انفرادی) مطالعہ سے "تکلّمی نقائص" (ایسی انفرادی خصوصیات جو سماجی رکاوٹ بن جائیں) کے علاوہ کوئی اور مفید عام بات نہیں نکل سکتی۔ اس کے علاوہ باقی تغیرات ایسے ہیں جو بے کار معلوم ہوتے ہیں۔ یہ مواد اتنا مختصر سا ہے کہ موجودہ مسئلہ پر اس سے کوئی روشنی نہیں پڑتی۔ خاص طور پر اس وجہ سے بھی کہ لسّانیاتی طور پر غیر مشروط تحت فونیمی تغیراتِ توضیع نگار کے لیے بیکار ہیں۔ البتہ دوسرے طریقوں میں اس کی کوئی اہمیت ہوسکتی ہے۔ مثلاً یہ ہوسکتا ہے کہ تغیر فضائی حالات —— دباؤ، نمی، درجہ حرارت وغیرہ کسی سے مربوط کیا جاسکے اس صورت میں سمعی ماہرِ طبیعیات کے یہ بہت مفید ہوگا۔

24.5 توضیحی لسّانیات کا خاصہ یہ ہے کہ اس میں مواد کو خاص انداز میں برتا جاتا ہے۔ کوئی جزیا تو ایک متعیّن فونیم ہوگا یا نہیں۔ انگریزی /č/ کی طرح اگر توجیہات کے دونوں امکانات ہوں کہ /č/ ہے یا /tš/ تو بھی ہم محض ان کی تعداد کے اعتبار سے بیان نہیں دیتے۔ اس کے بجائے توضیحی لسّانیات کا ماہر اس کو دوٹوک طور پر یا تو ایک مفرد فونیم تسلیم کرے گا یا خوشہ۔ توضیع لسّانیات میں دو میں سے ایک ہی ادعا کا اظہار ہوتا ہے، اس کے طریقوں کا اطلاق وہیں ہوسکتا ہے جہاں مواد کی کمیت کا اس طرح تعیّن ہوسکے۔

اس کے برعکس کلام میں دوسری قسم کے تغیرات اعداد و شمار کے متقاضی ہوتے ہیں جیسا کہ بندشوں کی ہکاریت کے درجہ، مسموعیت کے سُر یا ملفوظہ کے وقفہ وغیرہ کے مشاہدہ کی صورت میں ہوتا ہے، اکثر مواد کا مشاہدہ مسلسل تغیر کی اصطلاح میں کیا جاتا ہے۔ اس کا تعلق بھی ان غیر لسّانیاتی حقائق سے ہوتا ہے جن پر خود تغیر کا عمل مسلسل ہوتا رہتا ہے۔ بہت سی تہذیبوں میں سماجی طبقوں کی حد بندی نہیں ہے لیکن درجہ بندی ضرور ہوتی ہے۔ بولیوں کے علاقہ میں کوئی سخت علاقائی پابندی نہیں ہوتی بلکہ ایک جغرافیائی تسلسل ہوتا ہے۔ مواد کا اکثر حصّہ مسلسل تغیرات کا پابند ہوتا ہے اور شماریاتی قاعدوں سے ہی اسے تجزیہ کے لیے تیار کیا جاسکتا ہے۔

باہمی رشتوں کا طریقہ جسے ہمیں استعمال کرنا ہی چاہیے شماریاتی نوعیت کا ہوتا ہے۔ جن شماریاتی طریقوں کی ضرورت ہوتی ہے وہ اکثر پیچیدہ ہوتے ہیں چونکہ عوامل کی ایک خاصی بڑی تعداد ہوتی ہے جن کا ایک ہی مواد یعنی کلام پر عمل ہوتا ہے س لیے یہ تعجب کی بات نہیں کہ ان عوامل کو الگ کرنا اور ہر ایک کے اثرات کا جائزہ لینا خاصا مشکل ہوتا ہے۔

دوسری باتوں سے زیادہ بنیادی طریقوں کے اس فرق کے باعث لسّانیات کی اس تقسیم کے زیر اثر تصانیف توضیحی لسّانیات سے بہت مختلف ہوتی ہیں۔ یہ فرق صرف سطحی یا اتفاقی نہیں ہوتا؛ بلکہ زیرِ مطالعہ مواد کے بنیادی فرق کا نتیجہ ہوتا ہے۔

24.6 زبان کے تمام تغیرات کے مسائل میں لسّانیاتی تبدیلی کے پیچیدہ عمل کو بنیادی حیثیت حاصل ہے۔ یہ کوئی تنہا واحد بات نہیں بلکہ الگ الگ کارفرما بہت سے افعال کا مجموعی اثر ہوتا ہے۔ ہم یہاں ان میں سے صرف چار کا ذکر کریں گے: صوتی تبدیلی، فونیمی تبدیلی، مماثلی تبدیلی اور مستعاریت!

24.7 صوتی تبدیلی کی بہتر وضاحت ایک متعیّن اور کم و بیش مصنوعی مثال سے کی جا سکتی ہے۔ کوئی زبان لیجیے جس میں دو فونیم ہوں: /t/ جو قوی ہے اور /d/ جو ضعیف ہے۔ ضعیف بندشی آواز وہ ہے جس میں اوپر اور نیچے کا مخارج کا تعلق ہلکا سا ہوتا ہے۔ اگر نکیلی بندشی آوازوں کے طویل سلسلے کے مخرج کی قوت کو ناپا

جائے تو تعداد استعمال کی تقسیم کچھ اس طرح ہوگی :
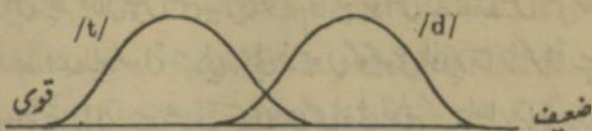
(خطِ تقسیم کا ایک دوسرے کے ساتھ مدغم ہونا کوئی غیر معمولی بات نہیں۔ مختلف سطحوں پر کارفرما فاصل حصے نظام کی فعالیت کو برقرار رکھیں گے لیکن شرط یہ ہے کہ یہ ادغام بہت زیادہ نہ ہو۔)

کوئی بھی متکلم اپنے ہی کلام سے آگاہی حاصل کرکے اس تقسیم کو برقرار رکھتا ہے یعنی جو آوازیں وہ خود پیدا کرکے سنتا ہے انہیں کو عام معیار سے جانچتا ہے۔ یہ دراصل زبان کی آوازوں کے اس گزشتہ تجربہ کا وجدانی شماریاتی خلاصہ ہوتا ہے۔ اب فرض کیجیے بعض لامعلوم (یا کم از کم ہمارے مطالعہ کی حدود سے باہر کے) عوامل سے اس فرقہ کے تمام بولنے والوں کے یہاں /d/ کا تلفّظ اور زیادہ ضعیف ہوجاتا ہے۔ یہ زیادہ ضعیف تلفّظ اس مجموعی تجربہ میں شامل ہوگا جس سے عام معیار متعیّن ہوتا ہے۔ /d/ کے متبانیات کا عام سلسلہ زیادہ ضعیف تلفّظ کی سمت میں اور جھک جائے گا۔ اگر یہ سلسلہ جاری رہے تو /d/ اتنا ضعیف ہوسکتا ہے کہ اس میں بندش اکثر نامکمل رہ جائے یعنی یہ بندشی [d] کے بجائے صفیری [ð] ہوجائے۔ یہ تبدیلی جاری رہے گی جب تک کہ [ð] عام تلفّظ نہ ہوجائے۔

ابھی جو کچھ بیان ہوا وہ صوتی تبدیلی ہے، فونیمی نہیں۔ /d/ پہلے ہی کی طرح اب بھی /t/ سے متخالف رہتا ہے۔ صوتی طور پر یہ بندشی سے صفیری ہوگیا ہے لیکن جب کوئی اور بات ایسی واقع نہ ہو جو تخالف کے انداز کو بدل دے اس وقت تک فونیمی منصب میں کوئی فرق نہیں ہوگا۔

**24.8** اس طرح کی تبدیلی کی دو اہم خصوصیات قابلِ ذکر ہیں۔ اوّل یہ کہ یہ تبدیلی کسی مخصوص مقام پر کسی مخصوص آواز یعنی کسی مخصوص لفظ کے تلفّظ میں نہیں ہورہی ہے۔ اگر ایسا ہوتا تو ہم یہ توقع کرسکتے تھے کہ یہی آواز دوسرے مقام پر دوسرے انداز میں تبدیل ہوگی۔ اس کے بجائے خاص ماحول میں کسی فونیم کے تمام وقوعات

پر مبنی شماریاتی معیار کو متاثر کر رہی ہے ــــ یعنی کسی خاص ذیلی فونیم کے تمام وقوعات متاثر ہو رہے ہیں۔ پھر جہاں کہیں بھی یہ ذیلی فونیم واقع ہو اس کے تلفّظ میں اسی معیار کا عمل دخل ہوتا ہے۔ اس لیے صوتی تبدیلی، ذیلی فونیموں کو مجموعی طور پر متاثر کرتی ہے۔ اس مفہوم میں کہ یہ اثر شماریاتی ہے، صوتی تبدیلی کسی بھی ذیلی فونیم کو مسلسل متاثر کرتی رہتی ہے۔ اسی بات کو بالعموم یوں بیان کیا جاتا ہے کہ صوتی تبدیلیاں باقاعدہ ہوتی ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ کوئی بھی صوتی تبدیلی آواز متعلقہ کی تمام مثالوں کو ان تمام مقامات پر جہاں اس عمل کی کارفرمائی ہوتی ہے متاثر کرتی ہے۔ ایک ہی صوتی تبدیلی کسی فونیم کے تمام ذیلی فونیموں یا کسی ایک فونیم کو متاثر کر سکتی ہے۔

دوسری اہم خصوصیت یہ ہے کہ صوتی تبدیلی ایک سماجی عمل ہے۔ شماریاتی معیار جس کا ہر ذیلی فونیم کے تلفّظ پر اختیار ہوتا ہے کسی ایک فرد کے تلفّظ پر مبنی نہیں ہوتا، بلکہ کسی حد تک ہر فرد کا کلام جو متکلّم کے سننے میں آتا ہے اس کی بنیاد ہوتا ہے۔ ہر شخص کا عام معیار پر مساوی اثر نہیں ہوگا۔ عام بات یہ ہے کہ اونچے طبقہ کے لوگ نچلے طبقہ کے لوگوں سے زیادہ اثر انداز ہوں گے۔ آپسی تعلّق کی کیفیت بھی بہت اہمیت رکھتی ہے۔ کسی میل جول رکھنے والے گروہ کے کلام میں صوتی تبدیلیاں بہت مشترک ہوں گی۔ اگر آپس کا میل جول کم ہو تو تبدیلیاں کی سمت اور شرح میں خاصے فرق متوقع ہو سکتے ہیں۔

24.9 24.7 کی مثال کو پھر لیجیے۔ فرض کیجیے /d/ کی بندشی سے صفیری تلفّظ میں تبدیلی نے صرف دو مصوتوں کی درمیانی /d/ کو متاثر کیا ہے۔ مذکورہ عمل کے نتیجہ میں ہمارے پاس تین صوتی سلسلے ہوں گے۔
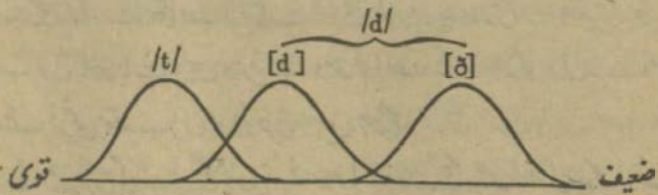
چونکہ [d] اور [ð] ذیلی فونیم تکملی تقسیم میں ہیں، اس لیے اب بھی صرف دو ہی فونیم ہیں۔ اب فرض کیجیے کسی ایسے عمل سے جو ساتھ ہی ساتھ جاری رہا ہو۔ کچھ مصوتے ساقط ہو جاتے ہیں۔ نتیجہ یہ ہوگا:

/VdVCV/ [VðVCV] [VðCV]
/VdCV/ [VdCV] [VdCV]

اب تک [d] اور [ð] ایک دوسرے کے متخالف ہیں اس لیے اب الگ الگ فونیم /d/ اور /ð/ ہو جاتے ہیں۔ صوتی تبدیلی سے فونیمی تبدیلی وجود پذیر ہو گئی۔ اس مثال میں، اور یہ صورت بہت عام ہے، صوتی تبدیلی نے فونیم کی تبدیلی پر اثر انداز ہو کر فونیمی تبدیلی پیدا نہیں کی بلکہ کسی ایسے سبب کی تبدیلی سے یہ عمل ہوا جو ذیلی فونیم کی شرط رہا ہے۔ ایسی تبدیلی سے تخالف کے نئے انداز سامنے آتے ہیں اور ذیلی فونیم، فونیم بن جاتے ہیں۔

ہم انگریزی سے ایک مثال لے سکتے ہیں۔ کسی وقت انگریزی میں فونیم /n/ تھا جس کا ایک ذیلی فونیم /k/ یا /g/ سے پہلے [ŋ] آتا تھا اور باقی جگہوں پر [n] اس طرح sing /sing/ [siŋg] ہوتا تھا۔ پھر بعض شرائط کے تحت اختتامی /g/ ساقط ہو گیا اور اس طرح [siŋg] بدل کر [siŋ] ہو گیا اور اس طرح sin [sín] کے ساتھ اس کا تخالف پیدا ہو گیا۔ اس سے [ŋ] فونیم /ŋ/ کے منصب پر فائز ہو گیا، لیکن ساتھ ہی /ŋ/ کی خاص تقسیم بھی باقی رہ گئی، خاص طور پر یہ ان مقامات پر استعمال ہوتا ہے جہاں /g/ ساقط ہو گیا ہو یا جہاں اس کے بعد /k/ آتا ہو یا بعض ایسے مقامات پر جہاں یہ دوسری تبدیلیوں کے باعث پیدا ہوا ہو۔

چونکہ فونیمی تبدیلی عام طور پر مسلسل صوتی تبدیلی کا مجموعی نتیجہ ہوتی ہے، اس لیے یہ باقاعدہ ہوتی ہے۔ یعنی جہاں کہیں مناسب شرائط موجود ہوں فونیمی تبدیلی میں کوئی استثنا نہیں ہوتا۔

**24.10** مماثلتی تبدیلی اپنی ساخت اور اثر کے لحاظ سے بہت مختلف ہوتی ہے۔ یہ عمل بھی خاصا عام ہے۔ ایک مثال دیکھیے۔ فرض کیجیے کسی بولنے والے کو mouse کی جمع یاد نہ رہی ہو اور وہ انگریزی کے عام قاعدے کے مطابق /máwsiz/ کہتا ہے۔ امکان یہ ہے کہ اس کی تقلید نہیں کی جائے گی اور اس لیے اس سے زبان میں کوئی مستقل تبدیلی نہیں ہوگی۔ لیکن متعدد عوامل صحیح طور پر جمع ہو جائیں تو نتیجہ مختلف ہوگا اور /máwsiz/ mouse کی باقاعدہ جمع کی حیثیت اختیار کرے گا۔

اس قسم کی تبدیلی میں قابلِ غور بات یہ ہوتی ہے کہ ہر تبدیلی منفرد طور پر قائم

ہوتی ہے یا مسترد ہو جاتی ہے۔ اس لیے یہ توقع کرنے کی کوئی وجہ نہیں کہ اگر یہ تبدیلی جڑ بھی پکڑ جائے تو louse میں بھی اسی مماثلت کی پیروی ہوگی۔ اس کی جمع /lǎys/ بھی جاری رہ سکتی ہے یا houses کی نظیر کے مطابق /lǎwziz/ بن سکتی ہے یا کسی اور غیر معروف مماثلت کے نمونہ پر تبدیلی ہو سکتی ہے۔ مماثلی تبدیلی باقاعدہ نہیں ہوتی۔ اس سے بے قاعدگی میں اضافہ ہو سکتا ہے اور اکثر ہوتا ہے لیکن کبھی اس سے باقاعدگی کا اثر بھی بڑھ سکتا ہے۔

24.11 مستعاریت کا عمل اس کے نام سے مترشح ہے ـــــ کسی دوسری زبان بولنے والے کی زبان کی نقل۔ اس کی سب سے زیادہ بدیہی مثالیں وہ ہوتی ہیں جہاں زبان کی نوعیتیں بالکل مختلف ہوں۔ بعض اوقات مستعار الفاظ اپنی ایسی خصوصیات کو برقرار رکھتے ہیں جن سے ان کی بدیسی اصل فوراً شناخت ہو سکتی ہے bwana اس کی مثال ہے جو حال ہی میں امریکی انگریزی میں شامل ہوا ہے اور اس کے مخصوص ابتدائی خوشے /bw/ سے اس کی سواحلی اصل کا پتہ چلتا ہے۔ دوسری صورتوں میں مستعار الفاظ زبان کے صوتی یا تشکیلی سانچوں سے ہم آہنگ ہو جاتے ہیں لیکن ایسی صورت میں بھی اشتقاق کا پتہ لگا کر ان کو آسانی سے شناخت کیا جا سکتا ہے۔ اس کی سب سے عام صورت وہ مستعار الفاظ ہیں جو ایک بولی میں دوسری قریبی بولی سے لے لیے جاتے ہیں۔ ان مثالوں کی شناخت بڑی مشکل ہوتی ہے کیوں کہ کبھی یہ باقاعدہ فونیمی تبدیلیوں میں محض معمولی سا استثنا معلوم ہوتی ہیں۔ مماثلی تبدیلیوں کے مانند مستعاریت بھی بے جوڑ اور غیر منظم عمل ہوتا ہے۔ الفاظ کے پورے پورے گروہ خال خال ہی در آتے ہیں، ورنہ عام طور پر الگ الگ الفاظ ہی اس طرح آ کر شامل ہوتے ہیں۔

24.12 ان چار لسانی تبدیلیوں کو ذہن میں رکھ کر ہم لسانی تغیر کے بعض خصائص کا مختصر جائزہ لے سکتے ہیں۔ ان میں سب سے زیادہ نمایاں اور معلوم وہ ہیں جن کا تعلق زبان کی جغرافیائی شکلوں سے ہے۔ جب فرق کم ہوں تو انہیں بولیاں کہا جاتا ہے اور جب زیادہ ہو جائیں تو زبانیں کہا جاتا ہے۔ تاہم ان دونوں تعریفات کی کوئی جامع و مانع تعریف آسان نہیں ہے۔ ان کو ایک طویل عرصہ سے اتنے متباین معنی میں استعمال کیا جاتا رہا ہے کہ اگر کوئی مناسب اصول بنا بھی لیا جائے تو بھی

ان کے استعمال میں کوئی یکسانیت پیدا نہیں کی جا سکتی۔

بولی کی تشکیل کے عمل کو ایک مثال سے سمجھا جا سکتا ہے۔ فرضی طور پر ایک ایسی آبادی تصوّر کرلیں۔ سماجی طور پر ہم نوع ہے اور جس میں آمدورفت صرف مقامی ہے اور جو شروع میں کم و بیش یکساں زباں کا استعمال کرتی ہے۔ (یہ کہنے کی چنداں ضرورت نہیں کہ ایسی صورت محض فرضی ہو سکتی ہے۔) اب تصوّر کیجیے اگر اس علاقہ میں کسی بھی مقام پر کوئی بین صوتی تبدیلی راہ پا جائے تو کیا ہوگا؛ جیسا ہم دیکھ چکے ہیں۔ صوتی تبدیلی سماجی معاملہ ہے۔ کوئی بھی شخص جس کے اس علاقہ سے قریبی تعلقات ہوں اس تبدیلی میں شریک ہوگا اور اس بات کا بھی امکان ہے کہ جن لوگوں کے محض رسمی سے تعلقات ہوں، وہ بھی اس میں شریک ہو جائیں۔ اب یہ جدت یا تو اصل کے مرکز کے اردگرد علاقے میں پھیل جائے گی یا اردگرد کے علاقوں کی زبان کے اثر سے اس کا اندمال ہو جائے گا اگر یہ پھیلنے میں کامیاب ہو جائے تو توقع کرنی چاہیے کہ تبدیلی اصل مرکز سے دور دور تک پھیل جائے گی۔ مرکز سے جتنا فاصلہ بڑھتا جائے گا۔ تبدیلی اتنی ہی کم نمایاں رہ جائے گی۔ تاہم کسی جگہ یکایک ختم ہونے کے بجائے اس کے اثر میں رفتہ رفتہ کمی آتی جائے گی۔ اس مماثلت کو ذیل کی مثال پر قیاس کیا جا سکتا ہے۔ ربر کی ایک لچک دار جھلی کا تصوّر کیجیے جو کسی فریم کے چاروں طرف منڈھی ہوئی ہو۔ پھر یہ تصوّر کیجیے کہ کوئی چیز جھلی کے کسی مقام پر اندر سے باہر کی طرف دباؤ ڈال رہی ہے۔ جھلی پھٹ نہیں جاتی۔ لیکن یہ اپنی اصلی حالت سے کسی قدر ہٹ جاتی ہے اور خلل انداز شے سے جیسے جیسے دور ہوتے جاتے ہیں۔ اس ہٹاؤ میں کمی ہوتی جاتی ہے۔ ذیل کی شکل میں نقشہ کے ذریعہ اس عمل کے دو مقامات کی صورتِ حال کو دکھایا گیا ہے۔ ان مقامات کو مندرج کر کے جن پر خاص درجہ کی تبدیلی ہوگئی ہو۔ ہم اس اثر کی نقشہ کشی کر سکتے ہیں۔ وہ خط جو لسانیاتی تبدیلی کے معلوم درجے کی حدود کا اظہار کرتا ہو، لفظی مساویہ یا لسانی خطِ فاصل (isogloss) کہلاتا ہے۔ تبدیلی کا عمل جاری رہے تو لفظی مساویہ (لسانی خطِ فاصل) جدت کے مرکز سے باہر کی طرف ہٹتا جائے گا۔ شکل میں ہر دو مرحلوں پر مساوی فرہنگ کے خط کے مقام کو اس کی ظاہری حرکت کے ساتھ دکھایا گیا ہے:
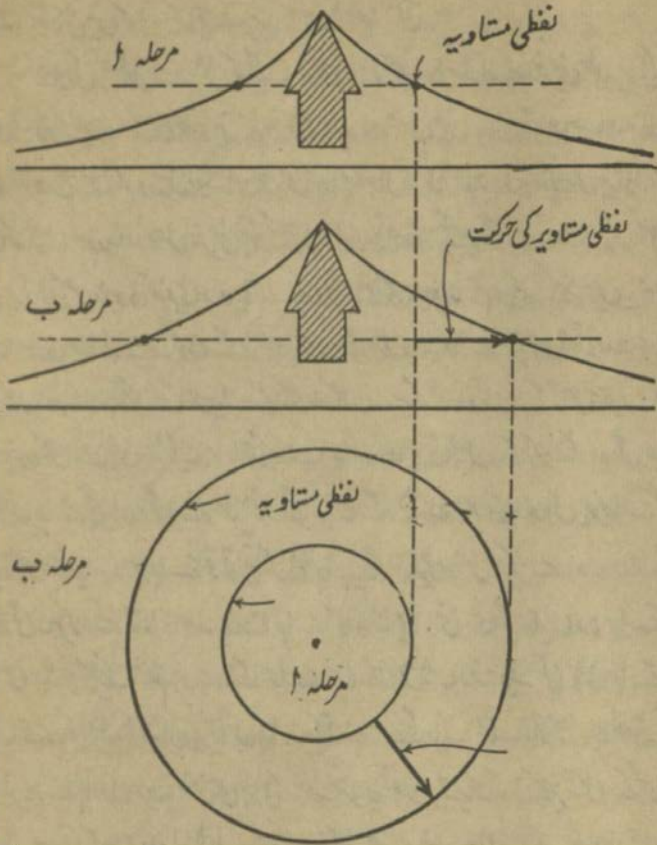
24.13 کم و بیش ہم نوع آبادی میں لسانیاتی تبدیلی کو نقشہ پر لفظی متساویہ (لسانی خط فاصل) کی نمود اور حرکت کی اصطلاح میں بہت آسانی سے دکھایا جا سکتا ہے۔ یہ خطوط ایسی شماریاتی تجریدات ہیں جن کا راست مشاہدہ نہیں کیا جا سکتا۔ اس لیے مماثلت یا اس کے ساتھ کے نقشہ کی قطعیت کے حصول کی تلاش بے سود ہے۔ جب کبھی ایسا خط کھینچا جاتا ہے تو اس سے صرف اس نتیجہ کا اظہار ہوتا ہے جو خود اُسے دستیاب نتیجہ سے حاصل ہوتے ہیں۔ یعنی یہ کہ اس خط کے اندر ایک تلفّظ عام ہے اور اس سے باہر دوسرا۔ جب تبدیلی کا فشار ہوتا ہے تو ہمیشہ ایسے بولنے والے بھی ہوتے ہیں جو اپنے پڑوسیوں کے مقابلہ میں قدیم شکلوں کو زیادہ دیر تک برقرار رکھتے ہیں۔ لفظی متساویہ (لسانی خطِ فاصل) سے ہم نے جس علاقہ کی تحدید کی ہے اس سے باہر ایسے افراد

ہو سکتے ہیں جنہوں نے نئی خصوصیت کو اپنے پڑوسیوں سے پہلے اختیار کر لیا ہو۔

لفظی مساویہ (لسّانی خطِ فاصل) شماریاتی امکانات کا اظہار ہوتا ہے۔ اس طرح اسے توضیح کا ایک مناسب ذریعہ کہا جا سکتا ہے۔ لیکن اگر علاقوں کے درمیان میں امتیازات کو احتیاط سے منہا نہ کر دیا گیا ہو تو یہ گمراہ کن بھی ہو سکتے ہیں ـــــ لفظی مساویے (لسّانی خطوطِ فاصل) ان بہت سے مقامات کا نقشہ پیش کرتے ہیں جہاں بآسانی زائد از ضرورت قطعیت پیدا ہو سکتی ہے۔ چوں کہ قاری کے سامنے مواد کا وہ پیچ در پیچ انبار نہیں ہوتا جس پر اس کی بنیاد ہوتی ہے اس لیے اس کا پڑھنا اور بھی زیادہ خطرناک ہے۔

**24.14** ابھی جو تصویر پیش کی گئی اس میں ذرا سی اصلیت کا اضافہ اس بات سے کیا جا سکتا ہے کہ ترسیل کا تعلق نوعی ہر جگہ ایک سا نہیں ہوتا۔ مثلاً فرض کیجیے زبان کا علاقہ کسی رکاوٹ ـــــ کسی بڑے دریا یا کوہستانی سلسلے یا کسی غیر معمولی سیاسی حد بندی ـــــ سے دو حصوں میں تقسیم ہو جاتا ہے۔ نتیجہ کے طور پر دونوں طرف کے لوگوں کے درمیان اتنی ترسیل نہیں ہوتی جتنی کسی ایک طرف کے لوگوں میں ہوتی ہے۔ حدود بالعموم مطلق نہیں ہوتیں اس لیے کچھ نہ کچھ ترسیل ہوتی رہتی ہے۔ اب تصور کیجیے کہ فرد ا فرد ا جو ترسیلی عمل ہوتا ہے اس میں کوئی جدت پھیلنا شروع ہو جاتی ہے۔ اس کے اثر کو ایسے خط سے دکھایا جا سکتا ہے جو اپنے علاقے سے باہر بھی چل پڑا ہے۔ جب یہ خط ترسیل کے کم تعلق والے علاقوں میں پہنچتا ہے تو اس کی رفتار مفلوج ہو جاتی ہے۔ ہم یہ توقع کر سکتے ہیں کہ دوسری جگہ برابر فاصلے طے کرنے کے مقابلہ میں متساوی فرہنگ کے خط کو ان حدود کے پار کرنے میں خاصا زیادہ وقت لگے گا۔

اگر ایک کے بجائے زیادہ خطوط بیک وقت اس علاقہ میں کارفرما ہوں تو یہ عین ممکن ہے کہ حد بندی کے قریب جا کر ان میں رکاوٹ پیدا ہو جائے اور وہاں سب اکٹھے ہو جائیں۔ نتیجہ میں جو بات پیدا ہوتی ہے اسے کبھی تقلی متساویوں (لسّانی خطوطِ فاصل) کا جتھا کہا جاتا ہے۔ ایسے جتھے میں ہر خط کی تاریخ مختلف ہو سکتی ہے۔ بعض اپنے موجودہ پیکر میں بہت عرصے سے گرفتار ہوں گے، بعض ابھی داخل ہوئے ہوں گے۔ بعض ایسے ہو سکتے ہیں جو حد بندیوں کے پار تبدیلی کے مرحلے سے بہ سرعت گزر رہے ہوں۔ ہو سکتا

ہے بعض ایک سمت میں بڑھ رہے ہوں اور بعض دوسری میں۔ اکثر و بیشتر ان عوامل کا پتا چلانا ناممکن ہو جاتا ہے جو کسی ایک مقام پر مجتمع خطوط کی خاص ترتیب کے ذمہ دار رہے ہوں۔ پھر بھی کہا جا سکتا ہے کہ ایسا جغرافیائی علاقہ جس میں ترسیل کا ثقل نوعی کم ہو ہو۔ لفظی متساویوں (لسّانی خطوط فاصل) کے ایسے جھتّے کی آماجگاہ بن جائے گا۔

24.15 چوں کہ لفظی متساویہ (لسّانی خطِ فاصل) کی موجودگی زبان کی کسی خصوصیت کے ایک علاقہ سے دوسرے علاقے میں منتقل ہونے کا ترمیمی اظہار ہے اس لیے کہا جا سکتا ہے کہ خطوط کا جھتّا ایسا علاقہ دکھاتا ہے جہاں انتقالِ لسّانی نسبتاً زیادہ ہے۔ اس لیے ہم کہہ سکتے ہیں کہ اس سے **بولی کی حد** ظاہر ہوتی ہے۔ ایسی حد اگر ہو تو بھی یکلخت نہیں ہوتی۔ اوّل تو یہ خطوط جن تبدیلیوں کو ظاہر کرتے ہیں وہ تدریجی طور پر واقع ہوتی ہیں۔ بالعموم خط کے ایک طرف یا دونوں طرف بہت سی استثنائی صورتیں رہتی ہیں۔ دوسرے ایک جھتّے کے خطوط میں مطابقت نہیں ہوتی۔ ایک بولی کے علاقہ سے دوسرے علاقہ میں جائیں تو یکے بعد دیگرے نئی خصوصیات ظاہر ہوتی جائیں گی۔ ایسا کوئی مقام بھی نہیں ہوتا جہاں ایک بولی یکایک دوسری کی جگہ لے لے اور اس طرح نقشے میں بڑی اہمیت والے متعدد خطوط میں مطابقت ہو جائے۔

اکثر خطوط کا جھتّا کچھ دُور تک ساتھ ساتھ چل تتر بتر ہو جاتا ہے۔ عمدہ مثال خطوط کے اس جھتّے کی ہے جو جرمنی کے بیچوں بیچ سے گزر کر شمالی بولیوں کو "ہائی جرمن" بولیوں سے جدا کرتا ہے۔ کچھ دُور تک حد صاف نظر آتی ہے یعنی بولی کا فرق دکھانے والے ساتھ ساتھ چلتے ہیں۔ اگرچہ بیچ بیچ میں وہ خاصے پیچیدہ انداز میں ایک دوسرے سے ملتے اور جدا ہوتے چلے جاتے ہیں۔ لیکن رائن کی وادی تک پہنچتے پہنچتے مختلف خطوط الگ ہو جاتے ہیں۔ کچھ اسی سمت میں اپنا سفر جاری رکھتے ہیں۔ کچھ جنوب کی سمت میں اور کچھ شمالی سمت میں مڑ جاتے ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ رائن کی وادی میں حد بندی اتنی واضح نہیں رہتی جتنی مشرق میں تھی۔

24.16 مندرجہ بالا بیان کے مطابق بولیوں کی جس انداز کی حد بندی متوقّع ہو سکتی ہے اس کی مثال وہ ہے جو بلیورج پہاڑی سلسلے کے ساتھ ساتھ ورجنیا کے آرپار گزرتی ہے۔ پوٹومک سے لے کر رونوک تک ایک تنگ مگر واضح سلسلہ ہے جو اس جگہ سے ایک

دم اونچا ہوجاتا ہے جس کے ایک پیڈمونٹ Piedmont ہے اور دوسری طرف شینا ندو Shenandoah کی وادی۔ آر پار کے راستے کم ہی ہیں اور ان سے گزر آسان بھی نہیں ہے۔ اونچے ٹیلے غیر آباد ہیں اور آج کل وہاں قومی پارک بن گئے ہیں۔ جدید ذرائع نقل و حمل کے ارتقا سے پہلے ریاست کے دونوں حصّے ایک دوسرے سے جدا رہتے تھے۔ اس لیے یہ تعجب کی بات نہیں کہ بولیوں کی ایک بڑی حد بندی یہاں ہو جو وسطی علاقہ کی بولیوں کو جنوبی گروہ سے الگ کر دے۔

تاہم طبیعی حد بندی ہی امتیاز کی کل بنیاد نہیں ہوتی کیوں کہ ایسی اور بہت سی طبیعی حد بندیاں ہوتی ہیں جو رسل و رسائل میں تو رکاوٹ پیدا کرتی ہیں لیکن ان کی کوئی لسانی اہمیت نہیں ہوتی۔ شینا ندو وادی کے مغرب میں اپلاشین سلسلہ Appalachian Ridges اس کی ایک مثال ہے۔ علاوہ بریں بعض بولیوں کی حدوں کی کوئی طبیعی بنیاد نہیں ہوتی۔ اس کی ایک مثال وہ حد ہے جو وسط اوہیو، انڈیانا اور الیونائے کے درمیان سے ہو کر مشرق سے مغرب تک جاتی ہے اور آسانی کے لیے کہا جا سکتا ہے کہ امریکہ کی شاہراہ 40 کے ساتھ ساتھ جاتی ہے۔ یہ اتنی بین تو نہیں جتنی بلیو رج کے ساتھ ساتھ گزرنے والی حد، لیکن پھر بھی کافی نمایاں ہے اور ریاست کے ان حصّوں میں شمالی اور جنوبی بولیوں میں فرق صاف معلوم ہوتا ہے۔ اس حد کی بنیاد بالکل مختلف قسم کی ہے۔ یہاں کوئی اہم طبیعی رکاوٹ نہیں ہے۔

ریاست ہائے متحدہ امریکہ کے مشرقی علاقہ میں تین بڑی بولیوں کے علاقے ہیں۔ مشرقی ساحل پر آبادکاری کے تین بڑے مرکزوں کی بنیاد پر ان کا ارتقا ہوا۔ مغرب کی سمت میں توسیع سے نیو انگلینڈ کے رہنے والے شمال کی طرف وسطی مغربی علاقے میں چلے گئے۔ پینی سلوانیا کے رہنے والے نے پہاڑوں کو عبور کر کے جنوب کی طرف وسطی مغربی علاقے کو جا دبایا اور وادیوں میں سے جنوب مغربی سمت کو چل کر اپلاشین کے میدانوں میں جا اترے۔ جنوبی آبادکاری کا سلسلہ اندرون ملک میں پہاڑوں تک پھیل گیا، پیڈمونٹ کے ساتھ ساتھ گلف ریاستوں میں جنوب کی سمت میں چلا گیا۔ نتیجہ کے طور پر تین بڑے علاقے وجود میں آ گئے جنہیں اوپر کے نقشے میں دکھایا گیا ہے۔ اگرچہ یہاں اسے بہت سادہ بنا کر پیش کیا گیا ہے لیکن یہ اشارہ ضروری ہے کہ تاریخی عوامل بھی اکثر بڑی اہمیت
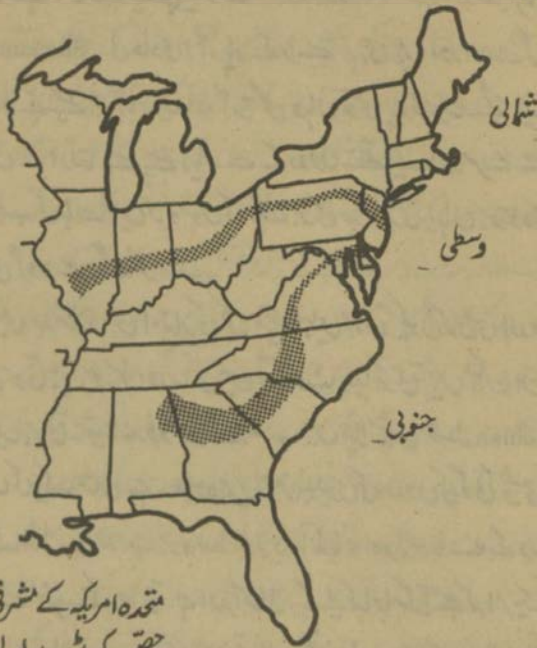
متحدہ امریکہ کے مشرقی خطے کے مشرقی
حصے کے بڑے بولی علاقے

رکھتے ہیں۔ ریاست ہائے متحدہ میں لفظی متساویہ (لسّانی خطِ فاصل) کی نقل و حرکت کا بڑا ذریعہ خود لوگوں کی نقل و حرکت رہی ہے۔

24.17 جغرافیائی حالات کی پیچیدگی، تاریخی اثرات، ہم علاقائی رسل و رسائل اور علاقائی مراکز کی اہمیت و وقعت کے باعث بولیوں کی حدیں مبہم اور الجھی ہوئی ہوتی ہیں۔ کبھی ان کا تعیّن کرنا مشکل ہو جاتا ہے۔ بولیوں میں ایسی واضح تقسیم نہیں ہوتی جیسی ہم توقّع کرسکتے ہیں یا ایک عام آدمی نافذ کرنا چاہتا ہے۔ مثلاً امریکی عوامی بولیوں کے ماہر بولیوں کے دو بڑے علاقوں کی الگ الگ شناخت کرتے ہیں "جنوبی" اور "شمالی"۔ لیکن میسن ڈکسن ( Mason-Dixon ) خط پر یا اس کے آس پاس کوئی قابلِ محسوس لسّانیاتی خطِ تقسیم نہیں ہے۔ خود "جنوبی" بولیوں میں بہت اختلافات ہیں۔ ریاست ہائے متحدہ میں بولیوں کی واضح ترین تقسیم بلیورج پہاڑی سلسلے کے ساتھ ساتھ جنوب کی طرف چلی جاتی ہے۔ "شمالی بولی" بھی "جنوبی بولی" کی طرح ہی بناوٹی بات معلوم ہوتی ہے۔ انڈیانا کے ابتدائی اور شمالی حصّہ یا ورجینیا کے آخری اور مشرقی حصّہ

کے مقابلہ میں جنوبی انڈیانا اور بلیورج آف ورجینیا کی بولیوں میں بہت مشابہت ملتی ہے۔

جب تک یہ نہ معلوم ہو کہ ان میں ہر ایک بولیوں کا ایک گروہ ہے اور یہ کہ بعض علاقوں میں بولیوں کی تقسیم بہت واضح اور دوسرے علاقوں میں دھیرے دھیرے مبہم ہو جاتی ہے، اس وقت تک بولیوں شمالی، وسطی اور جنوبی تین حصّوں میں تقسیم بھی باطل ہی معلوم ہوتی ہے۔

24.18 کوئی سی دو بولیاں لیں جن کے درمیان خاصا فاصلہ ہو اور ان کے اختلافات کا مطالعہ کریں تو معلوم ہوگا کہ یہ دو قسم کے ہیں۔ بعض باضابطہ یعنی وہ بار بار استعمال ہوں گے اور خاص قسم کے الفاظ میں ہر جگہ نظر آئیں گے۔ یہ زیادہ تر صوتی یا فونیمی اختلاف ہوتے ہیں۔ مثلاً نیو انگلینڈ اور بالائی وسطی مغربی بولیوں کے وہ بہت سے الفاظ جن کے تلفظ میں /aw/ آتا ہے۔ جنوبی ساحلی علاقہ کی بعض بولیوں میں /ew/ کے ساتھ استعمال ہوتے ہیں۔ یہی الفاظ مشرقی کناڈا میں /əw/ یا /aw/ کے ساتھ استعمال ہوتے ہیں۔ یہ فرق بھی محض اٹکل پچو نہیں ہوتا /əw/ بالعموم غیر مسموع آوازوں سے پہلے استعمال ہوتا ہے اور /aw/ مسموع آوازوں سے پہلے۔

صوتی فرق کی ایک مثال /ð/ کا وہ تلفظ بھی ہے جو میٹرو پولٹن نیویارک علاقہ کے بعض بولنے والوں کے ہاں ملتا ہے۔ یہاں یہ دندانی صفیری کے بجائے دندانی بندشی آواز ہو جاتی ہے۔ لثوی ہونے کے بجائے دندانی ہونے کے باعث اس کا لثوی /d/ سے تخالف رہتا ہے۔ اس لیے اس بولی اور دوسری بولیوں میں اس باب میں کوئی فونیمی فرق نہیں ہوتا۔ نیویارک سے باہر کے لوگ ایسے /ð/ کو غلطی سے /d/ ہی کہتے ہیں اور اس کا سبب یہ ہے کہ اس تخالف کی بنیاد ان کی اپنی بولی سے کہیں مختلف ہے۔

24.19 چوں کہ مماثلتی تبدیلیاں ایک دوسرے سے بے نیاز ہوتی ہیں اس لیے اس بنیاد پر پیدا ہونے والے بولیوں کے فرق میں کوئی باضابطگی نہیں ہوتی۔ مثلاً فعل *help* کے صیغۂ ماضی کی حیثیت سے *holp* /hówp/ صرف جنوب اور جنوبی وسطی علاقہ

میں عام ہے۔ یہ قدیم شکل کا مظہر ہے؛ مماثلتی تبدیلی سے اکثر بولیوں میں اب یہ helped /hélpt/ ہو چکا ہے۔ اس کے برخلاف مماثلتی ساخت knowed /nówd/ اگرچہ مشرق میں جگہ جگہ مل جاتی ہے لیکن جنوب میں بہت عام ہے۔ ایک اور مماثلتی ساخت drinked ہے جو شمالی نیوانگلینڈ چیس پک بے ( Chesapeake Bay ) کے علاقہ اور کیرولینا میں بہت عام ہے، کہیں کہیں مشرق کے باقی علاقہ میں بھی مل جاتی ہے۔

اس طور پر یہاں صوتی اور فونیمی فرق کی طرح کوئی تعمیم نہیں کی جا سکتی۔ امریکی عوامی بولیوں کے ماہرین کا ایک عام خیال یہ ہے کہ جنوبی بالائی علاقوں کے رہنے والے "خالص الزبیتھی انگریزی" بولتے ہیں۔ یہ سراسر لغو ہے۔ ان کی زبان میں holp جیسے بعض قدیمی اثرات نظر آتے ہیں (یہ جنوبی نشیبی علاقہ میں بھی مل جاتے ہیں) لیکن ساتھ ہی بہت سی ایسی نئی صورتیں ہیں جو کسی دوسرے علاقہ میں نہیں ملتیں اور بعض ایسی بھی جو دوسرے علاقوں میں بھی مل جاتی ہیں۔ "خالص الزبیتھی انگریزی" تو الزبیتھی عہد کے لوگوں کے ساتھ ہی ختم ہو گئی لیکن اس کے عناصر بہت سی نئی شکلوں کے ساتھ ساتھ انگریزی کی تمام بولیوں میں باقی ہیں۔ یہ توقع کرنا بے بنیاد ہے کہ ان باقیات کا تناسب جنوبی بالائی علاقوں میں دوسری تمام جگہوں سے بہت مختلف ہوگا۔ البتہ باقی رہ جانے والے خصائص ہر ہر علاقے میں مختلف ہوں گے۔

**24.20** جغرافیائی بولیوں کی صحیح تصویر پیش کرنے میں ایک بڑی دقت یہ آتی ہے کہ ایک بستی کے سبھی لوگ ایک ہی انداز سے نہیں بولتے۔ ہماری جیسی تہذیب میں جس میں طبقہ واری امتیازات بھی ہیں مختلف طبقوں کے درمیان بدیہی فرق ہونے کا عین امکان ہے۔ یہ عام طور پر ہوتا ہے کہ ایک ہی بستی کے اعلیٰ یا متوسط طبقہ اور ادنیٰ طبقہ کے لوگوں کے درمیان جو فرق ہے وہ دو دور دراز بستیوں کے اعلیٰ یا متوسط طبقہ کے اہلِ زبان کے فرق سے کہیں زیادہ ہے۔ مثلاً holp /howp/ اگرچہ پورے جنوب میں بہت عام ہے۔ لیکن تعلیم یافتہ اور شہری متوسط طبقہ میں استعمال نہیں ہوتا۔ نیوانگلینڈ کے اسی طبقہ کے لوگوں کی طرح وہ helped /hélpt/ بولتے ہیں اور /hówp/ کو گنوار و یا غیر قواعدی سمجھتے ہیں۔ اس لیے /hówp/ کو بغیر کسی تخصیص کے جنوب کی بولی کہنا ممکن نہیں۔

کسی بھی علاقہ میں سماجی بولیوں کو شناخت کیا جا سکتا اور ان کی توضیح کی جا سکتی ہے۔ ہو سکتا ہے یہ ایک دوسرے سے بہت ممتاز نہ ہوں لیکن عمومی حیثیت سے یہ تصور مفید ہے۔ عمومی طور پر یہ تین درج فہرست کی جاتی ہیں: شستہ بولی، عام بولی اور عوام کی بولی۔ شستہ بولی تعلیم یافتہ، شہری اور عام طور پر متوسط یا اعلیٰ طبقہ کے لوگوں کی خصوصیت ہوتی ہے۔ یہ وہی ہے جسے اسکولوں میں پڑھایا جاتا ہے، ریڈیو پر استعمال کیا جاتا ہے اور اس کی بڑی مان دان ہوتی ہے۔ عوامی بولی الگ تھلگ رہنے والے دیہاتی لوگوں کے ساتھ مخصوص ہوتی ہے۔ یہ تیزی سے غائب ہوتی جا رہی ہے۔ عام بولی ان دونوں کے بیچ میں ایک درمیانی درجہ کی بولی کے بڑے حصّہ کے لیے ایک موزوں نام ہے۔

غرض یہ کہ جغرافیائی بولیوں کے اختلافات عوامی زبان میں سب سے زیادہ اور شستہ زبان میں سب سے کم ہوتے ہیں۔ تاہم آخر الذکر میں بھی علاقائی تنوعات مل جاتے ہیں۔ جنوبی پہاڑی علاقہ میں وسطی علاقہ کے محاورے کو جو شمال کی شستہ بولی سے بہت مختلف بھی نہیں ہے۔ قابلِ قبول نہیں سمجھا جاتا اور اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ جنوبی نشیبی علاقہ کی شستہ بولی سے مطابقت نہیں رکھتے۔ جنوب کی اس شستہ بولی کی بعض باتیں دوسرے علاقوں میں قابلِ قبول نہیں ہوں گی۔ باوجود اس کے کہ عوامی بولی کی بہ نسبت شستہ بولی میں زیادہ یکسانیت پائی جاتی ہے۔ ریاست ہائے متحدہ کے مختلف علاقوں میں رائج بولیوں میں بہت فرق ہے بلکہ کہیں کہیں تو تضاد پیدا ہو جاتا ہے۔

**24.21** غالباً سماجی بولیوں کے فرق کے نتیجہ میں ہی بولیوں کی سطحیں بن جاتی ہیں۔ اس سے مراد یہ ہے کہ ایک ہی بولنے والا اپنے علاقہ کے رواج سے انحراف کیے بغیر بھی مختلف سماجی حالات میں مختلف انداز میں بولتا ہے۔ بے تکلّف گفتگو اور رسمی تقریروں میں الفاظ، ترکیبوں اور تلفّظ کا نمایاں فرق ہوتا ہے۔ یہ فرق تمام ہی امریکیوں کی بولی میں ملتا ہے۔ عوامی بولیاں بولنے والوں کے ہاں شاید یہ اتنا نمایاں نہ ہو جتنا کہ شستہ بولی بولنے والوں کے ہاں ہوتا ہے۔ (آخر الذکر میں کچھ افراد ایسے ضرور ہو سکتے ہیں جو ہر مقام پر رسمی انداز اختیار کریں۔ ایسے لوگوں کا ذکر نہیں۔)

غرض رسمی گفتگو شستہ بولی سے قریب تر ہوتی ہے۔ بے تکلّف اور غیر رسمی

گفتگو عوامی استعمال سے زیادہ قریب ہوتی ہے۔

24.22 بولیوں کے فرق کی بحث کو کتنا بھی مختصر کریں۔ علمی بولیوں اور ڈرامائی بولیوں کے ذکر کو حذف نہیں کیا جا سکتا۔ اوّل الذکر سے ہم بعض وہ رواجی ہجّے مراد لیتے ہیں جو تحریری ادب میں استعمال ہوتے ہیں تاکہ یہ دکھایا جا سکے کہ بولنے والا عوامی بولی استعمال کر رہا ہے، ان میں horse کے لیے hoss master کے لیے massa says کے لیے sez was کے لیے wuz وغیرہ کا استعمال ہے۔ ان میں سے بعض خواہ عمدہ انداز میں نہ ہی عوامی بولی اور شستہ بولی کے تلفّظ کے فرق یا جغرافیائی فرق کو ظاہر کرتے ہیں۔ ان میں سے بعض جن میں sez اور wuz بھی شامل ہیں، ایسی کوئی بنیاد نہیں رکھتے۔ /sez/ اور /wəz/ تمام امریکی بولیوں میں خواہ وہ شستہ ہوں یا عوامی عام تلفّظ ہے۔ عوامی بولیوں کے اظہار کے لیے ان ہجّوں کا استعمال خالص روایتی ہے۔ اس لیے علمی بولی کو عوامی یا علاقائی بولی کا مظہر کہنا اتنا درست نہیں ہے جتنی یہ بات کہ یہ عوامی بولی کے مقصود ہونے کے اظہار کا ایک ادبی انداز ہے۔ اس سے امریکی لسانیاتی من گھڑت پن کی بھی تائید ہوتی ہے اور ظاہر ہوتا ہے کہ ہمارے لسّانیاتی تصوّرات کس قدر غیر حقیقی اور گاہے یکطرفہ ہوتے ہیں۔

ایسا ہی کچھ ڈرامائی انداز کی بولیوں کے بارے میں بھی کہا جا سکتا ہے۔ اگرچہ کچھ اداکار عمدہ نقل کر سکتے ہیں اور بعض بولیوں کو اچھی طرح جانتے بھی ہیں لیکن اکثر مصنوعی اور روایتی اسٹیج کی بولی استعمال کرتے ہیں، اسٹیج یا ریڈیو کے "آئرستانی" کی کوئی بھی آئرستان کا باشندہ نہیں بولتا۔ نسلی اور قومی اقلیتوں کی نمائندگی کے بعض مضحکہ خیز پہلو رائے عامہ کی حساسیت کے باعث کم ہو گئے ہیں۔

یہ دونوں باتیں اس بات کی تائید کرتی ہیں کہ بولیوں کے تنوعات میں کتنی عوامی دلچسپی ہوتی ہے۔ اس ملک میں شاید لسّانیات کے کسی اور پہلو سے اتنا عوامی تعلّق نہیں ہے۔ لیکن افسوس کی بات یہ ہے کہ بہت سی باتوں کے بارے میں عوام کو غلط معلومات فراہم کی جاتی ہیں۔ اس لیے اس بات کی ضرورت ہے کہ بولی، بولیوں کی سطح اور انفرادی بولی کی طرف زیادہ سمجھ بوجھ اور ہمدردی کے ساتھ توجہ دی جائے۔

باب

25

# اُصولِ تحریر

25.1 تحریری ترسیل کو تکلمی ترسیل سے ممیز کیا جانا چاہیے۔ لفظ " زبان" دونوں میں سے کسی ایک کے لیے بلا امتیاز استعمال کیا جاتا رہا ہے۔ اس رجحان سے اکثر صرف عام آدمیوں ہی میں نہیں، بلکہ پیشہ ور ماہرین میں بھی الجھنیں پیدا ہو جاتی ہیں اسی لیے بہت سے لوگ واضح تخصیص کے ساتھ بھی اسے تحریری شکل کے لیے استعمال کرنے پر آمادہ نہیں ہوتے۔ بہت سے ماہرین ہر تحریری شکل کو لسانیات کے زمرہ سے خارج قرار دیتے ہیں اور اس علم کو صرف تکلمی صورتوں تک ہی محدود رکھتے ہیں۔

تاہم تکلم اور تحریر میں بہت گہرے اور قریبی رشتے ہیں۔ مطالعہ کے بہت سے طریقے دونوں کو جانچنے کے لیے استعمال کیے جا سکتے ہیں اور دونوں صورتوں میں منکشف ساختیں بڑی حد تک یکساں نکلتی ہیں لیکن اگر دونوں کا ایک ہی شعبۂ علم کے تحت مطالعہ کیا جاتا ہے تو بھی ان کے درمیان امتیاز برقرار رکھنا ضروری ہے۔ لفظ " زبان"، جب کسی لسانیاتی بحث میں بلا تخصیص استعمال کیا جائے تو اسے نطق کے لیے محفوظ رہنا چاہیے، یعنی ان ترسیلی صورتوں کے لیے جو تکلم کے ذریعہ ہوں۔ یہاں کسی اور غیر مبہم اصطلاح کے بجائے محدود اصطلاح " تحریری زبان" ان تمام ترسیلی طریقوں کے لیے استعمال کی جائے گی جو تحریر پر مبنی ہوں۔

25.2 تحریری زبان کی ساخت کی ایک سطح رسم خط ہے۔ اس اصطلاح سے بعض علامتوں

کا وہ روایتی استعمال مراد ہوگا جس سے تحریری زبان میں بنیادی اشاروں کا کام لیا جاتا ہے۔ مثلاً انگریزی ہجّا کی روایت جن میں ابجد کے مانوس حروف کا استعمال ہوتا ہے، انگریزی رسمِ خط کا حصّہ ہیں۔ اسی طرح ولندیزی ہجّا کی قدرے مختلف روایات سے ایک اور رسمِ خط بنتا ہے، اگرچہ دونوں میں استعمال ہونے والے حروفِ ابجد ایک ہی ہیں۔ رسمِ خط کا فرق zijn, baar, nieuwe, وغیرہ جیسے غیر انگریزی الفاظ سے نمایاں ہو جاتا ہے۔ ان میں حروف کے ایسے زنجیرے شامل ہیں جو انگریزی رسمِ خط میں غیر معمولی یا بالکل غیر مانوس ہیں۔

25.3 صرف یہی نہیں کہ ہر رسمِ خط کی ایک ساخت ہوتی ہے جس کا مطالعہ کیا جا سکتا ہے، بلکہ ہر رسمِ خط کی اپنی منسوب ساختوں (بالعموم اصوات سے متعلق) کے ساتھ تعلّق کی بھی کچھ روایات ہوتی ہیں۔ یہ بھی بحث طلب ہیں، لیکن اس بات سے بچنا بھی لازم ہے کہ ان تعلّقات کو ان کی داخلی روایات کے ساتھ گڈمڈ کر دیا جائے۔ تحریری زبان کی ساختوں اور تکلّمی زبان کی ساختوں کے درمیان رشتوں کو ہم رشتہ ( fit. ) سے موسوم کریں گے۔ اس باب میں اصولِ تحریر نیز ان کے اور تکلّمی زبان کے درمیان اس رشتہ ( fit. ) سے بحث کی جائے گی۔

25.4 رسمِ خط میں ترسیموں ( graphemes ) کا مجموعہ اور ان کے استعمال کے خصائص شامل ہوتے ہیں۔ ہر ترسیمہ میں ایک یا زیادہ ذیلی ترسیمے ( allographs. ) ہو سکتے ہیں۔ ترسیموں اور ذیلی ترسیموں کا تحریری نظام میں وہی مقام ہوتا ہے جو علم اصوات میں فونیموں اور ذیلی فونیموں کا ہے۔ نیز ترسیموں اور ذیلی ترسیموں کے درمیان وہی تعلّق ہوتا ہے جو فونیموں اور ذیلی فونیموں میں ہے۔

یونانی کی ایک مانوس تحریری شکل سے اس کی مثال دی جا سکتی ہے۔ جدید مطبوعہ کتابوں میں حرف سگما کی دو شکلیں مستعمل ہیں لفظوں کے اختتام پر اسے s لکھا جاتا ہے باقی مقامات پر σ۔ یہ دونوں علامتیں تکملی تقسیم میں ہیں اور بول چال کی یونانی کی اصوات کا بھی کچھ یہی حال ہے۔ اس لیے ان دونوں کو ایک مفرد ترسیمہ (σ) کے ذیلی ترسیمے کہا جا سکتا ہے۔ (ترسیموں کی علامتوں کو ‹ › کے درمیان لکھا جا سکتا ہے۔ یہ بالکل ایسا ہی ہے جیسے دوسری بنیادی ساختوں کی اکائیوں کو / / اور | | کے درمیان

لکھا جاتا ہے)۔ متعدد اقلی اور ذیلی اقلی جوڑوں سے σ اور بہت سی دوسری علامات کے درمیان ترسیمی تضاد ثابت کیا جاسکتا ہے۔ بول چال کی زبان کے فونیم متعین کرنے کے لیے جو طریقہ اختیار کیا گیا تھا یہاں بھی اسی کو استعمال کیا جاتا ہے اور اسی طرح کے بہت سے مسائل بھی پیدا ہوتے ہیں۔

مثال کے طور پر صرف sνρκχξψιεηαωου الفاظ کے اختتام پر آتے ہیں (یعنی فصل سے پہلے، اصولِ تحریر کی بحث میں لفظ کے خاص اور متعین معنی ہیں یعنی لیکن وہ حصہ جو فصل یا ایسے ہی نشانات کے درمیان ہو' یہاں وہ دقتیں پیدا نہیں ہوتیں جو بول چال کی زبان میں درپیش آتی ہیں) اس لیے s. صرف o کے ساتھ ہی نہیں بلکہ دس دوسری علامات .βγδζθλμπτφ کے ساتھ بھی تکملی تقسیم میں واقع ہوتا ہے۔ تجزیہ نگار کو یہ فیصلہ کرنا ہوگا کہ .s کو کس کے ساتھ رکھے۔ یونانی ابجد جاننے والے کے لیے یہ فیصلہ بالکل بدیہی ہے' لیکن یہ صرف اس وجہ سے ہے کہ اسے ابتدا سے ہی یہ بتایا گیا ہے کہ σ اور s ایک ہی نام کے ایک ہی حرف سگما کی دو متبادل شکلیں ہیں۔ آزادانہ فیصلہ کرنے کے لیے تحریری اور بول چال کی یونانی کے رشتہ ( fit )' ترسیمی نظام کی داخلی ساخت اور ترکیب میں ترسیموں کی تبدیلیوں سے مدد لینی ہوگی۔ یہ بالکل ایسے ہی ہوگا جیسے فونیمی مسائل' صوتیات، فونیمی ساخت اور مارفونیمیات کی مدد سے حل کیے گئے تھے۔

یونانی رسم خط میں Σ کا بھی استعمال ہوتا ہے۔ اس کا σ سے خاص تعلق ہے اس کی نوعیت ایسی ہی ہے جیسے A : α ' B : β وغیرہ۔ یہ بہتر ہوگا کہ Σ کو دو ترسیموں ⟨σ⟩ اور ⟨-⟩ (بڑے حرف کی علامت) کا مجموعہ مان لیا جائے اور اسی طرح باقی سب کو بھی۔ یہ اسی طریقہ کے مماثل قرار دیا جاسکتا ہے جس سے بول چال کی زبان کے فونیمی تجزیہ میں سُر اور مصوتہ کو الگ کر لیا جاتا ہے۔ یعنی بڑے حرف کی علامت کئی اعتبار سے "فوق تقطیعی" فونیموں سے مشابہ ہے۔

25.5 ہر ترسیمیہ منسوب یا تحت الوقوع تکلمی زبان کی ساخت کے کچھ حصّہ کو ظاہر کرتا ہے' گویا زبان ترسیموں کے لیے انتساب ( reference ) کا کام دیتی ہے۔ چوں کہ بول چال کی زبان کے بیانیہ حصّہ میں دو ساختی نظام ہوتے ہیں اس لیے اپنے انتسابات کے نقطۂ نظر سے ترسیموں کی بھی دو بڑی قسمیں ہوتی ہیں۔

ترسیمیہ کی بہت معروف شکل وہ ہے جس میں فونیمی انتساب phonemic reference. ہو۔ box کے تین حروف انگریزی ترسیمیوں کی اس ذیل کی مختلف قسموں کو ظاہر کرتے ہیں ‹b› کا یہاں اور /b/ کا عام طور پر انتساب / b / ہوتا ہے۔ اس میں معمولی سا تغیر ہوتا ہے۔ یہاں x کا انتساب /ks/ ہے، جو فونیموں کا زنجیرہ ہے۔ فونیمی انتساب کا مفرد فونیم ہی ہونا ضروری نہیں بلکہ یہ صوتی اعتبار سے قابلِ ذکر کوئی بھی ساخت ہوسکتی ہے۔ اس مثال میں o کا انتساب /a/ (بعض بولیوں میں /ɔ/ ) ہے، لیکن ترسیمیہ ‹o› کے متعدد انتسابات ہوتے ہیں جس میں /ow/ /a/ /ə/ /c/ وغیرہ شامل ہیں۔ کسی ترسیمیہ کا انتساب یک قیمت بھی ہوسکتا ہے اور بسیار قیمت بھی۔ یہ پیچیدگیاں اس نازک رشتہ ( fit ) کو دکھاتی ہیں جو انگریزی رسمِ تحریر اور انگریزی اصوات کے درمیان ہے۔ ان پیچیدگیوں کے باوجود اکثر ترسیمیوں کے انتسابات بنیادی طور پر فونیمی ہوتے ہیں۔ سواہلی زبان میں ng /ŋg/ کے لیے اور ng' /ŋ/ کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ ‹'› کا ایک فونیمی انتساب ہے، اگرچہ یہ بڑا عجیب کہ یہ کسی کی موجودگی کے اظہار کے بجائے فونیم /g/ کی عدم موجودگی کا اظہار کرتا ہے۔

25.6 ترسیمیہ کی ایک اور قسم میں مارفیمی انتساب ہوتا ہے۔ انگریزی & میں یہی صورت ہے۔ یہ مارفیم {and} کے لیے استعمال ہوتا ہے، فونیمی زنجیرے /ænd/ کے لیے نہیں۔ اس سے دو باتیں پیدا ہوتی ہیں۔ ایک تو یہ کہ & کو /ænd/ /ən/ /iŋ/ یا {and} کے دیگر ذیلی مارفیموں کی طرح پڑھا جاسکتا ہے، کسی اور طرح نہیں (یہاں اس قلیل الوقوع صورت کو نظرانداز کردینا ہوگا جہاں یہ /et/ پڑھا جاتا ہے .&c کے سیاق میں یہ ایک بالکل الگ مارفیم ہے)۔ دوسرے یہ کہ اگر & فونیموں کے زنجیرہ کو ظاہر کرتا تو sand لیے *s& ،hand کے لیے *h& اور Andrew کے لیے *&rew جیسے ہجے ممکن ہوتے۔ لیکن ایسے ہجے استعمال نہیں ہوتے۔ (یہ اس بات کی دلیل نہیں ہے کہ *s& استعمال کیا جائے، بلکہ صرف یہ کہنا ہے کہ اس طرح کے ہجے استعمال ہوسکتے تھے۔ انگریزی ہجوں میں خاصی بے قاعدگی اور من مانا انداز ہوتا ہے اس لیے کسی خاص ہجے کے عدمِ وقوع پر کسی دلیل کی بنیاد نہیں رکھی جاسکتی۔)

مارفیمی انتساب کے ساتھ انگریزی ترسیمیہ کی ایک قدرے مختلف مثال انگریزی

ہے جیسے 'boys' ، میں۔ یہاں علامت اضافت ( apostrophe ) ایک مارفیم کی قائم مقام ہے جو فونیمی s. پر مشتمل ہے۔ boy's میں بھی 's کا مارفیمی انتساب ہے کیوں کہ یہاں یہ s'- کے ہجے کی صورت میں مارفیم {Z₂-} کو ظاہر کرتا ہے جو {Z₁-} سے ممتاز ہے۔ اور جس کے ہجے اس سیاق میں s- ہوں گے Boys, boy's, boys فونیمی اعتبار سے یکساں ہیں لیکن مارفیمی اعتبار سے الگ الگ ہیں۔ اس لیے ترسیمی فرق کو مارفیمی انتساب کا حامل تصوّر کیا جانا چاہیے۔

25.7 مارفیمی انتساب کے حامل ترسیمیوں کو تصوّری خط ( ideogram ) کہا جاتا ہے۔ ان کی تعریف یہ کی جاتی ہے کہ یہ تصور کا اظہار کرتے ہیں۔ کبھی اس تعریف سے یہ مطلب اخذ کیا جاتا ہے کہ ان کا تکلمی بیان سے براہ راست کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ تصوّری خط کی اصطلاح کا ایک مفید استعمال یہ بھی ہے کہ اس سے بسیار قیمت مارفیمی انتساب رکھنے والے ترسیمیے دکھائے جاسکتے ہیں۔ اس طرح یہ یک قیمت انتساب والے ترسیمیوں سے ممتاز بھی ہوجاتے ہیں۔ + کو انگریزی میں اس کی مثال کے طور پر پیش کیا جاسکتا ہے کیوں کہ اسے plus,and, more وغیرہ پڑھا جاسکتا ہے۔ فونیماتی اور مارفیمیاتی طور پر یہ سب کے سب مختلف ہیں، لیکن معنوی سطح پر ان میں کچھ تعلق بھی ہے۔ plus, and, more وغیرہ کے مشترک معنی کو + کا انتساب قرار دیا جاسکتا ہے۔ لیکن ایسا کرنا شاید غیر ضروری ہو۔ اس کے بجائے یہ کہا جاسکتا ہے کہ & سے ± یوں مختلف ہے کہ اس کے مارفیمی انتسابات زیادہ ہیں، یعنی + کا مارفیمی انتساب بسیار قیمت ہے، & کا تقریباً یک قیمت۔

25.8 چینی اس رسم خط کی عمدہ مثال ہے جس میں تصوّر نگاری سے کام لیا جاتا ہے۔ اگر اس کی شکلوں کے استعمال میں قطعیت نہ ہو تو اسے تصوّر نگاری نہیں کہا جائے گا۔ اکثر ترسیمیے (جن کی تعداد لازماً بہت زیادہ ہے) غیر مبہم مارفیمی انتسابات کے حامل ہوتے ہیں۔ چینی کی کسی بھی بولی میں کوئی مقررہ علامت تواتر کے ساتھ ایک ہی طور پر پڑھی جاتی ہے۔ یعنی مارفیمی طور پر یکساں ہوتی ہے؛ ذیلی مارفیمیاتی اختلاف البتہ ممکن نہیں۔

عام طور پر یہ قیاس کیا جاتا ہے کہ چینی رسم خط تصویر نگاری کی ارتقائی شکل ہے۔ شاید بعض علامات متعین مارفیموں سے چسپاں ہوجانے سے پیشتر معنی کے ساتھ غیر

معیّن سے انداز میں وابستہ رہی ہوں گی۔ تاہم ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اپنی ابتدا ہی سے چینی رسمِ خط بنیادی طور پر مارفیمی انتساب ہی کا حامل رہا ہوگا۔ آج اس میں ہر مارفیم کے لیے ایک ترسیمیہ ہے، شکلوں میں اس حد تک توسیع کے لیے تصوّر نگاری کے دیگر فونیمی طریقوں سے مدد لی گئی ہے۔ چینی رسمِ خط کے سلسلے میں مغربی لوگوں کی عام بحثیں انھیں پر مبنی ہوتی ہیں۔ یہ خاصی دلچسپ بھی ہیں۔ لیکن آخرالامر نتیجہ ترسیموں کا ایک ایسا نظام بنتا ہے جس میں ہر ترسیمیہ کا انتساب ایک معیّن مارفیم سے ہو۔ یہ ظاہر ہے کہ بعض ترسیمے اصلاً مرکب ہیں۔ لیکن یہ بات تاریخی دلچسپی کی ہوسکتی ہے۔ ساخت کے اعتبار سے اس کی کوئی خاص اہمیت نہیں۔ (ایسے ہی w، جیسے /dəbilyùw/ کہا جاتا ہے، اصلاً مرکب ہے لیکن انگریزی رسمِ تحریر کی ساختی اہمیت پر اس بات کا کوئی قابلِ ذکر اثر نہیں پڑتا۔)

25.9 چینی رسمِ تحریر کی اس خاص نوعیت نے زبان کے تصوّر کو اس طرح متاثر کیا ہے کہ یہاں جملہ معترضہ کے طور پر اس کے بارے میں کچھ کہنا مناسب ہوگا۔ بہت سے چینی مارفیم ایک رکن پر مشتمل ہوتے ہیں۔ چونکہ تحریر میں ان کو ایک ہی ترسیمیے سے ظاہر کیا جاتا ہے اس لیے ابتدا سے روایتاً یہ تصوّر کیا جاتا ہے کہ ہر شکل ایک رکن ظاہر کرتی ہے یا اس کے برعکس۔ نتیجہ کے طور پر دو رکنی مارفیم دو شکلی ترسیموں سے لکھے جاتے ہیں اور پھر ان کی توجیہ اس طرح کی جاتی تھی جیسے یہ دو الگ الگ لغوی اجزا ہوں۔ چوں کہ تحریر میں ہر شکل دوسری تمام شکلوں سے الگ لکھی جاتی ہے اور چونکہ باہم مربوط شکلوں کے مجموعوں اور دوسرے ایسے ہی مجموعوں میں فصل نہیں ہوتا، اس لیے یہ روایت بن گئی کہ ان شکلوں کی مساوات ان حصّوں سے قائم کی جاتی ہے جو یورپی زبانوں میں الگ الگ لکھے جاتے ہیں۔ نتیجتہً ہر چینی شکل کو عام طور پر ایک لفظ کا نمائندہ کہا جاتا ہے۔ اس لیے یہ روایت مشہور ہوگئی ہے کہ چینی "یک رکنی" زبان ہے۔ یعنی اس کا ہر لفظ ایک رکن پر مشتمل ہوتا ہے۔ یہ بات صداقت سے بہت بعید ہے۔ ایسے نام نہاد "الفاظ" کی بے شمار مثالیں مل جائیں گی جو کسی مخصوص "لفظ" کے بغیر کبھی استعمال نہیں ہوتے مثلاً [illegible] صرف [illegible] کے ساتھ آتا ہے۔ یا اس کے برعکس۔ ترکیب [illegible] کا مطلب ہے' مرجان' اور اس کا تلفّظ "شان ہو" ( shanhu. ) ہوتا ہے۔ اس صورت میں کہ ان میں سے کوئی بھی ایک دوسرے کے بغیر نہیں آتا، تحریری زبان یا بول چال کی

زبان کے کسی بھی تجزیہ میں ان کو الگ کرنے کی کوئی بنیاد ہی نہیں رہتی، سوائے اس صورت کے کہ پہلے ہی یہ تصوّر کر لیا جائے کہ ؛ حرفی شکل = رکن = لفظ ۔ الگ الگ دونوں ارکان ؛ تو لفظ میں نہ مارفیم اور دونوں حرفی شکلیں بھی الگ ترسیمے نہیں ہیں ۔ اس کے بجائے صرف ایک ترسیمیہ جسے روایتاً دو شکلوں کے ساتھ لکھا جاتا ہے اور اس کا انتساب دو رکنی مارفیم ہے۔ یہ الجھن جس کا صرف ابھی آغاز ہی ہے اس بات سے پیدا ہوتی کہ ممتاز مگر مربوط اشاروں کی حیثیت سے بول چال کی اور تحریری چینی کو الگ نہیں کیا جاتا۔

25.10 چینی جیسے رسمِ خط جن میں ترسیموں کی بڑی تعداد مارفیمی انتساب کی حامل ہو نسبتاً کم ہیں۔ اکثر ترسیموں کا انتساب تکلمی زبان کے صوتی نظام سے ہوتا ہے۔ مفرد ترسیمے مفرد فونیموں کے لیے یا فونیموں کے زنجیروں کے لیے آ سکتے ہیں ۔ جب پہلی صورت غالب ہو تو نظام کو ابجدی تحریر کہا جاتا ہے۔ دوسری صورت میں بالعموم انتساب متعین قسم کے ایسے زنجیروں سے ہوتا ہے۔ جنہیں رکن کہا جا سکتا ہے اس لیے یہ نظام ایک قسم کی رکن واری تحریر ہوگا۔ ایسے ترسیموں کی مجموعی فہرست کو رکن مجموعہ ( syllabary, ) کہا جائے گا، یہ اصطلاح معروف "ابجد" کی قائم مقام ہوگی۔

رکن واری تحریر کی بحث میں رکن کی اصطلاح ایک خاص تکنیکی معنی میں استعمال ہوتی ہے، یعنی تکلّم میں فونیموں کے تسلسل کا وہ حصّہ جس سے ترسیمیہ کا انتساب ہوتا ہے۔ یہ ہر زبان اور رسمِ خط کے لیے الگ متعین ہوتا ہے ۔ بالعموم رکن ایک مصوتہ اور ماقبل تمام مصمتوں پر مشتمل ہوتا ہے ۔ رسمِ تحریر کے مقصد سے ارکان میں تقسیم ہر اس تقسیم سے آزاد رہ کر کی جا سکتی ہے جو بول چال کی زبان کے مشاہدہ کی روشنی میں کی گئی ہو۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اصوات کے نقطۂ نظر سے یہ کلی طور پر یا بڑی حد تک من مانی تقسیم ہو سکتی ہے ۔
25.11 رکن واری رسمِ تحریر کی عمدہ ترین مثال وہ ہے جو چرو کی زبان کے لیے کچھ عرصہ

استعمال ہوتی رہی۔ سنہ 1821ء میں سقویا ( Sequoya, ) نے اس کی ایجاد کی۔ اسی کے
نام پر بحرالکاہل کے ساحلی درختوں کا نام بھی رکھا گیا۔ بہت عرصہ تک یہ چِروکی
( Cherokee ) بولنے والوں کے لیے مفید رہا۔ جدول میں مستعمل علامتیں معہ ان کی
رومن شکلوں کے دی گئی ہیں۔ آخرالذکر سے کوئی فونیمی نمائندگی نہیں ہوتی، بلکہ اس کی حیثیت
ابجدی انداز کے امکانی رسمِ خط کی ہے۔ ہر علامت ایک مصوتہ اور ماقبل مصمتے کو ظاہر
کرتی ہے۔ تلفظ اور تحریر میں تقریباً مکمل مطابقت ہے۔ ga کے علاوہ ka

| | | | | | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| Ꭰ | a | Ꭱ | e | Ꭲ | i | Ꭳ | o | Ꭴ | u | Ꭵ | ʌ |
| Ꭶ | ga | Ꭸ | ge | Ꭹ | gi | Ꭺ | go | Ꭻ | gu | Ꭼ | gʌ |
| Ꭽ | ha | Ꭾ | he | Ꭿ | hi | Ꮀ | ho | Ꮁ | hu | Ꮂ | hʌ |
| Ꮃ | la | Ꮄ | le | Ꮅ | li | Ꮆ | lo | Ꮇ | lu | Ꮈ | lʌ |
| Ꮉ | ma | Ꮊ | me | Ꮋ | mi | Ꮌ | mo | Ꮍ | mu | | |
| Ꮎ | na | Ꮑ | ne | Ꮒ | ni | Ꮓ | no | Ꮔ | nu | Ꮕ | nʌ |
| Ꮖ | gwa | Ꮗ | gwe | Ꮘ | gwi | Ꮙ | gwo | Ꮚ | gwu | Ꮛ | gwʌ |
| Ꮜ | sa | Ꮞ | se | Ꮟ | si | Ꮠ | so | Ꮡ | su | Ꮢ | sʌ |
| Ꮣ | da | Ꮥ | de | Ꮧ | di | Ꮩ | do | Ꮪ | du | Ꮫ | dʌ |
| Ꮬ | dla | Ꮮ | dle | Ꮯ | dli | Ꮰ | dlo | Ꮱ | dlu | Ꮲ | dlʌ |
| Ꮳ | dza | Ꮴ | dze | Ꮵ | dzi | Ꮶ | dzo | Ꮷ | dzu | Ꮸ | dzʌ |
| Ꮹ | wa | Ꮺ | we | Ꮻ | wi | Ꮼ | wo | Ꮽ | wu | Ꮾ | wʌ |
| Ꮿ | ya | Ᏸ | ye | Ᏹ | yi | Ᏺ | yo | Ᏻ | yu | Ᏼ | yʌ |

| | |
|---|---|
| Ꭷ | ka |
| Ꮏ | hna |
| Ꮐ | nah |
| Ꮝ | s |
| Ꮤ | ta |
| Ꮨ | ti |
| Ꮭ | tla |
| Ꮦ | |

چِروکی رکن داری رسمِ خط

کے لیے بھی علامت رکھی گئی ہے۔ یہ انحراف انگریزی اثر کا غماز ہے کہ انگریزی میں مسموع
غیر مسموع تضاد فونیمی ہے، جب کہ چروکی میں نہیں ہے۔

25.12 خالص رکن داری رسمِ تحریر بہت عام نہیں ہے۔ بعض قدیم رسمِ خط جنہیں سمجھا بھی
نہیں جاتا رکن داری خیال کیے جاتے ہیں منوئی ب (Minoan B) جسے حال ہی میں
شناخت کیا گیا ہے رکن داری ہے۔ حال ہی میں اور بھی بہت سی نو آموز قوموں نے
چروکی کے انداز پر ہی رکن مجموعے بنائے ہیں۔ انہوں نے آوازوں کی مظہر علامتوں سے

لکھنے کا تصوّر مغربی تہذیب کی کسی نہ کسی تحریری زبان سے اخذ کیا ہے۔ بعض صورتوں میں خاص طور پر کری ( Cree ) (کناڈا کی زبان) اور میاؤ (جنوب مغربی چین) میں مشنری لوگوں نے رکن مجموعے تیار کیے ہیں جن سے زبان کو ضبطِ تحریر میں لایا جا سکے۔ ان میں سے کسی کو بھی مقامی سے زیادہ کوئی اہمیت حاصل نہیں ہو سکی اور بہت سوں کو ابجدی تحریر کو اختیار کرنے کے لیے ترک کر دیا گیا۔

اس تعمیم میں جاپانی رکن مجموعہ استثنا کی حیثیت رکھتا ہے۔ چوں کہ جاپانی ایک بڑی اور اہم زبان ہے اور اس کے بولنے والے بھی اعلیٰ تعلیم یافتہ ہیں اس لیے اس کا رسمِ خط بھی بڑی اہمیت کا حامل ہے۔ رکن مجموعہ کا ارتقا مغربی تمدّن کے ارتباط سے پہلے کا اور اس کے اثر سے آزاد ہے۔ یہ چینی شکلوں سے ماخوذ ہے، جن میں جاپانی زبان کے لیے ذرا سا تصرف کر لیا گیا ہے، اس لیے چینی کی طرف رجوع کرنا ضروری ہے جس سے یہ معلوم ہو سکے کہ جس زبان کے لیے یہ اصلاً بنایا گیا تھا اس کے علاوہ دوسری زبان میں استعمال کے لیے اس میں کس طرح تصرف کیا جا سکتا ہے۔

25.13 چین آج بھی اور طویل المدت سے ایک ایسا ملک رہا ہے جس میں متعدد زبانیں بولی جاتی ہیں۔ (مقامی روایات کے مطابق انہیں "بولی" کہا جاتا ہے اگرچہ یہ ایک دوسرے سے اتنی ہی مختلف ہیں جتنی یورپ کی زبانیں۔ تاہم ان میں سے کئی ایک میں بنیادی مشابہتیں موجود ہیں جو کسی حد تک مشترک ماٰخذ اور کسی حد تک مشترک تہذیب کی دین ہیں، جس کا نتیجہ یہ ہے کہ مارفیموں کی فہرستیں کم و بیش ملتی جلتی ہیں۔ اس بنیاد پر بعض معمولی باتوں کو چھوڑ کر۔ کسی بھی چینی زبان کا کوئی بھی مارفیم جس شکل سے لکھا جا سکتا ہے اسی کو پڑوسی زبان اسی مفہوم کے مارفیم کے لیے استعمال کرے گی۔ مثلاً ہر زبان میں ترسیمہ اس مارفیم کے لیے استعمال ہوتا ہے جس کے معنی "آدمی" ہیں۔ مارفیمی انتساب کا تلفّظ کچھ زبانوں میں بہت مختلف ہوتا ہے۔ پیکن منڈرین میں [ˊrən]، کینٹون میں [ˋjɑp]، ہکا میں [-ɲin]، سچو میں [ nəŋ]، فچو میں [√nɛn]، اموے میں [√laŋ]، اور تانگ من میں [√tʂin]۔ اسی طرح شکل 火 "آگ" کے انتساب کا انہیں زبانوں میں تلفّظ [ˊxwo ˊfɔ ˋfɔ ˋhɒu -hui ˏhɛ ˏhɔ]. ہوتا ہے۔ اس سے یہ عجیب د

غریب نتیجہ نکلتا ہے کہ مختلف لسّانی علاقوں میں جو دستاویز لکھی جائے وہ چین کے کسی بھی حصّہ میں پڑھی جا سکتی ہے۔ اگرچہ ایک علاقہ کی بول چال کی زبان دوسرے علاقہ کے لیے ناقابلِ فہم ہوتی ہے۔

یہی بات یورپ کے ان ترسیموں کے سلسلے میں بھی درست ہے جن کا انتساب مارفیمی ہے۔ مثلاً 2 + 3 = 5 کو انگریزی میں two plus three is five, جرمن میں zwei und drei ist fünf، اطالوی میں due e tre fanno cinque, پڑھا جاتا ہے اور دیگر زبانوں میں ان کی اپنی فرہنگ اور قواعد کے مطابق پڑھا جاتا ہے۔

25.14 ایسے تصرفات سے رسمِ تحریر پر کچھ خاص تقاضے بھی عائد ہوتے ہیں۔ تمام مختلف چینی زبانوں کے مارفیمی ذخیروں کو ایک دوسرے کے مقابل رکھنا ممکن نہیں ہے۔ منڈرین زبان کے علاوہ باقی تمام زبانوں میں کچھ تبدیلیوں کی ضرورت ہوگی۔ کنٹونی زبان میں have not, مفہوم کو لکھنے کے لیے ترسیمیہ 冇 کی ضرورت ہوتی ہے لیکن یہ منڈرین زبان میں استعمال نہیں ہوتا۔ بعض شکلیں مختلف زبانوں میں مختلف انداز میں استعمال ہوتی ہیں۔ مثلاً منڈرین زبان میں 'banana,' کے لیے دو رکنی مارفیم ظاہر کرنے کے لیے 香蕉. لکھا جاتا ہے جب کہ اسی مفہوم کے لیے کنٹونی زبان میں ایک رکنی مارفیم ہے اور 蕉.. لکھا جاتا ہے۔ ترتیب، اور انداز میں بھی فرق ہوتے ہیں جس کے باعث تحریری زبان بھی تمام چین میں یکساں نہیں ہے۔

25.15 چینی کی تعلیم میں توسیع کے ساتھ ساتھ تحریر کا یہی طریقہ چین سے باہر ان علاقوں میں بھی پہنچ گیا، جہاں کی زبانوں کی ساخت اس سے بہت مختلف ہے۔ ہر ایک صورت میں چینی تمدّن کے اثرات کے مشترک سبب نے بہت سی دقتوں کو زائل کر دیا ہے۔ انامی کوریائی اور جاپانی سب کی سب ایک ہی انداز میں لکھی جاتی ہیں یعنی ایسے مارفیموں کے لیے چینی حرفی شکلیں استعمال کی جاتی ہیں جو شکل کے اصل انتساب کے ساتھ ترجمانی مساوات کا تعلّق رکھتی ہیں یا پھر ان کا استعمال چینی مستعار الفاظ کے لیے ہوتا ہے۔ اس کے استعمال میں زیادہ دشواری اس وقت پیش آتی ہے جب زبان کی قواعدی ساخت منڈرین چینی سے بہت مختلف ہو۔

خاص طور پر جاپانی بے انتہا تصریفی زبان ہے اور اس میں بے شمار اور خاصے

پیچیدہ تعلیقیے استعمال ہوتے ہیں۔ اس کے برخلاف اکثر چینی مارفیم مادے ہوتے ہیں اگرچہ چند تعلیقیوں کا استعمال بھی ہوتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ بہت سے عام مستقل مارفیموں کے لیے کوئی چینی مترادف نہیں ملے گا۔ تسلی بخش طریقہ تک پہنچنے کے لیے بہت سی تبدیلیاں کرنی پڑیں گی۔ عام طور پر دو متبادل صورتیں ہوتی ہیں، جس طرح چینی زبان کے روزمرّہ کے مارفیموں کو ظاہر کرنے کی ضرورت کے پیشِ نظر نئی شکلیں گھڑی گئیں۔ اسی طرح ان تعلیقیوں کے اظہار کے لیے بھی نئی مارفیمی علامتیں وضع کی جا سکتی تھیں یا اس نظام میں فونیمی انتساب کی علامتوں کا اضافہ کیا جا سکتا تھا۔ دوسرا طریقہ اختیار کیا گیا اور چینی نظام میں موجود سانچوں سے ایک رکن مجموعہ مرتب کیا گیا۔

جاپانی رکن دو شکلوں میں ہے، کٹکنا ( kalakana ) اور ہراگانا ( hiragana. ) عملی طور پر یہ ایک ہی نظام کی متبادل تحریری شکلیں ہیں۔ ذیل کی جدول میں بنیادی ترسیمے دیئے گئے ہیں۔ نظام کی ایسی اور بہت سی خصوصیات ہیں جن کے ذکر کی یہاں ضرورت نہیں۔

| | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|
| アあ a | イい i | ウう u | エえ e | オお o | |
| カか ka | キき ki | クく ku | ケけ ke | コこ ko | |
| サさ sa | シし si | スす su | セせ se | ソそ so | |
| タた ta | チち ti | ツつ tu | テて te | トと to | |
| ナな na | ニに ni | ヌぬ nu | ネね ne | ノの no | |
| ハは ha | ヒひ hi | フふ hu | ヘへ he | ホほ ho | |
| マま ma | ミみ mi | ムむ mu | メめ me | モも mo | |
| ヤや ya | | ユゆ yu | | ヨよ yo | |
| ラら ra | リり ri | ルる ru | レれ re | ロろ ro | |
| ワわ wa | ヰゐ wi | | ヱゑ we | ヲを wo | ンん -n |

25.16 جاپانی رکن مجموعہ کا ارتقا چینی شکلوں کے تحت ہوا اور آج بھی اسی حیثیت سے استعمال ہوتا ہے۔ مادے چینی شکلوں میں لکھے جاتے ہیں (جسے جاپانی میں کنجی کہتے ہیں) اور تعلیقیے ہراگانا یا کٹکنا میں۔ اکثر کنجی کے تلفظ کو اس کے ساتھ ہراگانا کی چھوٹی علامتیں

لکھ کر ظاہر کیا جاتا ہے۔ یوں متبادل طور پر جاپانی کو مکملاً کسی ایک رکن داری خط میں لکھا جاسکتا ہے۔ اس میں دقت صرف یہ ہے کہ تحریری اسلوب میں بہت سے ہم صوتیے بھی ہوتے ہیں اس سے ابہام پیدا ہوتا ہے۔ لیکن اگر روزمرہ کا اسلوب اختیار کیا جائے تو یہ دشواری ختم ہوجاتی ہے۔ یعنی بول چال کی جاپانی کے اظہار کے لیے ہراگانا یا کٹ کنا بڑی حد تک موزوں ہیں لیکن اعلیٰ ادبی تحریری زبان کے لیے یہ کافی نہیں ہوتے۔

25.17 ابجدی رسمِ خط وہ ہیں جن میں ترسیموں کا انتساب بڑی حد تک مفرد فونیموں سے ہوتا ہے۔ "بڑی حد" تک اس لیے کہا گیا کہ تھوڑا بہت انحراف ہمیشہ ہوگا۔ مثالی بات تو یہ ہوگی کہ ابجدی نظام میں فونیموں اور ترسیموں کے درمیان ایک و ایک کی مطابقت ہونی چاہیے۔ یعنی ہر ترسیمہ ایک فونیم کو ظاہر کرے اور اسی طرح ہر فونیم ایک ترسیمہ سے دکھایا جائے۔ عملی ابجدوں میں تو یہ شرط صرف کسی حد تک ہی پوری ہوتی ہے لیکن لسانیاتی فونیمی تحریر میں تکمیل کے قریب پہنچ جاتی ہے (بعض صورتوں میں بہت ہی قریب) اگر نیا ابجدی رسمِ خط بنانا ہو تو بہت سے غیر لسانیاتی عوامل کو بھی مدنظر رکھنا ہوگا۔ قدیم نظام ابتدا میں بھی فونیمی نہیں رہے ہوں گے، لیکن جیسے جیسے بول چال کی زبان میں لسانیاتی تبدیلیاں رُونما ہوتی ہیں اُن کا فونیمی انداز اور بھی کم ہوجاتا ہے رسمِ خط اور بول چال کی زبان کے تعلق کی بحث میں ایک و ایک کا تعلق نقطۂ انحراف سے خاص طور پر مفید ہوسکتا ہے۔

اس باب کے بقیہ حصہ کی بحث ابجدی نظاموں کے اپنی زبانوں سے تعلق کے مسائل پر مبنی ہوگی۔ جو کچھ یہاں کہا گیا ہے اس کے بڑے حصّے کا اطلاق دوسری قسم کے رسومِ خط پر بھی اسی طرح ہوسکتا ہے۔

25.18 انگریزی کے بارے میں ذکر کیا گیا کہ اس میں فونیمی نظام استعمال کیا جاتا ہے، جس میں اور بھی متعدد ذیلی نظام موجود ہیں۔ اگرچہ یہ توقع بے سود ہوگی کہ تمام تر تفصیلات انگریزی کے انداز پر ہوں، لیکن ہر زبان میں شاید اسی طرح کے فونیمی ذیلی نظام ہوتے ہیں۔ ابجدی رسومِ خطِ اصوات کے منتخب ذیلی نظام کی نمائندگی تک ہی محدود ہوتے ہیں۔

مثلاً اکثر ابجدی تحریروں کا جدِامجد وہ خط ہے جو فینیقی (Phoenician) زبان کے لیے وضع کیا گیا تھا۔ یہ 22 ترسیموں پر مشتمل تھا۔ اس وقت بظاہر 22 مصمتی فونیم تھے جن سے فینیقی اصوات کا واضح ذیلی نظام بنتا تھا۔ اس حد میں رہتے ہوئے کہ صرف اسی ایک ذیلی نظام کی نمائندگی ہوتی تھی یہ کہا جاسکتا ہے کہ فینیقی رسم تحریر فونیمی ہونے

کے اتنے قریب تھا جتنا کہ کسی بھی رسمِ خط کے لیے ممکن ہے۔ مصوتوں یا اصوات کے دیگر ذیلی نظاموں کے لیے کوئی نشانات نہیں تھے۔

یونانی ابجد کی قدیم ترین شکل میں مصمتوں اور مصوتوں کو فونیمی نمائندگی دی گئی۔ تاہم اس میں بھی زور نہیں دکھایا جاتا تھا حالانکہ اصوات کی حیثیت سے اس کی بڑی اہمیت تھی۔ زور دکھانے کے لیے امتیازی علامات کا استعمال بعد میں شروع ہوا اور قدیم یونانی لکھنے کے لیے جدید روایات میں اسے رواجاً شامل کیا جاتا ہے۔

**25.19** چونکہ اس میں مصوتوں کو نہیں لکھا جاتا اس لیے فینیقی ابجد کو صحیح معنی میں ابجد کا درجہ نہیں دیا گیا۔ اسی قیاس پر تحریری یونانی کی قدیم شکل کو ابجدی درجہ نہیں دیا جاسکتا کہ اس میں سُر کے تخالف کا اظہار نہیں ہوتا۔ یونانی کے سُر اور فینیقی کے مصوتے اس معنی میں ایک سے ہیں کہ ان سے رسمِ تحریر میں ظاہر ہونے والے نظام کے علاوہ صوتی ذیلی نظام بنتے ہیں۔ قدیم یونانی کے ہجّوں کی جدید روایات بھی ادھوری ہیں کیوں کہ یہ باور کرنے کی کافی وجوہ موجود ہیں کہ یہ جتنا منضبط کر سکتی ہیں فونیمی نظام میں اس سے کہیں زیادہ اظہار ہوتا ہے۔ خاص طور پر جب کہ مصوتی طوالت کا فونیمی ہونا معلوم ہے۔ اگرچہ محض اتفاق سے جزوی طور پر اس کی نمائندگی ہو جاتی ہے کہ η /æ/ اور /ɔ/ ω مصوتے صرف طویل ہی استعمال ہوتے ہیں۔

ایسا کوئی بھی ابجدی رسمِ خط دریافت نہیں ہوا جو اپنے سے متعلق بول چال کی زبان کے تمام صوتی ذیلی نظاموں کو ظاہر کرتا ہو۔ ایسا نظام غیر مبہم طور پر ہر اس چیز کو ظاہر کرے گا جو قابلِ فہم طور پر کہی جاسکتی ہے۔ جیسا آگے معلوم ہوگا رسمِ خط کی کارکردگی کا یہ کوئی اچھا بیان نہیں ہے۔ اس کارکردگی میں صرف تحریری زبان کو منضبط کرنا شامل ہوتا ہے۔ تحریری زبان تقریری زبان سے کئی طرح مختلف ہوتی ہے۔ علاوہ بریں یہ بات بھی مشکوک ہے کہ کوئی ابجد جو بول چال کو ٹھیک ٹھیک منضبط کر سکے عملی طور پر مفید ہوگی۔ تاہم چونکہ ابھی تک رسمِ تحریر کے نمونوں پر کوئی تجرباتی کام نہیں ہوا اس لیے دو ٹوک طور پر کچھ کہنا ممکن نہیں۔

**25.20** جہاں تک ہمارے موجودہ تجربی تصوّرات کا تقاضا ہے، ابجد وضع کرنے کے مسائل میں یہ امور شامل ہوں گے کہ اس کے ذریعہ زبان کا فونیمی نظام متعیّن ہو، وہ ذیلی نظام

معلوم ہوں جن میں اس کی مرتّب شکل بنتی ہے اور یہ بھی کہ ان ذیلی نظاموں میں سے کون سے مفید طور پر ہجا میں ظاہر کیے جاسکتے ہیں۔ یہ آخری سوال "تانی زبانوں" کے نظام تحریر کے سلسلے میں اکثر اٹھایا جاتا ہے (کہ ان میں سُر فونیم عام قسم کے مارفیموں کا جُز ہوتے ہیں). ان میں بالعموم سُر سے ذیلی نظام بنتا ہے، لیکن یہ انگریزی زبان کی طرح مصوتوں اور مصمتوں سے زیادہ الگ نہیں ہوتا۔ ایسی بعض زبانوں میں زور کے نشانات کے ساتھ اور ان کے بغیر ہجوں کی آزمائش کی گئی ہے۔ نتائج خاصے متضاد ہیں۔ بعض زبانوں میں زور کے نشانات ہجا کے لیے بہت مفید معلوم ہوتے ہیں، دوسری زبانوں میں ان کی کوئی عملی افادیت معلوم نہیں ہوتی اور اہلِ زبان تحریر میں زور کے نشانات کو حذف کر دیتے ہیں اور پڑھنے میں بھی انہیں بڑی حد تک نظر انداز کر دیتے ہیں۔ یہاں دوسرے عوامل کے قیاس ہی سے کام لینا پڑتا ہے۔

یہ سوال کبھی نہیں اٹھتا کہ آیا اصوات کے دوسرے حصّوں کو بھی لکھنے کی ضرورت ہے۔ یہ بات صرف یورپی ہجا کے روایتی انداز کے غلبہ کے باعث ہے۔ اس میں مصوتے اور مصمتے لکھے جاتے ہیں۔ بعض صورتوں میں جزوی طور پر بل کو بھی ظاہر کیا جاتا ہے۔ اگر ہجا کی تعمیر و تشکیل میں سامی زبانیں بولنے والوں کی زیادہ تعداد نے حصّہ لیا ہوتا تو مصوتے لکھنے کا مسئلہ اس سے بھی کہیں زیادہ اٹھتا۔ نہیں کہا جاسکتا کہ اس کا کیا نتیجہ ہوتا۔ عربی ہجا کے انداز پر بہت سی زبانیں لکھی گئی ہیں اور عام طور پر ان میں مصوتوں کے نشانات کی بہت پابندی نہیں کی جاتی۔ یہ کہنا مشکل ہے کہ ان تحریری نظاموں کی خامیاں یورپی مشاہدین کے تعصب کی پیداوار ہیں، یا عربی رسم خط کے دوسرے نقائص کے باعث ہیں یا مصوتی نشانات کے فقدان کے باعث۔ البتہ یہ سوال اٹھایا جاسکتا ہے کہ آیا مصوتوں اور مصمتوں یا مصمتوں، مصوتوں اور زور یا مصوتوں، مصمتوں اور بل کا اظہار ہی ابجدی تحریر کی ایسی اقسام ہو سکتی ہیں جو مفید ہوں۔

25.21 اصوات اور تحریر میں ایک وایک کے رشتے سے انحراف کی ایک اور قسم دوسرے رسوم خط کی پیروی سے پیدا ہوتی ہے۔ یہ بہت سی شکلوں میں نمودار ہوتی ہے۔ بالعموم یہ اس بات کا نتیجہ ہوتا ہے کہ صرف بعض علامات ہی مستعار نہ لی جائیں بلکہ ان کے رشتہ کے اصول بھی مستعار لے لیے جائیں، اور یہ اس بات کا نتیجہ ہوتا ہے کہ اس نظام میں کسی تصرف سے شعوری یا لاشعوری طور پر اجتناب کیا جائے۔ اس کی ایک قدیم مثال یہ ہے کہ فینیقی رسم خط

کو عبرانی کے لیے اختیار دیا گیا۔ قریبی رشتہ کے باوجود عبرانی میں فینیقی کے مقابلہ میں زیادہ مصمتی فونیم تھے۔ ان کی ٹھیک تعداد معلوم نہیں کیوں کہ ان میں سے بعض اب معدوم ہو چکے ہیں۔ ایک کو جو مستند طور پر معلوم ہے /ʕ*/ لکھا جا سکتا ہے۔ اگرچہ اس کی بھی صوتی حیثیت ٹھیک ٹھیک معلوم نہیں۔ اس کو اسی شکل سے لکھا گیا تھا جو فینیقی اور عبرانی /ʕ*/ کے لیے استعمال ہوتی تھی۔ قیاس یہ ہے کہ یہ کسی نہ کسی انداز میں "قریب ترین مترادف" رہا ہوگا۔ بہر صورت عبرانی رسم خط میں ایک و ایک کی خصوصیت ختم ہو گئی جو قدیم فینیقی میں موجود تھی۔ اس کے نتائج کیا ہوئے؟ ان پر 25.25 میں بحث کی جائے گی۔

25.22 انگریزی ہجا بھی کئی حیثیتوں سے ناکارہ ہیں۔ ان کا تعلق کئی اور مآخذات سے بھی ہے، لیکن اس میں لاطینی رسم خط کی کورانہ تقلید کی گئی ہے۔ لاطینی ابجد مصوتی اور مصمتی فونیوں کے ایک و ایک اظہار سے قریب تر تھا اس وقت اس میں 21 حروف تھے۔ اسی زمانہ میں جب کہ لاطینی زندہ زبان تھی، یونانی مستعار الفاظ کے باعث زبان میں در آنے والے نئے فونیموں کے لیے دو نئے حروف y اور z شامل کیے گئے۔ مزید تین j، w اور عہدِ وسطیٰ یا عہدِ جدید کے اضافات ہیں۔ اب J اور v کو قدیم متن میں پڑھا جانے لگا۔ جس سے ہم قدیم شکل VENI UIDI UICI کی جگہ Veni, vidi, vici پڑھنے لگے۔ انگریزی پڑھنے والوں نے کوئی بھی اضافہ ہونے کی سختی کے ساتھ مدافعت کی ہے۔ حالانکہ یہ بھی حقیقت ہے کہ انگریزی کے قدیم رسمِ خط میں کچھ اور حروف بھی مستعمل تھے جن میں ð اور þ (θ) بھی شامل تھے۔ ان کے باقی رہنے نیز چند ایک اور کے اضافے سے عملی طور پر انگریزی ہجا کی بنیاد مضبوط ہو جاتی۔ بعض دوسری یورپی قومیں انگریزوں کے مقابلہ میں کم قدامت پرست نکلیں۔ ناروے کی زبان نے æ ø å; کا اضافہ کر لیا، اسپینی نے ñ اور ساتھ ہی وہ ll اور rr کو مفرد ابجدی اکائی مانتے ہیں، دوسری زبانوں میں بھی ایسے ہی معمولی انحرافات کی گنجائش نکال لی گئی ہے۔ لیکن اکثر یورپی رسوم خط میں "لاطینی ابجد" کے سب کے سب 26 حروف شامل ہیں، خواہ یہ سب کے سب استعمال ہوتے ہوں یا نہ ہوتے ہوں غرضیکہ یہ تصور کیا جاتا ہے کہ ابجد میں آسانی سے کوئی تحریف نہیں کی جا سکتی۔ اس تصور کو عیسائی مبلغین نے حال ہی میں یورپ سے باہر بھی پھیلا دیا (نئے تحریری نظاموں میں سے اکثر کی داغ بیل عیسائی مبلغین نے ہی ڈالی ہے یا ڈال رہے ہیں) ایک شخص

نے اپنے ایجاد کردہ ہجا کی خاص خوبی یہی بتائی ہے کہ اس نے ان چھبیس کے علاوہ اور کوئی حرف استعمال نہیں کیا۔

**25.23** حال میں اور خاص طور پر لسانیات کی نئی تفہیم کے نتیجہ میں لاطینی ابجد کے آزادانہ استعمال کا رجحان بڑھ رہا ہے۔ اس میں یہ آمادگی بھی شامل ہے کہ غیر ضروری علامات کو مسترد کر دیا جائے اور ضرورت کے مطابق بعض دوسری علامات کا اضافہ کر لیا جائے۔ اس کی واضح مثال "افریقی ہجا" کا ارتقا ہے۔ یہ افریقی زبانوں کے نئے رسمِ خط کی تعمیر کے لیے ایسی سفارشات کا ایک سلسلہ ہے جس میں خاصی لچک ہے۔ اس کے صحیح اطلاق کی صورت میں یہ نتیجہ نکلا ہے کہ سادگی، پڑھنے کی آسانی اور اکثر خوش نمائی میں اضافہ ہو جاتا ہے۔

**25.24** بعض اوقات ایک وایک کے تعلّق کی قیمت پر بھی دوسرے رسمِ خط کی پیروی مناسب ہوتی ہے، خاص طور پر ان علاقوں میں جہاں دو زبانی عام ہو۔ اکثر یہ ضروری یا مناسب معلوم ہُوا ہے کہ ایسے ہجا بنائے جائیں جو اس علاقہ کی غالب یا سرکاری زبان سے مطابقت رکھتے ہوں۔ خواہ بادی النظر میں ایسا نظر آتا ہو لیکن اس سے ہمیں ایک د ایک کا رشتہ قربان نہیں ہوتا۔ مثلاً اسپینی کے بعض علاقوں میں فونیم /k/ کو a o u سے پہلے c اور i e, سے پہلے qu لکھا جاتا ہے۔ اس میں اسپینی کی روایت کی تقلید کی گئی ہے۔ لیکن چونکہ c اور qu تکملی تقسیم میں ہیں اس لیے انہیں ایک ہی ترسیمیہ کے ذیلی ترسیمیے مانا جا سکتا ہے۔ اور اس طرح ترسیمی سطح پر ایک وایک کا رشتہ برقرار رہتا ہے، اگرچہ ذیلی ترسیمی سطح پر نہیں رہتا۔

**25.25** خالصتاً ہجائی دقّتیں اور بعض دیگر دقیق مسائل جو اگلے باب میں زیرِ بحث آئیں گے۔ بعض اوقات اصوات زبان میں تاریخی تبدیلیوں کا نتیجہ ہوتے ہیں۔ 25.21 میں مذکور عبرانی مثال پر پھر نظر ڈالیے۔ رسمِ خط کی ابتدا کے وقت تین فونیم /*s/, /*š/ /*ŝ/ تھے۔ اس مثال میں ہمارا تعلّق انہیں سے ہے۔ پہلے کو ⟨s⟩ لکھا جاتا تھا۔ دوسرے اور تیسرے دونوں کو ⟨š⟩ لکھا جاتا تھا۔ امتدادِ زمانہ سے /*s/ اور /*ŝ/ کا تخالف جاتا رہا۔ اب صرف دو فونیم /s/ اور /š/ رہ گئے۔ دقت یہ ہے کہ اب ایک فونیم /s/ کو دو طرح لکھا جاتا ہے۔ ⟨s⟩ اور ⟨š⟩ اور ایک ترسیمیہ ⟨š⟩. کا دو فونیموں سے انتساب ہوتا ہے /s/ اور /š/. ارتقا کے آغاز میں ہی صورتِ حال

تسلی بخش نہیں تھی، آگے چل کر اور بدتر ہو گئی۔

تبدیلی کے نتیجے ہمیشہ ایسے ہی ناخوشگوار نہیں نکلتے۔ یہ یقین کرنے کی کافی وجوہ ہیں کہ ترسیمیہ ‹ق› پہلے دو فونیموں کے اظہار کے لیے استعمال ہوتا تھا /ق/ /ق°/ اور /ک°/ تاریخی ارتقائے (جو رسم خط سے بالکل آزاد رہ کر ہوا ہوگا) ان دونوں کو ایک فونیم /ق/ میں لاڈالا۔ نتیجہ یہ کہ ایک وایک کے رشتہ کی ابتدائی ناکامی کا مداوا بعد کی اتفاقی صوتی تبدیلی نے کر دیا۔

یہ بھی ضروری نہیں کہ ابتدا میں /ک°/ اور /ک°/ کے درمیان جیسا ابہام موجود ہو۔ قدیم ترین عبرانی میں ایک فونیم / b° تھا جسے ‹b› لکھا جاتا تھا۔ آگے چل کر کسی وقت اس کے دو ذیلی فونیم [b] اور [v] ہو گئے لیکن چونکہ یہ تکملی تقسیم میں تھے اور اس لیے ایک فونیم کے ذیلی فونیم تھے۔ ‹b› کے ساتھ رشتہ اب بھی ایک وایک کا تھا۔ مگر جدید عبرانی میں یہ تکملی تقسیم میں نہیں ہیں۔ قدیم /b°/ کی جگہ اب دو فونیموں [b] اور [v]، نے لے لی لیکن رسم تحریر (کی ایک قسم) میں اب بھی ایک ہی ترسیمیہ ‹b› ہے اور اب یہ رشتہ دو وایک کا ہو گیا ہے۔

**25.26** اگر رسمِ خط سے پورے طور پر فونیمی نظام کی نمائندگی نہیں ہوتی، جیسا ہم دیکھ چکے ہیں کہ کسی میں بھی نہیں ہوتی، تو یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ تکلمی مواد کی تحریری نمائندگی اصل تکلم سے بہت کم ہوتی ہے۔ جیساکہ 11.16. میں اشارہ کیا گیا تھا، یہ بات انگریزی کے بارے میں بھی ٹھیک ہے۔ تحریری زبان عام طور پر مختلف طریقوں سے اس کمی کو پورا کرتی ہے۔ بہت سے طریقے اگلے باب کے عنوانات کے ذیل میں آتے ہیں، لیکن کچھ ہجا یا رسم خط سے بھی متعلق ہیں۔ ان میں سب سے زیادہ معروف لفظی تقسیم ہے۔ اسے مارفیمی اشارہ کا ایک بھونڈا سا انداز کہا جا سکتا ہے۔ اس کی تاثیر کا احساس اس وقت ہو سکتا ہے جب ہم اس مواد کو پڑھیں جسے "فونیمی تحریر" میں لکھا گیا ہے، لیکن بل، سُر، تغیر اور اختتامیہ کی علامات کو حذف کر دیا گیا ہو۔ لفظی تقسیم ہو تو ایسے مواد کو پڑھنے میں دقت نہیں ہوگی۔ لفظی تقسیم کے بغیر یہ بے انتہا گنجلک ہو سکتا ہے۔

ایک اور ترکیب من مانے ہجائی امتیازات کی ہے۔ یہ ترکیب ہجا سے فونیمی نظام کے کسی حصہ کو حذف کر کے تجنیس کے ذیل میں آنے والے الفاظ کو جدا کر دیتی ہے۔ چینی

زبان کے لیے استعمال ہونے والے ابجدی رسمِ خط لیٹنکسوا ( Latinxua, ) میں سُر ظاہر نہیں کیا جاتا۔ اس نظام کے موجدین کا خیال ہے کہ الفاظ کے چند جوڑوں میں ہی اس کے باعث ابہام پیدا ہو سکتا ہے۔ ان جوڑوں کو ایسے مصنوعی اور من مانی ہجائی طریقوں سے ممتاز کر لیا جاتا ہے جو بالعموم استعمال نہیں ہوتے۔ liz 'جوز' mai' بیچنا' yanz 'صحن' اور Shansi 'شانسی' وغیرہ کی ہجا قاعدے کے مطابق ہوتی ہیں اور liiz 'آلوچہ maai 'خریدنا' yaanz 'باغ' اور Shaansi 'شینسی' کے ہجے من مانے ہیں جو امتیاز کرنے کے لیے ہی وضع کیے گئے ہیں۔ یہیں یہ بات بھی قابلِ ذکر ہے کہ آخر کے دو لفظ، صوبہ جات شانسی اور شینسی انگریزی ہجا میں بھی اسی طریقہ سے ممتاز کیے جاتے ہیں۔ ان کا عام مغربی تلفظ ہجا سے ہی ماخوذ ہے۔

اگرچہ ارادتاً ان کو اس طرح نہیں بنایا گیا، لیکن انگریزی الفاظ کے بہت سے جوڑے بھی من مانے ہجا سے ہی ایک دوسرے سے ممتاز کیے جاتے ہیں ، hole : whole, lead /lĕd/ : led, boy : buoy, وغیرہ۔ ہجائی اصلاح کے حامی بعض اوقات ان امتیازات کے فائدے کو نظر انداز کر دیتے ہیں۔ یہ عین ممکن ہے کہ کوئی بڑی تبدیلی تو نہ کی جا سکے اور اٹکل پچو انداز میں بعض نمایاں صورتوں کو "درست" کرنے کی دھن میں انگریزی رسمِ خط کے استعمال میں مزید دشواریاں پیدا ہو جائیں۔ رسمِ خط کی نئے سرے سے تعمیر (املا کی اصلاح تو بہت معمولی سا کام ہے ) ایسا دشوار اور پیچیدہ معاملہ ہے جس کے بارے میں ابھی ہم بہت کم علم رکھتے ہیں۔

باب

26

# تحریری زبانیں

26.1 تحریری زبان بول چال کی زبان کی نمائندہ ہوتی ہے۔ تاہم یہ بالکل صحیح تصور نہیں ہے۔گذشتہ باب میں یہ ذکر کیا جاچکا ہے کہ رسم خط اصوات کو پورے طور پر اور صحت کے ساتھ نہیں دکھا سکتا۔ مگر بہت سے اختلافات میں سے، جن میں اکثر بہت دُور رس بھی ہوتے ہیں — یہ چند مخصوص مثالیں تھیں جن سے تحریری اور تکلمی زبان کا فرق دیکھا جاسکتا تھا۔ یہ اختلافات ساخت کی ہر سطح — اصوات، مارفیمیات، نحو، فرہنگ اور اسلوب میں پائے جاتے ہیں۔

26.2 تکلمی زبان میں بولیوں کا فرق بہت عام بات ہے۔ بولیوں کے یہ فرق تحریری زبان میں بھی ہوتے ہیں لیکن یہ عام طور پر اتنے باریک ہوتے ہیں کہ نمایاں نہیں ہو پاتے۔ انگریزی میں بعض عام طور پر معلوم ہیں colour : color gaol : jail corn : grain . . the government is . . the government are وغیرہ۔ برطانیہ اور ریاستہائے متحدہ میں تکلمی زبان کے اختلافات متعدد اور کہیں زیادہ ہیں۔

یہ صورتِ حال تقریباً عالمی ہے۔ تحریری زبان میں بولیوں کا فرق متعلقہ تقریری زبان سے کہیں کم ہوتا ہے۔ بعض اوقات تکلمی اختلافات اتنے زیادہ ہو سکتے ہیں کہ باہمی تفہیم بھی باقی نہ رہے جب کہ تحریری زبان دونوں علاقوں میں یکساں رہتی ہے۔

26.3 اس کی ایک مثالی صورت جرمن کی ہے۔ تقریباً پورے جرمنی اور آسٹریا میں،

سوئٹزرلینڈ کے بڑے حصّے میں اور یورپی ممالک کے بعض چھوٹے حصّوں میں لوگ اپنی زبان کو جرمن کہتے ہیں۔ حالانکہ وہ اس بات سے واقف ہیں کہ بول چال کی ساری جرمن زبانیں ایک سی نہیں ہوتیں اور اس بات کا بھی احساس رکھتے ہیں کہ ان کی اپنی زبان اور جرمن کہی جانے والی دوسری زبانوں میں خاصے اختلافات ہیں۔ ان اختلافات کے شدید ہوتے ہوئے بھی وہ ان کو محض بولیوں کا فرق سمجھتے ہیں۔ ان "بولیوں" میں سے بہت سی دوسری جرمن بولیاں بولنے والوں کے لیے ناقابل فہم ہوتی ہیں۔ یہ اختلافات ان سے کہیں زیادہ ہوتے ہیں جو ریاستہائے متحدہ میں یا برطانیہ کی معروف بولیوں میں ملتے ہیں۔ یہاں تک کہ بعض تو مختلف اسکنڈینویائی زبانوں سویڈش، ڈینش اور ناروجین سے بھی زیادہ ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔

لیکن اس تمام علاقے میں بولیوں کے شدید فرق کے باوجود ایک ہمہ گیر تحریری زبان ہے جس میں بولیوں کے بڑے معمولی سے اختلاف ہیں۔ جس کا نتیجہ یہ ہے کہ کوئی بھی پڑھا لکھا آدمی دوسروں سے تحریری زبان میں یا تحریری زبان کو تکلّم میں ڈھال کر تبادلۂ خیال کر سکتا ہے۔ یہ تحریری زبان مقامی بول چال کی زبان کے منصب سے بہت مختلف ایک اہم بولی ہے۔ اسے اکثر "Schriftdeutsch." کہا جاتا ہے۔ ہر اسکولی بچے کو اس مشترک ادبی زبان کا پڑھنا، لکھنا اور بولنا سکھایا جاتا ہے۔ ان میں سے بہت سوں کے لیے اس کا سیکھنا ثانوی زبان کے سیکھنے سے کچھ کم مشکل نہیں ہوتا۔ اگر امریکی بچوں کو Schriftdeutsch کا لکھنا اور بولنا سکھایا جائے اور وہ اپنی بول چال کی انگریزی کو جرمن بولی خیال کریں تو ان کی کیفیت جرمنی اور سوئٹزرلینڈ کے بچّوں سے کچھ ہی مختلف ہوگی۔

ظاہر ہے کہ جرمن علاقہ کے بہت لوگوں کے لیے ان کی بول چال کی زبان اور اس تحریری زبان میں جسے وہ عام طور پر استعمال کرتے ہیں بہت اختلاف ہوں گے۔ مثلاً سوئٹزرلینڈ کے بعض حصّوں کی عوامی بولی میں /ksiy/ "تھا" استعمال ہوتا ہے زیادہ رسمی انداز میں مثلاً اسکول یا گرجا میں Schriftdeutsch کا استعمال ہوگا اور "تھا" کے لیے /gəveнzən/ استعمال ہوگا۔ تحریر میں، نہ صرف رسمی انداز میں بلکہ اکثر غیر رسمی موقعوں پر بھی *gewesen* استعمال ہوگا۔ یعنی خواہ بول چال میں کوئی /ksiy/ کہے لیکن عام طور پر لکھا جائے گا *gewesen* ہی۔

انگریزی میں بھی کچھ ایسی ہی صورتیں ملتی ہیں، لیکن یہاں اتنی شدت نہیں ہوتی۔ مثلاً میں /yúw/ واحد کے مقابلہ میں /yúwɔHl/ ضمیر جمع کی حیثیت سے استعمال کرتا ہوں۔ یہ صرف عوامی بول چال کی حد تک ہے۔ رسمی طور پر بولتے ہوئے واحد اور جمع دونوں کے لیے /yúw/ ہی کہتا ہوں۔ تحریر میں خالصتاً معیاری انگریزی you ہی استعمال کرتا ہوں، بالکل ایسے ہی جیسے سوئٹزرلینڈ کا باشندہ معیاری جرمن استعمال کرتا ہے۔ پڑھتے وقت سیاق کے مطابق میں اکثر /yúwɔHl/ پڑھتا ہوں، اگرچہ لکھا you ہی ہوتا ہے — یہاں فرق صرف یہ ہے کہ انگریزی میں ایسی صورتیں بہت شاذ ہیں اور جرمنی کی بعض بولیوں میں بہت عام۔

26.4 تحریری جرمن کا ارتقا طویل مدت میں تدریجی طور پر ہوا۔ اصلاً اس کی بنیاد وسط جرمنی کی ایک بولی پر تھی۔ تاریخی حادثہ سے اس کا استعمال وسطی اور جنوبی بولیوں کے اکثر علاقوں میں اور مغربی بولی کے بڑے حصے میں پھیل گیا۔ یہ ان تمام زبانوں کی جگہ پر قابض ہونے میں کامیاب ہوگئی جو ان علاقوں میں ترقی پا رہی تھیں۔ اس طرح ایک بڑے علاقہ کی تحریری زبان میں حیرت انگیز یکسانیت پیدا ہوگئی۔

دو تحریری زبانیں اس پھیلاؤ میں آڑے آئیں۔ بڑی حد تک یہ سیاسی اختلافات کا نتیجہ تھا۔ ان میں سے ہر ایک اپنے سیاسی علاقہ میں جرمنک کی حدود میں چھا گئی، چناں چہ آج نیدرلینڈ میں ولندیزی اور بلجیم میں فلیمش زبان چھائی ہوئی ہے۔ ایسا ہونا کوئی تعجب کی بات نہیں، کیونکہ مشترک تحریری زبان کسی سیاسی قوم کو متحد رکھنے میں بڑی اہمیت رکھتی ہے اور داخلی اتحاد اس بات میں معاون ہوتا ہے کہ کوئی تمدن کسی بڑے سیاسی علاقے میں پھیل جائے۔ جرمن زبان کی صورت میں عجیب و غریب کیفیت یہ ہے کہ مشترک تحریری زبان قومی ریاست کی حدود سے باہر بھی پھیل گئی اور اس کے باوجود رجوع پسندی بہت کم پیدا ہوئی۔

ولندیزی اور فلیمش زبانوں کی تکلمی بنیادیں ایک سی ہی تھیں۔ چنانچہ دونوں تحریری زبانیں بھی بڑی حد تک ملتی جلتی تھیں اور ہر ایک میں دوسری سے تطبیق کا رجحان بھی عام رہا ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ یہ دونوں تقریباً یکساں ہوگئیں۔ برطانیہ اور امریکہ کی انگریزی میں جو فرق ہے اس سے ذرا ہی زیادہ فرق ان کے درمیان ہے۔

نیدرلینڈ اور اس کے متصل جرمنی کے علاقے کی بول چال کی زبان عملاً یکساں تھی، لیکن دونوں علاقوں میں مستعمل تحریری زبان بالکل مختلف ہے۔ تحریری زبان کے جغرافیائی اور سماجی حدود لازماً تکلمی زبان کی حدود کے مطابق نہیں ہوتے۔ یہ تو محض ایک مثال تھی۔ ایسے بہت سے تناقضات یورپ اور دوسری جگہوں میں دیکھے جاسکتے ہیں۔

26.5 بعض صورتوں میں تو تحریری زبان کی اصل واضح طور پر معلوم ہوتی ہے لیکن بعض صورتوں میں یہ یا تو دھندلکے میں ہوتی ہے یا خاصی الجھی ہوئی۔ مثال کے لیے ایک آسان ترین صورت فرض کرلیں۔ کوئی نئی تحریری زبان کسی ایک بولی A کی بنیاد پر وجود میں آتی ہے۔ جب اس کو استحکام حاصل ہوجاتا ہے تو یہ ملحقہ علاقوں میں پھیلتی ہے اور دوسری ہم رشتہ بولیوں کا استعمال شروع کردیتی ہے۔ جیسے جیسے اس کے استعمالی علاقہ میں توسیع ہوتی ہے، اس کا تعلق دوسری متنوع بولیوں کے ساتھ قائم ہوتا ہے اور بالآخر B بولی کے ساتھ بھی جو A بولی سے نمایاں طور پر مختلف ہے۔ B کے بولنے والے اس تحریری زبان کو لکھنا سیکھیں گے اور A بولی کے بعض الفاظ اور قواعدی ساختوں کو استعمال کرنے لگیں گے، ان میں سے بہت سے ان کے لیے بالکل خلاف عادت ہوں گے۔ یہ بات بھی تقریباً ناگزیر ہے کہ وہ اپنی تحریر میں اپنی بولی کے بعض الفاظ اور شاید قواعدی ساختوں کو بھی شامل کرلیں گے۔ اب B کے بولنے والے جو کچھ لکھتے ہیں وہ اصل تحریری زبان کے عین مطابق نہیں ہوتا۔ اس کے بجائے اس میں کچھ ترمیم ہوجاتی ہے اور B کے میلانات اس میں شامل ہوتے ہیں۔ اس طرح تحریری زبان میں بولی کے اختلافات، خواہ یہ بہت معمولی ہوں، راہ پاتے ہیں۔

ان میں سے بعض استعمالات کو دوسری بولیوں کے علاقوں کے لوگ اپنالیں گے اور اس طرح B کے علاقہ کا تحریری بولی کا امتیاز کم ہوجائے گا۔ ہوسکتا ہے B بولی میں اپجنے والی بعض چیزیں تحریری زبان کے پورے علاقے میں پھیل جائیں۔ کبھی ان کی حیثیت متبادلات کی بھی ہوسکتی ہے جو A بولی یا ایسی ہی دوسری بولیوں سے اپجنے والے استعمالات کے ساتھ ساتھ موجود ہوں۔ اس کا اثر یہ ہوتا ہے کہ تحریری زبان کے الفاظ اور قواعد کا خزانہ مالامال ہوجاتا ہے۔ بعض تحریری زبانوں میں جو مترادفات کی بھرمار ہوتی ہے، اس کا عام سبب یہی ہوتا ہے۔

دوسرا اور بڑا اہم اثر یہ ہوتا ہے کہ ایک نئی ادبی زبان وجود میں آجاتی ہے جس میں کسی ایک بولی کی جھلک کے بجائے بہت سی بولیوں کا امتزاج ہوتا ہے۔ اگر یہ عمل جاری رہے تو ایسا مقام آسکتا ہے جہاں تحریری اور تمام بولیوں کی تقریری زبان میں قابلِ ذکر اختلافات پیدا ہو جائیں۔

26.6 جدید ادبی اطالوی زبان اس عمل کی عمدہ مثال ہے۔یقین کے ساتھ اس کی اصل کا سراغ لگایا جاسکتا ہے جو تسکینی ( Tuscany ) کی بولی پر مبنی ہے۔ دانتے کی ڈیوائن کامیدی اطالوی زبان کی سب سے پہلی اہم تصنیف ہے۔تحریری زبان کے ارتقا پر اس کا فوری اور گہرا اثر ہوا اور یہ اثر جاری رہا۔ دانتے نے اپنی تصنیف کی بنیاد اپنی مادری زبان تسکینی پر رکھی۔ دوسرے ابتدائی اہم مصنفین کے ہاں بھی بڑا حصّہ تسکینی کا تھا۔اور کچھ عرصہ تک یہ علاقہ پورے جزیرہ نما کا تہذیبی مرکز بنا رہا۔

یہ تحریری زبان رفتہ رفتہ اس تمام علاقہ میں اختیار کرلی گئی جو بعد میں اٹلی بن گیا۔ اس کا ایسی بولیوں سے بھی واسطہ پڑا جو اس کی بنیادی بولی سے بہت مختلف تھیں۔ دور دراز علاقوں کے بعض مصنفین نے تسکینی کے نمونہ کی کامیابی کے ساتھ ہو بہو نقل کر ڈالی یا دوسروں نے دوسری اطالوی بولیوں سے بے شمار عناصر اس میں شامل کردیے جن میں سے بعض کی پھر تسکینی میں اور دوسری جگہوں پر تقلید کی گئی۔ اطالوی تہذیبی مرکز کی حیثیت سے روم کو اہمیت حاصل ہوئی تو یہ بات ناگزیر ہوگئی کہ اس علاقہ کے بہت سے استعمالات اس میں داخل ہو کر پھیل جائیں۔لیکن کسی بھی بولی کا علاقہ ایسا نہیں رہا جس نے اپنی طرف سے اضافہ نہ کیا ہو۔جدید تحریری اطالوی زبان صوبائی نہیں بلکہ پورے ملک کی مشترک زبان ہے۔کئی حیثیتوں سے یہ تمام مقامی بولیوں کا نچوڑ ہے۔

26.7 جرمن یا اطالوی جیسی مشترک تحریری زبان کسی قومی یا تہذیبی علاقے میں متحد کرنے والی بہت بڑی طاقت ہوتی ہے اور چونکہ ہر ایک چھوٹی مقامی بولی کے لیے الگ سے تحریری ادب کو ترقی دینا اقتصادی طور پر بھی آسان نہیں ہوتا اس لیے خوش نو ادب کی ترقی کے لیے بھی یہ بہت ضروری ہے۔ آج دنیا کے بہت سے حصّوں میں مناسب تحریری زبانوں کی سخت ضرورت ہے تاکہ متعلقہ قومیں دنیا میں اپنا صحیح مقام حاصل کرسکیں۔ یورپ کی اکثر تحریری زبانیں بہت سست رفتاری کے ساتھ ترقی کرتی ہوئی طویل عرصہ

میں موجودہ حالت کو پہنچی ہیں، آج کوئی قوم بھی اس کی مستطیع نہیں ہوسکتی۔ اس لیے مناسب یہ ہے کہ اس سست ارتقا کو تیز رفتاری سے بدل کر ایسی تحریری زبان کو ترقی دی جائے جسے آبادی کا بڑا حصہ استعمال کر سکے اور صحت مند ادب پیدا کر سکے۔ ایک ترکیب یہ رہی ہے کہ کوشش کر کے "متحد" زبانیں بنائی جائیں۔

بولیوں کا شونا گروہ روڈیشیا اور اس کے متصل پرتگالی مشرقی افریقہ کے بڑے حصے پر حاوی ہے۔ بولیوں کے چھ مجموعے تو صاف الگ نظر آتے ہیں، جن میں سے ہر ایک میں خاصے مقامی اختلاف ہیں۔ عیسائی مبلغین نے ان میں سے پانچ کو تحریری شکل دی اور ان میں سے چار میں مکمل نیا عہد نامہ ترجمہ کیا گیا۔ ہر ایک میں خاصی مقدار میں اشاعتی کام ہوا۔ تاہم ساری شونا بولیوں کو ملا کر بولنے والوں کی تعداد دس لاکھ کے قریب ہوگی۔ پانچ مختلف تحریری زبانوں میں اشاعتی مواد کی مناسب مقدار کے لیے یہ تعداد کافی نہیں تھی۔ چنانچہ 1929 میں ایک کمیٹی نے اس علاقہ میں زبان کے مسائل کا جائزہ لینے کا کام شروع کیا۔ ان کی کوششوں کے نتیجہ میں ایک نئی تحریری زبان یونین شونا تیار ہوئی۔ اس نے بڑی حد تک قدیم تحریری شکلوں کی جگہ لے لی ہے اور اب پانچ چھ بولیوں کے علاقہ میں عام طور پر استعمال ہوتی ہے۔ کمیٹی نے یہ طے کیا کہ سماجی، جغرافیائی اور لسانیاتی وجوہ کی بنا پر کلنگا بولیوں کو اس منصوبہ میں شامل کرنا عملاً ممکن نہیں۔ ایک ملی جلی قواعد ترتیب دی گئی جو زیادہ تر کرنگا اور ززیرو بولیوں پر مبنی تھی۔ ذخیرۂ الفاظ زیادہ تر چار بولیوں سے لیا گیا اور یہ بھی طے کیا گیا کہ دوسری بولیوں سے نئے الفاظ در آنے کو روکا جائے۔ ایک نیا اور بہتر ہجائی نظام بنایا گیا۔ مثلاً قدیم ch کی جگہ اب c لکھا جاتا ہے، پانچ نئے حروف وضع کیے گئے تاکہ ان امتیازات کو ظاہر کیا جا سکے جنہیں اب تک نظر انداز کیا جاتا تھا۔

اس وقت سے یونین شونا کو استحکام حاصل ہو گیا۔ کچھ عمومی اور کچھ خاص مسائل کے سلسلے میں مخالفت بھی ہوئی، مگر یہ کوئی اہم نہیں تھی۔ نئی مطبوعات سامنے آئی ہیں جن میں پوری انجیل بھی شامل ہے۔ یہ اسکیم کئی حیثیتوں سے مفید ثابت ہو رہی ہے۔ صرف یہی نہیں کہ ترقی میں بڑی تیز رفتاری پیدا ہو گئی ہے، بلکہ بولیوں کے ملتے جلتے دوسرے گروہ بھی اس میں شمولیت کے لیے منتخب کیے گئے ہیں۔ کچھ عرصہ میں اس کا بناوٹی پن کھلنا بند ہو جائے گا اور ایک بہت تسلی بخش تحریری زبان ترقی پا جائے گی۔

26.8 ایسی متحدہ زبانیں ہمیشہ یکساں طور پر کامیاب نہیں ہوتیں۔ جنوبی نائجیریا کے متنوع لسانی علاقے پر پھیلی ہوئی یونین اِبو کا انجام بالکل مختلف ہوا اور اب یہ بڑی حد تک متروک ہوگئی ہے۔ ناکامی کی دو وجوہ تھیں، ایک تو شمولیت کے لیے لسانی خصائص کا انتخاب بہت ناقص تھا دوسرے اس علاقہ کے سماجی اور سیاسی اختلافات پر مناسب توجہ نہیں دی گئی۔ کہنے کا مدعا یہ ہے کہ لسانیات اور بشریات جن پر ایسی کر رکھی جاتی ہے، دونوں ہی میں مناسب میدانی تحقیق نہیں کی گئی۔

اس سے اور دوسرے تجربوں سے یہ ظاہر ہوگیا کہ تحریری زبان کی کامیاب ساخت کے لیے اس مسئلہ کے لسانی، سماجی، سیاسی اور عملی پہلوؤں سے گہری واقفیت ضروری ہے اس لیے اس کام میں لسانیات، بشریات، انتظامی امور اور تعلیم کے ماہرین، نیز مبلغین اور مقامی رہنماؤں کی مشترکہ کوششوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ عملی مسائل میں سے یہ ایک مسئلہ ہے جس کے سلسلے میں ماہرینِ لسانیات اور بولیوں کے جغرافیہ داں حضرات مفید کام انجام دے سکتے ہیں۔

26.9 تحریری زبانیں صرف ان بولیوں سے ہی متاثر نہیں ہوتیں جن کے درمیان ان کا استعمال ہوتا ہے، دوسری تحریری زبانیں بھی اثر انداز ہوتی ہیں۔ ان کے ابتدائی نشوونما میں یہ بات بہت نمایاں ہوتی ہے۔ کسی نئی تحریری زبان کے اوّلین مصنّف عام طور پر ذولسان ہوتے ہیں۔ "ضبطِ تحریر" میں لائی جانے والی، زبان کو یہ اکثر ثانوی زبان کی حیثیت سے استعمال کرتے ہیں۔ بعض بدترین صورتوں میں زبان پر ان کو پورا عبور بھی حاصل نہیں ہوتا۔ لیکن اگر مصنّف اہلِ زبان بھی ہو، تب بھی عام طور پر اس کی رسمی تعلیم دوسری زبان کے ذریعہ ہوئی ہوتی ہے۔ اس کے ہاں تحریری زبان کی نوعیت اور امکانات کی تفہیم کسی دوسری زبان کی ادبی قواعد اور اصول تحریر پر ہی مبنی ہوتی ہے۔ اس نمونہ کی بعض چیزیں خواہ وہ اس کے لیے موزوں بھی نہ ہوں، اس نئی زبان میں آجانا ناگزیر ہوتا ہے۔

نئی زبان کی ادبی روایات مستحکم ہونے کے بعد بھی بدیسی اثرات منقطع نہیں ہوتے۔ عام لوگوں کے مقابلہ میں مصنّفین کے ذولسان ہونے کا زیادہ امکان ہے۔ وہ بعض اوقات دوسری زبانوں کے ادب کے نمونوں کی تقلید کی شعوری کوشش کرتے ہیں۔ بلکہ اس سے زیادہ وہ لاشعوری طور پر دوسری زبانوں کے ادبی نمونوں سے متاثر ہوتے ہیں۔ اس عمل

میں ترجمے بڑا اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ یہ ممکن نہیں ہے کہ اصل زبان کی ساخت سے کچھ نہ کچھ مطابقت پیدا نہ ہو۔ کبھی یہ بہت زیادہ اور بنیادی ہوتی ہے۔ عین ممکن ہے کہ اس طرح پیدا ہونے والے نمونوں کی نقل کی جائے اور کچھ عرصہ میں یہ تحریری زبان میں جذب ہو جائیں بہت سی زبانوں میں انجیل اوّلین مطبوعات میں سے ہے اس حقیقت کی اہمیت یہ ہے کہ اس کے باعث بہت سی تحریری زبانوں میں بعض مشترک استعمالات وجود میں آئے ہیں۔

26.10 انگریزی رسم خط میں حروف ابجد کے علاوہ اور بھی متعدد خصائص شامل ہیں مثلاً ختم جملہ کے نشانات کو دیکھیے ‹.› ، ‹?› وغیرہ۔ اولاً یہ تصور کیا جاتا ہے کہ "جملہ" ایک مکمل خیال کا اظہار ہوتا ہے یا کچھ اس سے ملتا جلتا۔ رسم خط کا اقتضا یہ ہے کہ اس میں ایک اختتامیہ نشان ہو اور یہ بڑے حرف سے شروع ہو۔ دوم "جملوں" کی تقسیم اس بنیاد پر ہوتی ہے کہ وہ کسی "حقیقت" کا بیان کرتے ہیں۔ یا "سوال پوچھتے ہیں" وغیرہ۔ ان اختلافات سے یہ متعین ہوتا ہے کہ اختتامیہ نشانات میں سے کون سا استعمال کیا جائے۔ بول چال کی انگریزی میں اس سے ملتی جلتی ساختوں کی نشان دہی لہجہ کے زیر و بم سے ہوتی ہے، تاہم یہ دونوں نظام ایک دوسرے سے آزاد ہیں۔ جو جملے ‹?› کے ساتھ لکھے جاتے ہیں، بول چال میں ان کو صاف طور پر دو ایسے گروہوں میں بانٹا جاسکتا ہے جن میں لہجہ کا تخالف نمایاں ہوتا ہے۔ ان میں سے ایک اس نمونہ کا استعمال کرتا ہے جو بالعموم ان جملوں میں استعمال ہوگا جو ‹.› کے ساتھ لکھے جاتے ہیں (دیکھیے 4.18) اس لیے رموز اوقاف اور مختلف لہجائی لہریہ میں ربط کم و بیش اتفاقی ہی ہوتا ہے۔ سر لہری خط عام طور پر وہاں ختم ہوتے ہیں جہاں رموز اوقاف کا استعمال ممنوع ہے جیسے بعض جگہ مبتدا اور اس کے بعد آنے والی خبر کے درمیان۔

اصولِ تحریر کے ان دونوں حصّوں کی طرف رویہ کا بھی بنیادی اختلاف ہوتا ہے۔ قیاس یہ کیا جاتا ہے کہ حروف ابجد آوازوں کو ظاہر کرتے ہیں۔ اس لیے ہر شخص کے ذہن میں یہ بات ہوتی ہے کہ ہر ہر زبان میں ہجّوں کا اختلاف ہوگا۔ تاہم رموز اوقاف کے بارے میں یہ خیال نہیں ہے کہ ان سے کلامی خصائص کا اظہار ہوتا ہے۔ اس کے بجائے وہ مربوط تحریر کی منطقی اکائیاں — "جملے" "بیانات" "سوالات" "ماتحت فقرے" وغیرہ ظاہر کرتے ہیں۔ چونکہ ان کا انداز منطقی ہے، اس لیے یہ ہمہ گیر تصور کیے جاتے ہیں۔ لوگوں کو یہ توقع

نہیں ہوتی کہ زبانوں میں رموز اوقاف کے اختلافات بھی مل سکتے ہیں۔ اسی لیے جب وہ انگریزی اور مثلاً فرانسیسی یا جرمن میں اس سلسلے کے معمولی اختلاف سے دوچار ہوتے ہیں تو ناک بھوں چڑھاتے ہیں۔ چونکہ سبھی یورپی زبانوں کے نظام اوقاف کی نشوونما باہمی اثرات کے تحت اور مشترک "منطقی" قواعد کی بنیاد پر ہوئی ہے، ان سب میں بنیادی مماثلتیں موجود ہیں۔

**26.11** ایشیا، افریقہ اور امریکہ کی بہت سی زبانوں کو یورپی یا امریکی لوگ حال ہی میں "ضبطِ تحریر" میں لائے ہیں۔ عام طور پر کوشش یہ کی گئی ہے کہ حروف ابجد میں زبان کی آوازوں کے مطابق تصرف کر لیا جائے لیکن اوقاف اور بڑے حروف کا استعمال جوں کا توں بغیر کسی تبدیلی کے اختیار کر لیا گیا ہے مثلاً اسماء معرفہ میں بڑے حروف کا استعمال ہوتا ہے خواہ زبان میں اس کی کوئی فعّالی اہمیت ہو یا نہ ہو۔ جملوں کے پہلے لفظ بھی بڑے حروف لکھے جاتے ہیں حالانکہ یہ انگریزی میں بھی بالکل فضول ہے۔ کیونکہ جملہ کے اختتام پر نشان تو لکھا ہی جاتا ہے، سوالات کو پابندی سے 〈?〉 ممتاز کیا جاتا ہے حالانکہ بہت سی زبانوں میں تمام سوالات خاص الفاظ سے شناخت کیے جا سکتے ہیں۔

اس سلسلہ میں اہم بات یہ نہیں ہے کہ یہ روایات اختیار کر لی گئیں بلکہ یہ کہ اس سلسلہ میں کوئی اعتراض بھی نہیں کیا جاتا۔ ایسا ہونا بھی لازمی تھا کیونکہ انہیں منطقی زمرہ میں رکھا جاتا ہے اور ان کی حیثیت کم و بیش آفاقی ہوتی ہے۔

کسی کو معلوم نہیں کہ اگر اس طرح کے مسائل کا بغور مطالعہ کیا جائے تو کیا نتیجہ برآمد ہوگا! ہو سکتا ہے کہ تحریری زبان میں نحوی روابط ظاہر کرنے کے لیے موجودہ طریقوں سے زیادہ بہتر طریقے ہوں۔ اس سوال پر ابھی تک کافی تحقیق نہیں ہوئی، اگرچہ نئی تحریری زبانوں کے لیے ابجد اور ہجائی رسوم کے انتخاب کے مسائل پر بہت زیادہ توجہ صرف کی گئی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ایسا بہت کم توضیحی مواد دستیاب ہوتا ہے جس سے یہ معلوم ہو کہ انگریزی یا کسی دوسری زبان کے نظام اوقاف کا استعمال کیسے ہوتا ہے؛ بڑی مقدار میں جو شائع شدہ مواد دستیاب ہوتا ہے اس پر ایک تو مثالیت غالب ہے دوسرے یہ "منطقی" زمروں پر مبنی ہے۔

**26.12** نئی تحریری زبان کے سلسلے میں اوقاف کے معاملہ کو معمولی نہیں سمجھنا چاہیے۔ اوقاف

سے نحو کی نشان دہی ہوتی ہے ۔ نحوی ساختوں کے خاص انداز سے ہی اس کا تعین ہوتا ہے۔ بول چال کی زبان میں مستعمل نمونے بہت مختلف ہو سکتے ہیں۔ یورپی اوقاف کو استعمال کر کے ہم اس زبان کو یورپی نحو کی سمت دھکیلیں گے۔ کم سے کم نتیجہ یہ ہوگا کہ بعض ساختوں کو ختم کر کے ہم اپنی پسندیدہ بعض طبعی ساختوں کو اس میں شامل کر دیں گے۔ بعض صورتوں میں ایسے نمونے بھی استعمال ہونے لگے ہیں جو پہلے معلوم نہیں تھے۔ یہ سوال جیسا یہاں پیش کیا گیا ہے، اس سے کہیں زیادہ وسیع ہے۔ اوقاف، بڑے حروف کا استعمال اور لفظی تقسیم ایسے خصائص ہیں جن کا تعلق سانچوں کے عظیم تر گروہ سے ہے۔ نحو کے متعدد عناصر ایک زبان سے دوسری زبان میں چلے جاتے ہیں، اکثر اس کا نتیجہ یہ بھی ہوتا ہے کہ تحریری زبان بعض اہم حیثیتوں سے اپنی بنیادی تقریری زبان سے مختلف ہو جاتی ہے۔

26.13 تحریری اور تقریری زبان کے رشتہ کو متاثر کرنے والا ایک تیسرا سبب لسانی تبدیلی ہے۔ یہاں تک جو تصویر پیش کی گئی وہ بڑی حد تک جامد ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ تکلمی بولیوں کی رفتار نسبتاً تیز ہوتی ہے۔ ہر بولی کے ہر ہر پہلو میں تبدیلی برابر کارفرما رہتی ہے، حالانکہ خود یہ تبدیلیاں بھی دوسری بولیوں کی تبدیلیوں سے بالکل آزاد نہیں رہتیں۔ پھر تحریری زبانیں بھی اپنی بنیاد کی توسیع کے علاوہ، جس کا ابھی ذکر ہوا، تبدیلیوں سے دوچار ہوتی رہتی ہیں۔ اس لیے اس مسئلہ کا مطالعہ صرف اس طرح کیا جا سکتا ہے کہ ہم تحریری زبان اور تکلمی بولیوں کی تبدیلی کی جہت اور تقابلی شرح کو دیکھیں۔ اصوات میں تبدیلیوں کی مثال سب سے زیادہ نمایاں ہوتی ہے، ہجا میں تبدیلی نسبتاً بہت کم ہوتی ہے۔ ہجا اور تلفظ کا رشتہ لازماً گھٹتا رہتا ہے۔ انگریزی میں ہجا کی دشواریوں کا سب سے بڑا سبب یہی ہے۔ اگرچہ ہجا بڑی قدامت پرست ہوتی ہے لیکن یہ قیاس نہیں کرنا چاہیے کہ اس میں تغیر نہیں ہوتا۔ کنگ جیمس (1611) کی پہلی اشاعت کی حرف بہ حرف نقل سے تغیر کی حقیقی کیفیت معلوم ہو گی:۔

| *As printed in 1611:* | *As in modern printings:* |
| --- | --- |
| And hee said, A certaine man had two sonnes: And the yonger of them said to his father, Father giue me the portion of goods that falleth to me. And he diuideth vnto them his liuing. | And he said, a certain man had two sons: and the younger of them said to his father, Father, give me the portion of thy substance that falleth to me. And he divided unto them his living. |

26.14 بہت سی زبانوں میں اور خود انگریزی میں بھی ہجائی اصلاح ایک نجی معاملہ رہا ہے۔ بعض افراد نے رائے عامہ کے علی الرغم اپنے ہجا میں تبدیلی کر لی ہے۔ اس طرح کے اختراعات کا رواج ہونا عوام کے ردِّ عمل پر منحصر ہوتا ہے اور یہ ایسا معاملہ ہے جس کی پیش قیاسی نہیں کی جاسکتی۔ بعض کو لوگوں کی بڑی تعداد نے قبول کر لیا اور یوں نئے ہجے غالب آ گئے۔ چنانچہ امریکہ میں gaol کی جگہ jail نے لے لی' اگرچہ برطانیہ میں ابھی تک gaol باقی ہے۔ بہت سی تبدیلیوں کو قبولِ عام حاصل نہیں ہوسکا۔ بہت سی نئی تجاویز پرانے ہجا کے ساتھ دست گریباں ہیں، کہیں خاصے تنازعات بھی پیدا ہو گئے ہیں۔ مثلاً night : nite میں۔اس طرح کے اندھا دھند عمل سے یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ تغیرات کی کوئی خاص جہت نہیں ہوگی۔ اکثر تبدیلیوں کے بارے میں یہ تصوّر کیا جاتا ہے کہ ان سے سادگی اور بہتر رشتہ ( fit ) پیدا ہوتا ہے، لیکن صورتِ حال ہمیشہ یہی نہیں ہوتی جیسے کہ rhyme قدیم rime کی جگہ پر قابض ہو گیا۔

دوسرے علاقوں میں' خاص طور پر اسکنڈینیویا میں ابتدا اکثر سرکاری طور پر ہوتی ہے۔ مثلاً ڈنمارک کی وزارتِ تعلیم نے حال ہی میں یہ اعلان جاری کیا کہ aa قدیم ہجے کی جگہ å استعمال ہوگا۔ ڈنمارک کا کوئی باشندہ یہ تبدیلی کرنے پر مجبور نہیں کیا گیا، لیکن اب اسکولوں میں نئی شکل ہی سکھائی جائے گی۔ سویڈن کی ہجا پر تقریباً ہر نسل کے بعد نظرِ ثانی کی گئی ہے۔ تب بھی اس بات کا یقین نہیں کیا جاسکتا کہ ہجے تلفظ کے عین مطابق ہوں گے کیونکہ بہت سے فونیمی امتیازات ابھی تک منضبط نہیں کیے جاسکے اور غیر ملفوظ حروف کی تعداد گھٹنے کے باوجود بھی' وہ ابھی موجود ہیں۔

26.15 تحریری نظام کے رشتہ پر صوتی تبدیلی کے متنوع اثرات ہوتے ہیں۔ البتہ اگر صوتی تبدیلی کے ساتھ فونیمی تبدیلی نہیں ہوتی تو کوئی اثر مرتب نہیں ہوگا۔ فونیمی تغیرات سے متبادل اور غیر مبہم ہجائی ترکیب پیدا ہوسکتی ہے۔ مثلاً کسی زمانہ میں light کا تلفظ /lixt/ ہوتا تھا' /x/ کے لیے gh عام ہجے تھے۔ /lixt/ کئی تبدیلیوں سے گذر کر /lâyt/ ہو گیا۔ چونکہ اس کے ٹھیک متوازی تغیرات سے اور بھی الفاظ متاثر ہوئے' اس لیے ایک ابتدائی نتیجہ یہ ہوا کہ /ây/ کے ممکن ہجا کے طور پر igh کو بھی شامل کر لیا گیا۔ یوں پڑھنے میں دقّت ختم ہو گئی۔ light سے صرف /lâyt/ ہی کے ہجے ہوسکتے ہیں' اس کے برعکس درست

نہیں ہوگا، ہر شخص کو ہجا میں light ہی سیکھنا پڑے گا *lite نہیں۔ تقریباً 1400ء سے انگریزی میں فونیمی تغیرات کا انداز ایسا پیچیدہ رہا ہے اور اکثر مماثلتی تبدیلیوں سے اس طرح متاثر ہوا ہے کہ اب نتائج اتنے ہی سادہ نہیں رہ گئے۔

تحریری انگریزی کی ساخت میں خلافِ معمول ہجا کا ایک اور اہم کردار ہے۔ sight اور site کے جوڑے کو دیکھیے The sight is pleasing یا The site is pleasing لکھنا بالکل درست اور واضح ہے۔ ان الفاظ کے ہم صوت ہونے سے تحریری زبان میں ان کے استعمال پر کوئی فرق نہیں پڑتا۔ لیکن عام بول چال میں ان میں سے کوئی بھی جملہ استعمال نہیں ہوتا۔ اس کے بجائے It's a nice view. یا I like the location جیسے جملے استعمال ہوتے ہیں۔ ان ہجوں کا حتمی طور پر اثر یہ ہوتا ہے کہ ان سے زبان کو نیم مارفیمیاتی رسم خط مل جاتا ہے۔ متبادل ممکن ہجوں کی حدود میں ایک کا انتخاب کرلیا جاتا ہے کہ وہ مطلوبہ مارفیم کی نشاندہی کردے۔ sight اور light کی ہجا کے درمیان فرق فونیمی انتساب کا حامل ہے، اور sight, site اور cite کے درمیان مارفونیمی انتساب کا۔ اس لیے انگریزی رسم خط اپنی اساسی حیثیت سے جزوی طور پر فونیمی کہا جاسکتا ہے۔

26.16 تحریری اور تقریری زبانوں میں فرہنگ کا بھی فرق ہوتا ہے۔ اوّلین تاثر یہ ہوتا ہے کہ دیرینہ سال تحریری زبان کی فرہنگ بول چال کی بولی سے کہیں زیادہ ہوگی۔ یہ بات کسی حد تک محض فریب ہے۔ عوام نے اور پیشہ ور ماہرینِ لسانیات نے بھی بول چال کی زبانوں کی فرہنگ کا اصل سے کہیں کم اندازہ کیا ہے۔ بولی ٹھولی کے الفاظ آسانی سے نظر انداز ہوجاتے ہیں کہ ان میں سے بعض کا استعمال ممنوع ہوتا ہے اور اس لیے تحریر میں بالکل استعمال نہیں ہوتے، نیز لوگوں کے سامنے گفتگو میں بھی کبھی کبھار ہی ان کا استعمال ہوتا ہے۔ تاہم یہ عین ممکن ہے کہ بستی میں ان کا خوب چلن ہو۔ بعض صرف ایسے حالات میں استعمال ہوتے ہیں جہاں تحریری ترسیل عام طور پر نہیں ہوتی۔ مثلاً روزمرّہ کے کاموں تکنیکی اصطلاحات (انگریزی کے علاوہ دوسری کم ہی زبانوں میں طباخی سے متعلق اتنا وسیع ادب ہوگا جیسا امریکی اشاعتی اداروں سے ہر ماہ نکلتا رہتا ہے) بعض منضبط نہیں کیے جاسکتے کہ اجنبیوں کے سامنے لوگ ادبی شکلوں کا استعمال زیادہ پسند کرتے ہیں۔

ادبی فرہنگوں کی دو خصوصیتیں ایسی عام ہیں کہ ان کا ذکر کرنا ضروری ہے۔ یہ ہم جنس اور مترادف الفاظ کی بہتات ہے۔

26.17 بہت سی تحریری زبانوں میں ہم جنس الفاظ کی کثیر تعداد ہوتی ہے۔ اتنا کہنے سے اس معاملہ پر پورے طور سے روشنی نہیں پڑتی کہ ان میں سے بعض کے ہجوں میں کافی فرق ہوتا ہے۔ اگرچہ ان کا تلفظ ایک ہی ہوتا ہے۔ بعض الفاظ کا ہجے کا فرق ہجائی قدامت پرستی کے باعث ہوتا ہے جس کا ابھی ذکر ہوا۔ انگریزی میں ایسے جوڑے بہت زیادہ نہیں ہیں، تاہم ادبی چینی میں بے شمار ہیں۔ یہاں ایسی طویل عبارتیں لکھ دینا ممکن ہے جو دیکھنے میں تو قابلِ فہم ہوں لیکن کانوں کے لیے بالکل ناقابلِ فہم ثابت ہوں۔

کبھی کبھی ہم جنس الفاظ کو ہجائی ترکیبوں کے ذریعہ مصنوعی طور پر ایک دوسرے سے ممتاز کیا جاتا ہے۔ اس کی ایک غیر معمولی سی مثال انگریزی لفظ calorie ہے بمتعدد تعریفات پیش کی گئی ہیں۔ دو جو ذرا عام ہیں اور قیمت کا تعین کرتی ہیں اُن میں 1,000 کا فرق ہے۔ ایک من مانی روایت یہ قائم کی گئی تھی کہ ایک کو Calorie لکھا جائے اور دوسرے کو calorie اس کا استعمال اب کم ہوتا ہے، لیکن مخفف صورتوں میں اب بھی Cal اور cal باقی ہے۔ ایسی ہی ایک مثال لفظ species /spíyšiys/ کی ہے، جس کی واحد، جمع کی صورتوں کے ہجے اور تلفظ ایک ہی ہے۔ مخفف صورت میں ان میں امتیاز ہوتا ہے، sp. : spp (آخری حرف کا دہرا کرنا {-Z₁} کا عام ذیلی مارفیم ہے) بعض اوقات یہ مخفف صورتیں ایسے موقع پر استعمال کی جاتی ہیں جہاں کوئی دوسرا لفظ مخفف نہیں کیا جاسکتا اور اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ یہ اپنی پوری شکل کے مقابلہ میں کم مبہم ہوتا ہے۔ کبھی کبھی انہیں تحریری انگریزی کی فہرستِ الفاظ میں بھی شامل کیا جاتا ہے

species (sp.) : species (spp.)

26.18 تحریری فرہنگوں کی دوسری خصوصیت مترادف یا قریب قریب مترادف الفاظ کی کثرت ہے۔ اکثر یہ ایسے الفاظ ہوتے ہیں جن کی اصل مختلف بولیاں ہوتی ہیں۔ یا ایک آدھ دوسری زبان سے مستعار الفاظ ہوتے ہیں۔ کوئی بھی صورت ہو لیکن جب کوئی لفظ ایک نئے زبان میں بار پالیتا ہے تو پھر یہ اس میں باقی رہتا ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ تحریر شدہ مواد میں کچھ ثبات ہوتا ہے جو بول چال میں نہیں ہوتا۔ اس کے علاوہ بعض ادبی روایات میں لفظ

کی تکرار اسلوب کی خامی خیال کی جاتی ہے سوائے اس کے کہ کوئی خاص اثر پیدا کرنا مقصود ہو۔ اس سے مترادفات کی خاص قدر و قیمت ہو جاتی ہے۔ لیکن اسلوب کا یہ انداز آفاقی نہیں ہے بعض زبانوں میں اس کے برعکس اثر پیدا کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ الفاظ کی تکرار خاص طور پر بعض مسلمہ طریقوں کے مطابق پسندیدہ خیال کی جاتی ہے۔

مترادفات کے طویل سلسلوں کے حق میں یہ امر بھی ہے کہ بعض زبانوں میں جذبات سے متعلق سُر لہر اور آواز کی دیگر کیفیات کے علائم کا فقدان ہوتا ہے۔ اس کمی کو پورا کرنے کے لیے ایسے الفاظ سے کام لیا جاتا ہے جو مفہوم میں مشابہ لیکن عبارت میں مختلف ہوں۔ مثلاً بول چال کے انداز میں طویل گفتگو کا ذکر کیا جائے تو کچھ ایسی شکل اختیار کی جائے گی... "So he said . . . So he said" درمیان کی گفتگو میں سر لہر اصل کے قریب قریب رکھا جائے گا، جس سے جذباتی آہنگ کا ابلاغ ہو سکے۔ یہی ذکر اگر تحریری طور پر ہو تو said کی جگہ کوئی ایک فعل آجائے گا جو اس فہرست سے لیا گیا ہو گا، جس میں shouted, snapped, growled asked, exclaimed وغیرہ شامل ہیں۔ تجزیہ کیا جائے تو ان میں سے ہر ایک کے دو فعل ظاہر ہوں گے، ایک (مفہوم) تو said کی قائم مقامی کرنا اور دوسرے (عبارت) مذکورہ گفتگو کے جذباتی انداز کا اظہار کرنا۔

26.19 یہ سب قوتیں ایک دوسرے پر اثر انداز ہو کر تحریر و تقریر کے درمیان بڑے پیچیدہ رشتے پیدا کرتی ہیں۔ ان کی پیچیدگی کا اندازہ ایسے مقام پر کیا جا سکتا ہے جہاں دو ایسی متقابل تحریری زبانیں ہوں جن کا رشتہ ایک ہی سی بولیوں سے رہا ہو۔ ایسی صورت حال شمالی ہندوستان میں ہے۔ ایک تحریری زبان نے جسے اردو کہا جاتا ہے، مسلم تہذیبی ماحول میں نشو و نما پائی اور وہ عربی ابجد کی فارسی شکل کا استعمال کرتی ہے۔ دوسری نے جسے ہندی کہا جاتا ہے، غیر مسلم ماحول میں نشو و نما پائی اور وہ عربی ابجد کی فارسی شکل کا استعمال کرتی ہے دوسری نے جسے ہندی کہا جاتا ہے، غیر مسلم ماحول میں نشو و نما پائی اور وہ ناگری خط کا استعمال کرتی ہے جو سنسکرت سے مستعار ہے۔ مگر یہ ایک ہی زبان کی صرف دو تحریری شکلیں نہیں ہیں۔ اگر اردو کو ناگری میں لکھ دیا جائے تو بھی یہ قابل شناخت حد تک اردو ہی رہتی ہے۔ ان میں اور بہت سے اختلافات ہیں اور دونوں کو کم و بیش آزاد تحریری زبانیں سمجھنا چاہیے ان میں سے ہر ایک کی اپنی مخصوص ساخت اور فرہنگ ہے۔ دونوں میں کچھ اختلافات اس وجہ

سے بھی ہیں کہ اصلاً ان کی بنیاد قدرے مختلف بولیوں پر ہے۔ ہر ایک وسیع علاقے میں پھیل گئی لیکن لسانی اعتبار سے ان کے خطے مختلف ہیں۔ ایسے علاقہ میں جہاں اردو کا استعمال شاذ ہی ہوتا ہے حتیٰ کہ مسلمانوں میں بھی اور ہندی تحریری زبان کی حیثیت سے رائج ہے۔ اور ایسے علاقے بھی ہیں جن میں صرف اردو کا استعمال ہوتا ہے، ہندی کا بالکل نہیں۔ چونکہ ان کے استعمال کے علاقے یکساں نہیں رہے، اس لیے یہ مختلف بولیوں سے متاثر ہوتی رہیں۔ خارجی اثرات بھی مختلف رہے ہیں۔ اردو نے فارسی سے اثر قبول کیا ہے، یہ صرف فرہنگ کی حد تک نہیں ہوا، بلکہ ساخت کی ہر سطح اس سے متاثر ہوئی ہے۔ ہندی میں فارسی کے اثرات بہت کم رہے لیکن سنسکرت کے نمونوں کی تقلید کا بہت زور رہا۔ تاہم سب سے زیادہ اہم بات شاید یہ ہے کہ ہر ایک کا نشو و نما کم و بیش ایک دوسرے سے آزاد رہ کر ہوا ہے۔ تاریخی تغیرات بھی جو ہر تحریری و تقریری زبان کے لیے ناگزیر ہوتے ہیں، مختلف طور پر ہوتے رہے ہیں۔ نتیجہ یہ ہے کہ آج ہندی اور اردو میں اہم اور بدیہی اختلافات نظر آتے ہیں اور دونوں اپنے علاقہ کی بول چال کی زبان سے مختلف ہیں۔

26.20 یہاں تک کہ بحث تحریری زبانوں کی ساخت اور ان کے بول چال کی زبانوں پر انحصار پر مرکوز تھی۔ تصویر کا یہ صرف ایک رخ ہے۔ ان کے باہمی اثرات کئی حیثیتوں سے ایک دوسرے پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ بولیاں معیاری تحریری زبان کو طاقت دیتی ہیں لیکن موخر الذکر بھی بولیوں پر اثر انداز ہو کر ان کو مجتمع کرنے میں مدد دیتی ہے۔ یہ رشتہ محض سطحی لین دین سے کہیں زیادہ پیچیدہ ہوتا ہے، اس کی دو وجوہ ہیں۔ اوّل تو یہ کہ مقامی بولی بولنے والوں کی قلیل تعداد ہی پڑھی لکھی ہوتی ہے اور اس لیے راست متاثر ہوتی ہے، جب کہ تمام ہی لکھنے والے کوئی نہ کوئی بولی بولتے ہیں۔ علاوہ بریں یہ بھی امکان ہے کہ بول چال کی زبان کی بولی کی سطحوں پر ساخت پیچیدہ ہو۔ تحریری زبان میں بھی شاید کئی ادبی سطحیں ہوں، لیکن شاید یہ اتنی اہم نہیں ہوتیں۔

مستحکم معیاری تحریری زبان کا ایک اثر یہ ہوتا ہے کہ ایسی بولی وجود میں آجاتی ہے جو ادبی بولی کے قریب تر ہوتی ہے۔ انگریزی میں یہ بات عام سی ہے کہ خاص قسم کی گفتگو جو اب پہلے جیسی مقبول نہیں ہے، تحریری انگریزی کے تکلم کے علاوہ کچھ نہیں تھی، اس میں اوقاف کی جگہ خاص قسم کا لہجہ لے لیتا تھا۔ اس درجہ سے لے کر مختلف درمیانی

درجے سنے جاسکتے تھے جن میں ادبی فرہنگ اور جملوں کی ساخت گھٹتی جاتی تھی یہاں تک کہ بالکل بولی ٹھولی شروع ہو جاتی تھی۔ حقیقتاً کم ہی امریکی لوگ ایسے ہوں گے جو ادبی زبان کے واضح اثرات کے بغیر بول سکتے ہوں۔

26.21 بول چال پر ادبی زبان کے عام اثرات شاید دوسری تمام نمایاں تفصیلات سے زیادہ اہم ہوتے ہیں لیکن موخرالذکر کی نشان دہی آسان ہوتی ہے اور ان سے مل کر تغیرات کا ایک پورا گروہ بن جاتا ہے۔ ان میں بھی زیادہ نمایاں ہجائی تلفظ ہے۔ مثلاً میں awry کو /ŏʜriy/ پڑھتا ہوں۔ اگرچہ میں جانتا ہوں کہ /əráy/ تعریفی طور پر بہتر ہے۔ Solder اب /l/ کے ساتھ زیادہ سنا جاتا ہے۔ تمام ہجائی تلفظ ہی ساقط المعیار نہیں ہوتے، بعض بہت مقبول ہوتے ہیں۔ مثلاً soldier میں /l/ کا استعمال اسی طرح کا حال ہی کا ارتقا ہے۔ یہ لفظ پہلے /sówǰər/ تھا۔ کم مستعمل ادبی الفاظ کی بڑی تعداد کا جب تلفظ کیا جاتا ہے تو بلا لحاظ اس کے کہ زبانی صوتی روایات کیا تیاتی ہیں، وہ تلفظ ہوتا ہے جو ہجا ظاہر کرتے ہیں۔ جتنا عام طور پر تصور کیا جاتا ہے اس سے کہیں زیادہ یہ بات بولی ٹھولی کے الفاظ کے بارے میں درست ہے۔

پھر تحریری شکلوں میں *UNESCO* کے لیے /yùwnéskow/ اور *UNRRA* کے لیے /ŏnràʜ/ جیسی شکلیں بھی راہ پا جاتی ہیں۔ لاطینی اور یونانی اصل کی بہت سی جمع کی شکلیں بول چال میں محفوظ ہیں (دیکھیے 8.10.6) یا تحریری شکلوں کے زیر اثر بول چال میں فوراً داخل ہو جاتی ہیں۔ کوئی امریکی جو مستقل طور پر /. . . ày⁺ šæl/ کہتا ہے اور وہ بھی جو اتفاق سے ایسی شکلیں استعمال کرتے ہیں، تحریر کے اثرات کا انکشاف کرتے ہیں۔ کیونکہ یہ استعمال پہلے تحریری انگریزی میں ہی شروع ہوا تھا۔

باب

27

# زبانوں کی درجہ بندی

27.1 توضیحی لسانیات کے سلسلے میں دو سخت کام اور ہیں جو اگرچہ بہت مختلف ہیں لیکن ایک دوسرے سے قریبی تعلق بھی رکھتے ہیں۔ ایک تو یہ کہ زبانوں یا بولیوں کی ان کی خصوصی ساختوں کے پیشِ نظر توضیح کی جائے۔ اس میں بے شمار بولیوں میں سے ہر ایک کے لیے الگ کام کرنا پڑتا ہے، کسی بھی زبان کی ساخت دوسری زبان سے راست تعلق نہیں رکھتی، ماہرینِ لسانیات اور وہ تمام لوگ جو اپنے نتائج کو اس کام کے لیے استعمال کر رہے ہیں، یہ جاننے کے خواہش مند ہوں گے کہ کام کی کیا رفتار ہے اور کتنا کام باقی ہے؟ اس سے یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ زبانیں کل کتنی ہیں؟

توضیحی لسانیات کا دوسرا کام یہ ہے کہ لسانیاتی ساخت کا ایک عمومی نظریہ قائم کیا جائے یعنی ایک ایسا نظریاتی خاکہ بنایا جائے کہ جب کوئی شخص کسی خاص زبان کو سمجھنے کی کوشش کرے تو ان خطوط پر کام کر سکے۔ اس نظریہ میں کافی عمومیت اور لچک ہونی چاہیے تاکہ جس قسم کی بھی لسانی ساخت درپیش آئے اس سے عہدہ برآ ہوا جا سکے لیکن ساتھ ہی یہ نہایت قطعی اور باضابطہ بھی ہو کہ اس سے واقعی مدد مل سکے۔ متعدد زبانوں اور ان کی توضیحات کا موازنہ کرکے اور ان سے وہ سانچے اخذ کرکے جو اہم معلوم ہوں یہ دوسرا کام انجام دیا جا سکتا ہے۔

چوں کہ زبانیں اتنی بے شمار ہیں اس لیے کسی شخص کے لیے بھی یہ ممکن نہیں ہوگا کہ بغیر کسی درجہ بندی کے مواد کے اس انبار کو قابو میں لا سکے۔ زبانوں کی درجہ بندی توضیحی لسانیات

کے ذیل میں نہیں آتی۔ لیکن توضیحی لسانیات کے بہت سے ماہرین اس مسئلہ پر بھی کام کرتے ہیں۔ توضیحی لسانیات کے لیے زبانوں کی درجہ بندی کی حیثیت ایک ایسے ذریعہ کی ہے جو دوسرے شعبۂ علم سے متعلق ہوتا ہے، لیکن یہ ایک ایسا ذریعہ ہوتا ہے جسے نظر انداز بھی نہیں کیا جاسکتا۔

اس لیے اس باب میں زبانوں کی درجہ بندی اور ان کی تعداد کے مسائل سے بحث کی جائے گی۔ آخری باب میں زبانوں کی درجہ بندی کا اجمالی خاکہ پیش کیا جائے گا۔

27.2 ایک بنیادی دقت خود زبان کی تعریف کا تعین ہے۔ ماہرینِ لسانیات اور عام آدمیوں نے اس لفظ کو اتنے مختلف انداز میں استعمال کیا ہے کہ اس کے کوئی متفقہ معنی نہیں رہ گئے، الا یہ کہ ایک عام سا احساس یہ ہے کہ زبانیں بولیوں کے مقابلہ میں زیادہ نمایاں ہوتی ہیں، زبانیں کلام کی مختلف قسمیں ہوتی ہیں جب کہ بولیاں زبانوں کے مختلف روپ ہیں۔ زبانوں کی تعداد سے متعلق علمی بحث میں ایسی کوئی مبہم بات مفید نہیں ہوسکتی۔

یہ بات عین مناسب ہوگی کہ ماہرینِ لسانیات اس اصطلاح کی نئی تعریف کو اپنے ذمہ لیں جس سے اس میں قطعیت پیدا ہوسکے اور بعد کے ماہرین ٹھیک سمجھ سکیں کہ اس سے کیا مراد ہے۔ مگر اس مسئلہ میں اصطلاح کی تعریف کے علاوہ بعض اور چیزوں کا بھی دخل ہے۔ زبان کی نوعیت ہی کچھ ایسی ہے کہ زبان اور بولی جیسے زمروں میں درجہ بندی کا مسئلہ فی نفسہٖ مشکل یا ناممکن ہوجاتا ہے۔ اس کو جانچنے کے بہت سے معیار قائم کیے جاسکتے ہیں، لیکن ان میں سے کوئی بھی اطمینان بخش نہیں ہے۔

27.3 شاید سب سے زیادہ صریح پیمانہ باہمی تفہیم ہے۔ یہ توقع کی جاتی ہے کہ کسی زبان کے بولنے والے ایک دوسرے کی بات کو سمجھتے ہیں۔ اس کے برعکس مختلف زبانوں کے بولنے والے عموماً ایک دوسرے کی بات نہیں سمجھتے ــــ یہی بات برعکس طور پر درست ہوگی یعنی اگر دو آدمی ایک دوسرے کی بات سمجھ لیں تو وہ ایک زبان بولتے ہیں، نہ سمجھیں تو مختلف زبانیں۔

لیکن یہ بات بھی اتنی سیدھی سادی نہیں ہے۔ اوّل تو یہ کہ تفہیم بھی ایک اضافی معاملہ ہے۔ جانچ کی جائے تو نتیجہ سو فی صدی سے لے کر صفر فی صدی تک ہوسکتا ہے۔ سوال یہ ہے کہ یہ دکھانے کے لیے کہ دو آدمی ایک ہی زبان بولتے ہیں انہیں ایک دوسرے کی کس قدر بات سمجھنا ضروری ہے۔ علاوہ بریں بہت سے پیچیدہ عوامل بھی اس معاملہ پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ مثلاً تفہیم کبھی موضوع پر بھی منحصر ہوتی ہے۔ انگریزی کا درج ذیل ٹکڑا دیکھیے۔

"Stamens dimorphic; anthers oblong to subulate, truncate to attenuate or rostrate at the summit; connective of the larger anthers greatly prolonged and bearing two long basal anterior appendages, that of the smaller anthers much shorter, simple or merely bituberculate."

تفہیم کا انحصار اطلاع دہندہ کی ذہانت اور اس کے پس منظر پر بھی ہوتا ہے۔ جس شخص کے وسیع تعلقات ہوں گے، خواہ وہ اپنے ہی لوگوں میں رہتا ہو، ہم رشتہ زبانوں کی عبارتوں کو بہتر طور پر سمجھ سکے گا۔

27.4 ایک اور پیمانہ جو نسبتاً آسان بھی ہے یہ کہ مشترک عناصر کو محسوب کر لیا جائے۔ مثلاً ہم بنیادی الفاظ کی ایک فہرست لے کر دو بولیوں کا موازنہ کر سکتے ہیں۔ ایسی فہرست میں روزمرّہ کے عام الفاظ مثلاً باپ، ہاتھ، کھانا، چلنا وغیرہ مفہوم کے الفاظ شامل ہوں گے۔ اس قسم کے الفاظ کم از کم سو، بلکہ بہتر ہوگا کچھ اور زیادہ استعمال کیے جائیں۔ دونوں فہرستوں میں تقریباً سو فی صدی سے لے کر تقریباً صفر فی صدی تک کا اشتراک مل سکتا ہے۔ یہ نسبت ہی ان کے رشتہ کا پیمانہ ہے لیکن ہم اب بھی پہلے ہی جیسی مذبذب کیفیت میں رہتے ہیں۔ دو بولیوں کو ایک ہی زبان کے مختلف روپ قرار دینے کے لیے کتنے فی صدی مشترک الفاظ ہونا ضروری ہیں۔ ساتھ ہی ایک نیا مسئلہ اور پیدا ہوتا ہے۔ یہ کیسے طے کریں دو بولیوں میں دو الفاظ ایک سے ہیں؟

مشترک عناصر کی آزمائش کا الفاظ تک ہی محدود رکھنا ضروری نہیں۔ کسی بھی قسم کے ساختی عناصر کی بھی ایسی ہی جانچ کی جا سکتی ہے۔ اغلب یہ ہے کہ ہر زبان کی ایک قواعد ہوتی ہے، زبان کی تمام شکلوں میں یہ قواعد مشترک ہونے چاہئیں لیکن ہم یہ بھی جانتے ہیں کہ بولیوں کے درمیان بھی قواعدی اختلافات ہوتے ہیں، اس لیے ساختی یکسانیت کو بھی معیار نہیں بنایا جا سکتا۔ زبان میں داخلی طور پر کتنی ساختی مشابہت کی توقع کی جا سکتی ہے؟ اور بولی میں کتنی؟

27.5 ان دونوں پیمانوں کا ایک مشترک نقص ہے۔ ایسے علاقے کو لیجیے جہاں چھوٹی آبادیاں، مثلاً گاؤں، اس آزمائش کے لیے منتخب کیے جا سکیں۔ ہم ایسے کئی گاؤں چن لیں گے۔ جو کم و بیش ایک ہی خط پر ہوں، ہر ایک دوسرے سے ذرا فاصلہ پر ہوں۔ یہ ہو سکتا ہے کہ پہلے گاؤں کی بولی الف باہمی طور پر قابلِ تفہیم ہو۔ یا دوسرے گاؤں کی بولی ب اور اس کے درمیان مشترک

عناصر کا فی صد تناسب بہت زیادہ ہو۔ ایسے ہی ب اور ج بھی ایک دوسرے سے قریب معلوم ہوسکتی ہیں اور اسی طرح متواتر دوسرے جوڑے بھی یہاں تک کہ ہم ظ اور غ تک پہنچ جائیں۔ اب ؤ اور غ بولی کا راست مقابلہ کریں جو ذرا زیادہ فاصلہ پر ہیں تو معلوم ہوگا کہ باہمی تفہیم کا درجہ صفر کے قریب ہے۔ اور مشترک عناصر کا فی صد بھی بہت کم ہوگیا ہے۔ صاف بات یہ ہے کہ یہاں ہمیں ؤ اور غ کو دو مختلف زبانوں کے زمرے میں شامل کرنا چاہیے لیکن ہم خطِ فاصل کہاں کھینچیں؟ بولیوں کے ہر متوالی جوڑے میں گہرا تعلق ملتا ہے۔ ہم اس ضغط میں پڑ جاتے ہیں کہ دو متوالی بولیوں کے درمیان خط کھینچے بغیر ؤ اور غ کے درمیان خطِ فاصل کھینچ دیں۔

یہ محض نظریاتی بات نہیں ہے۔ دنیا میں ایسی بہت سی جگہیں ہیں جہاں قریب قریب ایسی صورتِ حال موجود ہے۔ افریقہ کا وسیع علاقہ جہاں بنتو زبانیں بولی جاتی ہیں۔ اس کی عمدہ مثال ہے۔ اس علاقہ میں ایسے بہت سے مقامات ہیں جہاں تدریجی تغیر سے باہم ناقابلِ فہم دو بولیاں ایک دوسرے سے مل جاتی ہیں۔ یہ بھی نہیں کہ ہر مقامی بولی اپنی پڑوسی بولی سے مل جاتی ہے۔ لیکن یہ صورتِ حال اتنی عام ہے کہ اس علاقہ کو مختلف زبانوں میں تسلی بخش طور پر تقسیم کرنا ناممکن ہوجاتا ہے۔ بنتو زبان کی اب جو درجہ بندیاں کی گئی ہیں اگر ان کا مقابلہ کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ ایسے کم ہی مقامات ہیں جہاں کوئی مطابقت پیدا ہوتی ہے۔ اگرچہ اس تشکیک کو مواد کی کمی سے بھی مدد ملی ہے لیکن بنتو کے ماہرین کے درمیان اختلاف کا بڑا سبب حقائق کی غیر فیصلہ کن نوعیت ہے۔ خاص طور پر درمیانی درجاتی صورتوں کی کثیر تعداد۔

27.6 ایک اور امکانی طریقہ یہ ہے کہ لفظی متساویہ یا لسانی خطِ فاصل ( isoglosses ) کو دیکھا جائے۔ اگر لسانی خصائص کے تفصیلی نقشے موجود نہ ہوں ( جو بالعموم ہوتا ہے ) تو ایکا ایکی ہونے والے تغیر پر نظر ڈالی جائے۔ یہ پیمانہ پچھلے دونوں سے مختلف ہے کیوں کہ یہاں ہماری توجہ بولیوں کے باہمی موازنہ سے زیادہ ان کے درمیان حدود پر ہے۔ بعض صورتوں میں اس سے خاصی مدد مل سکتی ہے۔ اگر ایسی صورت درپیش آئے جیسی کہ 27.5 میں دکھائی گئی ہے تو ہم فیصلہ یوں کرسکتے ہیں۔ چوں کہ ؤ اور غ ایک دوسرے سے الگ زبانیں ہیں، ان کے درمیان کہیں نہ کہیں خطِ تقسیم ہونا چاہیے۔ اس خطِ تقسیم کو ہم اس طرح نہیں کھینچ سکتے کہ یہ دو قریبی بولیوں کو الگ کردے لیکن اس کے لیے ؤ اور غ کے درمیان ایسا مقام چن سکتے ہیں جہاں تغیر

ایکا ایکی ہوگیا ہو۔ یہ یا تو ان مقامی بولیوں کے درمیان ہوگا جو باہمی طور پر سب سے کم قابلِ تفہیم ہوں، یا اگر اس طور پر معلومات دستیاب ہوں تو اس مقام پر جہاں لفظی متناویوں (لسانی خطوط فاصل) کا اجتماع بہت نمایاں ہو۔

27.7 مشترک عناصر کے طریقہ کی ایک نفیس شکل موجود ہے۔ جیسا باب 16 میں اشارہ کیا گیا تھا، یہ ممکن ہے کہ فونیمی تجزیہ کی بنیاد انگریزی کی کسی ایک بولی پر رکھی جائے یا متعدد بولیوں پر مبنی ایک اجماعی انداز کی طرح ڈالی جائے۔ انگریزی اصوات کی صورت میں اجماعی انداز متعدد بولیوں میں سے ہر ایک کے لیے موزوں ہوجاتا ہے اور اس میں خاصی قطعیت بھی رہتی ہے۔ اس طرح ہم کہہ سکتے ہیں کہ اگر ان کی ساخت کے کسی پہلو مثلاً اصوات کا کوئی قابلِ قبول اجماعی انداز پیش کرنا ممکن ہو تو ایسی بولیوں کا کوئی مجموعہ ایک ہی زبان کا حصّہ ہوتا ہے۔ اگرچہ یہ سب سے زیادہ مناسب معیار ہے لیکن اس کے اطلاق میں خاصی مشقت کی ضرورت ہوگی اور پھر بھی بنیادی دشواری ختم نہیں ہوتی۔

سب سے پہلے تو یہ سوال ہوتا ہے کہ بولیوں کے حقائق اور تجزیہ میں کتنی مطابقت ہونی چاہیے۔ ہر توضیحی بیان میں کسی نہ کسی حد تک تو مماثلت مل ہی جاتی ہے۔ اجماعی انداز کا بیان کسی ایک بولی کے حقائق کو لازماً اتنی صحت کے ساتھ پیش نہیں کرے گا جتنا کہ وہ بیان جو ایک ہی بولی پر مبنی ہے، بشرطیکہ اسے بھی احتیاط اور باقاعدگی کے ساتھ تیار کیا گیا ہو۔ تب سوال یہ ہوتا ہے کہ اجماعی انداز کس حد تک مطابق ہو کہ پھر بھی مجموعی بنیاد کو ایک زبان کہا جاسکے۔

توضیحی لسانیات کے ماہر کے لیے ایسا معیار خاص طور پر مفید ہوتا ہے کیوں کہ زبانوں کی حد بندی سے اس کا خاص مقصد یہ ہوتا ہے کہ وہ ان زبانوں کے نظاموں کو متعین کرسکے، جن سے اس کا تعلق ہے۔ زبان کی اس تعریف کو اجمالی طور پر یوں بیان کیا جاسکتا ہے۔
"زبان تکلم کی ایسی شکل ہے جس کی قابلِ عمل توضیح پیش کی جاسکے۔"

27.8 اگر یہ توقع کی جائے کہ ان سے زبان کی تعریف یا تکلم شکلوں کو زبان، بولی یا دوسرے زمروں میں درجہ بندی کے مسئلہ کا کوئی جامع و مانع حل نکل آئے گا تو یہ تمام پیمانے اور ان کے علاوہ بھی اگر بنائے جاسکیں وہ بھی لازماً ناکام ہوجائیں گے۔ لہٰذا فیصلہ ماہرِ لسانیات کی رائے پر ہی چھوڑ دینا چاہیے حالانکہ باہمی رشتہ کی پیمائش کے یہ تمام طریقے ایسی بنیاد فراہم

کرنے میں جس پر خود یہ فیصلہ مبنی ہو بے حد مفید ہوں گے۔

تحریری زبانوں کے سلسلے میں مشکلات کم ہوتی ہیں۔ ایک تو وسیع علاقوں میں استعمال ہوتے ہوئے بھی ان میں نسبتاً یکسانیت کا رجحان ہوتا ہے اور عام طور پر تغیر ایکا ایکی ہوتا ہے، درمیانی درجے نہیں ہوتے۔ ایک سی تحریری زبانوں کے درمیان اختلافات بہت معمولی بھی ہو سکتے ہیں اور بنیادی بھی، جس سے درجہ بندی کا مسئلہ یہاں بھی موجود رہتا ہے۔ تاہم عام طور پر ایسے ممیز عناصر بے شمار ہوتے ہیں جن سے تحریری زبانوں کی درجہ بندی شروع کی جا سکتی ہے۔

عام خیال یہ ہے کہ کوئی زبان ہر جگہ ایک ہی طرح لکھی جائے گی۔ بولیوں کے اختلاف صرف تکلّم تک محدود ہوتے ہیں۔ اس کو الٹ کر زبان کی ایک عمومی تعریف یہ بھی کی جا سکتی ہے کہ ترسیل کی وہ شکل جو ہر جگہ یکساں لکھی جائے اور بولی کی یہ کہ زبان کی متبادل شکل جو دوسروں سے مختلف انداز میں بولی جاتی ہے۔ ایسی تعریف سے بے شمار مشکلات پیدا ہو سکتی ہیں، جیسا کہ باب 26 میں بھی ذکر ہو چکا ہے۔ ماہرِ لسانیات سے یہ پوچھتے وقت کہ زبانوں کی تعداد کیا ہے؟ عام آدمی کے ذہن میں اسی قسم کا تصور ہوتا ہے۔

**27.9** اگر ہم زبان اور بولی کے درمیان امتیاز کرنے والے پیمانوں کی جستجو چھوڑ کر زبانوں کی درجہ بندی کے بڑے مسئلہ کو لیں جس سے بڑے رشتے ظاہر ہو سکیں تو معلوم ہوگا کہ ان میں سے دو طریقوں کو اور بہتر بنا کر قطعی ذرائع کے طور پر استعمال کیا جا سکتا ہے۔

ان میں سے پہلا مشترک فرہنگ ہے۔ ایسی دو زبانوں کو لیجیے جو ایک دوسری سے خاصی مختلف ہوں اور جن کے ایک زبان سمجھے جانے کا کوئی سوال ہی پیدا نہ ہوتا ہو۔ دونوں کی مستند فرہنگ ہمارے پاس ہو۔ ہم ان کا مقابلہ اس انداز میں کر سکتے ہیں کہ ان کے ملتے جلتے الفاظ کے تناسب کا اندازہ ہو جائے۔ ابتدا میں ہم اس سے کوئی فیصلہ کن نتیجہ نہیں نکالیں گے۔ اگر دو الفاظ کم و بیش یکساں نظر آتے ہوں اور ان کے معنی بھی کسی رشتہ کا پتہ دیتے ہوں، ہم ان کو گن لیں گے۔ اس سے ہمیں مشترک فرہنگ کا تناسب فی صد مل جائے گا۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اس تناسب کی اہمیت کیا ہے؟ یہ سوال اس لیے ضروری ہوتا ہے کہ اس بات کا امکان ہمیشہ ہوتا ہے کہ لفظوں کی مشابہت محض اتفاقی ہو۔ یہ اطمینان کر لینا چاہیے کہ اس اتفاق کو دلیل بنا کر ہمارے معلوم کردہ مشترک الفاظ کے تناسب فی صدی کی تشریح نہیں کی جا سکتی۔ ایسا کرنے کے لیے پہلے یہ اندازہ کرنا ہوگا کہ کتنے فی صدی تک کو اتفاق کہنا

مناسب ہوگا۔ اس کے لیے ہم ایسی زبانوں کے جوڑے لیں جن کے بارے میں یقین کیا جاسکتا ہے کہ وہ ایک دوسرے کی ہم رشتہ نہیں ہوں گی۔ ایک امریکی انڈین زبان اور ایک زبان وسطی افریقہ سے لی جاسکتی ہے۔ یہ یقین کیا جاسکتا ہے کہ ایسی دو زبانوں کی مشابہتیں محض اتفاق کے باعث ہیں۔ ایک محقق نے یہ معلوم کیا کہ اتفاق سے چار فی صدی تک الفاظ مشابہ ہوسکتے ہیں۔ فرض کیجیے کہ اپنی جانچ میں ہمیں بیس فی صدی تک مشابہتیں ملتی ہیں۔ کیا اہمیت کے اعتبار سے یہ چار فی صدی سے زیادہ ہے؟ یہ بات صرف وہ شماریاتی پیمانہ بتاسکتا ہے جو نمونہ کی مقدار کو بھی محسوب کرلے لیکن ہم الفاظ کے چند سو جوڑوں کو دیکھیں تو اس پیمانہ سے معلوم ہوگا کہ اس فرق کے اہم ہونے کے بہت زیادہ امکانات ہیں۔

اس اندازہ کے نتائج سے صرف یہ بات کہی جاسکتی ہے کہ اس بات کا عین امکان ہے کہ ۱ اور ب دو زبانوں میں مشترک الفاظ کا تناسب فی صد محض اتفاق نہیں ہے۔ سوال یہ ہے کہ پھر کیا ہے؟ دو وجوہ قرینِ قیاس ہیں: مستعاریت (یا تو ایک دوسرے سے یا کسی مشترک ماخذ سے) اور / یا لسانیاتی تغیر کے معروف طریقوں سے کسی مشترک قدیم زبان سے ارتقا۔ موخرالذکر اس بات کی دلیل ہوگی کہ دو زبانیں اس مفہوم میں ہم رشتہ ہیں جس پر ماہرینِ لسانیات کی توجہ رہتی ہے۔ ہماری شماریاتی تحقیق سے بھی یہ ظاہر ہوتا ہے کہ ہم نسبتی ممکن ہے لیکن اس سے حقیقتاً اسے (ہم نسبتی کو) ثابت نہیں کیا جاسکتا۔ یہ ثابت کرنے کے لیے ہمیں یہ دکھانا ہوگا کہ ان مشابہ الفاظ میں سے کم سے کم کچھ الفاظ متجانس ہیں جس سے ہمارا مطلب یہ ہے کہ ایک مشترک قدیم زبان سے نکلے ہیں۔

**27.11** ایسے اظہار کی بنیاد ہمارے اس مشاہدے پر ہوتی ہے کہ بعض لسانیاتی تبدیلیاں (صوتی اور فونیمی) باقاعدہ ہوتی ہیں۔ تغیر کی اس باقاعدگی کے باعث، مناسب حالات میں، یہ ممکن ہوجاتا ہے کہ اس طرح کی تبدیلیوں سے جو شکلیں بنی ہیں، ان کو شناخت کرلیا جائے۔ اگر ارتقا کی دونوں سمتوں میں تبدیلی باقاعدہ ہو تو نتیجہ یہ ہوگا کہ ایک زبان کی شکلوں اور دوسری کی متجانس شکلوں میں باقاعدگی کے ساتھ مطابقت ملے گی۔ یعنی اگر قدیم زبان میں فونیم /X/ ہو جو باقاعدہ تبدیلی سے زبان ۱ میں /Y/ ہوجائے اور ایک دوسری باقاعدہ تبدیلی سے زبان ب میں /Z/ ہوجائے تو ہم توقع کرسکتے ہیں کہ ۱ میں بہت سے /Y/ والے الفاظ ب کے /Z/ والے الفاظ کے ساتھ مطابقت رکھتے ہوں گے۔

اس کے برعکس اگر یہ مشاہدہ میں آئے کہ زبان الف میں فونیم /P/ پر مشتمل الفاظ ب میں فونیم /Q/ پر مشتمل الفاظ کے مشابہ معلوم ہوتے ہیں تو ہم یہ نتیجہ اخذ کر سکتے ہیں کہ یہ اس بات کی قیاسی شہادت ہے کہ کسی مشترک قدیم زبان میں کوئی آواز رہی ہوگی (وہ فونیم ہو یا ذیلی فونیم) جو الگ الگ تبدیلیوں سے الف میں /P/ ہو گئی اور ب میں /Q/۔ ہمیں نہیں معلوم کہ یہ آواز کیا تھی؟ لیکن ہم اسے من مانی علامت [*R] سے ظاہر کر سکتے ہیں۔

ایسی مطابقتوں کی کثیر تعداد مل سکتی ہے۔ اگر یہ صورت ہو تو زبان کے لیے متعدد ذیلی فونیمے فرض کیے جا سکتے ہیں اور اس طرح مطابقت رکھنے والے بہت سے الفاظ کے لیے جدی الفاظ کی بازتعمیر کی جا سکتی ہے۔ اسی سے فونیمی تجزیہ بھی کیا جا سکتا ہے جس میں مفروضہ ذیلی فونیموں کی فونیموں میں گروہ بندی ہو جائے گی۔

27.12 ابھی جو کچھ بیان کیا گیا وہ ایک طور پر مردہ اور شاید نامعلوم زبان کا فونیمی تجزیہ ہے، اور اس کی بنیاد ان شہادتوں پر ہے جو اس کی وارث بعد کی زبانوں میں محفوظ رہ گئی ہیں لیکن شاید زیادہ صحیح معنی میں یہ اس ساخت کے اجماعی انداز کا انکشاف اور توضیح ہے جو دونوں زبانوں کی فرہنگ کے بعض حصوں پر محیط ہے۔ چوں کہ اس کی بنیاد ہر زبان کے مختلف حصوں میں معلوم مطابقتوں پر ہوتی ہے اس لیے یہ دعویٰ نہیں کیا جا سکتا کہ ہمارا تجزیہ بحیثیت مجموعی دونوں زبانوں کے اجماعی انداز کو پیش کرتا ہے۔ ایسے الفاظ جن میں مطابقتیں نہیں ملتیں یا تو کسی بے قاعدہ لسانی تبدیلی سے متاثر ہوئے ہوں گے (مثال کے طور پر مماثلتی تبدیلی یا مستعاریت) یا ایسی باقاعدہ صوتی و فونیمی تبدیلی سے جس کا ہم ابھی تک سراغ نہیں لگا سکے۔

27.13 اس قاعدہ کی ایک مثال کے طور پر ہم وسطی الگن کوئی کے قدیم مصمتوں کی بازتعمیر دیکھیں۔ یہ بازتعمیر بنیادی طور پر فوکس، کری، منومنی اور اُجبوا زبانوں کے موازنہ پر مبنی ہے۔ یہ چاروں زبانیں بہت قریبی تعلق رکھتی ہیں اور بہت سے الفاظ میں ان میں قریبی مشابہتیں نظر آتی ہیں۔ ذیل کی مثالوں کو دیکھیے۔

| *Fox* | *Cree* | *Menomini* | *Ojibwa* | |
|---|---|---|---|---|
| pemātesiwa | pimātisiw | pemātesew | pimātisi | 'he lives' |
| pōsiwa | pōsiw | pōsew | pōsi | 'he embarks' |
| newāpamāwa | niwāpamāw | newāpamaw | niwāpamā | 'I look at him' |
| wāpanwi | wāpan | wapan | wāpan | 'it dawned' |
| nīyawi | nīyaw | nēyaw | nīyaw | 'my body' |
| kenosiwa | kinosiw | kenōsew | kinosi | 'he is long' |

فوکس کے الفاظ عام طور پر دوسروں سے طویل ہیں اور اجوا کے نسبتاً مختصر۔ ہم یہ قیاس کر سکتے ہیں کہ فوکس کے ارتقا میں اختتامی مصوتوں کا اضافہ بھی ہوا ہے، یا اس کے برعکس دوسری زبانوں سے یہ ساقط ہو گئے۔ پہلی صورت کا امکان کم معلوم ہوتا ہے کیوں کہ مان لیا جائے تو مختلف سیاق میں /i/ ، /wi/ یا /a/ کے اضافہ کی توجیہ ضروری ہوگی۔ یہ قیاس کرنے میں سہولت ہے کہ یہ اصل ہیں اور کوئی آخری مصوتہ ساقط ہو گیا ہے۔ اس بات کی مزید شہادت بھی مل جائے گی کہ طویل تر صورتیں قدیم ہیں۔ ہم باز تعمیر کی بنیاد اسی مفروضہ پر رکھیں گے۔ متجانس الفاظ کے تمام گروہ اگر ایک زبان میں /p/ استعمال کرتے ہیں تو تمام زبانوں میں /p/ ہی آتا ہے۔ اس لیے یہ مان لیتے ہیں کہ یہ اصل زبان سے آیا ہے اور قدیم وسطی الگن کوئی میں ایک [*p] قرار دیتے ہیں۔ اس کے بارے میں یہ کہہ سکتے ہیں کہ یہ /p p p p/ کی مطابقتوں کا نمائندہ ہے اسی طرح [*k], [*y], [*n], [*w], [*s], [*t], [*m] قرار دے سکتے ہیں جو /m m m m/ وغیرہ کی نمائندگی کریں گے۔ (فوکس کے /wāpanwi/ میں دوسرے /w/ کی دوسری زبانوں میں کوئی مطابقت نہیں ملتی۔ یہ لفظ کے اختتامیوں کے سقوط سے متعلق ہمارے بیان کے ذیل میں آجاتا ہے)۔ الفاظ کے چھ گروہ اس طرح دکھائے جا سکتے ہیں :

[*pemātesiwa *pōsiwa *newāpamāwa *wāpanwi *nīyawi *kenosiwa]

یہ صرف ایسے فارمولے ہیں جن سے ہم زیرِ بحث چاروں زبانوں کی شکلوں کی پیش قیاسی کر سکتے ہیں۔ ثانوی طور پر انہیں قدیم وسطی الگن کوئی زبان کی اصل شکلوں کی تخمینی صورتیں کہا جا سکتا ہے

27.14 زبان کے وسیع تر نمونے لیں تو ہمیں اپنے پہلے نتائج میں ترمیم کی ضرورت ہوگی۔ الفاظ کے مندرجہ ذیل مزید گروہ لیجیے، ان میں موٹے حروف میں لکھے فونیم توجہ طلب ہیں :

| | | | | |
|---|---|---|---|---|
| anemwa | atim | anεm | anim | 'dog' |
| nīnemwa | nītim | nēnem | nīnim | 'my sister-in-law' |
| ineniwa | iyiniw | enēniw | inini | 'man' |
| nēsēwa | yēhyēw | nēhnew | nēssē | 'he breathes' |

ان گروہوں میں، ہمیں دو نئی مطابقتیں اور ملتی ہیں جو صرف کری میں [*n] /n n n n/ سے الگ پہچانی جاتی ہیں: یہ /n t n n/ اور /n y n n/ ہیں۔ یہ کوئی اتفاقی بات نہیں ہے۔ ان میں سے ہر ایک سے متعلق الفاظ کے متعدد گروہ مل جاتے ہیں جو ہر صورت سے باقاعدہ ہیں۔ قدیم وسطی الگن کوئی کی باز تعمیر میں ان دو کا بھی اضافہ ہونا چاہیے۔ اس مقصد کے لیے رواجاً

[*θ] اور کی علامتیں منتخب کی جاتی ہیں۔اس طرح ہمارے باز تعمیر شدہ الفاظ یہ ہوں گے : *aθemwa *lēhlēwa *elenyiwa *nīθemwa [*θ] اور [*l] کی علامتیں منتخب کرنے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ اراپاہو Arapaho میں انکی مطابقتیں مل جاتی ہیں جو /θ/ اور /l/ ہیں۔ اور بہت سی اور زبانوں میں [*l] کی جگہ /l/ آتا ہے۔ ایسی ہی ایک زبان میں فرانسیسی کے توسط سے Illinois کا لفظ آیا ہے جو الگن کوئی میں آدمی کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ تاہم ہمیں یہ نہیں سمجھ لینا چاہیے کہ ہم واقعتاً یہ جانتے ہیں کہ ان میں سے ہر ایک کا اصل زبان میں کیا تلفظ ہوتا تھا۔ نہ ہی ہم [*p] یا [*m] کے لیے کوئی اذعانی حکم لگا سکتے ہیں۔

ان تمام باز تعمیرات میں، خاص طور پر آخری میں، ہم نے کچھ ایسی مطابقتوں کا بھی استعمال کیا ہے جن کا ذکر نہیں کیا گیا : ایک تو مصوتوں کے درمیان اور دوسرے /s hy hn ss/ جنہیں [*hl] لکھا گیا ہے۔ کوئی ایک مطابقت بھی اس وقت تک مستحکم تصوّر نہیں کی جا سکتی جب تک کہ اس کی ایسی کافی مثالیں نہ مل جائیں جن سے متعدد الفاظ یا مارفیموں کی باز تعمیر ممکن ہو۔ جب تک مصوتوں کو بھی طے نہ کر لیا جائے صرف مصمتی مطابقتوں کی قدر و قیمت نامکمل رہتی ہے۔ یہ بھی اسی اصول کی ایک مثال ہے جس کا ذکر مختلف عنوانات سے پہلے بھی ہو چکا ہے۔ مجموعی نظام میں ان کے مقام کا خیال کیے بغیر ہم انفرادی طور پر فونیموں کو مسلّم قرار نہیں دے سکتے۔ ہم کسی مارفیم کو اس وقت تک ثابت شدہ نہیں سمجھ سکتے جب تک کہ ان تمام ملفوظوں کی بھی توجیہ نہ کر لیں، جن کے درمیان یہ واقع ہے۔ زبانیں مربوط نظام ہوتی ہیں، ہم ان کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے نہیں دیکھ سکتے۔

لفظوں کے ایک اور گروہ پر روشنی ڈالنے کی ضرورت ہے :

'اس کا باپ' ōssan ōhnan ohtāwiya ōsani کری کو چھوڑ کر اس کی باز تعمیری شکل [*ōhθali] ہوتی ہے۔ کری لفظ کا پہلا حصہ تو ٹھیک بیٹھ جاتا ہے کیوں کہ اس باز تعمیر سے ہم /*ohtan/ جیسا لفظ توقع کر سکتے ہیں۔ ہم یہاں یہ قیاس کر سکتے ہیں کہ اس خاص لفظ کے سلسلے میں کری کی تاریخ میں کسی وقت کوئی مماثلتی تبدیلی اثر انداز ہوئی ہے۔ ایسی تقابلی باز تعمیر کا تصوّر نہیں کیا جا سکتا جو زیرِ مقابلہ زبانوں میں سے کسی ایک کے بھی کل الفاظ پر ٹھیک بیٹھ جائے۔ ایسے گروہ ہو سکتے ہیں جن میں جزوی مماثلتی تبدیلی کا بآسانی سراغ

لگایا جاسکتا ہے اور دستیاب شہادت کی بنیاد پر باز تعمیر کی جاسکتی ہے۔ ایسی بھی مثالیں مل جائیں گی جن میں باز تعمیر کی کوئی بھی صورت ممکن نہیں ہوگی، کیوں کہ ایسی صورتیں ہو سکتی ہیں جہاں قدیم زبان سے آئے ہوئے لفظ کو شناخت کرنے کے لیے کوئی بھی شہادت نہ مل سکے۔ باز تعمیر سے بنیادی زبان کی تمام تر ساخت یا فرہنگ کو سمجھنے میں مدد نہیں مل سکتی بلکہ صرف ایسے ہی کچھ حصے سمجھے جاسکتے ہیں جنہیں متجانس ثابت کیا جاسکے۔

جس طریقۂ کار کا ابھی ذکر ہوا وہ تقابلی لسانیات کا ایک ذریعہ ہے۔ یہ شعبۂ علم بھی علم زبان کی دوسری بڑی شاخ کی حیثیت سے توضیحی لسانیات کا حلیف ہے۔ دونوں کے طریق کار بنیادی طور پر بہت ملتے جلتے ہیں۔ فرق صرف اس مواد کے انتخاب کا ہوتا ہے جس سے انہیں واسطہ پڑتا ہے۔ مطالعۂ زبان کے شدید اصول و طریق پہلے پہل تقابلی مسائل کے لیے ہی وضع کیے گئے تھے۔ اسی لیے اپنے طریقۂ کار کے بہت سے خصائص میں توضیحی لسانیات تقابلی لسانیات کی مرہون منت ہے، لیکن ساتھ ہی اپنے طریقوں سے بہترین نتائج حاصل کرنے کے لیے تقابلی کاموں کو توضیحی لسانیات پر انحصار کرنا ہوتا ہے۔ مثال کے طور پر قدیم وسطی الگن کوئی کی باز تعمیر (جس کا ذکر ابھی ہوا) اسی وجہ سے ممکن ہو سکے کہ چاروں متعلقہ زبانوں کا مناسب تجزیہ کیا جاچکا تھا۔

27.16 تقابلی لسانیات کے طریقوں سے ہم یہ دکھا سکتے ہیں کہ دو زبانیں ہم رشتہ ہیں۔ اس رشتہ کا زبانوں کی درجہ بندی پر کیا اثر ہے یہ ابھی طے ہونا باقی ہے۔

مارفیموں کا مکملاً گم ہو جانا لسانیاتی تغیر کی ایک خصوصیت ہے۔ اس بات کی شہادت موجود ہے کہ اس گم شدگی کی اوسط شرح سب زبانوں کے لیے ایک ہی ہے۔ مختلف حسابوں سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ یہ شرح بنیادی الفاظ کی 19 فی صدی فی ہزار سال ہوتی ہے۔ فرض کیجیے دو زبانیں ایک دوسرے سے بالکل الگ ہو جاتی ہیں کہ ان کی بعد کی تاریخ بھی ایک دوسرے سے کوئی تعلق نہیں رکھتی اور جدائی کے ایک ہزار سال بعد ہر زبان سے اس مارفیمی ذخیرہ کا 19 فی صدی گم ہو جاتا ہے جو ایک زبان ہونے کے وقت میں ان میں مشترک تھا۔ اس طرح ہر زبان میں اصل ذخیرہ کا 81 فی صدی باقی رہ جاتا ہے۔ فرض کیجیے ہم اصل ذخیرہ کے دو سو الفاظ کا ایک نمونہ لیتے ہیں۔ ان میں زبان الف میں 162 باقی رہیں گے اور اتنے ہی زبان ب میں۔ لیکن اس توقع کا بھی کوئی جواز نہیں کہ دونوں زبانوں سے لازماً ایک ہی الفاظ گم

ہوں گے۔ زیادہ امکان اس بات کا ہے کہ زبان ب میں زبان الف کے بقیہ 162 کا 81 فی صد باقی رہے گا اور ساتھ ہی زبان الف کے 38 گم شدہ الفاظ کا بھی 81 فی صدی۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ الف اور ب میں بنیادی ذخیرہ میں سے 132، یا 66 فی صدی حصّہ مشترک رہ جائے گا۔

اس حساب کو الٹ کر بھی دیکھا جاسکتا ہے۔ اگر دو زبانوں میں بنیادی مارفیمی ذخیرے کا 66 فی صدی حصّہ متجانس معلوم ہو تو ہم قیاس کر سکتے ہیں کہ ان کو جدا ہوئے ایک ہزار سال ہوگئے۔ اگر 44 فی صدی متجانس معلوم ہو تو ان کو الگ ہوئے غالباً دو ہزار سال ہو چکے ہوں گے

یہ طریقہ جسے علم تاریخ لسّان ( glottochronology, ) کہا جاتا ہے ابھی ارتقا کی ابتدائی منازل میں ہے لیکن امید یہ ہے کہ رشتۂ زبان کی توجیہ میں یہ بہت مفید ثابت ہوگا۔ ماقبل تاریخ کے بعض واقعات کے زمانہ کے تعیّن میں بھی اس سے مدد ملتی ہے۔ کاربن 14۔ کی تاریخوں کی طرح یہ تاریخیں بھی شماریاتی ہوتی ہیں۔ ان سے امکانی زمانہ کا محض ایک اندازہ ہو جاتا ہے۔

**27.17** تقابلی لسانیات کے طریقے خاصے مشقت طلب ہیں اور متعلقہ زبانوں کے توضیحی مواد کے دستیاب ہونے پر ہی ان کا انحصار ہوتا ہے۔ زبانوں کے چند گروہوں کے علاوہ ابھی تک ان کا کامیاب اطلاق نہیں ہوسکا۔ علم تاریخ لسّان کے طریقوں کے ٹھیک اطلاق کے لیے ضروری ہے کہ پہلے تقابلی تجزیہ ہو جائے کیوں کہ ان کا انحصار متجانس الفاظ کی صحیح شناخت پر ہی ہوتا ہے۔ یہ اسی وقت ممکن ہے جب مطابقتوں کا منظم تجزیہ مسلّم ہو چکا ہو۔

بڑے علاقوں میں زبانوں کی درجہ بندی الفاظ کے راست اور غیر مشروط تقابل کی بنیاد پر ہی کی جاسکتی ہے۔ ان الفاظ کا اندراج بھی بڑا ناقص ہوتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ زبان کی درجہ بندی کے ہمارے موجودہ تصوّرات کی عارضی و آزمائشی سے زیادہ کوئی حیثیت نہیں ہے۔ مختصراً یہ کہا جاسکتا ہے کہ اگر دُور دراز کے رشتوں کا مسئلہ ہو تو زیادہ دقیق طریقوں کی ضرورت ہوگی۔ قریبی رشتہ رکھنے والی زبانیں ظاہری مشابہتوں سے پہچان لی جاتی ہیں۔ یہاں تک کہ جتنا مواد بھی دستیاب ہو اس کے مطالعہ پر مبنی تاثراتی نتائج بھی اکثر قابلِ اعتماد ہوتے ہیں۔ دُور دراز کا رشتہ رکھنے والی زبانوں میں سطحی مشابہتیں موجود نہیں ہوتیں لیکن تقابلی مطالعہ سے مخفی مشابہتوں کی کافی شہادت مل سکتی ہے۔ تاہم رشتہ اس درجہ کا بھی ہو سکتا ہے کہ شہادت اتنی قلیل ہو کہ اسے اتفاقی مشابہتوں سے جدا کرنا مشکل ہو جائے اور اتفاقی

شہادتیں کوئی سی بھی دو زبانوں میں مل سکتی ہیں۔ جب ہم یہ کہتے ہیں کہ دو زبانوں کا ایک دوسرے سے کوئی رشتہ نہیں تو ہمارے کہنے کا مطلب صرف یہ ہوتا ہے کہ یہ رشتہ اتنا خفیف ہے موجود مواد پر موثر ترین طریقوں کے اطلاق سے بھی اس کو معلوم نہیں کیا جا سکتا۔ حتمی طور پر یہ ثابت نہیں کیا جا سکتا کہ دو زبانوں میں کوئی رشتہ نہیں ہے۔ صرف یہ کہا جا سکتا ہے کہ ایک خاص سطح پر وہ ایک دوسرے سے متعلق معلوم نہیں ہوتیں۔

27.18 زبانوں کی درجہ بندی کے بعض مسائل کے سلسلے میں افریقہ ایک مثالی صورت ہے۔ بنتو زبانیں ایک دوسرے سے قریبی رشتہ رکھتی ہیں اور ان کی قواعد و فرہنگ میں متعدد نمایاں مشترک خصوصیات نظر آتی ہیں۔ مزید یہ کہ ان کا علاقہ بھی مجتمع ہے جو خطِ استوا سے جنوب کی سمت راس تک چلا گیا ہے۔ ان کا قریبی رشتہ افریقی زبانوں کے مطالعہ کی ابتدا میں ہی معلوم کر لیا گیا تھا اور اسے عام طور پر تسلیم کیا جاتا ہے، چوں کہ یہ گروہ خاصا بڑا ہے اس لیے یہ تسلیم کر لیا گیا کہ یہ زبانوں کے خاندان کا نمائندہ ہے۔ اسی طرح براعظم کے شمالی اور شمالی مشرقی حصوں میں زبانوں کا ایک اور ہم رشتہ گروہ شناخت کیا گیا ہے، اگرچہ اس گروہ کے صحیح حدود پر اتفاق نہیں ہو سکا تھا۔ اسے حامی خاندان کہا گیا۔ ان دونوں کے درمیان زبانوں کی ایک بڑی تعداد ہے جن کا ان دونوں میں سے کسی ایک سے بھی رشتہ معلوم نہیں ہوتا، نہ ہی آپس میں کوئی رشتہ معلوم ہوتا ہے۔ ان کو سوڈانی کہا گیا۔ کچھ لوگ محسوس کرتے ہیں کہ یہ محض ایسی مختلف زبانوں کے گروہ کے لیے ایک مناسب اصطلاح ہے جن کے رشتے ابھی معلوم نہیں ہیں، لیکن بعض نے سوڈانی گروہ کو غلطی سے حامی اور بنتو خاندانوں کا حلیف قرار دیا، اس سے غلط فہمی پیدا ہوئی۔

افریقی زبانوں کے ان تینوں "خاندانوں" کی تعریف عام طور پر ان کی کچھ خصوصیات کی بنا پر کی گئی تھی۔ بنتو زبانوں کے بارے میں یہ بتایا گیا کہ ان میں اسمی اقسام کا نظام بھی بہت ترقی یافتہ ہے۔ حامی زبانوں کی تعریف دیگر خصوصیات کے علاوہ یہ بھی تھی کہ اس میں جنس کی تقسیم بہت واضح ہے۔ سوڈانی زبانوں کو یک رکنی اور تانی بتایا جاتا تھا۔ حقیقت یہ ہے کہ ان میں سے کسی سے بھی ان گروہوں کی تخصیص نہیں ہوتی۔ بنتو کی ایسی کئی بولیاں ہیں جن میں اسمی اقسام اور نظام تطابق قریب قریب یا کلی طور پر مفقود ہے۔ بہت سی سوڈانی زبانوں میں اسمی اقسام اور تطابق کا نظام اتنا ہی پیچیدہ ہے۔ خصوصیات پر مبنی درجہ بندی بعض مقاصد

کے لیے تو مفید ہو سکتی ہے لیکن اس طرح کی تقسیم جسے عام طور پر نسلی بتایا جاتا ہے، لیکن اس کی تعریف میں خصوصیات سے مدد لی جاتی ہے، بے حد گمراہ کُن ہوتی ہے۔

27.19 گزشتہ چند برس میں افریقی زبانوں سے متعلق ہمارے علم میں بہت کچھ اضافہ ہوا ہے۔ رفتہ رفتہ ایسے عناصر سامنے آئے ہیں جن سے بہتر درجہ بندی میں مدد ملی ہے۔ پہلے سوڈانی زبانوں کے مختلف گروہوں کی چھان پھٹک کی گئی اور یہ دکھایا گیا کہ ان میں قریبی تعلق ہے۔ یہ بھی دکھایا گیا کہ مختلف گروہوں کا حسب ونسب مشترک ہے، ان کے بڑے گروہوں اور بنتو زبانوں میں بہت سی مشابہتوں کی نشان دہی کی گئی۔ اس دوران میں خصوصیات پر مبنی قدیم پیمانہ کے باطل ہونے کے ثبوت بھی دستیاب ہوتے جا رہے تھے مثلاً مغربی افریقہ کی بہت سی سوڈانی زبانوں کے مارفیمی مادوں کا تفصیلی جائزہ شائع کیا گیا، جس سے یہ اظہر من الشمس ہو گیا کہ کم سے کم بعض تو ان میں یک رکنی یقیناً نہیں ہیں۔

اس کا نتیجہ یہ تھا کہ 1949، 1950 میں افریقی زبانوں کی منصوبہ بندی کا ایک نیا منصوبہ پیش کیا گیا اور اب اسے مقبولیت حاصل ہوتی جا رہی ہے۔ اس سے قدیم حامی زبانوں کا بڑا حصہ سامی زبانوں سے (جن کا مرکز ایشیا ہے) متحد ہو جاتا ہے۔ اور قدیم سوڈانی گروہوں سے ایک گروہ افریقی ایشیائی خاندانوں سے مل جاتا ہے۔ مغربی افریقہ کی سوڈانی زبانوں کی بڑی تعداد نائجر کانگو خاندان سے مل جاتی ہے؛ باقی سوڈانی زبانوں کا احاطہ کرنے کے لیے اور تیرہ چھوٹے خاندان قائم کیے گئے ہیں۔ یہ دعویٰ نہیں کیا گیا کہ یہ لازماً ایک دوسرے سے بالکل آزاد ہیں بلکہ صرف یہ کہ ابھی تک ان کو ہم رشتہ نہیں کہا جا سکتا۔ اب تک ان تیرہ میں سے چار کو مشترک حسب ونسب کی شہادتوں کے انکشافات کی بنا پر متحد کیا جا سکا ہے، اسے چاری۔ نیل خاندان کہا جا سکتا ہے۔ جدید درجہ بندی کو تمام تر تفصیلات میں کوئی حتمی درجہ نہیں دیا جا سکتا، لیکن اس سے قدیم خصوصیاتی الجھنیں صاف ہو گئی ہیں اور مزید پیش رفت کی بنیاد پڑ گئی ہے۔ اجمالی طور پر یہ ٹھیک ہی معلوم ہوتی ہے۔

27.20 دنیا کے باقی حصوں کے بارے میں ہماری لسانیاتی درجہ بندی کی معلومات ان مختلف منازل میں ہیں جن سے افریقی لسانیات گزر چکی ہے۔ جنوبی امریکہ میں ابھی تک ٹھیک طور سے درجہ بندی نہیں کی جا سکی ہے۔ نیو گنی کی زبانیں دو گروہوں میں تقسیم کی جاتی ہیں، ایک ملائی پولینیشیائی جو اپنے واضح نسلی اتحاد میں بنتو سے مشابہ ہے دوسرا پاپوئی

(Papuan) ہے جو سوڈانی کی طرح کباڑ خانہ بنا ہوا ہے، جس میں ہم کبھی ہم رشتہ زبانوں کو چھانٹ نکالیں گے۔ بعض علاقوں میں ہماری معلومات افریقی معلومات سے کہیں زیادہ ہیں۔ مثلاً یورپ میں زبان کی درجہ بندی کے بہت سے مسائل حل ہو چکے ہیں اور بڑی تفصیل سے تقابلی کام ہو چکا ہے۔

27.21 دنیا کی زبانوں کی تعداد کے بارے میں ہماری ناواقفیت کا دوسرا سبب ہمارا ناقص علم ہے۔ بہت سے علاقوں کے بارے میں ہماری معلومات بہت تشنہ ہیں۔ حال ہی میں ایک کتاب شائع ہوئی ہے جس کا مقصد مغربی افریقہ کی زبانوں اور بولیوں کی فہرست پیش کرنا ہے جیسی سرپرستی میں یہ شائع ہوئی ہے وہ اس کے اعلیٰ معیار اور جدید ترین سائنسی معلومات کی حدود میں اس کی جامعیت کی ضمانت ہونی چاہیے۔ اس لیے مسائل کی نظیر پیش کرنے کے لیے مغربی افریقہ کو عمدہ مثال بنایا جا سکتا ہے۔ یوں ایسے علاقے بھی ہیں جن کے بارے میں ہماری معلومات زیادہ مکمل ہیں مثلاً یورپ اور ایسے بھی جن کے بارے میں ہماری معلومات بہت ناقص ہیں مثلاً نیوگنی۔

زبانوں کی جو بڑی تعداد اس میں درج کی گئی ہے، ان میں سے کم سے کم ایک تہائی میں کچھ نہ کچھ تحفظات رکھے گئے ہیں۔ بہت سی زبانوں کے بارے میں تمام تر جو بات کہی گئی وہ صرف اتنی ہے کہ کسی سیاح نے اس علاقہ میں اس نام کی زبان بتائی ہے۔ ان میں سے بہت سی زبانوں کے درجہ کا تعین کا ہمارے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔ ہو سکتا ہے ان میں سے بعض کی حیثیت زبانوں کی ہے۔ دوسری شاید کسی پڑوسی زبان کی ذرا سی ممتاز بولیاں ہوں۔ بعض صورتوں میں جس کو "زبان" کہا گیا ہے، اسے شاید متعین بولی کا درجہ بھی دینا مشکل ہو۔ ان میں سے بہت سی معلومات ایسے لوگوں نے فراہم کی ہیں جو لسانیات یا اس علاقہ کی زبانوں کے بارے میں بہت کم واقفیت رکھتے ہیں۔ علاوہ بریں اگر بعض زبانوں کی معلومات کا ذریعہ ایسی سرسری اطلاعات ہی ہیں تو کیا بعید ہے کہ بہت سی ایسی زبانیں بھی رہ گئی ہوں جن کی کوئی اطلاع نہیں دی گئی۔

بعض اوقات جس کو ایک زبان کہا جاتا ہے بعد میں معلوم ہوتا ہے کہ وہ دو یا زیادہ زبانوں کا مجموعہ ہے اور شاید ان میں کوئی تعلق نہ ہو۔ اس قسم کی ایک ممیز صورت فرانسیسی استوائی افریقہ کی زبان ممی (Mimi) ہے۔ اس کا علم سیاحوں کے دو مختصر وقائع سے ہوا۔ لیکن لطف کی بات یہ ہے کہ دونوں ایک ہی زبان پر مبنی نہیں ہیں اور حقیقتاً مختلف خاندانوں

کی دو زبانوں سے متعلّق ہیں۔ اور بھی کتنی "زبانیں" اسی طرح کے گروہ ہیں۔

27.22 کسی بھی زبان پر جو توضیحی کام کیا جا سکتا ہے وہ خاصا عظیم ہے۔ کسی زبان کے بارے میں نہیں کہا جا سکتا کہ اس کی توضیح مکمّل ہو گئی تو دنیا کی تمام زبانوں کی مکمّل توضیح کی امید محض شیخ چلی کا منصوبہ ہو سکتا ہے۔ عالمی زبانوں کی تسلی بخش معلومات مرتّب کرنے کے کم سے کم مقتضیات درج ذیل ہیں۔

ہر زبان اور ہر بڑی بولی کے لیے یہ چیزیں درکار ہوں گی: فونیمیات اور مارفیمیات کا مختصر خاکہ، چند ہزار الفاظ کی فرہنگ؛ کچھ متن جس کا کسی بہتر معلوم زبان میں ترجمہ بھی ہو؛ زبان کہاں بولی جاتی ہے اور اس کے بولنے والے کون ہیں' نیز اس کے بولنے والے اور پڑوسی علاقوں کے لوگ اسے کس نام سے یاد کرتے ہیں۔ اس قدر معلومات حاصل ہوں تو زبانوں کی معتبر فہرست سازی اور درجہ بندی کی جا سکتی ہے۔

اس کے علاوہ تفصیلی اطلاعات کی اکثر ضرورت ہوتی ہے سماجی طور پر زیادہ اہم زبانوں کی' اور ہر گروہ سے کچھ نمونہ کی زبانوں کی خواہ وہ سماجی اہمیت کی حامل ہوں یا نہ ہوں مفصل توضیح ہونی چاہیے۔ یہ حیرت کی بات ہے کہ صرف چند ایک زبانوں کی ہی مناسب لغات موجود ہیں۔ یعنی ایسی لغت جس میں مندرج الفاظ کی تعداد لاکھوں میں ہو اور جس میں صرف لفظ کا لفظ سے ترجمہ نہ ہو' بلکہ محل استعمال کی مثالیں اور معنی کی مفصل بحث ہو۔ ایسی بہت سی لغات کی ضرورت ہے۔ مناسب قواعدیں تو اور بھی کم زبانوں کی ہیں۔ جو قواعدیں موجود ہیں' ان میں سے بیشتر ایسی ہیں جنہیں کسی غیر متعلّق سانچے میں بٹھا دیا گیا اور کبھی کبھی تو یہ سانچہ زبان کی ساخت سے بالکل مختلف ہوتا ہے۔ نحو کا مطالعہ تو اور بھی کمیاب ہے؛ لہجے اور اس جیسی دوسری کیفیات کے مطالعے تو سرے سے معدوم ہیں۔ توضیحی لسانیات کا بنیادی کام، یعنی زبانوں کی توضیح، ابھی تک تسلی بخش طور پر ہُوا ہی نہیں۔

27.23 اگر دنیا بھر کے توضیحی لسانیات کے ماہرین کی خدمات زبانوں کی قلیل ترین توضیح کے لیے مل جائیں اور انہیں منصوبہ کے تحت رکھا جا سکے' جسے مالی استعانت اور رہ نمائی حاصل ہو تو پہلا مقصد دس سال میں حاصل ہو سکتا ہے لیکن مالی مجبوریوں سے قطع نظر بھی یہ کام اتنا آسان نہیں۔ دوسری اہم مصروفیات بھی ہیں جن میں ماہرین کا وقت خراب ہوگا: ترجیحی قائم مقامیوں کے ذریعہ کام کو جاری رکھنا، ان کے علم سے "آزاد" تعلیم کو فائدہ پہنچانا' دوسے

شعبوں میں ماہرین کی تربیت کرنا، لسانیاتی نظریوں اور طریقوں کی نشوونما کے لیے بنیادی تحقیقی کاموں کا جاری رکھنا، نئی دریافتوں کا مختلف عملی مسائل مثلاً تعلیم زبان پر اطلاق کرنا، تعلقات عامہ کے پروگرام کو جاری رکھنا جس سے عوام کو معلوم ہوتا رہے کہ کیا کام ہو رہا ہے اور ان کاموں کے لیے نئے لوگوں کو بھرتی کرنا وغیرہ۔ سیدھی سی بات یہ ہے کہ ابھی توضیحی لسانیات کے ماہرین کی تعداد بھی کافی نہیں ہے نہ ہی انہیں کام کرنے کی مالی اور دیگر سہولتیں حاصل ہیں۔

تاہم ان میں بعض چیزوں کی فوری ضرورت بھی ہے۔ علمی نقطۂ نظر سے بھی ایک فوری ضرورت ہے اور وہ یہ کہ مواد معدوم ہوتا چلا جا رہا ہے۔ زبانیں یا تو بدل رہی ہیں یا غائب ہو رہی ہیں۔ ان میں سے بعض جامع نظریہ قائم کرنے میں بہت مفید ثابت ہو سکتی ہیں۔ ایک عملی ضرورت بھی ہے۔ آئے دن ایسے فیصلے کیے جا رہے ہیں جن کے پیش نظر لوگوں کے زبان کے علم میں اضافہ ہو جائے۔ ہجا وضع کیے جا رہے ہیں اور نئی تحریری زبانیں وجود میں آ رہی ہیں۔ مقامی زبانوں کی تعلیم پر توجہ دی جا رہی ہے حالانکہ کبھی کبھی ان زبانوں کی صحیح معلومات بھی نہیں ہوتیں، نہ درپیش آنے والے مسائل کا علم ہوتا ہے چھوٹی چھوٹی بولیوں کو قربان کر کے سرکاری یا تجارتی زبانوں کو وسعت دینے کی کوشش کی جا رہی ہے؛ معلومات کافی ہوں تو بعض اوقات زیادہ گڑبڑ پیدا کیے بغیر یہ تغیرات ہو سکتے ہیں۔ بعض کم معروف لیکن وسیع علاقوں میں بولی جانے والی زبانوں میں مہارت کی ضرورت محسوس کی جا رہی ہے؛ اکثر صورتوں میں زبان کی ساخت کا اتنا کم علم ہے کہ اس کی موثر تدریس ممکن نہیں۔

27.24 اس سب سے اس ضرورت کی طرف اشارہ ہوتا ہے کہ توضیحی لسانیات کے مزید ماہرین ہونے چاہئیں۔ ایک حالیہ اندازے کے مطابق ریاست ہائے متحدہ میں تین سو ماہرین ہیں۔ دس سال پیشتر تعداد بہت کم تھی، شاید یہ اضافہ جاری رہے گا۔ تاہم ابھی اس بات کی توقع نہیں کہ اتنے ماہرین ہو جائیں گے جو اس تمام میدانی کام کو سرانجام دے سکیں جس کی سخت ضرورت ہے۔

اس سے یہ بات عیاں ہوتی ہے کہ اس علم کے شائقین کے لیے عمدہ مواقع موجود ہیں۔ ماضی میں زیادہ تر لسانیاتی کام مبلّغین، نوآبادیاتی حکام، تجار وغیرہ جیسے اشخاص کرتے رہے ان کا کام اس پایہ کا نہیں تھا جیسا ہونا چاہیے تھا۔ پھر یہ کہ اس کا اکثر حصہ جدید طریقوں کے ارتقا سے پہلے کا ہے یعنی اس وقت کا جب کوئی پیشہ ور ماہر بھی شاید اس سے کچھ ہی بہتر

کر سکتا۔ فی الوقت اس بات کی اشد ضرورت ہے کہ اس علم کے بنیادی تصوّرات اور طریقوں سے لوگ واقف ہوں۔ اس قسم کے شائقین ایسے نتائج برآمد کر سکتے ہیں جو جدید معیاروں پر پورے اتریں۔ یہ بات بالکل عملی انداز میں ہونی چاہیے۔ چوں کہ بہت سے لوگ متعلقہ زبانوں کو سیکھنے کا شوق رکھتے ہیں اس لیے خود بھی اکتسابِ زبان میں ان نظریات اور طریقوں سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔

مطالعہ زبان میں ایک مہتم بالشان منصوبہ New English Dictionary کا ہے۔ اس مقصد کے لیے انگریزی ادب کے متنوع حصّوں سے کئی لاکھ اقوال جمع کیے گئے۔ یہ کام 1300 قارئین نے اکثر نے رضاکارانہ طور پر کیا۔ جہاں تک مجھے علم ہے، توضیحی لسانیات میں ایسی اجتماعی اور منظم کوشش ابھی تک نہیں کی گئی۔ البتہ جغرافیہ اور سماجی لسانیات کے میدانوں میں کچھ کام ہُوا ہے، تاہم اس کی انجام دہی میں ممکن معلوم ہوتی ہے۔ فلکیات میں دم دار تاروں اور شہاب ثاقب کے مشاہدات کے منظم منصوبے زیادہ تر رضاکار شوقین لوگوں پر منحصر تھے۔ موسمیات کا انحصار بھی زیادہ تر موسم کے ان اندراجات پر تھا جو رضاکارانہ طور پر کیے گئے تھے۔ ان جیسے علوم کی مثالوں سے اس بات کا اندازہ ہوتا ہے کہ اگر ایسی قوتوں کو منظم کیا جا سکے تو یہ بیش بہا ثابت ہوں گی۔ اتنے بڑے پیمانہ پر کام شروع کرنے کے علاوہ اور بھی بہت سے طریقے ہیں جن میں انفرادی کارکن ازراہِ شوق یا دوسرے پیشوں کے ذیلی کام کی حیثیت سے اہم مواد اکٹھا کر سکتے ہیں۔ یہ زیادہ موثر اسی وقت ہو سکتا ہے جب پیشہ ور اور شوقین لوگوں کے درمیان زیادہ سے زیادہ تعاون ہو۔ ایسا تعاون ہو جائے تو ہم توقع کر سکتے ہیں کہ چند سال میں ہی عالمی زبانوں کے بارے میں ہمارے علم میں بہت اضافہ ہو جائے گا۔

باب

28

# کچھ زبانیں اور ان کے خاندان

28.1 ۔بڑی زبانوں کے گروہ میں سماجی اہمیت اور ماہرینِ لسانیات کی دل چسپی دونوں ہی کے اعتبار سے سب سے بڑا اور سب سے اہم خاندان ہندیورپی زبانوں کا ہے۔ اس خاندان کے مطالعہ کے سلسلے میں تقابلی طریقوں کا اطلاق ابتدا ہی میں کیا گیا تھا اور ہندیورپی پر جتنا کام ہوا ہے اتنا تمام زبانوں پر ملاکر بھی نہیں ہوا۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ اس خاندان کے بہت سے خصائص بخوبی معلوم ہیں۔ اس خاندان کی حدود یا جن بڑے گروہوں میں اس کو تقسیم کیا جاتا ہے ان کے بارے میں زیادہ بحث و تمحیص کی گنجائش نہیں رہ گئی۔ البتہ ان گروہوں کے باہمی رشتہ کی تفصیلات کے بارے میں کچھ اختلاف ضرور ہے۔ زیادہ تر یہ اس وجہ سے ہے کہ تقابلی لسانیات کے قدیم طریقے ان معاملات کا دوٹوک جواب دینے کے لیے کافی نہیں تھے۔ ابھی یہ دیکھنا ہے کہ آیا نئے طریقے کامیاب ہوسکیں گے۔ آئندہ کئی مشقوں میں ہندیورپی خاندان کی بڑی شاخوں کا مختصر تذکرہ کیا گیا ہے۔

28.2 جرمنک زبانوں میں اہم زبانوں کے تین گروہ شامل ہیں: انگریزی فریسیائی ولندیزی، جرمن اور اسکنڈینیویائی۔ پہلے میں ایک تو انگریزی شامل ہے جو دورِ حاضر کی سب سے بڑی زبان ہے، دوسرے فریسیائی جسے نیدرلینڈ کے ساحل اور جرمنی میں بسنے والے تھوڑے سے لوگ بولتے ہیں۔ براعظم یورپ میں ولندیزی۔ جرمن

کے علاقہ میں تین معروف تحریری زبانیں ہیں۔ —— جرمن، ولندیزی اور فلیمی (دیکھیے مشق 26.10) خاص طور پر پہلی دو غیر ملکوں میں بھی پھیل گئی ہیں اور دنیا کے بہت سے حصّوں میں بولی جاتی ہیں۔ متحدہ جنوبی افریقہ کی دو سرکاری زبانوں میں سے ایک افریقان ولندیزی زبان سے ماخوذ ہے۔ یدش بنیادی طور پر جرمن بولی ہے جو تحریری شکل میں عبرانی ابجد کا استعمال کرتی ہے۔ اسکنڈی نیویا میں چار تحریری زبانیں ہیں۔ ڈنمارک میں ڈینی، سویڈن اور فن لینڈ میں سویڈش، ناروے میں دو متقابل تحریری روایات ہیں: بوکمال (Bokmål) اور ننورسک (Nynorsk) آئستانی کو بھی اسکنڈینویائی گروہ میں شامل کیا جاتا ہے۔ جرمنک زبان میں قدیم ترین اور طویل دستاویزیں گوتھک (Gothic) تحریریں ہیں جن کا ترجمہ وُلفِلا نے چوتھی صدی میں کیا تھا، لیکن اس کا صرف ایک ہی حصّہ محفوظ رہ سکا ہے۔ قدیم ترین اسکنڈینویائی کی کچھ تحریریں قدیم نورس (Old Norse) میں ہیں جو بارھویں صدی کی ہیں۔ ولندیزی جرمن علاقہ کی دستاویزات جو جدید زبانوں کے صورت پذیر ہونے سے پہلے کی ہیں کئی بولیوں کی مظہر ہیں۔ ان میں سے قدیم سیکسنی اور قدیم جنوبی جرمن کا سب سے زیادہ ذکر کیا جاتا ہے۔ نارمنوں کی فتح سے پہلے کی برطانوی جرمنک بولیوں کا مناسب ترین نام قدیم انگریزی ہو سکتا ہے لیکن ذرا کم موزوں نام اینگلو سیکسن زیادہ استعمال ہوتا ہے۔

28.3 کیلٹک (Celtic) زبانیں پہلے بہت پھیلی ہوئی تھیں لیکن اب ان میں سے صرف چار میں کچھ جان باقی رہ گئی ہے۔ فرانس کے انتہائی شمال مغرب میں برٹین (Breton) زبان کو فرانسیسی کا سامنا ہے اور یہ رفتہ رفتہ ختم ہوتی جارہی ہے —— ویلش (Welsh) آئرش (Irish) اور اسکاٹس گیلک (Scots Gaelic) تنہائی پسندی اور علاقائی قومیت کے سہارے انگریزی میں ضم ہونے سے محفوظ ہیں

28.4 رومانی (Romance) زبانوں میں پانچ خاص تحریری زبانیں شامل ہیں: پرتگالی پرتگال اور برازیل کی زبان ہے۔ نیز افریقہ اور ایشیا میں پرتگالی نوآبادیوں میں اسے سرکاری زبان کا درجہ حاصل ہے۔ اسپینی: اسپین کے بڑے حصّہ کی اور برازیل کو چھوڑ کر لاطینی امریکہ کی زبان ہے۔ فرانسیسی: فرانس کی اور بہت سی سابق فرانسیسی نوآبادیوں کی سرکاری زبان ہے۔ ساتھ ہی یہ بلجیم، بلجیں کانگو، سوئٹزرلینڈ

اور کناڈا کی سرکاری زبانوں میں سے بھی ایک ہے۔ اطالوی اٹلی کی سرکاری زبان ہے اور تارکین اٹلی کی بول چال کی زبان۔ رومانیائی، رومانیہ کی سرکاری زبان ہے۔ رومانس ( Romance ) کے علاقہ میں لسانی اور سیاسی سرحدوں میں اتفاق سے ہی کہیں مطابقت ہے۔ اسپین کی نمایاں بولی کٹیلان ( Catalan ) کو ایک الگ زبان مانا جاتا ہے اور گلیشیائی بولیوں کا اسپینی سے زیادہ پرتگالی سے تعلق ہے۔ فرانس کے جنوبی حصہ میں مقامی بولیوں کو مجموعی طور پر پراونشیل ( Provençal ) کہا جاتا ہے۔ اگر سیاسی حالات کا دباؤ نہ ہوتا تو ان سے ایک اور اہم تحریری زبان بن گئی ہوتی۔ سارڈینی زبان اطالوی سے ممتاز ہے۔ شمال مشرقی اٹلی کے الپائن علاقوں میں اور سوئٹزرلینڈ کے ملحقہ حصے میں قریبی ہم رشتہ بولیوں کا ایک گروہ ہے جسے ماہرین ریتو رومانی کا نام دیتے ہیں۔ ان میں سے ایک نے جسے رومانش ( Romansch ) کہا جاتا ہے تحریری شکل اختیار کرلی ہے اور (جرمن، فرانسیسی اور اطالوی کے ساتھ) جمہوریہ سوئٹزرلینڈ کی ایک سرکاری زبان بن گئی ہے۔ یورپ سے باہر کے بعض علاقوں میں رومانی ; Romance ) زبانوں سے ماخوذ مقامی بولیاں بن گئی ہیں۔ ان میں سب سے زیادہ ممتاز اور سماجی حیثیت سے اہم ہیتیائی بولی ہے۔

قدیم لاطینی جو اپنے وسیع ادب کی وجہ سے مشہور ہے، ان تمام جدید رومانی زبانوں کا مشترک ماخذ کہی جا سکتی ہے۔ موخرالذکر شاید بول چال کی زبان رہی ہو۔ اسی لیے اسے کبھی کبھی گنوارو لاطینی کہا جاتا ہے لیکن یہ اصطلاح کسی قطعیت کے ساتھ استعمال نہیں ہوتی۔ پرانے زمانہ میں کئی اور ہندیورپی زبانیں اٹلی میں بولی جاتی تھیں، ان سب میں قریب کا رشتہ نہیں تھا۔ بعض کی دستاویزی شہادتیں اتنی کم ہیں کہ ان کے باہمی رشتہ کا کوئی ثبوت فراہم نہیں کیا جا سکتا۔ لاطینی سے تعلق رکھنے والی زبانوں کو اطالوی شاخ کہا جاتا ہے۔ اس گروہ میں لاطینی سے متعلق اوسکائی، امبریائی اور وینتی زبانیں ہیں۔ ایترسکائی ( Etruscan ) جو اٹلی کی اہم ترین قوموں کی زبان ہے، ہندیورپی نہیں ہے اور ابھی تک اس کا کسی اور خاندان سے بھی رشتہ قائم نہیں کیا جا سکا۔

28.5 مشرقی یورپ کے بڑے حصے میں سلاوی زبانوں کے بولنے والے پھیلے ہوئے ہیں۔ ان کی نصف آبادی روسی استعمال کرتی ہے۔ اصلاً یہ ماسکو کے اردگرد کے علاقہ

## Some Languages and Language Families
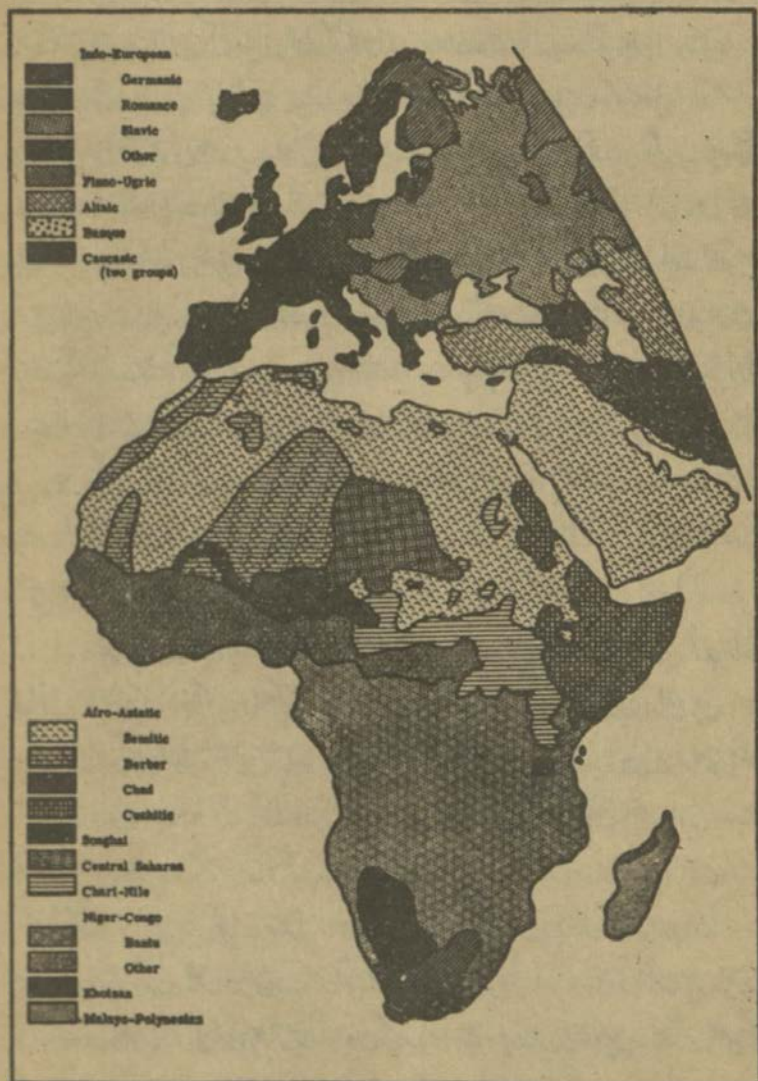
Chief Language Groups in Europe, the Near East, and Africa

کی زبان تھی لیکن اب پورے شمالی ایشیا میں پھیلی ہوئی ہے۔ ان علاقوں کی بہت سی مقامی زبانوں کی جگہ پر اس نے قبضہ کر لیا ہے۔ یہ سوویت روس کے ان علاقوں میں جہاں دوسری زبانیں غالب ہیں اور روسی حلقۂ اثر کے ممالک میں ثانوی زبان کی حیثیت سے استعمال ہوتی ہے۔ اس سے اسے عالمی زبانوں میں بڑا اہم مقام حاصل ہو گیا ہے۔ اور شاید سیاسی و سماجی اہمیت میں انگریزی کے بعد اسی کا نمبر ہے۔ سوویت یونین میں ہی روس کے جنوب مشرقی علاقہ میں قدرے مختلف بائیلو روسی ( Byelorussian ) اور یوکرینی زبانیں استعمال ہوتی ہیں۔ تین اور سلاوی زبانیں ایسا مرکزہ ثابت ہوئیں جس کے گرد پہلی جنگِ عظیم کے بعد بہت سی آزاد ریاستیں مجتمع ہو گئیں۔ یہ پولستانی، زیک، اور سلوواک ( Czech and Slovak ) (ایک ہی زبان کی بولیاں) اور سربوکروشیائی (جس کی دو تحریری زبانیں سربیائی اور کروشیائی ہیں) ہیں۔ بلگاری بھی طویل عرصہ سے یہی خدمت انجام دے رہی ہے۔ سلاوی گروہ کی پہلی تحریری زبان قدیم کلیسائی سلیوانی ( Old Church Slavonic ) ہے۔ اس کا آغاز نویں صدی سے ہوتا ہے۔ بعض قدامت پرست کلیساؤں میں اسے آج بھی کلیسائی زبان کی حیثیت سے استعمال کیا جاتا ہے۔

28.6 بالٹائی شاخ میں صرف دو زبانیں لتھوانی اور لیٹوین ( Latvian ) ہیں جنہیں کچھ سماجی حیثیت حاصل ہے۔ البانیائی جس کا کوئی قریبی رشتہ ابھی نہیں معلوم ہو سکا۔ خود البانیائی شاخ ہے۔ آرمینیائی جو جنوبی کاکیشیا، مشرق قریب کی بعض بستیوں اور دوسری جگہوں پر بولی جاتی ہے۔ آرمینیائی شاخ کہلاتی ہے۔

جدید یونانی: یونانی بہت سی قدیم شکلوں کے ساتھ مل کر یونانی شاخ بناتی ہے۔ قدیم یونانی ایسی بولیوں کا ملغوبہ ہے جو ایجین علاقہ میں ہند یورپی بولنے والے لوگوں کی متواتر لہروں کا مظہر ہیں۔ حال ہی میں جو دستاویزیں پڑھی گئیں ان سے یونانی کی تاریخ تین ہزار سال تک پہنچ جاتی ہے۔ اتنی طویل مدت میں بڑی تبدیلیاں ہو جانی ہی چاہیے تھیں۔ اس لیے اس کی مختلف منازل میں امتیاز قائم کرنا بہت ضروری ہے۔ لیکن عام طور پر ان اختلافات کی شناخت کیے بغیر اور یہ تعین کیے بغیر کہ یونانی کی کون سی صورت مراد ہے، صرف "یونانی" ہی کہہ دیا جاتا ہے جو درست نہیں ہے۔

28.7 ایرانی شاخ میں چار اہم زبانیں یا ہم رشتہ زبانوں کے چار گروہ شامل ہیں۔ مشرقی ترکی، عراق اور مغربی ایران میں کرد زبان ہے۔ ایران کے بڑے حصّے میں فارسی استعمال ہوتی ہے۔ ہندو پاکستان کے مسلمانوں میں فارسی کو ثانوی زبان کا درجہ حاصل ہے۔ افغانستان کے کچھ حصّوں اور پاکستان کے ملحقہ علاقوں میں پشتو استعمال ہوتی ہے۔ پاکستان میں بلوچستان کی خاص زبان بلوچی ہے۔ بہت سی قدیم ایرانی زبانوں نے خاصے ادبی اثرات چھوڑے ہیں۔ سب سے قدیم فارسی قدیم ہے، تیسری سے چھٹی صدی قبلِ مسیح تک اس کا سراغ ملتا ہے۔ یہ اوستائی زرتشتی صحیفوں کی زبان ہے۔ فارسی مملکت میں زمانہ مابعد مسیح میں پہلوی زبان استعمال ہوتی تھی۔

28.8 ہند آریائی ( Indic ) شاخ میں شمالی ہندوستان اور پاکستان کی بہت سی زبانیں شامل ہیں۔ اس شاخ میں زبانوں کی کثیر تعداد ہے اور بعض زبانوں کو بڑی آبادیاں استعمال کرتی ہیں۔ عام بولیوں پر مبنی زبانوں کی درجہ بندی ہندوپاکستان کے لوگوں کے عام خیال سے مطابقت نہیں رکھتی۔ ہندی اور اردو دو ادبی زبانیں ایسی ہیں جو مختلف النوع بولیوں کے ساتھ ساتھ استعمال ہوتی ہیں۔ ہندی جمہوریہ ہند کی سرکاری زبان ہے اور اردو پاکستان کی۔ اس گروہ کی دوسری معروف زبانیں بنگالی، آسامی، اڑیہ، مرہٹی، گجراتی، سندھی، پنجابی، کشمیری اور نیپالی ہیں۔ لنکا کی خاص زبان سنہالی جو اپنے اصل علاقہ سے کٹ گئی ہے انڈک ہی ہے۔

ہند آریائی شاخ کی اپنی طویل ادبی تاریخ ہے۔ اس ادب کا بڑا سرمایہ سنسکرت میں ہے جسے آج بھی ادبی اور مذہبی زبان کی حیثیت سے ہندوستان میں استعمال کیا جاتا ہے۔ توضیحی لسّانیات کے ترقی یافتہ طریقوں کے باعث جن کی معراج چوتھی صدی قبلِ مسیح میں پانینی کے ہاں نظر آتی ہے اور مغربی عالموں کے سنسکرت سے آشنا ہونے کے بعد جدید لسّانیاتی علوم کے ارتقا میں جو تیزی پیدا ہوئی ہے اس کے باعث سنسکرت سے ماہرینِ لسّانیات کو خاص دل چسپی پیدا ہوگئی ہے۔ ویدیں، جو قدیم سنسکرت سے تعلق رکھنے والی زبان میں لکھی گئی ہیں۔ ہندیورپی زبان کی قدیم ترین دستاویز کہی جا سکتی ہیں۔ اگرچہ ان کی تحریری شکل کافی بعد کے زمانہ کی ہے۔ دوسری قدیم ہند آریائی زبانیں پراکریتیں کہلاتی ہیں۔

ہند آریائی اور ایرانی زبانوں کو ملاکر ہند ایرانی بھی کہا جاتا ہے۔

28.9 بعض ہندیورپی زبانیں معدوم ہو چکی ہیں لیکن ان کی کچھ تحریریں ملتی ہیں۔ ان میں طویل مجموعوں سے لے کر مختصر سی عبارتوں تک موجود ہیں۔ ان میں سے جو زیادہ مستند ہیں ان کی درجہ بندی متیقن کے ساتھ کی جا سکتی ہے۔ تمام تر دستیاب مواد کے تجزیہ کے بعد بھی باقی کا ابھی تک صحیح مقام متعیّن نہیں کیا جا سکا۔ سب سے زیادہ معروف تخاری شاخ کی زبانیں ہیں۔ ان میں کی دو زبانیں ساتویں سے دسویں صدی تک وسط ایشیا میں بولی جاتی تھیں۔ ہندیورپی کے مطالعہ میں ان کی خاص اہمیت اس وجہ سے بھی ہے کہ یہ اس خاندان میں ایک شاخ کا اضافہ کرتی ہیں۔ ہندیورپی کی بعض اور زبانیں جن کو مذکورہ بالا کسی شاخ سے بھی منسوب کیا جا سکتا، بحیرہ روم کے علاقہ میں پائی جاتی ہیں، جن کا ذکر اکثر آتا ہے۔ ان میں سے دو الیریائی اور فریجیائی ہیں۔

28.10 ڈیڑھ ہزار سال قبلِ مسیح کی بعض تختیوں اور دوسری تحریروں سے حتی زبان کا علم ہوتا ہے۔ ایشیائے کوچک کی اور بہت سی زبانوں کو ملاکر اناطولی کہا جاتا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ان زبانوں کا ہندیورپی سے رشتہ رہا ہے لیکن اس رشتہ کی نوعیت پر ابھی تک اتفاق رائے نہیں ہو سکا۔ کچھ لوگ اناطولی کو ہندیورپی ہی کی ایک شاخ قرار دیتے ہیں۔ اکثر لوگوں کا خیال یہ ہے کہ ہندیورپی کے موجودہ شاخوں میں بٹنے سے پہلے ہی اناطولی اس سے الگ ہو چکی تھی اسی لیے اناطولی اور ہندیورپی کو ملاکر ایک اور بڑا گروہ ہندحتی بنایا جاتا ہے۔

28.11 فنویوگری ( **Finno-Ugric** ) خاندان میں یورپ کی تین اہم زبانیں شامل ہیں۔ فنی، ایسٹونیائی ( *Estonian* ) اور ہنگاری۔ علاوہ ازیں اور بھی کئی زبانیں ہیں جو شمالی یورپ اور ایشیا میں منتشر طور پر پھیلی ہوئی ہیں۔ ان میں لاپی، موردون ـــــ ( *Mordvin* ) چریمس ( *Cheremiss* ) اور ووتیاک ( *Votyak* ) شامل ہیں۔ یسموپائی زبانیں ہم رشتہ ہیں۔

28.12 الطائی خاندان میں تین شاخیں ہیں۔ ترکستانی زبانوں میں ترکی، اکاکیشیا اور شمال مغربی ایران میں بولی جانے والی آذربائیجانی، وسط ایشیا کی کئی ایک زبانیں اور بولیاں خاص طور پر کرغیز، ازبک، ترکمان اور قازاق شامل ہیں۔ منگولی شاخ میں

بہت سی ہم رشتہ زبانیں ہیں، جنہیں ایک ساتھ منگولیائی کہا جاتا ہے۔ تیسری شاخ میں منچو اور تنگس ( Tungus ) زبانیں ہیں جو منگولیا کے مشرق میں بولی جاتی ہیں۔

28.13 کاکیشیا متنوع بولیوں کا علاقہ ہے۔ آرمینیائی، آذر بائیجانی، ایرانی، روسی، یوکرینی زبانوں کا ذکر ہو چکا ہے۔ ان کے علاوہ یہاں متعدد زبانیں بولی جاتی ہیں۔ جنہیں ایک ساتھ کاکیشیائی کہا جاتا ہے۔ یہ بات تسلی بخش نہیں ہے۔ کیونکہ ان میں سے بعض کے درمیان رشتہ ثابت نہیں کیا جا سکتا، ان کو دو خاندانوں میں رکھا جا سکتا ہے۔ جنوب کا کیشیائی خاندان میں جارجیائی جس کا قدیم ادب بھی ہے اور منگریلیائی زبانیں شامل ہیں۔ شمالی کاکیشیائی خاندان میں بہت سی زبانیں شامل ہیں جن میں سے معروف ابخاسی، آدر، مششن اور قباردی زبانیں ہیں۔

28.14 فرانس کے مغربی پیرینیز اور اسپین میں تھوڑے سے لوگ باسک زبان بولتے ہیں۔ اس کا خاندانی رشتہ حال کی بحثوں اور قیاسات کا موضوع بنا ہوا ہے۔ عالم قدیم کے ہر لسانی خاندان سے اس کا رشتہ تجویز کیا جا چکا ہے۔ لیکن کوئی بھی تجویز قابلِ قبول علمی طریقوں سے ثابت نہیں کی جا سکی۔ اس لیے ابھی باسک خود ایک خاندان ہے۔

28.15 افریشیائی خاندان کو اس لیے یہ نام دیا جاتا ہے کہ اس کی زبانیں شمالی افریقہ اور جنوب مغربی ایشیا میں بولی جاتی ہیں۔ اس کی پانچ شاخیں ہیں؛ سامی، مصری، بربر، کُشتی اور خاد۔ آخری چار کو حامی اور پورے خاندان کو حام سامی کہا جاتا ہے۔ یہ اصطلاح بہت مہمل ہے کیوں کہ اس کا ادعا یہ ہے کہ حامی کی چاروں شاخوں کا آپسی رشتہ سامی سے کہیں زیادہ ہے حالانکہ صورتِ حال یہ معلوم نہیں ہوتی۔

28.16 سامی شاخ بہت معروف ہے۔ عبرانی، عربی اور حبش کی کچھ زبانیں اپنے الوقت زبانوں کی حیثیت سے اہمیت رکھتی ہیں۔ عربی میں بہت مختلف النوع بولیاں شامل ہیں روایتاً اگر ان کو ایک نہ تسلیم کیا جائے تو یہ الگ الگ زبانیں کہی جا سکتی ہیں۔ بہت سی قدیم سامی زبانیں مشہور ہیں اور ان میں خاصا وقیع ادب بھی موجود ہے۔ اکادی (جسے اسیریائی یا بابلی بھی کہا جاتا ہے) اور سمیری (جس کا رشتہ ابھی معلوم نہیں ہو سکا۔ لیکن جو یقیناً افریشیائی نہیں ہے۔) میسوپوٹامیا کے میخی ادب کی خاص زبانیں ہیں۔

ان زبانوں میں قدیم ترین تاریخی تحریریں ملتی ہیں۔ آرامی اور شامی قریبی رشتہ کی بولیاں ہیں۔ اکادیوں کے زوال کے بعد مشرقِ قریب میں تجارت وحکومت کے ذرائع رسل و رسائل پر آرامی زبانوں کا غلبہ رہا۔ یہودی ربانی ادب کی زبان کی حیثیت سے آرامی کی ایک شکل کو آج بھی بڑی اہمیت حاصل ہے بعض مشرقی کلیساؤں اور قدیم عیسائی ادب کی مذہبی زبان شامی ہے۔ عبرانی سے ذرا سی مختلف فنیقی کو بحیرہ روم کی تجارتی زبان کی حیثیت سے بہت اہمیت حاصل رہ چکی ہے۔ اغلب یہ ہے کہ ابجد کی ابتدا اسی زبان سے ہوئی۔ اسی زبان کی ایک بعد کی شکل جسے پیونک (Punic) کہا جاتا ہے۔ کارتھیجینی ( Carthaginian ) سلطنت کی زبان رہ چکی ہے۔ عبرانی جو قدیم کنعان کی زبان تھی خاص طور پر اس لیے اہم ہے کہ عہد نامۂ قدیم کے صحیفوں کا بڑا حصّہ اسی میں ہے (کچھ حصّہ آرامی میں ہے) قبلِ مسیح زمانہ میں بول چال میں اس کی جگہ آرامی نے لے لی تھی لیکن مذہبی اور ادبی حیثیت سے اس کا استعمال برابر ہوتا رہا۔ اور اب بول چال کی زبان کی حیثیت سے اسرائیل میں اس کا احیا ہورہا ہے۔ اس طویل تاریخ میں تغیرات ناگزیر تھے۔ چنانچہ جدید عبرانی قدیم عبرانی سے بہت مختلف ہے۔ عربستان کے جنوبی حصّہ میں مقامی بولیوں کو مجموعی طور پر جنوبی عربی کہا جاتا ہے۔ یہ قدیم عربی یا شمالی بولیوں سے بہت مختلف ہے۔ تاہم قدیم عربی اس علاقہ کی کثیر الاستعمال تحریری زبان ہے۔ حبش میں تین اہم سامی زبانیں ہیں۔ امہری جو وسطِ ملک میں بولی جاتی ہے سرکاری زبان ہے۔ تغری ( Tigré ) اور تغرینا ( Tigriña ) شمال میں بولی جاتی ہیں جیعز ( Ge'ez ) ( جسے عام طور پر حبشی بھی کہا جاتا ہے۔) ان تینوں سے تعلق رکھنے والی قدیم زبان ہے۔ حبشی کلیسا میں آج بھی اسے مقدس مقام حاصل ہے۔

28.17 افریشیائی زبانوں کی دوسری شاخ میں قدیم مصری اور اس سے ماخوذ قبطی زبان شامل ہے۔ آخر الذکر آج بھی مصر میں قبطی عیسائیوں کی مذہبی زبان ہے، لیکن بول چال کی زبان کی حیثیت سے عربی نے اس کی جگہ لے لی ہے۔

بربر زبانیں شمالی افریقہ اور صحارا میں بہت منتشر طور پر پھیلی ہوئی ہیں۔ بہت سے مقامات پر ان کی جگہ عربی نے لے لی ہے لیکن بہت سے علاقوں میں یہ اب بھی گھریلو زبان ہے۔ قبائل، شلح، زیناغہ اور تواریغ مشہور زبانیں ہیں۔

خاد زبانوں میں جھیل خاد کے گرد اور وسطی و شمالی نائیجریا کے علاقہ کی بے شمار زبانیں شامل ہیں۔ ان میں سے بعض بہت غیر معروف ہیں، کچھ ہی کو لوگوں کی قابلِ ذکر تعداد استعمال کرتی ہے۔ ہوزا افریقہ کی سب سے اہم زبان ہے۔ یہ بہت سے لوگوں کی پہلی زبان ہے اور مغربی افریقہ کے بڑے علاقہ میں اسے تجارتی زبان کی حیثیت حاصل ہے۔

28.18 افریقہ کے سوڈانی پٹی کے علاقہ میں زبانوں کے بہت سے چھوٹے چھوٹے خاندان ہیں ان میں غیر معروف زبانیں بھی ہیں اور بعض بڑے گروہ بھی۔ اس طرح یہ لسانی تنوع کا علاقہ ہے۔ خصوصاً بعض حصوں میں بہت ہی تنوع ہے۔

سنگھائی زبان جو دریائے نائجر کے کنارے کنارے ان متعدد زبانوں کے ساتھ ساتھ بولی جاتی ہے۔ ان چھوٹے چھوٹے خاندانوں میں سب سے اہم زبان ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ ان لوگوں کی زبان ہے جن کا افریقہ کی تاریخ میں بڑا حصہ رہا ہے۔

28.19 وادیِ نیل کے بالائی حصہ کو مرکز مان کر جنوب کی طرف ٹنگانیکا تک اور دریائے شاری کی وادی میں جھیل خاد تک شاری نیل ( Chari-Nile ) خاندان ہے۔ علاقہ کے درمیانی حصہ میں نلوتی شاخ ہے جس میں دِنکا، نیور اور شلوک زبانیں شامل ہیں۔ یوگینڈا کی اکولی ( Acoli ) اور کینیا و ٹنگانیکا کی مسائی اور نندی زبانوں کو غلطی سے "نیل حامی" کہا جاتا ہے۔ درحقیقت افریشیائی زبانوں سے ان کا کوئی واضح رشتہ نہیں ہے۔ شمالی سوڈان میں اس گروہ کے باقیات کے طور پر عربی سے گھری ہوئی کچھ زبانیں موجود ہیں ان میں سب سے زیادہ مشہور نیوبا ہے جو مصری سوڈانی سرحد پر نیل کے کنارے بولی جاتی ہے۔ مغرب کی زبانوں کا ابھی زیادہ علم نہیں ہے لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ان سے ایک شاخ بنتی ہے جسے وسطی سوڈانی کہا جا سکتا ہے۔ باغرمی ( Bagirmi ) اور مورو ( Moru ) شاید سب سے زیادہ اہم ہیں۔

28.20 جھیل خاد سے شمالی سمت اور مشرقی سمت میں وسطی صحارائی خاندان کی زبانوں کا علاقہ ہے ان میں سے صرف ایک کنوری ( Kanuri ) معروف ہے جو شمالی مشرقی نائیجریا اور اس کے آس پاس کے علاقہ میں بولی جاتی ہے۔

28.21 افریقہ کا سب سے اہم خاندان نائجر کانگو ہے۔ یہ زبانیں مغربی افریقہ کے بڑے حصے اور خطِ استوا کے جنوب میں بولی جاتی ہے ان کی بہت سی شاخیں ہیں لیکن بھی

ان کے بارے میں اتنی واقفیت نہیں بہم پہنچ سکی کہ ان کی درجہ بندی کی جا سکے۔

مغربی اوقیانوسی اور مانڈے ( Mande ) شاخوں کی حدود واضح ہیں یہ دونوں اس علاقہ کے مغربی سرے پر بولی جاتی ہیں۔ مغربی اوقیانوسی زبانیں بالعموم لائبیریا سے سینگال تک ملتی ہیں۔ سیرالیون میں تیمنے (Temne) اور بولوم ( Bulom ) اور سینگال میں ولف ( Wolof ) مشہور ہیں۔ اس شاخ کی سب سے اہم زبان فلانی ( Fulani ) ہے۔ یہ فلا قبائل کی زبان ہے جو سینگال سے کیمرون تک کے علاقوں میں منتشر ہیں — مانڈے زبان مغربی اوقیانوسی گروہ کے مشرق میں بولی جاتی ہے۔ اس کا خاص مرکز لائبیریا اور سیرالیون میں ہے۔ جہاں کی بڑی آبادی کپیلے ( Kpelle ) لوما ( Loma ) اور منڈیائی ( Mende ) بولتی ہے۔ شمالی سمت میں ذرا سا بڑھیے تو مالنکے (Malinke) اور بمبارا ( Bambara ) زبانیں مقبول ہیں۔

لائبیریا سے لے کر کیمرون تک کے ساحل پر قوا ( Kwa ) شاخ کی زبانیں قابض ہیں۔ ان میں سے کئی سماجی اہمیت کی حامل ہیں ؛ گولڈ کوسٹ میں اکان ( Akan ) اور اس کی بولیاں فنتی ( Fanti ) اور توی ( Twi ) ؛ آئوری کوسٹ میں باؤلے ( Baoule ) توگولینڈ میں ایوے ( Ewe ) ؛ داہومی میں فون ( Fon )؛ نائجیریا میں یوروبا ( Yoruba ) آئبو ( Ibo ) اور نوپے ( Nupé )۔ لائبیریا کی باسا اور اور کرو ( Kru ) زبانوں کو اسی شاخ سے متعلق خیال کیا جاتا ہے لیکن اس کے واضح ثبوت موجود نہیں ہیں۔ ان زبانوں کے شمال میں ایک بڑا علاقہ گرُ ( Gur ) شاخ کا مقبوضہ ہے۔ یہ قوا زبانوں کے مانند معروف بھی نہیں ہیں نیز درجہ بندی میں یہ شاخ ابھی کوئی مستحکم مقام حاصل نہیں کر سکی۔ موسی ( Mossi ) سب سے زیادہ معروف اور اہم زبان ہے۔

کیمرون سے مشرق کی طرف کانگو وادی کے شمالی کنارے کے ادھر کئی نائجر کانگو زبانیں ہیں جن کی درجہ بندی کا ابھی پوری طرح علم نہیں ہے۔ ہو سکتا ہے یہ سب مل کر ایک شاخ ہوں یا کئی شاخوں میں تقسیم ہو جائیں۔ بلجین کانگو اور سوڈان کی زبان زنڈے ( Zande ) سب سے زیادہ معروف اور سب سے زیادہ بولی جانے والی زبان ہے۔ فرانسیسی استوائی افریقہ کی عام زبان سانگو ( Sango ) بھی یہیں سے

متعلق ہے۔

وسطی شاخ مشرقی نائیجیریا اور کیمرون میں مرکوز ہے اس میں اور بہت سی ذیلی شاخیں ہیں۔ ان ذیلی شاخوں کی بہت سی زبانیں ایسی ہیں جن کے بارے میں ہماری واقفیت بہت کم ہے۔ چھوٹے چھوٹے قبیلے ہی ان کو بولتے ہیں۔ ایفک ( Efik ) اور تیو ( Tiv ) کی استثنائی صورت ہے کہ اسے خاصی بڑی آبادی بولتی ہے۔ ایک گروہ کو بہت وسعت حاصل ہوئی ہے۔ یہ جنوبی اور مشرقی سمتوں میں بڑے علاقے پر پھیل گیا ہے۔ یہ بنتو زبانوں کا گروہ ہے جو اگرچہ نائیجر کانگو کی جملہ زبانوں کے علاقہ سے زیادہ علاقہ پر پھیلا ہوا ہے لیکن خود ایک شاخ نہیں بلکہ شاخ کی بھی ذیلی تقسیم میں آتا ہے۔

بنتو گروہ میں ایسے ہی دوسرے گروہوں کے مقابلہ میں کہیں زیادہ زبانیں اور بولیاں ہیں اس لیے ان کی درجہ بندی کرنا بہت مشکل ہے اور بہت جگہ اتفاق رائے بھی ہونا مشکل ہے تاہم اس کی کئی زبانیں درج فہرست کی جا سکتی ہیں۔ یہ تین اقسام کی ہیں: کچھ تو تجارتی اور سرکاری زبانیں ہیں جو حال ہی میں ان علاقوں کی حدود سے بھی باہر پھیل گئی ہیں جن میں اصلاً ان کا استعمال ہوتا تھا۔ سب سے زیادہ اہم سواحلی ہے یہ پورے مشرقی افریقہ اور مشرقی بلجین کانگو میں استعمال ہوتی ہے اور ملحقہ ممالک میں بھی کہیں کہیں سنی جاتی ہے۔ کانگو میں اور تین زبانوں کا ایسا ہی نشوونما ہوا؛ مشرق میں کانگو، جنوب میں لیوبا اور مشرق میں انگالا ( Ngala ) یہ تجارتی زبانیں قبائلی زبانوں کے ساتھ ساتھ استعمال ہوتی ہیں لیکن ان میں سے بعض کی جگہ لینے کا رجحان بڑھ برابر رہا ہے۔ خاص زبانوں کا ایک اور گروہ متحدہ زبانوں کا ہے۔ شونا جنوبی روڈیشیا میں مرکوز ہے۔ اس کا ذکر 26.7 میں ہوا۔ ایک اور زبان نیانجا ( Nyanja ) ہے۔ اس کا کئی قبائلی بولیوں کی بنیاد پر جنوبی نیاسا لینڈ میں ارتقا ہوا۔ پھر متعدد قبائلی زبانیں ہیں جو قبیلہ کی اہمیت، اس کے لوگوں کی تعداد یا کسی اتفاقی حادثہ کی بنا پر معروف یا اہم بن گئی ہیں۔ ان میں یوگینڈا کی زبان گینڈا ( Ganda ) کینیا کی کِکویو ( Kikuyu ) اور کمبا ( Kamba ) ٹنگانیکا کی چاگا ( Chaga ) اور نیا مویسی ( Nyamwesi ) رونڈا اُرُنڈی کی رندی ( Rundi ) اور روانڈا ( Rwanda ) شمالی روڈیشیا میں بمبا ( Bemba )؛ انگولا میں اُمبندو اور کمبندو Umbundu and Kimbundu؛ جنوب

مغربی افریقہ میں ہیریرو ( Herero ) اور جنوبی افریقہ میں زولو، خوسا (Xhosa) سوازی ( Swazi ) جنوبی سوتھو ( Southern Sotho ) شمالی سوتھو، تسوانا Tswana اور ویندا ( Venda ) قابلِ ذکر ہیں۔

بنتو زبانوں میں سابقوں کا استعمال ہوتا ہے جو جنس اور تعداد ظاہر کرتے ہیں۔ بعض اوقات زبانوں کے نام انہیں سابقوں کے ساتھ لیے جاتے ہیں اور کبھی ان کے بغیر۔ مثلاً کبھی کانگو کو کِکانگو گینڈا کو لُگینڈا وغیرہ کہا جاتا ہے۔ مزید برآں عام طور پر قبائل کے نام بھی کچھ ایسے ہی ہوتے ہیں۔ مثلاً" لُگینڈا کو بگینڈا ( Baganda ) لوگ بولتے ہیں جو بوگینڈا میں آباد ہیں۔

28.22 بنتو زبانوں اور ان کے بولنے والوں کا پھیلاؤ نسبتاً حال ہی کی بات ہے۔ یورپی لوگوں کا جب پہلے پہل سابقہ ہوا تو یہ عمل تیزی سے جاری تھا۔ جن قوموں کی جگہ پر انہوں نے قبضہ کرلیا ان میں خوسی زبانیں بولنے والے تھے۔ اس گروہ سے متعلق زبانیں بولنے والے دو چھوٹے قبیلے سنداوے ( Sandawe ) اور ہتسا ( Hatsa ) ٹنگانیکا میں باقی ہیں، ان کے گرد بنتو ہے۔ سب سے بڑا باقی حصہ جنوبی افریقہ میں ہے جہاں بشمیں زبانیں اور ہوتنتوت ( Hottentot ) غیر آباد گنجان صحرا میں پھیلی ہیں۔

28.23 جاپانی خاندان کی زبانیں جاپانی اور ریوکیو ( Ryukyu ) ہیں۔ کوریائی خاندان کوریائی پر مشتمل ہے۔ ایک عرصہ تک ان کو الگ الگ خیال کیا جاتا رہا۔ لیکن اب یہ ثابت ہوچکا ہے کہ یہ ایک دوسرے سے دور کا رشتہ رکھتی ہیں۔

28.24 مشرقی ایشیا کا سب سے وسیع خاندان چینی تبتی ہے۔ اس کی دو شاخیں کہی جاسکتی ہیں: تبتی برمی اور چینی۔ تبتی زبان جو صرف تبت ہی میں نہیں بلکہ اطراف میں بھی بولی جاتی ہے اور برمی جو برما کی کثیر آبادی کی زبان ہے، تبتی برمی شاخ کی دو سب سے بڑی زبانیں ہیں۔ ہندوستان، پاکستان اور برما کے ان پہاڑی علاقوں میں جو ان دونوں زبانوں کے درمیان واقع ہیں ایسے لوگ آباد ہیں جو تبتی برمی زبانوں کی بہت مختلف قسمیں بولتے ہیں۔ لسانیاتی طور پر یہ علاقہ دنیا کا سب سے زیادہ متنوع علاقہ ہے اور ابھی تک یہاں کی متعدد زبانوں اور بولیوں کے باہمی رشتوں کی صحیح تصویر نہیں تیار ہوسکی ہے۔ گارو، بوڈو ( Bodo ) ناگا زبانیں اور کوکی چین ( Kuki-Chin )

## Some Languages and Language Families
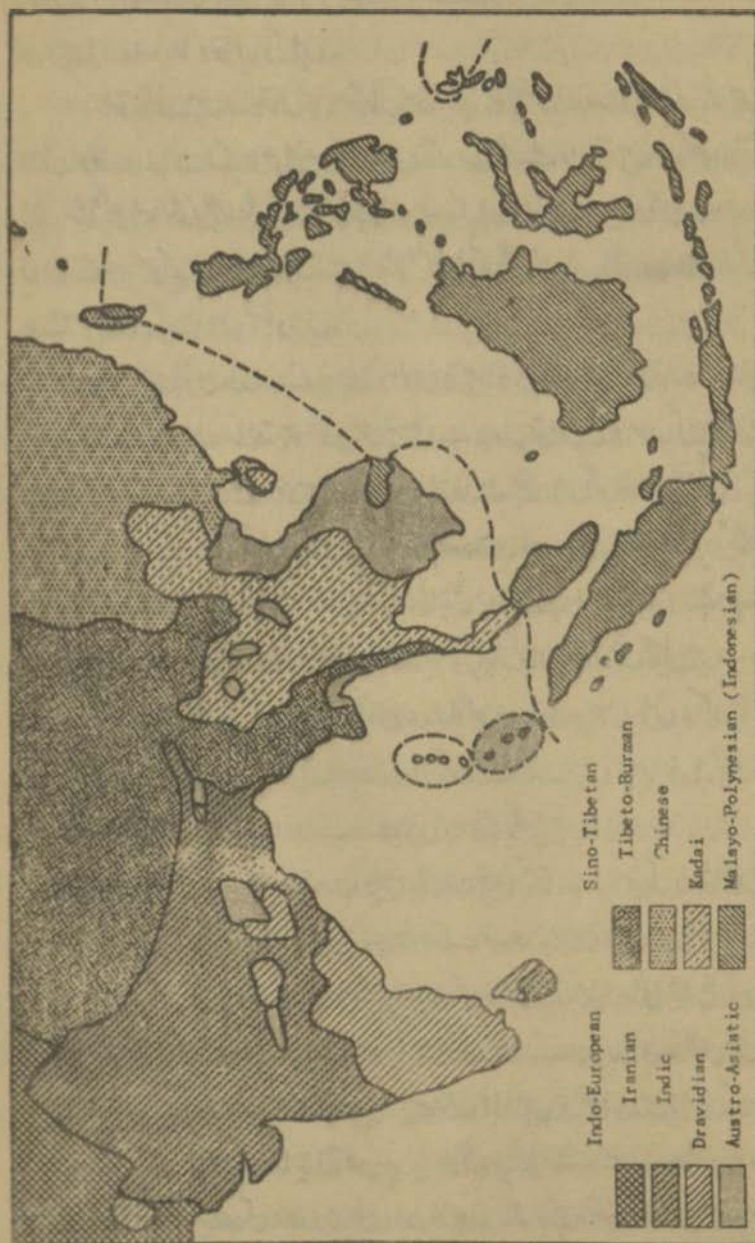
Major Language Groups, Southeast Asia

زبانیں اس شاخ سے تعلق رکھتی ہیں۔ جنوبی برما کی کارین ( Karen ) زبانوں کا نسلی رشتہ ابھی تک متعیّن نہیں ہو سکا لیکن انہیں عام طور پر تبتی۔ برمی شاخ سے ہی منسوب کیا جاتا ہے۔

چینی تبتی خاندان کی دوسری بڑی شاخ چینی زبانیں ہیں۔ ان میں سے سب سے زیادہ مستعمل مندرین ( Mandarin ) ہے۔ یہ تقریباً آدھے چین کے شمالی حصّہ کی زبان ہے۔ چین کے جنوب مشرقی حصّے میں کئی زبانیں ہیں۔ یانگ سی کے دہانے کے قریب وو ( Wu ) بولیاں ہیں ان کی نمائندہ سوچو ہے، جس کا اکثر حوالہ دیا جاتا ہے۔ ساحلی علاقہ میں جنوب کی طرف زبانوں کا تنوع قابلِ توجہ ہے۔ ان کو عام طور پر فیوکین ( Fukien ) بولیاں کہا جاتا ہے۔ (مقامی دستور کے مطابق ان تمام زبانوں کو بولیاں ہی کہتے ہیں۔) ہر ایک کو اس شہر کے نام سے یاد کیا جاتا ہے جس کے گرد یہ بولی جاتی ہے مثلاً ایمائے فوچو۔ اندرونِ ملک بڑے علاقہ میں ہکا ( Hakka ) بولی جاتی ہے۔ ہکا کے جنوب میں بڑا علاقہ ہے جہاں کی بولیوں کو مجموعی طور پر کینٹونی ( Cantonese ) کہا جاتا ہے۔ جنوب مغربی چین کی زبانیں زیادہ تر غیر چینی ہیں۔ جن کا تعلق مختلف خاندانوں سے ہے۔ اکثر کے بارے میں ماہرین کم ہی جانتے ہیں۔ میاؤ ( Miao ) اور یاؤ ( Yao ) کا اکثر ذکر کیا جاتا ہے۔ مندرین چینی ان علاقوں میں نفوذ کر کے ان بولیوں کی جگہ لیتی جا رہی ہے۔

**28.25** کدائی ( Kadai ) خاندان میں جنوب مغربی چینی اور جزیرہ ہینان کی متعدد چھوٹی چھوٹی زبانیں نیز تین بڑی اور سماجی حیثیت سے اہم زبانیں یا زبانوں کے گروہ شامل ہیں۔ یہ تین زبانیں، ہند چینی کی تھائی یا سیامی اور لاؤشی یا لاؤ (Laotien or Lao) اور برما کی شان ہیں۔ ان زبانوں کو ایک عرصہ تک چینی تبتی خاندان کی شاخ خیال کیا جاتا رہا۔ لیکن اب یہ ظاہر ہو رہا ہے کہ ان کی یہ مشابہت چینی سے مستعاریت کے باعث ہے کدائی زبانوں کے رشتے ابھی زیرِ بحث ہیں۔

**28.26** ہند یورپی کے بعد ملائی پولینیشیائی (Malayo-Polynesian) خاندان سب سے زیادہ پھیلا ہوا ہے۔ یہ جزائر بحرالکاہل میں سے اکثر میں اور مغرب کی طرف مدغاسکر تک چلا گیا ہے۔ اس کی دو شاخیں کی جا سکتی ہیں: مغربی یا انڈونیشیائی جس میں گنجان آباد

جزائر مشرق الہند کی اکثر زبانیں شامل ہیں۔ مالے جو ابتدا میں سماترا کے شمالی ساحل کی زبان تھی اب سماترا کے سارے ساحلی علاقے 'ملایا'، بورنیو اور دوسرے علاقوں میں بھی پھیل گئی ہے۔ انڈونیشیائی جو نئی جمہوریہ کی سرکاری زبان ہے، زیادہ تر مالے پر مبنی ہے، ساتھ ہی اس میں اس علاقہ کی دوسری ہم رشتہ زبانوں کے عناصر بھی شامل ہوگئے ہیں۔ جاوانی ( Javanese ) سندانی ( Sundanese ) اور مدوران ( Maduran ) جاوا کی زبانیں ہیں۔ سماترا کی زبانوں میں مالے کے علاوہ باٹک ( Batak ) سب سے زیادہ معروف ہے۔ بالی میں بالینی، اندرون بورنیو میں دایک ( Dayak ) سیلبیز میں مکاسر (Makassar) دیگر زبانیں ہیں۔ فلپائن کے پورے علاقہ میں انڈونیشیائی زبانیں استعمال ہوتی ہیں: تگالوگ، بسایَن اور اِلاکانو بڑی زبانیں ہیں۔ انڈونیشیائی شاخ مشرق میں گوام (چمارو) اور مغرب میں مدغاسکر تک پھیل گئی ہے۔

مشرقی شاخ بالعموم مائکرونیشیائی، پولینیشیائی اور میلینیشیائی میں تقسیم کی جاتی ہے؛ تاہم یہ تقسیمیں یقیناً ہم وزن نہیں ہیں۔ پولینیشیائی قریبی تعلق رکھنے والی ایسی زبانوں کا گروہ ہے۔ جو ہوائی سے لے کر نیوزی لینڈ اور جزیرہ ایسٹر تک نیز مغرب بعید کے بعض جزیروں تک بولی جاتی ہیں۔ ان میں ہوائی، تحیتی، سموئی اور ماوری Maori مشہور ہیں۔ میلینیشیائی میں کئی ہم رشتہ زبانیں شامل ہیں، اگرچہ ان کا رشتہ ذرا دور کا ہے ان میں مشہور فیجی ہے۔

28.27 نیوگنی کے بڑے علاقہ میں اور بہت سے قریبی جزائر کے اندرونی حصّوں میں ایسی زبانوں کے بولنے والے آباد ہیں جن کے خاندان کا ابھی کچھ پتہ نہیں۔ انکو پاپوئی ( Papuan ) کہا جاتا ہے۔ ان کی نسلی درجہ بندی کی ضرورت ہے۔

28.28 آسٹریلیا کے اصل باشندے متعدد زبانیں بولتے ہیں جو ایک خاندان میں مربوط ہو جاتی ہیں جنہیں آسٹریلیائی کہا جاتا ہے۔ تسمانیہ کی زبانیں جو اب ناپید ہو چکی ہیں، ایک الگ خاندان بناتی تھیں۔

28.29 دراویدی زبانیں زیادہ تر جنوبی ہند میں محدود ہیں۔ ان میں سے چار کے بولنے والوں کی بڑی تعداد ہے اور ان میں بڑا ترقی یافتہ ادب بھی موجود ہے۔ یہ تلگو، تامل، کنڑ اور ملیالم ہیں۔ براہوئی جو اپنے مرکز سے بہت دور بلوچستان میں

بولی جاتی ہے، اس گروہ کے ماخذ کی بحث میں کافی اہمیت رکھتی ہے۔ وسطِ ہند کی پہاڑیوں میں بھی بہت سے قبائل دراویدی زبانیں بولتے ہیں۔ ان میں اہم ترین گونڈی کرک اور کوئی ہیں۔

آسٹروایشیائی خاندان میں وہ متعدد زبانیں شامل ہیں جو جنوب مشرقی ایشیا کے وسیع خطوں میں بکھری ہوئی ہیں اور عموماً دوسرے خاندان کی زبانوں سے گھری ہیں۔ وسطِ ہند کی پہاڑیوں میں منڈا زبانیں بولی جاتی ہیں جن میں مشہور زبان سنتھالی ہے۔ آسام کا ایک بڑا قبیلہ کھاسی زبان بولتا ہے۔ اس کے چاروں طرف تبت برمی یا ہند آریائی زبانیں ہیں۔ خلیج بنگال کے جزائر نکوبار میں نکوباری استعمال ہوتی ہے۔ برما کے بالائی حصّے میں تبت برمی اور کدائی ( Kadai ) زبانوں کے درمیان پالاؤنگ ( *Palaung* ) اور وا ( *Wa* ) دولسّانی جزیرے ہیں، مون برما میں بولی جاتی ہے۔ جہاں اس پر برمی کے اثرات غالب ہیں۔ ہند چینی میں صرف کھمیر اور ویتنامی کو سرکاری حیثیت حاصل ہے۔ ویتنامی بولنے والوں کی تعداد بہت زیادہ ہے۔

**28.31** امریکہ کی خاص زبانیں ہند یورپی ہیں جن کا پہلے ہی ذکر ہو چکا ہے۔ بولنے والوں کی تعداد کے اعتبار سے ان کی ترتیب یہ ہے: انگریزی، اسپینی، پرتگالی اور فرانسیسی ایک ہند یورپی زبان جو اس کرہ پر پیدا ہوئی اس کا ذکر کرنا ضروری ہے۔ یہ ہیتی کریول ( *Haitian Creole* ) ہے۔ جو فرانسیسی سے نکلی ہے لیکن اس سے بہت مختلف ہے اور اس کا فرانسیسی کی بولی ہونا بھی بعید از قیاس ہے۔ ان کے علاوہ بھی دیگر درآمد شدہ یورپی زبانیں خاص طور پر اطالوی اور جرمن کے بولنے والوں کی تعداد امریکہ میں اصل امریکی زبانیں بولنے والوں سے کہیں زیادہ ہے۔ تاہم بعض امریکی زبانوں میں بھی توانائی پائی جاتی ہے۔ اور ان کے بولنے والوں کی خاصی بڑی تعداد ہے۔ جنوبی امریکہ میں چار کا ذکر کیا جاسکتا ہے: گویرانی ( *Guarani* ) یہ پیراگوے کے بڑے حصّے کی اور جنوب مغربی برازیل کے بہت لوگوں کی گھریلو زبان ہے۔ ان میں سے اکثر لوگ ذولسان ہیں اور عام معاملات میں اسپینی یا پرتگالی سے کام لیتے ہیں۔ قیچوا ( *Quechua* ) جو انکا ( Inca ) مملکت کی قدیم زبان تھی اسے آج بھی پیرو، اکویڈر اور بولیویا میں لاکھوں آدمی استعمال کرتے ہیں۔ ان میں سے سبھی لوگ اسپینی بولنے پر

قدرت نہیں رکھتے۔ جنوبی پیرو اور بولیویا کے بہت سے انڈین لوگوں کی زبان ایمارا ( *Aymará* ) ہے۔ ایمازونی ( Amazonian ) برازیل میں ایک عام مشترک زبان لنگوا جیرل ( *Lingua Geral* ) کہلاتی ہے اور توپی گویرانی ( *Tupi-Guarani* ) پر مبنی ہے۔ ماضی میں اس کا عام استعمال ہوتا رہا لیکن اب پرتگالی زبان اس کی جگہ لے رہی ہے۔

وسطی امریکہ میں بہت سی انڈین زبانیں بولی جاتی ہیں جن کے بولنے والوں کی تعداد بھی خاصی ہے۔ اب ان کی جگہ اسپینی زبان کا اثر و نفوذ بڑھ رہا ہے۔ میکسکو اور گوئٹے مالا میں مندرجہ ذیل زبانیں استعمال ہوتی ہیں ان کے بولنے والوں کی تعداد ایک لاکھ یا اس سے اوپر ہے: نہوتل ( *Nahuatl* ) (تقریباً دس لاکھ) قیچے (*Quiche*) کیک چقیل ( *Cakchiquel* ) مام ( *Mam* ) یوکاتیک ( *Yucatec* ) کیکچی (*Kekchi*) اوتومی ( *Otomi* ) زپوتیک ( *Zapotec* ) مکستک ( *Mixtec* ) توتونیک *Totonac* میکسکو کے شمال میں صرف نواہو ( *Navaho* ) ہی ایک ایسی زبان ہے جو بہ مشکل اس تعداد تک پہنچتی ہے۔ چھوٹی زبانوں میں بعض کی مقبولیت کم ہو رہی ہے اور وہ ناپید ہوتی جا رہی ہیں۔ گزشتہ تین سو سال میں یہ بہت سی زبانوں کا مقدر رہا ہے بعض چھوٹی آبادیاں اپنی زبان کو برقرار رکھے ہوئے ہیں۔ کہیں کہیں ان میں توانائی نظر آتی ہے۔ نواہو جیسی بعض زبانوں کے بولنے والوں میں نمایاں اضافہ ہوا ہے۔

28.32 امریکی زبانوں کی فہرست عام طور پر اس صورت حال پر مبنی ہے جو یورپی لوگوں کے پہلے رابطہ کے وقت موجود تھی یا پھر ابتدائی تحریروں پر۔ آج پورے کرہ میں کسی طرح بھی یہ صورتِ حال نہیں ہے بلکہ یہ سب ایک افسانہ سے زیادہ حقیقت نہیں رکھتا۔ بہت سی صورتوں میں اس وقت سے بہت تبدیلیاں ہو چکی ہیں نہ صرف یہ کہ بعض زبانیں معدوم ہو چکی ہیں بلکہ انتقال آبادی کے باعث بہت سی زبانیں اپنے اصل مقام سے دُور کہیں بولی جا رہی ہیں۔ آئندہ صفحات کا بیان زیادہ اسی تقسیم پر مبنی ہے جو پہلے رابطہ کے وقت سامنے آئی۔

شمالی امریکہ میں بھی زبانوں کے کئی خاندان ہیں۔ ان کی صحیح تعداد کا تعین نہیں ہوا۔ مختلف مصنف اپنی تشریح کے مطابق یہ تعداد بتاتے ہیں۔ اور ان زبانوں کے

## Some Languages and Language Families

Some Language Groups in North America

رشتوں کو زیرِ بحث لایا جا سکتا ہے۔ یہاں جو درجہ بندی کی گئی ہے وہ ایک طور پر بین بین ہے سنہ بعض کے جتنی قدامت پرست ہے اور نہ بہت زیادہ انقلابی۔

28.33 کیرولینا سے شمال کی جانب لیبریڈور تک مشرقی ساحل پر الگون کوئی ( Algonquian ) زبانیں بولی جاتی تھیں۔ پہلے پہل انگریزی اور فرانسیسی کو اس سے واسطہ پڑا۔ ان زبانوں میں امریکی انڈین زبانوں کے دخیل الفاظ کی کثیر تعداد کا ماخذ یہی زبانیں ہیں۔ مقامات کے ناموں کی کثیر تعداد، کہیں کہیں تو ان علاقوں سے باہر بھی، الگن کوئی سے ماخوذ ہے۔ مثلاً دریائے مسس پی کا منبع شمال میں تھا اس لیے اس کا نام الگن کوئی سے لیا گیا۔ missi 'بڑا' اور sipiy 'پانی'

میلشوسٹ اگرچہ چھوٹی سی زبان ہے، مگر ایلیٹ کے انجیل کے ترجمہ کی وجہ سے مشہور ہے، یہ جدید مبلّغین کا پہلا ترجمہ ہے اور ریاست ہائے متحدہ میں شائع ہونے والی یہ پہلی انجیل ہے۔ پوہتین ( Powhatan ) دیلاویر ( Delaware ) موہیگن ( Mohegan ) پینوب اسکوٹ ( Penobscot ) پساماکڈے ( Pasamaq uoddy ) اور مکمیک ( Micmac ) دوسرے ساحلی قبائل اور زبانیں تھیں۔ ان کو وسطی سینٹ لارنس کی زبان اور کوئس ( Iroquois ) نے الگن کوئی زبانوں سے الگ کر دیا تھا۔ لیکن اس علاقہ کی شمال اور مغرب کی سمتوں میں الگن کوئی زبانیں روکی سلسلۂ کوہ تک پھیلی ہوئی ہیں۔ لیونارڈ بلوم فیلڈ نے ان میں سے چار ــــ فوکس (وسکانسن) کری (خلیج ہڈسن اور مغربی علاقہ) منومنی (بالائی مشیگن) اور اجوا ( Ojibwa ) (گریٹ لیکس کے شمالی کنارے) کو پہلی بار یہ دکھانے کے لیے استعمال کیا کہ ادبی تاریخ سے بے نیاز ہو کر تقابلی طریقوں کا کس طرح زبانوں پر اطلاق کیا جا سکتا ہے۔ (دیکھیے 27.13 )۔ پوتاواتومی ( Potawatomi ) (زیریں مشیگن) ایلونائے اور شانی ( Shawnee ) (ٹینسی کی زبانیں) ہم رشتہ ہیں۔ بلیک فوٹ ( Blackfoot ) اراپاہو ( Arapaho ) اور چے نی ( Cheyenne ) جو مغربی میدانی علاقے میں بولی جاتی ہیں۔ ایک ہی خاندان کی دور کی رشتہ رکھنے والی شاخوں کی نمائندہ ہیں۔

جنوب مشرقی ریاست ہائے متحدہ میں زبانیں زیادہ متنوع ہیں۔ سب سے بڑا خاندان ناچز مسکو۔جی (Natchez-Muskogean) ہے۔ اس میں کریک

( Creek ) الاباما ( Alabama ) (بشمول کوساتی بولی) چکاسا ( Choctaw )
چوکتا ( Natchez ) اور ناچیز زبانیں ہیں۔

پہاڑوں میں چروکی زبان آج بھی ریاست ہائے متحدہ کی امریکی انڈین زبانوں میں اہمیت کی مالک ہے۔ چروکی اپنے رکن مجموعہ کے لیے مشہور ہے (دیکھیے 25.11)۔ کیرولینا کے ساحل پر یہ اور تسکارورا ( Tuscarora ) اراکوئی (Iroquoian) خاندان کی جنوبی کنارے کی زبانیں ہیں۔ اس خاندان کی زبانیں سینٹ لارنس کی وادی کے وسطی حصہ میں اور مشرقی پینی سلوانیا میں پھیلی ہوئی ہیں: ہیورن ( Huron ) ایری ( Erie ) انیدا ( Oneida ) موہاک ( Mohawk )؛ ایک زبان جسے سینکا (Onondaga) انن داگا ( Cayuga ) اور کایوگا ( Coyuga) قبائل بولتے ہیں؛ اور کونیستوگا ( Conestoga ) یا سسں کیہنا ( Susquehanna )

جنوب مشرق میں سیواُن ( Siouan ) خاندان کی بیرونی زبانیں بلوکسی ( Biloxi ) اوفو ( Ofo ) توتیلو ( Tutelo ) اور کتابا ( Catawba ) تھیں۔ یہ خاندان شمال کے زیادہ تر میدانی حصہ میں پھیلا ہوا تھا۔ دکوتا ( Dakota ) مندان ( Mandan ) وینباگو ( Winnebago ) شیور ( Chiwere ) بشمول آئوا اور مسوری) دھیہا ( Dhegiha ) (بشمول اوماہا، پونکا، اوساگے، کنسا، کاپا یا ارکانسا ) ہداتسا کرو۔

سیوان علاقے کی جنوبی سمت میں کدوئی ( Caddoan ) خاندان تھا، جس میں کدو ( Caddo ) وچیتا ( Wichita ) اور پونی ( Pawnee ) خاص زبانیں تھیں۔ وادی مسیسی کے زیریں حصہ میں تیونکا، اتاکاپا، اور چیتی ماشا (Chitimacha) مل کر تیونکی ( Tunica ) خاندان بناتی ہیں۔ ٹینسی میں یوچی زبان کو خود ایک خاندان کی حیثیت حاصل ہے۔

ناچز مسکوجی، اراکوئی، کدوکی، تیونکی اور یوچی خاندان شاید ہم رشتہ ہوں، لیکن ابھی اس کا ثبوت نہیں مل سکا۔ مغرب کی ہوکائی زبان کو بھی ان کے ساتھ شامل کر لیا جاتا ہے اور پورے خاندان کو ہوکائی سیوان ( Hokan-Siouan ) کہا جاتا ہے۔

28.35 بریڈوراور گرین لینڈ سے الاسکا تک کے قطب شمالی کے ساحلوں پر

اسکیموالیوت ( Eskimo-Aleut ) زبانیں بولی جاتی ہیں۔ ایلوت جزائر ایلوشین کی زبان ہے۔ الاسکا میں انوپک ( Inupik ) اور الاسکا سے گرین لینڈ تک یوپک بولی جاتی ہے۔ ان دونوں کو ملا کر اسکیمو کہا جاتا ہے۔

28.36 دریائے کولمبیا کی وادی سے لے کر جنوبی الاسکا تک بحرالکاہل کے شمال مغربی علاقہ میں متعدد زبانیں ہیں جن میں بعض غیر ضروری خصوصیات مشترک ہیں۔ مثلاً بہت پیچیدہ نظام اصوات، ان میں سے کئی میں خوشہ بننے کا عمل خاصا پیچیدہ ہے۔ اس علاقہ کو یہ امتیاز حاصل ہے کہ امریکی لسانیات کے ابتدائی کام کا بڑا حصہ یہیں سرانجام ہوا۔ فرانز بوز نے اس علاقہ کی کئی زبانوں، خاص طور پر کواکتل *Kwakiutl* پر کام کیا تھا۔ اس کے کئی ساتھیوں اور شاگردوں نے کئی اور زبانوں پر کام کیا۔ تقریباً کل زبانوں کو تین خاندانوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے جو ایک نسل سے منسلک ہو جاتے ہیں جسے موسن ( Mosan ) کہا جاتا ہے۔ تین خاندانوں یہ ہیں: سلیشیائی جس میں ملاکولا، کیور دالین، چیہالیا اور کانسل میں۔ وکاشی (Wakashan ) میں نوتکا، کواکتل بلابلا ہیں۔ چماکوئی ( Chimakuan ) میں چماکوم اور کلوت ہیں۔ چار اور زبانیں ہیں جو بجائے خود ہی خاندان بھی ہیں —— الاسکا میں ہیدا اور تلنگیت، اس کے جنوب میں سمشیائی اور اس علاقہ کے مشرقی کنارے پر کتینائی۔ کبھی ان میں سے ہر ایک کو ایسی نسل سے منسوب کیا جاتا ہے، جس میں دوسرے خاندان بھی ہیں۔ ( 28.37 ، 28.42 ) کتنائی اور موسن کو الگن کوئی سے بھی منسوب کیا جاتا ہے۔ لیکن مغربی ساحل کی جن زبانوں کے بارے میں یہ ثابت کیا جا سکا ہے وہ صرف شمالی کیلی فورنیا کی یوروک اور دیوت ہیں۔

28.37 اوریگون کا بڑا حصہ اور کیلی فورنیا لسانیاتی تنوع کے علاقے ہیں۔ حال ہی کی ایک تقسیم میں صرف اس علاقہ میں پچیس خاندان بتائے گئے۔ جو پورے براعظم کی تعداد کا تہائی حصہ ہوتا ہے۔ رتوان (دیوت) کو چھوڑ کر یہ دو نسلوں۔ پینوتیائی ( Penutian ) اور ہوکائی سے متعلق معلوم ہوتی ہیں۔ پینوتیائی نسل کی مصدقہ زبانیں اسی علاقہ میں ہیں۔ اگرچہ یہ خیال بھی بے بنیاد نہیں کہ برٹش کولمبیا کی زبان سمشیائی کو بھی اسی سے منسوب کیا جا سکتا ہے۔ کچھ اور رشتے پینوتیائی اور

وسط امریکہ کی بہت سی زبانوں یا خاندانوں کے درمیان بتائے جاتے ہیں ــــ مندرجہ ذیل زبانیں جن میں سے ہر ایک خاندان ہے درج فہرست کی جاتی ہیں: ونتون، میدو، مووک، کوستانوئن، یوکتس، چنوک، کالاپویا، تاکیلما، سیوسلا، کوس، چنوک کی بنیاد پر ہی چنوک کی مہمل زبان بنی جو ایک زمانے میں بحرالکاہل کے شمالی مغربی علاقہ میں تجارتی زبان کے طور پر استعمال ہوتی رہی۔

28.38 ہوکائی نسل میں کیلی فورنیا کی متعدد زبانیں شامل ہیں جو پنیوتیا کی طرح ہم رشتہ نہیں ہیں اور اسی لیے کبھی ان کو متعدد خاندانوں کے ذیل میں رکھا جاتا ہے ــــ کاروک، شاستا، چماءِ کو، یانا، پومو، ایسلن، سلینان، چماش۔ مردانہ اور زنانہ زبان کے فرق پر ایڈورڈ سپیر نے جو مقالہ لکھا اس کی وجہ سے یانا کا اکثر ذکر کیا جاتا ہے ــــ اریزونا اور زیریں کیلی فورنیا میں یومان گروہ ہے۔ جس میں متعدد زبانیں شامل ہیں۔ ہوکائی زبانیں دُور جنوب تک چلی گئی ہیں۔ تلا پانک اور سُبتیا با بالترتیب جنوبی میکسکو اور نکاراگوے کی بولیاں ہیں جو ایک ہی زبان سے تعلق رکھتی ہیں۔ تیکس تلا تیک ( Tequistlatec ) بھی جنوبی میکسکو میں بولی جاتی ہے ــــ ہوندرس میں جکاک بولی جاتی ہے شمال مشرقی میکسکو کی زبانیں یا تو ہوکائی تصوّر کی جاتی ہیں ــــ یا ہوکائی سے متعلّق کوہلتیکی ( Coahuiltecan ) گروہ کی ــــ سب سے زیادہ محفوظ زبان کو میکرودو ( Comecrudo ) صاف ہوکائی معلوم ہوتی ہے۔ لیکن دوسری زبانوں کا اتنا کم مواد ملتا ہے ــــ کہ کوئی حتمی نتیجہ ممکن نہیں ہے۔

مشرقی ٹیکساس کی بہت سی زبانوں میں سے صرف تونکاوا ( Tonkawa ) ایسی زبان ہے جس کی معتبر تحریریں مل جاتی ہیں ــــ اس کو بھی کئی واسطوں سے ہوکائی سے منسوب کیا جاتا ہے ــــ جیسا پہلے ذکر کیا جا چکا ہے وسطی اور مشرقی ریاست ہائے متحدہ کے کئی خاندانوں کا رشتہ ایک نسل ہوکائی سیوان سے جوڑا جا سکتا ہے۔ لیکن یہ بات ذہن میں رہنی

چاہیے کہ یہ ثابت شدہ نہیں ہے اور ایسے شاید اس وقت تک ثابت کیا بھی نہیں جاسکتا جب تک کہ ہر ایک خاندان پر کافی کام نہ کر لیا جائے۔

28.39 وسطی امریکہ میں سب سے نمایاں اور جسے بآسانی سب سے اہم بھی کہا جاسکتا ہے، مایان خاندان ہے۔ خاکنائے میکسیکو سے لے کر ہونڈرس تک یہ زبانیں پھیلی ہوئی ہیں گوئٹے مالا کے مرتفع علاقہ میں مام، کیکچی، کیچے، کیک، چقیل، پوکو مام، پوکو نچی، اکسل اور بعض چھوٹی چھوٹی زبانیں ملتی ہیں۔ میکسیکو کے مغرب میں تزیلتل، تزدتزل، توجولابل، چول اور چونتل زبانیں ہیں۔ اسی گروہ میں ہونڈرس کی چورتی بھی شامل ہے۔ اگرچہ یہ مایان زبانوں کے انتہائی مشرق میں ہے۔ شمال میں یوکاتیک ہے۔ یہ علاقہ قبلِ فتح دور میں مایان سلطنت کا مرکز تھا۔ اور یہ خیال کیا جاتا ہے کہ سلطنت کی زبان جدید یوکاتیک سے ملتی جلتی زبان تھی۔ اپنے خاص علاقہ سے ہٹ کر ہواکستیک ہی واحد مایان زبان ہے۔ یہ وسطی میکسیکو کے خلیجی ساحل پر بولی جاتی ہے۔

28.40 مایان علاقہ سے مغرب کی طرف جنوبی میکسیکو میں لسانیاتی طور پر بے انتہا پیچیدہ علاقہ ہے۔ ابھی حال تک ان میں سے اکثر زبانوں کے بارے میں بہت کم واقفیت تھی لیکن اب لسانیات کے سمر انسٹی ٹیوٹ نے بہت سی زبانوں اور بولیوں پر میدانی کام جاری کر رکھا ہے اور ان کی قواعدیں اور فہرست الفاظ برابر شائع ہو رہی ہیں، تقابلی کام بھی شروع ہو گیا ہے اور باہمی رشتہ ثابت ہو جانے کے بعد بہت سے چھوٹے چھوٹے گروہ بنائے جا چکے ہیں۔ اس سے قبل تقسیم کی بنیاد محض تاثر یا سطحی مشابہتوں پر تھی۔

مکسے، زوک اور پوپو لوکا سے ایسا ہی ایک گروہ بنتا ہے۔ شمال کی بہت سی بولیوں میں توتانک شامل ہے اور تپی ہوا (Tepehua) ایک اور گروہ ہے۔ یہ دونوں ہواوے (Huave) کے ساتھ مل کر مایان سے متعلق ہیں اور بڑے گروہ کو کبھی کبھی میکر د مایان نسل کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔

زیپوتک ایک مفرد زبان کے بجائے ہم رشتہ زبانوں کا ایک گروہ ہے اور چاتینو (chatino) ایک اور گروہ ہے۔ اس میں تقابلی باز تعمیر عین ممکن ہے، اگرچہ کبھی کوئی کام شائع نہیں ہوا۔

مکستک، کوکاتک، ترِک اور آمسگو سے ایک اور گروہ بنتا ہے ان کی تقابلی باز تعمیر

کا کام جاری ہے۔ ترک کو اس حیثیت سے شہرت حاصل ہوئی جارہی ہے کہ یہ پہلی زبان دریافت ہوئی ہے جس میں پنج سطحی سُر کا نظام ہے۔

اس آخری گروہ کے شمال میں مزاتیک، چوچو، اِکسکاتک اور پوپولوکا پر مشتمل ایک اور گروہ ہے۔ شمال میں اور آگے اتومی اور ان سے متعلق مزاہوا اور پامے ہیں مغرب کی طرف تاراسکنی ہے۔

ان میں سے اکثر گروہوں کو کسی نہ کسی وقت ایک دوسرے کے ہم رشتہ بتایا گیا ہے۔ اوتومان کوئی ایسا نام ہے جسے عام طور پر برتا گیا ہے۔ مگر اس کا دائرہ مختلف مصنفوں کے ہاں مختلف رہا ہے۔ یہ سوال اٹھایا جاتا ہے کہ زبانوں کے ان مجموعوں میں سے کتنے ایسے ہیں جنہیں ایک دوسرے کے ساتھ مربوط کیا جا سکتا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اوتومیائی، مزاتیکی اور مکسنکی ہم رشتہ ہیں، ان کا رشتہ عنقریب ہی دکھایا جا سکے گا۔ زپوتکی اور تاراسکی میں خواہ کوئی رشتہ نکل آئے مگر ایک دوسرے سے بہت دُور ہیں۔

**28.41** ناہوتل ( Nahuatl ) اس علاقہ میں حال ہی میں سامنے آئی ہے۔ فتح کے وقت یہ آزتک سلطنت کی زبان تھی۔ ناہوا لوگوں نے کم از کم نکاراگوے تک پورے وسطی امریکہ میں اپنی نوآبادیاں قائم کی تھیں ان کی زبانیں اس خطہ کے منتشر علاقوں میں ابھی تک بولی جاتی ہیں۔ ناہوتل ان چند امریکی انڈین زبانوں میں سے ایک تھی، جن میں یورپی ربط سے پہلے تحریر کا رواج ہو چکا تھا۔ ان میں سے بہت سی تحریریں گم ہو چکی ہیں لیکن اب بھی فتح کے فوراً بعد کے زمانہ کی بہت سی تحریریں دستیاب ہوتی ہیں جو قدیم ناہوتل زبان میں ہیں۔ یورپی زبانوں میں امریکی انڈین دخیل لفظوں کا سب سے بڑا ماخذ بھی یہی زبان رہی ہے۔

ناہوتل اوتوازتکائی ( Uto-Aztecan ) خاندان کی سب سے جنوبی زبان ہے۔ اس کا مرکز گریٹ بیسن اور کولوریڈو کی وادی ہے، شوشون، یوتے، تبائل بل اور ہوپی اس کی دیگر زبانیں ہیں۔ جنوبی اریزونا سے شمال مغربی میکسیکو تک اس کا دوسرا بڑا علاقہ ہے جس میں پاپاگو، پیما، تاراہُمارا، کورا اور ہوچل زبانیں ہیں۔ کومانچے جنوبی میدانوں میں بولی جاتی ہے۔

**28.42** اوتوازتکائی خاندان کے خاص علاقہ میں اتھاباسکائی خاندان کی زبانیں گھسی ہوئی ہیں۔ صاف طور پر معلوم ہوتا ہے کہ ان کی پیش قدمی شمال کی طرف ہوئی ہے اس خاندان کا خاص علاقہ کناڈا کا شمالی مغربی حصہ اور وسطی الاسکا ہے۔ یہاں مشہور زبانیں سرسی اور

چپویان ہیں۔ اس علاقہ کے مرکز نفوذ ہونے کا ثبوت یہ ہے کہ ہیدا اور تلنگیت جو بظاہر اتھاباسکائی خاندان سے تعلّق رکھتی ہیں اور ان کے ساتھ مل کر نادینی (Na-Dené) نسل بناتی ہیں، متصل علاقوں میں بولی جاتی ہیں۔ مزید برآں جنوبی زبانیں، ہم رشتہ زبانوں کا ایک اور گٹھا ہوا گروہ بناتی ہیں۔ جسے مجموعی طور پر اپاچیائی ( Apachean ) کہا جاتا ہے۔ ان میں سب سے زیادہ اہم نواہو ہے۔ امریکی انڈین زبانوں میں اس کا سب سے زیادہ مطالعہ ہُوا ہے۔ شمالی کیلی فورنیا میں بھی اتھاباسکائی زبانوں کا ایک چھوٹا سا گروہ ہے، جس میں ہوپا چستا، کوستا اور ماتول زبانیں ہیں۔

**28.43** امریکہ کی سکونت پذیر اہل قوموں کے چاروں طرف خانہ بدوش لوگ جنوبی اتھاباسکائی زبانیں بولتے ہیں۔ سکونت پذیر لوگ مختلف زبانیں بولتے ہیں، جن میں سے بعض صرف ایک ہی گاؤں تک محدود ہیں۔ ان کے تین خاندان کیسے جا سکتے ہیں: تانوئی، کیراسائی اور زونی۔ پہلا یقیناً اور شاید آخری بھی۔ اوتو ازتکائی خاندان سے منسوب کیا جا سکتا ہے اور ان سے مل کر ازتک تانوئی نسل بنتی ہے۔

**28.44** جس طرح چھوٹے چھوٹے گروہ مل کر بڑے گروہ بن رہے ہیں، ہم یہ توقع کر سکتے ہیں کہ بعض بڑے گروہ بھی کسی نہ کسی سطح پر ایک دوسرے سے ہم رشتہ ہوں گے۔ بہت سی تجاویز پیش کی جا چکی ہیں لیکن حتمی ثبوت مہیا نہیں ہو سکا۔ مثلاً فنو یوگری اور التائی خاندان کو ملا کر یورال التائی خاندان بنتا ہے۔ اور کبھی کبھی اس کو وسعت دے کر اس میں جاپانی، کوریائی اور ایسکیمو زبانوں کو بھی شامل کر لیا جاتا ہے۔ بعض دوسرے لوگوں نے فنو یوگری کے رشتے ہند یورپی یا دراویدی یا آسٹرو ایشیائی زبانوں سے ملائے ہیں۔ ایک اور دل چسپ دعویٰ ہند یورپی اور سامی زبانوں کے رشتہ کا کیا گیا ہے۔ ان تجاویز کے بارے میں ابھی تک جو کچھ کہا سکتا ہے وہ صرف یہ ہے کہ ابھی اسے ثابت نہیں کیا جا سکا ہے لیکن صورتِ حال کی نوعیت کے اعتبار سے ایسے کسی نظریہ کا بطلان بھی ناممکن ہے۔ یہ توقع کی جا سکتی ہے کہ مسلسل کام ہوتا رہا تو وسیع تر زمرے بنائے جا سکیں گے۔ تاہم ان میں سے بہت سی تجویزوں میں جن رشتوں کا دعویٰ کیا گیا ہے انہیں موجودہ زبانوں کے راست تقابل سے ثابت نہیں کیا جا سکتا۔ اس کے بجائے اس وقت تک انتظار کرنا ہو گا جب تک مختلف لسانی خاندانوں کی باز تعمیر شدہ قدیم شکلیں سامنے آئیں۔ عین ممکن ہے کہ جب بعض خاندانوں کی قدیم تر شکلیں ہمارے سامنے آ جائیں تو ہم ان باز تعمیر شدہ زبانوں کے موازنہ سے بہتر نتائج برآمد کر سکیں۔ اس وقت تک لسانی خاندانوں کو بڑے گروہوں میں مربوط کرنے کے سلسلے میں محتاط رہنا چاہیے۔

ان زبانوں کے نام مع اردو ترجمہ جن کو مترجم نے اس کتاب میں استعمال کیا ہے

| اردو | English |
|---|---|
| ابخاسی | Abkhasian |
| اکولی | Acoli |
| افغانی | Afghan |
| افریقان | Afrikaans |
| افریشیائی | Afro-Asiatic |
| اکان | Akan |
| اکادی | Akkadian |
| الاباما | Alabama |
| البانیائی | Albanian |
| الیوت | Aleut |
| الگون کوئی | Algonquian |
| التائی زبانیں | Altaic languages |
| امہری | Amharic |
| ایمائے | Amoy |
| آمسگو | Amusgo |

| | |
|---|---|
| Anatolian languages | اناطولی زبانیں |
| Anglo-Saxon | اینگلو سیکسن |
| Annamese | انامی |
| Apachean languages | اپاچیائی زبانیں |
| Arabic | عربی |
| Aramaic | آرامی |
| Arapaho | اراپاہو |
| Arkansa | ارکانسا |
| Armenian | آرمینیائی |
| Assamese | آسامی |
| Assyrian | اسیریائی |
| Atakapa | اتاکاپا |
| Athabaskan languages | اتھاباسکائی |
| Australian languages | آسٹریلیائی زبانیں |
| Austro-Asiatic languages | آسٹرو ایشیائی زبانیں |
| Avar | آور |
| Avestan | اوستائی |
| Aymara | ایمارا |
| Azerbaijani | آذربائیجانی |
| Aztec-Tanoan languages | ازتک تانوئی |
| Babylonian | بابلی |
| Bagirmi | باغرمی |
| Balinese | بالینی |
| Balochi | بلوچی |
| Baltic languages | بالٹائی زبانیں |

| | |
|---|---|
| Bambara | بمبارا |
| Bannock | بنوک |
| Bantu languages | بنتو زبانیں |
| Baoule | باؤلے |
| Bariba | باریبا |
| Basque | باسک |
| Bassa | باسا |
| Batak | باٹک |
| Beja | بیجا |
| Bella Bella | بلا بلا |
| Bemba | بمبا |
| Bella Coola | بلاکولا |
| Bengali | بنگالی |
| Berber languages | بربر زبانیں |
| Biloxi | بلوکسی |
| Bisayan | بسّاین |
| Blackfoot | بلیک فوٹ |
| Bodo | بوڑو |
| Bokraal | بوکمال |
| Brahui | براہوئی |
| Breton | بریٹن |
| Bulgarian | بلگاری |
| Bulom | بلوم |
| Burmese | برمی |
| Bushman | بشمین |

| | |
|---|---|
| Byelorussian | بائیلو روسی |
| Caddo | کدو |
| Caddoan languages | کدوئی زبانیں |
| Cakchiquel | کیک چقیل |
| Cantonese | کینٹونی |
| Catalan | کٹیلان |
| Catawba | کتابا |
| Caucasian languages | کاکیشیائی زبانیں |
| Celtic languages | کیلٹک زبانیں |
| Central Niger-Congo languages | وسطی نائر کانگو زبانیں |
| Central Saharan languages | وسطی صحارائی زبانیں |
| Central Sudanic languages | وسطی سوڈانی زبانیں |
| Chad languages | خاد زبانیں |
| Chaga | چاگا |
| Chamorro | چمارو |
| Chari-Nile languages | شاری نیل زبانیں |
| Chasta Costa | چستا کوستا |
| Chatino | چاتنو |
| Chechen | ششن |
| Chehalia | چیہالیا |
| Cheremiss | چیریمس |
| Cherokee | چیروکی |
| Cheyenne | چے نی |
| Chickasaw | چکاسا |
| Chimakuan languages | چماکوئی زبانیں |

| | |
|---|---|
| Chimakum | چماکوم |
| Chimariko | چمارِکو |
| Chinese | چینی |
| Chinook | چنوک |
| Chipewyan | چپویان |
| Chitimacha | چتی ماشا |
| Chiwere | شیور |
| Chocho | چوچو |
| Choctaw | چوکتا |
| Chol | چول |
| Chontal of Oaxaca | چونتل اوکساکی |
| Chontal of Tabasco | چونتل تباسکی |
| Chorti | چورتی |
| Chumash | چماش |
| Classical Nahuatl | قدیم ناہوتل |
| Coahuiltecan languages | کوہلتیکی زبانیں |
| Cœur d'Alene | کیور دالین |
| Comanche | کومانچے |
| Comecrudo | کومیکرودو |
| Coos | کوس |
| Coptic | قبطی |
| Cora | کورا |
| Costanoan | کوستانوئن |
| Cree | کری |
| Creek | کریک |

| | |
|---|---|
| Creole, Haitian | ہیتی بولی |
| Croatian | کروشیائی |
| Crow | کرو |
| Cuicatec | کوکاتک |
| Cushitic languages | کشینی زبانیں |
| Czech | زیک |
| Dakota | دکوتا |
| Danish | ڈینی |
| Dante | ڈینٹ |
| Dayak | دایک |
| Delaware | دیلادیر |
| Dhegiha | ڈھیگہا |
| Dinka | دنکا |
| Dravidian languages | درادیدی زبانیں |
| Dutch | ولندیزی |
| Efik | ایفک |
| Egyptian | مصری |
| English | انگریزی |
| Erie | ایری |
| Eskimo | اسکیمو |
| Eskimo-Aleut languages | اسکیموالیوت زبانیں |
| Esselen | اسیلن |
| Estonian | ایسٹونیائی |
| Ethiopic | حبشی |
| Etruscan | ایترسکائی |

| | |
|---|---|
| Ewe | ایوے |
| Fanti | فنتی |
| Fijian | فیجی |
| Finnish | فنی |
| Finno-Ugric languages | فنو یوگری زبانیں |
| Flemish | فلیمی |
| Fon | فون |
| Foochow | فوچو |
| Fox | فوکس |
| French | فرانسیسی |
| Frisian | فریسیائی |
| Fukien | فیوکین |
| Fulani | فلانی |
| Gaelic | گیلک |
| Galician | گلیشیائی |
| Galla | غلہ |
| Ganda | گینڈا |
| Garo | گارو |
| Ge'ez | جیعز |
| Georgian | جارجیائی |
| German | جرمن |
| Germanic languages | جرمنک زبانیں |
| Gondi | گونڈی |
| Gothic | گوتھک |
| Greek | یونانی |

| | |
|---|---|
| Guarani | گویرانی |
| Gujerati | گجراتی |
| Gur languages | گرزبانیں |
| Haida | ہیدا |
| Haitian Creole | ہیتی بولی |
| Hakka | ہکّا |
| Hamitic languages | حامی زبانیں |
| Hamito-Semitic languages | حام سامی زبانیں |
| Hatsa | ہتسا |
| Hausa | ہوزا |
| Hawaiian | ہوائی |
| Hebrew | عبرانی |
| Herero | ہیریرو |
| Hidatsa | ہداتسا |
| Hindi | ہندی |
| Hittite | حتی |
| Hokan languages | ہوکائی زبانیں |
| Hokan-Siouan languages | ہوکائی سیوان زبانیں |
| Hopi | ہوپی |
| Hottentot | ہوتنتوت |
| Huave | ہوادے |
| Huaxtec | ہواکستیک |
| Huichol | ہوچل |
| Hungarian | ہنگاری |
| Hupa | ہوپا |

| | |
|---|---|
| Huron | ہیورن |
| Ibo | آئبو |
| Icelandic | آئستانی |
| Illinois | الیونائے |
| Illyrian | الیریائی |
| Ilocano | الاکانو |
| Indic languages | ہند آریائی زبانیں |
| Indo-European languages | ہند یورپی زبانیں |
| Indo-Hittite languages | ہند حتی زبانیں |
| Indo-Iranian languages | ہند ایرانی زبانیں |
| Indonesian | انڈونیشیائی |
| Inupik | انوپک |
| Iowa | آئوا |
| Iranian languages | ایرانی زبانیں |
| Irish | آئرش |
| Iroquoian languages | اروکوئی زبانیں |
| Italian | اطالوی |
| Ixcatec | اکسکاتک |
| Ixil | اکسل |
| Japanese | جاپانی |
| Javanese | جاوانی |
| Jicaque | جکاک |
| Kabardian | قباردی |
| Kabyle | قبائل |
| Kadai languages | کدائی زبانیں |

| | |
|---|---|
| Kalapuya | کالاپویا |
| Kalispel | کالسپیل |
| Kamba | کمبا |
| Kannarese | کنڑ |
| Kansa | کنسا |
| Kanuri | کنوری |
| Karen languages | کارن زبانیں |
| Karok | کاروک |
| Kashmiri | کشمیری |
| Kâte | کاتے |
| Kazak | قازاق |
| Kekchi | کیکچی |
| Keresan | کیراسائ |
| Khasi | کھاسی |
| Khmer | کھمیر |
| Khoisan languages | خوسی زبانیں |
| Kikongo | ککانگو |
| Kikuyu | لگویو |
| Kimbundu | کمبندو |
| Kiowa | کیودا |
| Kirghiz | کرغیز |
| Koasati | کوساتی |
| Kongo | کانگو |
| Korean | کوریائی |
| Kpelle | کپیلے |

| | |
|---|---|
| Kru | کرو |
| Kui | کوئی |
| Kuki-Chin languages | کوکی چین زبانیں |
| Kurdish | کرد |
| Kurukh | کرک |
| Kutenai | کیتنائی |
| Kwa languages | قوا زبانیں |
| Kwakiutl | کواکتل |
| Lao, Laotien | لاؤ / لاؤشی |
| Lappish | لاپی |
| Latin | لاطینی |
| Latvian | لیٹوین |
| Lingua Geral | لنگوا جیرل |
| Lithuanian | لتھوانی |
| Loma | لوما |
| Luba | لیوبا |
| Luganda | لگینڈا |
| Macro-Mayan languages | میکرو مایان زبانیں |
| Maduran | مدوران |
| Maidu | میدو |
| Makassar | مکاسر |
| Malagasy | مالاگیسی |
| Malay | مالے |
| Malayalam | ملیالم |
| Malayo-Polynesian languages | ملائی پولینیشیائی زبانیں |

Malinke مالنکے

Mam مام

Manchu منچو

Mandan مندان

Mandarin مندرین

Mande languages مانڈے زبانیں

Maori ماؤری

Marathi مرہٹی

Masai مسائی

Massachusetts مساشوسٹ

Mattole ماتول

Mayan languages مایان زبانیں

Mazahua مزاہوا

Mazatec مزاتیک

Melanesian languages میلینیشیائی زبانیں

Mende, مندیائی

Menomini منومنی

Miao میاؤ

Micmac مکمیک

Micronesian languages مائکرونیشیائی زبانیں

Midland dialect وسطی علاقائی بولی

"Mimi" language ممی زبانیں

Mingrelian منگریلیائی

Minoan منوئی

Missouri مسوری

| | |
|---|---|
| Miwok | میووک |
| Mixe | مکسے |
| Mixtec | مکستک |
| Mohawk | موہاک |
| Mohegan | موہیگن |
| Mon | مون |
| Mongol languages | منگولی زبانیں |
| Mongolian | منگولیائی |
| Mordvin | موردون |
| Moru | مورو |
| Mosan languages | موسن زبانیں |
| Mossi | موسی |
| Munda | منڈا |
| Muskogean languages | سکوجی زبانیں |
| Na-Dené languages | نادینی زبانیں |
| Naga languages | ناگا زبانیں |
| Nahuatl | نہوتل |
| Nandi, | نندی |
| Natches | ناچز |
| Natches-Muskogean languages | ناچز مسکوجی زبانیں |
| Navaho | نواہو |
| Nepali | نیپالی |
| Ngala | انگالا |
| Nicobarese | نکوباری |
| Niger-Congo languages | نائجر کانگو زبانیں |

| | |
|---|---|
| Nilo-Hamitic languages | نیل حامی زبانیں |
| Nilotic languages | نلوتی زبانیں |
| Nootka | نوتکا |
| North Caucasian languages | شمالی کاکیشیائی زبانیں |
| Northern dialect | شمالی بولیاں |
| Northern Sotho | شمالی سوتھو |
| Nuba | نیوبا |
| Nuer | نیور |
| Nupé | نوپے |
| Nyamwesi | نیام ویسی |
| Nyanja | نیانجا |
| Nynorsk | ننورسک |
| Ofo | اوفو |
| Ojibwa | اوجبوا |
| Old Church Slavonic | قدیم کلیسائی سیلوانی |
| Old English | قدیم انگریزی |
| Old High German | قدیم جنوبی جرمن |
| Old Norse | قدیم نورس |
| Old Persian | قدیم فارسی |
| Old Saxon | قدیم سکسینی |
| Omaha | اوماہا |
| Oneida | انیدا |
| Oriya | اڑیہ |
| Osage | اوساگے |
| Oscan | اوسکائی |

| | |
|---|---|
| Otomanguean languages | اوتومان گوئی زبانیں |
| Otomi | اوتومی |
| Pahlavi | پہلوی |
| Paiute | پیوتے |
| Palaung | پالاؤنگ |
| Pame | پامے |
| Panjabi | پنجابی |
| Papago | پاپاگو |
| Papuan languages | پاپوئی زبانیں |
| Pasamaquoddy | پساماکدے |
| Pashto | پشتو |
| Pawnee | پونی |
| Penobscot | پینوب اسکوٹ |
| Penutian languages | پینوتیائی زبانیں |
| Persian | فارسی |
| Phoenician | فینیقی |
| Phrygian | فریجیائی |
| Pima | پیما |
| Pokomam | پوکومام |
| Pokonchi | پوکونچی |
| Polish | پولستانی |
| polynesian languages | پولینیشیائی زبانیں |
| Pomo | پومو |
| Ponca | پونکا |
| Popoloca of Pueblo | پوپولوکا (پیوبلو) |

| | |
|---|---|
| Popoloca of Vera Crus | پوپولوکا (ویراکروز) |
| Portuguese | پرتگالی |
| Potawatomi | پوتاوتومی |
| Powhatan | پوہتین |
| Proto-Central Algonuquian | |
| Provençal, | پراونشیل |
| Punic | پیونی |
| Quapaw | کاپا |
| Quechua | قیچوا |
| Quiche | قیچے |
| Quileute | کلوت |
| Rhæto-Romanic | ریتو رومانی |
| Ritwan languages | رتوان زبانیں |
| Romance languages | رومانی زبانیں |
| Romansch | رومانش |
| Roumanian | رومانیائی |
| Rundi | رنڈی |
| Russian | روسی |
| Rwanda | رواندا |
| Ryukyu | ریوکیو |
| Salinan | سلینان |
| Salishnan languages | سلیشیائی زبانیں |
| Samoan | سموئی |
| Samoyed languages | یسمویائی زبانیں |
| Sango | سانگو |

| | |
|---|---|
| Sanskrit | سنسکرت |
| Santali | سنتھالی |
| Sardinian | ساردینی |
| Sarsi | سرسی |
| Scots Gaelic | اسکاٹس گیلک |
| Semitic languages | سامی زبانیں |
| Sequoya | سقویا |
| Serbian | سربیائی |
| Serbo-Croatian | سربوکروشیائی |
| Shan | شان |
| Shasta | شاستا |
| Shawnee | شانی |
| Shilh | شلح |
| Shilluk | شلوک |
| Shona | شونا |
| Shoshone | شوشون |
| Siamese | سیامی |
| Sindhi | سندھی |
| Sinhalese | سنہالی |
| Sino-Tibetan languages | چینی تبتی زبانیں |
| Siouan languages | سیوآن زبانیں |
| Siuslaw | سیوسلا |
| Slavic languages | سلاوی زبانیں |
| Slavonic, Old Church | قدیم کلیسائی سلیوانی |
| Slovak | سلوواک |

| | |
|---|---|
| Somali | سومالی |
| Songhai | سنگھائی |
| Sotho | سوتھو |
| South Arabic | جنوبی عربی |
| South Caucasian language | جنوبی کاکیشیائی زبانیں |
| Southern dialect | جنوبی بولی |
| Southern Sotho | جنوبی سوتھو |
| Spanish | اسپینی |
| Subtiaba | سُبتیابا |
| Suchow | سوچو |
| Sudanic languages | سوڈانی زبانیں |
| Sumerian | سمیری |
| Sundanese | سنڈانی |
| Swahili | سواہلی |
| Swazi | سوازی |
| Swedish | سویڈش |
| Syriac | شامی |
| Tagalog | تگالوگ |
| Tahitian | تحیتی |
| Takelma | تاکیلما |
| Tamil | تامل |
| Tanoan | تانوئی |
| Tarahumara | تاراہمارا |
| Tarascan | تاراسکنی |
| Tasmanian | تسمانی |

| | |
|---|---|
| Telegu | تلگو |
| Temne | تیمنے |
| Tepehua | تیپی ہوا |
| Tequistlatec | تیکس تلاک |
| Thai | تھائی |
| Tibetan | تبتی |
| Tibeto-Burman languages | تبتی برمی زبانیں |
| Tigré | تغری |
| Tigriña | تغرینا |
| Tiv | تیو |
| Tlapanec | تلاپانک |
| Tlingit | تلنگیت |
| Tocharian | تخاری |
| Tojolabal | توجولابل |
| Tonkawa | تونکاوا |
| Totonac | توتونیک |
| trique | ترک |
| Tsimshian | سمشیائی |
| Tswana | تسوانا |
| Tuareg | تواریغ |
| Tubatulabal | تباتل بل |
| Tungus | تنگس |
| Tunica | تیونکا |
| Tunican languages | تیونکی زبانیں |
| Tupi-Guarani | توپی گوریانی |

Turkic languages — ترکی زبانیں

Turkish — ترکی

Türkomen — ترکمان

Tuscarora — تسکارورا

Tutelo — توتیلو

Twi — توی

Tzeltal — تزیلتل

Tzotzil — تزوتزل

Ukrainian — یوکرینی

Umbrian — امبریائی

Umbundu — امبندو

Ural-Altaic languages — یورال الٹائی زبانیں

Urdu — اردو

Uto-Aztecan languages — اوتو ازتکائی زبانیں

Usbeg — ازبک

Venda — وینڈا

Venetic — وینتی

Vietnamese — ویتنامی

Votyak — ووتیاک

Wa — وا

Wakashan languages — وکاشی زبانیں

Welsh — ویلش

West Atlantic languages — مغربی اوقیانوسی زبانیں

Wichita — وچیتا

Winnebago — ونیباگو

| | |
|---|---|
| Wintun | ونتون |
| Wiyot | ویوت |
| Wolof | ولف |
| Wu "dialects." | وو بولیاں |
| Xhosa | خوسا |
| Yana | یانا |
| Yao | یاؤ |
| Yiddish | یدی |
| Yokuts | یوکتس |
| Yoruba | یوروبا |
| Yucatec | یوکاتک |
| Yuchi | یوچی |
| Yuchian languages | یوچی زبانیں |
| Yuman languages | یومان زبانیں |
| Yupik | یوپک |
| Yurok | یوروک |
| Zande | زندے |
| Zapotec | زپوتک |
| Zenaga | زیناغہ |
| Zoque | زوک |
| Zulu | زولو |
| Zuni | زونی |

# اصطلاحات

(انگریزی - اردو)

| | |
|---|---|
| Abstract | مجرد |
| Accent | لہجہ |
| Accented | لہجہ دار |
| Accusative Case | حالت مفعولی |
| Acoustic | سمعی |
| Acoustics | سمعیات |
| Active Voice | طور معروف |
| Activity | سرگرمی، عمل |
| Adessive case | قربی حالت |
| Adjective | صفت |
| Adjustment model | توافق نمونہ / ماڈل |
| Adverb | تمیز |
| Affix | تعلیقیہ |
| Affricates | بند صفیری |
| Allative Case | جہتی حالت |

| | |
|---|---|
| Allograph | ذیلی ترسیمیہ |
| Allomorph | ذیلی مارفیم |
| Allophone | ذیلی فونیم |
| Allophonic | ذیلی فونیمی |
| Alphabetic | ابجدی |
| Alphabetic writing | ابجدی تحریر |
| Alphabets | ابجد |
| Alveolae | لثہ |
| Alveolar | لثوی |
| Alveopalatal | لث تالوی |
| Amplitude | فراخی |
| Analogic Change | مماثلتی تبدیلی |
| Analogical | مماثلتی |
| Analogy | مماثلت |
| Animate | جاندار |
| Anthroplogy | بشریات |
| Apex (of the tongue) | نوک (زبان کی) |
| Apposition | مبدل منہ |
| Article | حرف تعریف |
| Articulation | تلفظ |
| Articulators | تلفظ کار |
| Articulatory | تلفظی (صوتیات کے ساتھ) |
| Aspirate | ہکار |
| Aspirated | ہکاری |
| Aspiration | ہکاریت |

| | |
|---|---|
| Assimilation | تماثل |
| Audibility | سمعیت |
| Audition | سمع |
| Auditory | سمعی |
| Auxiliary verb | امدادی فعل |
| Back of Tongue | زبان کا پچھلا حصّہ |
| Back Vowel | پچھلا مصوتہ |
| Band | پٹی |
| Base | اساس ، بنیاد |
| Base form | اساسی شکل / بنیادی روپ |
| Bilingual | دو لسانی |
| Blade of tongue | زبان کا پھل |
| Borrowing | مستعاریت |
| Borrowing language | مستعار لینے والی زبان |
| Bound form | پابند روپ / متعین شکل |
| Break | فصل |
| Breath-group | تنفسی گروہ |
| Broad transcription | فونیمی تحریر |
| Cardinal Vowel | معیاری مصوتہ |
| Case | حالت |
| Case ending | حالتی (لاحقہ) |
| Cavity | جوف |
| Central | درمیانی |
| Central Vowel | درمیانی مصوتہ |
| Change | تبدیلی ، تغیر |

| | |
|---|---|
| Chart | جدول / چارٹ |
| Class | درجہ بندی کرنا |
| Classification | درجہ بندی ، گروہ بندی |
| Clause | فقرہ |
| Clause terminal | اختتام فقرہ |
| Click sounds | چٹکار اصوات |
| Closed vowel | بند مصوتہ |
| Cluster | خوشہ |
| Code | مقررہ اشارہ / کوڈ |
| Cognate | ہم اصل |
| Colloquial | روز مرّہ کا ، عام بول چال کا |
| Comitative case | معیتی حالت |
| Communication | ترسیل |
| Comparative Adjective | صفت تفضیلی |
| Comparative Linguistics | تقابلی لسانیات |
| Compensatory lengthening | مکافاتی طول |
| Complementary distribution | تکملی تقسیم / متمم تقسیم |
| Complex sentence | لفیف جملہ |
| Compound | مرکب |
| Concord | تطابق |
| Conditional | مشروط ، شرطیہ |
| Conditioned | مشروط |
| Conjugation | گردان |
| Conjunction | عطف |
| Consonant | مصمتہ |

| | |
|---|---|
| Consonant. Phoneme | مصمتی فونیم |
| Constantal | مصمتی |
| Constituent | جز |
| Constituent Class | اجزائی قسم |
| Constituent Structure | اجزائی ساخت |
| Construction | ساخت ، ترکیب ، تعمیر |
| Construction Pattern | ترکیبی سانچہ / تعمیری سانچہ |
| Constructional | ترکیبی / تعمیری |
| Constructional Homonymity | ترکیبی / تعمیری تجنیس |
| Contact | لمس |
| Contact sound | لمسی اصوات |
| Content | مضمون، معنی |
| Contiguous | مقرون |
| Continuant | جاریہ |
| Contrast | تضاد ، تخالف |
| Contrastive Grammar | تخالفی قواعد |
| Corpus | نظیری مواد |
| Correspondence | مطابقت |
| Count Nouns | شماری اسم |
| Cross-reference | حوالۂ داخلی |
| Current relevance | کیفیت جاریہ |
| Dative case | نصبی حالت |
| Degree | درجہ |
| Demonstratives | کلمات اشارہ |
| Density of Communication | ثقل ترسیل کا / دندانی |
| Dental | |

| | |
|---|---|
| Derivation | اشتقاق |
| Derivative | اشتقاقی |
| Derive | مشتق کرنا |
| Descriptive | توضیحی |
| Descriptive grammar | توضیحی قواعد |
| Descriptive Linguistics | توضیحی لسانیات |
| Descriptive root | توضیحی مادہ |
| Diacritical (marks) | امتیازی نشان |
| Dialect | بولی |
| Diasyllabic | دورکنی |
| Diasyllabic root | دورکنی مادہ |
| Digraph | دہری ترسیم |
| Diphthongs | دہرے مصوتے |
| Dissimilation | خلاف تماثل افتراق |
| Distant environment | بعید ماحول |
| Distribution | تقسیم |
| Disturbance | خلل |
| Dome of Palate | تالو کا قبہ |
| Dorsal (=velar) | غشائی |
| Dual | تثنیہ |
| Elative case | استنباطی حالت |
| Element model | عنصری نمونہ / ماڈل |
| Environment | ماحول |
| essive case | استقراری حالت |
| Etymology | استقاقیات |

| | |
|---|---|
| Exclusive case | اخراجی حالت |
| Exclusive first person | متکلم اخراجی |
| Experimental Phonetics | تجربی صوتیات |
| Expression | بیان ، اظہار |
| Extra high (of pitch) | زیادہ اونچا (زور) |
| Fading (of clause terminal) | ماند (اختتام فقرہ) |
| Falling Diphthong | گرتا دُہرا مصوتہ |
| False Analogy | غلط مماثلت |
| Feminine gender | جنس مونث |
| Flap | تکریری |
| Flow of speech | رفتارِ کلام / کلام کا بہاؤ |
| Form | شکل ، روپ |
| Formant | پیکر ساز |
| Formation | تشکیل |
| Formative | تشکیلی |
| Fortis | قوی |
| Free variation | آزاد تباین |
| Frequency | تکرار ، تعداد ارتعاش |
| Frequentative | تکراری |
| Fricative | صفیری / صفیریہ |
| Friction | رگڑ ، صفیر |
| Front of tongue | زبان کا اگلا حصہ |
| Front Vowel | اگلا مصوتہ |
| Function | تفاعل ، عمل |
| Function words | تفاعلی الفاظ |

| | |
|---|---|
| Gender | جنس |
| Geneological Classification | نسلی تقسیم |
| Generate | تخلیق کرنا |
| Genitive Case | اضافی حالت |
| Glide | تدریجیہ |
| Gliding tone | تدریجی سر |
| Glossematics | علم کلمات |
| Glottal | حلقی |
| Glottal stop | حلقی بندش |
| Glottalized | حلقیایا |
| Glottochronology | علم تاریخ لسان |
| Government | متابعت |
| Grade | درجہ |
| Grummar | قواعد |
| Grammatical gender | قواعدی جنس |
| Grammaticalness | قواعدیت |
| Graph | ترسیم |
| Graphame | ترسیمیہ |
| Grooved Fricatives | نالی دار صفیری آواز و صفیریے |
| Hamitic languages | حامی زبانیں |
| Harmonic | ہم آہنگیہ |
| Harmonious | ہم آہنگ |
| High (of pitch) | اونچا (زور) |
| High-front | اگو نچا |
| Higher-low(vowel) | اونچا نچلا |

| | |
|---|---|
| Historical Linguistics | تاریخی لسانیات |
| Homonymity | تجنیس |
| Homonyms | ہم جنس الفاظ |
| Homophonous | ہم صوت |
| Homorganic | ہم مخرج |
| Hypothesis | مفروضہ |
| Hypothetical | فرضی |
| Identical | یکساں |
| Identical pair | یکساں جوڑا |
| Illative case | درونی حالت |
| Immediate Constituent | جزو متصل |
| Immediate Constituents | اجزائے متصل |
| Immediate environment | قریبی ماحول |
| Imperfect | ناتمام |
| Implosive | درکشیدہ |
| Inanimate | بے جان |
| Inclusive | شمولی |
| Inclusive first person | متکلم شمولی |
| Indicative | بیانیہ |
| Inessive | مدخولی |
| Image | تصوّر |
| Infix | وسطیہ |
| Inflection | تصریف |
| Inflectional | تصریفی |
| Informant | اطلاع دہندہ |

| | |
|---|---|
| Information | اطلاع |
| Instructive case ~~Interdental~~ | ذریعی حالت |
| Instrumental case | آلی حالت |
| Intensity repre-sentation | شدت نمائی |
| Intensive | شدید |
| Interdental | بین دندانی |
| Interjection | فجائیہ |
| International Phonetic Alphabets | بین الاقوامی / صوتی ابجد |
| Intonation | سُرلہر |
| Intonation Contour | سرلہری خط |
| Isogloss | لسانی خطِ فاصل / لفظی متنادیہ |
| Labial | لبی |
| Labialize | لبیانا |
| Labialized | لبیائی |
| Labiodental | لب دندانی |
| Labiovelar | لب غشائی |
| Language | زبان |
| Laryngal | حنجری |
| Larynx | حنجرہ |
| Lateral | پہلوئی |
| Lax | خفیف |
| Lenis | ضعیف |
| Level diphthong | ہموار دُہرا مصوتہ |
| Limited duration | محدود عرصہ |
| Linear representation | خطی اظہار |
| Linguist | ماہر لسانیات |

| | |
|---|---|
| Linguistic | لسانی ، لسانیاتی |
| Linguistics | لسانیات |
| Lip | لب |
| Loan-word | مستعار لفظ |
| Lovative case | مکانی حالت |
| Low | نچلا ، نیچا |
| Lower Articulation | نچلا تلفظ |
| Lower-high(vowel) | نچلونچا (مصوتہ) |
| Marker | نشان گر |
| Masculine gender | جنس مذکر |
| Mass Nouns | اسمائے مادہ |
| Mean-mid | درمیانی وسطی |
| Mechanism | ساخت ، نظام ، میکنزم |
| Medial vowel | بچلا مصوتہ |
| Median resonant | وسطی گمک دار |
| Metathesis | تقلیب |
| Mid (of pitch=/2/) | وسطی |
| Minimal pair | اقلی جوڑا |
| Modification | ترمیم |
| Monosyllabic | یک رکنی |
| Monosyllabic root | یک رکنی مادہ |
| Mood | طور |
| Morpheme | مارفیم |
| Morphemic | مارفیمی |
| Morphological | مارفیماتی تقسیم |

| | |
|---|---|
| classification | مشروط مارفیمیاتی |
| Morphologically conditioned | مارفیمیات |
| Morphoohonemic changes | مارفونیمی تبدیلیاں |
| Mutually exclusive | باہم اخراجی |
| Narrow Transcription | صوتیاتی تحریر |
| Nasal | انفی |
| Nasalization | انفیت |
| Nasalized | مغنونہ ، انفیائی |
| Native speaker | اہلِ زبان |
| Nature | ماہیت |
| Neuter Gender | بے جان جنس |
| Nominal phrase | اسمی ترکیب |
| Nominative case | حالت فاعلی |
| Non-contiguous | مفروق |
| Non-recursive rule | غیر باز وقوعی قاعدہ |
| Non-vocoid | غیر مصوتہ نما |
| Normal grade | معمولی درجہ |
| Notation | علامتی نشان / نگارش |
| Noun | اسم |
| Noun Plural | جمع اسمی |
| Nucleus | مرکزہ |
| Obligatory rule | لازمی قاعدہ |
| Oblique case | غیر فاعلی حالت |
| Obviative thi | صیغہ غائب |
| Open transition | بعید / کھلا عبوری تبدل / تغیر |

| | |
|---|---|
| Open vowel | کھلا مصوتہ |
| Optional rule | اختیاری قاعدہ |
| Oral | دہنی |
| Palatalize | حنکیانا |
| Palataaized | حنکیائی |
| Palate | حنک ، تالو |
| Paradigm | گردان ، نقشہ گردان |
| Paradigm model | گردانی نمونہ / ماڈل |
| Paradigmatic class | گردانی اقسام |
| Partitive case | تخصیصی حالت |
| Parts of speech | اقسام کلمہ / اجزائے کلام |
| Passive voice | طور مجہول |
| Pattern | نمونہ |
| Pause | وقفہ |
| Perfect | تمام |
| Pharyngal | حلقومی |
| Pharynx | حلقوم |
| Phenomenon | واقعہ ، صورت |
| Phonemem | فونیم |
| Phonemic | فونیمی |
| | فونیمی انتساب |
| Phonemically | فونیمیائی طور پر |
| Phonemics | فونیمیات |
| Phonetic | صوتی |
| Phonetic change | صوتی تبدیلی |

Phonetic chart — صوتی جدول / چارٹ
Phonetically — صوتیاتی طور پر
Phonetics — صوتیات
Phonologically conditioned — مشروط صوتی
Phonology — علم اصوات
Phrase — ترکیب
Physical Acoustics — طبیعی سمیعیات
Physicist — ماہر طبیعیات
Physiological — عضویاتی
Physiology — عضویات
Pitch — سُر
Pitch accent — سُر لہجہ (زوردار لہجہ)
Point of articulation — مخرج
Postoosition — موخر اسمیہ / جار موخر
Predicate — خبر
Prefix — سابقہ
Prepalatal — قبل حنکی / تالوی
Preposition — حرفِ ربط، حرفِ جار، جار مقدم
Prepositional — مجرور / جار مقدمی
Prescriptive grammar — ہدایتی قواعد
Primary — ابتدائی
Primary strees — ابتدائی بل
Principal parts — اجزائے خاص
Process — عمل
Process model — عملی ماڈل

Productive sub-class — پیداکار ذیلی قسم
Progressive — ارتقائی
Pronoun — ضمیر
Proximate third person — صیغہ غائب قریب
Pure tone — خالص تان
React — متاثر ہونا / ردِ عمل ہونا
Reciprocal pronoun — ضمیر تفاعلی
Reconstruction — باز تعمیر / تشکیل
Record — قلم بند کرنا / ریکارڈ کرنا
Recursive rule — باز تکراری قاعدہ
Redundancies — فاضلات، حشو و زوائد
Reduplications — مکررات
Reference grammar — حوالہ جاتی قواعد
Regressive — رجعی
Released stop — واگزاشت بندشی آواز / رہا بندشیہ
Replacive — مبدل
Resemblance — مشابہت
Resolve — تحویل کرنا
Resonance — گمک
Resonant — گمک دار (آوازیں)
Retroflex — معکوسی
Re-write rules — باز تحریری قاعدے
Rising — ابھرتا
Rising diphthong — ابھرتا دہرا مصوتہ
root — مادہ

| | |
|---|---|
| Root of tongue | زبان کی جڑ |
| Rounded vowel | مدور مصوتہ |
| Rythm | آہنگ |
| Science of language | علمِ زبان |
| Script | رسمِ خط |
| Secondary | ثانوی |
| Segment | قطعہ / قطع کاری کرنا / تقطیع کرنا |
| Segmental Phonemes | تقطیعی / قطع فونیم |
| Segmentation | قطع کاری / تقطیع |
| Sementics | معینات |
| Semi-vowel | نیم مصوتہ |
| Semitic languages | سامی زبانیں |
| Sentence grammar | جملہ قواعد |
| Sentence interpreting grammar | جملہ تشریحی قواعد |
| Sentence producing Grammar | جملہ ساز قواعد |
| Sequence | زنجیرہ تسلسل |
| | تان زنجیرہ |
| sets | (۱) مجموعے (2) تختی |
| Shade | شائبہ |
| Shewa | شوا |
| Sibilant | سسکار / سینیہ |
| Slit-fricatives | درز دار صفیری آوازیں / صفیریہ |
| Significant | معنی خیز |
| Similar pair | مشابہ جوڑا |
| Situation | صورتِ حال |

| | |
|---|---|
| Sound | صوت |
| Sound apparatus | صوتالہ |
| Sound change | صوتی تبدیلی |
| Sound image | صوت تصور |
| Sound jumble | صوت گڈمڈ |
| Sound picture | صوتی تصویر |
| Sound wave | صوت لہر |
| spectrograph | طیف نگار / اسپیکٹروگراف |
| Speech | تکلم ، کلام |
| Speech habit | کلامی عادت |
| Speech Organs | اعضائے نطق / تکلم |
| Speech sound | کلامی آوازیں (اصوات) |
| Spirant | صفیری |
| Stem | ساق |
| Stem formatives | ساق سازیے |
| Stop | بندش ، بندشی ، بندشیہ |
| Stress | بل |
| Stress accent | بل دار لہجہ |
| String | تسلسل |
| Structural sketch | ترکیبی خاکہ |
| Structure | ترکیب ، ساخت |
| Structured string | ترکیبی تسلسل / زنجیرہ |
| Sub-member | ذیلی ممبر |
| Sub-selection model | ذیلی انتخاب ماڈل |
| Substitute | قائم مقام |

| | |
|---|---|
| Substitutability | قائم مقامیت |
| Suffix | لاحقہ |
| Suppletion | مکمل تبدیلی |
| Suprasegmental Phonemes | فوق تقطیعی فونیم |
| Supra-sentence grammar | فوق جملہ قواعد |
| Suspicious pair | مشکوک جوڑا |
| Sustained | قائم |
| Syllabary | رکن مجموعہ |
| Syllabary writing | رکن واری رسم خط |
| Syllabic | رکنی ، رکن وار |
| Syllable | رکن |
| Syllable Nucleus | رکنی مرکزہ |
| Symbol | علامت |
| Syntactic class | نحوی قسم |
| Syntactical | نحوی |
| Syntax | علم نحو |
| Synthetic | مرکبی |
| Teeth | دنداں |
| Teeth-ridge | اوپر کے مسوڑھے |
| Tense (vowel) | شدید (مصوتہ) |
| Tense | زمانہ |
| Terminal | اختتام ، اختتامیہ |
| Terminal string | اختتامی تسلسل |
| Tertiary stress | ثلاثی بل |
| Theory | نظریہ |

Tip of tongue زبان کی نوک

Tone تان

Tone language تانی زبان

Tongue زبان

Transcription تحریر

Transformation تبادل

Transformational Grammar تبادلی قواعد

Transformation rules تبادلی قاعدہ

Translative case تغیری حالت

Trill ارتعاشی / ارتعاشیہ

Tune لے

Unaspirated غیر ہکاری

Unit اکائی

Universal عمومی

Unvoiced غیر مسموع

Utterance ملفوظ، تکلّم

Upper articulator بالائی تلفظ کار

Uvula لہات

Uvular لہاتی

Variation تباین

Velar (=dorsal) غشائی

Velarize غشائیانا

Velic ناک کا راستہ

Velum غشا، نرم تالو

Verb فعل

| | |
|---|---|
| Verb auxiliary | فعل امدادی |
| Vocal apparatus | صوتالہ |
| Vocal chords | صوتِ تانت |
| Vocal lips | صوتِ لب |
| Vocal organs | اعضائے صوت |
| Vocative case | ندائی حالت |
| Vocoid | مصوتہ نما |
| Voice | طور (قواعد) |
| Voice | مسموعیت |
| Voiced | مسموع |
| Vowel | مصوتہ |
| Vowel gradation | مصوتہ کی تدریج |
| Vowel harmony | مصوتی ہم آہنگی |
| Vowel triangel | مصوتی مثلث |
| Weak grade | ضعیف درجہ |
| Weak stress | ضعیف بل |
| Whisper | پھس پھساہٹ |
| Whispered | پھس پھسا |
| Wind-pipe | سانس نالی |
| word | لفظ |
| Word-grammmar | لفظِ قواعد |
| Writing | تحریر، رسمِ خط |